فضائل اہل بیت علیہم السلام

جلد اوّل

مؤلف

آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ

ترجمہ

حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

فضائل اہل بیت علیہم السلام

جلد اوّل

مؤلف

آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ

ترجمہ

حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فضائل اہل بیت علیہم السلام

جلد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اوّل

مؤلف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ

مترجم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

تصحیح و ترتیبِ نو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا محمد سعید الحسن

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)

سیٹنگ و گرافکس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قلب علی سیال

سال اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جون 2013ء

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبرز ۔ 0321-4481214,042-37314311

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ! مصباح القرآن ٹرسٹ۔۔۔۔۔عرصہ دراز سے دورِ حاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر وتالیفات کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پُروقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''فضائل اہل بیت علیہم السلام'' ایک عظیم علمی شخصیت آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ کی عظیم تصنیف ہے۔جس کا اُردو میں ترجمہ حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی نے کیا ہے۔اس کتاب کی جلد اوّل آپ کے ہاتھوں میں ہے۔یہ کتاب اہل بیت علیہم السلام کے کمالات وفضائل کا تفصیلی مجموعہ ہے۔چہاردہ معصومین علیہم السلام کی علمی، عملی سیرت کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیشِ خدمت ہے۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے''جس شخص پر خدا نے احسان فرمایا ہو، اسے میری اہل بیت کی معرت اور ولایت عطا کی ہو گویا کہ خدا نے تمام خوبیاں اس کے لیے جمع کر دی ہیں۔'' چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سیرت آپ کی راہوں کو روشن کرنے کے لیے یقیناً بہترین نور ہے۔

مزید برآں مصباح القرآن ٹرسٹ کی ویب سائٹ www.misbahulqurantrust.com کے ذریعے آپ ہماری تمام کتب گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسبِ سابق ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔۔۔۔۔۔والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

فہرست مضامین

پیش عرض	17	بے امید لوگ	67
معرفت اہل بیتؑ اوراس کے زندگی پر اثرات	17	معیار معرفت	69
مؤلف کتاب	27	معرفت الٰہی کے خزانہ دار	69
مؤلف کی تالیفات اور تصنیفات	27	اسباب راحت	70
تالیف کتاب کے بعد مؤلف کے اہم ترین خواب	28	اہل بیتؑ پر درود	70
کتاب القطرہ	29	پھر وہ جنت میں جائے گا	71
مقدمہ مؤلف	30	شفاعت رسولؐ	72
مقدمہ اول	32	ایک دن کی محبت	72
فرات اور شیعیان علیؑ!	35	پل صراط	73
زمین باقی نہ رہے	37	آل محمدؐ کی محبت کے فوائد	73
دشمنی اور محبت	37	چنے ہوئے	73
نعمت الٰہی	38	نوری فرشتہ	74
انتقام اور فضل وکرم	38	فرشتوں کا فخر کرنا	75
رضایت الٰہی	38	طور سینا پر نور الٰہی	76
دلوں پر تالے	38	شب معراج	78
دوسرا مقدمہ	39	نورانی چہرہ	78
تیسرا مقدمہ	46	نبیوں میں افضل کون؟	79
پہلا باب: روایات در فضائل محمدؐ واہلبیتؑ	63	پل صراط اور محبت	80
اقرار عبودیت	63	حوض کوثر کا سردار	80
علیؑ دوسرے انبیاء سے افضل	63	ہندوستان میں ایک درخت	81
اگر آل محمدؐ نہ ہوتے	63	کشتی پر سواری	81
آدمؑ کو سجدہ کیوں؟	64	ناصبی لوگ کون؟	83

ایک شخص اور آگ	86	نام محمد رکھا ہے	109
ایک چرواہا	88	ایک نیکی ہے	110
محبت اہل بیتؑ کی راہنمائی	94	یوسفؑ اور زلیخا	110
نجات نوح	94	نور کا ایک ٹکڑا	111
ہادی کی ضرورت	96	اولاد آدم کا سردار	111
وہ خدا کی عبادت کرتے تھے	96	درہ اور درخت	111
متقی مومن	97	بستر بیماری	112
اسلام ایک برہنہ بدن	97	محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کی فضیلت	114
ذکر علیؑ عبادت ہے	98	حوا کا حق مہر	114
ابلیس اور سات آسمان	99	کثرت سے درود	115
خلقت عقل	100	درود کی عظمت	115
تربیت علیؑ	101	فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں	116
سریانی زبان	101	درود ایک وزنی عبادت ہے	116
چہرے کی رنگت	102	باآواز بلند درود پڑھنا	116
نور آل محمدؐ	102	درود کفارہ گناہ ہے	117
عالم ارواح	103	حاجتیں اور درود	117
بت گرے	103	شیطان کی اقسام	117
سب سے افضل	104	باب عافیت	117
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل	104	درود اور گناہ	118
اسم اعظم	104	درود بھیجنا	118
تمام انبیاء کا علم	105	طشت عناب	118
امتحان	105	سو مرتبہ درود	119
تمام لوگوں کے لیے	106	ایک انوکھا فرشتہ	119
ابو طالبؑ اور پیغمبر	107	آل محمدؐ پر درود	120
حضورؐ کے اسماء مبارکہ	108	درود اور مشکلات کا حل	121

نماز سے مراد آل محمدؐ پر درود	123
یہودی اور درود	124
شدید عذاب	126
درودرات کے وقت	126
ابراہیمؑ اور دورد	127
درود سب سے بہتر ہے	127
درود اور تحریر	127
دوسرا حصہ: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام	130
علیؑ کے چہرے کا بوسہ	131
وجود مثالی	131
جن مکھی بن گیا	132
جوان سے پناہ	132
علیؑ کا پانی پینا	133
علیؑ کی دوستی	134
وہ انبیاء کے ساتھ محشور ہوگا	134
علیؑ امین رسول	134
محب علیؑ اور ملائکہ	135
شیعیان علیؑ کی دس خوبیاں	137
دشمن علیؑ اور سانپ	138
علیؑ درخشاں امام ہے	138
وہ امیر المومنین ہیں	142
علیؑ کا خشوع وخضوع	143
علیؑ اور سانپ	143
سیاہ چہرہ والی کنیز	143
معرفت علیؑ اور نورانیت	144
مجھے علیؑ محبوب ہے	152
اہل بیتؑ کے امور میں شک مت کرو	153
ذکر آل محمدؐ شفا ہے	154
وہ میرے ساتھ ہوگا	154
ولایت علیؑ	155
رحمت خدا کا منتظر	156
جنت میں داخل کردے گا	156
معیار محبت	156
باپ جنت سے نکلا	157
آپؐ کی محبت نے	158
علیؑ کو کندھوں پر سوار کیوں کیا؟	159
چوبیس چہروں والا فرشتہ	160
قیامت کا دن	160
امام مبین کون؟	161
علیؑ سورہ توحید کی طرح	161
علیؑ فضائل کا مجموعہ	162
مقام علیؑ	162
بہشت میں ستون	164
اسرار الٰہی	164
ولادت علیؑ کعبہ میں	165
علیؑ کی ولایت اور کھوپڑی	166
علیؑ چمکتا ہوا سورج	170
اولاد علیؑ کے فضائل چھپانے والے	172
فرشتوں کا استغفار کرنا	173
علیؑ پانی کے اوپر چلنے لگے	174

پتھر سونا ہو گیا	174
سر پر نورانی تاج	175
اے گھوڑ سوار! میری مدد کر	176
علیؑ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے	176
شجاعت اور علیؑ	177
شیعہ تاریکی میں چراغ	178
اسرار الٰہی کے معجزات	178
سورہ فاتحہ کی تفسیر	178
محب علیؑ انبیاء کے ساتھ	179
رسولؐ اور علیؑ کے پاس پانچ پانچ چیزیں	179
میں وسیلہ ہوں	180
شیعوں کے گناہ معاف	182
شیعان علیؑ کی توبہ	183
عمل سے دشمنی رکھو	183
فاطمہؑ سب سے افضل ہیں	185
کہ مجھے نیند آ گئی	186
سیاہ چہرے والا	187
شب معراج اور لہجہ علیؑ	188
سیاہ نقطہ	189
علیؑ کے شیعہ سب جنتی	190
علیؑ اور سلمان کا مذاق	192
جبرائیل اور علیؑ	193
نماز مشکل امر ہے	195
اولاد علیؑ ہونا ایک فضیلت ہے	196
جنگ تبوک	196
وہ شہید راہ حدا	197
سپہ سالار علیؑ	198
حیرت انگیز واقعات	199
یوسفؑ اور برادران یوسفؑ	199
آسمان پر گفتگو	201
خیبر کے دن علیؑ	201
اہل طائف	202
علیؑ کا یہودی دوست	203
یہ تمہارے لئے ہے	204
آواز آئے گی	205
علیؑ کے شیعہ پھر جنت میں	205
چوکور پرندہ	206
جہنم کے کنارے	207
وہ ابھی ارواح تھے	207
وہ اسرافیل ہے	208
اور اسے چن لیا ہے	208
علیؑ کی محبت جنت کی کنجی ہے	210
انوکھا درخت	210
بلکہ موسیٰ سے بھی پہلے	211
علیؑ اور بتولؑ کا نکاح	211
گناہوں کا اقرار	212
علیؑ انوکھا سلطان ہے	213
علیؑ اور صالحؑ نبی	216
علیؑ پہاڑ پر سوار ہوئے	216
علیؑ اور ثابت بن قیس	217

علیؑ اور باران رحمت	219
درخت پر علیؑ لکھنا ہے	220
علیؑ اپنے جنازہ کے پاس	220
علیؑ کا چہرہ اور فرشتے	221
فاطمہ بنت اسد کا فرمان	221
اہلبیتؑ کے گھر فرشتے اترتے رہتے ہیں	221
بہشت میں محل	222
علیؑ کے شیعوں کی بخشش	223
تصویر علیؑ	223
دشمن علیؑ اور جہنم	223
علیؑ کی سورج سے گفتگو	225
علیؑ کا چہرہ	226
اہل بیتؑ کا ذکر بیماریوں کو دور کرتا ہے	226
ہر چیز کا ایک سردار ہے	227
علیؑ اور نوروز	229
علیؑ شریک نبوت ہوئے	231
علیؑ اور روزِ قیامت	231
آدمؑ سے پہلے علیؑ کی خلقت	231
علیؑ اور آداب سلام	233
علیؑ جنب اللہ ہیں	233
شیعیان علیؑ کے لیے فرشتوں کا استغفار کرنا	234
جنت عدن اور شیعیان علیؑ	234
لوح وقلم	234
ولایت علیؑ اور دوزخ	235
محبت علیؑ	235
سخاوت کا انوکھا انداز	235
گناہ نقصان نہیں دیتا	236
ہمسائیگی خدا	236
رازِ خوشی	236
کنارۂ جہنم	237
سفید چہرے والے	238
وہ صراط مستقیم ہے	238
دوست اور دشمن	239
جانشین امت	239
عقیق کے دو پہاڑ	240
قاضی سماعہ	240
سات پل صراط	241
شناخت علیؑ	241
نورانی پیشانیاں	242
ولایت امیر المومنین	242
قضاوت علیؑ	243
علیؑ اور بتولؑ کے فضائل	245
تیسرا حصہ: فضائل جناب زہراؑ	254
بخار کے اترنے کی دعا	254
بتولؑ کی دعا	254
عبادت ہو تو زہراؑ جیسی	254
زہراؑ باعث تخلیق ہے	255
بتولؑ کی خدا سے ہم کلامی	255
دو دریاؤں سے مراد کون؟	257
دو گہرے سمندر	258

سمندرنبوت	258	درخت کا دوڑنا	270
فاطمہؑ دین قیم ہیں	258	امام حسنؑ کی سخاوت	271
فاطمہؑ منصورہ ہیں	258	انوکھی ولادت	271
فاطمہؑ کا ہمسر	259	کفلین سے مراد کیا ہے؟	273
نورفاطمہؑ	259	آیات سے مراد	274
رسولؐ اور بتولؑ کی محبت کا ایک انداز	262	سیب کی گردش	274
عظمت زہراءؑ	262	ہار کے موتی	275
خیرالعمل سے مرادولایت	262	پانچواں حصہ: فضائل حسینؑ شہید کربلا	276
زہراءاورطواف	263	حدیث بھول گئی	276
چوتھا حصہ	264	عقل زائل ہوگئی	276
فضائل امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	264	زیارت امام کی فضیلت	278
یہ سارے جنتی ہیں	264	اپنے اپنے کمالات	279
حسنینؑ کی عظمت	264	نوے ہزار سبز گنبد	284
امام حسن کا معجزہ	265	عید کا روز	285
حسنینؑ جنت کی زینت	265	پوشیدہ معرفت	285
امام حسنؑ ہوا میں	265	حسینؑ چراغ ہدایت ہے	285
امام حسنؑ اور مچھلی	266	حسینؑ کی خوراک	286
آسمانی دروازے	266	انداز تبلیغ	286
شہر بقہ	267	عجائبات کا مجموعہ	288
جنت میں	267	قرض کس سے لیں؟	288
کوئی مجھے دیکھ رہا ہے	268	حسینؑ کی پشت پر ایک داغ	290
اسم حسنؑ	269	ہیبت سادات	290
جنت میں دو درخت	269	حسینؑ بہشتی دروازہ	291
اے کریم مولا!	269	نواسۂ رسولؐ	291
امام حسنؑ کا گریہ	270	گلے کے بوسے	291

زائرین کے لیے دعا	292
پانچواں حصہ: حضرت امام علی زین العابدینؑ	295
(باران رحمت)	295
سید سجادؑ کی کنیز	296
امام سجادؑ کے گھر میں آگ	297
صاحبان علم حوصلہ مند ہوتے ہیں	297
امام علیہ السلام کو غصہ آیا	298
امامؑ کا ورثہ اور شکرانہ	299
نوافل نقصان کو پورا کرتے ہیں	299
امام سجادؑ کا خیرات بانٹنا	299
امامؑ کی ایک گداگر سے ملاقات	300
امامؑ کا طریق کار	300
خدا سے مانگنا بہتر ہے	300
ماں کی عظمت	300
اونٹ کو دفن کرنا	301
امامؑ کی عظمت کنیز کی زبانی	301
امامؑ کا حسن اخلاق	301
عظمت علوم اہل بیتؑ	301
امامؑ سو گھر کی سرپرستی فرماتے تھے	302
امامؑ کی پیشانی سے چمڑے کے ٹکڑے گرنا	302
امام سجادؑ کا امام حسینؑ پر گریہ کرنا	302
ساتواں حصہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	304
امام باقرؑ کا حسن سلوک	304
ایک نصرانی کا مسلمان ہونا	304
امام باقرؑ کا علم	305
علم کو برداشت کرنے والے	305
معرفت کیا ہے؟	306
حدیث معرفت کی وضاحت	307
دین محبت اور دوستی کے سوا کچھ نہیں	312
ناصبی کی شفاعت نہیں ہوگی	312
مومن اپنے ہمسایہ کی شفاعت کرسکتا ہے	313
ایک بوڑھے شخص کا امام باقرؑ کی مجلس میں حاضر ہونا	314
اہل بیتؑ ہی مظہر جلال کبریائی ہیں	317
علوم آل محمدؑ سے دلوں میں طوفان آتے ہیں	317
احادیث آل محمدؑ کا انکار شرک ہے	317
امام باقر علیہ السلام کا جابر کو زمین و آسمان کے باطن دکھلانا	318
اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے	319
خدا انہیں دوست رکھتا ہے جو آل محمدؑ کو دوست رکھتا ہے	320
مومن کا گناہ نیکی میں تبدیل ہوگا	321
اہل بیتؑ کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے	322
خدا کی رسی آل محمدؑ ہیں	322
قبر میں آل محمدؑ کی دوستی سے روشنی	323
اطاعت خداوندی کے بغیر اس کا قرب ممکن نہیں	324
خدا کی نافرمانی اور اہل بیتؑ سے محبت پر تبصرہ	325
گناہوں کو حقیر شمار کرنے والا بے دین ہو جاتا ہے	326
قیامت میں چمکتے چہرے	327
چودہ نور آدم سے چودہ ہزار سال پہلے	327
امام باقرؑ اور شیخ مفیدؒ	328
امام باقر علیہ السلام اور ابن حجر امام اہل سنت	329
اقوال امام باقر علیہ السلام	329

ہمیشہ اچھا اخلاق رکھو 330
آٹھواں حصہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام 331
حضرت امام صادق علیہ السلام اور ایک حاجی 331
امام صادقؑ اور ایک حمامی 331
فقرا کو عمدہ کھجور دینا 332
امام صادقؑ سے سولہ ہزار حدیث کے بارے میں سوال 332
نماز کو معمولی نہ سمجھو 332
لفظ ''اللہ'' کی تفسیر 333
اہل بہشت کون ہیں؟ 333
امام ہی ارادۃ اللہ ہوتا ہے 334
کوئی چیز امام سے پوشیدہ نہیں 335
ولایت علیؑ کی منزلت 336
محبت اہل بیتؑ ہی دین ہے 336
ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے 337
بلا تقویٰ ولایت نہیں ملتی 337
امام صادقؑ سے ایک یمنی کا سوال 338
جنتی کون ہیں؟ 338
معرفت امام صادقؑ 340
مقام محب اہل بیتؑ 341
بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے 341
امام صادق علیہ السلام 342
اگر چاہوں تو سورج کو تیری آنکھوں سے چھپالوں 342
امام صادقؑ کا اپنے شیعوں کے لیے تحفہ لانا 342
تمام نعمات الٰہی اہل بیتؑ، قائم زمانؑ اور ان کے ساتھیوں کیلئے 343
اعمال صرف اہل بیتؑ کے شیعوں کے قبول ہیں 344
آسمان پر فرشتوں کی تعداد زمین کے ذرات سے زیادہ ہے 345
اہل بیتؑ کی محبت حیات ابدی اور دائمی خوش بختی کا سرچشمہ ہے 346
آخرت میں دنیا کی مثال 346
عالم برزخ 346
منکر ولایت ائمہؑ کا کوئی دین نہیں 347
محبت اہل بیت سے دوستی رکھو 348
خدا مومنین کا سرپرست ہے 349
آل محمدؑ کی محبت گناہوں کو ختم کرتی ہے 350
امام صادق علیہ السلام سے ایک مسئلہ 350
علی بن ہبیرہ محب آل محمدؑ 350
امام صادقؑ کا تحفہ 351
جہاں اہلبیت وہاں شیعہ 352
امام صادقؑ کی غلام کو نصیحت 354
گناہ کیسے معاف ہوتے ہیں 354
نماز، زکوٰۃ، حج سے مراد کون ہیں 355
دشمن اہلبیت کو پاکدامنی سے غمگین کرو 356
امام صادقؑ کا معاف کرنا 357
شہادت ثالثہ کے متعلق امام صادقؑ کی حدیث 358
نواں حصہ: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام 360
حمیرا نام خدا کو پسند نہیں 360
امام صادقؑ کی اپنے بیٹے امام کاظمؑ سے محبت 360
ایک عورت کا اقرار جرم 361
شیر قالین اور دشمن خدا 361
شیر کی دعا 362
معجزہ امام موسیٰ کاظم 363

واقعہ علی بن یقطین	365
شیعوں کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا	366
دنیا امام کے سامنے	367
امام موسیٰ کاظمؑ ہارون کی قید میں	367
امام موسیٰ کاظمؑ اور اہلبیت کا شیعہ	367
امام موسیٰ کاظمؑ اور مومنہ کا تحفہ	369
امام اور مومنہ کا جنازہ	370
زیادہ گمان نہ کیا کرو	370
شیخ بلخی اور امام	372
ولایت	372
سجدہ	373
طویل سجدہ	373
خبر واحد کی صحبت	374
اختیار امامؑ	374
دسواں حصہ : حضرت امام علی علیہ السلام	376
رحمت الٰہی کا دروازہ	376
امامؑ کی عطا	377
فضیلت امامؑ رضا	378
نیک کام چھپانے کا ثواب	378
کمال امام رضاؑ	379
علم غیب اور امام رضاؑ	380
مرنے والے لوگ دو طرح کے ہیں	380
جہنمی کون	381
آل محمدؐ سے دوستی	382
ایک سرکش گھوڑا اور مومن بچہ	382
مومن کے جنازے کا ثواب	384
امام رضاؑ سے ایک منافق کا مکالمہ	385
اے مہربان امامؑ آپ پر سلام	385
روٹی اور پانی کا مزہ	386
میری شان وشوکت کے مطابق امامؑ کی عطا	386
جزاَ اعمال ہے	388
دست امامؑ سے روشنی	388
دعبل خزاعی کی شاعری اور امام رضاؑ	388
دعبل کی شفاعت	391
مصائب آل محمدؐ	392
امام رضاؑ کی شان میں مختلف شعراء کی شاعری	392
فرمان رضاؑ برائے دوستانِ رضاؑ	393
کچھ فائدے کی باتیں اور لطیف نکات	394
گیارہواں حصہ: حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	395
حضرت جوادؑ اور مامون	395
بیشک یہ اولین اور آخرین کے لیے باعث عبرت ہے	396
امام رضاؑ کا خط	397
حضرت امام جوادؑ کا خطاب	398
حضرت جوادؑ کی خدمت میں ایک وفد	399
معجزہ امام جوادؑ	400
وہ جو بینائی دیتے ہیں	400
خلافت معتصم عباسی اور امام جوادؑ	401
بابرکت	404
جسے خدا نے چن لیا ہو	404
آئمہ علیہم السلام کا گروہ	405

امام جوادؑ کا بچپن میں ایک عالم سے مناظرہ	406
قصۂ ابو یزید بسطامی	408
چاندی کے پتے	412
دجلہ کے کنارے مل گئے	412
ارواح کی طلبی	412
بارہواں حصہ: حضرت علی نقی بن محمد امام ہادی علیہ السلام	413
کہاں عسکر کہاں بغداد	413
یہ سب کچھ ہمارے لیے ہے	414
امام اردو جانتے تھے	414
صبح بغداد شام سامراء	415
آئمہؑ خدا کے مظہر ہیں	415
جنت کا پرندہ	415
تیرا بیٹا شیعہ ہوگا	416
امام تقی علیہ السلام اور علم غیب	418
دعائے معصوم	419
آصف بن برخیا کا علم	421
امامؑ نے وفات کی خبر دی	421
پرندوں کی اطاعت کا انداز	422
سیاہی سیاہی میں	423
امامت کی خصلتیں	424
آدمؑ کا حج	425
وہ بغداد میں اور آپ مدینہ میں	426
دعائے امام ہادیؑ	427
تیرھواں حصہ: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام:	429
وہ سب آل محمدؑ ہیں	429
یہ شیعہ نہیں ہے	430
ہم اہل سیف وقلم ہیں	434
امام عسکریؑ کنوئیں میں گر گئے	435
قلم خود بخود حرکت کر رہا ہے	435
سید نیک ہو گیا	436
دشمنان اہل بیتؑ پر لعنت	437
دعائے امامؑ	438
راز زندگی	439
امام عسکریؑ کی پرواز	440
وہ خدا کے بندے ہیں	440
امام عسکریؑ اور آداب زندگی	441
نماز تہجد کی اہمیت	441
چودھواں حصہ: امام مہدی آل محمد علیہ السلام	444
نرجس کا چاند طلوع ہوا	444
مہدیؑ برحق خروج کریں گے	447
بقیۃ اللہ	448
چھپا ہوا ستارہ	448
امام اور دو رکعت نماز	449
قمر سے مراد کون؟	449
ظلمت اور تاریکی	450
اس سے مراد آئمہ ہیں	450
مہدیؑ اور نظام عدالت	451
امام مہدیؑ کے ساتھ رابطہ	452
نماز عیسیٰ اور مہدیؑ	452
ظہور حجت	453

ظہور مہدیؑ اور مشرکین	453	مہر نبوت	464
مہدیؑ کا ظہور منافقین کے لئے عذاب	454	ارادہ اور ہدف	465
اپنے نفسوں پر ظلم	454	منتظرؑ کیوں کیا جاتا ہے؟	466
اہل ارض اور اسراف	455	توقتل نہیں ہوگا	467
خروج امامؑ	455	لوح رسول	467
فتح کا دن	455	دوستوں کا دوست	468
قبروں سے نکلنا	456	ہیبت مہدیؑ	468
تھوڑی مدت	456	رازِ غیبت	469
تلوار کا عذاب	456	قائم کی وجہ	470
آفاق میں نشانیاں	457	دیواریں بھی گواہی دیں گی	470
شفیق کون؟	457	امام صادقؑ مہدیؑ کے غم میں	471
ناصبیوں سے انتقام	458	مہدیؑ اور لشکر قسطنطنیہ	475
دنوں کی یاد	458	اسرار غیبت	476
چہروں سے پہچان	459	اجر کے مراتب	476
غلط فکر	459	مہدیؑ کی بیعت	477
سرکش سے انتقام	460	خون حسین کا بدلہ لشکر مہدیؑ کا نعرہ	477
شمشیر مہدیؑ	460	اسرائیلی جسم	479
ظہور مہدیؑ	460	عصر مہدیؑ کی خصوصیات	479
مہدیؑ اور افراد کا قتل	461	امام زمانہ کے نام پر کھڑا ہونا	480
مہدیؑ اور عصر	461	امام زمانہ کی مناجات	481
مومنین کی خوشی	461	خروج مہدیؑ	481
مہدیؑ منبر کوفہ پر	462	مہدیؑ اور فرشتے	482
مہدیؑ تین چیزوں کو قتل کریں گے	462	تین صدائیں	483
مہدیؑ اور صلیب	463	فتنہ	484
ہم شکل رسولؐ	463	پوشیدہ ستارہ	485

غیبت کی وجہ	485
نورانی مخلوق	486
کانٹے دار شاخ	487
اعمال کی قبولیت	488
مہدیؑ کا خیمہ	488
شہید	489
قیدی خدا	489
غیبت میں دعا	490
دعائے غریق	491
خوشخبری	491
فرشتے اور تبرک	492
مہدیؑ عرش الٰہی پر	492
امتحان	492
علامات ظہور	493
ایسا زمانہ	495
پانچ واقعات	495
ابھی وہ زمانہ	496
میں زیادہ قریب ہوں	496
مہدیؑ اور امن	497
پرچم مہدیؑ اور جبرائیلؑ	498
اعجاز مہدیؑ	499
آمد مہدیؑ	499
پردے اٹھ جائیں گے	499
ظہور امام	500
امام حسینؑ کا آنا	503
امام زمانہ بیت الحرام میں	503
بیعت امام علیہ السلام	504
امام زمانہ کوفہ میں	505
امام نجف میں	505
رسول خدا کا آنا	505
امام عصرؑ کی پہچان	506
ظہور مہدیؑ کی علامات	507
سرخ صندل	510
روش مہدیؑ	510
محبت آئمہ	511
محبت اہل بیتؑ	512
امام زمانہ کی طویل عمر کے بارے	512
امام کے غائب ہونے پر تبصرہ	515
غیبت امام پر اعتراض	516
ظاہر نہ ہونے کی وجہ	517
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اولاد کے فضائل	519
وصیت بتولؑ	519
آل محمدؑ کون؟	519
آل محمدؑ کی طرف دیکھنا عبادت	520
اولاد رسولؐ	520
آل محمدؑ کا معیار	521
علوی سادات	521
اولاد فاطمہؑ	523
اولاد رسولؐ پر احسان	524
سادات پر احسان نہ جتلاؤ	525

رسولؐ مقام محمود پر	525
شناخت نسب	526
سادات کا انوکھا حساب	527
اولاد رسولؐ پر احسان	527
احسان کا بدلہ احسان	527
رسولؐ اور امام رضاؑ کی کھجوریں	528
مجوسی حوض کوثر پر	529
خمس کے فوائد	530
آل محمد علیہم السلام	531
کے دوستوں اور شیعوں کے فضائل	531
تم جنت میں ہو	532
چشمہ ظہور	533
اوصاف الشیعہ	534
شیعان علیؑ	536
ہمارے نور سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے	542
حبداروں کے لیے دعا	543
رسولؐ اور علیؑ قبر میں	544
نور کی سواریاں	545
شیعہ اور عزرائیلؑ	545
معرفت آل محمدؐ	547
سات چیزیں	547
گناہوں کی بخشش	548
جوار رحمت	548
گناہ اور نیکیاں	549
نورانی کجاوے	550
مصافحہ کرنا	551
خاتمہ کتاب	552
معرفت خدا	552
اسرافیل کا وجود	556
ایک عطر فروش عورت کا سوال	558
حیران کن فرشتے	560
دنیا کا ہر رنگ فرشتوں سے	561
نور حجاب	561
نور عظمت	562
حجابوں کے راستے	562
جمال الٰہی	563
امام سجادؑ کی عاجزی	563
خدا کی حقیقت تک پہنچنا محال ہے	565

پیش عرض

معرفت اہل بیتؑ اور اس کے زندگی پر اثرات

تمام تعریفیں خاص ہیں اس خدا کے لیے جس نے حمد کو اپنی کتاب کا سرنامہ، اپنی بخشش و عطا کا سبب اور اپنی نعمتوں، نوازشوں اور انعام و اکرام کی باران رحمت کے لیے بہانہ بنایا اور عظمتوں پر راہنما قرار دیا۔ختم نہ ہونے والے درود و سلام ہوں اس شریف ترین معراج انسانیت پر فائز خدا کے بندے، اس کی کامل ترین ہستی پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ اور اس کے طاہر و طیب، اعلیٰ و ارفع خاندان پر اور خاص طور پر ان کی آخری یادگار اور خدا کی حجتوں میں سے آخری حجۃ ابن الحسن ارواحنا لہ الفداء پر جو کوئی بھی حضرت رسول اکرمؐ کی عظیم شخصیت اور ان کے اہل بیتؑ کی معرفت حاصل کر لے اور ان کے علوم و معارف کے دریا میں غوطہ زن ہو اور ان کی قدرت و ولایت کے متعلق غور و فکر کرے تو وہ ایک عظیم کامیابی اور ابدی سعادت پالے گا اور تمام خوبیوں سے سرفراز ہو گا۔

اس مذکورہ مفہوم کے متعلق رسول گرامی قدر نے وضاحت فرمائی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

من من الله علیه بمعرفة اهل بیتی وولا یتهم فقد جمع الله له الخیر کله

''جس شخص پر خدا نے احسان فرمایا ہو، اسے میری اہل بیت کی معرت اور ولایت عطا کی ہو گویا کہ خدا نے تمام خوبیاں اس کے لیے جمع کر دی ہیں۔''

(بشارۃ المصطفیٰ: ص ۱۷۶)

اعمال کی ابتداس اور انتہا خدا کی ان ہستیوں کی معرفت سے عبارت ہے اس طور پر کہ تمام اعمال تھوڑے ہوں یا زیادہ، آسان ہو یا مشکل، کسی بھی مرتبہ کے کیوں نہ ہوں اور جس سے بھی انجام پائیں، ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے عقیدہ کے ساتھ شروع ہوں اور انہیں کے عقیدہ کے ساتھ ختم ہوں۔یعنی کسی انسان کے اعمال و عبادات اسی وقت شرف قبولیت پائیں گے جب وہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محکم عقیدہ رکھتا ہو اور ان کی ولایت کو تسلیم کرتا ہو۔

بہت سی روایات اس مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ان روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جسے شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب ''امالی'' میں نقل کیا ہے۔

ذرعہ امام صادق علیہ السلام سے عرض کرتا ہے کہ فرزند رسول! معرفت الٰہی کے بعد کون سا عمل افضل ترین ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

معرفت خدا کے بعد کوئی عمل بھی نماز کے ہم پلہ نہیں ہے اول ذکر کے بعد کوئی بھی عمل زکاۃ کے ہم پلہ نہیں۔ان اعمال کے بعد کوئی عمل بھی روزہ کے برابر نہیں ہے۔اس کے بعد سب عملوں سے حج افضل عمل ہے۔

وفاتحة ذلك كله معرفتنا وخاتمته معرفتنا

''مذکور سبھی اعمال کی ابتداء اور انتہا ہماری ہی معرفت ہے۔''

(امالی طوسیؒ، ص ۲۹۴)

معرفت ایک اعتقادی مسئلہ ہے اور اس طرح کے مسائل عبادی اعمال کے لیے ایسے ہیں، جیسے روح جسم کے لیے ہوتی ہے۔ نماز، زکوٰۃ اور دوسری عبادات، مسائل اعتقادی اور اصولی کی فرع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر انسان کے اعتقادات درست ہوں گے تو اس کی نماز اور دوسرے اعمال بھی درست ہوں گے، وگرنہ ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

جس طرح توحید اعمال کے درست ہونے کے لیے مشروط ہے اسی طرح رسالت کا اقرار اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی ولایت پر اعتقاد رکھنا بھی عبادتوں کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

ان للا اله الا الله شروطا وانی وذریتی من شروطها

''بے شک لا الہ الا اللہ کے لیے شرائط ہیں، میں اور میری اولاد ان شرائط میں سے ہیں۔''

(شرح غرر الحکم: ۲/ ۴۱۵ حدیث: ۳۴۷۹)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے بھی خود کو ایک حدیث میں توحید کی شرائط میں سے شمار کیا ہے۔ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے نقل کیا ہے:

حضرت رضا علیہ السلام مرو کے سفر کے دوران جب نیشاپور پہنچے اور شہر سے باہر جانے لگے تو محدثین نے حضرتؑ کے اردگرد اجتماع کیا اور عرض کیا:

اے رسول خدا ل کے بیٹے! آپؑ اس شہر سے جا رہے ہیں کیا ہمارے لیے کوئی حدیث ارشاد فرمائیں گے کہ ہم اس سے مستفید ہو سکیں؟

امام علیہ السلام کجاوہ میں فروکش تھے اپنا سر مبارک باہر نکالا اور فرمایا:

میں نے اپنے باپ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے سنا ہے انہوں نے اپنے باپ امام صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ باقر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امام سجاد علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امیر المومنینؑ سے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے حضرت جبرائیلؑ سے اور انہوں نے ذات پروردگار سے سنا ہے:

لا اله الا الله حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی

''کلمہ لا الہ الا اللہ میرا مضبوط قلعہ ہے، پس جو کوئی بھی میرے اس قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب

سے محفوظ و مامون ہو گیا۔''

جونہی حضرتؑ کی سواری ذرا آگے بڑھی تو آپ نے با آواز بلند فرمایا:

بشروطها وانا من شروطها

''البتہ اس کی کچھ شرائط ہیں اور میں اس کی شرائط میں سے ہوں۔''

(التوحید:صفحہ ۲۵،حدیث ۲۳ بشارۃ المصطفیٰ:صفحہ نمبر ۲۶۹)

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام امور الٰہی اہل بیت علیہم السلام کی طرف وحی کیے گئے ہیں اور ان کے وسیلہ سے مخلوق تک پہنچتے ہیں۔

ہم امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں عرض کرتے ہیں:

ارادة الرب فی مقادیر اموره تهبط الیکم و تصدر من بیوتکم

''خدا کا ارادہ اس کے امور کے مقدرات میں آپ کی طرف آتا ہے اور آپ کے مبارک گھروں سے باہر جاتا ہے۔''

(بحارالانوار:۱۰۱/۱۳۵)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پاک ہستیوں کے دل خدا کی مشتیوں کا ٹھکانا ہے۔ جب خدا کسی چیز کو چاہتا ہے تو یہ چاہتے ہیں اور ان کی خاطر خدا اپنے بندوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے بلائیں دور کرتا ہے اور ان پر اپنی رحمتوں کا نزول کرتا ہے۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان الله عزوجل خلقا من رحمته، خلقهم من نوره و رحمته من رحمته لرحمته فهم عین الله الناظرة و اذنه السامعة و لسانه الناطق فی خلقه بأذنه و امنائوه علی ما انزل من مذر اور نذر او حجة فبهم یمحو السیات و بهم یدفع الضیم وبهم ینزل الرحمة وبهم یحیی میتا و بهم یمیت حیا و بهم یبتلی خلقه و بهم یقضی فی حلقه قضیته

''اللہ رب العزت نے مخلوق کو اپنے نور اور رحمت سے خلق کیا ہے، تا کہ اس کی رحمت کو ظاہر کریں، وہ خدا کی دیکھتی ہوئی آنکھیں، سنتے ہوئے کان اور لوگوں کے درمیان بولتی ہوئی زبان ہے۔ وہ اس کے امین ہیں، اس پر جو اس کی طرف سے ان پر عذر، ڈر اور دلیل نازل ہوئی ہے ان کی خاطر اپنے بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، ظلم کو دور کرتا ہے اور اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ ان کی وجہ سے مردوں کو

زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے اور انہیں کے وسیلہ سے اپنی مخلوق کا امتحان لیتا ہے اور اپنے امور کو جاری کرتا ہے۔''

راوی نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں وہ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اوصیاء۔

(التوحید، صفحہ ۱۶۷، حدیث نمبر ۱)

کیا ہمارے اماموں کے سوا کوئی اور اوصیاء ہیں جن کے بارے میں رسول خداؐ نے حکم فرمایا ہے کہ ان کی معرفت حاصل کریں؟ اور جو کوئی بھی مر گیا اور اپنے امام کو نہ پہچانا تو اس کی موت حالت کفر کی موت ہے اور انکار کی موت ہے اور بہت سی حدیثوں میں فرمایا ہے:

من مات وهو لا يعرف امامه مات ميتة الجاهلية

''جو کوئی مر گیا اور اپنے امام کی معرفت نہ کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

(بحار الانوار: ۲۳ ص ۷۶، الاحقاق: ج ۱۳ ص ۸۶)

علامہ امینی رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے جو صحاح ستہ اور اہل سنت کی مستند کتابوں میں موجود ہے کہ جسے قبول کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور کسی کا اسلام مکمل ہی نہیں ہوتا تاوقتیکہ اپنے آپ کو اس حقیقت کے مطابق نہ ڈھال لے۔ اس ضمن میں دو اشخاص آپس میں اختلاف نہیں رکھتے اور کسی نے بھی اس کے متعلق شک نہیں کیا اور یہ تعبیر اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی بھی امام کی معرفت کے بغیر مر گیا اس کی عاقبت بد ہوگئی اور وہ ہر قسم کی سعادت، خوش بختی اور کامیابی سے دور ہوگا، کیونکہ جاہلیتؑ کی موت، موت کی بدترین قسم ہے۔

(الغدیر: ج ۱، ص ۳۶۰)

پس اس دلیل کو امام باقرؑ کی روایت سے فضیل نے نقل کیا ہے۔ آنحضرتؑ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا جو کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرمایا:

جاہلیت کے زمانے میں بھی اس طرح طواف کرتے تھے۔ البتہ لوگوں پر واجب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ پھر حضرتؑ نے ہماری طرف رخ انور کیا اور اپنی محبت وولایت کا ہماری نسبت اظہار کیا اور اپنی نصرت ومدد کو ہمارے سامنے پیش کیا۔ اس کے بعد اس آیہ شریفہ کی تلاوت فرمائی:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيٓ اِلَيْهِمْ (سورہ ابراہیم آیہ ۳۷)

''پس لوگوں کے دلوں کو اس طرح قرار دے کہ ان کی طرف مائل ہوں۔''

(الکافی: ج ا،ص ۳۹۲، حدیث نمبر ا)

پس اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری زندگی انبیاء کی طرح ہو اور تمہاری موت شہداء جیسی ہو تو ولایت اہل بیت علیہم السلام کو قبول کرو اور اپنے عمل و رفتار زندگی میں ان کی پیروی کرو، تا کہ جو تمہیں پسند ہے وہ دیکھ سکو۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کے متعلق رسول اکرمؐ نے وضاحت فرمائی ہے۔

من احب ان یحیی حیاۃ تشبہ حیاۃ الانبیاء و یموت میتۃ تشبہ میتۃ الشھداء و یسکن الجنان التی غرسھا الرحمان فلیتول علیا و لیوال ولیہ ولیقتد بالائمۃ من بعدہ فانھم عترتی خلقوا من طینتی اللھم ارزقھم فھمی و علمی، وویل للمخالفین لھم من امتی اللھم لا تنلھم شفاعتی

(الکافی: ا/ ۲۰۸ حدیث نمبر ۳)

''جو کوئی چاہتا ہے کہ انبیاء جیسی زندگی گزارے اور شہداء جیسی موت آئے اور جنت میں اس کا ٹھکانا ہو جسے مہربان خدا نے بنایا ہے، اسے چاہیے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اوصیاء کی ولایت کو قبول کرلے اور ان کے بعد جو امام ہیں ان کی اقتداء کرلے وہ سب میری عترت ہیں اور میری طینت سے ان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اے پروردگار! میرا فہم اور علم ان کو عطا کر۔ پھر ارشاد فرمایا: اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جو ان کی مخالفت کرے۔ اے خدا! ایسے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ فرما۔''

اگر چاہتے ہو کہ خاندان رسالت کے فضائل اور کمالات کی معرفت حاصل کرو، تو ان کے نصیحت آمیز کاموں میں دقت کرو، بلکہ ان کے شیعیان ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، داوؑدؑ اور سلمانؑ کے کاموں میں غور کرو، بلکہ حضرت سلمانؑ کے وصی آصف بن برخیا کے علم و قدرت کے متعلق بھی غور و فکر کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح طبیعت میں تصرف رکھتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس صرف کتاب کا تھوڑا سا علم تھا۔ پوری کتاب کا ان کو علم نہیں دیا گیا تھا۔

قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۝۳۸ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۝۳۹ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىۡ غَنِىٌّ كَرِيۡمٌ ۝٤٠

(سورہ نمل آیت نمبر ۳۸، ۴۰)

''حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا: کون ہے تم میں سے جو تخت بلقین کو اس کے یہاں آنے سے قبل حاضر کردے'' عفریت جن نے کہا: میں اسے لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں۔ میں اس پر قدرت رکھتا ہوں اور امین ہوں۔ وہ شخص جس کے پاس کتاب میں سے تھوڑا سا علم تھا اس نے کہا: میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کرنے پر قادر ہوں۔ جب اس نے ایسا کیا اور سلمان علیہ السلام نے تخت کا مشاہدہ کیا تو کہا: یہ خدا کا فضل وکرم ہے، تا کہ وہ ہمارا امتحان لے کہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں یا انکار۔ جو کوئی شکر کرے اس نے اپنے لیے شکر کیا ہے اور جو کوئی انکار کرے تو میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے۔''

آصف بن برخیا کی اس بات میں کہ (انا اتیك به) ''میں اس کو لے آؤں گا'' ایک اہم نکتہ موجود ہے جو وہابیت اور ان کے جاہل پیروکاروں کے عقیدہ کی نفی ہے۔ ہم ایسے اشخاص کے لیے جو ولایت کے مسائل کو بہتر سمجھنا چاہتے ہیں وضاحت کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے آصف بن برخیا پر احسان فرمایا اور انہیں اپنے اسماء میں سے ایک اسم کی تعلیم دی۔ اس اسم اعظم کے توسط سے زمان ومکان میں تصرف کرنے کی قدرت وطاقت پیدا کر لی اور بلقیس کے تخت کو مملکت سبا سے فارس تک لے آیا، حالانکہ ان دو مقامات کے درمیان ۵۰۰ فرسخ کا فاصلہ تھا اور یہ خدا کا ان پر ایک عظیم فضل وکرم تھا اور آصف نے اس عطا شدہ قدرت وطاقت سے فائدہ اٹھانا چاہا تو سلیمانؑ سے کہا: ''میں اس کو لے آؤں گا'' یہ نہیں کہا میں اسے باذن خدا لے آؤں گا۔''

اس آیت کریمہ سے منکشف ہوتا ہے کہ جب خدا اپنے انبیاء اور اولیاء کو قدرت وولایت عطا کرتا ہے تو ان پر واجب نہیں ہے کہ اظہار قدرت پر کہیں کہ ہم اس کام کو اذن خدا سے انجام دے رہے ہیں، اسی طرح ہم پر بھی واجب نہیں ہے کہ جب ہم اولیاء سے متوسل ہوں تو یہ کہیں کہ ہماری حاجت کو پورا فرما دیجئے خدا کے اذن سے۔ جیسا کہ آپ نے آصف بن برخیا کی حضرت سلیمان کے ساتھ گفتگو کو ملاحظہ فرمایا، جب کہ آصف کا علم اور قدرت آئمہ علیہم السلام کے علم وقدرت کے مقابلہ میں دریا کے سامنے قطرہ کی مانند ہے، بلکہ اس سے بھی کمتر ہے کیونکہ آئمہ کے پاس تمام کتاب کا علم ہے۔

عبدالرحمان بن کثیر امام صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ

قَالَ الَّذِىۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ ؕ

(سورہ نمل آیت نمبر ۴۰)

میں نقل کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے اپنی انگلیوں کو کھولا اور اپنے مبارک سینہ پر رکھا اور فرمایا:

وعندنا واللہ علم الکتاب کلہ

(الکافی: ج ا،ص ۲۲۹ حدیث ۵)

''خدا کی قسم ہمارے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔''

اس مطلب کو بیان کرنے والی بہت سی روایات ہیں۔اصبغ بن نباتہ کی روایت کی طرف متوجہ ہوں۔

اصبغ لکھتے ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: اے میرے آقا! آپ سے ایک مطلب پوچھنا چاہتا ہوں جس کے متعلق مجھے یقین ہے اور وہ رازوں میں سے ایک راز ہے اور آپ اس سے واقف ہیں۔آپؑ نے فرمایا:

اے صبغ! کیا تم چاہتے ہو کہ رسول اکرمؐ کی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مسجد قبا کی گفتگو مشاہدہ کرو۔

اصبغ نے عرض کیا: جی یا حضرت یہ وہی چیز ہے جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: اٹھو، میں نے اچانک اپنے آپ کو کوفہ میں پایا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے میں نے مسجد کو دیکھا۔حضرت مجھے دیکھ کر مسکرائے اور پھر فرمایا خدا نے ہوا کو سلیمان بن داؤد کے لیے مسخر کیا۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (سورہ سباء آیت نمبر ۱۲)

''اور سلیمان کو جو کچھ عطا کیا مجھے اس سے کہیں زیادہ عطا کیا۔''

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! برحق ہے ایسے ہی ہے۔اس کے بعد حضرت نے فرمایا:

نحن الذین عندنا علم الکتاب و بیان مافیہ و لیس عند احد من خلقہ ماعندنا لانا اھل سر اللہ

''کتاب کا علم اور اس کا بیان ہمارے پاس ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم سر الٰہی بھی رکھنے والے ہیں۔''

پھر فرمایا: ہم پروردگار عالم کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور رسول خداؐ کے وارث ہیں۔

فرمایا: اندر داخل ہو جاؤ۔پس میں مسجد میں داخل ہو گیا، اچانک میں نے پیغمبر اکرمؐ کو مسجد کے محراب میں دیکھا کہ اوپر چادر لپیٹے ہوئے تھے۔اسی دوران امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا جنہوں نے ایک بڑے صحابی کے گریبان کو پکڑا ہوا تھا۔پیغمبرؐ اس وقت درحالانکہ اپنی انگلی دانتوں میں لئے ہوئے تھے۔فرمایا تو اور تیرے اصحاب میرے بعد بدترین لوگوں میں سے تھے تم پر خدا اور میری طرف سے لعنت ہو۔

(بحار الانوار: ج ۴۴،ص ۱۸۴ اس کے علاوہ کتاب مناقب آل ابی طالب، ج ۴،ص ۵۲)

اس واقعہ سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خاندان وحی علیہ السلام اس ولایت کے سبب جو ان کے پاس تھی آسمانوں اور

زمینوں میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اس ذات کے حق کی قسم! جس نے دانے کو چیرا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ میرے پاس آسمانوں اور زمینوں کے متعلق وہ اختیار اور قدرت ہے کہ تم اس کے جاننے کی ہمت نہیں رکھتے۔ خدا کے اسم اعظم ۷۳ حروف ہیں۔ آصف بن برخیا، ان میں سے صرف ایک کے متعلق علم رکھتا تھا۔ اسی ایک حرف کی بناء پر تخت بلقیس اور اس کے درمیان جو زمین تھی میں تصرف کیا، وہاں گے تخت کو اٹھایا زمین دوبارہ اپنی اصلی حالت پر چلی گئی اور یہ پورا عمل پلک جھپکنے سے پہلے انجام پایا۔

خدا کی قسم! تمام ۷۲ حروف کا علم ہمارے پاس ہے۔ ایک حرف ایسا ہے جو خدا کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ خدا کے علم غیب میں پوشیدہ ہے۔ کوئی بھی طاقت وقدرت نہیں رکھتا ہے، مگر بزرگ و برتر خدا کے سبب سے جس نے ہماری معرفت حاصل کر لی اس نے ہمیں پہچان لیا اور جس نے ہماری پہچان نہ کی اس نے ہمارا انکار کیا۔

(بحارالانوار: ج ۲۷، ص ۳۷، حدیث نمبر ۵)

امام صادق علیہ السلام ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں،

ان الله جعل ولايتنا اهل البيت قطب القرآن و قطب جميع الكتب عليها يستدير محكم القرآن وبها نوهت الكتب ويستبين الايمان

(تفسیر عیاشی: ج ۱، ص ۵)

''خدا نے ہماری ولایت کو قرآن اور تمام آسمانی کتابوں کا مدار قرار دیا ہے، قرآن کی محکم آیات اس مدار کے اردگرد چکر کاٹتی ہیں اسی کی وجہ سے آسمانی کتابوں کی آواز میں بلندی پیدا ہوئی اور ایمان ظاہر ہوا۔''

یہ تو وہ چیز ہے جو ان ہستیوں نے فرمائی ہے اور ظاہر کی ہے۔ رہی بات ان چیزوں کی جن کو ہم قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور انہوں نے اسے چھپا دیا، اس کا علم خدا کے پاس ہے جو کچھ اپنے فضائل وکمالات انہوں نے ذکر کیے ہیں وہ اتنی مقدار میں ہیں جن کو لوگ قبول کر سکتے تھے اور ان چیزوں کے بیان کرنے کا مقصد محکم حقیقتوں سے لوگوں کی راہنمائی کرنا۔ ان کو صراط مستقیم پر چلانا اور بلندترین مراتب تک پہنچانا ہے۔ علاوہ ازیں خود خدا نے فرمایا ہے کہ نعمتوں کو یاد کرو۔

قرآن میں بیان ہے کہ:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾ (سورہ ضحیٰ: آیت ۱۱)

''اپنے رب کی نعمتوں کو یاد کرو۔''

اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کو یاد کرنا درحقیقت خدا کی عظیم ترین نعمتوں کو یاد کرنا ہے۔اس مطلب کی تائید امام باقر علیہ السلام کی یہ روایت کرتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جنگ نہروان سے واپسی کے بعد لوگوں نے امیر المومنینؑ سے عرض کیا کہ معاویہ آپ کو برا بھلا کہتا ہے اور آپؑ کے اصحاب کو قتل کررہا ہے۔آپؑ نے ایک خطبہ کے ضمن میں خدا کی حمد وثناء، پیغمبر اکرمؐ پر درود وسلام اور خدا کی اپنے رسول پر نعمتوں کی یاددہانی کے بعد فرمایا: اگر قرآن کی یہ آیت نہ ہوتی تو جو میں کہہ رہا ہوں نہ کہتا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے پروردگار! تو اس لائق ہے کہ تیری حمد وثناء کی جائے کیونکہ تیری نعمتیں ان گنت ہیں، اور تیرے اس فضل وکرم کی وجہ سے تجھے بھلایا نہیں جا سکتا۔

اے لوگو! مجھ تک تمہاری باتیں پہنچی ہیں۔ بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ میری موت نزدیک ہے، شائد کہ تم میری عظمت سے جاہل ہو اور مجھے ابھی تک پہچانا نہیں ہے۔ میں تمہارے درمیان وہی کچھ چھوڑے جا رہا ہوں جو رسول خداؐ چھوڑ گئے۔ جو کہ خدا کی کتاب اور میری عترت ہے اور یہ عترت نجات کی طرف ہدایت کرنے والے خاتم الانبیاء، نیکوں کے سردار اور رسول مصطفیٰ کی عترت ہے۔

(بشارۃ المصطفیٰ: ص ۱۲)

ہمارے اماموں نے اپنے فضائل کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اسی وجہ سے تھا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں مرض ہے، ان کی فکریں کمزور ہیں اور عقلیں ناقص ہیں، اس وجہ سے انہوں نے اپنے تمام فضائل بیان نہیں کیے کیونکہ لوگوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان حقائق کو برداشت کرسکیں جب کہ حق کی بات وزن دار ہوتی ہے اور جب قائم آل محمد علیہم السلام نے ظہور فرمائیں گے تو لوگ علم اور عقل کے لحاظ سے کامل ہو جائیں گے جیسے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اذا قام قائمنا وضع یدہ علی رووس العباد فجمع بها عقولهم و کملت بها احلامهم

(بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۴۷)

''جب ہمارے قائم ظہور کریں گے تو آپ اپنا ہاتھ لوگوں کے سروں پر رکھیں گے جس کے سبب ان کی عقلیں اپنے اصلی مقام پر آ جائیں گی اور ان کی فکریں کامل ہو جائیں گی۔''

اس زمانے میں جب لوگوں پر ایسی مہربانی ہو جائے گی تو اس وقت لوگ پوشیدہ رازوں اور حقیقتوں کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے اور انہیں قبول کرنے لگیں گے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

يا كميل: ما من علم الا و انا افتحه و ما من سر الا و القائم يختمه

(بحارالانوار: ج ۷۷، ص ۲۶۹)

''اے کمیل! کوئی ایسا علم نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے اس کا آغاز کیا ہے اور کوئی بھی ایسا راز نہیں ہے مگر یہ کہ حضرت قائم علیہ السلام کے ذریعے سے اس کا اختتام ہوگا۔''

جب حضرت بقیۃ اللہ اروا حنا فداہ ظاہر ہوں گے اور زمین کو اپنے نور سے منور کریں گے تو علوم وحقائق کو لوگوں کے درمیان رکھیں گے، کیونکہ وہ اپنی پر برکت حکومت میں جب اپنا دست شفقت لوگوں کے سروں پر رکھیں گے تو ان کی عقلیں اور فکریں اپنے اصلی مقام پر آ گئی ہوں گی اور ان کا شعور اور فہم مکمل ہو چکا ہوگا۔

پس جو کچھ ہم تک پہنچا ہے اور جہاں تک ہماری رسائی ہے یہ کتاب ان ہستیوں کے فضائل ومناقب کے دریا میں سے ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے۔ ان کا کبھی انکار نہ کرنا اور نہ ہی ان سے خوف کھانا اور تعجب کرنا اور خدا سے دعا کرو کہ خاندان وحی کے متعلق تمہاری معرفت کو زیادہ فرمائے، کوشش میں رہو اور رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا کیونکہ قرآن فرماتا ہے:

إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

''سوائے کافروں کے رحمت خدا سے کوئی مایوس نہیں ہوتا۔''

(سورہ یوسف: آیہ ۸۷)

اپنے مولا وآقا کہ جس کے تم اختیار میں ہو اور جو سب کائنات کا حاکم ہے اس سے ملتجی ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝

''اے کائنات کے عالم ہم خود اور ہمارے اہل وعیال بیچارے ہو چکے ہیں، اور تھوڑے سے سرمایہ کے ساتھ آپ کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے دامن کو بھر دے اور ہم پر احسان فرما کیونکہ خدا نیکوکار لوگوں کو اچھی جزاء دیتا ہے۔''

(سورۃ یوسف: آیہ ۸۸)

اور جب تیرا مولا وآقا معارف کو سمجھنے کے بارے میں تجھ پر احسان فرمائے گا تو اس وقت تو اس چیز کا متحمل ہو جائے گا جس کا فرشتہ مقرب، نبی مرسل یا وہ بندہ متحمل ہوا ہے کہ جس کے دل کا خدا ایمان کے لیے امتحان لے چکا ہے۔

(بصائر الدرجات: صفحہ ۲۱)

اور اہل بیت علیہم السلام کے اسرار اور رموز کو ان روایات سے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو جو ہم تک پہنچی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور

تمہیں دریائے نور سے ایک ''قطرہ'' نصیب فرمائے۔

مؤلف کتاب

کتاب کے مولف نجف اشرف کے مشہور علماء میں سے ہیں اور آپ امیر المومنین علی علیہ السلام کے حرم مطہر میں امام جماعت تھے۔علامہ متتبع حاج آقا بزرگ طہرانی مؤلف کے حالات زندگی کے متعلق فرماتے ہیں:

سید احمد بن سید رضی بن سید احمد بن سید نصر اللہ بن سید حسین موسوی ساوجی تبریزی علماء اور مدرسین میں سے تھے۔ان کے دادا بزرگوار سید حسین ساوج کے رہنے والے تھے اور وہاں سے تبریز منتقل ہوئے۔ان کی اولاد نے نسل در نسل اسی جگہ زندگی گزاری ہے اور ان میں سے بڑے صاحب علم لوگ پیدا ہوئے ہیں۔

مرحوم مستنبط ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ شہر تبریز میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ بڑے ہوئے۔ابتدائی تعلیم بعض بزرگوں سے حاصل کی۔علامہ میرزا صادق تبریزی کے درس میں شرکت فرمائی، استاد میرزا محمد حسین نائینی، شیخ ضیاء الدین عراقی، میرزا علی ایروانی اور سید ابوالحسن اصفہانی کے درسوں میں بھی شریک ہوئے اور ان علماء میں سے کچھ کی علم فقہ میں تقاریر کو بھی لکھا اور ان علماء میں سے بعض نے ان کو اجازہ بھی دیا تھا۔اس کے علاوہ آپ نے شیخ عباس قمی مرحوم اور آقا بزرگ طہرانی سے روایت بھی نقل کی ہے۔

مؤلف کی تالیفات اور تصنیفات

(۱) ''القطرہ من بحار مناقب النبی والعترۃ''،جس کو ۱۳۶۰ھ میں لکھا گیا۔

(۲) ''دلائل الحق فی اصول الدین'' یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۳۷۱ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(۳) ''ضیاء الصالحین والمجتہدین''

(۴) ترجمہ کتاب ''سبیل الصالحین ونہج السالکین'' تالیف علامہ سید حسن صدر، انہوں نے اس پر کچھ اضافہ بھی کیا۔

(۵) ''اوجز البیان'' یہ کتاب علامہ سید محمد کشمیری کی کتاب ارجوزہ در بیان اصول دین وایمان کی شرح پر لکھی گئی۔

(۶) مکاسب وتعلیقہ اور علامہ نائینی، علامہ حاج میرزا علی ایروانی، علامہ سید ابوالحسن اصفہانیؒ کے دروس مرتب کیے۔

(نقباء، البشر فی القرن الرابع عشر: ص ا،ص ۱۰۰)

بزرگ عالم دین شیخ ہادی امینی اپنی کتاب ''معجم رجال الفکر والادب فی النجف'' میں مولف کے حالات زندگی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ احمد بن سید رضی بن سید احمد جو ۱۳۲۵ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔صاحب فضل علماء میں سے تھے اور بلند مرتبہ مجتہد۔صاحب تقویٰ وعبادت اور نیک سیرت انسان تھے۔وہ فقہ واصول کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔ایک باہمت، انتہائی کوشش کرنے والے اور امام جماعت تھے۔وہ تبریز میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم کے لیے وہاں کے مشہور ترین علماء سے فیضیاب ہوئے۔اس کے بعد ۱۳۴۷ھ کو نجف اشرف کی طرف کوچ کر گئے اور علمی مراکز میں معروف ترین

شخصیتوں کی کلاسوں میں شرکت فرمائی اور میرزا محمد حسین نائینی، شیخ ضیاء الدین عراقی، میرزا علی ایروانی اور سید ابوالحسن اصفہانی جیسے بزرگوں سے استفادہ کیا نجف اشرف میں قیام کے دوران تالیف، تحقیق، عبادت اور نماز با جماعت قائم کرنے میں مشغول رہے اور ہمیشہ پرہیزگاری، بلندترین تقویٰ اور توفیقات عبادت سے موصوف رہے۔ آخرکار ۱۳۹۹ھ ق کو دعوت حق کو لبیک کہتے ہوئے اس دنیا کو داغ مفارقت دے گئے۔

آپ کے فرزندان ایک بلند مقام ادیب سید علی، ڈاکٹر سید محمد رضی، سید محمد حسین اور سید محمد علی ہیں۔

ان کی مذکورہ کتابوں کے علاوہ منظر عام پر آنے والی دیگر کتابوں کو ذکر کرتے ہیں۔

(۷) ''الروقاوالاسیٰ'' (مقتل امام حسینؑ کے متعلق)

(۸) ''الزیارۃ والبشارۃ'' ۲ جلدیں

(۹) ''المناسک والمدارک''

(۱۰) ''منتخب خاتم الرسائل باحسن الوسائل'' دو جلدیں (معجم رجال الفکر والادب فی النجف (خلاالف عام)

تالیف کتاب کے بعد مؤلف کے اہم ترین خواب

مؤلف کے بڑے اور بافضیلت بیٹے سید حاجی علی مستنبط دام عزہ العالی نقل کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار خدا ان کے درجات کو بلند کرے، جب اس کتاب کے پہلے حصے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے عالم خواب میں دیکھا کہ اس دنیا سے رخصت کر گئے ہیں اور ان کا سر ان کی دادی فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی گود میں ہے۔ اتنی بڑی فضیلت اور عظمت کہ سر دادی زہراءؑ کی گود میں ہے۔ بڑا تعجب کیا اور اپنے آپ سے سوال کیا کہ وہ اس مقام پر کیسے پہنچے ہیں اور کون سے عمل نے ان کو اس بلند مقام تک پہنچایا ہے؟ جب اس سوال نے ان کے ذہن میں ہلچل مچائی تو کائنات کی خواتین کی سردار حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے ان کی طرف الہام کیا کہ یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے کتاب القطرہ لکھی۔

کچھ ایسے معتبر اور قابل اطمینان اشخاص نے مجھ سے نقل کیا ہے کہ مؤلف ان اشخاص میں سے تھے جو چالیس سال تک بوقت سحر امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت سے شرفیاب ہوا کرتے تھے، کیونکہ حرم مطہر کی چابی جس خادم کے پاس تھی وہ مؤلف مرحوم کو اپنے آپ پر مقدم کرتا اور چابی ان کو دے دیتا۔ مؤلف جب حرم کا دروازہ کھولتے تو اندر جا کر کچھ دیر کے لیے دروازے کو بند کر دیتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد دوسرے زائرین کے لیے کھول دیتے تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس تھوڑی سی مدت میں طالب و مطلوب میں کون سی راز و نیاز کی باتیں ہوتی تھیں۔ لیکن ان کے ایک قریبی ساتھی نے مجھے بتایا کہ سحری کے اوقات میں، میں نے انہیں دیکھا کہ ضریح مبارک کے پاس بیٹھے ہوتے تھے اور اپنی ریش مبارک سے گرد و غبار کو صاف کیا کرتے تھے اس کے بعد جب حرم مطہر کے دروازے کو کھول دیتے تو نماز صبح تک نماز تہجد اور عبادت میں مشغول رہتے، جب تک زندہ رہے یہ سلسلہ جاری رہا وہ تنہا حرم مطہر

حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں امام جماعت تھے، تمام عمر جمعہ کی راتوں کو ننگے پاؤں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔صرف ان دنوں میں سواری استعمال کرتے جب ننگے پاؤں نہ جاسکتے، لیکن زیارت کو کبھی ترک نہ کیا اور سید الشہداء کی زیارت کے آخری سفر میں خود اپنی وفات سے مطلع کیا، اپنے ایک دوست سے کہا یہ میری آخری زیارت ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی کی آخری سانسیں نجف اشرف میں آئیں۔ پس جس دن نجف اشرف واپس لوٹے تو اسی دن رحلت فرما گئے۔

عاش سعیدا و مات سعیدا

''سعادت مندی سے زندگی بسر کی اور سعادت مندی سے دنیا سے چلے گئے''

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ (سورہ یونس: آیہ ۶۴)

''اور ان کے لیے دنیا میں (رحمانی خواب دیکھنے کے سبب) اور آخرت میں (خدا کے اولیاء اور اس کی نعمتوں کے دیکھنے کی وجہ سے خوش خبری ہے۔ خدا کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہے کہ یہ بہت بڑی کامیابی خدا کے دوستوں کے لیے ہے۔''

کتاب القطرہ

مشہور و معروف کتاب ہے جو پیغمبر اکرمؐ اور ان کی اہل بیت علیہم السلام کے فضائل میں ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں بہت سی ہاتھ سے لکھی ہوئی قدیم و جدید کتب سے استفادہ کیا۔ مولف کے اپنے ذاتی کتب خانہ میں ہاتھ سے لکھی ہوئی گرانقدر کتابیں مثال کے طور پر ''سلیم بن قیس'' جیسی کتاب موجود تھی۔ اس جیسی کتابوں سے اور دوسری چھپی ہوئی قیمتی مثلا بحارالانوار الیف شدہ علامہ مجلسی سے استفادہ کیا۔

یہ کتاب شروع میں ایک ایسے نسخے کے طور پر منظر عام پر آئی جس کی تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ اس کتاب کے پہلے حصے کی تحقیق جناب حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ محمد ظریف نے کی اور انہوں نے دوسرے حصے کی تحقیق فاضل اور محقق جناب آقا محمد حسین رحیمیان کے ساتھ مل کر کی۔ چھپا ہوا نسخہ غلطیوں سے صاف نہ تھا۔ اس لیے کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کے اصلی مسودہ کو دیکھ کر اصلاح کی جائے۔ اس کتاب میں جتنی آیات واحادیث ہیں ان کی اصل سندوں کو بھی نکالا اور کچھ مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کی، یہاں تک کہ موجودہ شکل میں کتاب آپ کے سامنے ہے اور انشاء اللہ ان کے لیے جو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں مفید ثابت ہوگی اور جو اس کے نور سے ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو نورانیت عطا کرے گی اور حمد وثناء خاص ہے اس ذات کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

(سید مرتضی مجتہدی سیستانی)

مقدمہ مؤلف

حمد وثناء لائق ہے اس خدا کے لیے جس نے ہمیں اپنی پہچان کروائی اور اپنے اولیاء کی شناخت ہمارے نصیب کی۔ جس نے اپنی اور اپنے اولیاء کی محبت کو ہماری طرف الہام فرمایا! اسے لوگوں کے لیے بہترین عمل قرار دیا اور ختم نہ ہونے والے سلام و درود ہوں خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ اور ان کی پاک آلؑ پر۔

امابعد! مؤلف کتاب، احمد رضی الدین مستنبط جو کہ علم و آگاہی کے ایک ادنیٰ سے خدمت گزار ہیں رقمطراز ہیں کہ جب میں نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت جو کتاب ''امالی'' میں ہے اور پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے کا غور سے مطالعہ کیا کہ اس میں حضرت فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرے بھائی علی علیہ السلام کے لیے وہ فضائل قرار دیئے ہیں کہ خود ان کے علاوہ کوئی اور ان کو شمار نہیں کرسکتا۔ جو کوئی بھی ان فضائل میں سے کوئی ایک فضیلت صدق دل سے یاد کرے گا تو خدا اس کے تمام گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اگرچہ جنوں اور انسانوں کے جملہ گناہوں کے ساتھ قیامت کے دن آئے، جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو لکھے تو جب تک وہ لکھی ہوئی فضیلت باقی رہے گی فرشتے اس کے لیے استغفار کریں گے اور جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو سنے گا تو جو گناہ کان سے سرزد ہوئے ہوں گے خدا ان کو بخش دے گا اور جو کوئی بھی لکھے ہوئے فضائل کو دیکھے گا تو جو گناہ آنکھ سے کیئے ہوں گے خدا ان کو بھی معاف کردے گا۔

اس کے بعد فرمایا:

النظر الی علی ابن ابی طالبؑ عبادة، وذکرہ عبادة، ولایقبل ایمان عبدا لا بولایته والبراۃ من اعدائه

''علی ابن ابی طالبؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، ان کا ذکر عبادت ہے کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک وہ علیؑ سے محبت نہ رکھے اور ان کے دشمنوں سے نفرت نہ کرے۔''

(امالی صدوق صفحہ ۲۰۱، حدیث نمبر ۱۰ مجلس ۲۸، بحارالانوار ج ۳۸ ص ۱۹۶ حدیث ۴)

مؤلف اس ضمن میں مزید تشریح فرماتے ہیں:

''خدا اس کے آئندہ گناہ معاف فرمادے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اس کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے گا اور ان کی عاقبت کو بخیر انجام دے گا، تاکہ اس جملہ سے یہ لازم نہ آئے نافرمانی اور گناہ کی اجازت ہے جو کہ عقلی طور پر جائز نہیں ہے اور وہ روایت جو اصول کافی میں منقول ہے کہ ابی المغرا کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا: کوئی عمل بھی ابلیس اور اس کی افواج کے لیے ایمانی بھائیوں کی زیارت کرنے سے زیادہ قتل کرنے والی نہیں ہے۔ اور فرمایا:

وان المومنين يلتقيان فيذكر ان الله ثم يذكر ان فضلنا اهل البيت عليهم السلام فلا يبقى على وجه ابليس مضغة لحم الا تخدد حتى ان روحه لتستغيث من شده ما تجد من الالم فتحسن ملائكة السماء وخزان الجنان فيلعنونه حتى لا يبقى ملك مقرب الا لعنه فيقع خاسا حسيرا مدحورا۔

''جب دو مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور خدا کا ذکر کرتے ہیں اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تو ابلیس کے چہرہ پر جتنا گوشت ہوتا ہے گر جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی روح شدت درد سے چیختی ہے، آسمان کے فرشتے اور جنت کے خزانہ دار اسے سن لیتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں اور کوئی مقرب فرشتہ باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ اس پر لعنت کرتا ہے۔''

(الکافی: ج ۲ ص ۱۸۸ حدیث نمبر ۱۷۔ البحار الانوار، ج ۶۳ ص ۲۵۸ حدیث ۱۳۱)

ایک دوسری روایت جو تفسیر امام حسن علیہ السلام میں پیغمبر اسلام سے نقل ہوئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اے امت محمدؐ! جب تم مصائب و لام میں گرفتار ہو جاؤ تو محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کو یاد کرو، تا کہ خدا ان کی برکت سے ان فرشتوں کی جو تم پر مؤکل ہیں شیطانوں کے مقابلہ میں مدد فرمائیں۔

تم میں سے ہر ایک کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہے جو اس کی نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی بائیں طرف دوسرا فرشتہ ہے جو اس کی برائیاں لکھتا ہے اور اس کے ساتھ دو شیطان ہیں جو ابلیس کی طرف سے ہوتے ہیں، تا کہ اسے گمراہ کریں۔ جب دو شیطان اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں تو مومن خدا کو یاد کرے اور ذکر شریف "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین" پڑھے تو دونوں شیطان شکست کھا جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر پاتے، لہٰذا ابلیس کے پاس جا کر شکایت کرتے ہیں کہ ہم تھک چکے ہیں لہٰذا لشکر کے ساتھ ہماری مدد کر۔ ابلیس ایک ہزار شیطانوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا ہے۔ جیسے ہی وہ مومن کی طرف آنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ ذکر خدا کرتا ہے اور محمدؐ وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتا ہے تو شیطانوں کا لشکر اس پر اثر نہیں کر پاتا اور اس پر حملہ کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ وہ ابلیس سے کہتے ہیں کہ تیرے علاوہ کوئی اس کا دشمن نہیں ہے، تو اور تیرا لشکر اس پر حملہ کر کے، اس پر غلبہ حاصل کرو اور اسے گمراہ کرو جب ابلیس اس کا ارادہ کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ ابلیس نے اپنے لشکر کے ساتھ میرے بندے کو نشانہ بنایا ہے اس کی مدد کرو اور ان کے ساتھ جنگ کرو۔

ہر شیطان کے مقابلہ میں ایک لاکھ فرشتہ جنگ کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ آگ کی سواریوں پر سوار ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کی تلواریں، نیزے، خنجر، تیر اور دوسرا آگ کا اسلحہ ہوتا ہے۔ فرشتے اس اسلحہ کے ساتھ ان کو قتل کرتے ہیں، یہاں تک کہ ابلیس کو گرفتار کر کے اسلحہ سے اس پر وار کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے: اے خدا! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وقت معلوم و معین

تک تجھے مہلت ہے۔ خدا فرشتوں سے فرماتا ہے: میں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے نہیں ماروں گا۔ یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس پر عذاب اور تکلیف مسلط نہیں کروں گا۔ تم اس کو آگ کے اسلحہ کے ذریعے مارو اور میں اسے زندہ رکھوں گا۔ فرشتے اسے مار مار کر زخمی کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ ابلیس اپنی اس حالت پر اور اپنی مجروح شدہ حالت پر پریشان اور غمگین ہے اور اس کے زخموں کو مشرکین کی کافرانہ آوازوں کے علاوہ کوئی چیز بھی مرہم پٹی نہیں کرنے دیتی۔ اگر وہ مومن شخص خدا کی اطاعت، اس کی یاد اور درود بھیجنے کو فراموش نہ کرے تو ابلیس کے زخم باقی رہتے ہیں اور اس کے احکام کی نافرمانی کرے تو ابلیس کے زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں اور اس بندے پر تسلط کر لیتا ہے۔ اسے لگام دے کر اس پر سوار ہو جاتا ہے۔ پھر شیطانوں سے کہتا ہے: تمہیں یاد ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اب اس کو ہم نے ذلیل اور رام کر لیا ہے اب تم اس پر سوار ہو جاؤ۔ پھر پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

فان اردتم ان تديموا على ابليس سخنة عينه و الم جرحاته. فداو موا على طاعة الله و ذكره. والصلوة على محمد و آله و ان زلتم عن ذلك كنتم اسرا ابليس فيركب اقفيتكم بعض مردته

''اگر چاہتے ہو کہ ابلیس کے زخم باقی رہیں اور ہمیشہ غمناک رہے تو اطاعت خدا اور محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود کو ہمیشہ بجالاتے رہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ابلیس کے اسیر ہو جاؤ گے اور اس کے لشکر تم پر سوار ہو جائیں گے۔''

(تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکریؑ، صفحہ ۳۹۶)

اس روایت کو ملاحظہ کرنے کے بعد میں نے چاہا کہ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کے بیکراں دریا سے ایک قطرہ تحریر کروں اور اپنی فرصت کے مطابق اس کا ذکر کروں اور اس کتاب کا نام میں نے ''قطرہ'' رکھا ہے۔ یعنی اہل بیت علیہم السلام کے دریا سے ایک قطرہ۔

اصل کتاب کو شروع کرنے سے قبل چند مقدمات ضبط تحریر کیے جن کا ذکر کچھ یوں ہے۔

مقدمہ اول

وہ محبت جو انسان کو ولایت کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ ولایت جو ایک مخصوص بیعت، اندرونی دعوت اور قانون الٰہی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) موہوبی: یہ ایسی قسم ہے جو عطاء خداوندی ہوتی ہے اور کسی شخص کے اختیار میں نہیں ہوتی ہے۔

کتاب ''تحف العقول'' میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی مومن طاق کو سفارشات کے باب میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یابن النعمان: ان حبنا اهل البیت ینزله الله من السماء من خزائن تحت العرش کخزائن الذهب و الفضة و لا ینزله الا بقدر و لا یعطیه الا خیر الخلق وان له غمامة القطر، فاذا اراد الله ان یخص به من احب من خلقه اذن لتلك الغمامة فتهطلت کما تهطلت السحاب فتصیب الجنین فی بطن امه

(تحف العقول: ج۱۰ ۱۳البحارالانوار: صفحہ ۷۸، ص ۲۹۲)

''اے نعمان کے بیٹے! ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت اور دوستی کو خدا عرش کے نیچے خزانوں میں سے آسمان سے نازل کرتا ہے جیسے کہ سونے اور چاندی کے خزانے ہوں اور اس کو مقدار معین کے علاوہ نازل نہیں کرتا اور اپنے بہترین بندوں کے سوا کسی کو عطا نہیں کرتا۔ اور اس کے لیے ایک بادل ہے بارش برسانے والے بادل کی طرح۔ جب خدا چاہتا ہے کہ اس محبت سے اس کو بہرہ مند کرے جسے دوست رکھتا ہے تو اس بادل کو برسنے کی اجازت فرماتا ہے، اس وقت برستا ہے اور جو بچہ ماں کے شکم میں ہوتا ہے وہ بھی اس سے مستفید ہوتا ہے۔''

یا یہ محبت وولایت نیک لوگوں کی اور والدین کی دعا کے مرہون منت ہوتی ہے۔ جیسے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کے والد سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آدھی رات نماز تہجد اور عبادت کے بعد ایک ایسی حالت مجھ میں پیدا ہوئی کہ جس سے میں جان گیا کہ اب جو چیز بھی میں خدا سے چاہوں گا خدا مجھے عطا فرمائے گا، گویا میں نے ایک آواز سنی جیسے کوئی کہہ رہا تھا کہ محمد باقر جھولے میں ہے۔ میں نے فوراً کہا: اے پروردگار! بحق محمد وآل محمد علیہم السلام اس بچے کو مروج دین اور احکام مبین کو نشر کرنے والا بنا اور اسے اپنی ختم نہ ہونے والی توفیقات عنایت فرما یہ کہ اس دعا کے سبب ایسے مرتبہ پر سرفراز کر کہ اگر مذہب شیعہ کو مذہب مجلسی کا نام دے دیا جائے تو بے جا نہ ہو، کیونکہ دین کی رونق اسی کی وجہ سے ہے جسے کہ مذہب شیعہ کو جعفری کہتے ہیں۔ (دارالسلام: ج ۲، ص ۲۰۵)

یا حضرت صالح اور حضرت ابراہیم کی دعا کے سبب ہے۔ جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ (سورہ ابراہیم: آیہ ۳۷)

''لوگوں کے دلوں کو اس طرح بنا دے کہ ان کی طرف مائل ہو جائیں۔''

یا اس چیز کا مشاہدہ بیداری میں ہوتا ہے کہ یک لخت ان کی محبت دل میں ڈال دی جاتی ہے۔ جیسے کچھ بزرگوں سے سنا ہے کہ امیر المومنین کے دوستوں میں سے کسی ایک شخص کا بھتیجا تھا جو حضرت کا دشمن تھا۔ اس شخص نے حضرت سے درخواست کی کہ اسے اپنے دوستوں میں سے بنا دے، ایک دن وہ شخص اتفاق سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا تو اس کا بھتیجا اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے گزرا اور حضرت پر سلام نہ کیا یہ شخص اپنے بھتیجے کی اس حرکت سے بڑا شرمندہ ہوا۔ اس وقت حضرت امیر المومنین علیہ

السلام کی نظر کرم اس نوجوان پر پڑی وہ نوجوان فوراً واپس پلٹا۔ اپنے آپ کو حضرت کے قدموں میں گرا دیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ اس سے پہلے میرے نزدیک دشمن ترین لوگوں میں سے تھے، لیکن اب آپ سے زیادہ کسی کو دوست نہیں رکھتا ہوں۔

آپ دوستوں کو محروم نہیں کرتے بلکہ آپ تو دشمنوں پر بھی نظر کرم رکھتے ہیں، وہ جو آنکھ کے اشارے سے مٹی کو سونا بنا دیتے ہیں کیا وہ ہم سے نظر کرم دور کر سکتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ درج ذیل شعر کا دوسرا مصرعہ خود حضرت نے پڑھا ہے چنانچہ آپ کی طرف منسوب ہے۔

اور جیسا کہ ایک شاعر نے یہ مصرعہ لکھا کہ ''زہرہ شیر شود آب ز دل داری دل'' لیکن دوسرا مصرعہ لکھنے سے قاصر تھا تو حضرت نے خواب میں اسے دوسرا مصرعہ تعلیم فرمایا کہ

اسد اللہ گر آید بھوا داری دل

اور ایسا ہی واقعہ زہیر کو امام حسینؑ کے ساتھ ملاقات کے وقت پیش آیا کہ زہیر کہتا ہے میں مناسب نہیں سمجھتا تھا کہ جہاں امام حسین علیہ السلام اتریں اور خیمہ زن ہوں میں بھی اسی منزل پر اپنا خیمہ لگاؤں۔ لیکن ایک منزل پر مجبوراً ایک ہی جگہ خیمے لگائے، ہم بیٹھے تھے کہ اچانک امام حسین علیہ السلام کا قاصد ہمارے پاس آیا اس نے سلام کیا اور کہا: اے زہیر! امام حسین علیہ السلام نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ تو ان کے پاس حاضر ہو۔ اس کلام کو سنتے ہی جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا زمین پر گر گیا اور اس کی حالت ایسی ہوگئی جیسے کہ سر پر پرندہ بیٹھا ہو۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا: رسول خدا کے بیٹے نے تیری طرف اپنا قاصد بھیجا ہے ان کی بات کیوں نہیں سنتے ''سبحان اللہ'' کیا ہوگا قاصد کے ساتھ جاؤ اور حضرت کی بات سن کر واپس آ جاؤ۔ زہیر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ خوش و خرم چہرے کے ساتھ واپس آیا اور حکم دیا کہ اس کے خیمے امام حسین علیہ السلام کے خیموں کے پاس لگا دیں۔ پھر اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے میں نے طلاق دی۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تو میری وجہ سے دکھ و تکلیف میں مبتلا ہو۔

(الارشاد: صفحہ ۲۴۶، لہوف: صفحہ ۳۰، بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۱)

یا اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کو خواب میں دیکھنے سے بھی دل میں پڑ جاتی ہے۔ ہمارے استاد محدث نوری اپنے استاد شیخ جعفر شوشتری سے نقل کرتے ہیں کہ جب میں نجف اشرف میں علوم دینی سے فارغ ہو کر تبلیغ کے لیے اپنے وطن واپس آیا کہ لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کے متعلق اپنا وظیفہ انجام دوں، چونکہ میں وعظ و نصیحت اور عزاداری کی مجالس کے متعلق اتنا تجربہ نہ رکھتا تھا، اس لیے ماہ رمضان کے دنوں میں اور جمعہ کے دن تفسیر صافی منبر پر پڑھ کر بیان کرتا تھا اور مجالس عزاداری کے دنوں میں کتاب ''روضۃ الشہداء'' تحریر مولی حسین کاشفی سے پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ میرے لیے بہت مشکل تھا کہ کتاب کو دیکھے بغیر لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں اور لوگوں کو گریہ و زاری پر مجبور کروں، یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا اور دوبارہ محرم کا مہینہ آ گیا۔

ایک رات میں نے اپنے آپ سے کہا: کب تک کتاب کو ساتھ رکھو گے اور لوگوں کو پڑھ کر سناتے رہو گے، جب کہ دوسرے لوگ بغیر کتاب کے منبر پر جا کر تبلیغ کرتے ہیں، میں اسی فکر میں تھا کہ تھک گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا، گویا کہ میں

سرزمین کربلا میں ہوں اور وہی ایام ہیں جب امام حسین علیہ السلام کے سواروں نے نزول فرمایا اور خیمے نصب کیے جبکہ دشمن کے لشکر نے بھی سامنے خیمے لگائے ہوئے تھے، میں اپنے مولیٰ اور تمام لوگوں کے سردار حضرت اباعبداللہ کے خیمے میں گیا اور آپ پر سلام کیا، آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور حبیب بن مظاہر سے فرمایا:

ان فلانا واشار الی ضیفنا اما الماء فلا یوجد عندنا منه شئی وانما یوجد عندنا دقیق وسمن فقم واصنع له منهما طعاما واحضره لدیه

''فلاں شخص (اشارہ میری طرف کیا) ہمارا مہمان ہے۔ پانی تو ہمارے خیموں میں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جو آٹا اور گھی موجود ہے اسی سے کھانا تیار کرواور لے آؤ۔''

حبیب نے ایسا ہی کیا اور کھانا تیار کرنے کے بعد میرے سامنے رکھ دیا میں نے چند لقمے ہی کھائے تھے کہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ اس کے بعد مجھے اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے متعلق بڑے اہم، دقیق نکات اور آثار الہام ہوئے کہ اس سے قبل میں ان کی طرف متوجہ نہ تھا اور روز بروز ان میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ آ گیا اور میں بھی موعظہ بیان کرنے کے قابل ہوگیا اور مطالب کو بیان کرنے کے متعلق انتہائی بلند درجہ پر پہنچ گیا۔ یہ خدا کا فضل وکرم ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

(فوائدالرضویہ صفحہ ٦٧)

اسی طرح محدث نوری سید عبداللہ شبر جو اپنے زمانے کے مجلسی دوم مشہور تھے اور جن کی کتاب جامع المعارف والاحکام، بحارالانوار کی طرح مشہور ہے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میری تالیفات کے زیادہ ہونے کی وجہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام کی نظر کرم ہے۔ میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھے ایک قلم عنایت کیا اور فرمایا: لکھو! اسی وقت مجھ میں لکھنے کی قوت پیدا ہوگئی اور جو کچھ بھی میں نے لکھا اسی قلم کی برکت سے ہے۔ (دارالسلام، ج۲، ص۲۵۰)

اور کبھی کبھی صرف ان کا مقدس نام سننے سے ان کی محبت دل میں پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ سلمان فارسی کے اسلام لانے کے بارے میں ہے یا آب فرات سے دانائی وحکمت حاصل ہونے کی وجہ سے محبت ہوجاتی ہے۔

فرات اور شیعیان علیؑ!

جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

الفرات من شیعة علی علیه السلام و ماحنك به احد الا احبنا اهل البیت علیهم السلام

''فرات شیعیان علیؑ کے لیے ہے، کسی کو بھی فرأت کے پانی سے دانائی وحکمت حاصل نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محبت کرتا ہو۔''

(کامل الزیارات، صفحہ ۱۱۱ حدیث ۱۵، بحارالانوار، ج ۱۰۰ ص ۲۳۰ حدیث ۱۸)

یا محبت کرنے والے خاص شہروں کے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی تعریف کی گئی ہے۔ جیسے کہ کوفہ، قم اور آبہ کا شہر اور جن شہروں کی مذمت کی گئی ہے وہ محبت کرنے والے نہیں ہوتے ہیں۔

محبت کی دوسری قسم اکتسابی ہے۔ اس قسم کو حاصل کرنے کے چند طریقے اور راستے ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام کی اچھی اور پسندیدہ صفات کے متعلق غور وفکر کرنا جن کی طرف انسان خود بخود مائل ہوتا ہے اور ان کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ علم، بردباری، پرہیزگاری، واجب التعظیم ہونا، زہد، عبادت، شجاعت، مہربانی اور قدرت وغیرہ یقینی طور پر انسان کی فطرت اور طبیعت ایسی ہے کہ اگر کسی شخص میں اچھے اوصاف اور کمالات موجود ہوں تو اسے دوست رکھتا ہے۔

ان بے شمار نعمتوں کے متعلق غور وفکر کرنا جو خدا تعالیٰ نے ان مقدس ہستیوں کے وسیلہ سے دنیا اور آخرت میں عطا فرمائی ہیں اور کچھ انسان خود کسب کرتا ہے۔

پہلی قسم جو خدا نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں جیسے روح کا پھونکنا اور دوسری روحانی طاقتوں کو انسان کی خلقت بدن میں ڈالنا۔

دوسری قسم کسبی ہے۔ جیسا کہ بدن کو نفس کی بدبو اور برائیوں سے پاک کرنا اور نفس کو بہترین اخلاقیات سے آراستہ کرنا جیسے مال اور مقام کو حاصل کرنا۔ رہی بات اخروی انعام کی جو اہل بیت علیہم السلام کے واسطہ سے ہیں حاصل ہوا ہے وہ نعمت ایمان ہے۔

(بحارالانوار، صفحہ ۹۶/۴۰)

بہرحال اہم ترین دنیاوی نعمت جو کہ کائنات ہے وہ انہی پاک ہستیوں کے توسط سے ہے۔ کیونکہ یہی حضرات اس کی خلقت کا اصل سبب ہیں اور تمام عالم کے وجوہ کی علت غائی ہیں۔ لہٰذا زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے فقط ان پاک ہستیوں کے سبب سے ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

لولا انا و انت یا علی ما خلق الله الخلق

''اے علیؑ! اگر میں اور تو نہ ہوتے تو خدا مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے افضل ترین مخلوق کو اس عالم میں پست ترین مخلوق کے لیے علت غائی اور سبب بنایا ہے، زمین کو نباتات کے اگنے کے لیے پیدا کیا، نباتات کو حیوانات کے لیے پیدا کیا، حیوانات کو انسانوں کے لیے پیدا کیا۔

جیسے کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۚ (سورۃ بقرہ: آیت نمبر ۲۹)

''جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔''

اور کامل و اکمل انسان جو روئے زمین پر خدا کے جانشین ہیں اور خلقت کا آخری منشاء ومقصد ہیں وہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:

زمین باقی نہ رہے

لو بقیت الارض بغیر امام لساخت

''اگر زمین بغیر امام اور حجت کے ہوتو ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔''

(بحارالانوار: ج ۲۳، ص ۳۷ حدیث ۶۴)

یہ اس لیے ہے کہ زمین امام کی خاطر پیدا ہوئی ہے۔ جب ایک چیز دوسری چیز کی خاطر پیدا کی گئی ہوتو جب وہ چیز نہ رہے جو خلقت کا سبب بنی ہوتو دوسری چیز بھی خود بخود باقی نہیں رہے گی۔ پس واضح اور روشن ہو گیا کہ اہل بیت علیہم السلام ہر نعمت کی بنیاد اور ہر لطف و احسان کا سبب ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے:

دشمنی اور محبت

جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا و بغض من اساء الیھا

(تحف العقول: ج ۳۷، بحارالانوار: ج ۷۷، ص ۱۴۲ حدیث ۶۸)

''دلوں کو اس کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے جو اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی دشمنی پر پیدا کیا گیا ہے جو ان سے دشمنی کرے۔''

بہت سی ایسی روایات گواہی کے طور پر موجود ہیں کہ آئمہ علیہم السلام کو نعمت کا واسطہ، سبب اور سرچشمہ تصور کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت حجت ارواحنا فداہ سے ایک روایت کو پہلے ہم اشارہ کے طور پر ذکر کر چکے ہیں۔

فما شی منه الا و انتم له السبب و الیه السبیل

''کوئی ایسی چیز نہیں ہے مگر آپ اس کے لیے سبب اور اس تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔''

(بحارالانوار: ج ۹۴، ص ۳۷ سطر ۶)

کراجکی علیہ الرحمۃ کتاب ''کنز الفوائد'' میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب آپ نے کھانا ختم کیا تو فرمایا:

نعمت الٰہی

الحمد للہ رب العالمین اللھم ان ھذا منك و من رسولك

''تمام حمد خدا کے لیے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے۔اے خدا! یہ نعمت آپ کی اور آپ کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔''

اس شخص نے کہا: کیا خدا کے لیے شریک بنا رہے ہو؟ حضرت نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے۔خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

انتقام اور فضل وکرم

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (سورۃ توبہ: آیت ۷۴)

''انہوں نے انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ خدا اور رسول نے انہیں اپنے فضل وکرم سے غنی کر دیا۔''

رضایت الٰہی

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ (سورۃ توبہ: آیت ۵۹)

''کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ لوگ خدا اور رسولؐ کے عطا کیے ہوئے پر راضی ہو جاتے اور کہتے خدا ہمارے لیے کافی ہے اور عنقریب خدا اور اس کا رسول اپنے رحم وکرم سے عطا فرمائے گا۔''

اس شخص نے کہا: کیا آپ کے خیال میں، میں نے اب تک ان دو آیتوں کو نہیں پڑھا اور نہیں سنا؟ حضرت نے فرمایا: ان دو آیتوں کو تو نے پڑھا اور سنا ہے لیکن تو اور تجھ جیسوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

دلوں پر تالے

اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ (سورۃ محمدؐ: آیت ۲۴)

''یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں، جس کے نتیجہ میں کوئی چیز ان میں داخل نہیں ہوتی۔''

اور ایک یہ آیت نازل فرمائی ہے:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (سورۃ مطففین: آیہ ۱۴)

''اس طرح نہیں ہے بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔''

ہر حال میں انسان اہل بیت علیہم السلام کے وسیلہ سے بھلائی حاصل کرتا ہے اور انہیں کے سبب سے مصیبت کو دور کرتا ہے کیونکہ حادثات زمانہ کے زہریلے تیر پے در پے نکلتے رہتے ہیں اور ہمیشہ بدیاں نازل ہوتی رہتی ہیں۔انسان اہل بیت علیہم السلام کے وسیلہ سے ہی ان کو دور کرتا ہے۔اگر کوئی انسان ان نعمتوں اور مہربانیوں جوان حضرات کے وسطہ سے ملتی ہیں کو یاد رکھے اور فراموش نہ کرے تو اسے ایک ایسی روشنی اور نورانیت مل جائے گی کہ اہل بیت علیہم السلام کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب اور دوست سمجھے گا۔

ان پاک ومطہر ہستیوں کے ارشادات اور احکام کی پیروی کرنا، ایسی چیزوں پر عمل کرنا جوان کی محبت میں اضافہ کریں، ان کی سیرت اور کردار کی پیروی کرنا، ان کی حرکات وسکنات میں ان کی طرح عمل کرنا اور جس چیز سے روکیں اس سے رکنا یہ سب کی سب چیزیں مراتب محبت کے حصول میں کارآمد ثابت ہوتی ہیں اور محبت کے مراتب کو بڑھاتی ہیں۔

جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا کہ روایات میں مذکور ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت حاصل نہیں ہوتی مگر تقویٰ کے ساتھ اور تقویٰ وہی واجبات تکمیل اور محرمات کو ترک کرنا ہے اور یہ معنی اس بنا پر ہے کہ لفظ ولایت جو روایت میں آیا ہے اس کی واو کو فتحہ یعنی (زبر) کے ساتھ پڑھیں۔

طریحی ''مجمع البحرین'' میں حدیث شریف ''بنی الاسلام علی الخمس'' ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے'' اور ان پانچ میں سے ایک ولایت ہے۔کی وضاحت کی ہے کہ ولایت واو کے فتحہ (زبر) کے ساتھ محبت کے معنی میں ہے۔

(مجمع البحرین ج ۳، ۱۹۸۱ مادۃ ولی، بحار الانوار، ج ۶۸، ص ۳۲۹ حدیث ا، ص ۳۳۲، ص ۸، ص ۳۷۶، ح ۲۱)

رہی بات ان پاک ومطہر ہستیوں کے حق کی پہچان کرنا اور ان کی امامت پر اعتقاد رکھنا، تو یہ اصول دین سے ہے فروع میں سے نہیں ہے۔

دوسرا مقدمہ

دوسرا مقدمہ ان علامات اور نشانیوں کے متعلق ہے جن کے ذریعے سے محب پہچانا جاتا ہے اور غیروں سے ممتاز ہوتا ہے۔ بعض روایات میں ان علامتوں اور نشانیوں کی طرف اشارہ ہی نہیں بلکہ وضاحت ہوئی ہے۔

ان روایات میں سے ایک روایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب خصال میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من رزقه الله حب الائمة من اهل بيتی فقد اصاب خير الدنيا ولآخرة فلايشكن احد انه فی الجنة فان فی حب اهل بيتی عشرين خصلة، عشر منها فی الدنيا وعشر فی الآخرة

''جس کسی کو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے آئمہ اطہار علیہم السلام کی محبت نصیب فرمائے تو دنیا

وآخرت کی بھلائی اس کے شامل حال ہو جاتی ہے کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بے شک میرے اہل بیت کی محبت کے بیس اثرات ہیں ان میں سے دس دنیا کے ساتھ اور دس آخرت کے ساتھ مربوط ہیں۔ وہ اثرات جو دنیا کے ساتھ مربوط ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) دنیا کی طرف رغبت نہ کرنا۔

(۲) عمل کرنے میں بے حد کوشش کرنا۔

(۳) دین میں تقویٰ رکھنا۔

(۴) عبادت کی طرف مائل ہونا۔

(۵) موت سے قبل توبہ کرنا۔

(۶) راتوں کو بیدار رہنے کی طرف شوق رکھنا۔

(۷) جو لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہونا۔

(۸) خدا کے احکام کا خیال رکھنا۔

(۹) دنیا کو دشمن سمجھنا۔

(۱۰) سخاوت کرنا ہے۔

آخرت کے اثرات یہ ہیں،

(۱) اس کا نامہ اعمال کھولا نہیں جائے گا۔

(۲) اعمال کو تولنے کا ترازو نصب نہیں ہوگا۔

(۳) نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۴) اس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔

(۵) اس کا چہرہ سفید اور نورانی ہوگا۔

(۶) جنت کے لباس اس کو پہنائے جائیں گے۔

(۷) اپنے رشتہ داروں میں سے ۱۰۰ افراد کی شفاعت کر سکے گا۔

(۸) خدا اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔

(۹) جنت کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے گا۔

(۱۰) بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھیں گے۔

(الخصال: ج۲،ص ۵۱۵ حدیث ۱، بحارالانوار: ج ۲۷،ص ۷۸ حدیث ۱۲)

مؤلف کہتا ہے کہ دنیا کی دوستی کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم

یہ کہ دنیا کی خاطر پسند کرے، اس کا مقصد و ہدف خود دنیا ہو۔ ایسی دنیاوی محبت قابل مذمت ہے۔

دوسری قسم

یہ ہے کہ دنیا سے محبت آخرت اور پروردگار عالم کی خوشنودی کو پا لینے کا وسیلہ ہو۔ دنیا کو خدا کے حکم کے مطابق کام میں لائے۔ واضح ہے کہ دنیا کی ایسی محبت قابل مذمت و نفرت نہیں ہے بلکہ ایسی محبت قابل تحسین ہے۔ پس جب دنیا کی اس تقسیم کے مطابق ان روایات کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے کہ بعض میں دنیا کی مذمت ہوئی ہے اور کچھ میں دنیا کی مدح ہوئی ہے۔ محبت کی علامتوں اور نشانیوں کی روایات میں سے ایک روایت امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یا حنش من سرہ ان یعلم امحب لنا ہو ام مبغض فلیمتحن قلبہ فان کان یحب ولیا لنا فلیس بمبغض (لنا) وان کان یبغض ولیا لنا فلیس بمحب لنا

''اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ یہ جانے کہ وہ ہمارا دوست ہے یا دشمن تو اپنے دل کا امتحان کرے اگر وہ ہمارے دوست کو دوست رکھتا ہے تو وہ ہمارا دشمن نہیں ہے اور اگر ہمارے دوست کو دشمن رکھتا ہو تو وہ ہمارا دوست نہیں ہے۔''

(بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ ۱۴۶ امالی طوسی، صفحہ ۱۱۳ حدیث ۲۷، امالی مفید: صفحہ ۳۳۴ حدیث ۴، بحارالانوار: ج ۲۷،ص ۵۳ ح ۶)

اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

انکم لن تنالوا ولا یتنا الا بالورع، والاجتہاد، وصدق الحدیث واداء الامانۃ و حسن الجوار (وحسن الخلق، و الوفاء العہد، وصلۃ الرحم و اعینونا بطول السجود ولو ان قاتل علی علیہ السلام ائتمننی علی امانۃ لادیتہا الیہ

(بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ ۲۶۰)

''ہماری ولایت ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتی مگر پرہیزگاری، کوشش کرنے سے، سچ بولنے سے، امانت کو ادا

کرنے سے، ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے، اچھے اخلاق رکھنے سے، وعدہ ایفاء کرنے سے، صلہ رحمی کرنے سے اور اپنے سجدوں کو لمبا کرنے کے ساتھ، ہماری مدد کرو، اگر امیر المومنین علیہ السلام کے قاتل کی امانت بھی میرے پاس ہوتی تو میں اسے واپس کر دیتا۔''

ان روایات میں سے ایک روایت کتاب ''علل الشرائع'' میں رسول اکرمؐ سے نقل ہوئی ہے۔

لا یومن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه و تکون عترتی احب الیه من عترته و تکون اهلی احب الیه من اهله و تکون ذاتی احب انیه من ذاته

(علل الشرائع: ج۱ ص۱۴۰ ح۱، بحار الانوار: ج۲۴ ص۳۱۷ ح۳۰، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۵۲ اور ۱۶۸)

''کوئی بندہ بھی خدا پر ایمان نہیں لا سکتا مگر یہ کہ وہ مجھے اپنے سے زیادہ دوست رکھتا ہو، میری نسل کو اپنی نسل سے زیادہ عزیز رکھتا ہو، میرے خاندان کو اپنے خاندان سے زیادہ چاہتا ہو اور میرے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ چاہتا ہو۔''

انہیں احادیث میں سے ایک حدیث ہے جو امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ خدا کے اس فرمان کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ ۚ (سورۃ الاحزاب: آیہ ۴)

''خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے کہ ایک دل کے ساتھ دوستی کرے اور دوسرے کے ساتھ دشمنی کرے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دوست ہمارے ساتھ ایسی خالص دوستی رکھتے ہیں جیسے سونے کو اگر آگ میں ڈالا جائے تو اس کی ملاوٹ ختم ہو جاتی ہے اور خالص ہو جاتا ہے۔''

من اراد ان یعلم حبنا فلیمتحن قلبه: فان شارك فی حبنا حب عدونا فلیس منا و لسنا منه والله عدوه و جبرائیل و میکائیل والله عدو للکافرین

''جو کوئی یہ جاننا چاہتا ہے کہ ہمیں دوست رکھتا ہے یا نہیں، تو اپنے دل کا امتحان کرے۔ اگر ہماری دوستی کے ساتھ ہمارے دشمن کی دوستی کو شریک کرے تو وہ ہمارا نہیں ہے اور ہم اس سے نہیں ہیں۔ خدا، جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اس کے دشمن ہیں اور خدا کافروں کا دشمن ہے۔''

(تاویل الایات: ج۲ ص۴۴۷ حدیث ۵۶، بحار الانوار: ج۲۴ ص۳۱۷ حدیث ۳۳، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۸۷ امالی طوسی: صفحہ ۱۴۷)

شیخ صدوق کتاب ''امالی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من جالس لنا عائبا اومدح لنا و اليا او واصل لنا قاطعا او قطع لنا واصلا او والى لناعدوا او عادى لناوليا فقد كفر بالذى انزل السبع المثانى و القرآن العظيم

(امالی صدوق: صفحہ ۱۱۱ ح ۷ مجلس ۱۳، بحارالانوار: ج ۲۷ ص ۲۵)

''جوکوئی بھی ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو ہمارے عیب بیان کرے، یا ایسے شخص کی تعریف کرے جو ہمیں پشت کر گیا ہو، یا ایسے شخص کے ساتھ رابطہ کرے جو ہم سے رابطہ منقطع کر چکا ہو، یا ایسے شخص سے رابطہ اور تعلق ختم کرے جس کا ہمارے ساتھ تعلق ہو، یا ہمارے دشمنکے ساتھ دوستی کرے، یا ہمارے دوست کے ساتھ دشمنی کرے یقینی طور پر اس نے سورہ حمد اور قرآن عظیم کو نازل کرنے والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔''

کتاب ''اختصاص'' اور ''بصائرالدرجات'' میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک دن حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد جمع تھے کہ آپ کا ایک شیعہ آیا اور عرض کی، اے امیرالمومنین علیہ السلام میں آپ کی محبت کے ساتھ خدا کی چھپ کر ایسے عبادت کرتا ہوں جیسا کہ ظاہر بظاہر اس کی عبادت کرتا ہوں اور آپ کے ساتھ پوشیدہ محبت کرتا ہوں اور ظاہر بظاہر محبت کرتا ہوں۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

صدقت اما فاتخذ للفقر جلبابا فان الفقر اسرع الى شيعتنا من السبيل الى قرار الوادى

''تم نے سچ کہا ہے، فقر کے لیے لباس تیار کرو (جو تیرے کو چھپا دے یہ صبر سے کنایہ ہے) بے شک فقر اور تنگدستی ہمارے شیعوں کی طرف اس سے بھی تیز جاتا ہے جتنا تیز سیلاب کا پانی نشیب کی طرف جاتا ہے۔''

وہ شخص فرمان امیرالمومنین سن کر خوشی سے روتا ہوا واپس چلا گیا۔ (الاختصاص: ص ۳۰۵)

ایک دوسری روایت میں امام باقر علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جو جابر جعفی کو وصیتیں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جو ایک جامع اور نفع بخش فرمان ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

تو اس وقت تک ہمارا دوست نہیں بن سکتا جب تک تو ایسا نہ ہو جائے کہ اگر پورے شہر کے لوگ تجھے کہیں کہ تم برے آدمی ہو تو تجھے اس بات کا غم اور حزن نہ ہو۔ اگر سب لوگ تجھے اچھا اور نیک آدمی کہیں تو اس سے خوشی نہ ہو۔ لیکن اپنے آپ کو قرآن کے

سامنے رکھ۔ اگر قرآن کا راستہ تمہارا راستہ ہے یعنی قرآن دوری کا حکم دیتا ہو تو اس سے دور رہتا ہے، قرآن جس چیز کی طرف متوجہ کرتا ہو تو اس کی طرف راغب ہوتا ہے، جس سے قرآن ڈراتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے۔ تو بس ثابت قدم رہ اور مضبوط و مستحکم ہو جا اور تجھے خوش خبری ہے اور جو کچھ تیرے متعلق کہا گیا ہے وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر تیرا طرز زندگی قرآن کے مخالف ہے تو پھر کون سی چیز ہے جو تیرے نفس کو مغرور کرتی ہے؟

ان المومن معنی بمجاهدة نفسه ليغلبها علی هواها فمرة يقيم اودها و يخالف هواها فی محبة الله و مرة تصرعه نفسه فيتبع هواها فينعشه الله فينتعش ويقيل الله عثرته فيتذ كر

''مومن ہمیشہ اس میں کوشاں رہتا ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرے تا کہ خواہشات نفس پر غالب آ سکے اور نفس کے ٹیڑھے پن کو درست کر سکے۔ راہ خدا میں نفس پرستی کی مخالفت کرتا ہے، اور جب کبھی خواہشات نفسانی اس پر غالب آ جاتی ہیں اور ان کی پیروی پر مائل ہونے لگتا ہے تو اس وقت خدا اس کی مدد کرتا ہے اس کی خواہشات کے غلبہ سے نجات دے کر بلند کرتا ہے۔ اسے بخش دیتا ہے اور وہ دوبارہ اپنے آپ کو آمادہ کرتا ہے اور بیدار ہو جاتا ہے۔'' (تحف العقول: ص ۲۸۴، بحارالانوار: ج ۷۸، ص ۱۶۲ حدیث ۱)

جابر سے نقل ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کائنات کے آقا اور مولیٰ امام باقر علیہ السلام کی بیس سال خدمت کی۔ جب میں نے آپ سے رخصت لینے کا ارادہ کیا اور الوداع کرنا چاہا تو عرض کیا۔ کچھ نصیحت فرمایئے تا کہ میرے لیے نفع بخش ہو۔

حضرت نے فرمایا: اے جابر! کیا بیس سال ہمارے پاس رہنے کے بعد بھی تجھے کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا: جی! آپ ایک ایسے بیکراں سمندر ہیں جس کے کنارے تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ ارشاد فرمایا:

يا جابر بلغ شيعتی عنی السلام و اعلمهم انه لا قرابة بيننا و بين الله عزوجل ولا يتقرب اليه الا بالطاعة له: يا جابر من اطاع الله و احبنا فهو ولينا

''اے جابر! میرے شیعوں کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور ان سے کہنا ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے، خدا کا قرب صرف اور صرف خدا کی اطاعت کرنے میں ہے۔'' اے جابر! جو کوئی خدا کی اطاعت کرے اور ہمارے ساتھ محبت رکھے تو اس کے پاس ہماری ولایت ہے۔''

(امالی طوسی صفحہ ۲۹۶ حدیث ۲۹ مجلس ۱۱، بحارالانوار: ج ۷۸، ص ۱۸۲ حدیث ۸، بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ ۱۸۹)

کتاب ''کافی'' میں معلی بن خنیس سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے مومن کے حقوق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: مومن کے ستر حقوق ہیں صرف سات کے متعلق تجھے بتاتا ہوں۔ کیونکہ مجھے تیرا بہت خیال ہے اور ڈرتا ہوں کہ کہیں ان سب پر عمل نہ کر سکو یا ان کو قبول نہ کرو۔ میں نے عرض کیا۔ آپ فرمائیں، انشاء اللہ میں ان پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا:

لا تشبع و یجوع ولا تکتسی ویعری وتکون دلیله، وقمیصه الذی یلبسه ولسانه الذی یتکلم به وتحب له ما تحب لنفسك وان کانت لك جاریة بعثتها لتمهد فراشه وتسعی فی حوائجه باللیل والنهار فاذا فعلت ذلك وصلت ولا یتك یولا یتنا، ولا یتنا بولایة الله عزوجل

(۱) ایسا نہ ہو کہ تو سیر ہو اور وہ بھوکا ہو۔

(۲) تیرے تن پر لباس ہو اور وہ بے لباس ہو۔

(۳) اس کے راہنما بنو۔

(۴) اس کے لیے چھپانے والا لباس بنو۔

(۵) اس کے لیے کلام کرنے والی زبان بنو۔

(۶) اس کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

(۷) اگر تمہارے پاس کوئی کنیز ہو تو اس کے پاس بھیجو تا کہ اس کا بستر بچھائے۔ رات دن اس کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش میں رہے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو تیرا ہماری ولایت کے ساتھ رشتہ پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ ہماری ولایت خدا کی ولایت کے ساتھ متصل ہے۔''

(الکافی: ۲/ ۱۷۴ حدیث ۱۴، بحارالانوار: ۲۵۵/۷۴ حدیث ۵۲)

کتاب ''بلدالامین'' میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لیس من شیعتنا من لم یصل صلاة اللیل

(البلدالامین: ۷۴، روضۃ الواعظین ۳۲۱)

''جو تہجد کی نماز نہ پڑھے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔''

اسی طرح فرماتے ہیں:

ابغض الخلق الی الله جیفة باللیل وبطال بالنهار

(بحارالانوار: ج۸۷ ص۱۵۸ حدیث ۵۳)

''خدا ایسے بندے کو سخت دشمن رکھتا ہے جو ساری رات مردار کی طرح پڑا رہے اور دن کو بیکار گزار دے۔''

تیسرا مقدمہ

مطلوب مقدمہ یہ ہے کہ لوگوں کی آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں معرفت ایک دوسرے سے مختلف ہے بلکہ کبھی تو لوگ افراط وتفریط میں پڑ جاتے ہیں۔

ایک گروہ معرفت میں اتنی زیادہ کوتاہی کا مرتکب ہوجاتا ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو ان کے حقیقی مقام ومرتبہ سے نیچے گرا دیتا ہے اور بہت سی ایسی روایات جو ان کے فضائل اور کمالات کے بارے میں پائی جاتی ہیں ان کا انکار کر دیتا ہے۔ حالانکہ ان کی معرفت صحیح فکر اور عقل سالم کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے اور بہت سے ایسے افراد ہیں جو کسی ایک مسئلہ میں اپنے علاوہ سب کو کافر کہتے ہیں۔اسی طرح لوگ ان کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔

بہت کم لوگ ہیں جو امامت کے دقیق مسائل سے آگاہ ہیں اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے حقیقی حالات کو ٹھیک ٹھیک ان سے حاصل کرتے ہیں۔ یعنی درمیانے راستے جس میں افراط وتفریط نہ ہو کو اپنائے ہوئے ہیں اور ایسے لوگ حق بات کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہادی اپنے خفیفہ اور باطنی حالات ومراتب کو ہر کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتے، بلکہ صرف ایسے افراد کو اپنے ان پوشیدہ حالات مقامات سے آگاہ فرماتے تھے جو معرفت میں یدطولیٰ رکھتے تھے اور انہیں تاکید کرتے تھے کہ ایسے افراد سے ان چیزوں کو چھپائے رکھیں جو کم عقل اور کمینے ہوں۔

اور حکم فرماتے تھے:

ان امرنا مستصعب لا يحتمله الا ملك مقرب اونبى مرسل او عبد مومن امتحن الله قلبه للايمان (بصائرالدرجات:۲۶ باب ۱۲)

''ہماری ولایت وامامت کے مسائل اتنے دقیق اور دشوار ہیں کہ ان کو کوئی قبول نہیں کرسکتا مگر خدا کا مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا ایسا بندہ مومن کہ جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لیے امتحان لیا ہو۔''

لوگ تفریط کا شکار ہیں ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کچھ مسائل کو اس وقت تک نہیں جانتے جب تک ان کے دلوں میں القا نہ کیے جائیں۔اس گروہ کے کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو قائل ہیں کہ آئمہ اطہار علیہم السلام اپنی رائے اور گمان کا سہارا لیتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ان حضرات کو پیغمبر اکرمؐ کے علاوہ باقی پیغمبروں سے افضل ماننے سے انکار کرتے ہیں۔''

سید شرف الدین نجفی علیہ الرحمہ آیۃ

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ (سورۃ صافات: آیت ۸۳)

''بے شک اس کے شیعوں میں سے ابراہیم ہیں''

کی تفسیر کے ضمن میں کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ ابراہیمؑ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں۔

(تاویل الایات: ج ۲، ص ۴۹۵ حدیث ۸)

اور کہتے ہیں کہ اس مطلب کی تائید جعفر بن یزید جعفی کی وہ روایت کرتی ہے جو امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں نقل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا:

جب خدا تعالیٰ نے ابراہیم کو پیدا فرمایا تو ان کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھادیا۔ ابراہیمؑ نے ایک نور کو دیکھا: عرض کیا: اے پروردگار! یہ کیسا نور ہے جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ جواب ملا یہ میری مخلوق کے افضل ترین شخص محمد کا نور ہے۔ ابراہیمؑ نے اس نور کے ساتھ ایک اور نور کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا، اے خدا! یہ کیسا نور ہے؟ جواب ملا: یہ میرے دین کی حفاظت کرنے والے علیؑ کا نور ہے۔ تین اور نور ان دونوروں کے ساتھ دیکھے، عرض کیا یہ کیسے نور ہیں، جواب ملا ان میں سے ایک نور فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے کہ جس کے ماننے والوں کو جہنم کی آگ سے نجات دے چکا ہوں اور دوسرے دونور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دو بیٹے حسن و حسین علیہما السلام کے ہیں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: میرے خدا! میں نونور اور دیکھ رہا ہوں جنہوں نے ان پانچ نوروں کو گھیرا ہوا ہے۔ جواب ملا کہ وہ نو اماموں کے نور ہیں جو سب کے سب علیؑ اور فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہیں۔ پھر ابراہیمؑ نے عرض کیا: اے خدا! ان پانچ نوروں کے حق کا واسطہ! ان نونوروں کی پہچان کروا۔ جواب ملا: اے ابراہیمؑ! یہ علی بن حسین ہے، ان کے بیٹے محمدؑ، ان کے بیٹے جعفرؑ، ان کے بیٹے موسیٰؑ، ان کے بیٹے علیؑ، ان کے بیٹے محمدؑ، ان کے بیٹے علیؑ، ان کے بیٹے حسنؑ اور ان کے بیٹے حجۃ القائم علیہم السلام ہیں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا، بہت سے اور انوار ان کے اطراف میں دیکھ رہا ہوں جن کی تعداد کا علم تیرے سوا کسی کو نہیں ہے۔ جواب ملا اے ابراہیمؑ! یہ انوار ان کے ہیں جو کہ علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔ ابراہیمؑ نے سوال کیا: ان کی نشانی کیا ہے؟ اور ان کی پہچان کس چیز سے ہوگی؟ جواب ملا دن رات میں ۵۱ رکعت نماز پڑھتے ہوں گے۔ بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھتے ہوں گے۔ رکوع سے پہلے قنوت کرتے ہوں گے اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہوں گے۔

اس وقت ابراہیمؑ نے عرض کیا:

اللھم اجعلنی من شیعۃ امیر المومنین

''اے پروردگار! مجھے علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے قرار دے۔''

تو خدا نے اپنی کتاب قرآن میں اس کی اطلاع دی ہے اور فرمایا:

وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۸۳﴾

''یعنی علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہیں''

(تاویل الایات: ج ۲،ص ۴۹۶ حدیث ۹،تفسیر برہان، ج ۴،ص ۲۰ حدیث ۱۲)

ایک اور روایت جو امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔امامؑ نے فرمایا:

لیس الا اللہ و رسولہ و نحن و شعیتنا و الباقی فی النار

(تاویل الایات، ج ۲،ص ۴۹۷ حدیث ۱۰)

''خدا اور اس کے رسول، ہم اور ہمارے شیعوں کے علاوہ سب جہنم کی آگ میں ہیں، یعنی باقی انبیاء ہمارے شیعوں میں سے ہیں جو جہنم کی آگ میں نہ ہوں گے۔''

مؤلف کہتا ہے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ابراہیم خلیل اللہ نے خود کہا:

رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى‌ؕ .... لِّيَطۡمَٮِٕنَّ قَلۡبِىۡ‌ؕ

(سورۃ بقرہ، آیہ ۲۶۰)

''اے پروردگار مجھے دکھلا کہ تو کیسے زندہ کرتا ہے تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔''

لیکن امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا

(بحار الانوار، ج ۶۹،ص ۲۰۹ سطر ۸)

''اگر پردے دور کر دیئے جائیں تو میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوگی۔''

پس جلالت، عظمت، شرافت اور بلندی مرتبہ کو دیکھئے کہ حضرت ابراہیمؑ جو ہمارے نبی کے بعد سب نبیوں سے اشرف ہیں ان کا دل اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک واقع کو دیکھ نہ لیں۔لیکن ہمارے مولیٰ کے نزدیک ظاہر اور باطن برابر ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء، مرسلین، اوصیاء اور نیک و صالح خدا کے بندے امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہیں اور حضرت فضیلت اور برتری اور ولایت کے سبب سوائے پیغمبر اکرمؐ کے سب کے امام ہیں اور پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ ولایت کے لحاظ سے متحد ہیں، کیونکہ تحقیق شدہ اور ثابت شدہ بات ہے کہ ولایت کلیہ روح نبوت ہے۔اس بنا پر ممکن ہے شیعہ کا معنی پیروی کرنے والا یا شعاع کے ہوں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو بھول چوک سے پاک جاننا اور اس بات کے قائل ہونا کہ آپ حضراتؑ گذشتہ اور آئندہ تمام چیزوں کو جانتے ہیں، غلو ہے۔ایسی بات لاعلمی کی وجہ سے کرتے ہیں اور لاعلمی سے ایسی باتیں کرنے والے کو

جھوٹا نہیں کہنا چاہیے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی وہم وگمان کی وجہ سے ایسی روایات کو رد کر دینا اور نہ ماننا کہ جن کی عبارت ان روایات کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہو آئمہ اطہار علیہم السلام کی شان میں گستاخی ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی ایسی روایت ان تک پہنچے جو معجزات پر مشتمل ہوتی ہے تو فوراً روایت کی عبارت پر اعتراض کرتے ہیں یا راوی کو برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں، بلکہ وہ راوی مقام اعتراض میں واقع ہیں ان کا زیادہ جرم اس طرح کی روایت کو نقل کرنا ہے۔

(بحارالانوار، ج ۲۵ ص ۳۴۷، مرآۃ الانوار: ۶۱)

کتاب ''منتخب البصائر'' اور دوسری کتب میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ان حدیث آل محمد علیهم السلام عظیم صعب مستصعب لا یومن به الا ملك مقرب اا ونبی مرسل اور عبد مومن امتحن الله قلبه لا یمان

''بے شک آل محمد علیہم السلام کی حدیث عظیم، سخت اور دشوار ہے اس پر کوئی ایمان نہیں لا سکتا مگر خدا کا مقرب فرشتہ، نبی مرسل یا وہ مومن بندہ جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لیے امتحان کیا ہو''

پس آل محمدؐ کی احادیث میں سے جو حدیث تم تک پہنچے اور تمہارے دل اسے قبول کرے اور تم اسے سمجھ جاؤ تو اس کو قبول کرلو اور جس حدیث کو تمہارا دل قبول نہ کرے اور انکار کرے تو اسے خدا، رسول اور آل محمد علیہم السلام کی طرف پلٹا دو اور وہ شخص ہلاکت کے لائق ہے جس کے لیے اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے کوئی حدیث پڑھی جائے اور وہ اسے قبول نہ کرلے پس کہیے خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل اور ارشادات کا انکار کرنا کفر ہے۔ (مختصر البصائر الدرجات: ۱۲۳، بحارالانوار: ۲۵ / ۳۶۶، حدیث ۷)

اور جو لوگ افراط کے قائل ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اہل بیت علیہم السلام کی الوہیت اور خدائی کے قائل ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام عبادت میں خدا کے ساتھ شریک ہیں، یا اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حضرات مستقل طور پر بغیر واسطہ اور بغیر اذن خدا خالق اور رازق ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ خدا ان کے اندر حلول کر گیا ہے اور وہ اور خدا ایک ہو گئے ہیں۔ یا اس بات کے قائل ہیں کہ بعض روحیں بعض دوسرے لوگوں میں چلی جاتی ہیں، یا یہ کہتے ہیں اہل بیت علیہم السلام کی معرفت واجبات کو انجام دینے اور محرمات کو ترک کر دینے سے بے نیاز کر دیتی ہے، یا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ یہ صرف لوگوں کا خیال ہے، یا اس بات کے قائل ہیں کہ آئمہ علیہم السلام میں سے کوئی ایک نبی اکرمؐ پر فضیلت رکھتا ہے۔ ایسے لوگ گروہ حلاجیہ سے ہیں اور یہ ایک صوفی گری کی قسم ہے جو حلول اور اباحہ کے قائل ہیں شیخ مفید فرماتے ہیں حلاج کے کام اگر چہ صوفی گری کے تھے لیکن اظہار شیعہ ہونے کا کرتا تھا۔ اس کے پیروکار زندیق اور کافر ہیں۔ کیونکہ ہر فرقہ کے دین کا اظہار کرتے ہیں اور حلاج کے لیے غلط اور باطل چیزوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جیسے کہ مجوسی زردشت کے لیے معجزے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ حلاجیہ فرقہ کے لوگ غالی ہیں اوران کی علامت یہ ہے کہ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ عبادت کے لیے فارغ رہنا چاہیے حالانکہ نماز اور باقی تمام واجبات کوترک کرتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم لوگ خدا کے اسم اعظم کو جانتے ہیں اورحق ان کے ساتھ رہتا ہے۔ان کی ایک اورعلامت یہ ہے کہ وہ علم کیمیا کو جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔حالانکہ دھوکہ اور جادو کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔

(بحارالانوار: ج ۲۵،ص ۳۴۵ مقدمہ تفسیر مراۃ الانوار: ص ۶۳)

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام اور کتاب ''احتجاج'' میں حضرت رضا علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے:

آنحضرت ''المغضوب علیہم ولا الضالین'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں،ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو امیر المومنین علی علیہ السلام کو مقام عبودیت سے بلند سمجھتے ہیں۔ایک شخص بلند ہوا اور امام سے عرض کی کہ آقا! اپنے خدا کے ہمارے سامنے اوصاف بیان کریں۔حضرت رضا علیہ السلام نے صفات باری تعالیٰ کا ذکر کیا۔راوی نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو آپ کی ولایت کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ جو تمام اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں علی علیہ السلام کے اوصاف ہیں۔جب حضرت نے اس بات کو سنا تو آپ کا جسم کانپنے لگا،اور فرمایا:

سبحان الله عما یقول الظالمون و الکافرون علوا کبیرا: اولیس کان علی علیه السلام آکلا فی الاکلین ونا کحا فی النا کحین و کان مع ذلك مصلیا خاضعا بین یدی الله؟ آفمن کان هذه صفاته یکون الها فان کان هذا الها فلیس منکم احد الا وهو اله لمشارکته له فی هذه الصفات الدالات علی حدوث کل موصوف بها

''خدا پاک ومنزہ ہے ان چیزوں سے جو ظالم اور کافر لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں۔کیا علی علیہ السلام غذا نہیں کھاتے؟ دوسرے لوگوں کی طرح نکاح نہیں کرتے تھے؟ اس کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے تھے۔خدا کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرتے تھے۔جو ایسے صفات رکھتا ہو کیا وہ خدا ہوسکتا ہے؟ اگر وہ خدا ہے تو پھر تم میں سے ہر ایک خدا ہوگا، کیونکہ وہ صفات جو حدوث میں دلالت کرتی ہیں ان میں وہ بھی شریک ہے۔''

اس شخص نے عرض کیا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو ایسے معجزے دکھلائے جن سے دوسرے لوگ عاجز تھے۔لہٰذا اس کے لیے وہ خدا کہتے ہیں کیونکہ جب وہ ممکن اور عاجز چیزوں کی صفات کو ظاہر کرتے تو اس طرح معاملہ ان پر مشتبہ کردیتے تھے اوران کا امتحان لیتے تھے تا کہ ان کا ان کے بارے میں ایمان اختیاری ہو۔حضرت رضا علیہ السلام نے

فرمایا: انہوں نے اس بات سے غلط مطلب اخذ کیا ہے، صحیح تو یہ ہے کہ وہ کہیں کہ جب ان سے عاجزی اور محتاجی ظاہر ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کمزور اور محتاج لوگوں کے ساتھ ان کے صفات میں شریک ہیں اور جب ان سے معجزات ظاہر ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ معجزات ان کا کام نہیں ہے بلکہ اس قدرت کا کام ہے جو مخلوق کی طرح نہیں ہے یعنی قدرت پروردگار کو ظاہر کیا ہے اور خدا کا کام اس کے توسط سے انجام پایا ہے۔

پھر حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ کافر اور گمراہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے یہاں تک کہ ان کو غرور اور تکبر نے دبوچ لیا، وہ اپنے غلط نظریات اور ناقص عقلوں کے ذریعے غیر خدا کے راستے پر چل پڑے، اس طرح انہوں نے خدا کی قدرت کو کم اور اس کے حکم کو ہیچ شمار کیا اور اس کی شان عظیم کے متعلق توہین کے مرتکب ہوئے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ خدا قدرت اور طاقت والا ہے اور اس کی قدرت اس کی اپنی ذاتی ہے کسی دوسرے نے اس کے پاس امانت نہیں رکھی اور نہ ہی اس نے اپنی بے نیازی میں کسی دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔

(تفسیر امام حسن عسکری: ص ۵۰، ۵۶، الاحتجاج: ج ۲ ص ۴۳۹، بحارالانوار: ج ۲۵ ص ۲۷۴)

مؤلف کہتا ہے: حق بات تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں غلو کرتے ہیں انہوں نے مقام پروردگار کو محدود کر دیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی معرفت اپنی عقل کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں درحقیقت انہوں نے آئمہ طاہرین علیہم السلام کو نہ افضل جانا ہے اور نہ ہی تعظیم کی ہے کیونکہ امام علیہ السلام کا مقام اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ان کی عقل اس کا احاطہ کر سکے۔ بلکہ انہوں نے تو خالق متعال کو حقیر جانا ہے کہ اس کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خدا کی شان اس سے بلند تر ہے جو کافروں اور ظالموں نے بیان کی ہے۔

(بحارالانوار: ج ۲۵ ص ۲۸۴ حدیث ۳۳)

حقیقت میں مذہب حقہ جس پر ہمارے بزرگ تھے اور اب ہم ہیں یہ ہے کہ خدا تبارک وتعالیٰ تمام جہانوں کا خالق اور تمام موجودات کو رزق دینے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور مثل نہیں ہے۔ رسول اکرم حضرت محمدؐ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام اس کے خاص بندے ہیں، وہ خلق ہوئے ہیں اور انہوں نے پرورش پائی ہے۔ ضروریات بندگی ان پر واجب ہے۔ یعنی جو کچھ بندگی اور عبودیت کے لیے ضروری اور لازم ہے اس پر عمل کریں۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام میں نبوت کا احتمال نہیں پایا جاتا ہے اور نبوت ان کے پاس نہیں ہے۔ پیغمبر اکرمؐ کے لیے شان الوہیت سے کوئی حصہ نہیں ہے، بلکہ خدا نے ان عظیم ہستیوں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے اور تمام پسندیدہ امور اور حالات عجیبیہ ان کو عطا فرمائے ہیں۔ اپنے اسرار اور اسم اعظم ان کے اختیار میں دیئے ہیں۔ ان کی پیروی کے بغیر اپنی اطاعت کو مخالفت شمار کیا ہے اور ان کے ساتھ ہر طرح کے برتاؤ کو اپنے ساتھ برتاؤ قرار دیا ہے۔

جیسے کہ زیارت جامعہ صغیرہ میں اس کے متعلق وضاحت ہوئی ہے۔

من والاھم فقد والی اللہ و من عاداھم فقد عادی اللہ و من عرفھم فقد عرف

الله و من جهلهم فقد جهل الله و من اعتصم بهم فقد اعتصهم بألله و من تخلی منهم فقد تخلی من الله عز و جل

(من لایحضرہ الفقیہ، ج ۲، ص ۶۰۸ حدیث ۳۲۱۲، اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۲۷۶ حدیث ۱، التہذیب، ج ۶، ص ۸۳)

''جس نے ان کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی اس نے خدا کے ساتھ دشمنی کی۔ جس نے ان کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا جس نے ان کو نہ پہچانا اس نے خدا کو نہیں پہچانا، جو کوئی ان کی پناہ حاصل کرے اس نے خدا کی پناہ حاصل کی اور جس نے ان سے روگردانی کی اس نے خدا سے روگردانی کی۔''

تمام امور کی تدبیر خدا نے ان کے سپرد کی ہے، سوائے مستقل طور پر اور بغیر واسطہ اور بغیر مرضی خدا کے پیدا کرنے، روزی دینے، مارنے اور زندہ کرنے کے امور کے ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی اور وحی یا الہام کے بغیر ہی جس کو چاہیں حلال کر دیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ نجم: آیت ۳ اور ۴)

''یہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے بلکہ وحی الٰہی کے مطابق بولتے ہیں''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اس طرح سے کامل بنایا کہ وہ حق اور صحیح کے علاوہ کسی چیز کو اختیار ہی نہیں کرتے اور ان کی فکر میں کوئی ایسی چیز آتی ہی نہیں ہے جو خدا کی مرضی کے مخالف ہو۔ لہٰذا خدا نے بعض امور ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ جیسے کہ بعض نمازوں کی رکعات کو زیادہ کرنا، نماز نافلہ کو متعین کرنا، مستحبی روزوں کی تعیین، دادا کا میت پوتے سے وراثت میں چھٹا حصہ لینا اور تمام ایسی چیزوں کو حرام قرار دینا جو نشہ آور ہوں۔ یہ سب اس لیے ہے تا کہ خدا کے نزدیک آنحضرتؐ کی جو عزت و مقام ہے اسے ظاہر کرے۔ البتہ ان تمام امور میں اصل تعین وحی یا الہام کے بغیر نہیں ہے۔ (بحار الانوار: ج ۲۵، ص ۳۴۸)

جیسے کہ صفار نے کتاب ''بصائر'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا نے اپنے پیغمبر کو اپنی تعلیم و تربیت کے ساتھ پرورش دی، یہاں تک کہ جیسے وہ چاہتا تھا اور اس کا ارادہ تھا ویسے ہی اسے مستحکم اور مضبوط بنا دیا۔ پھر شریعت بنانے کا کام ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

''ہمارے رسول تمہیں جو حکم دے اسے لے لو اور جس امر سے روکے اس سے اجتناب کرو۔''

(سورۃ حشر: آیہ ۷)

فما فوض الله الى رسوله فقد فوضه الينا

''جو کچھ خدا نے اپنے رسولؐ کو عطا کیا ہے ہمیں بھی اس کا اختیار دیا ہے۔''

(بصائرالدرجات: ۳۸۳ حدیث ۱ بحارالانوار: ج ۲۵ ص ۳۳۲ حدیث ۹، اصول کافی: ج ۱ ص ۲۸۶ حدیث ۹)

عیاشی اپنی تفسیر میں جابر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ

(سورۃ آل عمران: آیہ ۱۲۸)

''یعنی امور کا اختیار تیرے پاس نہیں ہے''

حضرت نے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم امور کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے اور فرمایا:

و کیف لا یکون له من الامر شی وقد فوض الله الیه ان جعل ما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام

''کس طرح وہ امور پر اختیار نہیں رکھتا حالانکہ خدا نے اپنے دین کے معاملہ کو اس کے سپرد کیا ہے اور جس چیز کو اس نے حلال کیا اسے حلال قرار دیا اور جس چیز کو حرام کیا اسے حرام قرار دیا۔''

(تفسیر عیاشی: ۱/ ۱۳۹، بحارالانوار: ۲۵/ ۳۳۷ حدیث ۱۷، تفسیر برہان: ۱/ ۳۱۴ حدیث ۲، الاختصاص: ۳۲۶)

اور امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے جو فرمان شریف شیخ بزرگوار ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید کے وسیلہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ وہ ایک دعا ہے کہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اسے رجب کے مہینے میں ہر روز پڑھیں:

اللهم انی اسالك بمعانی جهميع ما يدعونك به ولاة امرك المامونون علی سرك المستبشرون بأمرك والواصفون لقدرتك، المعلنون لعظمتك، اسالك بما نطق فيهم من مشيتك فجعلتهم معادنا لكلماتك وار كانا لتوحيدك وآياتك ومقاماتك التی لا تعطيل لها فی كل مكان يعرفك بها من عرفك لا فرق بينك وبينها الا انهم عبادك و خلقك فتقها ورتقها بيدك بدوها منك وعودها اليك اعضاد واشهاد فبهم ملات سماءك وارضك حتی ظهر ان لا اله الا انت

''اے خدا! تجھ سے ان معانی کا سوال کرتا ہوں جن کے ذریعے سے والیان امر تجھے پکارتے ہیں، وہ جو تیرے رازوں کے امین اور تیرے امر کے ساتھ خوشخبری دینے والے ہیں۔ وہ جو تیری قدرت کے اوصاف اور تیری عظمت کو بیان کرنے والے ہیں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس چیز کے ساتھ جس کے ساتھ تیرا ارادہ ان کے بارے میں نطق کرتا ہے، پس تو نے ان کو اپنے کلمات کی کان اور اپنی یکتائی کی نشانیوں کے ارکان قرار دیا ہے اور ان کو ہر مقام پر اپنا جانشین بنایا ہے جس نے بھی تیری معرفت

حاصل کی، انہی کے ذریعے سے کی۔ تیرے اوران کے درمیان (علم، قدرت اور دیگر صفات کے لحاظ سے) کوئی فرق نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہیں۔ ان کے امور کا کھلنا اور بند ہونا تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ان کی ابتداء اور انتہا تجھ سے اور بازگشت تیری طرف ہے۔ وہ تیرے مددگار اور تیری مخلوق پر گواہ ہیں۔ ان کے وجود سے آسمان اور زمین کو پر کیا، تا کہ یہ ظاہر ہو کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

یہ مکمل دعا شیخ طوسی کی کتاب ''مصباح'' اور دعاؤں کی دوسری کتابوں میں موجود ہے اور اس دعا میں ایسے راز ہیں کہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ نااہل اشخاص کے سامنے راز نہ کھل جائیں، اس کا ذکر نہیں کیا جاسکتا؟ خدا تعالیٰ ایسے ارشادات کو سمجھنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (مصباح المتہجد، ص۵۵۹۔ الاقبال، ص۲۴۲)

کافی میں ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

وان عندنا سرا من سر الله وعلما من علم الله

(الکافی: ۱/۴۰۲ حدیث ۵، الوافی: ۳/۶۴۵ حدیث ۵، بحارالانوار: ۲۵/۳۸۵ حدیث ۴۴)

ہمارے پاس خدا کے رازوں میں سے راز ہے اور علم باری تعالیٰ میں سے علم ہے ''کشی'' نے اپنی کتاب رجال میں جابر سے بیان کیا ہے، کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں قربان جاؤں آپ نے اپنے مخصوص رازوں میں سے چھ مطالب ایسے بتائے ہیں جو میں کسی کو بتا نہیں سکتا، میرے کندھوں پر ان کا بڑا بوجھ ہے جو کبھی کبھی میرے سینے میں طوفان برپا کر دیتے ہیں اور میں دیوانے کی طرح گننے لگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

یا جابر فاذا کان ذلك فاخرج الی الجبانة فاحفر حفیرة ودل راسك فیها ثم قل حدثنی محمد بن علی علیهما السلام بکذا و کذا (رجال کشی: ۱۹۴ح ۳۴۳)

''اے جابر! جب تیری حالت ایسی ہو جائے تو صحرا کی طرف نکل جایا کرو اور ایک گڑھا کھود کر اپنا سر اس کے اندر کر کے کہا کرو، امام باقر علیہ السلام نے ایسے ایسے فرمایا ہے۔''

مؤلف کہتا ہے کہ سر کا معنی مخفی کرنا اور ظاہر نہ کرنا ہے اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی ایسے مطلب کو سر کہتے ہیں جو ظاہر کرنے کے قابل تو ہوتا ہے لیکن بہت کم لوگ اس کے سننے کی ہمت رکھتے ہیں اور کبھی ایسے مفہوم کو سر کہتے ہیں جو ظاہر کرنے کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ اس کے متعلق اگر بتا یا جائے تو وہ راز ہی نہیں رہتا۔ پہلی قسم کو سر نسبی کہتے ہیں اور دوسری کو سر حقیقی کہتے ہیں۔

پہلی قسم کے راز ایسے ہیں جو اہل بیت علیہم السلام نے اپنے خاص اور منتخب بندوں پر افشاں کیے ہیں۔ جب کہ دوسری قسم کے اسرار صرف انہیں کے پاس ہیں کیونکہ ان کی حقیقت ہی سر (راز) ہے۔ لہٰذا جو کلمات ان سے ہم تک پہنچے ہیں انہوں نے ان میں

ایسے امور کے ساتھ تعریف کی ہے جو محدود اور معین نہیں۔ان میں سے ایک مذکورہ عبارت بھی ہے۔"تیرے مقامات کے ذریعے سے" وہ مقامات کہ ان کے لیے کسی مکان میں کوئی تعطیل نہیں ہے۔ان معانی کے ذریعے سے کہ تیرے والیان امر ان کے ذریعے سے تجھے پکارتے ہیں۔

آپ رحمت کے دروازے اور ایسے کامل کلمات ہیں کہ فکر وعقل اور گہری سوچوں سے بھی ماوراء ہیں۔

یہ ایسا مقام ہے جس کی تشریح اور توضیح نہیں ہوسکتی۔کیونکہ اس مقام پر قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔امام صادق علیہ السلام کے فضائل کے باب میں ہم ایک حدیث نقل کریں گے۔جس میں جملہ (فبهم ملات سمائك و ارضك) "تو نے آسمان اور اپنی زمین کو ان کے وجود سے پر کیا ہے" کی تفسیر کی ہے۔

اسی طرح اس میں بھی کوئی اشکال واعتراض نہیں ہے کہ کوئی اس بات کا قائل ہو کہ لوگوں کے اجتماعی معاملات مثلاً لوگوں کی سیاست اور اس کی تکمیل ان کے سپرد کی ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ "آیہ شریف" (وما اتاكم الرسول) (سورہ حشر: آیہ ۷) کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہم خدا کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کرتے ہیں، اسی طرح کے عطا کیے گئے علم کے مطابق لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں۔(بحارالانوار: ۲۵/ ۳۴۹)

اسی طرح اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے کہ کوئی اس بات کا قائل ہو کہ علوم اور احکام کو بیان کرنا ان کی اپنی صوابدید کے مطابق ان کے سپرد کر دیا گیا ہے۔جیسا وہ بہتر سمجھیں، بیان کریں، کیونکہ لوگوں کی عقلیں ایک جیسی نہیں ہیں۔لہٰذا کچھ لوگوں کے جواب میں تو تقیہ اختیار کرنا پڑ جاتا ہے، اسی لیے بہت سی روایات میں فرماتے ہیں:

عليكم المسالة وليس علينا الجواب (بحارالانوار: ۲۳/ ۱۷۴)

"تم پر استفسار کرنا واجب ہے لیکن ہم پر جواب دینا واجب نہیں ہے۔"

اسی طرح عطا کرنے کا معاملہ بھی ان کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

کتاب "بصائر" میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اذا ارائت القائم صلوات الله عليه اعطى رجلا مائة الف و اعطى رجلا آخرا درهما فلايكبر فى صدرك فان الامر مفوض اليه

(بصائرالدرجات ۳۸۶ حدیث ۱۰، مختصرالبصائر: ۹۵ حدیث ۲۷)

"جب تم دیکھتے ہو کہ حضرت قائم علیہ السلام ایک شخص کو ایک لاکھ درہم اور دوسرے کو ایک درہم دیتے ہیں تو تیرے دل پر سخت نہ گزرے کیونکہ وہ معاملات میں مختار ہیں۔"

اور یہ بات معلوم ہے کہ اہل بیت علیہم السلام وہی اختیار کرتے ہیں جسے خدا چاہتا ہے ''بصائر'' میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے:

ان اللہ جعل قلوب الائمہ موردا لا رادتہ فاذا شاء اللہ شیئا شاؤوہ وھو قول اللہ عزوجل (وما تشاءون الا ان یشآء اللہ)

(سورۃ الانسان: آیت ۳۰، سورۃ تکویر: آیت ۲۹)

''خدا نے آئمہ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادے کا ٹھکانا بنایا ہے جب خدا کسی چیز کو چاہتا ہے تو یہ حضرات بھی اسی کو چاہتے ہیں اور قول خدا'' کہ اولیاء خدا وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے'' کا بھی یہی معنی ہے۔

(بصائر الدرجات: ۵۱۲، تفسیر قمی: ۲/۴۰۹)

بعض دوسری روایات میں فرمایا ہے:

ان الامام وکر لارادۃ اللہ عزوجل لا یشاء الا ان یشاء اللہ

(بحارالانوار: ۲۵/۳۸۵ حدیث ۴۱)

''بے شک امام علیہ السلام خدا کے ارادے کی تجلی گاہ ہے۔ امام علیہ السلام نہیں چاہتے مگر وہی جو خدا چاہتا ہے۔''

مذکور ہو چکا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں ہم ایسے کہتے ہیں۔

وارادۃ الرب فی مقادیر امورہ تھبط الیکم وتصدر من بیوتکم

(الکافی: ۴/۵۷۵ حدیث ۲، الفقیہ: ۲/۵۹۴ حدیث ۳۱۹۹، التہذیب: ۶/۵۴ حدیث ۱)

''خدا کا ارادہ اس کے امور کی تقدیروں میں تمہاری طرف نازل ہوتا ہے اور تمہارے گھروں سے نکلتا ہے۔''

اسی طرح زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم پڑھتے ہیں۔

لا یوازیھا خطر ولا یسموا الی سمائھا النظر ولا یقع علی کنھھا الفکر ولا یطمع الی ارضھا البصر، ولا یقادر سکانھا البشر

(بحارالانوار: ۱۰۲، ص ۱۵۱)

''کوئی مرتبہ ومنزل اس کے ہم پلہ نہیں ہے اور نظر سے اس کے مرتبہ آسمانی کا ادراک نہیں ہوسکتا،

فکریں اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتیں، بصیرت کا کیا کام اس کی سرزمین میں سیر کرے، بشری قدرت اس جگہ ٹھکانا نہیں کرسکتی۔ زیارت امام منتظر حضرت حجت صلوات اللہ علیہ السلام میں پڑھا جاتا ہے: یہ وہ زیارت ہے جس کو سید بن طاؤس نے نقل کیا ہے اور زیارت ندبہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ زیارت بارہ رکعات نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے جس کی ہر رکعت میں قل ہواللہ احد پڑھا جاتا ہے۔اسی زیارت کی ابتداء ان کلمات کے ساتھ ہے۔''

سلام علی آل یس ذلك هو الفضل المبين

(بحارالانوار: ۹۴/ ۷ ۳حدیث ۲۳،صحیفہ مہدیۃ: ۱۳۳)

اس زیارت میں ایسے دقیق اور جاذب نظر نقاط ہیں کہ بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

فما شئی منه الا و انتم له السبب واليه السبيل

اس سے کوئی ایسی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس کے لیے اور اس تک پہنچنے کا راستہ ہو۔''

ودليل ارادته

''تم اس کے ارادے تک پہنچنے کے لیے راہنما ہو''

وانتم جاهنا اوقات صلاتنا وعصمتنا بكم

''آپ نماز کے اوقات میں ہمارے سامنے ہیں ہماری حفاظت آپ ہی کے سبب سے ہے۔''

والقضاء المثبت ما استاثرت به مشينكم والممحو ما استاثرت به سنتكم

''وہ جس پر قضاء ثابت اور تبدیل نہیں ہوسکتی جس کے متعلق تمہارا ارادہ ہو چکا ہو اور جس کو تمہاری سنت اختیار کرلے وہ تبدیل ہونے اور محو ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔''

شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''احتجاج'' میں ایک روایت نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امور اہل بیت علیہم السلام کے سپرد نہیں ہوئے، کچھ شیعہ حضرات اس معاملہ میں اختلاف رکھتے ہیں کہ آیا خدا نے پیدا کرنے اور روزی دینے کے امور آئمہ علیہم السلام کے سپرد کیے ہیں یا نہیں۔ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ خدا نے ان کو یہ قدرت عطا کی ہے اور ان کے سپرد کیا ہے لہٰذا نتیجۃً یہ حضرات خلق بھی کرتے ہیں اور روزی بھی دیتے ہیں۔

ایک دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ یہ امر محال ہے۔

دونوں گروہ اکٹھے ہو کر محمد بن عثمان جو امام زمانہ علیہ السلام کے نائب خاص اور ترجمان تھے کے پاس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے آئے، خط لکھ کر حضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔حضرت نے فرمایا:

کہ وہ خدا تبارک وتعالیٰ ہے جس نے جسموں کو پیدا اور روزی کو تقسیم کیا ہے۔ اس لیے کہ نہ وہ جسم ہے اور نہ ہی اس میں حلول کیا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾

''اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔'' (سورۃ شوریٰ: آیت ۱۱)

فاما الائمة عليهم السلام فانهم يسالون الله تعالىٰ فيخلق و يسالونه فيرزق ايجابا لمسالتهم و اعظاما لحقهم

آئمہ علیہم السلام خدا تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں پس وہ پیدا کرتا ہے، اور اس سے تقاضا کرتے ہیں چنانچہ وہ روزی دیتا ہے، ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اور ان کے حق کی عظمت کی خاطر۔''

(الاحتجاج: ۲/ ۲۸۴، بحارالانوار: ۲۵/ ۳۲۹ حدیث ۴، غیبۃ طوسی: ۱۷۸)

کتاب ''روضۃ الواعظین'' میں کامل بن ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، تاکہ ان سے تفویض کے متعلق سوال کروں۔ آنحضرت کی خدمت میں سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا، اچانک میں نے ایک چاند سے بچے کو دیکھا کہ جس کی عمر تقریباً چار سال کی ہوگی۔ اس شہزادے نے مجھے فرمایا:

يا كامل جئت الى ولى الله و حجة تساله عن مقالة المفوضة، كذبوا بل قلوبنا اوعية لمشية الله (فاذا شاء شئنا) والله يقول وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

(سورہ دہر: آیت ۳۰، سورہ تکویر: آیت ۲۹)

''اے کامل خدا کے ولی اور اس کی حجۃ کے پاس آئے ہو تاکہ ان سے مفوضہ کے عقیدہ کے متعلق پوچھو۔ وہ جھوٹ کہتے ہیں جس طرح وہ کہتے ہیں مطلب اس طرح نہیں ہے، بلکہ ہمارے دل خدا کے ارادے کا محل ہیں جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ تم نہیں چاہتے ہو مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔''

(تبصرۃ الولی: ۶۰، الخرائج: ۱/ ۴۵۸ حدیث ۴ کشف الغمۃ: ۲/ ۴۹۹، ینابیع المودۃ: ۴۶۱)

کتاب ''خصال'' میں چار سو حدیث کے ضمن میں امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں:

اياكم والغلو فينا قولوا انا عبيد مربوبون، وقولوا فى فضلنا ما شئتم

(الخصال: ۲/ ۶۱۴ سطر ۸، بحارالانوار: ۲۵/ ۲۷۰ ح ۱۵)

''ہمارے متعلق غلو کرنے سے بچتے رہنا، کیونکہ ہم خدا کے پرورش کیے ہوئے بندے ہیں۔ اس وقت

ہماری فضیلت میں جو کہنا چاہو کہو۔''

امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں آنحضرت سے نقل ہوا ہے۔

لا تتجاوزوا بنا العبودیۃ ثم قولوا ما شئتم ولن تبلغو و ایاکم والغلو کغلو النصاری فانی بری من الغالین

(تفسیر امام حسن عسکری: ۵۰ حدیث ۲۴)

''ہمیں مقام عبودیت سے بلند نہ جانو، اس کے بعد جو چاہو کہو ہم ہماری حقیقت کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتے۔ نصاریٰ کی طرح ہمارے بارے میں غلو نہ کرنا کیونکہ میں غالی لوگوں سے بیزار ہوں۔''

مزید فرماتے ہیں:

لا ترقع البناء فوق طاقته فینهدم اجعلونا مخلوقین وقولوا فینا ماشئتم فلن تبلغوا

(بصائر الدرجات ۲۴ حدیث ۲۱)

''عمارت کو اس کی طاقت سے زیادہ بلند نہ کرو، وگرنہ وہ گر جائے گی۔ ہمیں خدا کی مخلوق قرار دینے کے بعد ہمارے متعلق جو فضیلت بھی بیان کرنا چاہو بیان کرو، لیکن تم ہماری عظمت کو نہیں پا سکتے۔''

کتاب ''بصائر'' میں کامل تمار سے منقول ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا کامل: اجعلوا لنا ربا نووب الیه وقولوا فینا ماشئتم ثم قال وما عسی ان تقولوا وعسی ان نقول ماخرج الیکم من علمنا الا الفا غیر معطوفة

(بصائر الدرجات: ۵۰۷ حدیث ۸، بحار الانوار: ۲۵ / ۲۸۳ حدیث ۳۰)

''اے کامل! ہمارے لیے رب قرار دو کہ جس کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں، اس کے بعد ہماری فضیلت میں جو چاہوں کہو۔ پھر فرمایا: ممکن نہیں ہے کہ ہمارے حق کو ادا کرو اور ہمارے علوم و معارف میں سے تم تک صرف وہ الف پہنچا ہے جس کا عطف نہ ہوا ہو۔ (یہ کمی اور قلت کی طرف اشارہ ہے)۔''

''علل الشرائع''، ''عیون الاخبار''، ''کمال الدین'' اور ''امالی'' میں حضرت رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث امام کی صفات اور عظمت کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا امامت قدر و منزلت کے لحاظ سے بلند تر ہے اور از لحاظ شان و مرتبہ عظیم تر ہے اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے اس سے بلند تر ہے کہ لوگوں کی عقلیں اس کو پا سکیں اور اپنے ارادے اور نظریات کے ساتھ اس تک پہنچ سکیں یا یہ کہ کوئی امام یا پیشوا اپنی مرضی سے نصب کر سکے۔ حضرت ابراہیمؑ کو مقام نبوت اور مقام خلت خدا نے مقام امامت کے بعد

عطا کیا اوران کو مقام اشرف سے نوازا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

هيهات هيهات، ضلت العقول، وتاهب الحلوم، وحارت الالباب، وحشرت العيون، وتصاغرت العظماء، وتحيرت الحكماء وحسرت الخطباء، وجهلت الالباء، وعجزت الارباء، وكلت الشعراء، وعييت البلغاء عن وصف شان من شانه اوفضيلة من فضائله فاقرت بالعجز و التقصير و كيف يوصف اوينعت بكنهه؟ او يفهم شئى من امره او يوجد من يقول مقامه او يغنى غناءه لا كيف وانى؟

''بعید ہے بعید ہے۔ امامت کے متعلق عقلیں سرگردان ہیں، فہم اور شعور حیرت میں ہیں اور فکریں پریشان ہیں، آنکھیں کمزور ہیں، بڑے بڑے جھوٹے نظر آتے ہیں، حکماء پریشان اور خطباء گونگے ہیں، صاحبان علم جہالت میں چالاک اور ہوشیار عاجز ہوجاتے ہیں، شعرااور فصیح وبلیغ کمزور ہیں، کسی کی طاقت نہیں کہ مقام امامت کی شان بیان کر سکے۔ سب کے سب اپنی کمزوری اور ناتوائی کا اعتراف کرتے ہیں کہ کس طرح امامت کے اوصاف بیان کیے جاسکتے ہیں یا اس کی حقیقت کی پہچان کی جاسکتی ہے یا اس کے امور میں سے کوئی امر سمجھ آ سکے، یا کوئی ایسا ہو جو مقام امامت پر بیٹھ کر لوگوں کی ضروریات کو پورا کر سکے............''

(کمال الدین:۲/ ۶۷، حدیث ۳۱، عیون الاخبار:۱/ ۱۷۱، حدیث ۱، امالی صدوق: ص ۵۳۶، حدیث ۱)

کتاب ''بحارالانوار'' میں مفضل سے نقل ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لو اذن لنا ان نعلم الناس حالنا عند الله و منزلتنا منه لما احتملتم فقال له: فى العلم؟ فقال: العلم السر من ذلك ان الامام و كرلا رادة الله عزوجل لا يشاء الا ماشاء الله (المختصر:۱۲۸، بحارالانوار:۲۵/ ۳۸۵ حدیث ۴۱)

''اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ جو مقام ہمارا خدا کے نزدیک ہے وہ لوگوں کو بتا سکیں تو تم میں اسے تحمل اور قبول کرنے کی طاقت نہ ہوتی۔''

راوی نے عرض کیا: کیا اس سے مراد آپ کا علم ہے؟ حضرت نے فرمایا: علم تو اس مقام سے آسان ترین ہے، بے شک امام خدا کے ارادے کے لیے محل ہے، امام نہیں چاہتا مگر وہ جو خدا چاہتا ہے کتاب ''نوادر الحکمۃ'' میں اسحاق قمی سے نقل کرتے ہیں کہ امام

صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی بنام حمران بن اعین سے فرمایا:

یا حمران: ان الدنیا عند الامام والسماوات والارضین الا ھکذا واشار بیدہ الی راحتہ یعرف ظاھرھا وباطنھا وداخلھا وخارجھا ورطبھا ویابسھا

(المختصر:۱۴۳، بحارالانوار:۲۵/۳۸۵ حدیث ۴۲)

''اے حمران: دنیا آسمان اور زمینیں امام کے نزدیک اس ہتھیلی کی مانند ہیں (اور آپ نے اشارہ اپنے ہاتھ کی طرف فرمایا) ان کے ظاہر اور باطن ان کے خارج اور داخل اور ان کے خشک وتر سب امام جانتا ہے۔''

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ واجداد سے روایت فرماتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ نے پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے تین روز بعد ایک خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! میری باتوں کی طرف توجہ کرنا اور غور وفکر کرنا۔ مجھے بہت سا علم عطا کیا گیا ہے۔ اگر وہ سب کچھ جو امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل کے متعلق میں جانتا ہوں آپ کو بتلا دوں تو تم میں سے ایک گروہ مجھے دیوانہ سمجھنے لگے گا اور دوسرا گروہ کہے گا کہ خدایا! سلمان کو قتل کرنے والے کو بخش دے۔

ان لکم منایا تتبعھا بلایا الا وان عند علی ابن ابی طالب المنایا والبلایا و میراث الوصایا وفضل الخطاب

''تمہارے لیے موت اور اس کے بعد بلائیں ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علی ابن ابی طالب کے نزدیک موت اور بلاؤں کا علم ہے وہ میراث کا علم رکھتے ہیں اور حق کو باطل سے جدا کرنے والی حقیقت سے بھی باخبر ہیں۔''

(بحارالانوار:۲۲/۳۸۷)

ایک روایت کے ضمن میں مفضل کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مولا! آپ پر قربان جاؤں، کیا امام میں اتنی طاقت ہے کہ بغداد سے کوئی چیز اٹھالے، حضرت نے فرمایا:

"نعم ومادون العرش"

''ہاں: نہ تنہا بغداد بلکہ خدا نے عرش کے نیچے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب امام کے اختیار میں ہے۔''

(بحارالانوار:۲۵/۵۸ حدیث ۲۵)

اس مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ اجمالی طور پر آئمہ معصومین علیہم السلام کے فضائل ومناقب کا اعتراف کرے، چاہے وہ ان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اور اس مطلب کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو کتاب ''کافی'' میں یحییٰ بن زکریا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

من سرہ ان یستکمل الایمان کلہ فلیقل القول منی فی جمیع الاشیاء قول آل محمد فیما اسروا ما اعلنوا و فیما بلغنی عنھم وفیما لم یبلغنی

(الکافی، ج۱، ص۳۹۱۔ بحار الانوار ج۲۵، ص۳۲۴)

''جو چاہتا ہے کہ اس کا ایمان کامل ہو اسے چاہیے کہ وہ کہے کہ میری ہر بات میں محمد وآل محمد علیہم السلام کی بات ہے جو کچھ بھی انہوں نے ظاہر کیا ہے یا چھپایا ہے یا جو ان سے مجھ تک پہنچا ہے یا نہیں پہنچا۔''

ان مقدمات کے بعد اب ہم شروع کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ محبت کی فضیلت سے ایک قطرے کو اور اس کی فضیلت کو جو ان پاک ہستیوں کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور ان کے شیعوں میں سے ہو، تا کہ آپ کی آنکھوں کا نور بن سکے اور آپ کے دلوں کی ان کی محبت میں مضبوط اور مستحکم رکھے۔

ان مطالب کو پیغمبر اکرمؐ سے لے کر امام وقت حضرت حجۃ بن الحسن صلوات اللہ علیہ وعلی آبائہ الطاہرین، تک ترتیب سے ایک ایک باب کر کے لاؤں گا، اس حال میں کہ اپنی آنکھیں ان ذوات مقدسہ کے لطف اور مہربانی کی طرف لگائے ہوئے ہوں۔ خدا کی توفیق اور مدد کے ساتھ جس قدر شامل حال ہوگی اور یہ توفیق کہ خدا بہترین دوست ہے اور خدا تبارک وتعالیٰ ہی ہے جو توفیق شامل حال فرماتا ہے۔

پہلا باب

روایات در فضائل محمدؐ واہلبیتؑ

اقرار عبودیت

کتاب ''عیون اخبار الرضا'' میں اباصلت ھروی امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے اپنے اباواجداد سے اورانھوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

خدا نے مجھ سے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا، اور خدا کے نزدیک مجھ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں ہے، امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ افضل ہیں یا جبرائیل؟ آپ نے فرمایا:

علیؑ دوسرے انبیاء سے افضل

یا علی ان الله تبارك و تعالى فضل انبياء ه المرسلين على ملائكته المقربين و فضلني على جميع النبيين و المرسلين و الفضل بعدى لك يا علي و الائمة من بعدك و ان الملائكة لخدامنا و خدام محبينا

''یاعلیؑ! خدا نے اپنے رسولوں کو اپنے مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے سب نبیوں اور رسولوں پر فضیلت بخشی ہے، میرے بعد فضیلت یاعلیؑ تیرے لیے اور تیرے بعد والے اماموں کے لیے ہے، بے شک فرشتے ہمارے اور ہمارے محبین کے خدمت گزار ہیں۔''

یاعلیؑ! وہ فرشتے جو خدا کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو عرش کے اطراف میں خدا کی حمد وثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اگر آل محمدؐ نہ ہوتے

يا علي لو لا نحن ما خلق الله آدم، ولا حواء، ولا الجنة والا النار، ولا السماء والا الارض

''یا علیؑ! اگر ہم نہ ہوتے تو خدا آدم، حوا، جنت، جہنم، آسمان اور زمین پیدا نہ کرتا کس طرح ہم فرشتوں سے افضل نہ ہوں۔ حالانکہ ہم نے فرشتوں سے پہلے خدا کی تسبیح، تحلیل اور تقدیس بیان کی ہے کیونکہ خدا نے سب سے پہلے ہماری روحوں کو پیدا کیا۔ ہمیں اپنی توحید اور تعریف کرنے والی زبان عطا فرمائی۔ پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب فرشتوں نے ہمارے بے نظیر نور کو دیکھا تو ہمیں عظیم شمار کیا۔ ہم نے حق تعالیٰ کی تسبیح کی تاکہ فرشتے جان لیں کہ ہم اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں اور وہ ہماری صفات سے پاک ہے۔ ہماری تسبیح کو دیکھ کر فرشتوں نے بھی تسبیح کی اور اسے ہماری صفات سے پاک و منزہ جانا۔''

جب فرشتوں نے ہماری عظمت کا مشاہدہ کیا کہ ہم نے اس خدا کی تہلیل کی جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور خدا نہیں ہیں کہ اس کے ساتھ یا اس کے بعد ہماری عبادت واجب ہو۔ پس فرشتوں نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا: اور جب فرشتوں نے ہمارے مقام کی بلندی کو دیکھا تو ہم نے تکبیر کہی، تاکہ فرشتے جان لیں کہ خدا اس سے بلند تر ہے، کہ کوئی اس کے سبب کے بغیر بلند مقام و مرتبہ تک پہنچ سکے۔

اور جب فرشتوں نے ہماری عزت وقوت کا مشاہدہ کیا تو ہم نے کہا ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' تاکہ فرشتے جان لیں کہ کوئی قوت و طاقت خدا کے سبب کے بغیر نہیں ہے۔ فرشتوں نے ہمیں خدا کی دی ہوئی نعمت اور ہماری اطاعت جو لوگوں پر واجب ہے کا مشاہدہ کیا تو ہم نے کہا ''الحمدللہ'' تاکہ فرشتے جان لیں کہ نعمتوں کی خاطر حمد وثناء صرف پروردگار کے لائق ہے پس فرشتوں نے بھی ''الحمدللہ'' کہا: پس فرشتوں نے ہمارے وسیلے سے توحید، تسبیح، تہلیل، تحمید کی اور معرفت کی طرف ہدایت حاصل کی۔

آدمؑ کو سجدہ کیوں؟

ثم ان اللہ تبارك و تعالیٰ خلق آدم فاودعنا صلبہ و امر الملائکۃ بالسجود لہ تعظیما لنا و اکراما

''پھر خدا نے آدم کو پیدا کیا اور ہمیں امانت کے طور پر اس کی صلت میں رکھا اور پھر فرشتوں کو حکم دیا تکہ ہماری تعظیم کی خاطر آدم کو سجدہ کریں پس فرشتوں کا سجدہ خدا کے لیے اس کی عبادت کی خاطر تھا اور آدم کے لیے سجدہ خدا کی اطاعت اور احترام کے لیے تھا۔ کیونکہ ہم اس کی صلب میں تھے۔ پس کس طرح ہم فرشتوں سے افضل نہ ہوتے، جب کہ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا ہے۔''

(عیون اخبار الرضا:۱/ ۲۰۴ حدیث ۲۱، کمال الدین:۱/ ۲۵۴ حدیث ۴، علل الشرائع:۱/ ۵ ح ۱)

علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ابلیس، حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے پاس اس وقت آیا جب آپ خدا کے ساتھ مناجات میں مشغول تھے۔ایک فرشتے نے اس سے کہا: تیرا برا ہوتو ان سے کیا امید رکھتا ہے جب کہ وہ خدا کے ساتھ مناجات میں مصروف ہیں؟ ابلیس نے کہا وہی امید جو آدم کے ساتھ تھی جس وقت وہ جنت میں تھے۔

خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا:

اے موسیٰ! میں اس وقت تک کسی کی نماز قبول نہیں کروں گا مگر یہ کہ وہ میری عظمت کے سامنے عاجزی رکھتا ہو اور ایسی حالت میں رات بسر نہ کرے کہ گناہ اور غلطیوں پر مصر ہو۔ میرے اولیاء اور میرے خاص بندوں کے حقکو پہچانتا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: کیا اولیاء سے آپ کی مراد حضرت ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ ہیں؟ خدا نے فرمایا: یہ بھی میرے اولیاء میں سے ہیں لیکن میری مراد وہ ہیں جن کی خاطر میں نے آدم اور حوا کو پیدا کیا، جنت اور جہنم کو خلق کیا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! مجھے ان کی پہچان کروا۔ خدا نے فرمایا: وہ محمد ہے اور اس کا دوسرا نام احمد ہے، میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے، کیونکہ میں محمود ہوں اور وہ محمد ہے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے خدا! مجھے ان کی امت میں سے قرار دے۔ خدا نے فرمایا: یا موسیٰ علیہ السلام:

انت من امته اذا عرفت منزلته و منزلة اهل بيته ان مثله ومثل اهل بيته فيمن خلقت كمثل الفردوس فى الجنان الا ينتثر ورقها ولا يتغير طعمها

''اے موسیٰ! اگر تو ان کی اور ان کے اہل بیت کی معرفت کرے تو تو ان کی امت میں سے ہے۔ میری مخلوقات کے درمیان ان کی اور ان کے اہل بیت کی مثال ایسے ہے جیسے فردوس کی مثال جنت میں ہے۔ اس کے پتے نہیں گرتے اور اس کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا۔''

(محمد و آل محمدؐ ہمیشہ ثابت قدم ہیں اور کبھی بھی لغزش اور انحراف ان میں پیدا نہیں ہوتا) جو بھی ان کو پہچانے اور ان کے حق کی معرفت رکھتا ہو، تو اسے جہالت کے بدلے میں علم و ہنر اور ظلمت و تاریکی کے مقابلے میں نور و روشنی عطا کروں گا۔ مجھ کو پکارنے سے پہلے اسے جواب دوں گا اور اس کے مانگنے سے قبل عطا کروں گا۔

اے موسیٰ! جب تو دیکھے کہ فقر و تنگدستی نے تیری طرف رخ کیا ہے تو کہو: خدا کے نیک بندوں کی علامت مبارک ہو اور جب دیکھو مال و دولت آ رہا ہے تو کہو یہ کسی گناہ کی وجہ سے عذاب آ رہا ہے۔

اے موسیٰ! نیک اور صالح بندے اس دنیا کی حقیقت کا ادراک رکھنے کے سبب اس سے دوری اور بے رغبتی کا اظہار کرتے رہے اور جو لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف تھے انہوں نے اس کی طرف رغبت پیدا کی۔ میری مخلوق میں سے جس نے بھی دنیا کو اہمیت دی میں نے اس کی آنکھوں کو اسکے ساتھ روشن کیا اور جس کسی نے بھی اس کو حقیر جانا میں نے اسے اس سے بہرہ مند کیا۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر ہو سکے تو ایسا کام انجام دو جس سے لوگ تجھے نہ پہچانیں۔ اگر لوگ تیری تعریف نہ کریں تو اس میں تیرا کوئی نقصان نہیں ہے اور تیرے لیے کوئی اشکال نہیں ہے کہ لوگ تجھے برا بھلا کہیں، لیکن خدا کے نزدیک تو قابل

تعریف وہ ہے جس کے بارے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے:

لا خیر فی الدنیا الا لاحد من رجلین رجل یزداد کل یوم احسانا ورجل یتدارك منیته بالتوبة و انی له بالتوبة والله لو سجد حتی ینقطع عنقه ماقبل الله منه الا بولایتنا اهل البیت

''سوائے دو آدمیوں کے کسی کے لیے بھلائی نہیں ہے ایک وہ آدمی جو ہر روز ایک نیا احسان کرنے کے ساتھ اپنی خوبی میں اضافہ کرتا ہو اور دوسرا وہ جو گذشتہ گناہوں کا توبہ کے ساتھ جبران کرتا ہو۔ وہ توبہ کیسے کرسکتا ہے؟ خدا کی قسم اگر اس قدر طویل سجدہ کرے کہ اس کی گردن جدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک اہل بیت کی ولایت اس کے پاس نہ ہوتی۔''

آ گاہ رہو، جو بھی ہمارے حق کی پہچان رکھتا ہے۔ یہ امید رکھتا ہے کہ ہمارے ساتھ تعلق کی وجہ سے اسے اجر وثواب ملے گا تو وہ روزانہ کی ضرورت کے مطابق خوراک، تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور سر چھپانے کے لیے چھت پر راضی ہوتا ہے اور وہ اس وصف کے ساتھ خوف زدہ اور مضطرب ہوتا ہے۔

(تفسیر قمی: ۱/ ۲۴۳، معانی الاخبار: ۲۰)

مؤلف کہتے ہیں: فیضؒ نے اس روایت کے آخر میں اس چیز کا اضافہ کیا ہے کہ وہ دوست رکھتے ہیں کہ دنیا سے ان کا نصیب اور حصہ اس قدر ہو، خدا تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ان کی اس طرح توصیف کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون آیہ ۶۰)

''وہ لوگ جو ان کا وظیفہ تھا اس کو بجالائے پھر بھی ان کے دل خوفزدہ ہیں۔''

راوی نے عرض کیا:

وہ عمل جو انجام دے چکے ہیں کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: وہ عمل خدا کی اطاعت ہے ہماری حجت اور ولایت کے ساتھ اور ان کو خوف اس بات کا ہے کہ شائد عمل قبول نہ ہو۔ خدا کی قسم ان کا ڈر اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ صحیح راہ چلے ہیں یا نہیں، بلکہ ان کا خوف تو اس وجہ سے ہے کہ کہیں ہماری محبت اور اطاعت میں کمی یا کوتاہی تو واقع نہیں ہوئی۔

پھر فرمایا: اگر کرسکتے ہو کہ اپنے گھر سے باہر نہ جاؤ، تو نہ جاؤ، کیونکہ جب تم باہر جاؤ گے تو تم پر واجب ہو جائے گا کہ غیبت نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، حسد نہ کرو، سستی اور کمزوری نہ دکھلاؤ، لوگوں کے سامنے اپنی نمائش اور ریاکاری نہ کرو، لوگوں کے ساتھ دھوکا اور فریب نہ کرو۔

اس کے بعد فرمایا: بہترین عبادت کرنے کی جگہ کسی مسلمان کے لیے اس کا گھر ہے، اس میں اپنی آنکھ، زبان، خواہشات اور اعضاء شہوانی کی حفاظت کرسکتا ہے، جو کوئی بھی خدا کی نعمت کی پہچان کر لیتا ہے اور اس کی معرفت اسے حاصل ہوجاتی ہے تو وہ خدا کی طرف سے اس لائق ہوجاتا ہے کہ اس کی نعمت میں اضافہ کرے قبل اس کے کہ اس کی زبان سے اس نعمت کا شکر ادا ہو اور جو کوئی اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھے وہ متکبرین میں سے ہے۔

راوی نے عرض کیا: کوئی اپنی فضیلت اور برتری اس عافیت میں دیکھتا ہے جو اسے نصب ہوئی ہے کیونکہ وہ اس کا گناہوں کے ارتکاب کے وقت مشاہدہ کرتا ہے، حضرت نے فرمایا: ھیھات: کبھی خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور تیرے گناہوں کو حساب کے لیے باقی رکھتا ہے۔ کیا تو نے موسیٰ کے جادوگروں کا قصہ نہیں پڑھا؟ پھر فرمایا: بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے غفلت اور غرور میں گرفتار ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو خدا کی پردہ پوشی کی وجہ سے غافل ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو لوگوں کی طرف سے اپنی مدح وتعریف سن کر غرور کرتے ہیں۔

پھر فرمایا:

بے امید لوگ

الی لا رجو النجاۃ لمن عرف حقنا من هذه الامة الا لاحد ثلاثة صاحب سلطان جائر و صاحب هوی فاسد و الفاسق المعلن

''میں ان لوگوں کی اس امت میں سے نجات کی امید رکھتا ہوں جو ہمارے حق کو پہچانتے ہوں البتہ تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی نجات کی امید نہیں ہے۔ (۱) وہ جو ظالمانہ حکومت کرتے ہوں۔ (۲) جو فاسد اور بری خواہشات رکھتے ہوں (۳) وہ جو سرعام برائیوں کا ارتکاب کرتے ہوں۔''

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران: آیت ۳۱)

''ان سے کہہ دو اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے۔''

اس کے بعد فرمایا: اے حفص! محبت و دوستی، خوف اور ڈر سے بلند تر ہے۔ پھر فرمایا:

والله ما احب الله من احب الدنیا و والی غیرنا و من عرف حقنا و احبنا فقد احب الله تبارك و تعالی

''خدا کی قسم جو کوئی دنیا کی محبت رکھتا ہو اور غیر کی ولایت کو قبول کرے، اس کے پاس خدا کی محبت نہ ہوگی اور جو کوئی ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہو اور ہماری محبت کا دم بھرتا ہو تو وہ خدا کو دوست رکھتا ہوگا۔''

پھر حضرت نے فرمایا: اے حفص! ہمیشہ پیچھے رہو۔ اپنے آپ کو معاملات میں آگے نہ رکھو۔ (یعنی سربراہ بننے کی کوشش نہ کرو)۔

اے حفص! پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں خدا کا خوف آ جاتا ہے تو اس کی زبان کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا: ایک دن حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے صحابی کو نصیحت فرما رہے تھے، ان میں سے ایک اٹھا اور اس نے اپنا قمیض پھاڑ دیا۔ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ ہمارے اس بندے سے کہہ دو کہ قمیض نہ پھاڑے بلکہ اپنے دل کو ہمارے لیے کھول دے (تاکہ ہماری بات اور نصیحت اس میں جگہ بنائے)۔

پھر حضرت نے فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمرانؑ اپنے ایک صحابی کے پاس سے گزرے جب کہ وہ سجدہ کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰؑ اپنے کام سے فارغ ہو کر جب واپس آئے تو وہ تب بھی سجدے میں تھا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: اگر تیری حاجت میرے اختیار میں ہوتی تو میں اسے ضرور پورا کر دیتا۔ خدا کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا۔

یا موسی لو سجد حتی ینقطع عنقه ما قبلته حتی یتحول عما اکره الی ما احب

''اے موسیٰؑ اگر وہ سجدہ کو اتنا لمبا کرے کہ اس کی گردن جدا ہو جائے تو بھی قبول نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنی فکر اور دل کو اس سے ہٹائے جس کو میں پسند نہیں کرتا اور اس طرف متوجہ ہو جسے میں پسند کرتا ہوں۔''

(الوافی: ۲۶/ ۲۶۵ حدیث ۱، کافی: ۸/ ۱۲۸، حدیث ۹۸)

کتاب ''تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام'' میں حضرت سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ نے ایک سفید رنگ کی کوفی چادر اپنے، امیر المومنین، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام پر اوڑھی ہوئی تھی اور آنحضرتؐ فرما رہے تھے:

اللھم ھولاء اھلی انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن کالمھم

''اے پروردگار! یہ میری اہل بیت ہیں ان کے ساتھ جنگ میرے ساتھ جنگ ہے ان کے ساتھ صلح میرے ساتھ صلح ہے۔''

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! مجھے بھی اپنوں میں داخل فرما لیں آپ نے فرمایا: تو ہم میں سے ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے اجازت ہے کہ اس چادر کے نیچے داخل ہو جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جبرائیل علیہ

السلام چادر میں داخل ہو گئے۔ پھر باہر نکلے اور آسمان کی طرف ملکوت اعلیٰ میں چلے گئے، جو فرشتوں کا مقام ہے۔ جبرائیل علیہ السلام جب اوپر گئے تو ان کی خوبصورتی اور نورانیت میں اضافہ ہو چکا تھا، فرشتوں نے پوچھا، جب آپ گئے تھے اس وقت اتنا نور نہ تھا مگر اب آئے ہیں تو آپ کے نور میں اضافہ ہو چکا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ایسے کیوں نہ ہو؟ میں محمد و آل محمد علیہم السلام میں شامل ہو گیا ہوں۔ آسمان، کرسی اور عرش کے فرشتوں نے کہا: یہ فضیلت تیرے لائق ہے کیونکہ جو تجھ جیسا ہو اسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(تفسیر امام عسکریؑ: ۶۷۶ حدیث ۳۶۱، بحار الانوار: ۲۶۱/۷۰ اور ۲۶۲)

کتاب ''مصباح الانوار'' میں مفضل سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک دن میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے مفضل! کیا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام کو جس طرح پہچاننے کا حق ہے اس طرح سے پہچانتے ہو اور ان کی معرفت کی حقیقت تک پہنچ گئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! ان کی حقیقی معرفت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

معیار معرفت

یا مفضل: من عرفهم كنه معرفتهم كان مومنا فی السنام الاعلی

''اے مفضل: جو بھی ان کی حقیقی معرفت رکھتا ہے وہ ایمان کے بلندترین درجات پر فائز ہے۔''

مفضل کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا مجھے ان کی معرفت کروا دیجیے؟ آپ نے فرمایا:

معرفت الٰہی کے خزانہ دار

یا مفضل: تعلم انهم علموا ما خلق الله عزوجل و ذراه برأه وانهم كلمة التقویٰ وخزان السماوات والارضين والجبال و الرمال والبحار و علموا كم فی السماء من نجم و ملك ووزن الجبال و كيل ماء البحار وانهارها وعيونها۔ وما تسقط من ورقة الا علموها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الافی كتاب مبين وهو فی علمهم وقد علموا ذلك

''اے مفضل! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حضرات وہ سب کچھ جانتے ہیں جو خدا نے پیدا کیا ہے اور اسے عدم سے وجود عطا کیا ہے۔ یہ خدا کے تقویٰ کے مظہر ہیں۔ یہ آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، صحراؤں اور دریاؤں کے خزانہ دار ہیں۔ یہ حضرات آسمان میں ستاروں اور فرشتوں کی تعداد کو جانتے

ہیں۔ پہاڑوں کے وزن، دریاؤں کے پانی کی مقدار، نہروں اور چشموں کی تعداد سے واقف ہیں۔ کوئی ایسا پتہ کسی درخت سے نہیں گرتا جس کا علم ان کے پاس نہ ہو۔ زمین کی تاریکیوں میں ہر دانے کا علم رکھتے ہیں اور کوئی خشک وتر نہیں مگر کتاب مبین میں موجود ہے۔ یعنی ان کے علم میں اس کا نقشہ موجود ہے اور وہ اسے جانتے ہیں۔''

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں اس بات کو سمجھ گیا ہوں، اس کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔

حضرت نے فرمایا: ہاں اے مفضل! تو نے درست کہا ہے۔ اے قابل عزت، اے وہ جس کو نعمت عطا کی گئی ہے، اے پاک مرد، تم پاک ہو چکے ہو۔ بہشت تمہیں اور ان اشخاص کو مبارک ہو جو اس طرح کا ایمان رکھتے ہیں۔

(مصباح الانوار: ۲۳۷، بحارالانوار: ۲۶/۱۱۶ حدیث ۲۲)

اسباب راحت

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ''امالی'' میں امام باقر علیہ السلام سے اور آپ اپنے والد محترم سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ رسول اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من اراد التوسل الی وان تکون له عندی ید ینتقع بها یوم القیامة فلیصل اهل بیتی ویدخل السرور علیهم

(امالی صدوق: ۴۶۱، حدیث ۵ مجلس ۴۰، بحارالانوار: ۲۶/۲۲۷، حدیث ۱)

''جو کوئی چاہتا ہے کہ میرا تقرب حاصل کرے اور مجھ پر ایسا حق رکھتا ہو جو قیامت کے دن اسے فائدہ پہنچائے تو اسے چاہیے میرے اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ احسان کرے اور ان کو خوش کرنے کے اسباب فراہم کرے۔''

اہل بیتؑ پر درود

برقی امام باقر علیہ السلام سے کتاب ''محاسن'' میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی تو خدا ابتداء سے لے کر انتہاء تک اپنی تمام مخلوق کو ایک مقام پر جمع کرے گا، اس وقت ایک منادی ندا دے گا کہ اگر رسول خدا پر کسی کا حق ہے تو کھڑا ہو جائے، پس ایک گروہ کھڑا ہوگا، ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا کون سا حق پیغمبر پر ہے۔ وہ جواب دیں گے۔

کنا نصل اهل بیته من بعده

''ہم آنحضرتؐ کے بعد ان کے اہل بیت پر درود بھیجا کرتے تھے'' ان سے کہا جائے گا۔''

اذھبوا فطوفوا فی الناس فمن کانت لہ عند کم ید فخذوا بیدہ فادخلوا الجنة

''جاؤ اور لوگوں کے درمیان تلاش کرو، جس کسی نے بھی تمہارے ساتھ کوئی مہربانی کی ہو اور تمہیں کوئی نعمت دی ہو اس کا ہاتھ پکڑ و اور جنت میں لے جاؤ۔'' (المحاسن: ۷۴ حدیث ۱۰۹، وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۵۵۸ حدیث ۹)

ایک دوسری روایت میں حضرت سے نقل ہوا ہے:

من اصطنع الی احد من اھل بیتی یدا اکافیہ یوم القیامة

''جس کسی نے بھی میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کو کوئی نعمت دی ہو اور اس پر احسان کیا ہو، میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا۔''

پھر وہ جنت میں جائے گا

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ایک طویل روایت جس میں اس میثاق کا ذکر فرماتے ہیں جو خدا نے اپنے بندوں سے لیا تھا کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

یا آدم لو احب رجل من الکفار او جمیعھم رجلا من آل محمد و اصحابہ الخیرین الکافاہ اللہ عن ذلك بان یختم لہ بالتوبة والایمان ثم یدخلہ اللہ الجنة

''اے آدم! اگر ایک کافر یا تمام کفار پیغمبر کے اہل بیت میں یا اس کے اصحاب میں سے کسی ایک کو دوست رکھتے ہوں گے تو خدا انہیں ان کے عمل کی جزا دے گا اور آخر کار انہیں توبہ کرنے اور ایمان لانے کی توفیق اسے عنایت فرمائے گا پھر انہیں اپنی جنت میں داخل فرمائے گا۔''

(تفسیر امام عسکریؑ: ۲۰)

خدا محمد و آل محمد علیہم السلام اور آنحضرتؐ کے اصحاب کے دوستوں میں سے ہر ایک پر اتنی رحمت نازل فرمائے گا کہ اگر اول تا آخر خدا کی تمام مخلوق کی تعداد کو جمع کیا جائے اور وہ سبھی کافر ہوں تو سب کے لیے کافی ہوگی اور آخر کار وہ ایمان کی طرف لوٹ آئے گا تا کہ اس کے سبب جنت میں داخل ہو سکے۔

ولو ان رجلا یغض آل محمد و اصحابہ الخیرین او واحدا منھم لعذبہ اللہ عذابا لو قسم علی مثل عدد ما خلق اللہ لا ھلکھم اللہ اجمعین

''اگر کوئی شخص محمد و آل محمد اور ان کے نیک اصحاب یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ دشمنی رکھے گا تو خدا اس کو ایسا عذاب دے گا کہ اگر وہ عذاب تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب ہلاک ہو جائیں گے۔''

(تفسیر امام عسکریؑ: ۳۹۲ حدیث ۲۶۷، بحارالانوار: ۲۶/ ۲۳۱ حدیث ۱۲)

شفاعت رسولؐ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ''خصال'' میں حضرت رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے اباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اربعة انا الشفيع لهم يوم القيامة ولو اتونی بذنوب اهل الارض: المعين لاهل بيتی والقاضی لهم حوائجهم عندما اضطروا اليه والمحب لهم بقلبه و لسانه و الدافع عنهم بيده

''قیامت کے دن چار طرح کے آدمیوں کی شفاعت کروں گا اگرچہ وہ تمام اہل زمین کے گناہوں کا وزن اپنے سر لے کر میرے پاس آئیں، وہ لوگ جو میرے اہل بیت کی مدد کرتے ہوں، وہ لوگ جو میرے اہل بیت کی ضروریات کو پورا کرتے رہے، وہ لوگ جو ان کو دل اور زبان سے دوست رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو میرے اہل بیت علیہم السلام کی حمایت کرنے کے ساتھ ان کا دفاع کرتے رہے ہوں۔''

(الخصال: ۱/ ۱۹۶ حدیث ۱، صحیفۃ الرضاؑ، ۲، بحارالانوار: ۹۶/ ۲۲۵ حدیث ۲۴، عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۲۵۳)

ایک دن کی محبت

اربلی علیہ الرحمۃ کتاب ''کشف الغمہ'' میں مسند احمد بن حنبل سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

حب آل محمد يوما خير من عبادة سنة و من مات عليه دخل الجنة

''آل محمد علیہم السلام کے ساتھ ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ جو کوئی بھی آل محمد علیہم السلام کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(کشف الغمۃ: ۱/ ۱۰۷)

اسی کتاب میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

خیر کم منی خیر کم لاھلی

(کشف الغمہ، ج۱،ص۱۳۷، بحارالانوار:۲۷/۱۰۴ حدیث ۷۲ اور ۷۳)

''میرے نزدیک تم میں بہتر وہ ہے جو میرے اہل بیت علیہم السلام کے لیے بہتر ہو۔''

پل صراط

راوندی کتاب ''نوادر'' میں امام صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اباواجداد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

انکم علی الصراط اشد کم حبا لاھل بیتی ولاصحابی

(نوادر راوندی:۱۵، فضائل الشیعہ :۵)

''پل صراط پر تم میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس کی میرے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب کے ساتھ محبت زیادہ ہوگی۔''

آل محمدؐ کی محبت کے فوائد

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''خصال'' میں امام باقر علیہ السلام سے اور آپ اپنے آباؤاجداد علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

حبی وحب اھل بیتی نافع فی سبعة مواطن اھوالھن عظیمة: عند الوفاة و فی القبر و عند النشور، وعند الکتاب، و عند الحساب، و عند المیزان، وعند الصراط

(الخصال:۲/۳۶۰ حدیث ۴۹، بشارۃ المصطفیٰ:۱۷)

''میری اور میرے اہل بیت علیہم السلام کی محبت سات مقامات پر فائدہ دے گی۔ ایسے سات مقامات کہ جنمیں خوف و وحشت زیادہ ہے موت کے وقت، قبر میں، قبر سے اٹھنے کے وقت، جب نامہ اعمال ملے گا، حساب و کتاب کے وقت، جب میزان لگے گا اور پل صراط سے گزرنے کے وقت۔''

چنے ہوئے

برسی علیہ الرحمۃ کتاب ''مشارق انوار الیقین'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بہشت کے

دروازے پر لکھا ہوا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله فاطمة خيرة الله الحسن والحسين صفوة الله على محبيهم رحمة الله وعلى مبغضيهم لعنة الله

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اس کے رسول ہیں، علی اللہ کا ولی ہے، فاطمہ خدا کی منتخب شدہ خاتون ہے اور حسنؑ اور حسینؑ خدا کے چنے ہوئے ہیں ان کے دوستوں پر خدا کی رحمت ہو اور ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔'' (مشارق انوار الیقین: ۱۱۸)

نوری فرشتہ

ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ رسول اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اے ابوذر! جب مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو نور سے بنا ہوا تاج پہنے ہوئے تھا، نورانی تخت پر متمکن تھا، اس تخت کے دو پایوں سے ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف، اس کے سامنے ایک تختی تھی جس کی طرف وہ دیکھ رہا تھا، تمام دنیا اس کے سامنے اور تمام مخلوق اس کے دوزانوؤں کے درمیان تھی اور اس کے دونوں ہاتھ مشرق و مغرب تک پہنچے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کون سا فرشتہ ہے؟ ملائکہ کے درمیان اس سے بڑی خدا کی مخلوق میں نے نہیں دیکھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ عزرائیل علیہ السلام ہیں اس کے نزدیک جاؤ اور سلام کرو، میں اس کے نزدیک گیا اور کہا: اے میرے دوست! اے ملک الموت! تجھ پر سلام ہو اس نے عرض کیا: وعليكم السلام يا احمد ما فعل ابن عمك على ابن ابي طالب عليهم السلام: اے احمد تجھ پر سلام تیرے چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں کیا خبر ہے؟ وہ کیا کرتے ہیں؟

میں نے اس سے کہا: کیا میرے چچا زاد کو جانتے ہو؟ اس نے عرض کیا:

و كيف لا اعرفه فان الله جل جلاله و كلنى بقبض ارواح الخلائق وما خلا روحك و روح على بن ابى طالب عليه السلام فان الله يتوفاهما بمشيته

''میں کس طرح علی علیہ السلام سے واقف نہ ہوں، جبکہ خدا تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمام روحوں کے قبض کرنے پر مامور کیا ہے سوائے آپ اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی روحوں کے، ان دو روحوں کو خدا خود اپنی مرضی سے نکالے گا۔''

(المناقب: ۲/۲۳۶، مدینۃ المعاجز: ۳:۵۳ حدیث ۱۷۷، بحارالانوار: ۳۹/۹۹ حدیث ۱۰، کتاب الروضۃ: ۳۲)

پیغمبر اکرمؐ سے آیت:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (سورۃ شوریٰ: آیت ۲۳)

کی تفسیر کے متعلق روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا میں قیامت کے دن چار گروہوں کی شفاعت کروں گا۔ اگرچہ تمام دنیا کے گناہوں کے ساتھ میدان محشر میں وارد ہوں۔

رجل نصر ذريتي ورجل بذل ماله لذريتي عند الضيق ورجل احب ذريتي باللسان والقلب ورجل سعى فى حوائج ذريتي اذا طردوا اوشردوا

''وہ جو میری اولاد کی مدد کریں، وہ جو تنگدستی کے وقت میری اولاد کو مال عطا کرے، وہ جو میری اولاد کو دل اور زبان کے ساتھ دوست رکھے اور وہ جو دربدری کے عالم میں میری اولاد کی ضروریات کو پورا کرے۔''

فرشتوں کا فخر کرنا

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ ابوذر علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا کہ اسرافیل نے جبرائیل پر فخر کیا کہ میں تجھ سے افضل ہوں، جبرائل نے کہا: کس طرح اور کیا دلیل ہے کہ تو مجھ سے افضل ہے؟ اس نے کہا کہ میں ان آٹھ فرشتوں میں سے ایک ہوں جو عرش الٰہی کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور میں صور پھونکنے پر مامور ہوں اور میں خدا کے دربار میں نزدیک ترین فرشتہ ہوں جبرائیل نے کہا: میں تجھ سے بہتر ہوں۔ اسرافیل نے کہا: کیا دلیل ہے کہ تو مجھ سے افضل ہے، جبرائیل نے کہا: میں خدا کی طرف سے وحی پر امین ہوں۔ میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنے انبیاء اور رسولوں کی طرف بھیجا۔ چاند گرہن اور چیزوں کے غرق کرنے پر مامور فرمایا اور خدا جن امتوں کو ہلاک کرے گا تو وہ میرے ہاتھ سے ہی کرے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں فرشتوں نے اپنا جھگڑا خدا کے دربار میں پیش کیا۔ خدائے ذوالجلال نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ ایک دوسرے پر فخر نہ کرو۔ مجھے میری عزت وجلالت کی قسم، کوئی ایسا بھی ہے جس کو میں نے تم سے افضل بنایا ہے۔ دونوں فرشتوں نے عرض کی: کیا ہم سے بہتر کوئی مخلوق پیدا کی ہے جب کہ ہمیں نور سے پیدا کیا ہے؟ خدا نے فرمایا: ہاں، پھر حجاب قدرت کو حکم دیا کہ ظاہر ہو جائے۔ جب ظاہر ہوا تو دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله و على و فاطمة و الحسن و الحسين خير خلق الله

''خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام خدا کی بہترین مخلوق ہیں۔''

جبرائیل نے عرض کیا: یارب!

اسالك بحقهم عليك ان تجعلني خادمهم

''اے خدا! تجھ سے ان عظیم ہستیوں کے حق کے صدقے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ان کا خدمت گزار بنا دے، خدا نے قبول فرما لیا۔ پس جبرائیل اہل بیت میں سے قرار پایا اور وہ ہمارا خادم اور خدمت گزار ہے۔''

(بحارالانوار: ۲۶/ ۳۴۴ حدیث ۱۷، تاویل الآیات ۲/ ۸۳۴ حدیث ۷، ارشادالقلوب: ۲/ ۲۹۵، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۳۹۴)

طور سینا پر نور الٰہی

سید شرف الدین علیہ الرحمۃ کتاب "تاويل الايات الظاهرة في العترة الطهرة" میں امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام سے ایک بہترین اور نادر حدیث نقل ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب محمدؐ کو اس نور سے پیدا کیا جو خدا کی عظمت اور جلالت سے ظاہر ہوا اور یہ وہی نور الٰہی ہے جو طور سینا پر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے لیے ظاہر ہوا تھا اور چمکا تھا اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام میں جسے دیکھنے کی طاقت نہ تھی۔ جسے دیکھ کر چیخ مار کر زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب خدا نے ارادہ فرمایا کہ اپنے حبیب محمدؐ کو پیدا کریں تو اس نور کو دو حصے کیا۔ پہلے حصے سے محمدؐ اور دوسرے حصے سے علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو پیدا کیا، ان دو ہستیوں کے علاوہ کسی اور کو اس نور سے پیدا نہیں کیا۔ ان دونوں کو خدا نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور خود اپنی روح ان میں پھونکی، ان کی خود تصویر بنائی اور ان کی اپنی تصویر بنایا اور یہ دونوں خدا کی طرف سے اس کی مخلوق پر گواہ، مخلوق کے درمیان اس کے جانشین، مخلوقات پر اس کی دیکھتی ہوئی آنکھ اور لوگوں کے درمیان اس کی بولتی ہوئی زبان ہیں۔ اپنے علم کو ان میں امانت کے طور پر رکھا، علم کو بیان کرنے کا جوہر ان کو عطا کیا اور اپنے غیب اور پوشیدہ رازوں سے ان کو آگاہ کیا۔ ان دو میں سے ایک کو اپنی روح اور دوسرے کو اپنا نفس قرار دیا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کا مؤید اور تائید کرنے والا قرار دیا اس طرح کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے۔

ظاهر هما بشرية و باطنهما لا هوتية ظهرا للخلق على هيا كل الناسوتية حتى يطيقوا روتيهما

''ان دونوں کا ظاہر بشری ہے اور باطن خدا کی طرف منسوب اور مربوط ہے لوگوں کے درمیان لوگوں کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ سکیں۔'' اور اسی ضمن میں خدا یہ فرماتا ہے:

وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۝ (سورۃ انعام: آیت ۹)

''ہم نے ان کو وہی لباس پہنایا جو لباس لوگ پہنتے ہیں''

فهما مقاما رب العالمين و حجابا خالق الخلائق اجمعين بهما فتح بدء الخلائق و بهما يختم الملك و المقادير

''یہ دونوں خدا کے جانشین ہیں اور خالق کائنات کا حجاب ہیں۔ خلقت کا آغاز ان دونوں سے کیا، کائنات اور مقدرات کا اختتام ان دو کے ساتھ فرمائے گا۔''

پس فاطمہ علیہا السلام کو نور محمدؐ سے پیدا کیا جیسے نور محمدؐ کو اپنے نور سے اخذ کیا تھا اور علیؑ و فاطمہ علیہا السلام کے نور سے حسن و حسین علیہا السلام کے نور کو پیدا کیا۔ اس نور کی مانند جو چراغوں سے لیا جاتا ہے یہ ہستیاں نور سے پیدا کی گئی ہیں۔ ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف ایک باپ کے صلب سے دوسرے باپ کی صلب کی طرف اور ایک ماں کے رحم سے دوسری ماں کے رحم کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ نہ یہ کہ گندے پانی سے اور نجس و پست نطفے سے ہیں بلکہ ایسا نور ہیں جو پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوئے ہیں اس لیے کہ وہ چنے ہوئے موتیوں سے ہیں۔

اصطفاهم لنفسه و جعلهم خزان علمه و بلغاء الى خلقه اقامهم مقام نفسه لانه لا يرى و لا يدرك و لا تعرف كيفيته و لا اينيته

''ان ہستیوں کو خدا نے اپنے لیے منتخب کیا اور چنا ہے۔ انہیں اپنے علم کے خزانوں کا محافظ بنایا ہے، لوگوں تک اپنا پیغام رساں قرار دیا ہے، ان کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھا نہیں جاتا اور اس کو درک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کیفیت کی معرفت نہیں ہو سکتی اور اس کے مکان کی شناخت نہیں ہو سکتی۔''

فهولاء الناطقون المبلغون عنه، المتصرفون فى امره و نهيه فبهم يظهر قدرته و من نهم ترى آياته و معجزاته و بهم و منهم عرف عبادة نفسه و بهم يطاع امره

''یہ وہ حضرات ہیں جو خدا کی طرف سے گفتگو کرتے ہیں، اس کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور اس کے امر و نہی کو واضح و روشن کرتے ہیں، پس ان کے ذریعے سے خدا نے اپنی قدرت کو ظاہر کیا، اپنی نشانیوں معجزات کو دکھلایا، انہی کے ذریعے سے اپنے بندوں کو اپنے سے آشنا کروایا اور انہی کے سبب سے اس کے فرمان کی اطاعت ہوئی۔''

ولولاهم ماعرف الله ولا يدرى كيفى يعبد الرحمان

''اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو خدا کی معرفت نہ ہوتی اور پتہ نہ چلتا کہ رحمن کی عبادت کیسے کی جاتی ہے اور خدا وہ ذات ہے جس طرح ارادہ کرتا ہے اسی کو انجام دیتا ہے۔''

ارشاد قدرت ہے:

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ۝۲۳ (سورۃ انبیاء: آیہ ۲۳)

''خدا جو کرتا ہے اس کے متعلق سوال نہ ہوگا لوگوں سے باز پرس ہوگی۔ان سے سوال کیا جائے گا۔''

(بحارالانوار:۲۸/۳۵:۵ حدیث ۲۴،تفسیر برہان: ۱۹۳/۳ حدیث ۷،تاویل الایات:۳۹۷/۱ حدیث ۲۷)

شب معراج

کتاب ''المختصر'' میں رسول خداؐ سے منقول ہے کہ جب شب معراج مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور عرض کی: اے محمدؐ! جو آپ سے پہلے رسالت پر مبعوث ہوئے ہیں ان رسولوں سے سوال کریں کہ وہ کس عقیدہ پر مبعوث کیے گئے ہیں؟ میں نے ان سے سوال کیا،اے خدا کے رسولو! تم مجھ سے پہلے کس عقیدہ پر رسول بنائے گئے ہو؟ ان تمام نے عرض کیا:

علی ولایتك وولایة علی ابن ابی طالب علیه السلام

''آپ کی اور علی ابن ابی طالب کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں۔''

(المختصر:۱۲۵،بحارالانوار۲۶:۴/۳۰۷ حدیث ۷۰)

نورانی چہرہ

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

من قال لا اله الا الله تفتحت له ابواب السماء، و من تلاها بمحمد رسول الله تهلل وجه الحق سبحانه و استبشر بذلك ومن تلاها بعلی ولی الله غفر الله له ذنوبه ولو كانت بعدد قطر المطر (الروضۃ:۲،بحارالانوار:۳۱۹/۳۸ حدیث ۲۷)

''جو کوئی بھی ''لا الہ الا اللہ'' کہے تو آسمان کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور جو اس کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کہے تو خدا کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے اور خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور جو کوئی اس کے بعد ''علی ولی اللہ'' کہے تو خدا تبارک وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہ بارش کے قطروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

نبیوں میں افضل کون؟

شیخ صدوق کتاب ''امالی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک یہودی پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرتؐ کو گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: اے یہودی! میرے ساتھ کوئی کام ہے کوئی حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا: میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمرانؑ کہ جن کے ساتھ خدا نے کلام فرمایا، ان پر توراۃ نازل کی، ان کو عصا عطا کیا، جن کے لیے دریا پھٹ گیا اور بادلوں کو حکم دیا کہ ان پر سایہ کریں؟

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ کسی کو اپنی تعریف نہیں کرنی چاہیے لیکن تیرے جواب میں اتنا کہتا ہوں کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا واقع ہوئی تو انہوں نے توبہ کرنے کے لیے یوں کہا:

اللھم انی اسالك بحق محمد و آل محمد لما غفرت لی

''اے خدا! تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے حق کے صدقے میں مجھے معاف فرما دے'' تو خدا نے انہیں معاف کر دیا۔''

اور جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں غرق ہونے سے ڈرے تو کہا:

اللھم انی اسالك بحق محمد و آل محمد لما انجیتنی من الغرق

''اے خدا! بحق محمد ول محمد علیہم السلام مجھے غرق ہونے سے نجات دے۔''

خدا نے انہیں نجات دی اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا:

اللھم انی اسالك بحق محمد و آل محمد لما انجیتنی منھا

''اے خدا محمد و آل محمد کے صدقے میں مجھے آگ سے نجات دے۔''

خدا نے انہیں نجات دی اور آگ کو ان پر سرد کر دیا۔

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا اور ڈرنے لگے تو کہا:

اللھم انی اسالك بحق محمد و آل محمد لما امنتینی

''اے خدا تجھے محمد و آل محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اس خوف و ہراس سے نجات عطا فرما۔''

خدا تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰى ﴿٦٨﴾ (سورۃ طٰہٰ: آیہ ٦٨)

''مت ڈرو کیونکہ تو ہی بلند و کامیاب ہو گا۔''

اے یہودی! اگر موسیٰ اس زمانے میں آ جائے اور مجھے پالے اور پھر مجھ پر اور میری نبوت پر ایمان نہ لائے تو ان کا ایمان اور نبوت انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

یا یہودی ومن ذریتی المهدی علیه السلام اذا خرج نزل عیسی بن مریم لنصرته فقدمه و صلی خلفه

''اے یہودی میری نسل میں سے مہدیؑ جب ظہور کریں گے تو عیسیٰ بن مریمؑ آسمان سے ان کی مدد کے لیے نازل ہوں گے اور نماز کے وقت عیسیٰ بن مریمؑ مہدی کو آگے کریں گے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور اگر موسیٰ اس زمانے میں زندہ ہوتے تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ میری متابعت اور پیروی کرتے۔''

(امالی صدوق: ۲۸۷ حدیث ۴ مجلس ۳۹، الاحتجاج: ۱/ ۵۴، بحار الانوار: ۱۶/ ۳۶۶ حدیث ۷۲)

پل صراط اور محبت

ابن بابویہ کتاب ''بشارۃ الشیعۃ'' میں امام صادق علیہ السلام سے اور حضرت اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اثبتکم قدما علی الصراط اشد کم حبا لاهل بیتی

''پل صراط سے گزرتے وقت سب سے زیادہ ثابت قدم ہوگا جس کی محبت میرے اہل بیت کے ساتھ سب سے زیادہ ہوگی۔''

حوض کوثر کا سردار

سید بن طاؤس کتاب ''طرائف'' میں امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے علیؑ! میں تمہیں حوض کوثر پر کھڑا کروں گا۔ تو ساقی ہے اور اپنے دوستوں کو پانی پلاؤ گے، حسن علیہ السلام غیروں کو حوض سے دور کریں گے، حسین علیہ السلام وہاں حکم جاری کریں گے، علی بن الحسین علیہ السلام ان کو تقسیم کریں گے محمد بن علی علیہ السلام حصے کریں گے، جعفر بن محمد علیہ السلام ان کے پیشوا اور راہنما ہوں گے، موسیٰ بن جعفر علیہ السلام دوستوں کو دشمنوں کو شمار کریں گے اور منافقوں کو ہلاک کریں گے، علی ابن موسیٰ علیہ السلام مومنین کو زینت دیں گے اور انہیں آراستہ کریں گے، محمد بن علی علیہ السلام اہل بہشت کو ان کے مخصوص مقامات پر ٹھہرائیں گے۔ علی بن محمد علیہ السلام مومنوں کو حور العین کے ساتھ شادی کرائیں گے اور ان کا خطبہ عقد پڑھیں گے اور حسن بن علی علیہ السلام اہل بہشت کے لیے ایک روشن چراغ ہیں کہ جن کے نور سے وہ نورانیت حاصل کریں گے۔

والمهدی علیه السلام شفیعهم یوم القیامة حیث لا یأذن الا لمن یشاء و یرضی

''اور مہدی علیہ السلام اس وقت اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے جب کوئی شفاعت نہیں کرسکتا مگر وہ جسے خدا اجازت دے گا۔'' (بحارالانوار:۲۶/۳۱۶ حدیث ۸۰)

ہندوستان میں ایک درخت

ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ کلیب نامی ایک شخص سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے: میں نے ہندوستان کے ایک شہر میں ایک درخت کو دیکھا جس کے پھول سرخ رنگ کے تھے اور ان پر لکھا ہوا تھا۔ ''محمد رسول اللہ'' اور بہت سے ایسے درخت اور پتھر بھی دیکھے جن پر نام مبارک محمدؐ اور علی علیہ السلام لکھا ہوا تھا۔ (لسان المیزان: ۴/۴۹۰ حدیث ۱۵۵۸، مدینۃ المعاجز ۲/۴۶۰ ح ۶۸۰)

کشتی پر سواری

کتاب بستان الواعظین میں محمد بن ادریس سے نقل کرتے ہیں کہ عیسائیوں کے ایک رہبر کو مکہ میں طواف کرتے ہوئے دیکھا، میں نے اس سے کہا: وہ کون سی وجہ ہے کہ تو اپنے باپ دادا کے دین سے روگردان ہوگیا ہے؟ اس نے کہا کیونکہ اس دین سے بہتر دین میں نے اپنالیا ہے۔ مزید کہا: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا کہ اچانک وسط سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختے کے ساتھ چمٹ گیا۔ سمندر کی موجیں مجھے کبھی ادھر اور کبھی ادھر لے جاتی تھیں یہاں تک کہ میں ایک جزیرہ میں جا پہنچا کہ جس میں گھنے درخت تھے اور ان پر شہد جیسے پھل تھے۔ جزیرہ کے درمیان ایک نہر گزرتی تھی جس میں میٹھا پانی بہہ رہا تھا۔ میں نے اس نعمت پر خدا کا شکر یہ ادا کیا اور اپنے آپ سے کہا کہ درختوں کے پھل سے کچھ کھانا چاہا اور نہر سے پانی بھی پینا چاہیے تاکہ تیری جان میں جان آئے اور تو موت کے منہ سے بچ سکے۔ میں نے پورا دن اس جگہ گزارا، جب رات ہوئی تو ڈرنے لگا کہ ہوسکتا ہے کوئی درندہ آکر مجھے تکلیف پہنچائے۔ ایک درخت کے اوپر چڑھ گیا اور ایک شاخ کا سہارا لے کر سو گیا۔ آدھی رات کے وقت میں نے پانی کے اوپر کسی کو چلتے دیکھا جو خدا کی تسبیح پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

لا اله الا الله العزیز الجبار محمد رسول الله النبی المختار علی ابن ابی طالب سیف الله علی الکفار، فاطمة و بنوها صفوة الجبار، علی مبغضیهم لعنة الله الجبار، وماواهم جهنم بئس القرار

''خدائے جبار کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ خدا کے رسولؐ اور اس کے منتخب نبی ہیں، علی ابن ابی طالب علیہ السلام خدا کی تلوار ہے کافروں پر اور فاطمہ علیہا السلام اور اس کے بیٹے خدا کے پسندیدہ ہیں۔ ان

کے دشمنوں پر خدائے جبار کی لعنت اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اس تسبیح کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح نمودار ہوگئی۔ پھر اس نے کہا: اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اپنے کئے ہوئے وعدوں میں سچا ہے، محمدؐ اس کے رسولؐ جو ہدایت کرنے والے اور باعث رشد وکمال ہیں، علی علیہ السلام کے دشمنوں پر بڑا سخت عذاب ہے۔ فاطمہ اور اس کے بیٹوں کو پسندیدہ اوصاف والے خدا نے چنا ہے اور ان کے دشمنوں پر صاحب عزت وعظمت والے خدا کی لعنت ہو۔

جب وہ خشکی پر پہنچا تو میں نے اسے اچھی طرح دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ کی طرح، شکل انسان کی مانند، ہاتھ اور پاؤں اونٹ کی مثل اور دم مچھلی کی دم کی طرح تھی۔ میں بہت ڈر گیا کہ اب نہیں بچوں گا۔ میں بھاگنے لگا۔ ایک آواز میرے کانوں میں سنائی دی، کوئی کہہ رہا تھا رک جاؤ وگرنہ ہلاک ہو جاؤ گے، میں اسی جگہ رک گیا۔ اس نے مجھ سے کہا: تو کون سا دین رکھتا ہے؟ میں نے کہا: نصرانی ہوں۔ اس نے کہا: افسوس ہے تجھ پر۔ ابھی اسلام قبول کرلو کیونکہ تو اس وقت جنوں کے ایک مسلمان گروہ کے درمیان ہے اور یہاں پر صرف وہ بچ سکتا ہے جو مسلمان ہو۔ میں نے اس سے کہا: کیسے اسلام لاؤں؟ اس نے کہا کہ خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی دو اور کہو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں نے یہ گواہی دی اور اسی طرح کہا: پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اپنے اسلام کو علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کے ساتھ مکمل کرو۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ عقائد تیرے تک کیسے پہنچے اور تجھے کس نے سکھائے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم جنوں میں سے ایک گروہ رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور آنحضرتؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی تو بہشت ایک بلند اور فصیح زبان کے ساتھ ندا کرے گی۔

یا الهی قد وعدتنی تشد ارکانی و تزیننی

"اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو مضبوط اور مجھے تزئین فرمائے۔"

خدائے تبارک وتعالیٰ فرمائے گا:

قد شددت ارکانك و زینتك بابنة حبیبی فاطمة الزهراء و بعلها علی ابن ابی طالب و ابنیهما الحسن و الحسین و التسعة من ذریة الحسین علیهم السلام

"میں نے تیرے ارکان کو مضبوط کر دیا ہے اور تجھے اپنے حبیب کی بیٹی فاطمۃ الزہراء اس کے شوہر علی ابن ابی طالب ان کے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو کے ذریعے مزین کیا ہے۔"

پھر اس جزیرے کی عجیب وغریب مخلوق نے مجھ سے کہا: اس جگہ رہو گے یا اپنے وطن واپس جاؤ گے۔ میں نے کہا: واپس جاؤں گا۔ اس نے کہا: تھوڑا سا صبر کرو۔ اگر کوئی کشتی یہاں سے گزرے تو تمہیں سوار کر دیں گے، اچانک ایک کشتی کو پانی میں دیکھا اسے اشارہ کیا: اور مجھے ایک چھوٹی کشتی کے ذریعے اس کی طرف بھیج دیا۔ جب میں اس کشتی میں سوار ہوا تو گروہ نصاریٰ سے بارہ

آ دمیوں کو میں نے اس میں دیکھا اور جب تمام قصہ ان کو سنایا تو تمام کے تمام اسلام لے آئے۔

ناصبی لوگ کون؟

محمد بن یعقوب، ابن اذینہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ناصبی (جو لوگ آل محمد علیہم السلام کے ساتھ دشمنی کا اظہار کرتے ہوں) لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کس موضوع کے بارے میں، آپ نے فرمایا: اپنی اذان، رکوع اور سجدوں کے متعلق، میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی کعب نے ان چیزوں کو خواب میں دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں خدا کا دین اس سے بلند تر ہے کہ خواب میں دیکھا جائے۔ حضرت کے اصحاب میں سے سدیر نام کے ایک شخص نے عرض کیا: مولا! آپ پر قربان جاؤں۔ اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت فرما دیجئے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب خدا اپنے پیغمبر کو سات آسمانوں پر لے گیا تو پہلے مرحلہ میں آپ کے وجود کو بابرکت اور خیر و رحمت کا سرچشمہ قرار دیا۔ دوسرے سرحد میں آپ کو نماز کی تعلیم دی پھر ایک نور کا کجاوہ آپ کی طرف بھیجا جس میں چالیس طرح کے انوار تھے۔ جو عرش الٰہی کے اطراف کا احاطہ کیے ہوئے تھا اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ تھیں، ان نوروں میں سے ایک زرد رنگ کا تھا اب جو چیزیں بھی زرد رنگ کی ہیں وہ اسی نور کی وجہ سے ہے۔ ایک نور سرخ رنگ کا تھا اور سرخ رنگ چیزوں نے اس سے سرخی حاصل کی ہے۔ ایک نور سفید رنگ کا تھا اور تمام سفیدی اس کی وجہ سے ہے اور باقی انوار دوسری مخلوقات کے رنگ کی طرح تھے۔ اس کجاوہ کا دستہ اور زنجیر چاندی کے تھے۔ پیغمبر اکرمؐ اس میں بیٹھ گئے اور انہیں آسمان کی طرف لے گئے، فرشتوں نے جب دیکھا تو ایک طرف ہو کر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے "سبوح قدوس" پاک و منزہ ہے پروردگار، یہ نور کس قدر ہمارے خالق کے نور کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ جبرائیل نے کہا: "اللہ اکبر" تمام فرشتے خاموش رہے پھر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، گروہ در گروہ بن کر فرشتے آنے لگے اور حضرت پر سلام کرتے اور کہتے: اے محمدؐ آپ کا بھائی کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا ہے فرشتوں نے عرض کیا: جب واپس جاؤ تو ان کی خدمت میں ہمارا سلام کہنا: حضرتؐ نے فرمایا: کیا تم میرے بھائی کو جانتے ہو، انہوں نے عرض کیا:

و کیف لا نعرفه و قد اخذ الله عزوجل میثاقك و میثاقه منا و شیعته الی یوم القیامه علینا و انا لنتصفح وجوه شیعته فی کل یوم و لیلة خمسا یعنون فی وقت کل صلوة و انا النصلی علیك و علیه

"ہم کس طرح انہیں نہ جانتے ہوں؟ جب کہ خدا نے آپؐ اور ان کے متعلق ہم سے عہد و پیمان لیا ہے اور ہم علی علیہ السلام کے شیعوں کے چہروں کو پانچ نمازوں کے وقت میں غور سے دیکھتے ہیں اور ہم آپؐ اور آپ کے بھائی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔"

پھر خدا نے میرے لیے چالیس نوروں کا اضافہ کیا کہ ہر نور پہلے والے نور سے مختلف تھا ان کے دستے اور زنجیر چاندی سے

بنائے۔اس کے بعد مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے، جب دوسرے آسمان کی فضا کے قریب پہنچے تو فرشتے آسمان کی ایک طرف ہوکر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے:

سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح

''پاک ومنزہ ہے فرشتوں اور روح کا پروردگار کس قدر یہ نور ہمارے خالق کے نور کے ساتھ ملتا ہے۔''

پھر جبرائیل نے کہا:

اشھدان لا الہ الا اللہ

فرشتے جمع ہوئے اور جبرائیل سے سوال کیا کہ جس کو ساتھ لائے ہو وہ کون ہے؟ جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ محمدؐ کا وجود مبارک ہے۔انہوں نے کہا: کیا ان کو رسالت عطا کی گئی ہے؟ جبرائیل نے کہا: ہاں! رسول خداؐ نے فرمایا کہ فرشتے آ کر مجھے ملنے لگے اور سلام کرنے لگے اور کہا کہ اپنے بھائی کو ہمارا سلام عرض کرنا۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: کس طرح انہیں نہ جانتے ہوں؟ جب کہ خدا نے ہم سے پ، آپ کے بھائی اور ان کے شیعوں کے بارے میں قیامت کے دن تک عہد و پیمان لیا ہوا ہے۔ہم آپ کے بھائی کے شیعوں کے چہروں کی طرف پانچ نمازوں کے وقت غور سے دیکھتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: پھر پہلے چالیس نوروں سے مختلف دوسرے چالیس انوار کا اضافہ ہوا اور چاندی کا دستہ اور زنجیر مجھے دی گئی پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے۔اس آسمان کے فرشتے ایک طرف جا کر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے:

سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح

''اور کہنے لگے یہ کس کا نور ہے جو ہمارے پروردگار کے نور کی مانند ہے؟''

جبرائیل نے پڑھا:

اشھدان محمدا رسول اللہ

تمام ملائکہ نے جمع ہو کر آنحضرتؐ سے عرض کیا: اے خدا کی پہلی اور آخری مخلوق خوش آمدید۔اے وہ جو تمام لوگوں کو جمع اور انہیں تقسیم کرنے والے ہو۔محمدؐ تمام پیغمبروں کے درمیان بہترین پیغمبر ہیں اور علی علیہ السلام تمام اوصیاء کے درمیان بہترین وصی ہیں۔رسول خدا نے فرمایا کہ پھر فرشتوں نے مجھ پر سلام کیا اور میرے بھائی علی علیہ السلام کے متعلق مجھ سے سوال کیا، میں نے ان سے کہا کہ میں اسے آسمانوں پر نہیں لایا وہ زمین پر ہے کیا تم اسے جانتے ہو؟ فرشتوں نے کہا:

کیف لا نعرفه و قد نحج البیت المعمور کل سنة و علیه رق ابیض فیه اسم محمد صلی الله علیه وآله وسلم والآئمه و اسم علی والحسن و الحسین علیهم السلام و شیعتهم الی یوم القیامة و انا لنبارك علیهم کل یوم و لیلة خمسا

يعنون في وقت كل صلوة يمسحون رووسهم بايديهم

''ہم کس طرح انہیں نہ جانتے ہوں درحالانکہ ہر سال ہم بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں وہاں ایک سفید رنگ کا ورقہ ہے جس پر محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور دوسرے آئمہ کے اسماء اور قیامت تک کے آنے والے ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں ہم ہر روز پانچ وقت کی نمازوں کے اوقات میں ان کے شیعوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں تاکہ خدا ان کے وجود میں خیر و برکت عطا فرمائے۔''

آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر پہلے والے چالیس نوروں سے مختلف دیگر چالیس نور، چاندی کا دستہ اور زنجیر میرے لیے بڑھا دیئے گئے اور مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اس جگہ فرشتے کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ وہاں صرف مختلف قسم کی آوازوں کو میں نے سنا، فرشتے جمع ہو گئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور سب کے سب میری طرف اس طرح آئے جیسے کسی کے ساتھ معانقہ کرتے ہیں: جبرائیل نے دو مرتبہ کہا: ''حی علی الصلوٰۃ'' اس کے بعد دو مرتبہ کہا ''حی علی الفلاح'' فرشتوں نے کہا: یہ دو آوازیں ایک دوسرے کے قریب اور جانی پہچانی ہیں محمدؐ کے ذریعے سے نماز پڑھی جائے گی اور علی علیہ السلام کے سبب نجات اور فلاح تک پہنچیں گے۔ پھر جبرائیل نے دو مرتبہ کہا ''قد قامت اصلوٰۃ'' فرشتوں نے کہا: یہ مخصوص ہے قیامت تک شیعوں کے لیے، شیعہ ہی نماز قائم کریں گے۔ اس وقت فرشتوں نے مجھ سے سوال کیا۔ آپ کے بھائی کا کیا حیال ہے؟ میں نے ان سے کہا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا:

نعرفه و شيعته و هم نور حول عرش الله و ان في البيت المعمور قالبا من نور فيه كتاب من نور فيه اسم محمدﷺ و علي والحسن و الحسين والآئمة وشيعتهم الى يوم القيامة لا يزيد فيهم رجل ولا ينقص منهم رجل وانه لميثاقنا (الذي اخذ علينا) وانه ليقراء علينا في كل يوم الجمعة

''ہم انہیں اور ان کے شیعوں کو جانتے ہیں وہ عرش الٰہی کے اردگرد نور ہیں بیت المعمور میں نور کا تختہ ہے جس میں محمدؐ، علیؑ حسنؑ، حسینؑ دیگر آئمہؑ اور قیامت تک ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ شیعوں کی تعداد میں نہ کسی کا اضافہ ہوتا ہے اور نہ کوئی کم ہوتا ہے اور یہ وہ عہد و پیمان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے اور ہر جمعہ کے دن اسے ہمارے لیے پڑھا جاتا ہے۔''

اس حدیث میں وضو، رکوع اور سجود کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ ہم نے صرف اپنے موضوع کے ساتھ مربوط حصے کو ذکر کیا ہے۔

(الکافی: ۳/ ۴۸۲ حدیث ۱، علل الشرائع: ۳۱۲ حدیث ۱، بحار الانوار: ۱۸/ ۳۵۴ ح ۶۶)

مؤلف کہتے ہیں کہ حدیث معراج پر دو اعتراض کیے گئے ہیں ایک یہ کہ آسمانوں سے گزرنے کی وجہ سے لازم یہ آئے گا

کہ آسمانوں میں شگاف پڑ جائے اور پھر دوبارہ آپس میں مل جائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ ایک بھاری اور وزنی جسم کس طرح اوپر جا سکتا ہے اور آسمان تک پہنچ سکتا ہے؟ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے آسمان ایک لطیف جسم ہو جیسے کہ پانی یا مثل پانی، لہٰذا اعتراض وارد نہیں ہوگا اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے۔ تعجب تو اس بات پر کرنا چاہیے کہ عالم لاہوت سے اس عالم خدا کی طرف آ گئے نہ یہ کہ یہ اوپر کس طرح چلے گئے کیونکہ وہ تو ہیں ہی اوپر سے، بلکہ ان کا وجود کائنات کی خلقت کا سبب اور علت ہے۔ جیسا کہ بہت سی روایات میں اس مفہوم کا ذکر ہو چکا ہے۔

ایک شخص اور آگ

شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں امام باقر علیہ السلام سے اور حضرت اپنے اباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی اہل بہشت، بہشت میں اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے تو ایک شخص آگ کے درمیان ستر خریف اور ہر خریف ستر سال کا ہوگا۔ رہنے کے بعد خدا کو پکارے گا اور کہے گا:

یارب اسالك بحق محمد و اهل بیته لما رحمتنی

''اے پروردگار تجھ سے بحق محمد و آل محمد علیہم السلام سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحمت فرما۔ اس وقت خدا جبرائیل کو حکم دے گا کہ ہمارے اس بندے کے پاس جاؤ اور اسے جہنم سے باہر نکال دو، جبرائیل عرض کرے گا کہ پروردگار میں آگ میں کیسے جاؤں؟ دربار خداوندی سے آواز آئے گی کہ ہم نے حکم دیا ہے لہٰذا آگ تمہارے لیے سرد اور بے ضرر ہو جائے گی۔''

جبرائیل عرض کرے گا: مجھے اس کی جگہ کا علم نہیں ہے۔ خدا فرمائے گا: جہنم میں مقام سجین کے کنویں میں ہے۔ جبرائیل فوراً دوزخ کی طرف آئے گا اور اسے وہاں گرفتار دیکھے گا خدا کے حکم کے مطابق اسے آزاد کر دے گا۔ اس وقت وہ شخص دربار خداوندی میں اس بات کا منتظر ہوگا کہ اب کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ پروردگار عالم فرمائے گا۔ اے میرے بندے کس وقت سے مجھے یاد کر رہے ہو وہ عرض کرے گا: خدایا! مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ خدا فرمائے گا:

اما عزتی و جلالی ولا ما سالتنی بحقهم عندی لا طلت هوانك فی النار و لکنه حتم علی نفسی ان لا یسالنی عبد بحق محمد و اهل بیته الا غفرت له ما کان بینی و بینه و قد غفرت لك الیوم ثم یومر به الی الجنة

''میری عزت وجلالت کی قسم: اگر مجھے میرے عزیزوں کی حرمت کا واسطہ اور قسم نہ دی ہوتی تو ایک لمبی مدت تک تو جہنم میں رہتا، لیکن میں نے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ جو کوئی بھی مجھے محمد و آل محمد علیہم

السلام کی قسم دے گا اس کے گناہ معاف کر دوں گا اور اسے بخش دوں گا۔ آج میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ پھر خدا کا حکم ہوگا کہ اسے جنت میں داخل کر دو۔" (امالی مفید: ۲۱۸ حدیث ۶ مجلس ۲۵، بحارالانوار: ۲۷/ ۳۱۲ حدیث ۵)

کتاب "تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام" میں حضرت سے نقل ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے تین لاکھ ساٹھ ہزار رکن بنائے اور ساٹھ ہزار فرشتے پیدا کیے۔ اگر خدا ان فرشتوں میں سب سے چھوٹے (کم رتبہ والے) فرشتے کو اجازت دے کہ آسمانوں اور زمین کو نگل جائے تو اس کے دولبوں کے درمیان ایک وسیع وعریض بیابان ایک ذرے کی مانند ہوگا۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میرے عرش کو اٹھاؤ، وہ کھڑے ہوئے اور ہاتھوں کو بلند کیا تا کہ عرش کو اٹھائیں لیکن اس کو نہ اٹھا سکے، بلکہ اسے حرکت بھی نہ دے سکے۔ خدا تعالیٰ نے اتنی تعداد میں اور فرشتے پیدا کیے تا کہ ان کی مدد کریں لیکن وہ بھی عرش کو نہ ہلا سکے۔ ان کی تعداد میں دس گنا اضافہ کیا لیکن پھر بھی عرش کو حرکت نہ دے سکے، خداوند تبارک وتعالیٰ نے ان سب کے مقابلے میں اتنے اور پیدا کیے لیکن یہ سب مل کر بھی عرش کو حرکت نہ دے سکے، خدا نے فرشتوں کو حکم دیا: اسے چھوڑ۔ میں خود اپنی بے پایاں قدرت کے ذریعے اسے اٹھالوں گا تمام فرشتے ایک طرف ہو گئے اور خدا نے اپنی قدرت کے ذریعے اسے اٹھالیا۔ پھر فرشتوں میں آٹھ کو حکم دیا کہ میرے عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھالو۔ انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! ہم سب نے مل کر کوشش کی لیکن نہ اٹھا سکے، اب ان کے بغیر کس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ خدا عزوجل نے فرمایا: میں دور کو نزدیک، بھاری کو ہلکا اور مشکل کو آسان کر دینے پر قادر ہوں اور جو ارادہ کروں اس کا حکم دیتا ہوں۔ میں تمہیں ایسے کلمات تعلیم دوں گا کہ تم ان کلمات کو پڑھو گے تو آسانی سے اسے اٹھالو گے۔ فرشتوں نے عرض کیا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ خدا نے فرمایا: کہو!

بسم اللہ الرحمن الرحیم: ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصل یاللہ علی محمد و آلہ الطیبین الطاھرین

"شروع کرتا ہوں رحمن ورحیم اللہ کے نام کے ساتھ کوئی قدرت وطاقت نہیں ہے سوائے خدا بلند و بالا کے اور درود وسلام ہو محمدؐ اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر۔"

فرشتوں نے یہ ذکر پڑھا اور عرش الٰہی کو کندھوں پر اٹھالیا۔ یہ عرش اتنا ہلکا ہو گیا تھا جیسے کسی طاقتور اور جسیم شخص کے کندھے پر کوئی بال اگا ہو۔ پھر خداوند عظیم الشان نے باقی فرشتوں سے فرمایا کہ یہ آٹھ نفر میرے عرش کو اٹھائیں گے اور تم اس کا طواف کرو، میری تسبیح اور حمد وثناء کرو اور یہ میری قدرت کا ایک نمونہ ہے بے شک میں ہر چیز کی طاقت رکھتا ہوں۔

(تفسیر امام عسکریؑ: ۶۱۴۶ حدیث ۴۷، بحارالانوار: ۲۷/ ۹۷ حدیث ۶۰)

ایک چرواہا

کتاب ''تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام'' میں حضرت سے نقل ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے کہ ایک چرواہا اچانک وہاں وارد ہوا جس کا وجود لرز رہا تھا اور اس کی حالت عجیب بنی ہوئی تھی۔ پیغمبر اکرمؐ نے جب دور سے اسے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا: اس شخص کو کوئی عجیب معاملہ پیش آیا ہے جس کی خبر تمہارے پاس لایا ہے۔

جب چرواہا قریب ہوا تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: جو حادثہ تجھے پیش آیا ہے اسے ہمارے سامنے بیان کرو۔ اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! بڑا عجیب اتفاق ہے کہ میں اپنی بھیڑوں کے درمیان تھا، ایک بھیڑیا آیا اور ایک بھیڑ اٹھالی میں نے اپنا گوپیا (جس میں پتھر وغیرہ رکھ کر پھینکتے ہیں) اس کی طرف مارا اور بھیڑ کو چھڑوالیا۔ اس نے دوبارہ بھیڑوں کے دائیں طرف سے حملہ کیا اور ایک بھیڑ کو اٹھالیا۔ میں نے دوبارہ گوپیا کو اس کی طرف مارا اور بھیڑ کو آزاد کروالیا۔ پھر وہ بھیڑوں کے بائیں طرف سے حملہ آور ہوا اور ایک بھیڑ کو اٹھالیا۔ میں نے پھر وہی حربہ استعمال کیا اور بھیڑ کو آزاد کروالیا۔ اسی طرح چار مرتبہ ہوا۔ پانچویں دفعہ بھیڑیا اپنی مادہ کے ساتھ آیا تا کہ بھیڑ کو اٹھا کر لے جائے۔ میں بھی دفاع کرنے کے لیے سامنے آ گیا۔ وہ اچانک ایک بلند جگہ پر کھڑا ہوا اور مجھ سے کہنے لگا، کیا تجھے شرم نہیں آتی ہے میرے خدا کی طرف سے دی گئی میری روزی کے درمیان رکاوٹ بن رہے ہو۔ کیا مجھے غذا کی ضرورت نہیں ہے کہ اپنی بھوک ختم کرسکوں؟ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کتنا عجیب ہے کہ یہ بھیڑیا انسان کی طرح فصیح زبان میں میرے ساتھ بات کررہا ہے۔ اس نے کہا: کیا تمہیں اس سے عجیب تر مطلب بتلاؤں؟ محمدؐ پروردگار عالم کا رسول لوگوں کے درمیان ہے۔ انہیں ماضی، حال اور مستقبل کی خبریں دے رہا ہے۔ گروہ یہود کو یقین ہے کہ پیغمبر خدا سچے ہیں کیونکہ انہوں نے آسمانی کتب میں اس بات کو پڑھا ہے کہ وہ سب سے سچا اور سب سے افضل ہے، پھر بھی اسے جھٹلا رہے ہیں، حالانکہ وہ ان کو دردوں سے شفا اور جہالت اور گمراہی سے نجات دے گا۔

اے چرواہے! تجھ پر افسوس ہے تو ان پر ایمان لے آ تا کہ عذاب الٰہی سے بچ سکے، میں نے کہا: تیری باتوں پر مجھے تعجب ہے اور میں شرمندہ ہوں کہ تجھے تیری خوراک سے منع کیا ہے۔ اب تو ہے اور یہ میری بھیڑیں ہیں جس قدر چاہتے ہو ان سے کھالو، میں تجھے نہیں روکوں گا۔

بھیڑیئے نے کہا: اے بندۂ خدا! خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کیونکہ تو ان اشخاص میں سے ہے جو خدا کی قدرت کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اس کے حکم کو ماننے والے ہیں لیکن بدبخت اور گمراہ وہ ہیں جو خدا کی قدرت کی نشانیوں کو محمدؐ اور ان کے بھائی علی علیہ السلام کے بارے میں مشاہدہ کرتے ہیں، جو عطا شدہ فضائل و کرامات میں یکتا، علم و دانش میں بے مثل، زہد و تقویٰ اور شجاعت میں یگانہ ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود پیغمبر اکرمؐ انہیں حکم دیتے ہیں کہ ان کی اور ان کے اولیاء کی ولایت قبول کریں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کریں۔ مزید فرماتا ہے کہ خدا ایسے شخص کا عمل چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو، قبول نہیں کرے گا جو اس کی

مخالفت کرتے ہیں اس کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں، اس کا حق ادا نہیں کرتے، اس پر ظلم کرتے ہیں، اس کے دوستوں کے ساتھ دشمنی اور دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ یہ تمام باتیں مجھے تیرے منع کرنے سے عجب تر اور حیران کن تر ہیں۔

اس کے بعد چرواہے نے کہا کہ میں نے بھیڑیئے سے کہا: کیا ایسا ہوگا؟ اس نے کہا: ہاں! اس سے بڑھ کر یہ کہ بہت جلد ان کو ناحق قتل کر دیں گے، ان کی اولاد کو قتل کریں گے اور ان کی حرمت کا خیال نہیں رکھیں گے۔ اس کے باوجود یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان سمجھیں گے اور ان کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ دین اسلام پر ہیں۔ جبکہ اپنے زمانے کے آقا کے ساتھ ایسا عمل کرتے ہیں کیا یہ عمل تیرے منع کرنے سے عجیب تر نہیں ہے؟ آخرکار ہمارا خدا ہمارے گروہ کو اس کام پر مامور فرمائے گا کہ ہم ان کو جہنم میں ٹکڑے ٹکڑے کریں اور ہم میں یہ خواہش پیدا کرے گا کہ ہم ان کو شکنجہ میں دیں اور ان کو سخت ترین درد و رنج اور غم میں مبتلا کر کے لذت حاصل کریں۔

اس کے بعد چرواہے نے کہا: میں نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر ان جانوروں کی حفاظت جو کچھ میرے ہیں اور کچھ امانت ہیں میرے ذمہ نہ ہوتی تو محمدؐ کی طرف جاتا اور زیارت کرتا۔ بھیڑیئے نے کہا: اے خدا کے بندے! تو جا اور اپنی بھیڑوں کو میری حفاظت میں چھوڑ جا۔ میں نے اس سے کہا: میں تجھ پر کیسے اطمینان کرلوں؟ اس نے کہا: اے خدا کے بندے جس نے مجھے طاقت گویائی عطا کی ہے وہی حفاظت کی طاقت بھی عطا فرمائے گا۔ کیا میں محمدؐ پر ایمان نہیں رکھتا، کیا جو کچھ انہوں نے اپنے بھائی علی علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔ اسے قبول نہیں کرتا؟ تم اپنے کام کی طرف جاؤ۔ میں ان کی حفاظت کروں گا: خدا اور اس کے مقرب فرشتے بھی میرے ساتھ محافظ ہوں گے، کیونکہ میں علی علیہ السلام کے دوستوں کا خدمت گزار ہوں۔ اے رسول خداؐ! اس وقت میں اپنی بھیڑوں کو بھیڑیئے اور اس کی مادہ کے سپرد کر کے آیا ہوں، پیغمبر اکرمؐ نے اصحاب کے چہروں کی طرف نگاہ کی، دیکھا کہ کچھ چہرے مسرور تھے، جب کہ کچھ چہرے بوجہ شک غمگین تھے اور منافقین ایک دوسرے سے سرگوشی میں مصروف تھے کہ پیغمبر اکرمؐ ایک منصوبے کے تحت ایسا ماحول بنا رہے ہیں تاکہ کمزور اور جاہل لوگوں کو دھوکہ دے سکیں۔

رسول خداؐ مسکرائے اور فرمایا: تمہیں اگرچہ شک ہے لیکن مجھے یقین ہے اور میرے اس ساتھی اور دوست کو بھی یقین ہے جو پروردگار عالم کے عرش کے عظیم ترین محل میں میرے قریب تھا اور چشمہ حیات میں میرے طواف کرتا تھا۔ وہ جس کے پاس میرے بعد نیک صفت لوگ کی راہنمائی کا عہدہ ہے وہ جو میرے ساتھ پاک ماؤں کے رحموں اور پاکیزہ صلبوں میں آتا جاتا رہا، وہ جو فضیلت اور برتری میں میرے ہم قدم رہا، وہ جو علم، حکمت اور عقل میں میرے جیسا ہے، وہ میرا ساتھی جو صلب اور صلب ابوطالب سے خارج ہوتے وقت مجھ سے جدا ہوا۔ اس کے جو فضائل اور کمالات ہیں وہ میرے مثل ہیں۔

آمنت به انا و الصدیق الا کبر و ساقی اولیائه من نهر الکوثر

''میں اس واقعہ کو سچ جانتا ہوں، اور وہ بھی اس قصہ پر ایمان رکھتا ہے جو سب سے بڑا سچا ہے اور اپنے دوستوں کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا۔''

آمنت بہ انا و الفاروق الاعظم و ناصر اولیائی السید الاکرم

''میں اس کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جو حق و باطل کو جدا کرنے والوں میں سب سے بڑا ہے، میرے دوستوں کا مددگار اور عظیم سردار ہے۔''

آمنت بہ انا و من جعلہ اللہ محنۃ لا ولاد الغی و الرشد و جعلہ للموالین لہ افضل العدۃ

''میں اس کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جس کو خدا نے گمراہوں اور ہدایت یافتگان کی اولاد کے لیے باعث امتحان اور اہل ولایت کے لیے بہترین سرمایہ قرار دیا ہے۔''

آمنت بہ انا و من جعلہ لدینی قواما و لعلومی علاما و فی الحروب مقداما و علی اعدائی ضرغاما اسدا قمقاماً

''اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جو میرے دین کو قائم کرنے والا اور میرے علوم کا وارث، جنگوں میں سب سے آگے ہوتا ہے اور میرے دشمنوں پر غضب ناک شیر کی مانند ہے۔''

آمنت بہ و من سبق الناس الی الایمان فتقدمھم الی رضاء الرحمن تفرد دونھم بقمع اھل الطغیان وقطع بحججہ وواضح بیانہ معاذیر اھل البھتان

''اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جو ایمان لانے میں دوسروں سے سبقت لے گیا اور جو خالق کائنات کی رضا وخوشنودی کے حصول میں سبقت لے گیا۔ جس نے اکیلے سرکشوں کو سرنگوں کر دیا اور جس نے جھوٹ بولنے والوں اور تہمت لگانے والوں کے بہانوں کو دلیل کے ساتھ ختم کر دیا۔''

آمنت بہ انا و علی بن ابی طالب الذی جعلہ اللہ لی سمعا و بصرا و یدا و مویدا وسندا و عضدا، لا ابالی من خالفنی اذا وافقنی ولا احفل بمن خذلنی اذا نصرنی ووازرنی ولا اکثرت بمن ازور وانحرف عنی اذا ساعدنی

''اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جس کو خدا نے میرے لیے کان، آنکھ اور ہاتھ قرار دیا ہے۔ جو میرا امددگار، میرا حمایتی اور میرا رکھوالا ہے۔ جب وہ میری حمایت کرتا

ہے تو دوسروں کی مخالفت کا مجھے کوئی ڈر نہیں ہوتا اور جب وہ میرا مددگار ہوتا ہے تو جو مجھے رسوا کرنا چاہتے ہیں اور میری مدد نہیں کرنا چاہتے ان کی مجھے کوئی پروا نہیں ہوتی اور جب وہ میری مدد کرتا ہے تو وہ جو میری مدد نہیں کرتے ان کی وجہ سے میں غمگین نہیں ہوتا۔''

آمنت به آنا و من زين الله به الجنان و بمحبيه وملا طبقات النيران بشانئيه ولم يجعل احدا من امتي يكافيه ولا يدانيه

''اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی جس نے اپنے دوستوں کے ہمراہ جنت کو زینت بخشی اور دوزخ کے طبقات کو اس کے دشمنوں کے ساتھ پر کیا ہے اور میری امت میں اس جیسا کوئی نہیں ہے۔''

جب اس کا چہرہ خوش ہوتا ہے تو لوگوں کا بدنما چہرہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب اس کی دوستی میرے لیے اتنی خالص ہے تو مجھے پشت کرنے والوں سے خوف نہیں ہوتا۔

ذالك على ابن ابي طالب الذي لو كفر الخلق كلهم من اهل السموات والارضين لنصر الله عزوجل به و حده هذا لدين والذي لو عاداه الخلق كلهم لبرزا ليهم اجمعين باذلا روحه في نصرة (كلمة الله) رب العالمين و يستقل كلمات ابليس اللعين

''وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے جس کی شان یہ ہے کہ اگر تمام اہل آسمان اور زمین کافر ہو جائیں تو خدا اس کے ذریعے سے اپنے دین کی مدد کرے گا اور اگر تمام لوگ اس کے مخالف ہو جائیں تو وہ سب کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے گا۔ وہ علیؑ جو دین خدا کے دفاع میں اور شیطان لعین کے افکار کو ختم کرنے میں اپنی جان بھی قربان کر دے گا۔''

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: چرواہا یہاں پر موجود ہے، اس کے ساتھ اس کی بھیڑوں کے ٹھکانے تک جاتے ہیں اور ان دو بھیڑیوں کو دیکھتے ہیں اگر تو وہ ہمارے ساتھ گفتگو کریں اور اس کی بھیڑوں کی حفاظت بھی کر رہے ہوں تو چرواہے کی بات پر یقین کرنا، وگرنہ اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہنا۔ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے مہاجرین اور انصار کے ساتھ چل پڑے، جب دور سے بھیڑوں کو دیکھا تو چرواہے نے کہا یہ میری بھیڑیں ہیں۔ منافقوں نے فوراً کہا: وہ دو بھیڑیئے کہاں ہیں؟ جب قریب ہوئے تو ان دو بھیڑیوں کو دیکھا جو بھیڑوں کے اردگرد چکر کاٹ رہے ہیں اور بھیڑوں کی دشمن سے حفاظت کر رہے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تم جان سکو کہ بھیڑیئے اپنے طور پر مجھ سے ہم کلامی کرنا چاہتے ہیں؟ سب بولے: ہاں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: مجھے اپنے گھیرے میں لے لو تا کہ بھیڑیا مجھے دیکھ نہ سکے۔ پس تمام لوگ حضرت کے اردگرد ہو گئے، اس کے بعد آپؐ نے چرواہے سے کہا

ان دو بھیڑیوں سے کہو کہ جس محمدؐ کا تو نے نام لیا ہے وہ ان میں سے کون ہے؟ بھیڑیا ان کی طرف آیا اور ہر ایک کو دیکھتے ہوئے رسول خداؐ تک پہنچ گیا۔ بھیڑیئے کی مادہ بھی اس کے پیچھے آ گئی۔ جب رسول خداؐ کو تلاش کر لیا تو کہنے لگے:

السلام عليك يا رسول الله رب العالمين و سيد الخلق اجمعين

''سلام و درود ہو آپ پر اے خالق کائنات کے رسولؐ اور اے تمام مخلوق کے سردار۔''

اس کے بعد دونوں حضرت کے سامنے زمین پر لیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے ہی اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا تھا اور اسے آپ کے متعلق خبر دی تھی۔ رسول خداؐ نے منافقوں سے فرمایا: جو اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں ان کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ انہوں نے جو دیکھا ہے اس سے مکر نہیں سکتے۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا: یہ تو چرواہے کی صداقت اور سچائی کی پہلی دلیل ہے، کیا چاہتے ہو کہ اس کی صداقت کی دوسری دلیل سے آگاہی حاصل کرو؟ سب نے کہا ہاں اے رسول خداؐ! خدا کی رحمت اور درود ہو آپؐ پر اور آپ کی آلؑ پر۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالب کو اپنے گھیرے میں لے لو تا کہ وہ نظر نہ آئیں۔ جب لوگوں نے ایسا کیا تو آپؐ نے ان دو بھیڑیوں سے بلند آواز سے فرمایا کہ تم نے لوگوں کو محمدؐ کی پہچان کروائی ہے اور اب علی علیہ السلام کہ جن کا تم نے نام لیا ان کی پہچان کرواؤ۔

دو بھیڑیئے لوگوں کے درمیان آ کر سب کو غور سے دیکھنے لگے اور ہر ایک کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے، یہاں تک کہ علی علیہ السلام تک جا پہنچے۔ جب علی علیہ السلام کو دیکھا تو اضع اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر لیٹنے لگے اور آپ کے سامنے زمین پر پڑے پڑے کہنے لگے:

السلام عليك يا حليف الندى و معدن النهى، و محل الحجى، والعالم بما في الصحف الاولى ووصى المصطفى السلام عليك يا من اسعد الله به محبيه واشقى بعد اوته شانيه و جعله سيد آل محمد ﷺ و زويه السلام عليك يا من لو احبه اهل الارض كما يحبه اهل السماء لصاروا الاصفياء و يا من لو احس باقل قليل من بغضه من انفق فى سبيل الله مابين العرش الى الثرى لانقلب بأعظم الخزى والمقت من العلى الاعلى

''درود و سلام ہو اے صاحب بخشش اور جوانمرد! اے سرچشمہ عقل اور اے وہ جو شائستگی اور لیاقت کا مقام ہے۔ وہ جو آسمانی کتابوں کا عالم ہے، وہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین ہے۔ درود ہو آپ پر اے وہ جس کے دوست اس کی محبت کے ساتھ سعادت مند ہوں گے اور اس کے

دشمن اس کی دشمنی کی وجہ سے بدبخت اور گمراہ ہیں اور اے وہ جو اہل بیت پیغمبرؐ کے آقا اور سردار ہیں۔ درود ہو آپ پر اے وہ کہ اگر اہل زمین بھی اہل آسمان کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو اصفیاء کے درجے تک پہنچ جاتے، اے وہ کہ اگر کوئی آپ کے ساتھ تھوڑی سی بھی دشمنی رکھتا ہو اگرچہ آسمان وزمین کے درمیان تمام چیزیں خدا کی راہ میں خرچ کر دے، پھر بھی خدا کی نفرت اور غضب کے علاوہ اسے کچھ نصیب نہ ہوگا۔''

جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب آپ کے ساتھ تھے ان دو حیوانوں کے طریقہ کار اور گفتگو کو دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں یہ گمان نہیں تھا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام درندوں کے درمیان اتنا بلند مقام رکھتے ہیں اور وہ ان کا اتنا احترام کرتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اگر تم علی علیہ السلام کا وہ مقام جو خشکی وتری آسمانوں وزمین اور ظاہری و باطنی مخلوق میں پایا جاتا ہے کا مشاہدہ کرو تو کیا کہو گے؟ خدا کی قسم! سدرۃ المنتہی کے فرشتوں نے جو عجز وانکساری علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تصویر کے مقابلہ میں کی وہ ان دو بھیڑیوں کی عجز وانکساری اس کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ تھی۔

فرشتے اور دوسرے صاحبان عقل کس طرح علی علیہ السلام کے لیے عجز وانکساری کا اظہار نہ کریں، حالانکہ خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی علی علیہ السلام کے لیے سر کے بال کے برابر عجز وانکساری کرے گا تو بہشت کے درجات میں اس کا مقام ایک لاکھ سال کے برابر بلند کر دوں گا اور جو عجز وانکساری آپ نے دیکھی ہے وہ اس بلند وعظیم مرتبہ ومقام کے مقابلہ میں ایک کمترین مقدار ہے۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۱۸۱ حدیث ۸۷، بحارالانوار:۱۷/ ۳۲، ۲۶/ ۳۴۶، ثاقب المناقب:۳۹ حدیث ۲۱)

ابن بابویہ ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں رسول خدا کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شخص آپ کی طرف آیا اور عرض کرتا ہے: اے رسولؐ خدا اس آیت کے بارے میں جس میں خدا فرماتا ہے:

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ﴿۷۵﴾

''تو نے تکبر کیا ہے یا تو بلند مرتبہ والوں میں سے ہے؟''

مجھے بتلائیے کہ ان بلند مرتبہ ہستیوں سے کیا مراد ہے جو فرشتوں سے بلند تر ہیں؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ عرش کے پردہ میں آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے تھے۔ ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ فرشتوں نے ہمیں دیکھ کر تسبیح کرنا سیکھا۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ تمام فرشتوں نے اس حکم کی اطاعت کی اور آدم کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ جس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ

الْعَالِيْنَ۝

(سورۃ ص: آیت ۷۵)

''اے ابلیس کس چیز نے تجھے آدم کو سجدہ کرنے سے منع کیا ہے جس کو میں نے اپنے دست مبارک سے پیدا کیا ہے کیا تو نے تکبر کیا ہے یا تو بلند مرتبہ والوں میں سے ہے؟ (یعنی ان پانچ مقدس نوروں میں سے ہے کہ جن کے نام پردہ عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔''

فنحن باب الله الذی یونی منه بنا یهتدی المهتدون فمن احبنا احبه الله و اسکنه جنته و من ابغضنا ابغضه الله و اسکنه ناره ولا یحبنا الامن طاب مولده

''ہم رحمت خدا کا وہ دروازہ ہیں کہ جو بھی اسے حاصل کرنا چاہے اسے اس میں سے گزرنا ہوگا، ہدایت پانے والے ہم سے ہدایت پاتے ہیں، جو کوئی ہمارے ساتھ دوستی رکھے گا خدا اسے دوست رکھتا ہے اور اسے بہشت میں ٹھہرائے گا اور جو کوئی ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہوگا تو خدا بھی اسے دشمن رکھتا ہے اور اسے جہنم میں ڈالے گا، ہمیں صرف وہ دوست رکھتا ہے جس کی ولادت پاک ہو۔''

(فضائل الشیعۃ: ۹۴ حدیث ۷ بحارالانوار: ۱۱/ ۱۴۲ حدیث ۹، ۲۱/۱۵ حدیث ۴۳، ۲/۲۵ حدیث ۳، ۳۰۶/۳۹ حدیث ۱۲۰)

محبت اہل بیتؑ کی راہنمائی

تفسیر وکیع بن جراح میں آیہ شریفہ (اهدنا الصراط المستقیم) کے ذیل میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

قولوا معاشر العباد ارشدنا الی حب محمد و اهل بیته

''اے بندگان خدا: کہو! اے خدا ہمیں محمد اہل بیت محمد علیہم السلام کی محبت کی طرف راہنمائی فرما۔''

(المناقب: ۳۳۷ بحارالانوار: ۱۶/۲۴ حدیث ۱۸، تفسیر برہان: ۱/ ۵۲ حدیث ۳۸، شواہدالتزیل: ۱/ ۵۸ حدیث ۸۷)

نجات نوح

سید ہاشم بحرانی کتاب ''غایۃ المرام'' میں ایک حدیث اہل سنت کی طرف سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو محمدؐ، علی، فاطمہ، حسن و حسین علیہم السلام کی وجہ سے نجات ملی۔

سید بن طاؤس کتاب ''امان الاخطار'' میں اس حدیث کو انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ جب خدا نے قوم نوح کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا: ایک ساج نامی درخت سے تختے کاٹ کر تیار کریں جب تختے بن گئے تو حضرت نوحؑ نہ جانتے تھے کہ انہیں کیا کرنا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نیچے آئے اور انہیں کشتی کی ایک شکل دیکھائی اور ساتھ ایک صندوق لائے جس میں ایک لاکھ میخیں تھیں۔ چنانچہ ایک کو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ چمکی اور ایسے نور افشانی کرنے لگی۔ جیسے ایک روشن ستارہ آسمان میں چمکتا ہے۔ حضرت نوح یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے، خدا نے اس میخ کو زبان دی۔ اس نے لب کشائی کی اور کہا: میں سردار انبیاء حضرت محمدؐ بن عبداللہ کے نام پر ہوں، اس وقت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے حضرت نوحؑ نے اس سے سوال یہ کون سی میخ ہے کہ اس کی مثل میں نے نہیں دیکھی، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ خدا کی تمام مخلوق میں سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ ہے، اس میخ کو کشتی کے دائیں طرف لگاؤ۔ نوح علیہ السلام نے دوسری میخ کو اٹھایا وہ بھی چمکی اور اس سے نور نکلنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے متعلق سوال کیا؟ جبرائیل نے کہا: یہ میخ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی علی علیہ السلام کے نام پر ہے، اس میخ کو کشتی کی بائیں طرف لگاؤ۔ جب تیسری میخ کو ہاتھ میں لیا تو وہ بھی چمکی اور روشن ہوگئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ میخ فاطمہ علیہا السلام کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔ اس میخ کو اس طرف لگاؤ جس طرف ان کے والد بزرگوار کی میخ لگائی ہے۔ حضرت نوح نے چوتھی میخ اٹھائی وہ بھی چمکی اور نور افشانی کرنے لگی۔ جبرائیل نے فرمایا: یہ میخ حسن علیہ السلام کے نام کے ساتھ منسوب ہے، اس میخ کو ان کے والد بزرگوار کی میخ کی طرف لگاؤ، جب حضرت نوحؑ نے پانچویں میخ کو پکڑا، تو وہ بھی چمکی اور روشن ہوئی اور اس کے اندر سے رونے کی آواز آنے لگی۔ حضرت نوح نے عرض کیا: یہ گریہ کیسا ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: یہ میخ سید الشہداء حسین بن علی علیہما السلام کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔ اس میخ کو ان کے بھائی والی میخ کی ایک طرف لگا دو، اور خدا تبارک وتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ (سورہ قمر: آیت ۱۳)

الالواح خشب السفينة ونحن الدسر لولانا ما سارت السفينة باهلها

''الواح کشتی کے تختے تھے اور دسر یعنی میخوں سے مراد ہم ہیں۔''

(امان الاخطار: ۱۰۷، نوادر المعجزات: ۶۴ حدیث ۲۸، بحار الانوار: ۲۶/ ۳۳۲ حدیث ۱۴)

مولف کہتا ہے: محمد بن نجار جس نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ مذاہب اربعہ کے نزدیک ایک مشہور و معروف اور سرشناس شخص ہے، پھر اس حدیث کا نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب اس کشتی کی نجات ان پانچ ہستیوں کی برکت سے ملی ہے تو یہ باعث تعجب نہیں ہے کہ جب انسان کسی سواری پر سوار ہو تو ان ہستیوں پر درود و سلام بھیجے اور ان کے مقامات عالی کی تعریف کرے تا کہ ہر قسم کی ہلاکت سے محفوظ رہے اور ان کی برکت سے اپنے مقصد تک پہنچ سکے۔

جو کوئی کشتی پر سوار ہونا چاہتا ہے اور اسے کشتی کے غرق ہونے کا ڈر ہے تو اسے چاہیے جس طرح حدیث میں ذکر ہوا ہے

کہ کشتی پر پانچ تن پاک کے نام مبارک لکھے یا کسی کاغذ پر لکھ کر چسپاں کر دے، بفضل کبریا ان پاک ہستیوں کے طفیل گو ہر مقصود حاصل کرے گا۔

ہادی کی ضرورت

ابن شاذان اہل سنت کی ایک روایت عبداللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میرے واسطے سے تم پر حجت کامل ہوئی اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے تمہیں ہدایت دی گئی اور اس آیت کی تلاوت کی:

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ (سورہ رعد: آیت ۷)

''تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ہدایت کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد فرمایا: حسن علیہ السلام کے توسط سے تمہیں احسان اور نیکی عطا کی گئی اور حسین علیہ السلام کے واسطہ سے سعادت مند ہوگا وہ گروہ جو ان کی اطاعت کرے گا اور گمراہ ہوگا وہ گروہ جو ان سے جنگ کرے گا یا ان کی مخالفت کرے گا۔ پھر فرمایا:

الا وان الحسين باب من ابواب الجنة من عانده حرم الله عليه ريح الجنة

''جان لو! حسین علیہ السلام جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں جو بھی ان کی مخالفت کرے گا خدا نے اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دی ہے۔''

(مائۃ منقبۃ: ۲۲ منقبت ۴، بحارالانوار: ۳۵/ ۴۰۵ حدیث ۲۸، غایۃ المرام: ۲۳۵ حدیث ۶)

وہ خدا کی عبادت کرتے تھے

ابن بابویہ، ابوحمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام سجاد علیہ السلام سے سنا:

ان الله تبارك و تعالى خلق محمداً و عليا عليه السلام و الآئمة الاحد عشر عليهم السلام من نور عظمته ارواحا فى ضياء نوره يعبدونه قبل خلق الخلق يسبحون الله عزوجل و يقدسونه وهم الائمة الهادية من آل محمد عليهم السلام

(کمال الدین: ۳۱۸ حدیث ۱: بحارالانوار: ۱۵/ ۲۳ حدیث ۳۹ اور ۲۵/ ۱۵ حدیث ۲۸)

''خداوند تبارک و تعالیٰ نے محمدؐ علی علیہ السلام اور گیارہ اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا جب کہ وہ ارواح تھے اور نور کی روشنی میں مخلوق کی خلقت سے پہلے وہ خدا کی عبادت اور اس کی تسبیح و تقدیس

کرتے تھے اور وہ آل محمد علیہم السلام سے ہادی ہیں۔''

متقی مومن

ابن بابویہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

لا یتم الایمان الا بمحبتنا اهل البیت و ان الله تبارك و تعالیٰ عهد الی انه لا یحبنا اهل البیت الا مومن تقی و لا یبغضنا الا منافق شقی فطوبی لمن تتمسك بی و بالائمة الاطهار من ذریتی

''اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور یہ خدا تبارک وتعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ متقی مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے شقی ومنافق کے ہمارے ساتھ کوئی بھی دشمنی نہیں رکھے گا۔ پس خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے میرے اور میری اولاد میں سے آئمہ اطہار کے ساتھ تمسک کیا۔''

آنحضرت سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد امام اور ہادی کتنے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (عدد نقباء بنی اسرائیل) ''بنی اسرائیل کے راہنماؤں کی تعداد کے برابر۔'' (کفایۃ الاثر: ۱۱۰، بحارالانوار: ۳۶/ ۳۲۲ حدیث ۱۷۸، منتخب الاثر: ۴۸ حدیث ۸)

اسلام ایک برہنہ بدن

ابن بابویہ کتاب ''امالی'' میں امام صادق علیہ السلام سے اور حضرت اپنے اباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الاسلام عریان فلباسه الحیاء و زینته الوفار و مروته العمل الصالح و عماده الورع و لکل شی اساس و اساس الاسلام حبنا اهل البیت

(امالی صدوق: ۱۶۱، المحاسن: ۲۸۶، الکافی: ۲/ ۴۶)

''اسلام ایک برہنے بدن کی مانند ہے، اس کا لباس حیاء ہے، اس کی زینت وقار ہے اور عمل صالح اس کی مروت ہے اور ورع (یعنی واجبات کو انجام دینا اور محرمات کو ترک کرنا اس کا ستون اور پایہ ہے۔ ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔''

ذکر علیؑ عبادت ہے

شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''اختصاص'' میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا اور انہوں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ذکر اللہ عزوجل عبادۃ و ذکری عبادۃ و ذکر علی عبادۃ و ذکر الائمۃ من ولدہ عبادۃ

''خدا کا ذکر عبادت ہے، میرا ذکر عبادت ہے، علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے اور میری اولاد میں سے اماموں کا ذکر عبادت ہے۔''

اس ذات کے حق کی قسم جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا اور اپنی مخلوق سے افضل قرار دیا۔ میرا وصی اور جانشین تمام اوصیاء سے افضل ہے اور وہ خدا کی طرف سے اس کے بندوں پر حجت اور مخلوق کے درمیان اس کا جانشین ہے، اس کی اولاد سے ہدایت کرنے والے ہیں، ان کے واسطہ سے خدا اہل زمین سے عذاب کو دور کرتا ہے اور ان کے سبب سے آسمان کو زمین پر گرنے سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ مگر اس کی اجازت کے ساتھ انہی کے سبب سے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہونے سے بچایا ہوا ہے۔ انہی کے سبب سے اپنے بندوں کو باران رحمت سے سیراب کرتا ہے۔ ان کے سبب سے درخت، پھول اور دوسری بوٹیاں وغیرہ اگاتا ہے۔

اولئك اولياء الله حقا و خلفاؤه صدقا عدتهم عدة الشهور وهي اثنا عشر شهرا وعدتهم عدة نقباء موسىٰ بن عمران

''وہ حقیقی خدا کے اولیاء اور اس کے سچے خلفاء ہیں، ان کی تعداد مہینوں کی تعداد کے برابر ہے جو کہ بارہ ہیں، ان کی تعداد موسیٰ بن عمران کے اوصیاء کی تعداد کے برابر ہے۔''

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ (سورہ بروج: آیت ۱)

''اس آسمان کی قسم جو برجوں والا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تیرے خیال میں خدا نے جو آسمان اور اس کے برجوں کی قسم کھائی ہے یہ آسمان اور اس کے برج ہیں؟ ابن عباس نے کہا: اے رسول خداؐ پھر اس سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

اما السماء فانا و اما البروج فالائمة بعدى اولهم على عليه السلام وآخرهم المهدى صلوات الله عليهم اجمعين

''آسمان سے مراد میں ہوں اور برجوں سے مراد میرے بعد آئمہ ہیں ان میں سے پہلا علی علیہ السلام ہے اور ان کا آخری مہدی علیہ السلام ہے۔''

(الاختصاص:۲۱۸، بحارالانوار:۳۶/۷۰ ۳حدیث ۴ ۲۳، منتخب الاثر:۶۰حدیث ۶)

ابلیس اور سات آسمان

شیخ صدوق علیہ الرحمہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ابلیسؑ سات آسمانوں تک جا سکتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں پر جانے سے منع کر دیا گیا۔ صرف چار آسمانوں تک رسائی تھی اور جب حضرت محمدؐ پیدا ہوئے تو اسے تمام آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا اور شیاطین کو آسمانوں میں جانے سے ستاروں کے ذریعے سے روکا جاتا۔ قریش کہنے لگے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے۔ جو ہم اہل کتاب سے سنتے آئے ہیں۔ عمر بن امیہ جو زمانہ جاہلیت میں علم نجوم میں شہرت رکھتا تھا نے کہا: تم ستاروں کی طرف دیکھو، اگر وہ ستارے جن سے گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں راستوں کا پتہ معلوم کیا جاتا ہے اپنی جگہ چھوڑ کر بھاگتے ہیں تو سمجھ لو کہ مخلوق کی ہلاکت اور بربادی کا وقت آ گیا اور اگر ان ستاروں کے علاوہ دوسرے ستارے حرکت کرتے اور گرتے ہیں تو کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔

جس رات ولادت پیغمبر اکرمؐ ہوئی تو صبح کو دیکھا گیا کہ جہاں جہاں بت تھے سبھی زمین بوس پائے گئے۔ اس رات قیصر و کسریٰ کے محلات لرز اٹھے۔ اس محل کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے۔ ساوہ کی جھیل خشک ہوگئی۔ وادی ساوہ میں پانی جاری ہوگیا۔ فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا ٹھنڈا ہوگیا۔ ایک مجوسی عالم نے خواب میں دیکھا کہ ایک سرکش اونٹ چند نسلی گھوڑوں کو کھینچ رہا ہے جو دجلہ سے عبور کر کے شہروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ کسریٰ کا محراب ٹوٹ گیا اور دجلہ ٹوٹ کر پانی اس کے محل میں داخل ہوگیا۔ حجاز کی طرف سے ایک ایسا نور اٹھا جس نے تمام مشرق کو روشن کر دیا، ہر بادشاہ کا تخت سرنگوں ہوگیا اور خود بادشاہ اس دن بات نہ کر سکتا تھا۔ نومی کا علم اس دن بے کار ہوگیا جب کہ جادوگروں کا جادو باطل کر دیا گیا۔ عرب میں جتنے نجومی تھے سب کے مرید انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ عربوں میں قریش کو عظمت ملی اور آل اللہ کہلانے لگے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انما سموا ال الله لانهم فی بیت الله الحرام

''ان کو آل اللہ اس لیے کہتے تھے کیونکہ وہ حرم بیت اللہ میں تھے۔''

حضرت آمنہ علیہا السلام فرماتی ہیں: خدا کی قسم جب میرا بیٹا پیدا ہوا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور دیکھا پھر ایک نور اس سے ظاہر ہوا، جس نے ہر طرف روشنی کر دی۔ اس روشنی کے درمیان ایک آواز میں نے سنی، کوئی کہہ رہا تھا:

انك قد ولدت سيد الناس فسميه محمدا

''تیرے ہاں وہ بچہ پیدا ہوا جو تمام مخلوق کا سردار ہے اس کا نام محمدؐ رکھو۔''

اور اسے عبدالمطلب کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اسے دیکھے۔ جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لائے۔ آپؐ کی والدہ کی باتیں آپ کے متعلق حضرت عبدالمطلب تک پہنچ چکی تھیں۔ حضرت عبدالمطلب نے آپؐ کو پکڑا اور اپنی گود میں بٹھالیا اور کہا:

الحمد لله الذی اعطانی
هذا الغلام الطیب الاردان
قد ساد فی المهد علی الغلمان

''حمد وثناء ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے یہ نیک و پاک بچہ عطا فرمایا ہے جو گہوارہ میں کائنات کے تمام بچوں سے افضل ہے۔''

پھر آپؐ کو ارکان کعبہ کی پناہ میں دیا اور کچھ شعر پڑھے۔ اس وقت ابلیس نے چیخ ماری اور اپنی فوج کو بلایا۔ سب کے سب اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے، ہمارے سردار کس چیز نے تجھے بے عقل کیا اور ڈرایا ہے۔ شیطان نے کہا کہ اس رات کے شروع سے ہی میں آسمان کی حالت عجیب وغریب قسم کی دیکھ رہا ہوں، ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر پہنچایا گیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ جاؤ اور معلوم کرو کون سا واقعہ پیش آیا ہے؟

تمام کے تمام اس سے جدا ہوئے، پھر معلوم کرنے کے بعد آئے اور کہنے لگے جو کچھ تو کہہ رہا ہے ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا۔

ابلیس نے کہا: میں خود معلوم کرتا ہوں یہ میرا کام ہے۔ پھر وہ دنیا کی طرف گیا اور ہر جگہ پرواز کی، یہاں تک کہ حرم تک جا پہنچا۔ وہاں فرشتوں کو دیکھا کہ حرم کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، جب اس نے حرم میں داخل ہونے کی کوشش کی تو تمام فرشتوں نے آواز بلند کی اور وہ واپس چلا گیا۔ پھر دوبارہ ایک چڑیا کی شکل میں آیا اور ایک طرف سے حرم میں داخل ہو گیا۔ جبرائیل نے اس سے فرمایا: اے ملعون! واپس لوٹ جا۔ ابلیس نے کہا: میں نے آپ سے ایک سوال کرنا ہے کہ زمین پر آج کون سا واقعہ رونما ہوا ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سردار انبیاء اور خاتم المرسلین ہیں اس زمین پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے اس نے کہا: کیا ان کے متعلق میرا بھی کوئی حصہ ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: نہیں اس نے سوال کیا کیا ان کی امت میں میرا کوئی حصہ ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: ہاں، ابلیس نے کہا میں اس بات پر راضی اور شاداں ہوں۔

(امالی صدوق: ۳۶۰ حدیث ۱ مجلس ۲۸، بحارالانوار: ۱۵/ ۲۵۷ حدیث ۹ تفسیر برہان: ۲/ ۳۲۶ حدیث ۳)

خلقت عقل

علامہ مجلسی ''بحارالانوار'' میں کتاب ''محاسن برقی'' سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا نے عقل کو پیدا کیا اور اسے فرمایا: اپنا منہ پھیر لے، اس نے منہ پھیر لیا پھر اس کو فرمایا: سامنے آ، وہ سامنے آئی۔اس کے بعد فرمایا:

ما خلقت خلقا احب الی متك

''میں نے تجھ سے زیادہ محبوب اپنے نزدیک کسی کو پیدا نہیں کیا۔''

پس اس عقل کے سوحصوں میں ننانوے حصے وجود مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کئے۔ایک جز باقی رہ گیا جسے تمام لوگوں میں تقسیم کیا۔(المحاسن: ۱۴۷ حدیث ۸، بحارالانوار: ۹۷/۱ حدیث ۶ اور ۲۲۴/۱۶ حدیث ۲۶)

تربیت علیؑ

اسی کتاب میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

انا ادیب الله و علی علیه السلام ادیبی

''میں نے خدا سے تربیت لی ہے اور علی علیہ السلام میرا تربیت یافتہ ہے۔''

(بحارالانوار: ۲۲۱/۱۶ سطر ۴)

سریانی زبان

سعد اربلی اپنی کتاب ''اربعین'' میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری کے نوشتہ جات میں سے ایک ورق ملا جس پر سریانی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ جو کتاب تورات سے نقل ہوا ہے کہ اس گفتگو کے بعد جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان کشتی، دیوار اور غلام کے قصہ کے متعلق واقع ہوئی، اپنی قوم کی طرف لوٹے تو ان کے بھائی حضرت ہارون نے ان سے سوال کیا کہ حضرت خضرؑ سے کیا سیکھ کر آئے ہو؟ اور دریا کے عجائب میں کس چیز کا مشاہدہ کر کے آئے ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اور خضر دریا کے کنارے بیٹھے تھے۔ اچانک ایک پرندہ نیچے آیا، جس نے اپنی چونچ کے ساتھ پانی کا ایک قطرہ اٹھایا اور مشرق کی طرف پھینک دیا، پھر ایک دوسرا قطرہ اٹھایا اور مغرب کی طرف گرادیا: پھر تیسرا قطرہ اٹھایا، اسے آسمان کی طرف، پھر چوتھا قطرہ اٹھایا اسے زمین کی طرف اور پھر پانچواں قطرہ اٹھایا اسے دریا میں پھینک دیا۔ ہم اس صورت حال کو دیکھ کر بہت حیران و پریشان ہوئے۔ میں نے خضر علیہ السلام سے دریافت کیا، وہ بھی جواب نہ دے سکے۔ اسی وقت ایک شکاری جو اس علاقے میں شکار کیا کرتا تھا نے ہماری طرف دیکھا اور کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ گویا اس صورت حال کی وجہ سے حیران و پریشان ہو؟ ہم نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔ اس شکاری نے کہا: میں ایک شکاری ہوں اور اس پرندے کا اشارہ سمجھ گیا ہوں اور

آپ دونوں بزرگ اور پیغمبر ہیں لیکن نہیں سمجھ سکے؟ ہم نے کہا: ہم صرف وہ جانتے ہیں جو خدا نے ہمیں سکھایا ہے۔ اس شکاری نے کہا یہ دریا میں جو پرندہ ہے اس کا نام مسلم ہے کیونکہ جب یہ پرندہ بولتا ہے تو اس کی آواز جو نکلتی ہے مسلم کا لفظ ہوتا ہے۔ اس پرندے نے یہ کام جو کیا ہے کہ پانچ قطرے دریا سے اٹھائے ہیں، ایک قطرہ مشرق، دوسرا مغرب، ایک آسمان، ایک زمین اور پانچواں قطرہ دریا میں پھینکا ہے اپنے اس عمل سے وہ یہ کہنا چاہتا ہے:

یاتی فی یخر الزمان نبی یکون علم اهل المشرق و المغرب و اهل السماء و الارض عند علمه مثل هذه القطرة الملقاة فی البحر، ویرث علمه ابن عمه ووصیه

''آخری زمانے میں ایک پیغمبر آئے گا، اہل مشرق ومغرب اور اہل آسمان وزمین کا علم اس کے علم کے برابر اس قطرہ کی مانند ہے جو دریا میں پھینکا گیا ہے اور اس کے تمام علم کا وارث اس کا چچازاد بھائی اور اس کا وصی ہوگا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ مطلب سننے کے بعد ہم دونوں نے اپنی بحث کو ختم کیا اور اپنے اپنے علم پر ہمیں جو ناز تھا وہ ہماری نظروں میں حقیر سا ہوگا۔ اس کے بعد وہ شکاری ہماری نظروں سے غائب ہوگیا، ہم سمجھ گئے کہ وہ ایک فرشتہ تھا۔ جو خدا نے ہماری طرف بھیجا تھا، تاکہ ہمیں اپنے علم کی کمی سے آگاہ کرے جب کہ ہمارا دعویٰ یہ تھا کہ ہم بڑے کمال کے مالک ہیں۔

(المختصر: ۱۰۰، بحارالانوار: ۲۶/۱۹۹ حدیث ۱۲، تاویل الآیات: ۱/۱۰۴ حدیث ۹)

چہرے کی رنگت

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ جب رسول خداؐ کہتے یا یہ کہتے کہ رسول خداؐ نے فرمایا تو آپ کا رنگ تبدیل ہوجاتا، اس قدر سبز اور زرد ہوجاتا تھا کہ پہچاننے والے لوگ بھی اس تبدیلی کے بعد پہچاننے سے انکار کر دیتے تھے۔

(الخصال: ۱۶۷ حدیث ۲۹، امالی صدوق: ۲۲۴)

ایک دوسری روایت میں نقل ہوا ہے کہ جب آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنتے تھے تو تعظیم کی خاطر اپنی صورت زمین کی طرف کر لیتے اور فرماتے ''محمد، محمد، محمد اس قدر زیادہ کہ آپ کا رخ مبارک زمین کے ساتھ لگنے کے قریب ہوجاتا۔''

(الکافی: ۸/۹۲، بحارالانوار: ۱۷/۳۰ حدیث ۹)

نور آل محمدؐ

شیخ طوسی علیہ الرحمہ کتاب ''امالی'' میں امام صادق سے اور حضرت اپنے آباؤ اجداد سے اور وہ امام حسن علیہ السلام سے نقل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ سے سنا:

خلقت من نور الله عوجل و خلق اهل بیتی من نوری و خلق محبیهم من نورهم وسائر الخلق من النار

''مجھے خدا کے نور اور میرے اہل بیت کو میرے نور سے پیدا کیا گیا ہے اور ان کے دوستوں کو ان کے نور سے پیدا کیا گیا ہے اور باقی تمام مخلوق آگ سے ہے۔'' (امالی طوسی: ۶۵۵ حدیث ۵ مجلس ۳۴)

عالم ارواح

کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں مفضل سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب آپ عالم اظلہ (عالم ارواح) میں تھے تو کیسے تھے اور کیا کرتے تھے؟

آپ نے فرمایا:

یا مفضل کنا عند ربنا لیس عنده احد غیرنا فی ظلة خضراء نسبحه و تقدسه نهلله نمجده و ما من ملك مقرب ولاذی روح غیرنا حتی بداله فی خلق الدنیاء الاشیاء فخلق ماشاء کیف شاء من الملائکة و غیرهم ثم انهی علم ذلك الینا

''اے مفضل! ہم پیشگاہ پروردگار میں ایک سبز رنگ کے سایہ میں تھے، ہمارے علاوہ وہاں کوئی نہ تھا، ہم خدا کی تسبیح، تقدیس، تحلیل اور تمجید میں مشغول تھے۔ کوئی فرشتہ مقرب اور ذی روح نہ تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے باقی مخلوق کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے جو چاہا اور جس شکل میں چاہا فرشتوں اور غیر فرشتوں سے پیدا فرمایا اور ہمیں اس سے آگاہ کیا۔''

بت گرے

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ کتاب ''مناقب'' میں حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

لما ولد رسول الله ﷺ القیت الاصنام فی الکعبة علی وجوهها فلما امسی سمع صبحة من السماء (جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

(سورہ اسراء: آیت ۸۱)

''جب رسول خداؐ کی ولادت ہوئی تو خانہ کعبہ کے اندر جو بت تھے وہ زمین پر گر گئے اور جب رات ہوئی تو آسمان سے ایک آواز سنائی دی جو فرما رہی تھی ''حق ظاہر ہو گیا اور باطل نابود ہو گیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔''

نقل ہوا ہے کہ اس رات تمام دنیا روشن ہو گئی۔ پتھر، سنگریزے اور درخت مسکرانے لگے۔ آسمان وزمین کی مخلوق نے خدا کی تسبیح کی، شیطان ملعون ٹوٹ پھوٹ گیا اور کہنے لگا، امتوں میں سے بہترین شخص، افضل مخلوقات عالم، عزیز ترین بندہ اور کائنات کی بزرگ ترین شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (المناقب: ۱/۳۱، بحارالانوار: ۱۵/۲۷۴ حدیث ۲۰)

سب سے افضل

کتاب ''قرب الاسناد'' میں فضیل سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اتقوا الله و عظموا الله و عظموا رسوله صلى الله عليه وآله وسلم ولا تفضلوا على رسول صلى الله عليه وآله وسلم احدا فان الله تبارك و تعالى قد فضله

''تقویٰ اختیار کرو، خدا اور اس کے رسولؐ کی عظمت دو اور کسی ایک کو بھی رسول خداؐ پر فضیلت نہ دو، کیونکہ خدا نے انہیں سب پر فضیلت دی ہے۔'' (قرب الاسناد: ۶۱، بحارالانوار: ۲۵/۲۶۹ حدیث ۱۲)

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل

کتاب کافی میں نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے رسول خداؐ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما برا الله نسمة خيرا من محمد

''خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔''

(الکافی: ۱/۴۴۰ حدیث ۲)

اسم اعظم

اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام کے اصحاب سے نقل ہوا ہے کہ میں نے حضرت سے سنا کہ آپ نے فرمایا: حضرت

عیسیٰ بن مریم کواسماءاعظم میں سے دوحرف دیئے گئے تھے، وہ ان دوحرفوں کی وجہ سے خارق العادہ کام انجام دیتے تھےحضرت موسیٰ کو چارحروف ۔حضرت ابراہیمؑ کوآٹھ حروف،حضرت نوحؑ کو پندرہ حروف اورحضرت آدمؑ کوپچیس حروف عطا کیے گئے۔خداوندتبارک و تعالیٰ نے یہ تمام حروف جوتمام انبیاء کوعطا کیے تھے۔وہ سب حضرت محمدؐ کے لیےجمع کردیئے بےشک خدا کے اسمائے اعظیم تہتر حروف ہیں ان میں سے بہتر انہیں عطا کیے گئے اورایک پوشیدہ رکھا گیا۔

(الکافی:۱/ ۲۳۰ حدیث ۲، بحارالانوار:۱۷/ ۱۳۴ حدیث ۱۱،الوافی:۳/ ۵۶۴ حدیث ۳)

تمام انبیاء کاعلم

صفارکتاب بصائرالدرجات میں امام باقرعلیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نےفرمایا:امیرالمومنین علیہ السلام سے پیغمبراکرمؐ کےعلم کےمتعلق پوچھا گیاتوآپ نےفرمایا: پیغمبراکرمؐ کاعلم تمام ابنیاء کےعلم کے برابر ہے۔آپ گذشتہ اورآئندہ کےتمام واقعات سے آگاہ ہیں۔(بصائرالدرجات:۱۲۷ حدیث ۱، بحارالانوار:۱۷/ ۱۴۴ حدیث ۳۱)

ابن شہرآشوب کتاب''مناقب'' میں نقل کرتے ہیں کہ پیغمبراکرمؐ کی ولادت سے پہلے، بعثت اوروفات کے بعد چار ہزار چارسو چالیس معجزے رکھتے ہیں۔ان میں سےاہم ترین اورقوی ترین قرآن ہے۔(بحارالانوار:۱۷/ ۱۰۳ حدیث ۱۳)

انس بن مالک سےنقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے پہاڑ کےاوپرکسی کوآواز دیتے ہوئے سنا جوکہہ رہا تھا: خدایا! مجھے اس امت سےقراردے جوامت مرحومہ ومغفور ہے۔جب وہ رسول خداؐ کےقریب ہوا،تودیکھا وہ ایک بوڑھا مرد ہےجس کا قدتین سو ذراع ہے۔(کہنی سے لےکرانگلیوں کےسروتک ایک ذراع ہے)آنحضرت نے اس کےساتھ مصافحہ کیا۔اس بوڑھےشخص نے عرض کیا: میں سال میں ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہوں اوراب وہ وقت آگیا ہے،اسی وقت ایک کھانے کا برتن آسمان سے نازل ہوا۔ دونوں نےاس سےکھایا۔

(المناقب:۱/ ۱۱۷، بحارالانوار:۱۷/ ۱۰۳ حدیث ۱۲)

امتحان

قطب راوندی کتاب''خرائج'' میں لکھتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے کہ ایک عربی پیغمبراکرمؐ کے پاس آیااور عرض کی: آپ جس چیز کادعویٰ کرتے ہیں اس کےصحیح ہونے پرآپ کے پاس کوئی دلیل بھی ہے؟ آپؐ نےفرمایا: ہاں!اس درخت کے پاس جاؤاور کہوکہ رسول خداؐ نے تجھے بلایا ہے، جب اس شخص نے حضرت کا پیغام درخت تک پہنچایا تواس درخت نے اپنے آپ کودائیں بائیں ٹیڑھا کیا یہاں تک کہ اس کی جڑیں جدا ہوگئیں پھرزمین پرگھستا ہوا آیااورپیغمبراکرمؐ کےسامنے کھڑا ہوگیا۔عربی شخص نے کہا: اسے حکم دیں واپس اپنی جگہ پرچلا جائے،حضرت نے اسےحکم دیااوروہ اپنی جگہ پرچلا گیا۔

اس کے بعداس نے اجازت مانگی کہ ہاتھ چوموں،آپ نے اجازت دےدی۔

(الخرائج: ۱/۴۴ حدیث ۵۳، بحارالانوار: ۱۷/ ۳۷۷ حدیث ۴۰)

اسی کتاب میں یہ بھی روایت ہوئی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اپنے اصحاب کے درمیان تھے اتنے میں ایک عربی شخص آیا، جو شکار شدہ گوہ لیے ہوئے تھا۔ اس نے وہ اپنی آستین میں چھپائی ہوئی تھی۔ عربی شخص پیغمبر اکرمؐ کی طرف اشارہ کر کے پوچھنے لگا یہ کون ہے؟ اصحاب نے کہا: رسول خداؐ ہیں۔ اس شخص نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم تجھ سے زیادہ کسی کے ساتھ دشمنی نہیں رکھتا ہوں۔ تو میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ترین شخص ہے اور اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ قوم مجھے جلد باز کہے گی تو میں تجھے کب کا قتل کر چکا ہوتا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کس چیز نے تجھے بھڑکایا ہے؟ ایمان لے آ! اس نے کہا: میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے اور اس گوہ کو آستین سے چھوڑ دیا۔ رسول خداؐ نے گوہ کو آواز دی، اس نے عربی زبان میں اتنی بلند آواز سے جواب دیا کہ سب لوگوں نے سنا۔ اس نے کہا: جی جناب آپ پر قربان جاؤں، کیا حکم ہے، اے وہ جو میدان قیامت کی زینت ہو۔ آپ نے فرمایا گوہ بتاؤ تم کس کی عبادت کرتی ہو۔ میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں، سلطنت زمین پر، عجائبات سمندر میں رحمت جنت میں اور جس کا عذاب آگ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے گوہ بتا میں کون ہوں؟ اس نے کہا:

رسول رب العالمین و خاتم النبیین قد افلح من صدقك و خاب من كذبك

''آپ رب العالمین کے رسول ہیں، خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ راندہ درگاہ ہوا۔''

عربی شخص نے کہا: کوئی دلیل اور برہان دیکھنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ میں اس حال میں آیا تھا کہ آپ کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا لیکن اس وقت آپ کو اپنی اور اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ اس نے مزید کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا وحدہ لا شریک کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور بے شک آپ خدا کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف چلا گیا۔ وہ قبیلہ بنی سلیم سے تھا۔ جب اس نے اپنی داستان سنائی تو ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔

(الخرائج: ۱/ ۳۸ حدیث ۴۳، بحارالانوار: ۱۷/ ۴۰۶ حدیث ۳۶)

تمام لوگوں کے لیے

علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ کتاب ''تفسیر'' میں حفص سے نقل کرتے ہیں:

عبداللہ بن بکر سے سنا، اس نے کہا: امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہا ایسا نہیں ہے کہ رسولؐ خدا کی رسالت عام تھی اور سب کو شامل تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں فرمایا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سورہ سباء: آیت ۲۸)

''تجھے میں نے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے۔''

یعنی اہل مشرق ومغرب کے لیے اور اہل آسمان وزمین کے لیے تمام انسانوں اور جنوں کے لیے۔ حضرت نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ کیا حضرت نے اپنی رسالت تمام تک پہنچائی اور کس طرح یہ کام کیا؟ میں نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں۔

آپ نے فرمایا: اے بکر کے بیٹے اگر پیغمبر اکرمؐ مدینہ سے باہر نہیں گئے تو انہوں نے کس طرح اپنا پیغام اہل مشرق ومغرب تک پہنچایا؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: خداوند تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا، اس نے زمین کو اپنے پر کے ذریعے اکھیڑا اور رسول خداؐ کے سامنے نصب کر دیا۔ اس طرح زمین رسول خداؐ کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند تھی۔ اس کے ذریعے سے آپ نے اہل مشرق ومغرب کی طرف نگاہ کی اور ہر گروہ سے اس کی زبان میں مخاطب ہوئے اور انہیں خدا اور اپنی نبوت کی طرف دعوت دی۔ لہٰذا کوئی ایسا شہر اور دیہات باقی نہ رہا مگر یہ کہ خود پیغمبر اکرمؐ نے ان کو دعوت دی۔

(تفسیر قمی: ۲/ ۲۰۲، بحارالانوار: ۱۸/ ۱۸۸ حدیث ۲۰)

ابوطالبؑ اور پیغمبر

کتاب الدر النظیم میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ کی ولادت کو بائیس مہینے گزر گئے، تو آپ کو آنکھ میں درد ہوئی، عبدالمطلب نے ابوطالب علیہ السلام سے فرمایا: اپنے بھتیجے کو اپنے ساتھ جحفہ لے جاؤ۔ وہاں ایک راہب عبادت گاہ میں بیٹھا مریضوں کا علاج کرتا ہے۔ آنحضرتؐ کو ہندی زنبیل میں ڈال کر راہب کے پاس لے آئے۔ حضرت ابوطالب علیہ السلام نے راہب کو آواز دی۔ اس نے اپنی عبادت گاہ سے اپنا سر باہر نکالا، نیچے دیکھا تو عبادت گاہ کے اطراف میں ایک روشن نور کو دیکھا اور فرشتوں کے پروں کی آواز سنی۔

اس نے کہا: آپ کون ہیں؟ حضرت ابوطالبؑ نے کہا: میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور اپنے بھتیجے کو تیرے پاس لایا ہوں تاکہ تو علاج کرے۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ حضرت ابوطالب علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک ٹوکری میں ہے جس کو سورج کی دھوپ سے بچنے کے لیے چھپایا ہوا ہے۔ اس نے کہا: اس کے اوپر سے پردہ اٹھاؤ۔ جیسے ہی اوپر سے پردہ اٹھا تو راہب نے نور کی ایک روشنی دیکھی جو حضور کے چہرے سے عیاں تھی۔ راہب اس صورت حال کو دیکھنے سے خوفزدہ ہو گیا اور فوراً کہا: اسے چھپا دو۔ اس کے بعد کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک تو خدا کا برحق رسولؐ ہے اور یہ وہی ہے کہ جس کے بارے میں توراۃ اور انجیل میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔

راہب نے اپنی شہادت کو دو مرتبہ اپنی زبان پر جاری کرنے کے بعد کہا: میرے بیٹے اس کو لے جاؤ۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا: اے راہب میں تجھ سے بڑی اہم بات سن رہا ہوں۔ راہب نے کہا: میرے بیٹے تیرے بھتیجے کی شان وعظمت جو تو نے مجھ سے سنی ہے اس سے کہیں زیادہ بلند ہے اور تو اس کی رسالت میں اس کا مددگار رہے گا اور جو اسے قتل کرنا چاہیں گے تو منع کرے گا۔ ابوطالب علیہ السلام عبدالمطلب کے پاس واپس آیا اور تمام ماجرا بتایا۔

عبدالمطلب نے کہا: اے میرے بیٹے! اس قصہ کو پوشیدہ رکھنا، خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اس دنیا سے نہ جائے گا جب تک عرب وعجم پر سرداری حاصل نہ کر لے۔ (العدد القویۃ: ۱۲۳ حدیث ۳۰، بحارالانوار: ۱۵/ ۳۵۸ حدیث ۱۵)

حضورؐ کے اسماء مبارکہ

ابن شہر آشوب کتاب ''مناقب'' میں روایات میں بیان کردہ حضورؐ کے ناموں کا یوں ذکر کرتے ہیں:

العاقب: جو انبیاء کے بعد آیا ہے۔

الماحی: جس کے سبب سے کفر ہوا یا جس کے سبب سے اس کے ماننے والوں کے گناہ معاف ہوں گے۔

الحاشر: وہ جس کے بعد لوگ محشر میں وارد ہوں گے۔

المقفی: یعنی جو تمام انبیاء کے بعد آیا ہے اور ان کی متابقت کی ہے۔

الموقف: جو لوگوں کو بارگاہ الٰہی میں ٹھہرنے کا حکم دے گا اور ان کو روکے رکھے گا۔

القثم: یعنی نشر کرنے والا۔

الناصح: خیرخواہ۔

الوفی: جو اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔

المطاع: جس کی اطاعت دوسرے پر واجب ہے اور انہیں چاہیے اس کی پیروی کریں۔

المنجی: نجات دینے والا۔

المامون: مورد اعتماد۔

الحنیف: وہ جو برائی سے اچھائی کی طرف مائل ہو۔ وہ جو بتوں کی عبادت سے روگردان ہو۔

المغیث: فریاد سننے والا۔

الحبیب: دوست۔

الطیب: وہ جس نے پلیدی اور آلودگی سے اجتناب کیا اور اپنے آپ کو فضائل کے ساتھ آراستہ کیا۔

السید: سردار، آقا۔

المقرب: نزدیک کرنے والا۔

الدافع: دفاع کرنے والا۔

الشافع: شفاعت کرنے والا۔

المشفع: وہ جس کی شفاعت قبول ہوئی۔

الحامد: حمد کرنے والا۔

المحمود: تعریف کیا ہوا۔

الموجہ: آبرومند۔

المتوکل: وہ جو خدا پر اعتماد رکھتا ہو اور اپنے کاموں کو اس کے سپرد کیے ہوئے ہو۔

الغیث: ایسی بارش جو خیر اور نفع سے پر ہو۔

اس کے بعد ان ناموں اور القاب کو ذکر کیا ہے جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں۔جن کی تعداد چار سو تک ہے۔

(المناقب:۱/ ۱۵، بحارالانوار:۱۶/ ۱۰۳ حدیث ۴۰)

طریحی علیہ الرحمہ کتاب ''مجمع البحرین'' میں ابن اعرابی سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ کے ایک ہزار ایک نام ہیں اور پیغمبر اکرمؐ کے ایک ہزار نام ہیں۔ان میں سے بہترین محمدؐ،محمود اور احمد ہیں۔محمدؐ یعنی جس کی اچھی خصلتیں زیادہ ہوں، کہا گیا ہے کہ حضورؐ سے پہلے کسی کا نام محمد نہ تھا اور خداوند تعالیٰ نے حضورؐ کے گھر والوں کو الہام فرمایا تھا کہ یہ نام رکھیں۔اس لیے کہ خدا، فرشتے تمام پیغمبر اور رسول اور تمام امتیں ان پر درود بھیجتی ہیں اور ان کی تعریف کرتی ہیں۔(مجمع البحرین:۳/ ۴۰)

مؤلف کہتا ہے: محدث نوری علیہ الرحمہ کتاب مستدرک میں نقل کرتے ہیں کہ ایک خبر میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جس کا نام محمد ہوگا۔خداوند تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے شرم نہیں کی اور گناہ کرتے رہے اور اپنا نام میرے حبیب کے نام پر رکھا ہے۔(المستدرک:۱۵/ ۱۳۰ حدیث ۴)

مجموعہ شہید علیہ الرحمہ میں کتاب انوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو، اس کی عزت کرو، اپنی محافل میں اس کے لیے جگہ بناؤ، اس کے لیے ناراضگی کا اظہار نہ کرو۔

جو گروہ بھی مشورہ کرنے کے وقت اپنے درمیان ایسا شخص رکھتا ہوگا جس کا نام محمد یا احمد ہوگا اور اسے اپنے مشورے میں شریک کرے گا تو خیر اور بھلائی ان کے نصیب ہوگی۔

کوئی بھی دسترخوان بچھایا گیا ہو، اگر اس پر ایسا شخص موجود ہو، جس کا نام محمد یا احمد ہو تو وہ گھر دن میں دو مرتبہ باعث تقدیس قرار پائے گا۔

(عیون اخبار الرضاؑ:۲/ ۲۸ حدیث ۲۹، ۳۰ اور بحارالانوار:۱۰۴/ ۱۲۸ حدیث ۸، ۱۰، ۱۲)

نام محمد رکھا ہے

کلینی کتاب ''کافی'' میں ابو ہارون سے نقل کرتے ہیں کہ میں مدینے میں امام صادق علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا، لیکن چند دن میں نہ جا سکا۔پھر جب شرف یاب ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ہارون! چند دنوں سے میں نے تجھے نہیں دیکھا؟ اس نے

عرض کیا خدا نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا اسے مبارک کرے۔ اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا اس کا نام محمد رکھا ہے۔ جیسے ہی حضرت نے نام محمد سنا تو اپنا چہرہ زمین کی طرف جھکا دیا اور اتنی بار فرمایا ''محمدؐ، محمد، محمدؐ'' قریب تھا کہ حضرت کا چہرہ مبارک زمین کو لگ جائے۔ پھر فرمایا: میں، میری اولاد اور میرے ماں باپ رسول خداؐ پر قربان ہوں۔ یہ تیرا بیٹا جس کا نام تو نے محمدؐ رکھا ہے۔ اس کو گالی نہ دینا اسے مارنا نہیں، اس کے ساتھ کبھی برا سلوک نہ کرنا۔ اس کے بعد فرمایا: زمین پر ایسا کوئی گھر نہیں ہے کہ جس میں نام محمد ہو مگر یہ کہ ہر روز پاک اور مبارک ہو۔

(الکافی: ۶/ ۳۹ حدیث ۲، بحار الانوار: ۱۷/ ۳۰ حدیث ۹، وسائل الشیعۃ: ۱۵/ ۱۲۶ حدیث ۴)

ایک نیکی ہے

سبزواری اپنی کتاب ''شرح الاسماء'' میں پروردگار عالم کے نام "یا ولی الحسنات" کی شرح میں ایک حدیث بیان فرماتے ہیں:

بے شک علی علیہ السلام رسولوں کے سردار کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔ (شرح الاسماء: ص ۲۳)

یوسفؑ اور زلیخا

ابن فہد کتاب ''عدۃ الداعی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: زلیخا نے اجازت مانگی کہ یوسف کے پاس جانا چاہتی ہے۔ اس سے کہنے لگے جو کچھ تو نے یوسفؑ کے ساتھ کیا ہے کیا اس کے پاس جانے سے ڈر نہیں لگتا؟ اس نے کہا: جو خدا سے ڈرتا ہے مجھے اس سے ڈر نہیں لگتا۔ جب زلیخا حاضر ہوئی تو یوسفؑ نے فرمایا: کیا ہوا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے چہرے کا رنگ تبدیل ہو رہا ہے: اس نے کہا: حمد و ثناء خاص ہے اس خدا کے لیے جس نے بادشاہوں کو نافرمانی کے سبب غلام بنا دیا اور غلاموں کو فرمانبرداری کے سبب بادشاہ بنا دیا۔ یوسفؑ نے اس سے فرمایا: کس چیز نے تجھے میرے ساتھ ایسا کرنے پر مجبور کیا تھے؟ اس نے کہا: تیرے حسن اور خوبصورتی نے۔ یوسفؑ نے فرمایا: اگر اس پیغمبر کو دیکھ لو جس کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور آخری زمانے میں رسالت پر مبعوث ہوں گے تو کیا کرو گی؟ ان کا حسن و جمال، اخلاق عالیہ اور جود و سخاوت مجھ سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ زلیخا نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔ یوسفؑ نے کہا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں سچا ہوں۔ اس نے عرض کیا: جیسے ہی آپ نے ان کا نام لیا اور اوصاف بیان کیے تو ان کی محبت میرے دل میں اتر گئی۔

خداوند تبارک و تعالیٰ نے یوسفؑ سے خطاب فرمایا: زلیخا نے جو کہا ہے وہ درست ہے میں اسے اپنے حبیب کی محبت کی خاطر جو اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے پسند کرتا ہوں اور اس وقت حضرت یوسف کو حکم دیا کہ وہ زلیخا سے شادی کر لیں۔

(عدۃ الداعی: ۱۵۲، علل الشرائع: ۵۵ حدیث ۱)

نور کا ایک ٹکڑا

کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ کو رات کے وقت دیکھا جاتا تو آپ کے چہرہ کے اطراف میں نور کا ایک ایسا دائرہ دیکھائی دیتا جیسے چاند کا کوئی ٹکڑا ہو۔

(الکافی:۱/۴۴۶ حدیث ۲۰، بحارالانوار:۱۶/۱۸۹ حدیث ۲۷)

اولاد آدم کا سردار

کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں حسین بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا، کیا رسول خداؐ اولاد آدم کے سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم وہ تمام مخلوق کے سردار ہیں، اور خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کوئی مخلوق پیدا ہی نہیں کی۔ (الکافی:۱/۴۴۰ حدیث ۱، بحارالانوار ۱۶/۳۶۸ حدیث ۷۶)

درہ اور درخت

کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ ایک جنگ بنام ذات الرقاع میں ایک درخت کے نیچے ایک ایسے درہ کے پاس اترے جہاں سے سیلاب جاری ہوتا تھا۔ اچانک سیلاب کا پانی آیا اور اس نے رسول خداؐ اور اصحاب کے درمیان فاصلہ ڈال دیا۔ اسی دوران مشرکین میں سے ایک شخص نے دیکھ لیا کہ مسلمان درے کے ایک کنارے کھڑے منتظر تھے کہ سیلاب رک جائے۔ اس مشرک مرد نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کروں گا۔ اپنی تلوار پکڑی اور رسول خداؐ کی طرف آیا اور سختی سے کہا: اے محمدؐ! اب کون تجھے میرے ہاتھ سے چھڑا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میرا اور تیرا خدا۔ اتنے میں جبرائیل آیا اور اس مشرک کو گھوڑے سے گرا دیا اور وہ مشرک اوندھا زمین پر گر پڑا۔ رسول خداؐ اٹھے اور اس کی تلوار پکڑ کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اب تجھے کون میرے ہاتھ سے نجات دے گا؟ اس نے کہا:

جودك و كرمك يا محمد

''آپ کی بخشش اور کرم نوازی اے محمدؐ''

یہ سن کر رسول خداؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ شخص اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم آپ مجھ سے بہتر اور افضل ہیں۔

(الکافی:۸/۱۲۷ حدیث ۹۷، بحارالانوار:۲۰/۱۷۹ حدیث ۶)

بستر بیماری

شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''امالی'' میں ابن عباس سے ایک طولانی حدیث نقل کرتے ہیں جو وفات رسولؐ کے موضوع اور جو آپؐ نے بستر بیماری پر اپنے اصحاب کو ارشاد فرمایا کے متعلق ہے۔ حضرت جب اس جگہ پہنچے اور فرمایا: بے شک میرے عظیم الشان پروردگار نے قسم کھائی ہے کہ وہ کسی ظالم کے ظلم کو معاف نہیں فرمائے گا اور میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس کسی کو بھی مجھ سے کوئی شکایت ہو، یا کوئی زیادتی تمہارے متعلق مجھ سے واقع ہوئی ہو، ابھی اٹھے اور مجھ سے قصاص طلب کرے، کیونکہ اگر میں اس دنیا میں اپنے عمل کی سزا پالوں تو میرے نزدیک یہ بہتر ہے چہ جائیکہ مجھے قیامت کے دن فرشتوں اور انبیاء کے سامنے سزا دی جائے۔

اس وقت ایک شخص بنام سوادۃ بن قیس مجلس کے آخر سے بلند ہوا اور کہنے لگا: اے رسول خداؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، جب آپ طائف سے تشریف لائے تھے تو میں آپ کے استقبال کے لیے آیا تھا۔ آپ اس وقت اپنے اونٹ پر سوار تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک باریک سی چھڑی تھی۔ آپ نے اس شاخ کو اوپر اٹھایا تا کہ اسے اپنے اونٹ کو ماریں تو وہ میرے پیٹ پر جا لگی تھی، اب مجھے معلوم نہیں کہ غلطی سے یہ کام واقع ہوا ہے یا عمداً؟ رسول خداؐ نے فرمایا: میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ اگر میں نے ایسا کام اپنی مرضی سے کیا ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے بلال! فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر جاؤ اور وہاں سے وہی باریک شاخ اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ بلال مسجد سے باہر گئے اور مدینے کے کوچہ و بازار میں بلند آواز میں صدا دینے لگے، اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو قیامت سے پہلے اس دنیا میں ہی اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کرے؟ اس وقت پیغمبر اکرم محمدؐ نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے حاضر کیا ہے۔ یہاں تک کہ رسول خداؐ نے فرمایا: وہ بوڑھا شخص کہاں ہے؟ بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں اس جگہ ہوں۔ اے رسول خداؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اس جگہ آؤ اور مجھ سے قصاص لو، تا کہ تو راضی ہو جائے۔ اس نے کہا: اپنے کرتے کو اوپر اٹھائیں۔ حضرت نے اوپر اٹھایا، اس بوڑھے شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ کیا آپ اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنے لبوں سے آپ کے شکم مبارک کا بوسہ لوں؟ حضرت نے اجازت دی۔ اس بوڑھے شخص نے کہا: میں رسول خداؐ کے شکم مبارک کا قصاص کرنے کے ساتھ آتش جہنم سے پناہ مانگتا ہوں رسول خداؐ نے فرمایا: اے سودہ! کیا قصاص لو گے یا معاف کرو گے؟ اس نے کہا: معاف کروں گا یا رسول اللہ، پیغمبر اکرمؐ نے اس کو دعا دی اور فرمایا: اے پروردگار سوادہ بن قیس کو معاف فرما دے جس طرح اس نے مجھے معاف کیا ہے۔

(امالی صدوق: ۲:۳۷ حدیث ۶ مجلس ۹۲، بحار الانوار: ۲۲ /۵۰۷ حدیث ۹)

مولف اس واقعہ کے بعد اس اشکال کا جواب ذکر کرتے ہیں جس کے بارے میں امکان ہے کہ کوئی کرے۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ نے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے فضائل و مناقب، رسول خداؐ کے فضائل و

مناقب سے زیادہ کیوں بیان کیے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد جتنے بھی اولیاء حق ہیں ان کی عظمت نبیؐ ہی کی عظمت ہے۔ ہم جس قدر بھی چاند کے اوصاف بیان کرلیں اور اس کی مدح سرائی کرلیں، درحقیقت وہ سورج کی مدح سرائی ہوگی، کیونکہ چاند کا نور، سورج کے نور کے تابع ہے اور دوسرا یہ کہ حقیقت میں پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام ایک یہ ہیں اس کے لیے ان کی توصیف درحقیقت پیغمبر اکرمؐ کی توصیف ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کی شخصیت مسلمانوں کے درمیان اختلافی نہیں ہے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کی اولاد طاہرین کے اہم ترین فضائل کا کچھ لوگ انکار کرتے ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پیغمبر اکرمؐ کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیگر یہ کہ رسول اکرمؐ کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ امیر المومنین اور ان کے جانشینوں کی معرفی کریں، اسی لیے ان کے کمالات اور فضائل کو لوگوں کے سامنے بیان فرمایا، اور خود اپنی تعریف اپنی ہی زبان سے کرنے سے اجتناب کیا ہے لیکن چونکہ آیہ مباہلہ کے مطابق علی علیہ السلام نفس پیغمبرؐ ہیں اس لیے علی علیہ السلام کی مدح اور تعریف خود پیغمبر اکرمؐ ہی کی مدح اور تعریف ہے۔

اس کے بعد مولف کہتے ہیں کہ ہم نے رسولؐ خدا کے فضائل کے باب کے بعد آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کے باب کو تشکیل دیا ہے اور اس باب میں ہم نے بہترین روایات اور خوبصورت حکایات کو ذکر کیا ہے جن کے پڑھنے سے آپ کا دل خوش ہوگا۔

محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کی فضیلت

(۱/۶۵) محقق اردبیلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''زبدۃ البیان'' میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ سے آیہ شریفہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط (سورہ احزاب: آیت ۵۶)

کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ آپ نے جواب دیا یہ پوشیدہ علوم میں سے ہے۔ اگر مجھ سے سوال نہ کیا ہوتا تو کبھی بھی میں اس کے متعلق خبر نہ دیتا۔

خدا تعالیٰ نے دو فرشتے مجھ پر موکل بنائے ہیں، جب بھی کسی مسلمان کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دو فرشتے کہتے ہیں ''غفر الله لك'' خدا تجھے معاف کرے، خدا اور دوسرے فرشتے ان دو فرشتوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اگر کسی مسلمان کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پے درود نہ بھیجے تو وہ دو فرشتے کہتے ہیں۔ (لا غفر الله لك) ''خدا تجھے نہ بخشے'' خدا اور دو فرشتے کہتے ہیں، آمین

(زبدۃ البیان: ۸۵، بحار الانوار: ۸۵/۷۹/۲ اور ۹۴/۶۸ حدیث ۵۷)

اسی طرح اردبیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو خدا اسے جہنم میں داخل کرے گا اور اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔ (امالی صدوق: ۶۷۶ حدیث ۲۰ مجلس ۸۵، بحار الانوار: ۹۴/۴۹ حدیث ۷)

مولف کہتا ہے حدیث میں یہ جو کہا گیا ہے کہ جس کسی کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا، اس سے یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کام واجب ہے کیونکہ اس کے ترک کرنے پر عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور جو عمل ایسا ہو، وہ واجب ہوتا ہے۔

علماء کا ایک گروہ مثلاً ابن بابویہ، فاصل مقداء، کرخی، سید علی خان علیہم الرحمہ صحیفہ سجادیہ کے شارح وجوب کے قائل ہیں۔ اہل سنت کے علماء میں سے طحاوی اور زمخشری نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

حوا کا حق مہر

(۲/۶۶) شیخ ابو الفتوح رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں ایک حدیث جو حضرت آدم کی خلقت کے متعلق ہے میں کہتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نیند سے بیدار ہوئے تو حوا کو اپنے پاس دیکھا، اپنے ہاتھ کو اس کی طرف بڑھانے کا ارادہ کیا۔ تو فرشتوں

نے ان کو منع کیا۔ حضرت آدم نے فرمایا کیا خدا نے حوا کو میرے لیے پیدا نہیں کیا؟ فرشتوں نے کہا پہلے تین مرتبہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجو۔

(تفسیر ابوالفتوح رازی: ۹/ ۱۷۶، بحارالانوار: ۱۵/ ۳۳ سطر ۱۲)

کثرت سے درود

(۶۷/ ۳) کلینی علیہ الرحمۃ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

جب بھی پیغمبر اکرمؐ کو یاد کریں تو آپ پر بہت زیادہ درود بھیجیں، بے شک جو کوئی بھی آپؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو خدا اس پر ہزار فرشتوں کی صف میں ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اور خدا کی تمام مخلوق اس پر درود بھیجتی ہے، کیونکہ خدا اور اس کے فرشتوں نے ان پر درود بھیجا ہے۔

جو کوئی اس کام کی طرف رغبت اور میلان نہ رکھتا ہو وہ نادان اور مغرور ہے۔ خدا، رسول خداؐ اور آنحضرت کی اہل بیت اس شخص سے بیزار ہیں۔ (الکافی: ۲/ ۴۹۲ حدیث ۶، الوافی: ۹/ ۱۵۱۷ حدیث ۱۰، وسائل الشیعۃ: ۴/ ۱۲۱۱ ح ۴)

درود کی عظمت

(۶۸/ ۴) کتاب حدائق میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

ایک دن رسول خداؐ نے امیرالمومنین سے فرمایا: کیا آپ کو ایک خوش خبری دوں؟

حضرت نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ تو ہمیشہ ہمیں خیر و خوبی کی بشارت دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیل میرے لیے ایک شگفت انگیز خبر لایا ہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے عرض کیا: جبرائیل نے کون سی خبر آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اس نے کہا ہے: اگر میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود بھیجے اور میری اولاد کو بھی اس میں شامل کرے تو آسمان کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے لیے ستر مرتبہ دعا مغفرت کرتے ہیں، اگر چہ وہ بہت زیادہ خطا کار اور گناہ گار کیوں نہ ہو، اس کے سبب اس کے تمام گناہ گر جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔ خدا تبارک و تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے اور اسے جواب دیتا ہے اور اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے۔ اے فرشتوں تم نے اس شخص پر ستر مرتبہ دعا مغفرت کی ہے میں اس پر سات سو مرتبہ رحمت بھیجوں گا۔

اور اگر مجھ پر درود بھیجنے والا اپنے درود میں میرے اہل بیت کو شامل نہ کرے تو اس کے اور آسمان کے درمیان ستر پردے حائل ہو جاتے ہیں، خدا اس کا درود قبول نہیں کرتا۔ اسے جواب نہیں دیتا اور اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے کہ اس کی دعا کو اس وقت تک اوپر مت لے جانا جب تک اہل بیت پیغمبرؐ کو درود بھیجنے میں شامل نہ کرے۔ پس فرشتے ہمیشہ اس کے اور اس کی دعا کے قبول ہونے کے درمیان مانع ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ میری اہل بیت کو میرے ساتھ ملائے۔

(امالی صدوق:۵۷۶ حدیث ۱۸ مجلس ۸۵، بحارالانوار:۹۴/۵۶، حدیث ۳۰، جامع الاخبار:۷۳، وسائل الشیعۃ:۴/۱۲۲۰ حدیث ۱۰)

فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں

(۶۹/۵) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو کوئی محمد وآل محمد علیہم السلام پر دس بار درود بھیجے تو خدا اور اس کے فرشتے سو مرتبہ اس شخص درود بھیجتے ہیں اور جو کوئی محمد وآل محمد علیہم السلام پر سو مرتبہ درود بھیجے تو خدا اور اس کے فرشتے ہزار بار اس پر درود بھیجتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (سورۃ احزاب: آیہ ۴۳)

''وہ ایسی ذات ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں، تاکہ تمہیں تاریکیوں سے باہر نکالے اور نور کی طرف لے جائے اور وہ اہل ایمان پر بڑا مہربان ہے۔''

(الکافی:۲/۴۹۳ حدیث ۱۴، الوافی:۹/۱۵۱۸ حدیث ۱۴)

درود ایک وزنی عبادت ہے

(۷۰/۶) امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اعمال کے ترازو میں محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود سے زیادہ وزنی کوئی نیکی نہیں ہے۔ اس کے بعد فرمایا:

کل قیامت کے دن ایک شخص کے اعمال کی ترازو میں رکھیں گے اگر اس کے (نیک) اعمال کم ہوں گے تو اس وقت رسول خداؐ اپنے اوپر پڑھے گئے درود کو حاضر کریں گے اور اس شخص کے ترازو میں رکھ دیں گے۔ جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

(الکافی:۲/۴۹۴، حدیث ۱۵، قریب الاسناد:۱۲، بحارالانوار:۹۴:۴۹ حدیث ۹)

باآواز بلند درود پڑھنا

(۷۱/۷) امام صادق علیہ السلام اپنے اباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ارفعوا اصواتکم بالصلوۃ علی فانھا تذھب بالنفاق

(ثواب الاعمال:۱۵۹، بحارالانوار:۹۴/۵۹ حدیث ۴۱)

''مجھ پر درود بھیجتے وقت اپنی آواز کو بلند کرو، کیونکہ ایسا کرنے سے نفاق دور ہو جاتا ہے۔''

درود کفارہ گناہ ہے

(۸/۷۲) شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے کئے ہوئے گناہ کا کفارہ دینے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ محمد و آل محمدؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجے، کیونکہ صلوات گناہ کی بنیاد کو ویران کر دیتا ہے اور اسے ختم کر دیتا ہے۔

(امالی صدوق: ۱۳۱ حدیث ۸ مجلس ۱۷، بحارالانوار: ۹۴/۴۷ حدیث ۲)

حاجتیں اور درود

(۹/۷۳) قطب راوندی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: جو کوئی خلوص نیت کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ پر ایک بار درود بھیجے تو خدا اس کی سو حاجتیں کو پورا فرماتا ہے، جن میں سے تیس حاجتیں دنیا کی اور ستر حاجتیں آخرت کی ہوتی ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

جو کوئی بھی مجھ پر شوق اور محبت سے تین بار درود بھیجے تو وہ اس لائق ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کے دن اور رات کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (دعوات راوندی: ۸۹/۲۲۵، بحارالانوار: ۹۴/۷۰ حدیث ۶۳)

شیطان کی اقسام

(۱۰/۷۴) شہید اول اپنے مجموعہ میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

الشیطان شیطانان، شیطان الجن و یبعد بلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و شیطان الانس و یبعد باالصلوۃ علی النبی وآلہ

(المستدرک: ۵/۳۴۲ حدیث ۴۱)

''شیطان دو طرح کے ہیں۔ ایک شیطان جن سے ہے وہ تو "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" کے پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے اور دوسرا شیطان انسان سے ہے اور وہ نبیؐ اور ان کی آلؑ پر درود بھیجنے سے بھاگتا ہے۔''

باب عافیت

(۱۱/۷۵) کتاب جامع الاخبار میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا اس پر عافیت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(جامع الاخبار: ۶۹ حدیث ۵، بحارالانوار: ۹۴/ ۶۳ حدیث ۵۲)

مولف کہتا ہے: رسول خداؐ کے اس فرمان کی تائید وہ مطلب کرتا ہے جو میرے ایک شاگرد نے اہل علم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں آنکھ کے شدید درد میں مبتلا ہو گیا تھا درد اتنا شدید تھا کہ مجھے بینائی کے جانے کا خوف ہونے لگا۔ خواب میں ایک شخص نے مجھے زیادہ درود بھیجنے کا حکم دیا اور میں نے اس کام کو جاری رکھا۔ تھوڑی سی مدت میں خدا نے صلوات کی برکت سے مجھے شفا عنایت فرمادی اور جس درود کے پڑھنے کا مجھے حکم دیا وہ اس طرح تھا:

اللھم صلی علی محمد وآل محمد بعدد کل داء و دواء

درود اور گناہ

(۷۶: ۱۲) پیغمبر اکرمؐ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من صلی علی مرۃ لم یبق من ذنوبہ ذرۃ

''جو کوئی مجھ پر ایک بار صلواۃ پڑھے گا تو اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ گناہ باقی نہیں رہے گا۔''

درود بھیجنا

(۷۷/ ۱۳) ابن مسعود آنحضرت سے نقل کرتے ہیں کہ

اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوۃ فی دار الدنیا

''قیامت کے دن میرے نزدیک ترین وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا۔''

(المستدرک: ۵/ ۳۳۳ اور ۳۳۴ حدیث ۱۱۳ اور ۱۱۴)

طشت عناب

(۷۸/ ۱۴) ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

میں نے عالم رؤیا میں اپنے چچا حمزہ اور بھائی جعفر بن ابی طالب کو دیکھا، ان کے سامنے عناب کا ایک طشت تھا کافی دیر تک اس سے انہوں نے کھایا، اس کے بعد وہ انور میں تبدیل ہو گیا۔ ایک مدت اسے کھاتے رہے پھر وہ کھجوروں میں تبدیل ہو گیا، اسے بھی ایک مدت تک کھاتے رہے اس وقت میں ان کے پاس گیا اور کہا: میرا باپ آپ پر قربان ہو جائے آپ نے اعمال میں سے کس عمل کو افضل ترین عمل پایا ہے؟

ان دو بزرگوں نے فرمایا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یا رسول اللہ! ہم نے افضل ترین عمل آپ پر درود بھیجنا، پیاسوں کو پانی پلانا اور علی ابن ابی طالب کی دوستی کو پایا ہے۔ (دعوات راوندی: ۹۰ حدیث ۲۲۷، بحار الانوار: ۹۴/ ۷۰ حدیث ۶۳)

سو مرتبہ درود

(۱۵/۷۹) راوندی کتاب نوادر میں رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من صلی علی محمد مائة مرة قضی الله له مائة حاجة

(نوادر راوندی: حدیث ۱۸۵، المستدرک: ۵/ ۳۳۲ حدیث ۱۰)

''جو کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے خدا اس کی سو حاجتوں کو پورا کرے گا۔''

ایک انوکھا فرشتہ

(۱۶/۸۰) شیخ ابوالفتوح رازیؒ اپنی تفسیر میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں نے معراج کی رات آسمان کی سیر کرتے ہوئے ایک فرشتے کو دیکھا جس کے ایک ہزار ہاتھ تھے اور ہر ہاتھ میں ہزار انگلیاں تھیں وہ فرشتہ حساب کر رہا تھا اور اپنی انگلیوں سے گن رہا تھا۔

میں نے جبرائیل سے کہا: یہ فرشتہ کون ہے اور کس چیز کا حساب کر رہا ہے۔

جبرائیل نے کہا: یہ فرشتہ بارش پر موکل ہے اور حساب کر رہا ہے کہ کتنے قطرے آسمان سے زمین پر گرے ہیں۔

آپؐ نے اس فرشتے سے فرمایا: کیا تجھے ابتداء سے لے کر آج تک معلوم ہے کہ کتنے قطرے زمین پر پڑے ہیں؟ اس نے عرض کیا: مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ نہ صرف یہ کہ مجھے اتنا پتہ ہے کہ آسمان سے زمین پر کتنے قطرے پڑے ہیں بلکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کتنے قطرے سمندر میں، کتنے قطرے خشکی میں، کتنے قطرے آبادی میں، کتنے قطرے باغ میں، کتنے قطرے شور زمین میں اور کتنے قطرے قبرستان میں پڑے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے اس کے حافظہ سے تعجب کیا اس نے جب مجھے تعجب سے دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ باوجود اس کے کہ ہاتھوں اور انگلیوں کے لحاظ سے میرے پاس اتنی طاقت ہے اور اتنا میرا حافظہ قوی ہے لیکن ایک چیز کا حساب کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے اس سے سوال کیا وہ کس چیز کا حساب ہے؟ اس نے عرض کیا: جب آپ کی امت میں سے ایک گروہ جمع ہوتا ہے اور آپؐ کا نام آنے پر درود بھیجتا ہے تو میں اس کے ثواب کو شمار نہیں کر سکتا۔

(تفسیر ابوالفتوح، ۲/ ۲۲۸ المستدرک: ۵/ ۳۵۵ حدیث ۸)

(۱۷/۸۱) شیخ عبدالحق دہلوی کتاب تاریخ مدینہ میں نقل کرتے ہیں:

حج کے موقع پر ایک شخص کو دیکھا گیا جو حج کے تمام اعمال اور مناسک میں سوائے صلوات محمدؐ وآل محمدؐ کے اور کوئی دعا نہیں کرتا۔ اس سے پوچھا گیا وہ دعائیں کیوں نہیں پڑھتے جو ان مقامات کے لیے واجب ہیں، اس نے کہا: میں نے اپنے طور پر عہد کیا ہے کہ فقط صلوات بھیجوں، کوئی اور دعا اس کے ساتھ شریک نہ کروں، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میرا باپ اس دنیا سے گیا تو میں نے اسے گدھے کی شکل میں دیکھا، جو دکھ کا باعث ہوا۔ اس کے بعد میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، میں نے آپ کے دامن احسان کو پکڑ لیا، آپ سے باپ کی شفاعت طلب کی اور آپ سے اس واقعہ کا سبب پوچھا: آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ سود خور تھا اور جو کوئی بھی سود خور ہو اس کی یہی سزا ہے۔ لیکن تیرے باپ میں ایک خصوصیت موجود تھی وہ یہ کہ جب رات کو سوتا تھا تو ہر رات سوتے وقت مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا کرتا تھا، اس عمل کی وجہ سے ہم نے اس کے بارے میں تیری شفاعت کو قبول کرلیا اور اسے بخش دیا ہے۔ اس وقت میں نے اپنے باپ کا چہرہ چاند کی طرح نورانی دیکھا اور اسے دفن کرتے وقت ایک ہاتف غیبی کی آواز سنی، جو کہہ رہا تھا کہ تیرے باپ پر خدا کی عنایت اور بخشش کا سبب وہ صلوات ہے جو رسول خداؐ پر بھیجا کرتا تھا۔

(دارالسلام: ۲/ ۹۴)

آل محمدؐ پر درود

(۱۸/ ۸۲) محدث نوری شیخ احمد بن زین الدین (جو اپنے زمانے میں اپنا بدل نہ رکھتے تھے) سے نقل کرتے ہیں:

میں نے عالم خواب میں امام زین العابدین علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان کے پاس شکوہ اور نالہ کیا کہ آخرت کے لیے کچھ جمع نہیں کیا، توبہ کی توفیق بھی حاصل نہیں ہوسکی اور میں اعمال صالح بجالا نہ سکا۔

حضرت نے فرمایا: تیرے لیے جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کر اور ہم اس بھیجے ہوئے درود کے عوض تمہاری طرف سے وہ اعمال قیامت تک بجالائیں گے جن کی توفیق تجھے حاصل نہیں ہوئی۔

(دارالسلام: ۲/ ۱۱۲)

(۱۹/ ۸۳) کلینی علیہ الرحمۃ کتاب کافی میں امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں:

آپ نے ایک شخص سے فرمایا: (**وذکر اسم ربه فصلی**) کا معنی کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جب بھی اس کے پروردگار کا نام آئے تو وہ اٹھے اور نماز پڑھے۔ آپ نے فرمایا: اگر خدا نے ایسی تکلیف دی ہوتی تو بڑا مشکل تھا۔ اس شخص نے عرض کیا پس اس کا معنی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

كمال ذكر اسم ربه صلى على محمد و آله

''جب بھی اپنے رب کا نام یاد کرو تو محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجو۔''

درود اور مشکلات کا حل

(۲۰/۸۴) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیہ شریفہ

وَإِذْ نَجَّيْنٰكُم مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ (سورۃ بقرہ: آیت ۴۹)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کا عذاب سخت یہ تھا کہ ان سے عمارتیں بنانے کے لیے مٹی کھینچنے کا کام لیتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں بھاگ نہ جائیں انہیں باندھ کر رکھتے تھے۔ بمشکل یہ لوگ مٹی کو سیڑھیوں کے اوپر لے کر جاتے تھے۔ بسا اوقات اوپر سے نیچے گر کر مر جاتے تھے یا ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھتے تھے، کوئی ان کی طرف توجہ نہ کرتا تھا، یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو کہ کوئی کام بھی شروع نہ کرو مگر یہ کہ اس کی ابتداء محمدؐ اور ان کی آل طیبین علیہم السلام پر درود بھیجنے کے ساتھ کرو۔ انہوں نے اس حکم پر عمل کیا اور مشکل آسان ہوگئی۔ یہ بھی فرمایا: کہ جو کوئی بھی درود بھول جانے کی وجہ سے زمین پر گر پڑے یا لنگڑا لولہ ہو جائے اگر وہ خود پڑھ سکتا ہو تو صلوات پڑھے اور اگر وخود نہ پڑھ سکتا ہو تو کوئی دوسرا اس کی طرف سے پڑھے تا کہ یہ مصیبت اس کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

اس تفسیر میں آیت کے اس حصے (يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ) (سورۃ بقرہ: آیت ۴۹) ''تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے تھے'' کے ذیل میں فرماتے ہیں ان کی عورتوں میں سے جو کوئی بھی حاملہ ہوتی تو دائی کو رشوت دیتے تھے تا کہ کسی کو نہ بتلائے، یوں مدت حمل مکمل ہو جاتی تھی، جب بچہ پیدا ہوتا تو اسے صحرا میں، یا کسی پہاڑ کے سوراخ میں، یا کسی دور مقام پر چھوڑ آیا کرتے تھے اور دس مرتبہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتے تھے جس کے سبب خدا تعالیٰ ایک فرشتے کو اس بچے پر مامور کرتا تھا تا کہ اس کی تربیت کرے۔ وہ بچہ ایک انگلی سے دودھ پیتا تھا اور دوسری انگلی سے نرم غذا کھاتا تھا۔ اس طرح بنی اسرائیل کی قوم بڑھتی رہی۔ جتنی تعداد ان کی بچی وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ تھی جو قتل ہوئی۔

تفسیر میں اس آیت ''وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط'' (سورہ بقرہ: آیت ۴۹) ''تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے'' کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ عورتوں کو باقی رکھتے تھے اور اپنی کنیزیں بنا لیتے تھے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور گریہ و نالہ کرنے لگے اور کہا کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کام پر لگائے رکھتے ہیں اور ان سے خدمت کرواتے ہیں لہٰذا مدد فرمائیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجا کرو تا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرو۔ آیہ شریفہ:

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ (سورۃ بقرہ: آیت ۵۰)

''جب ہم نے دریا کو چیرا اور تمہیں نجات دی'' کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ دریا کے کنارے پہنچے تو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو میری توحید کی تجدید کریں، اپنے دلوں کے ساتھ مخلوق کے سردار محمدؐ کی نبوت کا اقرار کریں، ان کے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ تجدید عہد کریں اور ان سے کہو یہ کہیں کہ خدایا ہمیں یہ دریا

عبور کرنے کی ہمت فرما، اگر ایسا کرو گے تو دریا کا پانی زمین کی طرح ہو جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ دستور دیا تو انہوں نے جواب میں کہا، ہمیں جو اچھا نہیں لگتا اسے بجالانے کا حکم دیتے ہو۔ آیا موت کے علاوہ اور کوئی ڈر تھا کہ ہمیں فرعون سے بھگا کر لائے ہو؟ اب آپ ہمیں موجیں مارتے ہوئے دریا کے سامنے یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے ہو۔ معلوم نہیں ہمارے سر پر اب کون سی مصیبت آئی گی۔

کالب بن یوحنا جو گھوڑے پر سوار تھا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ دریائی خلیج چار فرسخ لمبی ہو۔ کیا خدا نے آپ کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ان کلمات کو پڑھ کر اس میں داخل ہو جائیں؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: آپ بھی ہمیں یہی حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں! اس وقت وہ کھڑا ہوا اور اس نے خدا کی توحید، محمدؐ کی نبوت اور امیر المومنینؑ اور ان کی آل اطہار علیہم السلام کی ولایت کا اقرار کیا اور ان کے ساتھ اپنے عہد کی تجدید کی پھر یہ عرض کیا:

اللھم بجاھھم جوزنی علی متن ھذا الماء

''اے خدا تجھے ان عظیم ہستیوں کا واسطہ دیتا ہوں مجھے اس پانی کے اوپر سے گزار دے۔''

اس کے بعد اپنے گھوڑے کو پانی کے اندر لے گیا اور پانی کے اوپر چلنے لگا، پانی ایسے ہو گیا جیسے نرم اور ہموار مٹی ہو، یہاں تک کہ سمندر کے کنارے تک چلا گیا۔ پھر جلدی سے واپس آیا اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! پیغمبر موسیٰ کی اطاعت کرو۔

فما ھذا الدعا الا مفتاح ابواب الجنان مغالیق ابواب النیران ومستنزل الارزاق والجالب علی عباد اللہ و امائہ رضاء الرحمان المھیمن اخلاق۔

''یہ دعا جس کی تمہیں تعلیم دی گئی ہے یہ جنت کے دروازوں کی چابی، جہنم کے دروازوں کا تالا رزق کو نازل کرنے والی اور خدائے مہربان کی خوشنودی کو جلب کرنے والی ہے۔''

بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ ہم سوائے زمین پر چلنے کے کسی طرح بھی نہ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا: ان اضرب بعصاك البحر ''اپنے عصا کو دریا پر مارو اور کہو "اللھم صلی علی محمد و آلہ و اغلقہ" ''اے خدا محمد و آل محمد پر درود بھیج اور اس دریا کو ہمارے لیے چیر دے۔ پس یہ پڑھنا تھا کہ دریا اور دریا کی تہہ تک زمین نظر آنے لگی۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: اب اس میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگے: ابھی اس کی زمین تر اور پھسلا دینے والی ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں، خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا: اے موسیٰ! کہو:

"اللھم بحق محمد و آل الطیبین جففھا"

''اے معبود محمد وآل محمد علیہم السلام کے صدقے میں اس زمین کو خشک کر دے۔''

جب موسیٰ نے یہ کہا تو خدا نے بادصبا کو اس کی طرف بھیجا اور وہ زمین خشک ہوگئی۔ پھر موسیٰ نے فرمایا: اب داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا: اے پیغمبر خدا! ہم بارہ قبیلے ہیں۔ جب ہم دریا میں داخل ہوں گے تو ہر قبیلہ کی یہ کوشش ہوگی کہ ہم دوسرے سے آگے جائیں، ہوسکتا ہے کہ کوئی حادثہ رونما ہو جائے۔ اگر ہر قبیلے کے لیے علیحدہ راستہ بن جائے تو اس چیز کا خطرہ نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اپنے عصا کو ان کی تعداد کے مطابق بارہ مرتبہ زمین پر مارو اور یہ کہو:

اللهم بجاه محمد و آله الطيبين بين لنا الارض و امط الماء عنا

''اے خدا! محمد اور ان کی پاک آل کی آبرو کی قسم زمین کو ہمارے لیے ظاہر فرما اور پانی کو دور کر دے پس ایسا کرنا تھا کہ بارہ راستے بن گئے۔''

اور اوپر سے زمین بادصبا کے چلنے کی وجہ سے خشک ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اب داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا جب ہم میں سے ہر گروہ اپنے اپنے راستے پر چل نکلے گا تو دوسرے گروہ کو معلوم نہ ہوگا کہ ان پر کیا گزری۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: ان راستوں کے درمیان اپنے عصا سے مارتے جاؤ اور یہ کہتے جاؤ:

اللهم بجاه محمد و آله الطيبين لما جعلت فى هذا الماء طيقانا واسعة يرى بعضهم بعضنا

اے خدا! تجھے محمد اور ان کی پاک آل کا واسطہ، اس پانی کے درمیان بڑے بڑے روشندان بنا دے تا کہ یہ گروہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں، اس کے بعد بنی اسرائیل داخل ہو گئے۔

نماز سے مراد آل محمدؐ پر درود

(۲۱/۸۵) امام حسن عسکری علیہ السلام آیت شریفہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

(سورۃ بقرہ: آیت ۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ والدین، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرو، لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرو اور نماز قائم کرو۔''

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نماز سے مراد نماز پنجگانہ اور محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا ہے۔ نیز امام

فرماتے ہیں کہ مختلف حالات میں محمد وآل محمد پر درود بھیجتے رہا کرو۔ جب تمہیں غصہ آئے یا خوشحال ہو، جب تم مشکلات میں دو چار ہو یا تم نعمت سے سرشار ہو اور جب تمہارے دلوں کو دکھ وتکلیف پہنچے۔ (تفسیر امام عسکریؑ: ۳۲۷)

(۸۶/۲۲) امام حسن عسکری علیہ السلام آیہ شریفہ:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

(سورۃ بقرہ: آیت ۸۹)

''بعثت سے قبل آنحضرتؐ کے نام کے ذریعے کافروں پر فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور جب وہ آیا اور اسے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔''

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو بعثت سے پہلے یہودیوں کے ایمان کے بارے مطلع کیا ہے کہ یہودی پیغمبر کا نام لے کر اوران اوران کی اہل بیت پر صلوات بھیجنے کے ذریعے سے دشمنوں پر فتح ونصرت طلب کرتے تھے۔

(تفسیر امام عسکریؑ: ۳۹۳)

یہودی اور درود

(۸۷۔۲۳) امام فرماتے ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ اوران کے بعد والے زمانے کے یہودیوں کو حکم فرمایا تھا کہ وہ جب بھی کسی مشکل میں پڑیں اور یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو خدا کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر پکاریں اوران کے وسیلے سے مدد طلب کریں۔

یہودی اس حکم پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ کے یہودی بعثت پیغمبر سے قبل سالہا سال تک ایسا کرتے اور بلاؤں، مصیبتوں اور مشکلات پر غلبہ حاصل کرتے تھے۔ رسول اکرمؐ کی بعثت سے دس سال قبل دو قبیلے اسد اور غطفان اور کچھ مشرکین یہودیوں کے ساتھ دشمنی کرنے اوران کو اذیت وتکلیف دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہودیوں نے خداوند تعالیٰ کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر درخواست کی تو اس تقرب کے واسطہ سے انہوں نے مشکلات پر قابو پا لیا۔

ایک دفعہ ان دو قبیلوں نے تین ہزار گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ کے اطراف میں یہودیوں کے کچھ محلوں پر حملہ کر دیا، یہودی جو تین سو سے زیادہ نفر نہ تھے انہوں نے مقابلہ کرنے کے لیے خدا کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر پکارا تو خدا کے فضل وکرم سے ان کو شکست دے دی۔

شکست کے بعد ان دو قبیلوں نے مشورہ کر کے یہ پروگرام بنایا کہ باقی قبیلوں سے مدد لی جائے، اس طرح انہوں نے اپنی

تعداد تیس ہزار تک کر لی اور دوبارہ ان تیس ہزار نفر کے ساتھ تین سو یہودیوں پر حملہ کر دیا، ان کو اپنے محاصرہ میں لے لیا، ان کا کھانا پانی بند کر دیا۔ یہودیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان سے امان طلب کی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور کہنے لگے کہ تمہارے لیے بچ کر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا تمہارے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے گا اور تمہارے اموال لوٹ لیے جائیں گے۔

جب یہودیوں نے امید کے تمام راستے بند دیکھے تو چارہ جوئی کی فکر کرنے لگے، یہودیوں کے بزرگوں نے کہا: اپنے گزرے وقت کو کیوں بھول گئے ہو؟ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بزرگوں کو یہ حکم نہیں فرمایا تھا کہ جب کبھی مشکلات میں پھنس جاؤ تو محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر خدا سے مدد طلب کرو اور اس کے دربار میں آکر آہ و بکا کرو اور اپنی مشکلات کو محمد و آل محمد علیہم السلام کے واسطے سے برطرف کرو۔ سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ انہوں نے کہا: تم بھی ایسا ہی کرو تا کہ نجات پا سکو۔

یہودی دست بہ دعا ہوئے:

اے خدا محمد و آل محمد علیہم السلام کی عزت و عظمت کے واسطے ہم تک پانی پہنچا دے، ان ظالموں نے پانی بند کر دیا ہے۔ حال یہ ہو چکا ہے کہ ہمارے جوان کمزور ہو چکے ہیں اور ہلاکت کا سخت خطرہ ہے۔

ان کی دعا اللہ نے مستجاب فرمائی اور ایسی موسلا دھار بارش نازل فرمائی کہ ان کے حوض، نہریں اور تمام برتن بھر گئے۔ یہودیوں نے کہا کہ دو احسانوں میں سے ایک احسان تو ہم تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد وہ چھتوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے کہ جن لشکر نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا ان کے ساتھ کیا گزری، انہوں نے دیکھا کہ پورا لشکر مصیبت میں گرفتار ہے۔ ان کا اسلحہ بیکار ہو چکا ہے، ان کے تمام وسائل اور کھانے کی چیزیں خراب ہو چکی ہیں۔ اس لشکر کے کچھ لوگ اس غیر متوقع بارش کو اپنے لیے فال بد سمجھتے ہوئے واپس چلے گئے۔ وہ لشکریوں کی تعداد جو باقی بچ گئی تھی نے یہودیوں سے کہا کہ فرض کر لیا پانی تو آپ کو مل گیا لیکن کھانا کہاں سے حاصل کرو گے؟ اگر ہمارے کچھ لوگ واپس چلے گئے تو ہم واپس نہیں گئے، یہاں تک کہ تم، تمہارے اہل و عیال اور تمہارے اموال پر غلبہ حاصل کر لیں۔ اپنی تکلیف کو دور اور دل کو تسلی دے لیں، یہودیوں نے کہا: جس ذات نے ہمیں محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے پیاس سے نجات دی ہے وہ اس چیز پر قدرت رکھتا ہے کہ ہمیں کھانا کھلائے اور جس ذات نے تمہارے ایک گروہ سے نجات دی ہے وہ دوسروں کے شر کو بھی دور فرما دے گا۔ اس کے بعد یہودیوں نے خداوند تعالیٰ کو محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر پکارا اور کھانے کا سوال کیا تو خداوند تعالیٰ نے ان کی طرف ایک ایسا بڑا قافلہ بھیج دیا جن کے ساتھ دو ہزار اونٹ، خچر اور گدھے تھے اور اپنے ہمراہ آٹا، گندم اور کھانے کی دوسری چیزیں رکھتے تھے۔ جب یہ قافلہ پہنچا تو دشمن کا تمام لشکر نیند میں تھا، خدا نے ان پر نیند کو اس قدر غالب کر دیا کہ انہیں اس قافلے کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی اور وہ قافلہ بڑے آرام سے بستی میں داخل ہو گیا، اپنا سارا مال و متاع زمین پر رکھ دیا اور یہودیوں کو بیچ دیا، اس کے بعد اس مقام سے دور چلے گئے لیکن لشکر ابھی تک سویا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد جب لشکر والے نیند سے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑائی کا ارادہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ بھوک کی وجہ سے کمزور ہو چکے

ہیں، بہت جلد ہمارے ہاتھ لگ جائیں گے، یہودیوں نے ان کے جواب میں کہا کہ جو تم نے خیال کیا ہے ایسا نہیں ہے، بلکہ خدا نے ہمیں کھانا پہنچا دیا ہے، جب تم سوئے ہوئے تھے اور اس وقت اگر ہم چاہتے تو تم سب کو ختم کر سکتے تھے لیکن ہم نے ایسا کرنا پسند نہ کیا اب تم واپس چلے جاؤ اور ہمیں ہمارے حال پر باقی چھوڑ دو وگرنہ خدا سے محمد وآل محمد علیہم السلام کی مدد طلب کریں گے تاکہ تمہیں ذلیل و رسوا کرے لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ یہودیوں نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور خدا سے محمد وآل محمد علیہم السلام کے واسطہ سے مدد طلب کی اور اپنی کم تعداد کے ساتھ اس بڑے لشکر پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور باقیوں کو ادھر ادھر بھگا دیا۔ ان یہودیوں نے بعثت پیغمبرؐ اور ظہور اسلام کے بعد رسول اکرمؐ سے حسد کیا اور ان کو جھٹلایا اور یہ کہتے تھے کہ وہ عرب کے قبیلے سے کیوں ہیں۔ پھر رسول خداؐ نے فرمایا: یہ فتح اور نصرت صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دیتے تھے۔

پس تم اے امت محمدؐ مصائب اور پریشانی کے وقت محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دو تاکہ خدا ان کی برکت سے تمہارے موکل فرشتوں کے ذریعے تمہارے دشمن شیطان کے خلاف تمہاری مدد کرے۔ تم میں سے ہر ایک کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہے جو نیکیوں کو لکھتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو گناہ لکھتا ہے اس فرشتے کے ساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان ہیں جو اسے گمراہ کرتے ہیں۔ جب وہ دو شیطان دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔ اگر وہ ذکر خدا کرے اور یہ ذکر شریف کرے "**لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین**" تو وہ دو شیطان بے بس ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ (تفسیر امام عسکریؑ: ۳۹۴، ۳۹۶)

شدید عذاب

(۸۸/ ۲۴) محدث نوری اپنی کتاب ''دارالسلام'' میں کتاب ''ریاض الذوھان'' سے نقل کرتے ہیں:

ایک عورت نے خواب میں اپنی مرحوم بیٹی کو شدید عذاب میں گرفتار دیکھا، جب خواب سے بیدار ہوئی تو اس مشاہدے نے اسے غمناک کر دیا اور رونے لگی۔ دو دن بعد پھر اسے خواب میں دیکھا وہ بڑی خوش وخرم جنت کے باغوں میں چہل قدمی کر رہی ہے۔ جب اس نے اپنی بیٹی سے سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھی، لیکن آج ایک شخص اس قبرستان سے گزرا اور اس نے چند بار محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود پڑھا، اس کے درود کے ثواب کو اہل قبور کے درمیان تقسیم کر دیا، اس طرح سبھی کا عذاب رحمت خداوندی میں تبدیل ہو گیا۔ (دارالاسلام: ۲/ ۱۸۸)

درودرات کے وقت

(۸۹/ ۲۵) محدث نوری کتاب شفاء الاسقام سے محمد بن سعید کی روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے معین مقدار محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجا کروں گا۔ ایک رات میں نے عالم رویا میں رسول خداؐ

کو دیکھا کہ ہمارے کمرے میں تشریف لائے ہیں۔حضرت کے نور اقدس سے تمام گھر منور ہو گیا۔حضور نے فرمایا:

وہ منہ کہاں ہے جس کے ساتھ مجھ پر درود بھیجتے ہو، تاکہ اس کا بوسہ لوں، میں نے اپنا منہ آگے کرنے سے شرم محسوس کی اور اپنا چہرہ آگے کر دیا، آنحضرتؐ نے میرے چہرے کو بوسہ دیا۔میں خوشی کے عالم میں بیدار ہوا اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کیا۔گھر کے تمام کمرے اس طرح خوشبودار ہو چکے تھے گویا وہاں پر مشک وعنبر کی خوشبو چھڑکی گئی ہو اور یہ خوشبو آٹھ دنوں تک میرے چہرے سے آتی رہی اور ہر کوئی اس سے بہرہ مند ہوتا تھا۔(دارالسلام:۲/ ۱۸۸)

ابراہیمؑ اور درود

(۲۶/۹۰) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ ''علل الشرائع'' میں امام ہادی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا کیونکہ ابراہیم محمد وآل محمد علیہم السلام پر بہت زیادہ درود بھیجا کرتے تھے۔(علل الشرائع:۱/ ۳۳)

(۲۷/۹۱) کتاب بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ میں حضرت باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کوئی اپنی نماز کے رکوع سجدہ اور قیام میں درود بھیجے یعنی کہے "اللھم صل علی محمد و آل محمد علیھم السلام" تو خدا تعالیٰ اسے رکوع سجود اور قیام کا ثواب عطا کرے گا۔

(بشارۃ المصطفیٰ:۱۹۳، الکافی:۳/ ۳۲۴ حدیث ۱۳)

درود سب سے بہتر ہے

(۲۸/۹۲) شیخ حر عاملی کتاب وسائل الشیعہ میں اصول کافی سے نقل کرتے ہیں۔

ایک شخص جس کا نام عبدالسلام تھا نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب میں طواف کر رہا تھا تو محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کے علاوہ مجھے کوئی دعا یاد نہ آئی، یہی عمل جب صفا ومروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا تو دہرایا۔

حضرت نے فرمایا: جس کسی نے بھی دعا کی ہے جو تجھے عطا کیا گیا ہے، اس سے بہتر ان کو عطا نہیں کیا گیا۔

(الکافی:۲/ ۴۹۴، حدیث ۱۷، وسائل الشیعۃ:۴/ ۱۲۱۱، حدیث ۵، ثواب الاعمال:۱۵۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ درود افضل ترین عمل ہے۔

درود اور تحریر

(۲۹/۹۳) شہید قدس اللہ مرقدہ اپنی کتاب ''منیۃ المرید'' میں رسول خداؐ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی اپنی تحریر میں مجھ پر درود پڑھنے کا تذکرہ کرے گا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں باقی رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

(منیۃ المرید:۲۱۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس باب کو دو مطالب کے ذکر مکمل کرتے ہیں:

اول: وہ فضائل جو آنحضرتؐ کے ساتھ بہت زیادہ اختصاص رکھتے ہیں اگر چہ وہ بہت زیادہ ہیں لیکن ہم صرف اس روایت پر اکتفاء کرتے ہیں جو ''کافی'' میں امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو پیغمبر اکرمؐ کے وجود اقدس کے ساتھ خاص ہیں اور آپؐ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ پیغمبر اکرمؐ کا سایہ نہ تھا۔ جس مقام سے آپؐ کا گزر ہوتا تو دو یا تین دن تک گزرنے والے کو ایسی خوشبو آتی جس سے وہ سمجھ جاتا کہ یہاں سے حضورؐ کا گزر ہوا ہے اور جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپؐ کو سجدہ کرتا۔

(الکافی:۱/ ۴۴۲، بحارالانوار:۱۶/ ۳۶۸حدیث ۷۹)

مولف کہتے ہیں کہ ایک فارسی شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے:

سایه پیمبر ندارد هیچ می دانی چرا؟
آفتابی چون علی در سایه پیغمبر است

''آپ کو معلوم ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کا سایہ کیوں نہیں ہے۔ اس لیے کہ علیؑ جیسا سورج ان کے سایہ میں ہے۔''

دوسرا مطلب: یہ ہے کہ آیا محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا ان کے مقام ومرتبہ کی بلندی کا سبب بنتا ہے یا نہیں۔

ایک گروہ نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ ان کے گمان میں خداوند تعالیٰ نے ان کو انسانیت کے کامل ترین مرتبہ پر فائز کیا ہے، اس مرتبہ سے بڑھ کر کسی اور مرتبہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس نظریہ کے مطابق درود پڑھنے کا فائدہ صرف درود پڑھنے والے کو پہنچتا ہے۔ جیسے کہ زیارت جامعہ میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کا فرمان اس مطلب پر دلالت کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

ہمارے درود اور اس ولایت کا فائدہ جو آپ اہل بیت کے ساتھ رکھتے ہیں ہماری اخلاق اور نفوس کی پاکیزگی قرار دیا ہے۔

(عیون الاخبار:۲/ ۲۷۲۔۲۷۷۔ بحارالانوار:۱۰۲/ ۱۲۷حدیث ۴)

لیکن مولف نے پہلے نظریے کو اختیار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ہمارا درود بھیجنا محمد وآل محمد علیہم السلام کے مرتبہ اور درجہ کی بلندی اور زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ اس وجہ سے کہ روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور اس لیے کہ قابل اور کامل دونوں موجود ہیں۔ یعنی چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ذات مقدسہ ایسے موجود ہیں جو فیض کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پروردگار عالم کی ذات ایسی ذات ہے جو سب کے لیے فیاض (یعنی فیض کثیرا) ہے کیونکہ مقتضی موجود ہے اور مانع مفقود۔ یعنی تقاضا کرنے والی چیز موجود ہے اور کوئی

مانع بھی نہیں ہے۔لہٰذا اس قول کو قبول کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور خود آنحضرتؐ بھی اس طرح تھے کہ امت کے نیک و صالح افراد سے دعا کا تقاضا کیا کرتے تھے کہ:

ان ربی وعدنی مرتبة الشفاعة والوسیلة ولا تنال الا بالدعاء

''میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ مجھے شفاعت اور وسیلہ کے مرتبہ و درجہ تک پہنچا دے،لیکن دعا کے بغیر اس مرتبہ تک نہیں پہنچا جا سکتا، یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے، اہل فکر کے لیے کافی ہے۔خداوند تبارک وتعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں محمد وآل محمد علیہم السلام کی ولایت پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ محشور فرمائے اور وہ جو چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔''

دوسرا حصہ

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فضائل ومناقب

(۱/۹۴) امیر المومنین علی علیہ السلام سے ایک مشہور روایت ہے کہ

تمام وہ جو قرآن میں ہے سورہ حمد میں ہے اور تمام جو سورہ حمد میں ہے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' میں جمع ہے اور وہ تمام جو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے اس کی ''باء'' میں ہے اور ''باء'' کے تمام اسرار اس کے نقطہ میں ہے اور میں باء کے نیچے والا نقطہ ہوں۔

مولف اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ فرمایا ہے کہ ''بسم اللہ'' کی باء میں مندرج ہے۔ یہ اس قول کی بنا پر ہے جس میں باء کو روشنی، رونق یا قدرت کے معنی میں لیا گیا ہو اور یہ بعد میں ذکر ہونے والے تمام اسماء کو شامل ہے۔ یا اس ربط کی وجہ سے جو اسم حق اور مخلوق کے درمیان باء کے ذریعے سے حاصل ہوگا۔

کیونکہ یہ بات واضح اور روشن ہے کہ تمام مخلوقات ہستی کی بنیاد وہ تعلق اور رابطہ ہے جو مخلوقات اور اسم حق کے درمیان موجود ہے۔ اگر یہ تعلق نہ ہوتا تو کوئی شئے نہ ہوتی۔ نہ کوئی ذات ہوتی نہ کوئی صفت اور نہ کوئی موصوف۔ پس یہی ربط اور تعلق ہی ایک ایسی اصل اور بنیاد ہے جو چیزوں کی حفاظت اور احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس عبارت کا معنی جو کمیل بن زیاد سے ہم تک پہنچی ہے کہ ''باء ہی کے سبب وجود ظاہر ہوا ہے اور نقطہ کے سبب عابد معبود میں تمیز پیدا ہوتی ہے'' کا معنی بھی یہی ہے۔ (مشارق الانوار:۳۸)

اور اس روایت کی توجیہ بھی یہی ہے جس میں حضرت فرماتے ہیں کہ:

''موجودات کو باء بسم اللہ کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔''

اور رہا یہ مطلب کہ نقطہ تمام اسرار کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے جو باء میں ہیں، تو ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ نقطہ باء کے ظاہر ہونے کا مقام ہے اور یہ نقطہ ہی ہے جس نے باء کو معین اور ظاہر کیا ہے۔ جیسے کہ لکھا ہوا نقطہ باء کو ظاہر کرتا ہے اور اس کو اس کے مشترکات سے جدا اور معین کرتا ہے۔

پس امام علیہ السلام کا مقصود حقیقت ہے یعنی وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں اسم الٰہی کا اٹھانے والا ہوں اور میں نے اسے عالم میں ظاہر اور معین کیا ہے، یا نقطہ سے مراد وہ چیز ہو جو الف یا دوسرے حروف کی اصل ہے اور یہ اس نام کا تذکرہ ہے جو الف اور بطریق اولی باء اور اپنی عین بساطت کے ساتھ تمام حروف کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس اسی وجہ سے صحیح ہے کہ اس نقطہ کو تحت الباء کا نام دیا جائے۔ جیسے ہم کہیں کہ معنی تحت لفظ ہے۔ یعنی لفظ اپنے اندر یہ معنی لئے ہوئے ہے، کیونکہ نقطہ باطن ہے اور باء اس کی حکایت کرتا ہے اور بذات خود باء کے نیچے چھپا ہوا ہے اگرچہ باء کے جسم میں ظاہر ہے۔ پس نقطہ ایک اعتبار سے خدا کے نزدیک مقام ومرتبہ رکھتا ہے،

بالفاظ دیگر اس کے ساتھ متحد ہے اور مقام پروردگار کا مظہر ہے اور صحیح ہے کہ تحت الباء عبارت صفت میں خبر کے لئے مبتداء ہو۔ مقصود یہ ہے کہ میں خود نقطہ ہوں اس کے ساتھ کہ تحت الباء واقع ہوں اور یہ اپنے نزول کے لحاظ سے اس عالم سفلی میں حقیقت محمد یہ ہے۔

علیؑ کے چہرے کا بوسہ

(۲/۹۵) بحرانی تفسیر ''برہان'' میں آیہ شریفہ

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا (سورۃ قصص: آیت ۳۵)

''تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے سے ہم طاقت ور کریں گے اور ہم تم دونوں کے لیے حجت، برہان، قدرت اور توانائی قرار دیں گے۔''

کے ذیل میں انس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے اپنا ایک قاصد ایک گروہ کی طرف بھیجا۔ ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا، یہ خبر آنحضرت تک پہنچی، آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا۔ حضرت نے ان سے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور باقی افراد کو قیدی بنا لیا جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول خداؐ سے ملاقات کی، آپؐ نے حضرت علیؑ کو گلے لگا لیا اور چہرے کا بوسہ دیا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان اس پر جس کے ذریعے سے خدا نے میرے بازو کو قوی کیا جیسے کہ موسیٰ کے بازو کو ہارونؑ کے ذریعے سے طاقت ور کیا۔

(تفسیر برہان: ۳/۲۲۶ حدیث ا، تاویل الآیات: ۱/۴۱۵ حدیث ۶، بحار الانوار: ۸۳/۳۰۵ سطر ۴)

وجود مثالی

(۳/۹۶) بحرانی تفسیر برہان میں برسی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ

جب ہارونؑ اپنے بھائی موسیٰؑ کے ساتھ اکٹھے ہوئے اور ایک دن فرعون کے پاس گئے اور ان کے دل میں فرعون کا خوف پیدا ہو گیا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے جس نے سونے کا لباس پہنا ہوا ہے اور ہاتھ میں سونے کی تلوار لیے ہوئے ہے ان کے آگے آگے چل رہا ہے۔ فرعون کو سونا بہت پسند تھا۔ اس گھوڑے پر سوار شخص نے فرعون کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ان دو آدمیوں کا جواب دو ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا فرعون نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو بڑا پریشان ہوا اور کہا اس کام کو کل انجام دوں گا۔ جب موسیٰؑ اور ہارون باہر چلے گئے تو اپنے دربار کے محافظوں کو بلایا اور ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی اور انہیں سزا کی دھمکی دیتے ہوئے کہا: یہ گھوڑے پر سوار شخص میری اجازت کے بغیر کس طرح داخل ہوا ہے؟ سب نے فرعون کی قسم کھا کر کہا کہ ان دو آدمیوں کے سوا اور کوئی شخص اندر نہیں آیا۔

گھوڑے پر سوار شخص علی علیہ السلام کا مثالی وجود مبارک تھا۔ جس کے ذریعے سے خدا نے پردے میں اپنے انبیاء کی مدد کی

اور خاتم الانبیاء کی ان کے ذریعے سے ظاہر بظاہر مدد کی۔ علی علیہ السلام خدا کا وہ عظیم کلمہ ہیں کہ خدا نے جس صورت میں چاہا اسے اولیاء کے لیے ظاہر کیا اور ان کی مدد فرمائی، انہوں نے اس کلمہ خدا کو پکارا۔ اس نے جواب دیا اور ان کو نجات دی۔ یہ آیت اس قصہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ (سورۃ قصص: آیت ۳۵)

''آیات اور معجزات کے ذریعے سے ہم نے تم دونوں کو وہ قدرت عطا کی ہے کہ دشمن ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتا۔''

ابن عباس کہتے ہیں سب سے بڑی الٰہی نشانی اور معجزہ جو خدا نے ان دو بزرگواروں کو عطا کیا وہ وہی گھوڑے پر سوار ہستی تھی۔

(مشارق انوار الیقین: ۸۱، تفسیر برہان: ۲۲۶/۳ حدیث ۲)

جن مکھی بن گیا

(۹۷/۴) برسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق میں نقل کرتے ہیں کہ تاریخ دانوں نے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے نزدیک ایک جن آپؐ سے مشکل احکام پوچھ رہا تھا۔ اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام وارد ہوئے تو وہ اس قدر چھوٹا ہوا کہ مکھی بن گیا۔ پھر وہ بولا اے رسول خداؐ! مجھے اپنی پناہ میں لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: کس سے ڈر رہا ہے؟ اس نے کہا اس جوان سے جو ہماری طرف آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ڈرنے کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا: جب طوفان نوح آیا تو میں نے کشتی نوح کو غرق کرنا چاہا، لیکن اسی نوجوان نے مجھے ضرب لگائی اور میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا کٹا ہوا ہاتھ دیکھایا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہاں یہ وہی جوان ہے۔

(مشارق انوار الیقین: ۸۵)

جوان سے پناہ

(۹۸/۵) ایک اور روایت کرتے ہیں کہ ایک جن رسول خداؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ

امیر المومنین علیہ السلام وہاں تشریف لائے، اس جن نے آپ کو دیکھ کر آواز بلند کی اور مدد طلب کی اور عرض کرنے لگا، اے رسول خداؐ! مجھے اس جوان سے پناہ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا: اس جوان نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے سلمانؑ کی نافرمانی کی تو حضرت سلیمان نے میری طرف کچھ جنوں کو بھیجا۔ میں ان پر غالب آ گیا۔ لیکن یہ جوان گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اور مجھے مجروح کر کے قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا وہ زخم بھی دکھلایا جو ابھی تک ٹھیک نہ ہوا تھا۔

(مشارق انوار الیقین: ۸۵، تفسیر برہان ۳/۲۲۶ حدیث ۴، مدینۃ المعاجز: ۱/ ۱۴۲ حدیث ۸۲)

مولف کہتے ہیں اگر چہ امیر المومنین علیہ السلام ظاہری طور پر اس دنیا پر بعد میں آئے ہیں لیکن آپ کے لیے زمان و مکان اس طرح سمٹے ہوئے ہیں کہ ان کے لیے ماضی، حال اور مستقبل کوئی اہمیت نہ رکھتا ہے، کیونکہ ان کا زمانہ اور زمانیات پر کنٹرول ہے۔ یہ سب کچھ آپ کی ولایت اور تصرف کے مرحون منت ہے۔ آپ کا وجود مقدس زمانے کا مقید نہیں۔ آپ تمام مخلوقات پر شاہد ہیں۔ حضرت امام ہادی علیہ السلام کا فرمان زیارت جامعہ میں جو موجود ہے اس کی تفسیر اسی معنی میں کی گئی ہے۔ جس میں حضرت فرماتے ہیں۔

واجساد کم فی الاجساد وارواحکم فی الارواح و انفسکم فی النفوس و قبور کم فی القبور

''یعنی آپ کا وجود مبارک تمام اجساد، ارواح، نفوس اور قبور کا احاطہ رکھتا ہے۔'' اور جو خدا قرآن میں اپنے کچھ خطابات میں گزرے ہوئے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرماتا: "الم تر" ''کیا تو نے دیکھا'' اس میں بھی یہی راز ہے۔''

اور کبھی کبھی بغیر وقت اور تحقیق کے ان جملوں کی تفسیر کسی اور طرح کر دی جاتی ہے، جو مناسب نہیں ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے "ذکر کم فی الذاکرین" یعنی تمہاری یاد، ذکر کرنے والوں کے درمیان ہے۔ یعنی آپ کے وجودی آثار کے احادیث وعلوم ہیں ان کے درمیان ہے اور اس جملہ کے متعلق کہا جاتا ہے "اجساد کم فی الاجساد" اس طرح "ارواحکم فی الارواح و نفوسکم فی النفوس" کے متعلق کہتے ہیں تمہارے اجساد تمہارے ارواح اور نفوس ہمارے، اجساد، ارواح اور نفوس کی طرح حکم رکھتے ہیں، لیکن عظمت اور برتری کے لحاظ سے سب کے لیے باعث تعجب ہیں اور پھر اس کی دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ بعد والی عبارت اس پر شاہد ہے۔ "فما احلی اسماء کم" یعنی مقام تعجب ہے کہ کس قدر آپ کے نام شیریں اور میٹھے ہیں۔

علیؑ کا پانی پینا

(۶/۹۹) شیخ حر عاملی علیہ الرحمۃ ''جواہر الشیعۃ'' میں ابن عباس سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

انہوں نے کہا امیر المومنین علیہ السلام نے پانی پیا تو پیغمبر اکرمؐ نے سجدہ کیا۔ اصحاب نے عرض کیا: اے رسول خدا آپ نے اس موقع پر سجدہ کیوں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب علی علیہ السلام نے پانی پیا تو خداوند تبارک وتعالیٰ نے ندا دی۔

هنيا مرئيا وليي وحجتي على خلقي و اميني على عبادي

''تیرے لیے مبارک ہوا ے میرے ولی! اے میری مخلوق پر میری حجت اور اے میرے بندوں پر میرے امین۔'' (جواہر السنیۃ: ۲۱۰)

علیؑ کی دوستی

(۱۰۰/۷) کراجکی قدس سرہ کتاب کنزالفوائد میں لکھتے ہیں کہ

فقیہ بزرگوار محمد بن احمد بن حسن بن شاذان قمی اپنی کتاب 'ایضاح دفائن النواصب'' سے اہل سنت کی طرف سے ابن عباس کی ورایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا: کیا علی ابن ابی طالب کی دوستی مجھے کوئی فائدہ پہنچائے گی؟ حضرت نے فرمایا: میں جبرائیل سے سوال کروں گا اور پھر بتاؤں گا جب آپ نے جبرائیل سے فرمایا تو اس نے عرض کیا: میں اسرافیل سے پوچھ کر بتاؤں گا اسرافیل نے جبرائیل سے کہا میں اپنے پروردگار سے مناجات کروں گا۔

دربار خداوندی سے اسرافیل کو خطاب ہوا کہ جبرائیل سے کہو کہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے کہو۔

تم میری نسبت ایسے ہو جیسے میں چاہتا ہوں اور علیؑ تیری نسبت ایسے ہے جیسے تو میری نسبت ہے اور علیؑ کے دوست اس کی نسبت ایسے ہیں جیسے علیؑ تیری نسبت ہے۔

(مشارق الانوار:٦٧، مائۃ منقبۃ:۴۳ منقبۃ:۲۰)

وہ انبیاء کے ساتھ محشور ہوگا

(۱۰۱/۸) صدوق علیہ الرحمۃ ''عیون اخبار الرضا'' میں حضرت رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام سے رسول خداؐ نے فرمایا:

جو آپ کو دوست رکھے وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ محشور ہوگا اور ان کے درجات میں قرار پائے گا اور جو تیرے ساتھ دشمنی رکھتے ہوئے اس دنیا سے جائے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ اس دنیا سے یہودی مرے یا نصرانی مرے۔

(عیون الاخبار الرضا:۲/۵۸ حدیث ۲۱۶، بحار الانوار:۲۷/۷۹ حدیث ۱٦)

علیؑ امین رسول

(۱۰۲/۹) ابن شاذان کتاب مناقب میں اباصلت ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ

میں نے رسول خداؐ سے سنا، جب کہ آپؐ نے خدا تبارک وتعالیٰ سے سنا کہ علی مخلوقات پر میری حجت، زمینوں کے درمیان میرا نور اور علم وحکمت پر میرا امین ہے، جس نے علیؑ کی معرفت کی اگر چہ وہ میری نافرمانی کرے، میں اسے جہنم میں نہیں ڈالوں گا اور جس نے علی علیہ السلام کا انکار کیا اگر چہ میری اطاعت کرے، میں اسے جنت میں داخل نہیں کروں گا۔

(مائۃ منقبۃ:۸۷ منقبت ۴٦، بحار الانوار:۲۷/۱۲٦ حدیث ۹۱)

مولف کہتے ہیں کہ زمخشری اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ ایک بہترین رمز اور علامت ہے۔ کیونکہ علی علیہ السلام کی دوستی ایمان کامل ہے اور جب ایمان کامل ہوتو گناہ نقصان نہیں پہنچاتے اور یہ جو فرمایا ہے۔ "وان عصانی" (اگر چہ میری نافرمانی کرے) یعنی اس شخص کو بوجہ احترام وعزت علی علیہ السلام بخش دوں گا اور اسی ایمان کی وجہ سے اسے بہشت میں داخل کروں گا۔ پس وہ شخص ایمان کی وجہ سے بہشت کے لائق ہے۔ چنانچہ بخشش اور مغفرت مشروط ہے علیؑ کی محبت ومعرفت رکھنے سے۔

اور یہ جو فرمایا ہے "لا ادخل الجنة" اسے بہشت میں داخل نہیں کروں گا کیونکہ علی علیہ السلام کی محبت اور ولایت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، علیؑ کی محبت کے بغیر اطاعت خداوندی ایسے ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم، چنانچہ وہ حقیقی اطاعت نہ تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حقیقی اطاعت وہ اعمال ہیں جو حب علی علیہ السلام کے ساتھ انجام پائیں، جو کوئی حضرت کی محبت رکھتا ہو در حقیقت اس نے خدا کی اطاعت کی ہے اور جو خدا کی اطاعت کرے وہ نجات پائے گا۔ نتیجتاً جو علی علیہ السلام کی محبت رکھتا ہے وہ نجات پائے گا۔

پس ثابت ہوا کہ علی علیہ السلام سے دوستی ایمان اور دشمنی کفر ہے۔ قیامت کے دن ان دو گروہوں یعنی محب علی علیہ السلام اور دشمن علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور نہ ہوگا۔ ان کے دوست کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ان کے لیے کوئی گناہ باقی نہ ہوگا، اس لیے جنت میں داخل ہوگا علی علیہ السلام کا دشمن ایمان نہیں رکھتا اور جو ایمان نہ رکھتا ہو اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا اور اس کی اطاعت درحقیقت معصیت ہے چنانچہ اس کا انجام دوزخ ہے۔

پس دشمنان علی کے لیے ہلاکت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اگر چہ ان کی نیکیاں اور ان کے اچھے کام تمام بندگان خدا کے اندازہ کے مطابق ہوں۔ دوست علی علیہ السلام اہل نجات میں سے ہوگا، اگر چہ سر سے پاؤں تک گناہوں میں غرق ہو۔ گناہ ایمان کی موجودگی میں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ایمان ایک ایسا اکسیر اور کیمیا ہے جو گناہ کے تانبے کو نیکی کے سونے میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پس خوش بخت ہیں محبان علی علیہ السلام اور دوستان علی علیہ السلام جو رحمت خدا میں محیط ہیں اور بد بخت ہیں دشمنان علی علیہ السلام جو رحمت خدا سے باہر ہیں۔

(مشارق الانوار:۲۶)

محب علیؑ اور ملائکہ

(۱۰۳/۱۰) ابن شاذان کتاب ''مناقب'' میں ابن عمر سے نقل کرتے ہیں:

ہم نے رسول خداؐ سے علی ابن ابی طالبؑ کے متعلق سوال کیا تو آپ غصے میں آ گئے اور فرمایا: کچھ لوگ ایسے شخص کے بارے میں شک کرتے ہیں جس کا مقام اور مرتبہ خدا کے نزدیک میرے مقام اور مرتبہ کی طرح ہے اور سوائے نبوت کے میرے تمام مقامات اور مراتب پر فائز ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا اور جو مجھے دوست رکھتا ہے خدا اس کے ساتھ راضی وخوشنود ہے اور جس سے خدا راضی وخوشنود ہو وہ اسے بہشت میں مقام عطا کرتا ہے۔

آ گاہ ہو جاؤ! جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے۔ فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جنت کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں تا کہ جس دروازے سے چاہے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام سے دوستی رکھتا ہو، خدا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور پیغمبروں کی طرح اس سے حساب و کتاب لے گا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے، جو کوئی بھی علیؑ سے دوستی رکھتا ہوگا۔ اس دنیا سے نہ جائے گا مگر یہ کہ جانے سے پہلے آب کوثر سے سراب ہوگا، درخت طوبیٰ کا پھل کھائے گا اور جنت میں اپنا مقام اور ٹھکانا دیکھے گا۔

آ گاہ رہو! جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو، تو موت کے وقت خدا اس کی جان کا نکلنا آسان کر دے گا اور اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا۔

آ گاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو۔ تو خدا اس کے بدن میں رگوں کے برابر حوریں عطا کرے گا، اس کے خاندان کے ستر افراد کے متعلق اس کی شفاعت قبول کرے گا اور اس کے بدن کے بالوں کی تعداد کے مطابق جنت میں اسے مقامات عطا فرمائے گا۔

خبردار! جو کوئی معرفت علی علیہ السلام رکھتے ہوئے انہیں دوست رکھتا ہو، تو خدا ملک الموت کو اس کی طرف ایسے بھیجتا ہے جیسے اپنے پیغمبروں کی طرف بھیجتا ہے۔ منکر و نکیر کے دیکھنے کے خوف کو دور فرما دیتا ہے، اس کی قبر کو منور کر دیتا ہے، اس کی قبر کو ستر سالوں کی مسافت کے برابر کشادہ کر دیتا ہے اور قیامت کے دن وہ سفید چہرے سے ہوگا۔

آ گاہ رہو! جو کوئی علی علیہ السلام سے دوستی رکھتا ہو، تو خدا اسے اپنے عرش کے سایہ میں صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ٹھہرائے گا۔ نیز قیامت کے ڈر سے محفوظ رکھے گا۔

جان لو! جو علیؑ کی حب رکھتا ہوگا خدا اس کی خوبیوں کو شرف قبولیت فرمالے گا، برائیوں سے سرف نظر کرے گا اور اسے بہشت میں حضرت حمزہ سید الشہداء کا دست راست بنائے گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو علیؑ کو دوست رکھے گا تو خدا اس کے دل میں حکمت، زبان پر سچائی اور راستی عطا کرے گا اور اپنی رحمت کے دروازے اس کے لیے کھول دے گا۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام کے ساتھ محبت رکھتا ہوگا۔ تو زمین میں اسے عبد خدا کے نام سے یاد کیا جائے گا اور خدا اس کے وجود سے اپنے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کے سامنے فخر و مباہت کرے گا۔

آ گاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوگا تو ایک فرشتہ خدا کے عرش خدا کے نیچے ندا کرے گا، اے خدا کے بندے! اپنے عمل کو دوبارہ شروع کر کیونکہ خدا نے تیرے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

آ گاہ رہو! جو کوئی علی علیہ السلام سے دوستی کا حامل ہوگا۔ قیامت کے دن بدر کامل کی طرح چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

جان لو! جو کوئی علی علیہ السلام کا محب ہوگا تو روز قیامت اس کے سر پر کرامت کا تاج اور اس کا بدن عزت کے لباس سے ملبوس ہوگا۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا تو وہ پل صراط سے بجلی کی رفتار سے عبور کر جائے گا۔ گزرتے وقت کسی قسم کی سختی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو علی علیہ السلام کو محبوب رکھے گا تو خدا اس کے لیے آگ سے دوری، منافقت سے رہائی، پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ اور عذاب سے نجات لکھ دے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا تو خدا اس کا نامہ اعمال نہیں کھولے گا۔ اس کے لیے میزان نصب نہیں کرے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ہر طرح کے حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوگا۔ وہ حساب، میزان اور صراط کی سختیوں سے محفوظ رہے گا۔

آگاہ رہو! جو کوئی آل محمد علیہم السلام کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے جائے گا تو فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ سبھی ارواح اس کی زیارت کے لیے آتی ہیں اور خدا تعالیٰ اس کی تمام خواہشات کو پورا کر دیتا ہے۔

خبردار! جو کوئی آل محمد علیہم السلام کے ساتھ دشمنی رکھے اور مر جائے تو وہ اس دنیا سے کفر کی موت مرا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو کوئی آل محمد علیہم السلام کی دوستی کے ساتھ مرے تو وہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا اور میں خدا تعالیٰ اسے بہشت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (مائۃ منقبۃ: ۶۴، منقبت ۴۳، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۱۴ حدیث ۸۹)

شیعیان علیؑ کی دس خوبیاں

(۱۰۴/ ۱۱) کتاب اعلام الدین میں آنحضرتؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا:

اپنے شیعوں اور دوستوں کو دس اچھی خصلتوں کی بشارت دو۔

پہلی: ان کی ولادت کی پاکیزگی۔

دوسری: حسن ایمان کی۔

تیسری: خدا ان کو دوست رکھتا ہے۔

چوتھی: ان کی قبریں وسیع ہیں۔

پانچویں: نور ان کے آگے آگے ہوگا۔

چھٹی: فقر کو ان کی آنکھوں سے باہر نکال دے گا اور ان کے دلوں کو بے نیاز کر دے گا۔

ساتویں: خدا ان کے دشمنوں کے ساتھ کینہ اور نفرت رکھتا ہے۔

آٹھویں: وہ کوڑھ اور برص وجذام کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

نوویں: ان کے گناہ اور برائیاں ختم ہو جائیں گی۔

دسویں: وہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔

(اعلام الدین: ۴۵۰، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۶۲ حدیث ۱۱، الزھد: ۸۶، الخصال: ۲/ ۴۳۰ حدیث ۱۰)

دشمن علیؑ اور سانپ

(۱۰۵/ ۱۲) کتاب فضائل میں عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

ہم مسجد نبوی میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے، آپؐ نے نمازِ ظہر جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر محراب کے ساتھ تکیہ لے لیا، آپ اس وقت مثل مہتاب چمک رہے تھے اور آپ کے اصحاب اردگرد جمع تھے۔ اچانک آپؐ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد زمین کی طرف دیکھا پھر پہاڑوں اور صحرا کی طرف نظر کی اور فرمایا:

اے گروہ مسلمین! خاموش ہو جاؤ۔ خدا تم پر رحمت فرمائے، جان لو کہ دوزخ میں ایک درہ ہے جس کا نام ''ضیاع'' ہے اس درہ میں ایک کنواں ہے اور کنویں میں سانپ ہے۔ جہنم درے کی، درہ کنویں کی اور کنواں اس سانپ کی ہر روز خدا کے دربار میں ستر مرتبہ شکایت کرتا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیسا عذاب ہے، جو ایک دوسرے کی شکایت کرتے ہیں اور کس وجہ سے ہے؟ آپ نے فرمایا:

یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو قیامت کے دن ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بغیر آئیں گے۔

(الروضہ: ۹، بحارالانوار: ۳۹/ ۲۵۰ حدیث ۱۴)

علیؑ درخشاں امام ہے

(۱۰۶/ ۱۳) کراجکی علیہ الرحمۃ کتاب ''کنز الفوائد'' میں ابوذر سے نقل کرتے ہیں:

میں ایک دن ام سلمہؓ کے گھر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور آپ کی گفتگو سن رہا تھا کہ اتنے میں علی ابن ابی طالب تشریف لے آئے، ان کو دیکھ کر پیغمبر اکرمؐ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا۔ پھر میری طرف منہ کر کے فرمایا: اے ابوذر! جو شخص ہمارے پاس آیا ہے ان کی اچھی طرح معرفت حاصل کرو۔ ابوذر نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! وہ آپ کے بھائی اور چچازاد ہیں، فاطمہؑ کے شوہر جوانان جنت کے سردار اور حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اے ابوذر! علی علیہ السلام ایک روشن و تابان اور درخشاں امام ہیں۔ پروردگار عالم کا بلند نیزہ ہیں اور خدا کی رحمت کا بڑا دروازہ ہیں جو کوئی بھی خدا تک جانا چاہتا ہے وہ اس دروازے سے داخل ہو۔

اے ابوذر! یہ عدالت قائم کرنے والے، حریم الٰہی کا دفاع کرنے والے، دین خدا کی مدد کرنے والے اور مخلوق خدا پر خدا

کی حجت ہیں۔ خدا ہمیشہ امتوں کے درمیان ان کی وجہ سے اپنی مخلوق پر حجت قائم کرے گا کہ میں نے ہر امت کے درمیان ایک پیغمبر بھیجا ہے۔

اے ابوذر! خدا تعالیٰ نے اپنے عرش کے ہر ستون کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ ان کی تسبیح اور حمد یہ ہے کہ وہ علی اور شیعیان علیؑ کے لیے دعا کرتے ہیں اور علی علیہ السلام کے دشمنوں کے لیے نفرین کرتے ہیں۔

اے ابوذر! اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو حق باطل سے اور مومن کافر سے جدا نہ ہوتے، خدا کی عبادت نہ کی جاتی کیونکہ علی علیہ السلام نے مشرکوں کی سرکوبی کی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور خدا کی عبادت کرنے لگے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو جزا اور سزا کا تصور نہ تھا۔ خدا اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ وہ خود حجاب اور پردہ ہے۔ پھر رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت کی:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا .... مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳

(سورہ شوریٰ: آیت ۱۳)

خدا نے جو شریعت اور احکام تم مسلمانوں کے لیے قرار دیئے ہیں یہ وہی ہیں جن کی نوحؑ کو وصیت کی گئی۔ پس جو بھی بارگاہ خداوندی میں دعا اور تضرع کے ساتھ رخ کرے گا وہ ہدایت حاصل کر لے گا۔

اے ابوذر! خدا اپنی سلطنت اور بے مثلی میں اکیلا تھا۔ اس نے اپنے با اخلاص بندوں کو اپنی معرفت عطا کی اور ان کے لیے بہشت کو مباح کیا۔

جو کوئی بھی ہدایت یافتہ ہونا چاہتا ہے اس کے لیے ولایت علی علیہ السلام سے آشنائی ضروری ہے، جس کے دل پر پردہ ڈالنا مقصود ہو، اس کو علیؑ کی معرفت سے دور رکھتا ہے۔ اے ابوذر! وہ ہدایت کا پرچم، تقویٰ کی دلیل، خدا کی مضبوط رسی، میرے اولیاء کا رہنما اور ان لوگوں کے لیے روشنی کا مینار ہے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا کلمہ ہیں کہ جس کے ساتھ متقی لوگوں کے ہونے کو خدا نے لازم قرار دیا ہے۔

اس کے دوست مومن اور اس کے دشمن کافر ہیں۔ جس کسی نے بھی اس کے ساتھ تعلق قطع کر لیا وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے گا۔ جس نے بھی اس کی ولایت کا انکار کیا وہ مشرک ہے۔

اے ابوذر! ولایت علیؑ کے منکر کو قیامت کے دن اس حال میں لائیں گے کہ وہ گونگا اور بہرہ ہوگا اور قیامت کی تاریکی میں الٹا فریاد بلند کر رہا ہوگا۔

يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ

(سورہ زمر: آیت ۵۶)

''ہائے افسوس مجھ پر کہ میں نے جنب پروردگار (یعنی امیر المومنین) کے بارے میں کوتاہی کی۔''

س شخص کی گردن میں آگ کی ایک زنجیر ہوگی جس کے تین سو شعلے ہوں گے اور ہر ایک شعلے پر شیطان اپنا تھوک پھینک رہا

ہوگا اور قبر میں اسے سختی اور شدت کے ساتھ آگ کی طرف لے جائیں گے۔

ابوذر نے کہا: میں نے رسول خداؐ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے میرے دل کو خوشی سے سرشار فرمادیا ہے کچھ اور فرمائیے۔

آپ نے فرمایا: جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا، جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو ایک فرشتے نے اذان کہی اور نماز قائم ہوئی۔ جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے کر دیا اور عرض کرنے لگا: فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھو، یہ بڑی طویل مدت سے آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ پھر فرشتوں کی ستر صفوں کے ساتھ جس میں ہر صف کا طول مشرق ومغرب کے فاصلہ کے برابر تھا نماز پڑھی۔ ان صفوں میں فرشتوں کی تعداد سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

جب نماز ختم ہوئی تو کچھ فرشتے میری طرف آئے، مجھ پر سلام کیا اور کہنے لگے۔ ہماری آپ سے ایک حاجت اور التماس ہے۔ میں نے گمان کیا کہ یہ شفاعت کی درخواست کریں گے، کیونکہ خدا نے حوض کوثر اور شفاعت کا اختیار مجھے دیا ہے، لہٰذا دوسرے پیغمبروں پر مجھے فضیلت عطا فرمائی۔

میں نے فرشتوں سے کہا: اے میرے پروردگار کے فرشتو! تمہاری کیا حاجت ہے؟ انہوں نے کہا: ہماری حاجت یہ ہے کہ جب آپ زمین پر جائیں تو ہمارا سلام علیؑ تک پہنچا دینا اور ان سے کہنا کہ ہم آپ کی زیارت کے بڑی دیر سے مشتاق ہیں۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم ہماری حقیقی معرفت رکھتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کو نہ پہچانیں۔ حالانکہ آپ خدا کی سب سے پہلی مخلوق ہیں۔ اس نے آپ کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور آپ کے لیے ملکوت میں ایک خاص مقام قرار دیا ہے تاکہ آپ اس کی تسبیح وتقدیس اور تکبیر بیان کریں۔ اس کے بعد فرشتوں کو مختلف انوار سے جیسے چاہا پیدا کیا۔ ہم ابھی شعور نہ رکھتے تھے کہ آپ خدا کی تسبیح، تقدیس، تکبیر، تمجید اور تحلیل کرتے تھے۔ ہم نے ان سب چیزوں کو آپ سے سیکھا اور اس کے بعد ہم خدا کی تسبیح، تقدیس، تکبیر، تمجید اور تحلیل کرنے لگے۔

جو کچھ بھی خیر وخوبی خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے وہ پہلے آپ کی طرف آتی ہے۔ اسی طرح بندوں کے اعمال میں سے جو کچھ بھی اوپر خدا کی بارگاہ میں جاتا ہے وہ آپ ہی کی طرف سے ہوکر جاتا ہے۔ پس کس طرح آپ کو ہم نہ پہچانتے ہوں؟

اس کے بعد مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے، اس جگہ کے فرشتوں نے بھی مجھ سے وہی درخواست کی۔ میں نے ان سے کہا: کیا آپ ہماری حقیقی معرفت رکھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہم کس طرح آپ کو نہ پہچانتے ہوں حالانکہ آپ خدا کی مخلوقات میں سے افضل ترین ہیں۔ اس کے علم کے خزانہ دار اس کی مضبوط رسی اور اس کی عظیم حجت ہیں۔ آپ علم وحکمت کی اساس اور بنیاد ہیں پس علی علیہ السلام تک ہمارا اسلام پہنچانا۔

پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں کے فرشتوں نے بھی مجھ سے وہی درخواست کی۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم

ہمیں حقیقی طور پر پہچانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کیسے آپ کو نہ پہچانیں۔ حالانکہ آپ تمام مراتب اور درجات تک پہنچنے کے لیے دروازہ ہیں۔ آپ جھگڑوں کو ختم کرنے کے لیے دلیل اور برہان ہیں اور علیؑ دابۃ الارض ہے جو مقام قضاوت میں حتمی فیصلہ دیتا ہے اور حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔ وہ صاحب عصا اور دشمنوں کے درمیان دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہے، وہ ایسی نجات کی کشتی ہے کہ جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا اور جس نے تخلف کیا وہ قیامت کے دن آتش جہنم میں گر ے گا۔ آپ قوم کے ارکان اور زمین کے ستارے ہیں۔ پس کس طرح آپ کو نہ پہچانتے ہوں۔

پھر انہوں نے عرض کیا: علی علیہ السلام کو ہمارا سلام پہنچانا۔

پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے۔ اس جگہ کے فرشتوں نے بھی وہی درخواست کی۔ میں نے ان سے بھی کہا: اے میرے پروردگار کے فرشتو! کیا تم ہمارے متعلق حقیقی معرفت رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: کیسے آپ کو نہ پہچانتے ہوں، حالانکہ آپ نبوت کے درخت، مقام رحمت، رسالت کا ٹھکانہ اور فرشتوں کی رفت وآمد کی جگہ ہیں۔ جبرائیل آپ کے پاس وحی لے کر نازل ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام کو ہماری طرف سے سلام کہنا۔

اس کے بعد مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے۔ اس جگہ کے فرشتوں نے بھی وہی درخواست کی۔ میں نے ان سے کہا: اے فرشتو! کیا تم ہمیں حقیقی معرفت کے ساتھ پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: کس طرح آپ کو نہ جانتے ہوں، حالانکہ صبح وشام ہم عرش کے اوپر سے گزرتے ہیں اس پر لکھا ہوا ہے:

لا اله الا الله محمد رسول الله و ايدته بعلی ابن ابی طالب

''خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں نے اس کی مدد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے سے کی ہے۔''

توں نے کہا: پس ثابت ہوا کہ علی علیہ السلام خدا کے ان اولیاء میں سے ہیں جن کو خدا نے ولایت عطا کی ہے۔ پس انہیں ہماری طرف سے سلام عرض کرنا۔

پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے گئے۔ اس جگہ کے فرشتوں نے بھی پہلے والے فرشتوں کی طرح درخواست کی۔ میں نے اس سے کہا کیا تم ہمارے متعلق حقیقی معرفت رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کس طرح آپ کو نہ جانتے ہوں۔ حالانکہ جب خدا نے جنت الفردوس کو پیدا کیا تو اس میں ایک درخت اگایا جس کے ہر پتے پر نور کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله و علی ابن ابی طالب عروة الله الوثقی وحبل الله المتین و عینه علی الخلائق اجمعین

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام خدا کی قابل

اطمینان سند، اس کی مضبوط رسی ہے اور تمام مخلوقات کو خدا کی دیکھنے والی آنکھ ہے۔ پس علی علیہ السلام کو ہماری طرف سے سلام عرض کرنا۔''

پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے۔ میں نے اس آسمان کے فرشتوں کو سنا کہ کہہ رہے تھے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ (سورہ زمر: آیت ۷۴)

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمارے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کیا۔''

میں نے ان سے عرض کیا: خدا نے تمہارے ساتھ کیا وعدہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ جب خدا نے آپ کو اپنے نور سے پیدا کیا تو اس نے آپ کی ولایت کو ہمارے سامنے پیش کیا، ہم نے قبول کرلیا۔ ہم نے خدا سے عرض کیا کہ ہم ان کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ زیارت کے مشتاق ہیں آپ کے وجود مقدس کے بارے میں خدائے ذوالجلال نے وعدہ فرمایا کہ اسے آسمانوں پر لاکر زیارت کرواؤں گا۔ چنانچہ خدا نے وعدہ پورا کردیا ہے۔

لیکن جب علی علیہ السلام کے متعلق بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ ان کی زیارت کے مشتاق ہیں، تو خدا نے ان کی صورت و شکل میں ایک فرشتہ پیدا کردیا اور اسے عرش کی دائیں طرف ایک ایسے تخت پر بٹھا دیا جو سونے کا بنا ہوا اور مختلف قسم کے ہیرے و جواہرات سے مزین تھا اور اس تخت کے اوپر ایک ایسا نورانی چبوترہ بنا ہوا ہے کہ اس کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر نظر آتا ہے۔ وہ نورانی چبوترہ بغیر کسی سہارے کے معلق ہے، بلکہ خدا نے اسے حکم دیا کہ کھڑا ہوجا، پس وہ وہاں کھڑا ہے اور ہم جب بھی علیؑ علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اس فرشتے کی طرف دیکھ لیتے ہیں۔ پس علی علیہ السلام کو ہماری طرف سے سلام عرض کرنا۔

(تاویل الآیات: ۲/۱۸۷، بحارالانوار: ۴۰/۵۵ حدیث ۹۰)

وہ امیر المومنین ہیں

(۱۴/۱۰۷) علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

الذی عندہ علم الکتاب ھو امیر المومنین

''وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ امیر المومنین ہیں''۔

پھر آپ سے دریافت کیا گیا: آیا وہ ہستی جس کے پاس مکمل کتاب کا علم ہے وہ صاحب علم ہے یا جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم ہے؟ آپ نے فرمایا: ثانی الذکر ایسے ہے جیسے مکھی نے اپنا پر دریا سے تر کیا ہو۔

(تفسیر قمی: ۱/۳۶۷، بحارالانوار ۲۶/۱۴۰ حدیث ۶)

مؤلف کہتے ہیں: جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے اس سے مراد حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے وصی آصف بن برخیا ہیں اور بعض روایات میں اس کے متعلق تصریح اور وضاحت ہوئی ہے۔

علیؑ کا خشوع وخضوع

(۱۰۸/ ۱۵) ابن شہر آشوب کتاب 'مناقب'' میں فاطمہ بنت اسد والدہ گرامی امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں نے علی علیہ السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ لیا۔ علیؑ نے اسے پھاڑ دیا۔ میں نے ان پر دو کپڑے لپیٹے آپ نے وہ بھی پھاڑ دیئے، یہاں تک کہ میں نے چھ مختلف کپڑوں میں جن میں سے کچھ چمڑے اور کچھ ابریشم کے تھے لپیٹ دیا آپ نے ان سب کو پھاڑ دیا اور فرمایا:

اے اماں میرے ہاتھوں کو نہ باندھو کیونکہ میں انگلیوں کے ساتھ اپنے پروردگار کے لئے خضوع وخشوع کرنا چاہتا ہوں۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۲/ ۲۸۷، بحار الانوار: ۳۵/ ۲۷۴ حدیث ۱، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۵ ۳ حدیث ۳۷۵)

علیؑ اور سانپ

(۱۶/۱۰۹) اسی کتاب میں عمر بن خطاب سے نقل ہے کہتے ہیں کہ

علیؑ جھولے میں کپڑے میں بندھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ کو دیکھا جو آپ کی طرف آ رہا تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو ہلایا اور اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکال لیا اور اپنے دائیں ہاتھ سے سانپ کو گردن سے پکڑ لیا اور اس طرح دبایا کہ آپ کی انگلیاں اس میں داخل ہو گئیں اور اتنی دیر تک پکڑے رکھا جب تک مر نہیں گیا۔ جب آپ کی ماں نے اس صورت حال کو دیکھا تو بلند آواز اور مدد کے لیے پکارا۔ اطراف سے لوگ جمع ہو گئے اور آپ کی والدہ نے علیؑ سے کہا (کانک حیدرۃ) یعنی تو شجاعت اور بہادری میں شیر کی طرح ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۲/ ۲۸۷)

سیاہ چہرہ والی کنیز

(۱۱۰/ ۱۷) کتاب صفوۃ الاخبار میں اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ:

ایک کنیز جس کا چہرہ سیاہ اور آنکھوں سے نابینا تھی جو لوگوں کو پانی پلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی دوستی اور محبت میں پیو۔

پھر اس کو مکہ میں دیکھا کہ اب اس کی آنکھیں ٹھیک ہیں اور لوگوں کو پانی دے رہی ہے اور اس دفعہ کہہ رہی ہے کہ اس کی محبت میں پیو جس کی خاطر خدا نے مجھے بینائی عطا کی ہے۔ اعمش کہتا ہے میں نے اس کنیز سے پوچھا: تجھے میں نے مدینہ میں دیکھا کہ تو لوگوں کو پانی دے رہی تھی اور نابینا تھی اور کہہ رہی تھی علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی محبت میں پیو اور اب میں نے تجھے بینائی کے

ساتھ دیکھا ہے مجھے اس معاملہ سے باخبر کر۔

کنیز نے کہا: میں نے ایک مرد کو دیکھا جو مجھ سے کہہ رہا تھا اے کنیز کیا تو علی ابن ابی طالب علیہا السلام کی ولایت اور محبت کا اقرار کرتی ہے۔ میں نے کہا ہاں! اس نے دعا کی اور کہا خدایا اگر یہ کنیز سچ کہتی ہے تو اس کی بینائی کو اسے واپس لٹا دے۔ خدا کی قسم اس کی دعا کے صدقے میں میری آنکھیں روشن ہوگئیں اور ان میں بینائی آ گئی۔ کنیز کہتی ہیں:

میں نے اس مرد سے کہا: آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں خضر اور علی ابن ابی طالب کے شیعوں میں سے ہوں۔

(صفوۃ الاخبار: بحارالانوار: ۴۲/۹ حدیث ۱۱)

معرفت علیؑ اور نورانیت

(۱۱۲/۱۹) بعض کتابوں میں محمد بن صدقہ سے نقل ہے کہ ابوذر غفاری نے سلیمان فارسی سے سوال کیا۔ امیر المومنین کی معرفت نورانیت کے ساتھ کیسی ہے؟ سلیمان نے کہا: اے جندب (ابوذر کا لقب ہے) آ ؤ حضرت کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہتا ہے کہ ہم حضرت کے پاس آئے لیکن آپ کو نہ پایا۔ وہیں انتظار میں رہے یہاں تک کہ حضرت تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: تم کس لیے یہاں آئے ہو؟ انہوں نے مقصد بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

خوش آمدید دوستو! آپ دین میں پابندی اور عہد کو پورا کرنے والے ہو اور کسی کوتاہی کے مرتکب نہ ہو۔ اگر چہ اس مطلب کا جاننا ہر مرد و زن پر واجب ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان! اے جندب! کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک میرے بارے میں حقیقت نورانیت اور معرفت حاصل نہ کرلے، جب یہ صفات اپنا لے گا تو وہ ایسے لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کے دلوں کا خدا نے امتحان لیا ہوگا اور سینوں کو اسلام کے لیے کھول دیا گیا ہوگا۔ یا عارف کامل ہوگیا ہوگا اور جس نے ایسی معرفت حاصل کرنے کے بارے میں کوتاہی کی ہوگی وہ شک اور تردید میں باقی رہے گا۔

اے سلیمان! اے جندب! نورانیت کے ساتھ میری معرفت، اللہ عزوجل کی معرفت ہے اور اللہ عزوجل کی معرفت میری معرفت ہے نورانیت کے ساتھ اور یہ دین خالص ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (سورہ بینۃ: آیت ۵)

''اور بندوں کو حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ خدا کی مخلص ہو کر عبادت کریں۔ نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں اور دین میں افراط و تفریط سے کام نہ لیں بلکہ حد اعتدال سے کام لیں۔''

آپ نے فرمایا: ان کو حکم نہیں دیا گیا مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں یہ کیونکہ دین محمدی سہل ترین اور

آسان ترین دین ہے۔

اس کے بعد (یقیموا الصلوۃ) کی تفسیر میں فرمایا جوکوئی بھی ہماری ولایت کا حامل ہوگا وہ نماز قائم رکھ سکے گا جب کہ ولایت کوقائم رکھنا دشوار کام ہے۔ کیونکہ اس کو قائم رکھنا اور دل سے قبول کرنا مقرب فرشتوں، پیغمبر مرسل یا ایسا مومن بندہ کا کام ہے جو امتحان خداوندی میں پورا اتر چکا ہو۔

پس جب فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہ ہو اور مومن کا امتحان نہ لیا گیا ہو وہ اسے قبول نہیں کرسکتا۔ سلیمان نے عرض کیا: یا امیرالمومنین! مومن کون ہے؟ اور ایمان کی کیا حدود ہیں؟ اسے بیان فرمادیجئے تا کہ اسے کامل طور پر پہچان سکیں۔

آپ نے فرمایا:

المومن الممتحن هو الذی لا یرد من امرنا الیه شئی الاشرح صدره لقبوله و لم یشك ولم یرتد

''جس مومن کا امتحان لیا گیا ہو وہ ایسا ہے کہ جب بھی ہماری ولایت میں سے کوئی چیز اس تک پہنچے تو اسے فوراً قبول کر لیتا ہے اور وہ کسی قسم کے شک وتردید میں گرفتار نہیں ہوتا۔''

اے ابوذر! یقین کرو میں خدائے ذوالجلال کا بندہ ہوں اور خلق خدا پر اس کی طرف سے خلیفہ ہوں۔ مجھے خدا نہ بناؤ اس کے علاوہ جو چاہتے ہو ہمارے فضائل بیان کرو۔ جان لو کہ ہمارے مقامات کے باطن اور ان کی انتہاء تک تم نہیں پہنچ سکتے، خدا نے جو کمالات ہمیں عطا فرمائے ہیں وہ اس سے بلند ترین ہیں، جو تم میں سے کوئی بیان کرنے والا بیان کرتا ہے جب تم نے ہماری ایسی معرفت حاصل کر لی تو تم مومن ہو۔

سلیمان فارسی نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! کے بھائی! کیا جس نے تمہاری ولایت کو قائم کیا، کیا اس نے نماز قائم کی؟ آپ نے فرمایا:

ہاں اے سلمان: اس بات پر شاہد اور اس کی تصدیق خدا کا یہ فرمان ہے۔

وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ‌ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾

''صبر اور صلوۃ سے مدد طلب کرو اور صلوۃ بڑی سنگین چیز ہے مگر ان لوگوں پر جوخشوع کرتے ہیں۔''

(سورہ بقرہ: ۴۵)

آپ نے فرمایا: اس آیہ شریفہ میں صبر سے مراد رسول خداؐ ہیں اور نماز سے مراد ولایت کو قائم کرنا ہے۔ اسی لیے خدا نے فرمایا ہے کہ (وانها لکبیرة) یعنی مفرد کی ضمیر لایا ہے اور تثنیہ کی ضمیر نہیں لایا، یعنی یہ نہیں کہا (وانهما لکبیرة) اور یہ مفرد کی ضمیر صلوۃ یعنی ولایت کی طرف لوٹتی ہے؟ کیونکہ ولایت کا تحمل سخت ہے فقط خاشعین ہی اس کو قبول کر سکتے ہیں اور

خاشعین با معرفت شیعہ ہیں۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب مثلاً مرحبہ، قدریہ، خوارج اور نواصب وغیرہ کے پیروکار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتراف کرتے ہیں، ان کے بارے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ فقط میری ولایت ہے کہ جس کا اکثر لوگ انکار کرتے ہیں، بہت کم افراد نے اسے قبول کیا ہے۔ آیۃً کریمہ:

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝

میں ایسے ہی لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

قرآن میں ایک اور مقام پر نبوت حضرت محمدؐ اور ولایت امیر المومنین علیہ علیہ السلام کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ (سورہ حج: آیہ ۴۵)

''ان کے کنویں معطل پڑے ہیں اور ان کے مضبوط محل مسمار ہو چکے ہیں۔''

قصر سے مراد حضرت محمدؐ ہیں، **وبئر معطلة** وہ کنواں جو معطل پڑا ہے، وہ میری ولایت ہے۔ جس کا انکار کرتے ہیں اور جس سے کوئی استفادہ نہیں کیا گیا۔

جو کوئی میری ولایت کا منکر ہے اسے حضرت محمدؐ کی نبوت کا اقرار کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں آپس میں مقرون ہیں۔

نبیٔ اکرمؐ پیغمبر ہیں جو لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ان کے امام و پیشوا ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی علیہ السلام لوگوں کے رہبر و رہنما ہیں اور پیغمبر اکرم کے جانشین ہیں۔ جیسا کہ رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ آپ نے فرمایا:

انت مینی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی

''اے علی! آپ کی میری نزدیک وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے ہے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

ہمارے پہلے بھی محمد ہیں، درمیانے بھی محمد اور آخری بھی محمد، پس ہر وہ شخص جس کی معرفت میرے بارے کامل ہو گی وہ دین مستحکم الٰہی پر ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (سورہ بینہ: آیت ۵)

''یہی سچا اور مستحکم دین ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اس بارے میں بیان کروں گا۔ اس کے بعد ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اے سلمان و جندب! وہ عرض کرتے ہیں: جی! یا امیر المومنین آپ پر درود و سلام اور رحمت خدا ہو۔

آپ نے فرمایا:

میں اور محمدؐ اللہ کے نور سے ایک نور تھے،اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم ہونے کا حکم دیا۔ایک حصے کو حکم دیا کہ تو محمد اور دوسرے کو امر کیا کہ تو علی بن جا۔اسی وجہ سے رسول خدا نے فرمایا ہے:

علی منی و انا من علی ولا یودی عنی الا علی

''علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں، میری طرف سے کوئی ادا نہیں کرے گا مگر علیؑ۔''

جب حضرت ابوبکر کو مشرکین سے برائت کے لیے مکہ بھیجا گیا تو حضرت جبرائیل نازل ہوئے، آ کر آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اے رسول خداؐ! آپ کے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ یہ کام خود کرو، یا ایسے شخص کو بھیجو جو تم میں سے ہو، رسول خداؐ نے مجھے حضرت ابوبکر کے پیچھے بھیجا تا کہ اسے واپس بھیج دوں۔جب وہ واپس آیا تو اس نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا، کیا میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔البتہ اس کام کو میرے یا علیؑ کے علاوہ کوئی بھی انجام نہیں دے گا۔

اے سلمان و جندب!

من لا یصلح لحمل صحیفة یودیها عن رسول اللهﷺ کیف یصلح للامامة؟

''وہ شخص جس میں اتنی لیاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائے، وہ لوگوں کا امام اور پیشوا کیسے بن سکتا ہے؟''

اے سلیمان و جندب! میں اور رسول خدا ایک نور تھے پھر اس نور کا ایک حصہ محمد بن گیا اور دوسرا حصہ میں ان کا وصی علی مرتضیٰ بن گیا۔

محمدؐ گفتگو فرمایا کرتے تھے اور میں خاموش تھا ہر زمانے میں ایک بولنے والا ہونا چاہیے اور دوسرا خاموش۔

اے سلمان! محمدؐ ڈرانے والے تھے اور میں ہدایت کرنے والا، اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے:

اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ۝ (سورۃ رعد: آیت ۷)

اس آیت میں منذر سے مراد رسول خداؐ ہیں اور ہادی سے مراد میں ہوں۔

پھر اس کے بعد (سورہ رعد کی آیت نمبر ۸ سے لے کر ۱۱ تک) تلاوت فرمائی کا ترجمہ یہ ہے۔

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہر عورت کے شکم میں کیا ہے اور اس کے شکم میں کیا کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے اور ہر شی کی اس کے نزدیک مقدار معین ہے۔''

وہ غائب و حاضر سب کا جاننے والا ہے بزرگ و برتر ہے اس کے نزدیک سب کے سب برابر ہیں جو

بات آہستہ کہے یا بلند آواز سے کہے اور جو رات چھپا رہا اور دن میں چلتا رہے۔

اس کے لیے سامنے اور پیچھے سے محافظ طاقتیں خدا ہیں جو حکم خدا سے اس کی حفاظت کرتی ہیں اور اس وقت کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کرے اور جب خدا کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کر لیتا ہے کوئی ٹال نہیں سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی کسی کا والی و سرپرست ہے۔

اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور کہا:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع کرنے والے اور میں پھیلانے والا، محمدؐ بہشت کے صاحب اختیار بندے اور میں دوزخ کا۔ ہم جہنم سے کہیں گے اسے پکڑ لے اور اسے چھوڑ دے محمدؐ زمین کو ہلانے اور زلزلے کے صاحب اختیار ہوئے اور میں سخت وشدید آوازیں یعنی بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کا صاحب اختیار ہوا۔ میں صاحب لوح محفوظ ہوں اور لوح محفوظ میں جو علوم ہیں وہ مجھے الہام ہوئے ہیں۔ اے سلمان وجندب! محمدؐ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

يٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۲﴾ (سورہ یس: آیت ۱، ۲)

یس سے مراد وجود اطہر ومقدس محمدؐ ہے خدا قرآن کی قسم کھاتا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ (سورۃ قلم: آیت ۱)

''ن'' سے مراد بھی خود حضرت ہیں اس کے بعد خدا قلم کی قسم کھاتا ہے۔

طٰهٰ ۚ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ﴿۲﴾ (سورۃ طہ: آیت ۱، ۲)

''اس آیت میں طہ سے مقصود پیغمبر اکرمؐ ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔ اے ہمارے رسول! ہم نے قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم اپنے آپ کو رنج ومشقت میں ڈالو۔

محمدؐ صاحب ہدایت اور راہنمائی ہوئے اور میں صاحب معجزات وکرامات ہوا۔ محمدؐ خاتم الانبیاء ہوئے اور میں خاتم الاوصیاء۔

آیۃ مبارکہ:

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۶﴾ (سورۃ فاتحہ: آیت ۶)

''میں صراط مستقیم سے مراد میں ہوں۔''

میں نباء عظیم ہوں۔ وہ مہم خبر کہ جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا اور جس کا ذکر آیہ شریفہ (النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۭ﴿۳﴾) (سورۃ نباء: آیت ۲، ۳) میں موجود ہے، وہ میں ہوں کسی نے بھی میری ولایت کے سوا کسی چیز میں اختلاف نہیں کیا۔

محمدؐ صاحب دعوت ٹھہرے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے تھے اور میں صاحب شمشیر ہوں تا کہ سرکشوں کو نابود کروں۔ محمدؐ مرسل بنے اور میں آنحضرت کا صاحب امر:

خداوند تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (سورۃ مومن: آیت ۱۵)

''وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی کو نازل کرتا ہے۔''

اور وہ روح خدا ہے کہ جو کسی کو عطا نہیں کرتا بجز فرشتہ، مغرب یا پیغمبر مرسل، یا پیغمبر مرسل کا جانشین ہو اور خدا جس کسی کو بھی اپنی روح عطا کر دیتا ہے وہ باقی لوگوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اسے ایسی قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اس قدرت کے سبب وہ واقعات وحادثات جو واقع ہو چکے ہیں یا واقع ہوں گے ان سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعے سے مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک ایک لحظہ میں پہنچ سکتا ہے اور جو کچھ نیتوں اور دلوں میں ہوتا ہے اس سے بھی باخبر ہوتا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے بھی جانتا ہے۔

اے سلمان اور اے جندب محمدؐ ''ذکر'' (یعنی یاد آوری کرنے والا) ہے۔

قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے۔

قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

''خدا نے تمہاری طرف ذکر یعنی رسول کو بھیجا جو تم پر آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے۔''

(سورۃ طلاق: آیت ۱۰، ۱۱)

مجھے مدت مرنے، بلاؤں اور احکام قاطع کا علم دیا گیا ہے، قرآن کا علم اور جو کچھ قیامت کے دن واقع ہوگا اس کا علم مجھ میں بطور امانت رکھا گیا ہے۔

محمدؐ نے لوگوں کے لیے حجت اور برہان قائم کی اور میں حجت خدا بن گیا خدا نے میرے لیے ہر وہ چیز قرار دی ہے جو اول و آخر میں سے کسی کے لیے قرار نہ دی، حتیٰ کہ رسولوں اور مقرب فرشتوں کو بھی وہ چیز نہیں دی گئی۔

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان اور اے جندب: وہ میں ہی تھا جس نے پروردگار کے حکم سے نوح کو کشتی میں سکون وآرام بہم پہنچایا اور کشتی کو ساحل تک پہنچایا۔ وہ میں ہوں جس نے یونسؑ کو باذن خدا مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ میں نے ہی موسیٰؑ کو دریا عبور کروایا۔ میں نے ہی ابراہیمؑ کو آگ سے نجات دلائی۔ وہ میں ہی ہوں جس نے نہروں اور چشموں کو روانی دی اور درختوں کو اپنی جگہ پر کھڑا کیا۔ یوم الظلہ کا عذاب میں ہوں۔ اس میں قوم شعیب کو دیے جانے والے عذاب کی طرف اشارہ ہے جس کا سورہ شعراء آیت نمبر ۱۸۹ میں تذکرہ ہے)۔ میں ہی نزدیک مقام سے آواز اپنے والا ہوں تا کہ جن اور انسان سن لیں۔ وہ میں ہوں جو جابر وظالم اور منافقین کی آواز کو ہر روز ان کی اپنی زبان میں سنتا ہوں۔ میں ہی وہ خضر ہوں جس نے موسیٰؑ کو تعلیم دی۔ سلیمانؑ بن داؤد کا معلم میں

ہوں۔ ذوالقرنینؑ میں ہوں قوت پروردگار میں ہوں۔

اے سلمان اور اے جندب: میں محمدؐ ہوں اور وہ میں ہیں، میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔ خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ (سورۃ الرحمن: آیت ۱۹اور ۲۰)

''وہ ہے جس نے وہ دو دریا آپس میں ملا دیئے اور ان دو کے درمیان فاصلہ قرار دیا تاکہ تجاویز نہ کریں۔''

اے سلمان اور اے جندب: جو ہم میں سے مرجاتا ہے درحقیقت وہ مرتا نہیں ہے، جو ہم میں سے غائب ہوجاتا ہے درحقیقت وہ غائب نہیں ہوتا۔ ہم میں سے جو قتل ہوجاتا ہے درحقیقت وہ قتل نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا: اے سلمان اور اے جندب: دونوں نے عرض کیا: جی امیرالمومنین آپ پر خدا کی رحمت ہو۔

میں گزرے ہوئے اور آنے والے ہر مومن اور مومنہ کا مولا ہوں اور روح عظمت سے میری تائید ہوئی ہے۔ میں ان تمام اوصاف کے ساتھ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں ہمیں خدا نہ کہو۔ اس کے بعد جو چاہو ہماری فضیلت میں کہہ سکتے ہو اور جتنی بھی کوشش کرلو خدا نے جو ہمارے لیے مقام و مرتبہ قرار دیا ہے اس میں سے دسویں حصے کے دسویں حصے تک تم نہیں پہنچ سکتے۔

اس لیے کہ ہم خدا کی طرف سے نشانی، راہنما، حجت، جانشین، امین اور پیشوا ہیں۔ ہم خدا کا خوبصورت چہرہ، دیکھتی ہوئی آنکھ سننے والے کان ہیں، ہمارے سبب سدا اپنے بندوں کو عذاب و جزا دیتا ہے۔ ہمیں اپنی مخلوق میں سے اس نے چن لیا، اختیار کیا اور پاک کیا ہے اگر کوئی چون و چرا کرے خدا کے انتخاب پر اعتراض کرے تو اس نے کفر کیا اور مشرک ہوا، کیونکہ خدا جو کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہ کیا جائے بلکہ وہ بندے ہیں جن سے سوال کیا جائے گا۔ (سورۃ انبیاء: آیت ۲۳)

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان! اے جندب!

جو کوئی بھی میری بتائی ہوئی باتوں پر ایمان لے آئے اور اس شرح وتفسیر کی تصدیق کرے، جسے میں نے دلیل کے ذریعے ثابت اور واضح کیا ہے تو وہ ایسا مومن ہے جس کے دل کا خدا ایمان کے لیے امتحان لے چکا ہے، اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول چکا ہے اور کشادہ کردیا ہے۔ وہ ایسا با کمال عارف ہے جو معرفت، آگاہی اور کمال کے انتہائی درجے پر فائز ہے اس کے برعکس جو کوئی بھی میری کہی ہوئی باتوں میں شک کرے، جان بوجھ کر مخالفت کرے، انکار کرے اور سرگردان ومضطرب رہے تو وہ غلطی پر ہے اور کوتاہی و دشمنی کا شکار ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان! اے جندب!

انا احی و امیت باذن ربی وانا البتکم بما تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم باذن ربی و انا عالم بضمائر قلوبکم و الائمۃ من اولادی یعلمون و یفعلون ھذا اذا

احبوا و ارادوا الا نا کلنا واحد

''میں اذن خدا کے ساتھ مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں، جو تم کھاتے ہو اور گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو کے بارے میں خبر دیتا ہوں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے جانتا ہو اور میری اولاد سے دوسرے امام بھی اس معرفت کے حامل ہیں۔ وہ جب چاہیں ایسا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب حقیقت میں ایک ہیں۔''

ہمارا اول محمدؐ وسط محمدؐ ہے اور ہم سب محمدؐ ہیں۔ پس ہمارے درمیان فرق پیدا نہ کرو۔ جب ہم چاہتے ہیں تو خدا چاہتا ہے اور جب ہم نہ چاہیں تو خدا بھی نہیں چاہتا۔

بدبختی اور تمام بدبختی اس شخص کے لیے ہے جو ہمارے فضائل وخصوصیات اور ہمیں خدا کی عطا کردہ معرفت کا انکار کرے، جو بھی ایسا کرے گا درحقیقت اس نے قدرت خدا، منشاء خدا اور ہمارے بارے میں ارادہ خدا کا انکار کیا ہے۔

اے سلمان! اے جندب! خدا نے ہمیں ان تمام چیزوں سے بلندتر اور افضل ترین مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے۔ دونوں عرض کرتے ہیں۔ اے امیرالمومنین! وہ خصوصیت کون سی ہے جو ان تمام خصوصیات سے بلندتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہمارے خدا نے ہمیں اسم اعظم عطا کیا ہے کہ جس کے ذریعے ہمیں آسمانوں، زمین، بہشت اور دوزخ تک دسترس حاصل ہے۔ آسمان کی بلندیاں، زمین کی اتھاہ گہرائیاں، مغرب، مشرق اور عرش الٰہی ہماری پہنچ میں ہیں ہر چیز حتی کہ آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، جانور، دریا، بہشت اور جہنم ہماری اطاعت کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں خدا نے ہمیں جو اسم اعظم کے ذریعے سے عطا کی ہیں۔ ان تمام اوصاف کے باوجود ہم کھاتے پیتے بھی ہیں اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے ہیں اور ان امور کو حکم پروردگار سے انجام دیتے ہیں۔ ہم خدا کے وہ باکرامت بندے ہیں جو گفتگو میں خدا سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے امر اور حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ ہمیں اس نے معصوم اور پاک بنایا ہے اور اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت بخشی ہے۔ ہم کہتے ہیں:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ

(سورۃ اعراف: آیت ۴۳)

''تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں ہدایت دی۔ اگر وہ ہدایت اور لطف نہ کرتا تو ہم ہدایت نہیں پا سکتے تھے۔''

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورۃ زمر: آیت ۷۱)

''اور کافرین عذاب کے سزاوار ہوئے اور ان کے بارے میں خدا کے عذاب کا وعدہ حتمی ہے۔''

اور خدا نے جو کچھ ہمیں عطا کیا اور بخشا ہے لوگ اسے قبول نہیں کرتے اور اس کا انکار کرتے ہیں۔

اے سلمان! اے جندب! یہ ہے آپ کے اس سوال کا جواب جو تم نے میری نورانیت اور معرفت کے بارے میں کیا تھا۔ اسے حفظ کرلو اور اس کی حفاظت کرو کیونکہ یہ باعث رشد و ہدایت ہے۔ بے شک ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی حد بصیرت تک نہیں پہنچ سکتا، مگر یہ کہ وہ مجھے نورانیت کے ساتھ پہچانتا اور میری معرفت رکھتا ہو۔ جب میری معرفت حاصل کرلی تو وہ حد بصیرت، بلوغ اور کمال تک پہنچ جائے گا اور علم کے دریا کے اندر غوطہ زن ہو۔ فضیلت و برتری کا درجات طے کرے گا۔ خدا کے رازوں میں ایک راز اور اس کے پوشیدہ خزانوں سے آگاہ ہو جائے گا۔ (بحارالانوار:۲۶/۱۔۷ حدیث ۱، مشارق الانوار:۱۶۰)

مجھے علیؑ محبوب ہے

(۲۰/۱۱۳) شیخ حسن بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کتاب مختصر میں کتاب ''نوادر الحکمہ'' سے عمار بن یاسر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

جس رات مجھے آسمان پر معراج کے لیے لے جایا گیا اور میں قرب پروردگار کے بلندترین مرتبہ پر فائز ہوا تو مجھے بارگاہ رب العزت سے خطاب ہوا۔

یا محمد من احب خلقی الیك

''اے محمدؐ! میری مخلوق میں سے تیرے نزدیک محبوب ترین کون ہے؟''

میں نے عرض کیا: خداوندا تو بہتر جانتا ہے۔

خدا نے فرمایا: میں تو بہتر جانتا ہوں لیکن تیری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: میرے چچا کا بیٹا علی ابن ابی طالب علیہما السلام۔

خدا نے فرمایا: دیکھو:

فالتفت فاذا بعلی واقف معی وقد خرقت حجب السماوات وقد اوقف راسه یسمع ما یقول فخررت الله تعالی ساجدا

''جب میں نے دیکھا تو علی علیہ السلام تمام آسمانی پردوں کو چاق کرتے ہوئے تمام موانع کو دور کرتے ہوئے اپنے سر کو بلند کئے ہوئے میرے ساتھ کھڑے ہماری گفتگو کو سن رہے ہیں۔''

پس میں زمین پر گر کر خدا کا سجدہ کرنے لگا۔ (المختصر:۱۰۷، بحارالانوار:۲۵/ ۳۸۳ حدیث ۳۷)

اے رمیلہ!

(۲۱/۱۱۴) برسی الرحمۃ کتاب مشارق الانوار میں نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خاص شیعہ بنام رمیلہ جو مریض تھا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
اے رمیلہ! تمہیں سخت بخار تھا، پھر کچھ آرام محسوس کیا اور مسجد میں نماز کے لیے آ گئے ہو؟ رمیلہ نے کہا: جی میرے آقا! آپ کو کیسے معلوم ہے؟ آپ نے فرمایا: اے رمیلہ کوئی بھی مومن مرد و زن بیمار نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہم اس کی بیماری کی وجہ سے بے آرام ہوتے ہیں۔ جب وہ غمگین ہوتا ہے تو ہم غمگین ہوتے ہیں، جب وہ دعا کرتا ہے تو ہم اس کے لیے دعا گو ہوتے ہیں اور جب وہ چپ ہو جاتا ہے تو ہم اس کے لیے تب بھی دعا کرتے ہیں اور مشرق و مغرب میں جہاں بھی کوئی مومن یا مومنہ ہو، ہم اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔
(مشارق الانوار: ۷۷، بحارالانوار: ۲۶/۱۵۶ حدیث ۴۳، بصائر الدرجات: ۲۵۹ حدیث ۱)

مولف فرماتے ہیں کہ خدا کا یہ فرمان کہ

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ (سورۃ بقرہ: آیت ۱۱۵)

''تم جدھر بھی منہ کرو وہاں وجہ خدا ہے۔''

اس مطلب کی تائید کرتا ہے جو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے، کیونکہ بہت سی روایات میں ہے کہ وجہ اللہ سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق بھی اس معنی میں بہت سی روایات مروی ہیں۔
آئمہ کے وجہ اللہ ہونے سے مراد یا تو یہ ہے کہ یہ حضرات خدا کے نزدیک صاحب عزت و شرف اور بلند مرتبہ ہیں اور یا یہ مقصود ہے کہ حضرات وہ جہت اور سمت ہیں جس کی طرف خدا نے لوگوں کو متوجہ ہونے اور آنے کا حکم دیا ہے۔ خدا کی طرف توجہ کرنا اور خدا کی طرف آنا ممکن ہی نہیں تا وقت کہ ان حضرات کے ذریعے سے نہ آئیں، کسی کا عمل قبول ہی نہیں ہوگا مگر ان حضرات کی معرفت کے ساتھ۔

اہل بیتؑ کے امور میں شک مت کرو

(۲۲/۱۱۵) دیلمی علیہ الرحمۃ کتاب ''ارشاد القلوب'' میں سلیمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

یاسلمان، الویل کل الویل لمن لا یعرفنا حق معرفتنا و انکر فضلنا

''اے سلمان! ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ہماری حقیقی معرفت نہ رکھتا ہو اور ہماری فضیلت کا انکار کرتا ہو۔''

اے سلمان! محمدؐ اور سلمان بن داوٗد میں سے کون افضل ہیں؟ سلمان نے کہا: محمدؐ افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے سلمان! آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کے تخت کو فارس سے مملکت سبا میں منتقل کر دیا حالانکہ اس کے پاس صرف کتاب کا کچھ معمولی علم تھا جب کہ میرے پاس ہزار کتابوں کا علم ہے، خدا نے آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث پر پچاس صحیفے، ادریس علیہ السلام پر تیس

صحیفے، ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفے اوران کے علاوہ تورات، انجیل، زبوراورقرآن کو نازل کیا ہے۔سلمان کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے مولا جیسے آپ نے فرمایا ہے بالکل ایسے ہی ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا: اے سلمان! جوکوئی بھی ہمارے اموراور ہمارے علوم میں شک کرے وہ ایسے ہے جیسے اس نے ہماری معرفت اور ہمارے حق پر ہونے کے ساتھ مذاق کیا ہو۔حالانکہ خدا نے اپنی کتاب میں ہماری ولایت کوئی مقامات پرواجب قرار دیا ہےاوراس ولایت کے ساتھ جوسلوک کرنا ہےاسے روشن اورواضح ہے۔
(ارشادالقلوب: ۲/۱۶/۴، بحارالانوار: ۲۶/۲۲۱ حدیث ۴۷ مختصر: ۱۰۷)

ذکرآل محمدؑ شفا ہے

(۲۳/۱۱۶) برقی علیہ الرحمۃ کتاب محاسن میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

ذکرنا اهل البیت شفاء من الوعك والاسقام و وسواس الریب وحبنا رضی الرب تبارك وتعالیٰ

(المحاسن: ۱/۷۴ حدیث ۱۰۷ بحارالانوار: ۲/۱۴۵، حدیث ۱۰، الخصال: ۲/۶۲۵)

''ہم اہل بیت کا ذکرروحی اورجسمانی بیماریوں کے لیے شفاء ہے، شیطانی وسوسوں کے بچاؤ کا سبب ہے اورہماری دوستی خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔''

وہ میرے ساتھ ہوگا

(۲۴/۱۱۷) کراجکی علیہ الرحمہ کتاب ''کنزل الفوائد'' میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ سلمان فارسی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس آیا اورآپ کی معرفت اورشناسائی کے متعلق آپ سے سوال کیا، آپ نے فرمایا: اے سلمان! میں وہ ہوں جس نے تمام امتوں کواپنی اطاعت کے لیے دعوت دے کر بلایا، جنہوں نے نافرمانی کی ان کوآگ میں ڈال دیا اورمیں ان پرآگ کا داروغہ ہوں۔

یاسلمان انه له یعرفنی احد حق معرفتی الا کان معی فی الملاء الاعلی

''اے سلمان! جوکوئی بھی مجھے اس طرح پہچاننے کا حق ہے اس طرح پہچانے تو وہ شخص ملاء اعلیٰ (جو ملکوتیوں کے لیے قرب پروردگار کا مقام ہے) میں میرے ساتھ ہوگا۔''

اتنے میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ تشریف لے آئے۔آپ نے سلمان سے فرمایا: یہ میرے دو بیٹے عرش خدا کے دو گوشوارے ہیں، ان دوکی وجہ سے بہشت درخشندہ اورنورانی ہے اوران کی والدہ گرامی کائنات کی عورتوں کی سردار ہے۔خدا نے لوگوں سے میرے لیے عہدوپیمان لیا ہے۔ایک گروہ نے تصدیق کی اورایک گروہ نے انکارکیا اورجھٹلایا اوروہ آگ میں ہوں۔

وانا الحجة البالغة و الكلمة الباقية وانا سفير السفراء

''میں حجت بالغہ کاملہ ہوں میں اپنے پروردگار کا باقی رہنے والا کلمہ ہوں اور میں پیغمبر کا نمائندہ ہوں۔''

سلمان نے عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام! میں نے آپ کے اوصاف تورات اور انجیل میں اسی طرح پائے ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے وہ جو مسجد کوفہ میں قتل کیا جائے گا، خدا کی قسم اگر لوگ ایسے نہ کہیں کہ خدا قاتل سلمان پر رحمت کرے تو میں آپ کے بارے میں ایسے مطالب بیان کروں کہ لوگوں کے دل اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ تو وہ حجت خدا ہے کہ جس کے سبب سے خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول کی، یوسفؑ کو کنویں سے نجات دی اور ایوبؑ کا واقعہ اور جو نعمت ان کے لیے تبدیل ہوئی وہ سب آپ کے ساتھ مربوط ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں ایوبؑ کے واقعہ اور جو ان کی نعمت تبدیل ہوئی، اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟ سلمان نے عرض کیا: خدا آپ اور امیر المومنین علیہ السلام بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب خدا نے عہد و میثاق لیا تو ایوبؑ نے میری بادشاہی کے متعلق تعجب کیا اور کہا: یہ ایک بہت بڑی بات ہے خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے ایوبؑ! کیا اس صورت میں تعجب کر رہے ہو جس کو میں نے قائم کر دیا ہے اور برپا کر دیا ہے آدمؑ علیہ السلام کو جب مصیبت میں گرفتار کیا تو اس کی وجہ سے میں نے اسے معاف کر دیا کیونکہ جب آدمؑ نے اس کا امیر المومنین ہونا تسلیم کر لیا تو میں نے اس کی خطا کو معاف کر دیا۔

فوعزتی لاذیقنك من عذابی او تتوب الی بالطاعة لامیر المومنین

''میری عزت کی قسم اپنا عذاب تجھے ضرور چکھاؤں گا یا امیر المومنین کی اطاعت کے ساتھ توبہ کرو۔ پھر ایوب علیہ السلام کو سعادت نصیب ہوئی اور توبہ کی اور امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی ذریت طاہرینؑ کی اطاعت کا اقرار کیا۔'' (کنز الفوائد: ۲/۵۷، بحارالانوار: ۲۶/۲۹۲ حدیث ۲۵، تاویل الآیات: ۲/۵۰۴ حدیث ۴)

ولایت علیؑ

(۲۵:۸۱۱) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ خدا اس کے لیے تمام خیر وخوبی جمع کرے تو اسے چاہیے کہ میرے بعد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرے اور ان کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھے۔

(امالی صدوق: ۲۷۰ حدیث ۲ مجلس ۳۲، بحارالانوار: ۲۷/۵۵ حدیث ۹)

رحمت خدا کا منتظر

(۱۱۹/ ۲۶) شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ''مجالس'' میں ابی اسحاق سبیعی سے نقل کرتے ہیں:

میں مسروق اجدعی کے پاس گیا، اس کے پاس ایک مہمان تھا جسے میں نہیں جانتا تھا اس مہمان نے کہا کہ میں جنگ حنین میں رسول خداؐ کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے لیے ایک حدیث نقل کرتا ہوں جو حارث اعور نے نقل کی ہے۔ ہم نے کہا: جی ہاں اس نے کہا کہ میں امیرالمومنین کے پاس گیا آپ نے فرمایا: اے اعور: کون سی چیز تجھے اس جگہ لے کر آئی ہے؟ کہتا ہے میں نے عرض کیا، آپ کی محبت اور دوستی۔ آپ نے فرمایا: خدا کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جس کے دل کا ایمان کے لیے امتحان لیا گیا ہو مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری محبت کو پائے گا اور ہمیں دوست رکھے گا اور خدا کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہ ہوگا جو غضب الٰہی کا سبب بنا ہو مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری دشمنی کو محسوس کرے گا اور ہمارے ساتھ دشمنی رکھے گا۔

پس ہمارا دوست اس حال میں صبح کرتا ہے کہ رحمت خدا کا منتظر ہوتا ہے۔ گویا اس پر رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ہمارا دشمن اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ ہلاکت اور جہنم کے ڈھلوان کے کنارے پر ہے اور دوزخ میں گر جائے گا پس اہل رحمت کے لیے وہ لطف اور رحمت جو ان کے نصیب ہوا ہے مبارک ہو اور اہل جہنم کا برا حال ہے اس برے ٹھکانے کی وجہ سے جہاں وہ ٹھہریں گے۔

(امالی مفید: ۲۷۰ حدیث ۲، بحارالانوار: ۲۲/ ۱۹۶ حدیث ۱۰)

جنت میں داخل کردے گا

(۱۲۰/ ۲۷) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب امالی میں امام باقر علیہ السلام سے اور آپ کے آباؤ اجداد سے اور رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں:

آپؐ نے امیرالمومنین علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! اگر کسی مومن کے دل میں تیری محبت پیدا ہوگئی تو پل صراط سے گزرتے وقت اگر اس کا ایک پاؤں لڑکھڑانے لگا تو دوسرا پاؤں ثابت رہے گا، یہاں تک کہ خدا اسے آپ کی محبت کی خاطر جنت میں داخل کردے گا۔

(امالی صدوق: ۶۷۹ حدیث ۲۹ مجلس ۸۵)

معیار محبت

(۱۰۱/ ۲۸) ابن شاذان کتاب روضہ اور فضائل میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک علی علیہ السلام وہاں تشریف لائے، جن کے دائیں جانب حسن علیہ السلام جب کہ بائیں طرف حسین علیہ السلام تھے، پیغمبر اکرمؐ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور علی علیہ السلام کو بوسہ دیا اور انہیں اپنے قریب کر لیا۔ امام حسنؑ کو دائیں زانو پر بٹھاتے ہوئے بوسہ دیا اسی طرح امام حسینؑ کو بوسہ دیا اور انہیں بائیں زانو پر بٹھا لیا۔ پھر ان دونوں بچوں کو بوسہ دیتے، ان کے لبوں کو چومتے تھے اور فرماتے تھے۔ میرا باپ آپ کے باپ اور آپ کی ماں پر قربان ہوں۔ پھر حاضرین سے فرمایا! خدا تبارک وتعالیٰ ان دو کے وجود کیوجہ سے اور ان دو کے باپ کے وجود کی وجہ سے اور ان کی پاک اولاد کے وجود کے سبب اپنے تمام فرشتوں پر فخر ومباہات کرتا ہے۔ پھر فرمایا: اے خدا! میں ان کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے دوست کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ جو کوئی بھی ان کے متعلق میرے فرمان کی اطاعت کرے اور میری سفارش کی رعایت کرے، اس کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے تو ہر ایک سے بہتر رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ بے شک یہ میری اہل بیت ہیں، میرے دین کو قائم کرنے، میری سنت کو زندہ کرنے والے ہیں اور میرے پروردگار کی کتاب کی تلاوت کرنے والے ہیں پس ان کی فرمانبرداری میری فرمانبرداری ہے اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ (الروضۃ، ۱۱۴، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۰۴ حدیث ۷۴)

باپ جنت سے نکلا

(۱۲۲/ ۲۹) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''علل الشرائع'' میں جابر سے نقل کرتے ہیں:

میں چند افراد کے ساتھ منیٰ میں رسول خداؐ کے ساتھ تھا۔ اچانک ایک آدمی نے ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔ وہ کبھی سجدہ کبھی رکوع اور کبھی گریہ وزاری میں مشغول ہو جاتا تھا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہؐ یہ کتنی اچھی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ وہی ہے جس نے تمہارے باپ کو جنت سے نکلوایا۔ پھر علی علیہ السلام بغیر کسی خوف کے اس کی طرف لپکے، پکڑ کر اتنا سختی سے ہلایا کہ اس کی دائیں اور بائیں طرف کی پسلیاں اندر چلی گئیں اور فرمایا: ان شاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔ اس نے کہا: خدا تعالیٰ کے متعین کردہ وقت سے قبل آپ یہ کام نہیں کر سکتے، مجھے آپ کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ خدا کی قسم آپ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کے باپ کے نطفہ سے پہلے میرا نطفہ اس کی ماں کے رحم میں گیا ہوگا اور میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ان کے تمام اموال اور ان کی اولاد میں شراکت رکھتا ہوں اور یہ فرمان خدا ہے۔

وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ (سورۃ اسراء: آیت ۶۴)

''توان کے ساتھ ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جا۔''

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تیرے ساتھ کوئی دشمنی نہیں کرے گا مگر وہ جس کی ولادت نکاح اور عقد کے بغیر ہوئی ہوگی اور سکوت فرمایا پھر سر کو بلند کیا اور فرمایا:

معاشر الناس اعرضوا اولادکم علی محبۃ علی

''اے لوگو! اپنی اولاد کے سامنے محبت علیؑ کو رکھو۔''

جابرابن عبداللہ کہتا ہے: ہم امیر المومنین علیہ السلام کی محبت اور دوستی کو اپنی اولاد کے سامنے پیش کرتے تھے جو بھی ان میں سے علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہم سمجھ جاتے کہ یہ ہمارا بچہ ہے اا اور جو آنحضرت کو دوست نہ رکھتا تھا ہم اسے اپنی طرف نسبت نہیں دیتے تھے اور اپنا بچہ نہیں بناتے تھے۔

(علل الشرائع: ۱/ ۱۴۲، حدیث ۷، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۵۱ حدیث ۲۰، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۲۱۵)

مؤلف فرماتے ہیں: ترمذی جو اہل سنت کے بزرگوں میں سے ہے ابوسعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ ہم منافقین کو علی علیہ السلام کی دشمنی کے ذریعے سے پہچانتے تھے۔ (صحیح ترمذی: ۵/ ۶۳۵ حدیث ۳۷۱۷، مسند احمد: ۶/ ۲۹۲، صحیح مسلم: ۱/ ۶۰)

آپؑ کی محبت نے

(۱۲۳/ ۳۰) شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں حارث ہمدانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا:

حضرت نے فرمایا: اے حارث! کس چیز نے تجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین آپ کی محبت نے۔ آپ نے فرمایا: اے حارث! کیا مجھے دوست رکھتے ہو؟ عرض کی، جی! خدا کی قسم۔ آپ نے فرمایا: جان لو۔ مجھے جان نکلنے کے وقت اور اس وقت دیکھو گے جب میں حوض کوثر سے بعض لوگوں کو ایسے روک رہا ہوں گا۔ جیسے اجنبی اونٹ کو روکا جاتا ہے۔ اس وقت تم مجھے ایسے دیکھو گے جیسے دوست رکھتے ہو۔ نیز اگر مجھے پل صراط سے گزرتے ہوئے دیکھو کہ رسول خداؐ میرے آگے آگے جا رہے ہوں گے اور لوا الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا تو اس وقت بھی مجھے ایسے دیکھو گے جیسے تم دوست رکھتے ہو۔

(امالی طوسی: ۴۸ حدیث ۳۰ مجلس ۲، کشف الغمۃ: ۱/ ۱۴۰، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۵۷ حدیث ۲)

مؤلف فرماتے ہیں کہ لواء الحمد کے متعلق کتاب ''خصال'' میں پیغمبر اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جبرائیل ہاتھ میں لواء حمد لئے ہوئے میرے پاس آئے گا۔ لواء حمد ستر طبقات پر مشتمل ہوگا جب کہ ہر طبقہ سورج اور چاند سے وسیع تر ہوگا اور میں قدس کے منبروں میں سے ایک منبر اور رضوان کے تختوں میں سے ایک تخت پر براجمان ہوں گا۔ میں لواء حمد کو لے کر علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے ہاتھ میں دے دوں گا۔

عمر بن خطاب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہؐ! علی علیہ السلام اس پرچم کو کسطرح اٹھائیں گے جب کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اس کے ستر طبقات ہیں اور ہر طبقہ سورج اور چاند سے بڑا ہے؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی تو خدا تعالیٰ علی علیہ السلام کو جبرائیل جیسی قوت، آدم جیسا نور، رضوان جیسا حلم و بردباری، یوسفؑ جیسا جمال اور داؤدؑ جیسی آواز عطا فرمائے گا۔ اگر داؤدؑ بہشت کے خطیب نہ ہوتے تو اس جیسی آواز علی علیہ السلام کو عطا کرتا بے شک علی علیہ السلام سب سے پہلا وہ شخص ہے جو

بہشت کی دو نہروں سلسبیل اور زنجبیل کے خوش مزا پانی سے نوش فرمائے گا اور پل صراط پر وہ قدم نہیں رکھیں گے مگر یہ کہ اس کی جگہ ان کا دوسرا قدم محکم اور مضبوط ہوگا۔

وان لعلی و شیعته من الله مکاناً یغبطه به الاولون والآخرون

''بے شک علی علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے لیے خدا کے نزدیک جنت میں ایسا مقام ہوگا کہ اولین اور آخرین اس پر رشک کریں گے۔''

(الخصال: ۵۸۲ حدیث ۷، بحارالانوار: ۸/ ۳ حدیث ۳، ارشادالقلوب: ۲/ ۷ ۱۳)

علیؑ کو کندھوں پر سوار کیوں کیا؟

(۳۱/۱۲۴) برسی علیہ الرحمۃ کتاب ''مشارق الانوار'' میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام صادق سے عرض کیا:

رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کیوں کیا؟ آپؑ نے فرمایا: اس لئے تاکہ لوگ ان کے مقام بلند اور عظیم مرتبہ کو پہچان لیں۔ اس نے عرض کیا، کچھ زیادہ وضاحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اس لئے رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر بلند کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ باقی سب سے زیادہ خلافت رسولؐ خدا کے حق دار ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا: اور زیادہ وضاحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

لیعلم الناس انه امام بعده والعلم المرفوع

''تاکہ لوگ جان لیں کہ علیؑ ان کے بعد امام ہیں اور پرچم ہدایت کو بلند کرنے والے ہیں۔''

اس شخص نے عرض کیا: اور زیادہ فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا:

ھیھات: اگر ان کی حقیقت اور باطن کے بارے میں تجھے خبر دوں تو تو مجھ سے کنارہ کش ہو جائے گا اور کہے گا جعفر بن محمد جھوٹ کہتے ہیں یا دیوانے ہیں۔ سوائے نیک لوگوں کے کسی کے اسرار پر کون آگاہی حاصل کرسکتا ہے۔ (مشارق الانوار: ۱۷)

مولف فرماتے ہیں کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عرج الهادی الی اوج السماء
وعلی علیہ السلام کتف الهادی علا
ایها المنصف انصف بیننا
ای معراجیهما اعلا علا

''ہدایت کرنے والا پیغمبر اوج آسمان پر بلند ہوا۔ اور علی علیہ السلام اس کے کندھے پر بلند ہوا۔ اے منصف! انصاف کر ان دو معراجوں میں سے کون سی معراج برتر اور بلند تر ہے۔''

چوبیس چہروں والا فرشتہ

(۱۲۵/ ۳۲) شیخ صدوق کتاب ''امالی'' میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فرشتہ کے پاس آیا۔ جس کے چوبیس چہرے تھے۔

حضرت نے فرمایا: جبرائیل، اے میرے دوست! آج تک میں نے تجھے اس شکل میں نہیں دیکھا، فرشتے نے عرض کیا: میں جبرائیل نہیں ہوں بلکہ میرا نام محمود ہے، خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ نور کی نور کے ساتھ شادی کروں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: دونوروں سے تیری مراد کون ہیں؟ اس نے عرض کیا: فاطمہ اور علی علیہما السلام، جب فرشتے نے اپنا چہرا دوسری طرف کیا تو اس کے دو کندھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا۔

(محمد رسول الله علیه وصیه) محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ اس کے وصی ہیں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: کب سے یہ جملے تیرے کندھے پر لکھے ہوئے ہیں؟ اس نے عرض کیا: خدا نے جب آدمؑ کو پیدا کیا اس سے دو ہزار سال پہلے۔

(امالی صدوق: ۶۸۸ حدیث ۱۹ جنس ۸۶، معانی الاخبار: ۱۰۲ حدیث ۱، الخصال: ۲/ ۶۴۰ حدیث ۱۷)

قیامت کا دن

(۱۲۶/ ۳۳) برسی علیہ الرحمۃ کتاب ''مشارق الانوار'' میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

قیامت کا دن ایسا دن ہے جس میں خوف و ہراس بہت زیادہ ہے۔ جو کوئی چاہتا ہے کہ اس دن کے خوف و ہراس سے نجات حاصل کرے، اسے چاہیے ہمارے ولی امر کو تسلیم کرے اور میرے وصی و جانشین اور صاحب حوض کوثر علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی پیروی کرے۔

بے شک علیؑ حوض کے پاس سے اپنے دشمنوں کو دور کر رہے ہوں گے اور اپنے دوستوں کو پانی پلا رہے ہوں گے۔ جس نے بھی اس حوض سے پانی نہ پیا وہ ہمیشہ پیاسا رہا اور کبھی بھی سیراب نہیں ہوگا اور جو بھی اس سے پانی پی لے گا وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان اور نفاق کے درمیان علامت اور نشانی علی علیہ السلام کی دوستی ہے۔ جو بھی اسے دوست رکھے وہ مومن ہے اور جو بھی اسے دشمن رکھے وہ منافق ہے، جو کوئی بھی چاہتا ہے کہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے اور بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو، اسے چاہیے کہ علی علیہ السلام جو میری طرف سے تمہارا سرپرست ہے اور اہل اور امت پر میرا جانشین ہے کو دوست رکھے۔ بے شک وہ پروردگار عالم کا در رحمت اور خدا کا صراط مستقیم ہے۔ علی دینداروں کا امیر، سفید چہرے والوں کا رہبر اور ان کا مولا ہے جن کا میں مولا ہوں۔ اسے دوست نہیں رکھتا مگر وہ جس کی ولایت پاک اور طینت پاک ہو اور اس کے ساتھ دشمنی نہیں رکھتا مگر وہ جو حرام زادہ اور جس کی طینت نجس ہو۔

اور شب معراج جب خدا نے میرے ساتھ کلام فرمائی: اے محمدؐ! میری طرف سے علیؑ کو سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ وہ

میرے دوستوں کا امام اور میرے پیروکاروں کے لئے چراغ ہدایت ہے اور اسے اس بلند مرتبے پر میری طرف سے مبارک باد دینا۔ اس کے بعد فرمایا: علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے جو غریب اور تنگدست ہو، اسے حقیر نہ سمجھ۔ بے شک ان میں سے ایک شخص قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے مطابق لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ (مشارق الانوار: ۵۴)

امام مبین کون؟

(۷ ۱۲/ ۳۴) اسی کتاب میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں۔

جب آیۃ شریفہ

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ یس: آیت ۱۲)

''ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔''

نازل ہوئی تو فلاں دو نفر کھڑے ہوئے (دو نفر سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہے) اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہؐ امام مبین سے کیا مقصود اور مراد ہے؟ کیا اس سے مراد تورات ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر حتما اس سے مراد قرآن ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں اس اثنا میں امیر المومنین علیہ السلام وہاں آ گئے، پیغمبر اکرمؐ نے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ وہ امام مبین ہے جس میں خدا نے ہر چیز کا علم رکھ دیا ہے۔ بے شک حقیقی طور پر وہ شخص خوش بخت اور سعادت مند ہے جو موت سے پہلے اور بعد میں علیؑ کو دوست رکھتا ہو اور حقیقی معنی میں گمراہ اور بد بخت وہ ہے جو زندگی میں اور مرنے کے بعد علیؑ کو دشمن رکھتا ہو۔ (مشارق الانوار: ۵۵)

علیؑ سورہ توحید کی طرح

(۷ ۱۲/ ۳۵) اسی کتاب میں رسول خداؐ کی روایت ہے کہ آپ نے علی علیہ السلام سے فرمایا:

یاعلیؑ میری امت میں تیری مثال سورۃ (قل هو الله احد) جیسی ہے۔ جس نے بھی ایک مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کی گویا اس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھ لیا ہے اور جس نے دو مرتبہ پڑھا تو اس نے قرآن کے دو حصے پڑھ لیا اور جس نے اس سورہ کی تین مرتبہ تلاوت کی، گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی، پس جو تجھے زبان کے ساتھ دوست رکھے اس نے ایمان کا تیسرا حصہ حاصل کر لیا اور جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کا دو تہائی حصے حاصل کر لے اور جس نے تجھے اپنے ہاتھ، زبان اور دل سے دوست رکھا تو اس کا ایمان کامل ہوا، مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق پیغمبر بنا کر بھیجا کہ اگر اہل زمین اہل آسمان کی طرح سب کے سب تجھے دوست رکھتے تو خدا ان میں سے کسی کو بھی جہنم میں داخل نہ کرتا۔

اے علیؑ! جبرائیل نے مجھے پروردگار عالم کی طرف سے بشارت دی اور فرمایا ہے: اے محمدؐ! اپنے بھائی علیؑ کو خوش خبری دو کہ جو بھی اسے دوست رکھتا ہوگا میں اسے عذاب نہیں دوں گا اور جو بھی اس سے دشمنی رکھتا ہوگا میں اس پر رحم نہ کروں گا۔

(مشارق الانوار:۵۶)

علیؑ فضائل کا مجموعہ

(۱۲۹/۳۶) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں سعید بن جبری سے نقل کرتے ہیں:

کہ میں ابن عباس کے پاس آیا اوران سے کہا: اے رسولؐ خدا کے چچا کے بیٹے میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں تا کہ تجھ سے علی بن ابی طالب علیہما السلام اور ان کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کے متعلق پوچھوں۔ ابن عباس نے فرمایا: اے ابن جبیر! تم اس لئے آئے ہوتا کہ مجھ سے پیغمبرؐ کے بعد اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں سوال کرو؟ تم آئے ہوتا کہ اس کے متعلق سوال کرو جس کے لئے ایک رات میں تین ہزار منقبت حاصل ہوئی؟ تم اس لئے آئے تا کہ وصی رسولؐ خدا، ان کے جانشین، صاحب حوض کوثر، صاحب پرچم اور صاحب شفاعت کے متعلق دریافت کرو؟

پھر فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو خاتم المرسلین قرار دیا اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام اہل دنیا لکھنے والے ہو جائیں اور یہ سبھی فضائل علیؑ آغاز خلقت تا انتہائے خلقت لکھنا چاہیں تو خدا نے جو ان کو فضائل عطا کئے ان میں سے دسواں حصہ بھی نہ لکھ پائیں گے۔ (مشارق الانوار:۱۵۸ امالی صدوق:۱۵۱ حدیث ۱۵ مجلس ۸۲، بحارالانوار:۴۰/۷ حدیث ۱۷)

مقام علیؑ

(۱۳۰/۳۷) کتاب مناقب میں ابن عمر سے نقل ہے:

میں نے رسولؐ خدا سے علی بن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں سوال کیا اور کہا: یارسول اللہؐ علی علیہ السلام کا آپ کی نسبت کیا مرتبہ اور مقام ہے؟ پ غصے میں آ گئے اور فرمایا: کیا ہو گیا ہے کہ ایک گروہ اس کے متعلق پوچھتا ہے جس کا مرتبہ خدا کے نزدیک میرے مرتبے جیسا ہے اور اس کا مقام میرے مقام جیسا ہے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اے ابن عمر! میری اور علی علیہ السلام کی نسبت ایسے ہے جیسے روح اور بدن کی ہے، علی علیہ السلام کی نسبت ایسے جیسی جان کی جان سے نسبت ہو اور جیسے نور کی نور سے نسبت ہو۔ (یعنی ہم دونوں یک جان اور یک نور ہیں) اور علی علیہ السلام کی نسبت میرے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے سر کی نسبت جسم سے اور بٹن کی نسبت پیراہن سے۔

اے ابن عمر! جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علیؑ کے ساتھ دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمن کی اور جس نے میرے ساتھ دشمنی کی خدا اس پر ناراض ہوا اور اسے اپنی لعنت کا مستحق قرار دیا:

خبردار! جو علیؑ کو دوست رکھے گا خدا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا، اس کا حساب آسان ہوگا اور اس پر سختی نہ ہوگی۔

آ گاہ رہو جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا وہ اس دنیا سے رخصت نہ ہوگا تاوقتیکہ آب کوثر سے سیراب نہ ہو جائے درخت طوبی سے پھل نہ کھا لے اور جنت میں اپنا مسکن نہ دیکھ لے۔

تم آگاہ رہو! جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا اس کی روح آرام سے نکلے گی، اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔

جان لو! جو کوئی بھی علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا، خدا تعالیٰ اس کے ہر عضو کی تعداد کے مطابق اس کو نعمتیں عطا کرے گا اور اس کے قریبیوں میں سے انہیں افراد کی شفاعت قبول کرے گا۔

خبردار! جو علیؑ کو پہچانتا اور معرفت رکھتا ہو، ان کو دوست رکھتا ہو، تو خدا اس کی روح کو قبض کرنے کے لیے عزرائیل کو ایسے بھیجے گا جیسے اپنے رسولوں کی روح کو قبض کرنے کے لئے اسے بھیجتا ہے اور منکر ونکیر کے سوالوں کا خوف وڈر دور فرما دے گا اور اس کی قبر کو ایک سال کی مسافت کے برابر وسیع کر دے گا۔ قیامت کے دن سفید چہرے کے ساتھ داخل ہوگا اور بہشت کی طرف ایسے جلدی سے جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر کی طرف جاتی ہے۔

یقین کرو جو کوئی علیؑ کو دوست رکھتا ہوگا تو خدا اسے اپنی عافیت کے سایہ میں پناہ دے گا اور قیامت کے خوف سے محفوظ ہوگا۔

آگاہ رہو! جو کوئی علیؑ کو دوست رکھے گا تو خدا اس کی خوبیوں کو قبول فرمالے گا اور اسے بحفاظت بہشت میں داخل کرے گا۔

جان لو! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو وہ خدا کی طرف سے زمین پر امین ہوتا ہے۔

خبردار! جو کوئی بھی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو تو اس کے سر پر تاج کرامت فضیلت رکھا جائے گا، جس پر لکھا ہوگا کہ اہل بہشت اپنے مقصد کو بامراد پہنچ گئے، یہی نیک لوگ ہی تو شیعیان علی علیہ السلام ہیں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو، اس کا نامہ اعمال کھولا نہیں جاتا اور نہ ہی ترازو لگایا جاتا ہے، اس کے لئے آٹھ بہشتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو اور ان کی محبت لئے ہوئے دنیا سے جائے تو فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ جبکہ انبیاء خدا اس کی زیارت کرتے ہیں۔

آگاہ رہو! جو کوئی علی علیہ السلام کے ساتھ دوستی رکھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگا تو میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کا ایک دروازہ ہے جو بھی اس دروازے سے داخل ہوا وہ نجات پا جائے گا۔ وہ دروازہ محبت علی علیہ السلام ہے۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو، تو خدا تعالیٰ اس کے بدن پر بالوں اور جسم کی ہر رگ کے برابر اسے جنت میں شہر عطا کرے گا۔

اے عمر کے بیٹے! علی علیہ السلام اوصیاء کے سردار، پرہیزگاروں کے مولا اور لوگوں پر میرے جانشین ہیں۔ وہ ان

اماموں کے باپ ہیں جن کا چہرہ نورانی اور بابرکت ہے۔علی علیہ السلام کی پیروی کرنا میری پیروی کرنا ہے اوران کی معرفت حاصل کرنا میری معرفت حاصل کرنا ہے۔

اے عمر کے بیٹے! مجھے خداوند قدوس کی قسم، جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا ہے: اگر کوئی فرد خدا کی ایک ہزار سال عبادت کرے اس حال میں کہ دن کو روزہ رکھے اور راتوں کو بھی عبادت بجالائے، زمین بھر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے، غلام آزاد کرے اوران تمام چیزوں کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان ناحق قتل کر دیا جائے۔ پھر قیامت کے دن خدا کے ساتھ اس حال میں ملاقات کرے کہ علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو، تو اس کے اعمال میں سے کوئی عمل بھی خدا قبول نہیں کرے گا۔ان تمام اعمال کے ساتھ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور گھاٹا کھانے والوں کے ساتھ محشور ہوگا۔(مشارق الانوار:٦١)

(١٣١/٣٨) اسی کتاب میں کتاب اربعین سے نقل کرتے ہیں کہ انس بن مالک کہتا ہے کہ قیامت کے دن علی علیہ السلام کو اس طرح خطاب کیا جائے گا اے علی! اے ولی! اے سید! اے سچے! اے حاکم! اے رہبر! اے ہدایت کرنے والے! اے پرہیزگار! اے جونمرد! اے پاک! اے پاکیز! تم اور تیرے شیعہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوجاوٴ۔

(مشارق الانوار:٦٨،ارشاد القلوب:٢/٨٣)

بہشت میں ستون

(١٣٢/٣٩) اسی کتاب میں کتاب مناقب سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: خدا نے بہشت میں ایک ستون بنایا ہے جو اہل بہشت کو ایسے نور عطا کرتا ہے جیسے سورج اہل زمین کو روشنی عطا کرتا ہے۔اس ستون تک صرف علی علیہ السلام اور اس کے شیعہ پہنچ سکتے ہیں۔

بے شک جنت میں دروازے کا کنڈا سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے۔جو کہ سونے کے تختوں پر لگا ہوا ہے اور اس کنڈے کا طول یعنی لمبائی پچاس سال کی راہ کے برابر ہے۔جب اس کنڈے کو چوٹ لگائی جاتی ہے تو اس سے آواز نکلتی ہے، یاعلیؑ! یاعلیؑ! یاعلیؑ

(مشارق الانوار:٦٨،امالی صدوق:٦٨٤ حدیث ٣ مجلس ٨٦)

اسرار الٰہی

(١٣٣/٤٠) اسی کتاب میں آئمہ علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

خدائی کی نسبت ہماری طرف مت دو اور وہ فوائد بشری جو تمہاری لئے جائز ہیں ان کو ہمارے لئے جائز قرار نہ دو۔یعنی ہمیں اپنی طرح قیاس مت کرو، کیونکہ لوگوں میں سے کسی کا بھی ہمارے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ہم وہ اسرار الٰہی ہیں جو ان بشری بدنوں میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ہم پروردگار کی بولتی ہوئی کلام ہیں جو ان خاکی جسموں میں موجود ہے۔ان چیزوں کے سمجھنے کے بعد ہماری فضیلت کے متعلق جو چاہتے ہو کہہ دو۔جان لو کہ ہمارے فضائل بحر بیکراں کی مانند ہیں اور ہماری عظمت کو بیان کرنا

کسی کے بس میں نہیں ہے۔

(مشارق الانوار:٦٩)

ولادت علیؑ کعبہ میں

(۱۳۴/۴۱) اسی کتاب میں نقل ہے:

جب امیر المومنین علی علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے تو سجدہ کی حالت میں زمین پر تشریف لائے، اس کے بعد اپنا سر اقدس بلند کیا اور اذان و اقامت کہی۔ اس کے بعد خدا کی وحدانیت، محمدؐ کی رسالت اور اپنی ولایت اور جانشینی کی گواہی دی۔ پھر رسول خداؐ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یارسول اللہؐ اجازت ہے کچھ پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں پڑھو۔ اس کے بعد علی علیہ السلام نے ان صحیفوں کو جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے اور ان کو اس طرح پڑھا کہ اگر شیث علیہ السلام موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ علی علیہ السلام ان صحیفوں کو سب سے بہتر جانتے ہیں، اس کے بعد باقی آسمانی کتب حضرت نوحؑ کی کتاب حضرت ابراہیمؑ کی کتاب، موسیٰ کی توراۃ اور عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کو تلاوت فرمایا: اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ (سورہ مومنون: آیت ۱)

''تحقیق مومنین کامیاب ہو گئے۔''

پیغمبر اکرمؐ نے ان سے فرمایا: ہاں یا علیؑ مومنین کامیاب ہیں کیونکہ تو ان کا امام ہے۔ پھر ان کو اس طرح مخاطب کیا جیسے اوصیاء اور انبیاء کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ پھر خاموش ہو گئے اس کے بعد رسول خداؐ نے ان سے فرمایا:

عد الی طفولیتك فامسك

''اپنی طفولیت (یعنی بچپن) کی طرف لوٹ جا''۔

پس علیؑ نے اس کے بعد معجزات ظاہر نہیں کیے۔

آپ کی بے انتہا کرامات اور بیش بہا فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ راہب یمامہ نے حضرت ابوطالب علیہ السلام کو علی علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی تھی کہ بہت جلد تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے، جو اپنے زمانے کے لوگوں کا سردار، صاحب اسرار الٰہی، اپنے زمانے کے پیغمبر کا حامی و ناصر اور مددگار اور اس کا داماد ہوگا۔ لیکن میں اس کے زمانے کو دیکھ نہیں پاؤں گا۔ جب تم اسے دیکھو تو میری طرف سے سلام عرض کرنا۔

جب امیر المومنین علی علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابوطالب علیہ السلام اس راہب کے پاس گئے تاکہ اسے خبر دیں، لیکن وہ قضائے الٰہی پر لبیک کہہ چکا تھا۔ واپس امیر المومنین علیہ السلام کی طرف پلٹے، انہیں پکڑا اور بوسہ دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کو سلام کیا، لب کشائی کی اور کہا اے والد بزرگوار کیا راہب یمامہ کی طرف سے ہو کر آئے ہو، جس نے میری آمد کی بشارت

دی تھی؟اس کے بعد تمام قصہ نقل کیا۔آپ کے والد حضرت ابوطالب علیہ السلام نے کہا: اے خدا کے ولی آپ نے سچ کہا ہے۔

(۱۳۵/ ۴۲) مذکورہ کتاب میں منقول ہوا ہے کہ رسول خداؐ نے خیبر کے دن فرمایا:

لو لم اخف ان تقول امتی فیك ما قالت انصاری فی المسیح بن مریم لقلت الیوم فیك حدیثا

''اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ میری امت تیرے بارے میں وہ کہے گی جو عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کہتے تھے تو میں تیرے بارے میں ایک حدیث کہتا۔''

(مشارق الانوار:۱۰۹، روضۃ الواعظین:۱۱۲، بشارۃ المصطفیٰ:۱۵۵)

خیبر کے دن صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی جو اپنے زمانے کی خوبصورت ترین عورت تھی رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضورؐ نے اس کے چہرہ پر زخم دیکھا تو اس سے پوچھا۔ایک بادشاہ کی بیٹی اور چہرے پر یہ زخم کیسا؟ اس نے عرض کیا: جب علی علیہ السلام نے قلعہ میں داخل ہونے کے لئے قلعہ کے دروازے کو دھکا دیا تو پورا قلعہ لرزنے لگا۔اس سے قلعے کے محافظ ونگہبان سب نیچے گر گئے۔جس تخت پر میں بیٹھی تھی وہ لرزنے لگا تو میں اوندھے منہ زمین پر گری۔مجروح ہوگئی۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اے صفیہ خدا کے نزدیک علی علیہ السلام کا مرتبہ بلند ہے، اس کی شان اور مقام بلند ہے۔جب علی علیہ السلام نے قلعہ کو ہلایا تو فقط قلعہ میں لرزہ پیدا نہیں ہوا بلکہ تمام آسمان، زمینیں اور عرش الٰہی غضب ناک ہوکر علی علیہ السلام کی خاطر لرزنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد عمر نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا: آپ نے ایسے دروازے کو زمین بوس کیا جس کا ہلانا ناممکن تھا، جب کہ آپ تین دن سے بھوکے تھے کیا یہ آپ نے بشری طاقت کے ذریعے سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اس کو بشری طاقت کے ذریعے سے نہیں بلکہ الٰہی طاقت اور اس نفس مطمئنہ کی قوت سے اکھاڑا ہے جو اپنے پروردگار کی ملاقات اور دیدار سے مطمئن اور راضی ہے۔

(مشارق الانوار:۱۱۰، بحارالانوار:۲۱/ ۴۰ حدیث ۳۷ مدینۃ المعاجز:۱/ ۴۲۵ حدیث ۲۸۶)

یہ اس بات کی علامت ہے کہ لوگوں میں امیر المومنین علیہ السلام کے اسرار کو دیکھنے کی طاقت ہے اور نہ یہ سننے کی۔

علیؑ کی ولایت اور کھوپڑی

(۱۳۶/ ۴۳) ابن شاذان علیہ الرحمہ کتاب ''فضائل'' میں انوشیروان کی کھوپڑی کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

جسے امیر المومنین علیہ السلام نے کلام کرنے کا حکم دیا تھا۔کھوپڑی سے آواز آتی ہے کہ آپ مومنوں کے امیر اور حاکم، اوصیاء کے سردار اور پرہیزگاروں کے پیشوا ہو۔لیکن مجھے افسوس ہے کہ تخت وتاج اور اپنا بلند مقام آپ پر ایمان نہ لانے کی وجہ

سے میں نے اپنے ہاتھوں کھودیا، بہشت بریں سے محروم ہوگیا اور بدنصیب رہا،لیکن خدا نے میرے کافر ہونے کے باوجود میری عدالت اورقوم میں انصاف روار کھنے کی وجہ سے مجھے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ میں آپ میں ہوں لیکن آپ مجھے کوئی نقصان نہیں پہچاتی، مجھے عذاب نہیں دیتی اور نہ ہی مجھے جلاتی ہے۔ کتنے افسوس اور ندامت کا مقام ہے کہ اگر میں ایمان لا یا ہوتا تو آج آپ کے ساتھ بیٹھا ہوتا۔

لوگوں نے جب اس کھوپڑی کی اس بات کوسنا تو رونے لگے، پریشان ہوگئے اورذات اقدس امیرالمومنین کے بارے میں اختلاف میں پڑ گئے، وہ جواہل اخلاص تھے، کہنے لگے کہ آپ خدا کے بندے، اس کے ولی اور رسول خداؐ کے جانشین ہیں، جبکہ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہوگیا کہ وہ پیغمبر ہیں۔ایک گروہ کہنے لگا کہ وہ خدا ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے ان کو حاضر کیا اور فرمایا: شیطان نے تم پرغلبہ حاصل کرلیا ہے۔اس بیہودہ گفتگو جو کہ کفر ہے سے باز آ جاؤ، میں تو اپنے خدا کا بندہ ہوں چنانچہ کچھ لوگوں نے توبہ کرلی اور باز آ گئے، جب کہ کچھ اپنے کفر پر بضدر ہے۔حضرت نے ان کو آگ میں جلادیا۔ کچھ لوگ ان میں سے دوسرے شہروں کی طرف بھاگ گئے اوراس جگہ جا کر کہنے لگے اگرعلی علیہ السلام کے وجود میں ربوبیت نہ ہوتی اور وہ خدا نہ ہوتے تو ہمیں آگ میں نہ جلاتے۔ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ پستی اور بیچارگی ہمارے درپے ہوں۔

(فضائل ابن شاذان:۷۰)

مؤلف فرماتے ہیں جیسا کہ مقدمہ میں ذکر کر چکے ہیں کہ انہوں نے اپنے اس عمل کے ذریعے بارگاہ پروردگار میں جسارت کی اور پروردگار کی عظمت کو نہ جانا اور کمتر سمجھا۔ان لوگوں نے اپنی بے عقلی اور اعتقاد باطل کی وجہ سے آئمہ علیہم السلام کی جس طرح تعظیم کرتی تھی ویسے نہ کی۔ بلکہ مقام ربوبیت کو گھٹادیا، اسے ممکنات کے ساتھ قیاس کیا اور پروردگار کا انکار کیا۔خداوند ہمیں اعتقادی انحرافات سے محفوظ فرمائے۔

(۷۱۳/۴۴) شیخ کلینی علیہ الرحمۃ کتاب کافی میں ابوسعید کے بیٹے یوسف سے نقل کرتے ہیں، کہ میں ایک دن امام جعفرصادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے مجھے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو خدا تمام لوگوں کوجمع کرے گا۔سب سے پہلے جس کو بلائے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ان سے کہا جائے گا، کیا تو نے تبلیغ کی اور اپنے پروردگار کے احکامات کولوگوں تک پہنچایا؟ نوحؑ کہیں گے، جی ہاں! ان سے کہا جائے گا تیرے اس عمل کی کون گواہی دے گا؟ حضرت نوح کہیں گے محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔حکم ہوگا کہ انہیں لے آؤ اس کے بعد حضرت محمدؐ کی تلاش میں چل پڑیں گے۔لوگوں کو ایک طرف کر کے آگے جائیں گے یہاں تک کہ حضرت تک پہنچ جائیں گے اور آپ صلی علیہ السلام کے ساتھ مشک کے ایک ڈھیر کے پاس بیٹھے ہوں گے اوراسی بارے میں ہے خدا کا یہ فرمان ہے کہ:

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (سورۃ ملک: آیت ۲۷)

''پس جب اس کو (یعنی علی علیہ السلام کو) دیکھیں گے کہ خدا اور رسول کے نزدیک مقرب ہے تو ان کے چہرے رسوا اور گندے ہو جائیں گے۔''

نوح علیہ السلام پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں عرض کریں گے، خدا نے مجھ سے پوچھا ہے کہ آیا تو نے تبلیغ کی ہے اور ہمارے پیغام کو پہنچایا ہے؟ میں نے کہا، ہاں! خدا نے فرمایا: کہ تیری گواہی کون دے گا؟ میں نے کہا کہ محمدؐ تو اس وقت پیغمبر اکرمؐ، جعفر بن ابی طالب اور حمزہ سے فرمائیں گے کہ تم دونوں جاؤ اور گواہی دو کہ نوحؑ نے تبلیغ کا کام انجام دیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب علیہما السلام اور حمزہ علیہ السلام انبیاء کی تبلیغ کے گواہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں پھر علی علیہ السلام کہاں ہیں اور ان کا کیا کام ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ان کا مرتبہ ان سے بلند تر ہے۔ (الکافی: ۸/ ۲۶۷ حدیث ۳۹۲، بحارالانوار: ۷/ ۲۸۲ حدیث ۴، الوافی: ۳/ ۷۳۰ حدیث ۶)

اے طارق

(۱۳۸/ ۴۵) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق الانوار میں طارق بن شہاب سے امام کے اوصاف میں امیر المومنین علیہ السلام کی روایت نقل کرتے ہیں جس کا کچھ حصہ یوں ہے۔

اے طارق! امام کلمہ پروردگار، حجت الٰہی، نور خداوند اور حق تعالیٰ کا پردہ ہے۔

امام کا مقام ہر ایک سے بلند تر ہے وہ ہدایت کی بلند چوٹی اور سعادت کا سیدھا راستہ ہیں جو کوئی بھی ان کو پہچان لے اور اپنا دین ان سے وابستہ کرے تو وہ شخص انہی میں شمار ہوگا۔ اس مطلب کے بارے میں کلام پروردگار میں اشارہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام سے حکایت ہوا ہے۔

فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ (سورہ ابراہیم: آیت ۳۶)

''جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے۔''

خدا تعالیٰ نے اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا اور اپنے امور مملکت کی سرپرستی ان کے سپرد کر دی۔ وہ خدا کے پوشیدہ راز، پروردگار کے مقرب اولیاء اور اس کے ایسے امر ہیں جو کاف و نون کے درمیان ظاہر ہوئے، بلکہ خود کاف اور نون ہیں، لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں، خدا کی طرف سے بات کرتے ہیں اور اس کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

انبیاء کا علم ان کے علم کے مقابلے میں، اوصیاء کے اسرار ان کے اسرار کے مقابلے میں اور اولیاء کی عزت ان کی عزت کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے قطرہ سمندر کے مقابلے میں یا ایک ذرہ ایک وسیع صحرا کے مقابلے میں ہو۔ امام کے لئے آسمان و زمین ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند ہیں ان کے ظاہر کو ان کے باطن سے جانتے ہیں۔ وہ نیکوکار کو بدکردار سے جدا کرنے والے ہیں اور آسمان و زمین کے ہر خشک و تر سے آگاہ ہیں۔

(مشارق الانوار: ۱۱۴، بحارالانوار: ۲۵/۱۶۹ حدیث ۳۸)

(۴۶/۱۳۹) کتاب مشارق میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے علی علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

کوئی چیز بھی اس کے اور خدا کے درمیان پردہ اور حائل نہیں ہے بلکہ وہ خود حجاب اور سرالٰہی ہے (یعنی واسطہ کے بغیر خدا کی طرف سے فیض اس تک پہنچتا ہے اور وہ وسیلہ فیض ہیں)۔

پس امام خدائی نور اور سرالٰہی ہے اور جسم کے ساتھ اس کی وابستگی عارضی ہے۔ (ایک ایسا نور ہے جو عالم علوی اور عالم ملکوت سے اس جسم میں پایا جاتا ہے)

اس کی دلیل خدا کا یہ فرمان ہے۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (سورہ زمر: آیت ۶۹)

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ''رب الارض'' یعنی صاحب، مالک اور زمین کا مختار جو کہ امام ہے، جس کے نور سے زمین روشن ہے اور وہ خدا کا ایسا نور ہے جو تاریکیوں میں چمکا اور تمام عالم کو نورانی کر دیا ہے۔ (مشارق الانوار: ۱۳۹)

اس تفسیر کے موافق پیغمبر اکرمؐ کی روایت ہے جس میں فرماتے ہیں۔

کہ سورج کی دو اطراف ہیں ایک طرف وہ ہے جو اہل آسمان کی طرف ہے جس پر لکھا ہوا ہے ''**اللہ نور السموت**'' (خدا آسمان کا نور ہے) اور دوسری طرف زمین کی طرف ہے اس پر لکھا ہوا ہے ''**علی نور الارضین**'' (علیؑ زمینوں کا نور ہے)

پس امام تمام مخلوق کے ساتھ ہے، ان سے جدا نہیں اور لوگ اس سے پوشیدہ نہیں ہیں بلکہ وہ لوگوں کی نظروں سے حجاب میں ہیں کیونکہ دنیا امام علیہ السلام کے نزدیک ایسے سکہ کی مثل ہے جو انسان کے ہاتھ میں ہو کہ انسان جس طرح چاہے اس کا تصرف کر سکتا ہے۔ آئمہ علیہم السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔

خدا اپنے ولی کو نور کا ایک ستون عطا فرماتا ہے جو خدا اور مخلوق کے درمیان ہے۔ وہ اس میں تمام بندوں کے اعمال کا ایسے مشاہدہ کرتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ رہا ہو۔'' (مشارق الانوار: ۱۴۰)

مؤلف فرماتے ہیں کہ دیلمی علیہ الرحمۃ کتاب ''ارشاد القلوب'' کی دوسری جلد میں نقل کرتے ہیں جو سورج کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔ روایت اس طرح ہے کہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولؐ خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا: سورج کے دو رخ ہیں۔ ایک اس کا رخ اور چہرہ اہل آسمان کو منور کرتا ہے اور دوسرا اہل زمین کو نورانیت سے مستفید کرتا ہے جبکہ اس کے دونوں چہروں پر کچھ لکھا ہوا ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ تحریر دونوں طرف کیا ہے؟

اصحاب عرض کرنے لگے، خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: سورج کا وہ رخ جو اہل آسمان کی طرف ہے اس پر لکھا ہوا ہے (**اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**) (سورہ نور: آیت ۳۵)

یعنی خدا آسمان اور زمین کا نور ہے اور جو رخ اہل زمین کی طرف ہے اس پر لکھا ہوا ہے "علی نور الارضین"، یعنی علیؑ زمینوں کا نور ہے۔

(ارشاد القلوب: ۲/۱۳۸، مائۃ منقبہ: ۷۷ حدیث ۴۵، بحار الانوار: ۲۷/۹ حدیث ۲۱)

اور اس سے پہلی والی حدیث میں جو ایک جملہ گزرا ہے کہ امام کے پاس ایک نور کا ستون ہے جس کے ذریعے سے وہ بندوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس مطلب کی یہ آیت شریفہ تائید کرتی ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط (سورۃ توبہ: آیت ۱۰۵)

"ان سے کہو عمل کرو اور جان لو کہ بہت جلد خدا اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔"

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومنین سے مراد ہم اہل بیت ہیں۔ (بحار الانوار: ۲۳/ ۳۳۳)

(۱۴۰/۴۷) برسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق میں پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے کوئی ایسا دروازہ، پردہ، درخت، پتہ اور پھل نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس پر علیؑ علیؑ لکھا ہوا تھا۔ بے شک نام علیؑ ہر چیز پر لکھا ہوا ہے۔

(مشارق الانوار: ۱۴۹)

مؤلف کہتے ہیں اس روایت شریف سے استفادہ ہوتا ہے کہ بہشت علی علیہ السلام اور آپ کے دوستوں کے لئے مخصوص ہے۔ جیسے کہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں:

ان علیا صاحب الجنۃ والنار ای مالکھما وقاسمھا

"بے شک علی علیہ السلام صاحب جنت اور جہنم ہے یعنی ان دونوں کا مالک اور تقسیم کرنے والا ہے۔"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

انا صاحب الجنۃ والنار اسکن اهل الجنۃ الجنۃ واهل النار النار

"جنت وجہنم کا اختیار مجھے ہے میں اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں رکھوں گا۔"

(بحار الدرجات: ۴۳۴ سطر ۲، بحار الانوار: ۵۳/ ۷۴ حدیث ۲۰ تفسیر برہان: ۳/ ۱۱۴۹ حدیث ۹)

علیؑ چمکتا ہوا سورج

(۱۴۱/۴۸) سلمہ بن قیس رسولؐ خدا سے نقل کرتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام ساتویں آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسے اہل زمین کے لئے سورج نورانیت بانٹتا ہے اور آسمان اہل زمین کے لئے اندھیری رات کے چاند کی مانند ہیں۔

اور آپؐ نے فرمایا: خدا نے علی علیہ السلام کو اتنی عزت وتکریم اور فضیلت عطا کی ہے کہ اگر اہل زمین میں تقسیم کی جائے تو

سب کے لئے کافی ہے۔ اتنا علم ان کو عطا کیا کہ اگر زمین والوں پر تقسیم کیا جائے تو تمام کے تمام اہل علم ہو جائیں، جنت کے ہر پردہ پر نام علی علیہ السلام لکھا ہوا ہے اور مجھے خدا نے اس بارے میں بشارت دی ہے کہ علی علیہ السلام حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین اور فرشتوں کے نزدیک عظیم الشان ہے۔ علی علیہ السلام میرے نزدیکیوں اور مقربوں میں سے ہیں اور میری نسبت وفادار ہیں۔ وہ میرا ظاہر و باطن، میرا خفیہ و آشکار، میرے ساتھ رہنے والا، میرا ہمدم اور میری روح ہے۔ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ مجھ سے پہلے اس کی روح کو قبض نہ کرنا اور جب اس دنیا سے جائے تو شہید ہو کر جائے۔ بیشک میں جب بہشت میں داخل ہوا تو وہاں دیکھا کہ اس کے لئے مخصوص حوریں درختوں کے پتوں کی تعداد سے زیادہ اور اس کے لئے مخصوص محلات انسانوں کی تعداد سے زیادہ تھے۔

علی منی وانا من علی من تولی علیا فقد تولانی حبه نعمة و اتباعه فضیلة

''علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں جس نے علیؑ کی ولایت کو قبول کیا اس نے میری ولایت کو قبول کیا اس کی محبت نعمت اور اطاعت فضیلت ہے۔''

زمین پر چلنے والوں میں سے کوئی بھی میرے بعد علیؑ سے بڑھ کر صاحب فضیلت نہیں ہے۔ خدا نے حکمت کو اس پر نازل فرمایا، اسے دانش و بزرگی کا لباس پہنایا، اس کے سبب سے محافل کو زینت بخشی، اہل ایمان کو عزت دی اور لشکریوں کو نصرت اور مدد عطا کی، دین کو غالب کیا، زمینوں کو آباد اور نیک سیرت لوگوں کو عزت و آبرو بخشی ہے۔

مثله کمثل بیت الله الحرام یزاو ولا یزور ومثله کمثل القمر اذا طلع اضاءت الظلم و مثل الشمس اذا طلعت أضاءت الحنادس

''اس کی مثال کعبہ کی مثال ہے کہ اس کی زیارت کی جاتی ہے وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا (یعنی اس کے گرد گھوما جاتا ہے وہ کسی کے گرد نہیں گھومتا)، وہ چمکتے ہوئے چاند کی مانند ہے کہ جب چمکتا ہے تاریکیوں کو منور کر دیتا ہے اور وہ سورج کی طرح ہے کہ جب روشن ہوتا ہے تو تاریکی فنا ہو جاتی ہے۔''

خدا نے اپنی کتاب میں اس کی توصیف کی ہے اور آیات میں اس کی مدح ستائش فرمائی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں معاف کرنے والا، بلند مقام پر فائز اور اس دنیا سے جاتے وقت شہید ہے۔

خدا نے موسیٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے عمران کے بیٹے! میں کسی کی نماز کو قبول نہیں کروں گا مگر اس کی جو میری عظمت کے سامنے عاجزی اور انکساری دیکھائے، ہمیشہ اپنے دل میں میرے خوف اور محبت کو جگہ دے، دن میری یاد میں گزارے اور میرے اولیاء کہ جن کی خاطر میں نے آسمان و زمین اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا ہے جو کہ محمدؐ اور اس کی پاک آل ہیں کی معرفت رکھتا ہو۔ جو کوئی ان کو پہچان لے اور ان کے حق کی معرفت حاصل کرے تو اگر وہ کوئی چیز نہ جانتا ہو تو میں اسے اس سے آگاہ کر دیتا ہوں، اگر وہ ظلمت اور تاریکی میں ہو تو اس کے لئے روشنی پیدا کر دیتا ہوں، اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی اسے بخش دیتا ہوں اور اس کے

پکارنے میں پہلے ہی حاجت روائی کر دیتا ہوں۔

(مشارق الانوار:۱۴۹)

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ اپنی کتاب ''امالی'' میں ذکر کیا ہے۔

(امالی صدوق:۵۷ حدیث ۷ مجلس ۲، بحارالانوار:۳۹/۷ ۳ حدیث ۷ مدینۃ المعاجز:۲/۵۲ ۳ حدیث ۵۹۶)

اولادِ علیؑ کے فضائل چھپانے والے

(۱۴۲/۴۹) اسی کتاب میں کتاب ''تاویل الآیات'' سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے:

لا یعذب الله هذا الخلق الا بذنوب العلماء الذین یکتمون الحق من فضل علی وعترته

''خدا اس مخلوق کو عذاب نہیں دے گا مگر ان علماء کے گناہوں کی وجہ سے جو انہوں نے علیؑ اور اولادِ علیؑ کے فضائل کو چھپانے کے بارے میں کئے۔''

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمین پر پیغمبروں اور رسولوں کے بعد کوئی ایسا ذی نفس نہیں ہے جو علیؑ کے شیعوں اور دوستوں سے مقام و مرتبہ میں بڑھ کر ہو، یعنی وہ لوگ جو علیؑ کی ولایت کو ظاہر اور آپ کے فضائل کو نشر کرتے ہیں سر تا پا رحمت الٰہی ان کو گھیر لیتی ہے اور فرشتے استغفار کرتے ہیں۔''

اصل بدبختی سے وہ دوچار ہوئے جو فضائل علیؑ کو چھپاتے ہیں اور آپ کی امر ولایت کو پوشیدہ رکھتے ہیں وہ جہنم کی آگ کو کس طرح برداشت کریں گے۔

یہ حق ہے کیونکہ جو کوئی فضائل علی کو جہالت اور نادانی کی وجہ سے چھپائے تو وہ ہلاکت اور بربادی کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا اور جو کوئی جان بوجھ کر فضائل علیؑ کو چھپائے تو وہ منافق ہے کیونکہ اس کی طینت اور خمیر ناپاک ہے۔ آنحضرت کے ساتھ سوائے گمراہ اور منافق کے کوئی دشمنی نہیں کرے گا۔

آنحضرتؐ کی ولایت کو اس کی طینت کے سامنے پیش کیا گیا اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، لہٰذا وہ طینت مسخ ہوگئی (یعنی اس کی ماہیت اور حقیقت میں تبدیلی آ گئی) اور عالم مسخ شدہ گان میں اس سے کہا گیا کہ جو خبیث ہے وہ دوسرے خبیثوں سے مل جائے۔ پس وہ دین نہیں رکھتا اور اس کی عبادت ضائع ہوئی اور جو مومن ولایت اور معرفت امیرالمومنین رکھتا ہے حقیقت میں وہ عبادت گزار ہے، اگرچہ عبادت نہ بھی کرے، وہ نیکوکار اور نیک ہے اگرچہ برائی کرے اور وہ نجات یافتہ ہوگا اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔ درج ذیل آیہ شریفہ اس گروہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ۝٣٥

''خدا ان کے برے کاموں کو معاف کردے گا اور ان کو ان کے عمل سے بہتر اجر عطا کرے گا۔''

اور یہ چیز شعیان علیؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(مشارق الانوار:۱۵۱،الدمعۃ الساکبہ:۵۶/۲)

فرشتوں کا استغفار کرنا

(۱۴۳/۵۰) مجلسی کتاب ''مشارق'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یاعلیؑ! بے شک خدا تجھے اور تیرے دوستوں کو دوست رکھتا ہے اور بے شک فرشتے تیرے، تیرے شیعوں اور تیرے شیعوں کے دوستوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

جب قیامت برپا ہوگی تو ایک منادی ندا دے گا کہ شیعیان علیؑ کہاں ہیں؟ صالحین میں سے ایک گروہ کھڑا ہوگا، ان سے کہا جائے گا جس کسی کو بھی چاہتے ہو، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کردو۔ یہ یقینی بات ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص ہزار اشخاص کو آتش جہنم سے نجات دے گا۔

اس کے بعد پھر منادی ندا دے گا کہ علیؑ کے باقی دوست کہاں ہیں؟ پس ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا، جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا، تم جو چاہتے ہو خدا سے مانگو، پس ان میں سے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق عطا کیا جائے گا۔ پھر وہ منادی ندا دے گا کہ علیؑ کے اور شیعہ کہاں ہیں؟ ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا جنہوں نے گناہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا۔ پھر کہا جائے گا دشمنان علیؑ کہاں ہیں؟ ایک بہت بڑی جمعیت کھڑی ہوگئی، ندا دی جائے گی کہ ان میں سے ہزار آدمیوں کو علیؑ کے ایک شیعہ کے مقابلے میں قرار دو اور ان ہزار آدمیوں کے نیک اعمال کو لے کر علیؑ کے دوستوں کے نامہ اعمال لکھ دو۔ جب ایسا کریں گے تو علیؑ کو ماننے والے گناہ گار آتش جہنم سے نجات پا جائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے علیؑ! تو عالی مرتبت ہے تو عظیم الشان ہے، جو کوئی تجھے دوست رکھتا ہے خدا اور اس کے رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں اور جس کسی نے تجھے دشمن رکھا اس نے خدا اور اس کے رسولؐ سے دشمنی کی۔

(مشارق الانوار ۱۵۵، بحارالانوار:۲۱۰/۷ حدیث ۱۰۴)

(۱۴۴/۵۱) مذکورہ کتاب میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ کو دیکھا آپؐ نے رکوع کے بغیر ہی پانچ مرتبہ سجدہ کیا۔ میں نے عرض کیا: آپؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا: جبرائیلؑ میرے پاس آیا اور عرض کی:

یا محمد: ان اللہ یحب علیا

''اے محمدؐ! خدا علیؑ کو دوست رکھتا ہے۔''

میں نے یہ سن کر سجدہ کیا، اس نے کہا: خدا پارسا اور پاک فاطمہؑ کو عزیز رکھتا ہے۔ میں نے سجدہ کیا، ابھی سجدے سے سر اٹھایا ہی تھا تو اس نے کہا: خدا حسنؑ کو دوست رکھتا ہے اور پھر کہا: خدا حسینؑ کو دوست رکھتا ہے، میں نے ہر ایک کی خاطر سجدہ کیا، اس نے آخری مرتبہ کہا: خدا اس کو بھی دوست رکھتا ہے جو ان کو دوست رکھے۔ تو میں نے پانچواں سجدہ کیا۔ (مشارق الانوار: ۱۵۵، بحارالانوار: ۵۹/۳۷ حدیث ۲۸)

شیخ مفید کتاب ''امالی'' میں اس روایت کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خبر دی کہ علیؑ کا مقام بہشت میں ہے، تو میں نے شکر گزاری کی خاطر سجدہ کیا۔ جب میں نے سجدہ سے سر اٹھایا، تو اس نے کہا: فاطمہؑ بھی بہشت میں ہے، میں نے پھر اسی طرح خدا کا سجدہ کیا۔ اس نے مزید کہا: حسنؑ و حسینؑ دونوں جنت کے سردار ہیں، میں نے سجدہ شکر کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو اس نے کہا: جو کوئی ان کو دوست رکھتا ہو اس کا مقام جنت میں ہے، میں نے ایک اور سجدہ شکر الٰہی کے طور پر انجام دیا۔

(امالی مفید: ۲۱ حدیث ۲ مجلس ۳، بحارالانوار: ۱۱۱/۶۸ حدیث ۲۴)

علیؑ پانی کے اوپر چلنے لگے

(۱۴۶/۵۳) مجلسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق الانوار میں نقل کرتے ہیں

صاحب کتاب عیون الاخبار نے روایت کی ہے کہ ایک دن امیرالمومنین علیہ السلام ایک طرف پر جا رہے تھے کہ خیبری یہودیوں میں سے ایک یہودی حضرت کے ہمراہ ہو گیا، راستے میں ایک ایسے درہ کے پاس پہنچے جہاں سیلاب کا پانی جمع تھا۔ یہودی فوراً اپنا کپڑا جو سوتی یا پشم کا تھا اوپر اٹھایا اور پانی کے اوپر چلنے لگا۔ جب تھوڑا سا گیا تو علیؑ کو کہنے لگا۔ اگر آپ بھی وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو میری طرح پانی کو عبور کر جاتے۔

امیرالمومنینؑ نے اس سے فرمایا: تھوڑا! رک جاؤ، پھر آپ نے اشارہ فرمایا تو پانی جم گیا اور سخت ہو گیا، آپ اس کے اوپر چلنے لگے۔ یہودی نے جب یہ دیکھا تو اپنے آپ کو علیؑ علیہ السلام کے قدموں پر گرا دیا اور عرض کرنے لگا، اے جوان مرد! تو نے کیا پڑھا ہے کہ پانی پتھر میں تبدیل ہو گیا ہے؟ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: تو نے کیا پڑھا تھا جس کی وجہ سے تو پانی کے اوپر چلنے لگا تھا؟ اس نے عرض کیا: میں نے خدا کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا تھا۔ امیرالمومنین نے فرمایا: وہ خدا کا اسم اعظم کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ محمدؐ کے جانشین کا نام ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: میں محمدؐ کا جانشین ہوں۔ یہودی آپ کی حقانیت کا اعتراف کر کے اسلام لے آیا۔

(مشارق الانوار: ۱۷۲، مدینۃ المعاجز: ۴۳۰/۱ حدیث ۲۹۰)

پتھر سونا ہو گیا

(۱۴۷/۵۴) اسی کتاب میں عمار بن یاسر سے نقل ہے وہ کہتے ہیں:

میں ایک دن اپنے مولا امیر المومنینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت نے مجھے پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی، میں نے عرض کیا: میں مقروض ہوں اور صاحب قرض تقاضا کر رہا ہے۔علیؑ نے ایک پتھر کی طرف جو نیچے گرا ہوا تھا اشارہ کیا اور فرمایا: اس کو اٹھاؤ اور اپنا قرض ادا کرو۔عمار نے عرض کیا: اس پتھر کی تو کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔امیر المومنینؑ نے فرمایا: میرا واسطہ دے کر خدا سے دعا کرو، وہ اسے سونے میں تبدیل کر دے گا۔عمار کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت کے ہدایت پر عمل کیا وہ سونا بن گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا: جتنی تیری ضرورت ہے وہ لے لو۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو سخت ہے، کس طرح نرم ہوگا؟ حضرت نے فرمایا: اے کمزور یقین والے میرا نام لے کر خدا سے دعا کر و تا کہ وہ نرم ہو جائے، بے شک میرے نام کی برکت سے داؤدؑ کے لئے لوہا نرم ہوا۔

عمار کہتا ہے: میں نے ایسا ہی کیا، وہ نرم ہو گیا اور اپنی ضرورت کے مطابق اس سے لے لیا۔ پھر حضرت نے فرمایا: میرے نام کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو تا کہ یہ سونا اپنی پہلی شکل میں بدل جائے۔

(مشارق الانوار: ۱۷۳، مدینۃ المعاجز: ۱/۴۳۱ حدیث ۲۹۱)

(۱۴۸/۵۵) اسی کتاب میں سلمان فارسی کے خدمت گزار اذن نقل کرتے ہیں:

جب امیر المومنینؑ، سلمان فارسی کو غسل دینے کے لئے آئے تو دیکھا کہ سلمان اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، تو سلمان مسکرائے اور بیٹھنے کی کوشش کی حضرت نے فرمایا: اپنی موت کی حالت کی طرف چلے جاؤ وہ واپس چلا گیا۔

(بحارالانوار: ۲۲/ ۳۸۴ حدیث ۲۱ مشارق الانوار: مدینۃ المعاجز: ۱/ ۲۵۷ حدیث ۱۶۳ اور ۲/ ۱۸۴ حدیث ۶۴۷)

سر پر نورانی تاج

(۱۵۰/ ۵۷) کتاب ''امالی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا:

جب قیامت بر پا ہوگی تو تجھے ایک سواری پر میدان قیامت میں اس حال میں لائیں گے کہ تیرے سر پر نور کا تاج ہوگا جس کے چار پائے ہوں گے اور ہر پائے پر تین سطروں میں یہ جملے لکھے ہوں گے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

پھر تیرے لئے ایک فضیلت اور کرامت کا تخت لگا یا جائے گا اور جنت و دوزخ کی چابیاں تیرے پاس لائی جائیں گی۔

پھر ابتداء سے لے کر انتہا تک تمام خدا کی مخلوق کو تیرے سامنے ایک سرزمین میں جمع کیا جائے گا۔ پھر تو اپنے شیعوں کو حکم دے گا کہ جنت میں جاؤ اور دشمنوں کو جہنم داخل کرے گا، تو ہی جنت جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے، تو اس دن خدا کی طرف سے امین ہوگا اور امین وہ ہوتا ہے جو حکومت کرے اور جس طرح چاہے امور میں تصرف کرے۔

ایک دوسری روایت میں رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: یا علیؑ! جب قیامت بر پا ہوگی تو تجھے نور کے ایک اونٹ پر لا یا جائے گا اس حال میں کہ تیرے سر پر نور کا تاج ہوگا، جو آنکھوں کو چندھیا دینے والا ہوگا اور قریب ہوگا کہ آنکھوں کی روشنی ختم ہو

جائے اس وقت ایک حکم صادر ہوگا کہ تو اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو جہنم میں داخل کر دے۔(مشارق الانوار:۱۸۱)

اے گھوڑسوار! میری مدد کر

(۵۸/۱۵۱) مجلسی علیہ الرحمہ کتاب مشارق میں کہتے ہیں۔

سلمان فارسی کی حکایت میں ایک روایت ہوئی ہے کہ جب شیر نے ان پر حملہ کیا تو انہوں نے کہا:

یافارس الحجاز ادرکنی

''اے حجاز کے گھڑسوار میری مدد کرو۔''

اچانک گھوڑے پر سوار ایک شخص ظاہر ہوا، جس نے سلمان کو شیر سے بچایا اور اس شیر کو حکم دیا کہ اب تو سلمان کی سواری بن جا۔ اس کے بعد سلمان اس پر لکڑی لادا کرتے تھے اور حکم علیؑ کی اطاعت کی وجہ سے اس پر وزن اٹھایا کرتے اور اسے صحرا سے شہر کے دروازے تک لاتے تھے۔(مشارق الانوار:۲۱۶، مدینۃ المعاجز:۲/۱۱، حدیث ۳۵۵)

علیؑ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے

(۵۹/۱۵۲) اسی کتاب میں مقداد بن اسود نقل کرتے ہیں:

میرے مولا امیر المومنین نے مجھ سے فرمایا کہ میری تلوار لاؤ، میں نے تلوار حضرت کی خدمت میں پیش کی، آپ نے تلوار کو اپنے زانو پر رکھا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ظہر کے نزدیک دوبارہ واپس آ گئے جب کہ آپ کی تلوار سے خون گر رہا تھا۔ میں نے مولا سے عرض کیا: میرے آقا! آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا: عالم بالا میں دو گروہوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا۔ میں اوپر گیا ہوں اور ان کے جھگڑے کو ختم کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا اوپر والی مخلوق کے امور اور معاملات بھی آپ کے سپرد ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں خدا کی طرف سے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات پر امام ہوں۔ آسمان میں کوئی فرشتہ ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا مگر میری اجازت کے ساتھ جبکہ میرے متعلق اہل باطل شک اور تردید میں پڑے ہوئے ہیں۔

(مشارق الانوار:۲۱۸)

مولف کہتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ اوپر والی مخلوق میں جھگڑا یا اختلاف کیسے ہوسکتا ہے؟ اس بارے میں خدا فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰٓ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝٦٩ (سورہ ص: آیت ۶۹)

''مجھے اوپر کی مخلوق کے درمیان جھگڑا کے بارے میں علم نہیں ہے۔''

اس کے جواب میں کہیں گے کیا ہاروت و ماروت اور فطرس کا قصہ آپ کو معلوم نہیں ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جنوں کا

ایک گرو پرواز کرتا ہے اوران کا ٹھکانہ ہوا میں ہے؟ پس ممکن ہے کہ ان کے دو گروہوں میں جھگڑا ہو گیا ہو اور خدا کا ولی اور پروردگار عالم کا امین اوپر گیا ہو اور ان کے جھگڑے کو نمٹایا ہو۔

شجاعت اور علیؑ

(۶۱/۱۵۴) کتاب میں صاحب المقامات سے روایت ہے کہ ابن عباس نقل کرتے ہیں:

میں نے علیؑ کو مدینے کے ایسے کوچوں میں سے گزرتے ہوا دیکھا جن میں راستے آگے سے بند تھے۔ میں نے رسول خداؐ کو اس کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا:

ان علیا علم الهدای والهدی طریقه

''بے شک علیؑ ہدایت کا راہنما ہے اور اس کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے۔''

اس واقعہ کو تین دن گزر گئے۔ تین دن کے بعد آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ علیؑ کو تلاش کرو۔

ابن عباس کہتا ہے: میں اس دروازہ کے پاس گیا جس میں آپ کو دیکھا تھا۔ دور سے آپ کی سورج میں چمکتی ہوئی زرہ کو دیکھا۔

میں رسولؐ خدا کے پاس آیا اور علیؑ کے آنے کی ان کو خبر دی۔ جب علیؑ پیغمبرؐ کی زیارت کے لئے آئے تو رسول خدا اٹھے اور علیؑ کو گلے لگا لیا۔ ان کی زرہ کو خود کھولا اور ان کے جسم کو غور سے دیکھنے لگے۔ عمر نے کہا: کیا آپ کے خیال میں علیؑ کسی جنگ میں تھے؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! علیؑ کو چالیس ہزار فرشتوں کی سرپرستی سونپی گئی تھی آپ چالیس ہزار جنوں کو قتل کر کے آئے ہیں اور جنوں کے چالیس قبیلے اس کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں۔

بے شک بہادری اور شجاعت کے دس مرتبے اور درجے ہیں۔ ان میں سے نو درجے علیؑ کے پاس ہیں اور ایک درجہ باقی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بزرگی اور شرافت کے دس درجے ہیں جب کہ نو درجوں کے حضرت علیؑ امین ہیں اور ایک درجہ شرافت کا باقی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علیؑ کی میرے ساتھ نسبت ایسے ہے جیسے کہنی سے لے کر ہاتھ تک بازو کے حصے کی نسبت بازو کے ساتھ ہوتی ہے۔ علیؑ میرے لباس کا بند اور میرا ایسا ہاتھ ہے جس کے ذریعے میں اپنی ہر خواہش پوری کرتا ہوں وہ میری شمشیر ہے کہ جس کے ذریعے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہوں۔

جو اسے دوست رکھے وہ مومن ہے اور جو اسے دشمن رکھے وہ کافر ہے۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے وہ کامیاب لوگوں کے ساتھ جا ملے گا۔

(مشارق الانوار: ۲۲۰، مدینۃ المعاجز: ۲/۴۴۶ حدیث ۶۷۲)

شیعہ تاریکی میں چراغ

(۱۵۵/ ۶۲) کتاب فضائل الشیعہ میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ سے فرمایا:

شيعتك مصابيح البدجى (بحارالانوار: ۶۸/ ۸/ ۴ سطر ۵)

''تیرے شیعہ تاریکی میں چراغ کی مانند ہیں۔''

اسرار الٰہی کے معجزات

(۱۵۶/ ۶۳) برسیؒ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

اہل کوفہ میں سے امیرالمومنینؑ کے بڑے بڑے شیعوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہمیں اسرار الٰہی کے معجزات میں سے کوئی معجزہ دیکھائیں۔ آپ نے فرمایا: تم اس کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ اگر ایسا ممکن ہو بھی جائے تو کافر ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا: آپ کے صاحب اسرار اور صاحب معجزات ہونے پر شک نہیں ہے اس کے بعد آپ نے ستر افراد منتخب کئے اور شہر کوفہ کی عقبی جانب لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، چند کلمات کہے اور فرمایا: نگاہ کرو جب انہوں نے دیکھا تو اپنے سامنے درختوں اور پھلوں کو پایا اور سب نے واضح طور پر جنت کا مشاہدہ کیا ایک شخص جو چرب زبان تھا نے کہا: یہ تو کھلم کھلا جادو ہے، چنانچہ دو آدمیوں کے علاوہ سب انکار کر گئے۔ آپ نے ان میں سے ایک سے فرمایا: آپ کے ساتھیوں نے جو کہا ہے تم نے سنا ہے؟

خدا کی قسم نہ یہ جادو تھا نہ ہی میں جادوگر ہوں بلکہ یہ تو خدا اور اس کے رسولؐ کے چشمہ علم کے فیض سے حاصل شدہ چیز ہے۔ ان لوگوں نے مجھے اور میری بات کو رد نہیں کیا بلکہ حقیقت میں رسولؐ خدا کو رد کیا ہے۔ پھر آپ مسجد کی طرف واپس آئے تا کہ ان کے لئے استغفار کریں۔ جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو مسجد کے سب سنگریزے لعل و جواہرات میں تبدیل ہو گئے، جو دو باقی بچ گئے تھے ان میں سے ایک اور کافر ہو گیا اور فقط ایک شخص ثابت قدم رہا۔

(مشارق الانوار: ۸۲، بحارالانوار: ۴۱/ ۲۵۹ حدیث ۲۰، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۷/ ۴ حدیث ۲۹۴)

سورہ فاتحہ کی تفسیر

(۱۵۷/ ۶۴) کتاب ''قوۃ القلوب'' میں علیؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

لو شئت لا وقرت سبعين بغيرا في تفسير فاتحه الكتاب

''اگر میں چاہوں تو ستر اونٹوں کے وزن کے برابر سورہ فاتحہ کی تفسیر کرسکتا ہوں۔''

(مناقب ابن شہراشوب: ۳/ ۴۳)

محب علیؑ انبیاء کے ساتھ

(۱۵۷/ ۶۵) شیخ صدوق کتاب ''عیون اخبار الرضا'' میں حضرت رضاؑ اور آپ اپنے اباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: جو کوئی تجھے دوست رکھے گا وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ اٹھے گا اور ان کے مراتب جیسا ہوگا اور جو کوئی ہم دونوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو، وہ یہودی یا نصرانی جیسا ہوگا۔

(عیون اخبار الرضا ۲۲۰، بحار الانوار: ۲۷/ ۷۹ حدیث ۱۶)

رسولؐ اور علیؑ کے پاس پانچ پانچ چیزیں

(۱۵۸/ ۶۶) شیخ طوسیؒ کتاب ''امالی'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

میں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا کہ خدا نے مجھے اور علیؑ کو پانچ پانچ چیزیں عطا کی ہیں مجھے قرآن عطا کیا ہے تو علیؑ کو مجموعہ علم، مجھے خدا نے نبی بنایا ہے تو علیؑ کو وصی، مجھے خدا نے کوثر عطا کیا ہے، علیؑ کو سلسبیل، جو جنت میں نہر کا نام ہے، مجھے وحی عطا کی تو اسے الہام بخشا، مجھے اس نے آسمانوں کی سیر کروائی تو علیؑ کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے اور پردوں کو ہٹا دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مجھے دیکھتا تھا اور میں اسے دیکھتا تھا۔

ابن عباس فرماتے ہیں: پھر رسولؐ خدا نے گریہ کیا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیوں رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباس! معراج پر پروردگار کی اول گفتگو یہ تھی کہ آپ نے فرمایا: اے محمد! نیچے دیکھو، میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام پردے ہٹا دیئے گئے، آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور میں نے دیکھا، علیؑ نے اپنا سر بلند کیا اور میرے ساتھ ہم کلام ہوئے اور میں نے ان کے ساتھ کلمات پروردگار کے ساتھ گفتگو کی۔

خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے علیؑ کو وزیر مددگار، وصی اور تیرے بعد جانشین قرار دیا ہے۔ اسے اس بات کی اکلاع دو کہ وہ تیری بات کو سن رہا ہے۔ میں نے علیؑ کو اطلاع دی اس حال میں کہ میں بارگاہ پروردگار میں تھا۔ اس نے قبول کی اور کہا: میں اطاعت کروں گا۔

خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ علیؑ کو سلام کریں، فرشتوں نے سلام کیا اور علیؑ نے ان کو جواب دیا اور فرشتے ایک دوسرے کو مبارک باد اور خوش خبری دینے لگے۔ میں آسمان کے فرشتوں میں سے کسی کے پاس سے نہیں گزرا مگر یہ کہ ہر ایک نے مجھے مبارک باد دی اور سب نے کہا اے محمدؐ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق رسول مبعوث فرمایا، سب فرشتے اس بات پر خوش ہیں۔

میں نے حاملین عرش کو دیکھا کہ جو سر نیچے جھکائے ہوئے زمین کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے عرض کیا: اے محمد! سب فرشتے علیؑ کو خوش خبری دینے والی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ سوائے ان فرشتوں کے جو عرش الٰہی کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے اجازت حاصل کر لی ہے تاکہ چہرہ علیؑ کی زیارت کرسکیں۔

اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا: جب میں آسمان سے نیچے آیا تو میں نے چاہا کہ علیؑ کو اوپر کے واقعات کی اطلاع دوں، لیکن ہوا یہ کہ مجھ سے پہلے علیؑ نے تمام واقعات سنانے شروع کر دیئے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے جو بھی قدم اٹھایا ہے۔ وہ سب علیؑ کے سامنے ظاہر ہے اور علیؑ نے اسے دیکھا ہے۔ ابن عباس کہتا ہے: میں نے رسولؐ خدا سے عرض کیا کہ آپؐ مجھے نصیحت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا:

علیك بحب علی ابن ابی طالب

''میں تجھے علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے ساتھ محبت رکھنے کی نصیحت کرتا ہوں۔''

میں نے دوبارہ عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا:

میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ علیؑ کے ساتھ محبت کا اظہار کرنا، مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے برحق رسول مبعوث فرمایا ہے کسی کا کوئی اچھا عمل خدا قبول نہ فرمائے گا مگر یہ کہ اس سے محبت علیؑ کے بارے میں سوال کرے گا، حالانکہ خود بہتر جاننے والا ہے۔ اگر کوئی ولایت علیؑ رکھتا ہوگا تو اس کے تمام اعمال تمام نقائص کے باوجود قبول کرلے گا لیکن اگر ولایت علیؑ نہ رکھتا ہوگا تو اسے جہنم کی طرف روانہ کر دے گا اور نہ ہی اس سے کسی عمل کے بارے میں سوال کرے گا۔ (امالی طوسی: ۱۰۴ حدیث ۱۵ مجلس ۴، بحارالانوار: ۱۶/۷/۳۱۷ حدیث ۷)

میں وسیلہ ہوں

(۶۷/۱۶۰) ابن شہرآشوبؒ امیرالمومنین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

انا الوسیلة

''میں وسیلہ ہوں''

اسی طرح شیخ صدوق پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں:

اذا سالتم اللہ لی فاسلوہ الوسیلة

''جب تم خدا سے میرے لئے کچھ مانگو تو اس سے وسیلہ کی درخواست کرو۔''

جب آپؐ سے وسیلہ کے معنی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

وسیلہ بہشت میں میرا ایک درجہ ہے جس کے ہزار مرتبے ہیں، ایک مرتبہ سے لے کر دوسرے مرتبہ تک اتنا فاصلہ ہے، جتنا ایک تیز رو گھوڑا ایک مہینے میں سفر طے کرتا ہے اور ہر مرتبہ مختلف قسم کے جواہرات سے مزین ہے۔

قیامت کے دن جب اس درجہ کو لایا جائے گا اور دوسرے پیغمبروں کے درجہ کے نزدیک اسے نصب کیا جائے گا تو وہ ایسے چمکے گا جیسے چاند ستاروں کے مقابلہ میں چمکتا ہے، ہر پیغمبر، صدیق اور شہید اس دن کہے گا خوش قسمت ہے وہ جس کا یہ درجہ ہے۔ پھر

پروردگار کی طرف سے ایک ندا آئے گی جسے تمام پیغمبر اور لوگ سنیں گے، آواز یہ ہوگی کہ محمدؐ اس درجہ کا مالک ہے۔ پس اس وقت میں اس حال میں آؤں گا کہ نور کا جامہ تن پر ہوگا اور میرے سر پر تاج کرامت ہوگا۔ علی ابن ابی طالب علیہما السلام میرے آگے آگے ہوں گے، جن کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس پر یہ لکھا ہوا ہوگا:

لا الہ الا اللہ المفلحون ھم الفائزون باللہ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اہل سعادت اور کامیاب وہ ہیں جن کو خدا کامیاب کرے۔''

جب ہم پیغمبروں کے پاس گزریں گے تو کہیں گے یہ دو عظیم اور مقرب فرشتے ہیں کہ جنہیں ہم نے نہیں دیکھا اور نہ ہی انہیں پہچانتے ہیں اور جب ہم فرشتوں کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہیں گے یہ دو پیغمبر مرسل ہیں یہاں تک کہ میں اس درجہ کے اوپر جاؤں گا جو میرا مقام ہے اور علیؑ مجھ سے ایک مرتبہ نیچے کھڑا ہوگا۔ اس وقت ہر پیغمبر، صدیق اور شہید کہے گا کہ کتنے خوش قسمت ہیں یہ دو بندے جو خدا کے نزدیک اتنا بلند مقام رکھتے ہیں، پس ایک ایسی آواز بلند ہوگی جسے سب پیغمبر، صدیقین، شہداء اور مومنین سنیں گے۔ وہ آواز یہ ہوگی:

ھذا حبیبی محمدﷺ و ھذا ولیی علی طوبی لمن احبه وویل لمن بعضه و کذب علیه

''یہ میرا حبیب محمدؐ اور یہ میرا ولی علیؑ ہے خوش قسمت ہے وہ جو اسے دوست رکھے اور بدقسمت ہے وہ جو اسے جھٹلائے اور اس کو دشمن رکھے۔''

پھر رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ! وہ سب جو تجھے دوست رکھتے ہوں گے اس آواز کو سن کر سکون اور اطمینان حاصل کریں گے، ان کے چہرے سفید اور دل خوش ہو جائیں گے اور وہ سب جو تیرے دشمن ہوں گے یا جنہوں نے تیرے ساتھ جنگ کی ہوگی یا تیرے حقوق میں سے کسی حق کا انکار کیا ہوگا اس آواز کو سن کر ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور ان کے قدموں میں لرزہ پیدا ہو جائے گا۔

اس وقت دو فرشتے میرے پاس آئیں گے، ایک خزانہ دار بہشت جس کا نام رضوان اور دوسرا خزانہ دار دوزخ جس کا نام مالک ہوگا۔ جب قریب آئیں گے تو پہلے رضوان آئے گا اور سلام کرے گا، میں اس کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہوں گا۔ تو کون ہے؟ تجھ سے خوشبو کتنی اچھی آ رہی ہے اور تیرا چہرہ کتنا خوبصورت ہے؟ وہ کہے گا میں (رضوان) خزانہ دار بہشت ہوں اور یہ بہشت کی چابیاں ہیں جو خدا نے آپ کے لئے بھیجی ہیں، مجھ سے لے لو۔

میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ میں نے ان کو اپنے پروردگار کی طرف سے قبول اور اس فضیلت و برتری کے عطا کرنے پر اس کی حمد کرتا ہوں، میں یہ چابیاں علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کے بعد رضوان واپس چلا جائے گا اور مالک آگے بڑھ کر مجھ پر سلام کرے گا۔ میں اس کا جواب دینے کے بعد اسے کہوں گا: اے فرشتے! تیرا چہرہ کتنا برا ہے اور تیری شکل کتنی مکروہ ہے۔ وہ کہے گا کہ میں

خزانہ دار دوزخ (مالک) ہوں، یہ جہنم کی چابیاں مجھے دے کر خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے لہٰذا مجھ سے لے لو، میں جواب میں کہوں گا، میں انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے قبول کرتا ہوں اور انہیں عطا کی گئی فضیلت پر اس کی حمد کرتا ہوں اور ان چابیوں کو علیؑ کے سپرد کر دوں گا۔ مالک فرشتہ واپس چلا جائے گا، پھر علیؑ جس کے اختیار میں بہشت اور جہنم کی چابیاں ہوں گی، جہنم کے آخری حصے پر کھڑا ہو جائے گا، جب کہ اس کی آگ سے شعلے برپا ہوں گے جو انتہائی گرم ہوگی۔ علیؑ کے ہاتھ میں اس کی مہار ہوگی جہنم مخاطب ہو کر کہے گی: اے علیؑ! قریب سے گزر جاؤ، کیونکہ آپ کے نور نے میرے شعلوں کو ماند کر دیا ہے۔

امیر المومنینؑ اس سے فرمائیں: اے جہنم! آرام کرو، جو میرا دشمن ہے اسے پکڑ لے اور جو میرا دوست ہے اسے چھوڑ دے۔ اس دن جہنم علیؑ کی اطاعت اور فرمانبرداری ایک غلام سے بڑھ کر کرے گی۔ اگر چاہے تو اسے اپنے دائیں اور بائیں طرف کھینچ سکتے ہیں اور اس وقت جہنم علیؑ کے حکم پر بڑی سختی سے عمل کرے گی اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر اطاعت گزاری کرے گی۔

(امالی صدوق: ۱۷۸ حدیث ۴ مجلس ۲۴، تفسیر قمی: ۶۴۴، بحارالانوار: ۳۲۶/۷ حدیث ۲، بشارۃ المصطفیٰ: ۲۱)

شیعوں کے گناہ معاف

(۱۶۱/ ۶۸) ابن بابویہ محمد بن سعید سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام باقرؑ یا امام صادقؑ سے عرض کیا: کیا محمدؐ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا، پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (سورہ فتح: آیت ۲)

''تا کہ خدا تمہارے گزشتہ اور آئندہ گناہ معاف کر دے۔''

آپ نے فرمایا

ان الله سبحانه و تعالى حمل محمدا ذنوب شيعة علي ثم غفرها له ما تقدم و ما تأخر

''خداوند تبارک وتعالیٰ نے امیر المومنینؑ کے شیعوں کے گناہوں کو محمدؐ کے سامنے کر دے گا اور پھر ان تمام کو معاف کر دیا ہے۔''

(تاویل الآیات: ۲/ ۵۹۱ حدیث ۱، تفسیر برہان: ۴/ ۱۹۵ حدیث ۷)

یہ روایت امام ہادیؑ سے بھی مروی ہے۔

(تاویل الآیات: ۳/ ۵۹۳ حدیث ۴، بحارالانوار: ۲۴/ ۲۷۳ حدیث ۵۷)

شیعان علیؑ کی توبہ

(۶۹/۱۶۲) پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہوئی ہے کہ آپؐ نے علیؑ سے فرمایا:

یا علیؑ! میں نے خدا سے درخواست کی ہے کہ شیعیان علیؑ کو توبہ سے محروم نہ کرے، اگر چہ جان کنی کی حالت ہوں۔ چنانچہ یہ درخواست قبول کر لی گئی اور یہ خصوصیت صرف تیرے شیعوں کے ساتھ خاص ہے، دوسروں کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۵۹۳ حدیث ۵، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۴۳ حدیث ۱۳۸)

عمل سے دشمنی رکھو

(۷۰/۸۱۶۳) شیخ طوسیؒ ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت موسیٰ ابن جعفر سے عرض کیا: ایک شخص آپ کے موالیوں اور دوستوں میں سے ہے لیکن معصیت اور نافرمانی کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور ہلاک کرنے والے گناہوں کا مرتکب ہے۔ کیا اس سے بیزاری اختیار کریں؟ حضرت نے فرمایا:

اس کے برے اعمال سے بیزاری اختیار کرو، اچھائی سے بیزاری نہ چاہو، دوست رکھو لیکن اس کے عمل سے دشمنی رکھو۔

میں نے عرض کیا: کیا جائز ہے کہ ہمیں وہ فاسق و فاجر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں فاسق و فاجر اور کافر وہ ہے جو ہمارا اور ہماری ولایت کا منکر ہو، خدا اس بات کو قبول ہی نہیں کرتا کہ ہمارا دوست فاسق و فاجر ہو۔ اگر چہ بعض مناسب اعمال اس سے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن تم اسے بدکردار شخص کہو البتہ اس کا نفس مؤمن ہے جب کہ کام برا ہے۔ روح اور بدن پاک رکھتا ہے۔ خدا کی قسم ہمارا دوست اس دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ خدا اس کا رسولؐ اور ہم اہل بیتؑ اس سے راضی نہ ہو جائیں، اس کے تمام اعمال کے ساتھ خدا اسے سفید چہرے کے ساتھ محشور فرمائے گا، اس کی برائیوں کو چھپا دے گا، اسے خوف و وحشت سے محفوظ رکھے گا، کسی قسم کا غم و غصہ نہ رکھتا ہوگا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اس دنیا سے نہیں جائے گا مگر اپنے گناہوں سے پاک ہوگا اور خالص ہوگا اور یہ یا تو کسی حادثہ کی وجہ سے ہوگا جو اس کے مال یا اولاد میں واقع ہوگا یا کسی بیماری یا مصیبت کی وجہ سے ہوگا۔

اور چھوٹی سے چھوٹی چیز جو اس کے گناہوں کا کفارہ واقع ہوگی کہ وہ کوئی ڈراونا خواب دیکھے گا اور جب بیدار ہوگا تو غمگین و پریشان ہوگا، یا حکومت وقت کی طرف سے خوف و اضطراب کی حالت میں ہوگا یا اس کی جان کنی سخت ہوگی۔ یہ تمام واقعات باعث بنیں گے کہ خدا سے جب ملاقات کرے گا تو گناہوں سے پاک ہوگا اور اس کا خوف حضرت محمدؐ اور امیر المومنینؑ کی زیارت کے سبب ختم ہو جائے گا۔ پھر دو امر اس کے سامنے ہیں یا خدا کی بے انتہا رحمت اس کے شامل حال ہوگی یا پیغمبرؐ اور امیر المومنینؑ کی شفاعت اس کے ساتھ ہوگی۔ اگر رحمت خدا کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو اس وقت ان دو ہستیوں کی شفاعت اس کے ساتھ ہوگی۔ اگر رحمت خدا کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو اس وقت ان دو ہستیوں کی شفاعت اس کے نصیب ہوگی اور وہ اس رحمت کے لائق ہے اور خدا اس پر احسان فرمائے گا اور اسے بخش دے گا۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۵۹۴ حدیث ۶، بحارالانوار: ۲/۲۷ ۱۷۳ حدیث ۱۳۹ اور ۶۸/ ۱۴۸ حدیث ۹۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ خدا کا یہ فرمان۔

وَاَنَا بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ (سورہ یونس: آیت ۴۱)

مذکورہ روایت کے مطلب کی اشارہ کرتا ہے کیونکہ خدا یہ نہیں فرماتا کہ میں تم سے بیزار ہوں بلکہ خدا فرماتا ہے کہ میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں۔

(۱۶۴/۱۷) صاحب کتاب (تاویل الایات) اس آیۂ شریفہ:

اَلۡقِیَا فِیۡ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ (سورۃ ق: آیت ۲۴)

''حکم ہوگا تم دونوں ہر ناشکرے سرکش کو جہنم میں ڈال دو کا فر دو گردان کو جہنم میں ڈالو گے۔''

کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں، میں رسولؐ خدا کے پاس گیا۔ سلام عرض کرنے کے بعد میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے حق کے بارے میں آشنا کروتا کہ واضح اور روشن طریقے سے دیکھ سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابن مسعود اس کمرے میں جا کر دیکھو، کہتا ہے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ علیؑ رکوع اور سجود کر رہے ہیں اور اپنے رکوع اور سجود میں خشوع کے ساتھ خدا سے یہ دعا مانگ رہے ہیں:

اللھم بحق نبیك الا ماغفرت للمذنبین من شیعتی

''اے اللہ! اپنے نبی کے صدقے میرے گناہ گار شیعوں کو معاف فرما دے۔''

میں کمرے سے باہر آیا تا کہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا رسولؐ خدا سے عرض کروں لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ رکوع اور سجود میں مشغول ہیں اور کمال خشوع و خضوع کے ساتھ خدا سے یہ دعا مانگ رہے ہیں:

اللھم بحق علی ولیك الا ماغفرت للمذنبین من امتی

''پروردگار! اپنے ولی علیؑ کے صدقے میں میری امت کے گناہگاروں کو بخش دے۔''

میں نے جب یہ دیکھا تو بڑا حیران و پریشان ہوا، رسولؐ خدا نے نماز کو مختصر کیا اور ختم کر کے مجھے فرمایا: اے ابن مسعود! کیا ایمان رکھنے کے بعد کفر سے دو چار ہونا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! آپ کی جان کی قسم! مجھے تعجب صرف یہ ہے کہ میں نے دیکھا، علیؑ آپ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگ رہے ہیں اور آپ علیؑ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کر رہے ہیں۔ میں مخمصے میں ہوں، آیا آپ دونوں ہستیوں میں سے کون خدا کے نزدیک زیادہ فضیلت والا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: خدا نے مجھے علیؑ اور حسنینؑ کو اپنے پاک نور سے پیدا کیا ہے۔ جب خدا نے کائنات کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو میرے نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں خدا کی قسم آسمانوں اور زمین سے افضل اور برتر ہوں۔ پھر علیؑ کے نور سے

عرش اور کرسی کو پیدا کیا، خدا کی قسم علیؑ عرش اور کرسی سے افضل اور بلند تر ہیں۔ اس کے بعد نور حسنؑ کو تقسیم کیا اور اس سے فرشتے اور حور العین تولد ہوئے، خدا کی قسم حسنؑ کا مرتبہ فرشتوں اور حور العین سے بلند تر ہیں۔ اس کے بعد حسینؑ کے نور کو شگافتہ کیا، اس سے لوح وقلم کو پیدا کیا، خدا کی قسم حسینؑ لوح وقلم سے افضل تر ہیں۔

اس وقت ہر طرف تاریکی اور اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ فرشتوں نے چیخنا اور پکارنا شروع کیا اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار اور آقا! نورانی اشخاص کے حق کا وسطہ ہمیں تاریکی سے نجات عطا فرما۔ خدا نے ایک دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے روح کو پیدا کیا۔ پھر اس روح کے نور سے حضرت فاطمہ زہراؑ کو پیدا کیا اور اسے عرش کے سامنے قرار دیا۔ اس وقت تمام کائنات روشن ہوگئی۔ اسی وجہ سے انہیں زہراء کہا جاتا ہے اے ابن مسعود! جب قیامت برپا ہوگی تو خدا مجھے اور علیؑ کو حکم دے گا جو کوئی آپ کو دوست رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرو اور جو کوئی تمہارا دشمن ہے اسے جہنم میں پھینک دو۔ اس دلیل خدا کا یہ فرمان ہے:

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ (سورہ ق: آیت ۲۴)

''تم دونوں ہر ناشکرے سرکش کو جہنم میں ڈال دو۔''

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آیۃ شریفہ میں ''کفار عنید'' سے کون مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

الكفار من كفر بنبوتي والعنيد من عاند علي ابن ابي طالب

''کفار سے مراد وہ ہے جو میری نبوت کا انکار کرے اور عنید سے مراد وہ ہے جو علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے دشمنی رکھتا ہو۔''

(تاویل الآیات: ۲/ ۶۱۰ حدیث ۷، بحار الانوار: ۶/۳۶ /۷ ۳حدیث ۲۴)

مؤلف فرماتے ہیں بحرانی کتاب غایۃ المرام میں اس آیت شریفہ کی تفسیر میں اہل سنت سے تین حدیثیں نقل کی ہیں، ان تین میں سے ایک مذکورہ حدیث ہے اور اہل شیعہ کی طرف سے اس کی تفسیر میں سات حدیثیں نقل کی ہیں۔

(غایۃ المرام: ۶۸۷ حدیث ۱۴)

فاطمہؑ سب سے افضل ہیں

(۱۶۶/ ۴۳) ایک دوسری خوبصورت حدیث جسے سید ہاشم بحرانی کتاب غایۃ المرام میں اہل سنت سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

رسول خداؐ نے عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا: اے عبدالرحمن! تم میرے صحابی ہو اور علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام مجھ سے اور میں علیؑ سے ہوں، جو بھی اسے میرے علاوہ کسی غیر کے ساتھ وابستہ کرے اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے مجھ پر ظلم کیا، حقیقت میں اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس پر خدا کی لعنت ہے۔

اے عبدالرحمن! خدا نے روشن اور واضح کتاب مجھ پر نازل کی ہے، اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ سوائے علیؑ کے تمام کے سامنے اس کو بیان کروں۔ علیؑ کو اس کے بیان اور توضیح کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ خدا نے اس کی فصاحت کو میری فصاحت اور اس کی سمجھ بوجھ میری سمجھ بوجھ کی مثل قرار دیا ہے۔

اگر حکمت کسی مرد کی شکل میں ظاہر ہو تو وہ مرد علیؑ ہوگا اور اگر عقل کسی شخص کی شکل میں ظاہر ہو تو وہ حسنؑ ہوگا اور اگر سخاوت کسی شخص کی شکل میں ظاہر ہو تو وہ شخص حسینؑ ہوگا اور اگر تمام اچھائیاں کسی انسان میں ظاہر ہوں تو وہ فاطمہؑ ہے، بلکہ فاطمہؑ اس سے بھی بلند تر اور افضل تر ہیں بے شک میری بیٹی فاطمہؑ حقیقت، شرافت اور فضیلت کے اعتبار سے تمام اہل زمین سے بہتر ہے۔

(فرائد السمطین: ۲/ ۶۸)

کہ مجھے نیند آ گئی

(۱۶۷/ ۷۴) آیہ شریفہ

كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلْأَبْرَارِ لَفِى عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ (سورہ المطففین: ۱۸)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ علیین کا معنی بہت بلند جگہ ہے، جو پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنینؑ، آئمہ معصومینؑ اور ان کے شیعوں کا مقام ہے۔

ابوطاہر کی روایت جو حارث ہمدانی سے نقل کرتے ہیں اس مطلب پر دلیل ہے وہ کہتے ہیں: میں امیر المومنینؑ کے پاس گیا، آپ حالت سجدہ میں تھے اور اس طرح گریہ کر رہے تھے کہ آپ کے گریہ اور نالہ کی آواز بہت زیادہ بلند ہو رہی تھی۔ جب آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا تو میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ آپ کے گریہ نے ہمیں متفکر اور پریشان کر دیا ہے۔ پہلے کبھی آپ کو اس طرح گریہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا: میں سجدہ میں خدا سے دعا کر رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ میں نے ایک خواب دیکھا، جس کی وجہ سے خوف اور وحشت طاری ہوگئی۔ اس حال میں، میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں، یا علیؑ! تیری دوری مجھ سے بہت ہوگئی ہے، میں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں اور خدا نے جو تیرے بارے میں میرے ساتھ وعدہ کیا تھا وہ یقینی ہو گیا ہے میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! جو وعدہ خدا نے میرے بارے میں آپ کے ساتھ کیا تھا وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: خدا نے تیرے، تیری زوجہ اور تیری اولاد کے بارے میں اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے کہ تمہارا مقام علیین یعنی بہشت میں بلند ترین جگہ میں ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہمارے شیعوں کا کیا مقام ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: وہ ہمارے ساتھ ہوں گے، ان کے محلات ہمارے پیچھے ہوں گے اور ان کی منزلیں ہمارے سامنے ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہمارے شیعوں کا دنیا میں کتنا حصہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: فتنہ و فساد سے محفوظ رہیں گے اور عافیت

الٰہی ان کے شامل حال ہوگی۔ میں نے عرض کیا: موت کے وقت ہمارے شیعوں کا دوسروں سے کیا فرق ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی موت کے بارے میں خود حکم دیں گے کہ موت کیسے آئے اور عزرائیل پابند ہوگا کہ اطاعت کرے اور جس طرح وہ چاہیں ان کی روح قبض کرے۔ میں نے عرض کیا: ان کے مرنے کی حالت کی کوئی حد ہے جس کو بیان کیا جاسکے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! ان میں سے وہ جن کی محبت ہمارے ساتھ شدید ہوگی ان کی روح اس طرح نکلے گی جیسے تم میں سے کوئی گرمیوں میں ٹھنڈا پانی پیئے اور فرحت محسوس کرے اور ہمارے تمام شیعوں کی روح اس طرح نکلے گی جیسے تم میں سے کوئی سوتے وقت بستر پر خراٹے لیتا ہے۔ (تاویل الآیات: ۲/ ۷۷۶ حدیث ۸، بحارالانوار: ۴۲/ ۱۹۴ حدیث ۱۱)

مؤلف کہتے ہیں کہ اس طرح سے بعض روح اہل بیت علیہم السلام کے دوست لوگوں کے ساتھ خاص ہے اور دوسرے لوگوں کی قبض روح اس طرح ہے جیسے کتاب ''بستان الواعظین'' میں وارد ہوا ہے کہ موت کے وقت تین ہزار طرح کی سختیاں اور تکلیفیں ہیں ان میں سے ہر سختی اور تکلیف تلوار کی ہزار ضربات سے سخت تر ہے۔

سیاہ چہرے والا

(۱۶۸/ ۷۵) شیخ صدوقؒ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا کہ رسول خداؐ اپنے اصحاب کے درمیان موجود تھے، اسی دوران حبشی نسل کے چار آدمی ایک سیاہ چہرے والے شخص کا جنازہ اٹھائے ہوئے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر کی طرف لے جارہے تھے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اس جنازہ کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ جنازہ آپ کے پاس لائے اور اپنے سامنے اس جنازہ کو زمین پر رکھا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا پھر علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! یہ شخص وہی آل نجار کا غلام ریاح ہے۔ علیؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ جب بھی مجھے دیکھتا تو عزت کرتا اور شرم محسوس کرتا اور کہتا: یا علیؑ! میں آپ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے حکم دیا کہ اسے غسل دیا جائے، پیغمبر اکرمؐ نے اپنے ایک لباس میں اسے کفن دیا اور مسلمانوں کے ساتھ اس کی قبر تک تشیع جنازہ کے لئے آئے۔ لوگوں نے آسمان سے آوازوں کو سنا۔ رسول خداؐ نے فرمایا: فرشتوں کے ستر ہزار گروہوں نے اس کے نازے میں شرکت کی اور ہر گروہ کی تعداد ستر ہزار نفر تھی۔ خدا کی قسم! اس مرتبہ پر علیؑ کی محبت اور دوستی کے علاوہ نہیں پہنچا جاسکتا۔

پھر رسولؐ خدا نے اپنے ہاتھ سے اسے قبر میں اتارا اور تھوڑی دیر بعد اس سے اپنا رخ دور کیا اور اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔

اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہم نے دیکھا کہ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے اس سے اپنا چہرہ موڑ لیا تھا، پھر مٹی سے اس کی قبر کو ڈھانپ دیا، اس کی کیا وجہ تھی؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کیونکہ یہ خدا کا فرمانبردار بندہ اس دنیا سے پیاسا گیا تھا، اس کی جنتی بیویاں یعنی حورالعین جلدی سے اس کے لئے بہشت کا پانی لائی تھیں، کیونکہ وہ غیرت مند تھا۔ میں نے پسند نہ کیا کہ اس کی اتنی بیویوں کو

دیکھنے پر اسے غمزدہ کروں۔اس لئے تھوڑی دیر کے لئے میں نے منہ موڑ لیا تا کہ وہ پانی پی لے۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۸۶۸ حدیث ۶، بحارالانوار: ۳۹/ ۲۸۹ اور ۲۵۴ حدیث ۲۵، محاسن: ۱۱۴ حدیث ۷۰)

شب معراج اور لہجہ علیؑ

(۱۶۹/ ۷۶) اربلیؒ کتاب کشف الغمہ میں نقل کرتے ہیں:

پیغمبر اکرمؐ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ خدا نے شب معراج کس زبان میں گفتگو کی تھی؟ آپؐ نے فرمایا:

خاطبنی بلغة علی ابن ابی طالب علیہا السلام

''لغت علی علیہ السلام اور اس کے لہجہ میں خدا نے میرے ساتھ گفتگو کی۔''

میں نے عرض کیا: پروردگار! تو میرے ساتھ کلام فرما رہا ہے یا علیؑ؟ خدا نے فرمایا: اے احمد! میں ایک ایسا وجود ہوں کہ دوسرے موجودات کی طرح نہیں ہوں، مجھے لوگوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی دوسری چیزوں کی طرح میری توصیف کی جا سکتی ہے۔ میں نے تجھے اپنے نور اور علیؑ کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے۔ تیرے دل کے حال کو جب میں نے پڑھا تو معلوم ہوا کہ تو علیؑ سے زیادہ تو کسی سے محبت نہیں کرتا۔اس لئے میں نے اس کے لہجے میں گفتگو کی تا کہ تجھے سکون اور آرام حاصل ہو۔

(کشف الغمۃ: ۱/ ۱۰۶، طرائف: ۱۵۵، بحارالانوار: ۳۸/ ۳۱۲ حدیث ۱۴، مناقب خوارزمی: ۷۸ حدیث ۶۱)

(۱۷۰/ ۷۷) میں نے اپنے استاد شیخ عباس قمیؒ، انہوں نے اپنے استاد رئیس محدثین نوریؒ، انہوں نے اپنے استاد سے یہاں تک کہ امام حسن عسکریؒ تک نقل روایت کا سلسلہ ذکر کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا نے اپنے صحابی سے فرمایا:

اے اللہ کے بندے! تیری دوستی اور دشمنی خدا کے لئے ہونی چاہیے، تیری محبت خدا کے لئے ہو اور تیری عداوت بھی خدا کے لئے ہو۔تو ولایت پروردگار حاصل نہیں کر سکتا مگر اس طریقے سے، کوئی شخص بھی ایمان کا ذائقہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر چہ اس کی نمازیں روزے کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔

لیکن آج کل لوگوں کی دوستی اور محبت دنیا کے اردگرد گھومتی ہے۔لوگ دنیا کی خاطر دوستی اور دشمنی کرتے ہیں، جبکہ یہ عمل ان کے لئے ضرر رساں ثابت ہوگا۔

راوی نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا کوئی طریقہ ہے کہ میں سمجھ جاؤں کہ میں نے عنداللہ دوستی اور دشمنی کی ہے؟ مزید اس امر سے بھی آگاہی حاصل ہو کہ خدا کا دوست اور دشمن کون ہے تا کہ اس کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھو۔

رسول خداؐ نے امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

ولی هذا ولی الله فوالہ و عدو هذا عدو الله فعادہ ووال ولی هذا ولو انہ قاتل ابیك

وولدك وعاادعدوه ولوانه ابوك وولدك

''اس شخص کا دوست خدا کا دوست ہے اس کو دوست رکھو اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہے اسے دشمن رکھو، اس کے دوست کو دوست رکھو اگرچہ تیرے باپ یا بیٹے کا قاتل ہو۔ اسے کے دشمن کو دشمن رکھو اگرچہ تیرا باپ یا تیرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔''

(بحارالانوار: ۱۱۰/۴۰ ۱۴ اور ۱۴۱، تفسیر امام عسکریؑ: ۴۹، علل الشرائع: ۱۴۰)

سیاہ نقطہ

(۱۷۱/۷۸) اربلیؒ کتاب کشف الغمہ میں حسین بن عون سے نقل کرتے ہیں:

وہ کہتا ہے کہ میں سید حمیری کی عیادت کے لئے گیا جب وہ بیمار تھے اور اسی بیماری میں فوت ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ احتضار کا وقت ہے اور ان کے پاس ان کے ہمسایوں کا ایک گروہ جو ناصبی تھے موجود تھے۔ سید بڑا خوبصورت تھا، چوڑی پیشانی اور لمبی گردن تھی اچانک ان کے خوبصورت چہرے میں ایک سیاہ نقطہ ظاہر ہوا، آہستہ آہستہ وہ نقطہ بڑا ہوتا گیا۔ وہ سیاہی اتنی زیادہ ہو گئی کہ تمام چہرے پر پھیل گئی۔ جو شیعہ وہاں موجود تھے اس صورت حال کو دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے اور ناصبی بڑے خوش ہوئے اور باتیں کرنے لگے۔ جب تھوڑی سی دیر ہوئی تو اسی جگہ سے جہاں سے سیاہی نکلی تھی ایک سفید نورانی نقطہ چمکا اور آہستہ آہستہ زیادہ ہونے لگا، یہاں تک کہ پوری صورت نورانی ہو گئی اور چمکنے لگی۔ سید مسکرانے لگے اور بغیر غور و خوض اور سوچ و بچار کے اشعار پڑھنے لگے۔

كذب الزاعمون ان عليا
لنينجي محبه من هنات
قدوربي دخلت جنة عدن
وعفالي الاله عن سيئات
فابشروا اليوم اولياء علي
وتولو الوصي حتي الممات
ثم من بعده تولو بنيه
واحدا بعد واحد بالصفات

''وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ علیؑ اپنے دوستوں کو مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات نہیں دیتے ہیں۔

خدا کی قسم! میں اس وقت بہشت برین میں داخل ہو چکا ہوں اور خدا نے میرے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔

اے امیر المومنین کے دوستو! تمہیں آج خوش خبری اور مبارک ہو، علیؑ کو دوست رکھو اور موت کے وقت تک ان کی پیروی کرو۔

پھر علیؑ کے بعد آپ کی اولاد کی ولایت کو قبول کرو اور وہ یکے بعد دیگرے مخصوص اوصاف کے ساتھ معین ہیں۔''

سید نے اشعار کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ آنکھیں بند کرلیں اور ان کی پاک روح بدن سے ایسے نکل گئی۔ جیسے کوئی چراغ بجھے یا کوئی ریت زمین پر گری ہو۔

علی بن حسین کہتا ہے کہ میرے باپ حسین بن عون نے میرے لئے نقل کیا کہ جو شخص غائب ہو وہ حاضر کی مانند نہیں ہوتا اور اس نے کہا: فضیل بن یسار نے امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

حرام على روح ان تفارق جسدها حتى ترا الخمسة محمدا وعليا وفاطمه وحسنا و حسينا بحيث تقر عينها او تسخن عينها

''کوئی روح خارج نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ پنجتن پاک محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسین علیہم السلام کو دیکھتی ہے ان کے دیکھنے سے یا تو خوشی ہوتی ہے اور آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے اور یا ان کے دیکھنے سے آنکھیں غمگین اور ناراحت ہوتی ہیں۔''

(کشف الغمۃ: ۱/ ۴۱۴، امالی طوسی: ۶۲۷ حدیث ۷ مجلس ۳۰، بحار الانوار: ۳۹/ ۲۴۱ حدیث ۲۹)

علیؑ کے شیعہ سب جنتی

(۲/۱۷۹) دیلمیؒ کتاب ارشاد القلوب کی دوسری جلد میں کتاب بشارۃ المصطفیٰ سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن رسولؐ خدا بڑی خوشی کی حالت میں امیر المومنینؑ کے پاس آئے آپ پر سلام کیا، علیؑ نے سلام کا جواب دیا اور عرض کیا:

یا رسولؐ اللہ! آپ کو اس سے پہلے اتنا کبھی خوش نہیں دیکھا؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: آپ کے لئے ایک خوش خبری لایا ہوں اور تجھے مبارک باد دینے آیا ہوں۔ اسی وقت مجھ پر جبرائیل نازل ہوا اور کہنے لگا حق تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کو اپنے درود اور اکرام کے ساتھ مخصوص فرماتے ہوئے کہتا ہے

بشر علیا و شیعته ان الطائع و العاصی منهم من اهل الجنة

''علیؑ اور شیعیان علیؑ کو خوش خبری دو کہ شیعوں میں سے فرمانبردار اور گناہ گار سب جنت میں داخل ہوں گے۔''

علیؑ یہ خوش خبری سن کر سجدے میں گر گئے اور جب سر سجدے سے اٹھایا تو ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کرنے لگے کہ آپ میرے گواہ رہنا، میں نے اپنی آدھی نیکیاں اپنے شیعوں کو بخشی ہیں اس کے بعد حضرت زہراؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ نے بھی ایسے ہی کہا۔ پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: تم مجھ سے زیادہ کریم اور سخی تو نہیں ہو، گواہ رہنا میں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے شیعوں کو بخش دی ہیں اسی وقت خدا تعالیٰ نے پیغام بھیجا۔

ما انتم باکرم منی الی غفرت لشیعة علی و محبیه ذنوبهم جمیعا

''تم مجھ سے سخی تر تو نہیں ہو، میں نے علیؑ کے شیعوں اور ان کے محبین کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔''

(بشارات الشیعة:۳۱)

مؤلف فرماتے ہیں ﷺ: سید ہاشم بحرانی کتاب غایۃ المرام میں اور کتاب معالم الزلفی میں اس حدیث کو نقل کرتے ہیں اور آخر میں اس بات کا اضافہ کرتے ہیں، اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ، بیابان کی ریت اور درختوں کے پتوں کی طرح کیوں نہ ہوں۔

(غایۃ المرام:۵۱۴)

اس حدیث شریف سے استفادہ ہوتا ہے کہ شیعوں میں سے جو شخص گناہوں میں غرق ہو، اسے بھی شیعہ کہہ سکتے ہیں، لیکن یہ حدیث تجھے مغرور نہ کر دے اور یہ خیال نہ کرنا کہ تیرے پاس امان نامہ ہے لہٰذا جو تیرا دل چاہے کرتا پھرے، کیونکہ گناہوں کی بخشش تب ہوگی اگر شیعہ کا عنوان باقی ہوگا، اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ اس نے اپنی لگام کھلی نہ چھوڑ رکھی ہو اور اپنے آپ کو ہر عمل کے لئے آزاد خیال نہ کرتا ہو۔ یعنی ایسے نہ ہو کہ دیکھنے والے اسے شیعہ اور امیر المومنینؑ کا پیروکار ہی نہ سمجھیں۔

(۱۷۳/۸۰) ملا فتح اللہ کاشانی، اپنی تفسیر خلاصۃ المنہج میں اہل سنت کے ایک معتبر مفسر ثعلبی سے نقل کرتے ہیں اور وہ اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن سلام سے نقل کرتا ہے کہ رسولؐ خدا سے سوال کیا گیا کہ کون تخت بلقیس کو مملکت سبا سے حضرت سلیمان کے پاس لایا تھا؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

احضره علی ابن ابی طالب باسم من اسماء الله العظام

''علیؑ نے اللہ کا اسم اعظم پڑھنے کے ساتھ اس تخت کو حاضر کیا۔''

پھر کہتا ہے کہ اس حدیث کی تائید رسولؐ خدا کا وہ فرمان ہے جو آپ نے حضرت علیؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

کنت مع الانبیاء سرا و معی جھرا

''تو انبیاء کے ساتھ چھپ کر تھا اور میرے ساتھ ظاہراً ہے۔''(مشارق الانوار: ۲۱۷)

علیؑ اور سلمان کا مذاق

(۴/۱۷۴/۸۱) قشیری جو ایک شافعی عالم ہے، اپنی کتاب ''احسن الکبائر'' میں نقل کرتے ہیں:

امیر المومنینؑ ایک دن گھر کی چھت پر کھجور کھا رہے تھے، اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۷ سال تھی اور سلمان فارسی اس گھر کے صحن میں اپنا لباس سلائی کر رہے تھے۔ علیؑ نے ایک کھجور اس کی طرف پھینکی، سلمان نے کہا: یا علیؑ! میں بوڑھا ہوں اور آپ جوان ہیں، مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟ علیؑ نے فرمایا: سلمان تو نے خود کو بزرگ اور مجھے بچہ سمجھا ہے کیا تو نے بیان ارژن کا قصہ بھلا دیا ہے؟ اس بیابان میں تجھے شیر سے کس نے نجات دلائی تھی؟

سلمان امیر المومنینؑ سے یہ کلمات سن کر ڈر گئے اور عرض کرنے لگے، مجھے اس واقعہ کے متعلق بتایئے؟ علیؑ نے فرمایا: تو پانی کے درمیان کھڑا تھا اور وہاں پر موجود شیر سے ڈر رہا تھا۔ اس وقت تو نے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کیا اور خدا سے نجات کا سوال کیا، خدا نے تیری دعا قبول کر لی میں اس بیابان سے گزر رہا تھا، مجھے تیری مدد کے لئے بھیج دیا۔ میں وہی گھوڑا سوار ہوں جس کی زرہ اس کے کندھے پر اور تلوار ہاتھ میں تھی۔ میں نے تلوار کھینچی اور شیر پر وار کیا جو دو ٹکڑے ہو گیا پس اس طرح تجھے بچا لیا تھا۔

سلمان نے عرض کیا: کوئی اور علامت جو وہاں تھی بتایئے، امیر المومنینؑ نے اپنا ہاتھ آستین سے آگے بڑھایا اور پھول کی ایک شاخ سلمان کے سامنے کی اور فرمایا: یہ وہی تحفہ ہے جو تو نے اس گھوڑے پر سوار شخص کو دیا تھا۔ سلمان اس پھول کو دیکھ کر اور حیران و پریشان ہو گیا۔ اتنے میں ایک آواز آئی کہ اے سلمان! رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا قصہ بیان کرو۔ سلمان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ اس طرح بیان کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے انجیل میں جب آپ کے اوصاف پڑھے تو میرے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی، میں آپ کے دین کے علاوہ باقی سب ادیان کو چھوڑ دیا۔ تو اس بات کو اپنے باپ سے چھپائے رکھا۔ آخر کار ایک دن اس کو معلوم ہو گیا تو اس نے مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنا لیا، لیکن میری ماں کی محبت ہمیشہ آڑے آ جاتی۔ میرا باپ ہمیشہ میرے قتل کی فکر میں رہتا اور مجھے مشکل سے مشکل کام کرنے پر مجبور کرتا۔ ایک دن میں بھاگ نکلا اور ''ارژن'' نام کی ایک سرزمین پر جا نکلا، میں نے وہاں کچھ آرام کرنا چاہا۔ مجھے وہاں نیند آ گئی اور نیند کی حالت میں مجھے احتلام ہو گیا۔ جب میں نیند سے اٹھا تو وہاں موجود ایک چشمے کے پاس گیا، اپنا لباس اتارا اور چشمے میں داخل ہو گیا تا کہ غسل کروں۔ اچانک ایک شیر کہیں سے نکل آیا جو میرے قریب آیا اور میرے کپڑوں کے اوپر کھڑا ہو گیا، میں نے جب شیر کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گیا اور نالہ وزاری شروع کر دی اور خدا سے دعا کی کہ مجھے اس کے چنگل سے نجات دے۔ اتنے میں گھوڑے پر سوار ایک شخص آیا جس نے تلوار سے شیر کو دو ٹکڑے کر دیا، میں پانی سے باہر آیا اور اپنے آپ کو اس گھوڑے سوار کی رکاب پر گرایا اور اسے بوسہ دیا۔ کیونکہ وہ بہار کا موسم تھا اور صحرا پھولوں سے پر تھا، ہر طرف سبزہ ہی

سبزہ تھا، میں نے ایک پھول توڑ کر اس شخص کو تحفہ دیا جو گھوڑے پر سوار تھا، جونہی اس نے پھول پکڑا تو میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اسے آج تک کبھی نہیں دیکھا اور اس واقعہ کو تین سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، میں نے اس قصہ کو کسی کے سامنے بیان نہیں کیا۔ آج آپ کے چچازاد علی بن ابی طالب علیہما السلام نے مجھے یہ قصہ سنایا ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے سلمان جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا، جونہی میں سدرۃ المنتہٰی پر پہنچا تو جبرائیل مجھ سے جدا ہو گیا اور مجھ سے فاصلے پر چلا گیا۔ میں اپنے پروردگار کے عرش تک پہنچ گیا اور جب میں خدا کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا تو اچانک میں نے ایک شیر دیکھا جو میرے پاس کھڑا ہے کہ کیا دیکھتا ہوں علیؑ ابن ابی طالبؑ کھڑے ہیں۔

جب میں زمین پر واپس لوٹا تو علیؑ میرے پاس آیا، سلام عرض کرنے کے بعد اس نے مجھے ان انعامات اور عنایات کی مبارک باد دی جو خدا نے مجھے اس ملکوتی سفر میں دیئے تھے۔ اس کے بعد وہ ساری گفتگو مجھے سنائی جو میرے اور خدا کے درمیان ہوئی تھی۔ اے سلمان! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ آدمؑ سے لے کر اب تک تمام انبیاء اور اولیاء جب بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں تو علیؑ نے ان کو نجات دی ہے۔

(نفس الرحمن: ۲۷)

مؤلف فرماتے ہیں: شیخ کاظم ازریؒ نے اپنے قصیدہ ہائیہ میں اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قصیدے کے اشعار کا ترجمہ:
''پیغمبروں سے پوچھو وہ تجھے جواب دیں گے کہ وہ علیؑ ہے جو چھپ کر ان کو خبر دیتا رہا اور وہ فرشتوں کا استاد ہے۔ پس جبرائیل سے پوچھو کہ کس طرح اسے ہدایت دی ہے۔''

جبرائیل اور علیؑ

(۸۲/۱۷۵) سید ہاشم بحرانی کتاب ''روضۃ العارفین'' میں کتاب ''حیات القلوب'' سے نقل کرتے ہیں:

جبرائیلؑ رسول خدا کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں علیؑ وہاں آ گئے، جبرائیل آپ کے احترام میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کیا اس جوان کے لئے اٹھے ہو؟ جبرائیل نے عرض کیا: ہاں بے شک اس کا میرے اوپر حق تعلیم ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کہاں اور کیسے؟ جبرائیل نے عرض کیا: جب خدا نے مجھے پیدا کیا تو مجھ سے سوال کیا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ میں کون ہوں اور میرا نام کیا ہے؟ مجھ سے جواب نہ بن پایا، میں پریشان ہو گیا تو اس وقت یعنی عالم انوار میں یہی جوان ظاہر ہوا اور مجھے فرمایا: کہو:

انت الرب الجلیل و اسمك الجمیل و انا العبد الدلیل و اسمی جبرائیل علیہ السلام

''تو بلند مرتبہ پروردگار ہے اور تیرا نام جمیل (خوبصورت) ہے میں عبد ذلیل ہوں کہ میرا نام جبرائیل ہے۔''

اسی وجہ سے میں نے اٹھ کران کی تعظیم کی ہے۔

پیغمبرا کرمؐ نے فرمایا: تیری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا: ایک ستارہ ہے جو تیس ہزار سال میں ایک بار عرش الٰہی کی طرف سے طلوع ہوتا ہے۔ میں نے اس ستارے کو تیس ہزار مرتبہ طلوع ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

رسول خدا نے فرمایا:

اگر اس ستارے کو دیکھو گے تو پہچان لو گے؟

اس نے عرض کیا: ہاں! کیوں نہیں پہچانوں گا۔

اس وقت علی علیہ السلام سے فرمایا: اپنا عمامہ پیشانی سے اوپر کرو۔

جونہی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنا عمامہ اوپر کیا تو جبرائیلؑ نے آپ کی پیشانی پر اسی ستارے اور نور کا مشاہدہ کیا۔

(نورالنعمانیہ ار ۱۵، از بستان امریکہ)

بعض معاصرین نے آنحضرت کی بہت اچھے اشعار کہے ہیں:

ایاعلة الایجاد حاربك الفکر
وفی فهم معنی ذاتك البتس الامر
قد قال قوم فیك والستر دونهم
بأنك رب کیف لو کشف الستر

اے علت ایجاد! تیرے بارے غور وفکر نے حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ تیری حقیقت ذات کو سمجھنا لوگوں پر مشتبہ ہو چکا ہے۔ تو نے اپنے آپ کو حجاب میں چھپا رکھا ہے اور اپنی عظمت کو ظاہر نہیں کیا، ایک قوم تیرے بارے میں کہتی ہے کہ تو خدا ہے۔ اگر تم پردے ہٹا دو گے تو وہ تمہیں کیا کہیں گے۔

ابن شاذان کتاب ''روضہ'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مہاجرین وانصار کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت پر نازل ہوا اور عرض کرتا ہے: اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے: علیؑ کو اپنے پاس بلا کر اپنے سامنے بٹھائیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیغام الٰہی پہنچایا اور آسمان کی طرف واپس پرواز کر گیا۔ رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے پاس بلا کر اپنے سامنے بٹھایا۔

حضرت جبرائیل دوبارہ نازل ہوا اپنے ہمراہ کھجوروں کا ایک طشت لایا، لا کر ان دونوں پاک ہستیوں کے درمیان رکھ

دیااورعرض کرتا ہے:

اے رسول خداؐ: تیرے پروردگار کا حکم ہے کہ آپ علی ابن ابی طالب کے ہاتھوں پر پانی ڈالیں۔ آپ نے فرمایا: **سمعا و طاعتا**، خدانے جوامرفرمایا ہے اس کی اطاعت کرتا ہوں، آپ لوٹا لے کر کھڑے ہوگئے تاکہ علی کے ہاتھوں پر پانی ڈالیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: اے رسول خداؐ! میرا حق بنتا ہے کہ آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالوں۔

آپ نے فرمایا: خدانے ایسے ہی حکم دیا ہے اور میری ڈیوٹی لگائی ہے۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں پر پانی ڈالا لیکن ایک قطرہ بھی پانی کا طشت میں نہ گرا۔

حضرت علی علیہ السلام عرض کرتے ہیں: یارسول اللہؐ! پانی کا ایک قطرہ تک طشت میں نہیں گر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

یا علی ان الملائکة یتسابقون علی اخذ الماء الذی یقع من یدك فیغسلون به وجوههم لیتبارکون به

''یاعلیؑ! فرشتے اس پانی کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے رہے ہیں جو تیرے ہاتھوں سے گرتا ہے اور اس سے تبرکا اپنے چہروں کو دھور ہے ہیں۔''

(الروضۃ:۲، الفضائل:۹۲، بحارالانوار:۳۹/۱۲۱ حدیث ۳، مدینۃ المعاجز:۱/۳۷۳ حدیث ۲۴۰)

نمازمشکل امر ہے

(۸۴/۱۷۷) فراتؒ اپنی تفسیر میں آیۃ شریفہ

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (سورۃ بقرہ: آیت ۴۵)

''بے شک نماز بہت مشکل امر ہے مگر خاشعین کے لئے۔''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ خاشعین سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسولؐ خدا اور امیرالمومنینؑ کی طرف متوجہ ہیں۔

(تفسیر فرات:۶۰ حدیث ۲۱، بحارالانوار:۳۵/۳۴۸ حدیث ۲۷)

مؤلف فرماتے ہیں: یہ تعبیر یا تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز گزار گروہ امامیہ سے ہو اور ولایت امیرالمومنین کا معتقد ہو تاکہ خشوع حاصل ہو یا مراد یہ ہے کہ نماز گزار جب ان دو ہستیوں کی محبت کو دل میں لے کر نماز پڑھے گا تو اس کا دل صاف وشفاف ہو کر یہ صلاحیت پیدا کرلے گا کہ عظمت بارگاہ ایزدی کو اپنے اندر سما سکے اور جب یہ صورت حال پیدا ہوجائے گی تو خودبخود اس میں

خشوع وخضوع پیدا ہو جائے گا۔ اس آئینہ کی مانند جو ہر قسم کی آلودگی سے صاف ہو۔

اولادِ علیؑ ہونا ایک فضیلت ہے

(۸۵/۱۷۸) ابن شاذان کتاب ''روضہ'' میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت کو زیادہ پسند کرتا ہوں، اس سے کہ میں آپ کی اولاد سے ہوں، کیونکہ ولایت علیؑ واجب ہے اوران کی اولاد سے ہونا ایک فضیلت ہے۔(الروضۃ: ۱۳۳ حدیث ۹۲، بحارالانوار: ۲۹۹/۳۹ حدیث ۱۰۵)

(۸۶/۱۷۹) مذکورہ کتاب میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

میں نے علیؑ کی ان فضیلتوں میں کبھی حسد نہ کیا جو پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ کے بارے میں بیان فرمائی ہیں آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب تم کافر ہو جاؤ گے اور مجھے ایک لشکر گاہ کے درمیان دیکھو گے کہ میں تمہارے چہروں پر مار رہا ہوں گا۔ جبرائیلؑ نازل ہوا اور آنحضرت کی طرف اشارہ کیا اور عرض کیا: اے محمدؐ! کہو اگر خدا اور علیؑ نے چاہا رسولؐ خدا نے فرمایا:

ان شاء الله و علی ابن ابی طالب

''اگر خدا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے چاہا تو۔''

(الروضۃ: ۱۴۰ حدیث ۱۱۸، بحارالانوار: ۱۵۳/۸، مشارق الانوار: ۱۶۶)

جنگ تبوک

(۸۷/۱۸۰) سید ہاشم بحرانی کتاب ''مدینۃ المعاجز'' میں کتاب درر المطالب سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا جب جنگ تبوک کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے تو علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو پیچھے اپنا خلیفہ اور جانشین قرار دیا اور حکم دیا کہ آپ مدینہ میں رہیں، منافقین نے غلط باتوں کے ذریعے سے فتنہ وفساد پھیلانا شروع کر دیا کہ پیغمبر اکرمؐ علیؑ کو اس لئے ساتھ لے کر نہیں گئے کہ آپؐ کی نظر میں علیؑ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جب اس طرح کی باتیں علی تک پہنچیں تو آپ نے اپنا اسلحہ اٹھایا اور پیغمبر اکرمؐ کی طرف نکل پڑے اور راستے میں جا لیا اور عرض کرنے لگے:

یا رسول اللہؐ! منافقین کے خیال میں آپ نے جو مجھے مدینے میں رہنے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ آپ کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے کیا یہ بات درست ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: منافقین جھوٹ کہتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں نے تجھے اپنے باقی ماندہ امور اور معاملات میں اپنا جانشین بنایا ہے۔ واپس چلے جاؤ اور میرے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان میرا جانشین بنو۔

الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی؟

''کیا تو خوش نہیں ہے کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسے ہے جیسے ہارونؑ کی موسیٰ کے ساتھ فقط اس کے

علاوہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

یہ سن کر علیؑ واپس لوٹ گئے اور پیغمبر اکرمؐ نے اپنا سفر جاری رکھا۔

اتفاقاً اس جنگ میں آنحضرتؐ کا لشکر شکست سے دو چار ہوا اور ادھر ادھر فرار ہو گیا۔ جبرائیل رسول خداؐ کے پاس نازل ہوا اور عرض کی، خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فتح کی خوش خبری دیتا ہے اور آپ کو اختیار دیتا ہے کہ اپنی مدد کے لئے فرشتوں کو بلاؤ اور اگر چاہو تو علیؑ کو بلاؤ تا کہ وہ آئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے دوسری بات کو اختیار کیا جبرائیل نے عرض کیا: اپنا منہ مدینہ کی طرف کر کے آواز دو۔

یا ابا الغیث ادرکنی یا علی ادرکنی یا علی

''اے علیؑ میری مدد کو آؤ، اے علیؑ! میری مدد کو پہنچو۔''

سلمان کہتا ہے میں پیغمبر اکرمؐ کے حکم کے مطابق مدینہ میں رہ گیا تھا ایک دن شہر سے باہر ایک باغ میں گیا کہ وہاں علیؑ موجود تھے، جو کھجور کے درخت کی شاخوں کو کاٹ رہے تھے جب کہ میں جمع کر رہا تھا۔ اچانک میں نے سنا علیؑ نے فرمایا: ''لبیک'' میں آیا میں ابھی آیا۔ آپ درخت سے نیچے اترے اس حال میں کہ آپ کا چہرہ غمگین تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا اباالحسن! کیا ہوا ہے، کون سا واقعہ رونما ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: لشکر رسولؐ کو شکست ہو گئی ہے، اب مجھے بلایا جا رہا ہے اور مدد طلب کی جا رہی ہے۔ پھر آپ فاطمہؑ کے گھر گئے اور جب واپس لوٹے تو مجھے فرمایا: اپنے قدم میرے قدموں کے نشان پر رکھتے آؤ۔

سلمان کہتا ہے: میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب سترہ قدم چلے تو اپنے سامنے دو لشکروں کو دیکھا۔ امامؑ جب اس جگہ پہنچے تو ایک آواز بلند کی جس سے دو لشکروں کے درمیان ایک فاصلہ پیدا ہو گیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس وقت جبرائیل نازل ہوا اور رسولؐ خدا کو سلام عرض کیا تو آپؐ نے خوشی کی حالت میں اسے سلام کا جواب دیا۔

علیؑ نے دشمن کے لشکر کے بہادروں پر حملہ کیا، سب کے سب تتر بتر ہو کر بھاگ جانے پر مجبور ہو گئے اور خدا نے کافروں کو غم اور پریشانی کی حالت میں بغیر کوئی فائدہ اٹھائے واپس لٹا دیا۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ط (سورۃ الاحزاب: آیت ۲۵)

خدا نے جنگ کو مومنین سے امیر المومنین کے وسیلے، قدرت اور ہمت کے ذریعے ٹال دیا اور ایسا معجزہ دکھلایا جس سے تمام عاجز تھے خدا نے ان کی حیرت انگیز فضیلت سے پردہ اٹھا دیا کہ سترہ قدم مدینے سے چلنے کے بعد میدان جنگ میں پہنچا دیا اور یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کی آواز کو اتنی دور سے سنا اور اس کا جواب دیا۔ یہ ایک بہت بڑا معجزہ اور دلیل ہے کہ آپ اس امت میں بے نظیر ہیں۔

(مدینۃ المعاجز: ۲/ ۹ حدیث ۳۵۴)

وہ شہید راہ خدا

(۱۸۱/ ۸۸) بحرانی تفسیر ''برہان'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: یاعلیؑ! جو تجھے دوست رکھتا ہو اور تیری دوستی کے ساتھ اس دنیا سے چلا جائے تو وہ شہید راہ خدا ہے اور جو تجھے دوست رکھتا ہو اور ابھی اس کا وقت موت نہیں آیا لیکن وہ منتظر ہے۔ پس سورج طلوع اور غروب نہیں کرتا مگر یہ کہ اس پر رزق اور ایمان کا سایہ ہے۔

(تفسیر برہان: ۳/ ۳۰۳ حدیث ۷، الکافی: ۸/ ۳۰۶ حدیث ۴۷۵)

سپہ سالار علیؑ

(۱۸۲/ ۸۹) تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حضرت فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے ایک لشکر کو کسی سفر پر بھیجا، اس لشکر کا سپہ سالار علیؑ کو بنایا، اس لشکر سے دو آدمیوں بنام حاطب اور بریدہ نے چالاکی کی اور آپ کو دھوکہ دے کر واپس لوٹ آئے۔ جب واپس آئے تو علیؑ کے متعلق رسول خداؐ کے سامنے بدگوئی کرنے لگے، رسول خداؐ ان کی باتیں سن کر اس قدر خشمگین ہوئے کہ انہیں اس سے قبل اور بعد کبھی ایسا نہیں دیکھا گیا، آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور آپ کی گردن کی رگیں پھول گئیں اور پورا جسم لرزے میں آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے بریدہ! تمہارے نزدیک جو مقام و مرتبہ علیؑ کا ہے خدا کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ علیؑ کی قدرت و منزل ہے۔ کیا میں تمہیں علیؑ کی قدر و منزلت کا ایک گوشہ بتاؤں۔ انہوں نے عرض کیا: جی یارسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ قیامت کے دن ایک گروہ کو کھڑا کرے گا جن کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہو گا ان سے کہا جائے گا، یہ تو تمہارے گناہ ہیں، تمہاری نیکیاں اور خوبیاں کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے۔ پروردگار! ہمارے پاس نیکیاں اور نہیں ہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے ایک آواز آئے گی کہ اگر تمہیں اپنی نیکیاں اور معلوم نہیں ہیں تو میں تمہاری نیکیوں کو جانتا ہوں اور میں ان کے مقابلے میں پوری پوری جزا دوں گا۔ اتنے میں ہوا ایک چھوٹا سا کاغذ اپنے ساتھ اڑا کر لائے گی اور نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے گی، اس کے بعد نیکیوں کا پلڑا گناہوں کے پلڑے پر بھاری ہو جائے گا۔ اگر چہ وہ گناہ اس سے زیادہ ہوں جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

ان لوگوں میں سے ایک سے کہا جائے گا، اپنے ماں، باپ، بہن، بھائیوں، رشتے داروں اور دوستوں کا ہاتھ پکڑ و اور انہیں جنت میں لے جاؤ۔

اہل محشر کہیں گے: خداوندا! ان لوگوں کے گناہ تو معلوم تھے اور ان کی وجہ سے گناہوں کا پلڑا بھاری تھا، لیکن ان کی نیکیوں کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہو سکا جو تمام گناہوں پر بھاری ہو گئیں ہیں۔ اس وقت خدا تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! ان میں سے ایک شخص اپنا باقی ماندہ قرضہ اپنے مومن بھائی کے پاس لے کر گیا اور اس سے کہا: یہ پیسے مجھ سے لے لو۔ میں تجھے اس لئے دوست رکھتا ہوں کیونکہ تو امیر المومنینؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ دوسرے نے اسے جواب دیا کہ میں نے یہ قرضہ تجھے معاف کیا، اس لئے کہ تو امیر المومنینؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ میرے مال میں جیسے چاہو تصرف کرو۔ خدا تبارک تعالیٰ ان دو آدمیوں کے اس عمل سے

خوش ہوا، ان کی قدردانی کی، ان کے تمام گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دیا، اس عمل کو ان کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا اور بہشت کو ان کے لئے اور ان کے والدین کے لئے واجب قرار دے دیا۔

آپؐ نے فرمایا: اے بریدہ! وہ لوگ جو دشمنی علیؑ کی وجہ سے آتش دوزخ میں جائیں گے وہ ان سنگریزوں سے زیادہ ہیں جو رمی جمرات کے وقت مارے جاتے ہیں۔ پس بچو، کہیں ان میں سے نہ ہو جانا۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۱۳۶ حدیث ۷۰، بحارالانوار:۳۸/۶۶ حدیث ۶، تفسیر برہان:۳/۷۳۳ حدیث ۳)

حیرت انگیز واقعات

(۱۸۳/۹۰) بحرانی کتاب تفسیر برہان میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں:

کہ آیۂ شریفہ:

اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى ﴿۱۲﴾ (سورۃ الیل: آیت ۱۲)

کو آپ نے اس طرح پڑھا:

ان علیا للھدی و ان لنا للاخرۃ والاولی

یہ آپ نے اس وقت پڑھا جب آپ سے قرآن کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: قرآن میں بڑی حیرت انگیز چیزیں موجود ہیں جیسے:

وَ كَفَى اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الۡقِتَالَ ؕ (سورہ احزاب: آیت ۲۵)

خدا نے جنگ میں علیؑ کے سبب مومنین کو فتح عطا کی، جیسے کہ خدا کا یہ فرمان ہے:

ان علینا للھدی و ان لنا للاخرۃ والاولی

بے شک علی سرچشمہ ہدایت ہے اور اسی کے لئے دنیا اور آخرت کی بادشاہی ہے۔

(تفسیر برہان:۴/۴۷۱ حدیث ۴، بحارالانوار:۲۴/۳۹۸ حدیث ۱۲۲)

یوسفؑ اور برادران یوسفؑ

(۱۸۴/۹۱) میں نے شیعہ علماء کی بعض مناقب کی معتبر کتابوں کے ثلث اول میں دیکھا ہے کہ ابن جریر طبریؒ اپنی سند کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتا ہے:

جب حضرت یوسفؑ کے بھائی حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینک کہ واپس باپ کے پاس گئے تو حضرت یعقوبؑ نے ان سے یوسفؑ کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے جواب دیا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے ان کی بات کو نہ مانا

اور انہیں جھوٹا کہا، وہ سب حضرت یعقوبؑ کے پاس سے نکل کر صحرا کی طرف چلے گئے اور اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے ایک بھیڑیا تلاش کیا، اسے اپنے باپ کے پاس لے آئے۔ بھیڑیئے نے اپنی زبان کھولی اور حضرت یعقوبؑ کو سلام کیا۔ حضرت یعقوبؑ نے اس سے پوچھا: تو نے میرے بیٹے کو کیوں کھایا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے خدا کے پیغمبر! میں نے کسی انسان کا گوشت نہیں کھایا ہے آپ جانتے ہیں کہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کا گوشت وحشی جانوروں پر حرام ہے، حالانکہ میں تو اس علاقے سے نہیں ہوں۔ آج ہی اس طرف آیا ہوں۔

حضرت یعقوبؑ نے اس سے پوچھا: کہاں کا رہنے والا ہے اور ادھر آنے کی وجہ پوچھی؟ اس نے عرض کیا: میں مصر سے آیا ہوں اور اس علاقے سے گزر کر خراسان جانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں اپنے ایک بھائی سے جا کر ملوں۔ حضرت یعقوبؑ نے اس سے فرمایا: اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: میں آپ کے باپ حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کی کشتی میں تھا۔ انہوں نے جبرائیل کے ذریعے سے خدا کے فرمان کی حکایت کی کہ جو کوئی خدا کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کرے اور دکھلاوا کا ارادہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ اس کے اس عمل پر ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجات بلند کرے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم وحشی حیوانات جو خدا کی اطاعت کرتے ہو تمہیں اس پر جزا اور نافرمانی پر سزا نہیں دی جائے گی پھر تم یہ کیونکر کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا:

اجعل ثواب ذلك لعلی ابن ابی طالب وصی سید المرسلین لشیعة

''میں اس عمل کا ثواب علی ابن ابی طالب، وصی سید المرسلین اور حضرت کے شیعوں کے لئے بطور ہدیہ پیش کروں گا۔''

حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: بھیڑیا جو کہہ رہا ہے اسے سنو اور لکھ لو۔ بھیڑیئے نے کہا: ہم چوپائے پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کے سوا کسی سے ہمکلام نہیں ہوتے، پس حضرت یعقوبؑ نے خود اس کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اپنے بیٹوں سے فرمایا تم لکھتے جاؤ۔ اس کے بعد فرمایا: اس بھیڑیئے کے لئے سفر میں کھانے پینے کی چیزوں کا انتظام کرو۔ بھیڑیئے نے کہا: میں نے کسی قسم کی کوئی چیز ساتھ نہیں لی اور جو آپ دینا چاہتے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے اس سے فرمایا: تم ایسا کیوں کر رہے ہو اور تیرا مقصد کیا ہے؟

اس نے کہا: مجھے خدا پر پکا یقین ہے کہ اس نے جسموں کو پیدا کیا ہے تو ان کے لئے روزی کا انتظام ضرور کیا ہے وہ کسی بھی بدن کو روزی کے بغیر نہیں رہنے دے گا۔

(نوادر المعجزات: ۶۲ حدیث ۲۷)

مؤلف کہتے ہیں کہ اگر ظاہر کو دیکھا جائے تو اس حدیث کے درمیان اور حدیث نمبر ۳۰ کے درمیان تناقض پایا جاتا ہے

کیونکہ اس حدیث میں بھیڑیا کہہ رہا ہے کہ ہم وحشی جانور پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کے علاوہ کسی سے گفتگو نہیں کرتے جب کہ سابقہ حدیث میں بھیڑیئے نے چرواہے کے ساتھ گفتگو کی تھی۔

اس تضاد اور اختلاف کو دور کرنے کے لئے ممکن ہے ہم یہ کہیں کہ چرواہے کے ساتھ بھیڑیئے کا گفتگو کرنا رسولؐ خدا کے اعجاز اور ان کے حق ولایت کی وجہ سے ہے یہ بات معلوم ہے کہ اس طرح کی چیزیں حیوانات تو کیا جمادات سے بھی رونما ہوتی ہیں۔ جبکہ حیوانات میں تو بدرجہ اولیٰ ہو سکتی ہیں۔

اور یہ کہ اس کا غیر پیغمبر اور وصی پیغمبر کے ساتھ بات نہ کرنا اس لئے تھا کہ اسے خدا کی طرف سے اجازت نہ تھی۔ خدا کی اجازت کے بغیر یا پیغمبر کے معجزے کے بغیر اس کا کلام کرنا ممکن نہیں ہے۔

آسمان پر گفتگو

(۱۸۵/ ۹۲) صفارؒ نے کتاب ''بصائر الدرجات'' میں امام صادقؑ سے روایت نقل کی ہے:

رسول خداؐ نے فرمایا: جب خدا مجھے آسمان پر لے گیا تو میرے ساتھ کلام کی۔ اس کلام میں سے کچھ یہ ہے کہ

یا محمد، علی علیہ السلام الاول و علی علیہ السلام الاخر و الظاھر و الباطن وھو بکل شئی علیم۔

''اے محمدؐ، علیؑ اول و آخر ہے۔ وہ ظاہر و باطن ہے وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

میں نے عرض کیا: خداوندا کیا یہ تیرے اوصاف نہیں ہیں؟ اس وقت خدا نے اپنی توصیف کرنے کے بعد ان جملات کی میرے لئے تفسیر کی اور فرمایا:

علیؑ اول ہے کا مطلب یہ ہے کہ اماموں میں سے سب سے پہلے جس سے میں نے میثاق لیا وہ علیؑ ہے اور علیؑ آخر ہے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آخری ہے جس کی میں روح قبض کروں گا اور ایسی جان کا مالک ہے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا۔

اے محمدؐ! علیؑ ظاہر ہے یعنی ہر چیز جس کی تجھے وحی کی ہے وہ اس کے لئے ظاہر کر دی ہے۔ اے محمدؐ! علیؑ باطن ہے یعنی جس راز کے آپ امین ہیں اس سے میں نے علیؑ کو بھی باخبر کر دیا ہے اور وہ اپنے اندر اسے رکھتا ہے۔ پس تیرے اور میرے درمیان ایسا کوئی راز نہیں ہے جسے علیؑ نہ جانتے ہوں۔ اے محمدؐ! میں نے جو کچھ بھی حلال و حرام پیدا کیا ہے علیؑ اس کو جانتے ہیں۔

(بصائر الدرجات: ۵۱۴ حدیث ۳۶، بحار الانوار: ۱۸/ ۳۷۷ حدیث ۸۲ اور ۳۸/ ۴۰ حدیث ۷۳)

خیبر کے دن علیؑ

(۱۸۶/ ۹۳) اسی کتاب میں ابورافع سے نقل کیا ہے کہ:

جب رسول خدا نے خیبر کے دن علیؑ کو بلایا اور ان سے فرمایا: جب تم قلع کو فتح کر لو، تو لوگوں کے درمیان کھڑے ہو جاؤ

کیونکہ خدا نے مجھے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ ابورافع کہتا ہے: علیؑ قطع کی طرف چلے، میں ان کے ہمراہ تھا۔ صبح کے وقت قلعہ خیبر کو کھولا اور لوگوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ ان کا ٹھہرنا ذرا طول پکڑ گیا۔ لوگوں نے کہا: علیؑ خدا کے ساتھ راز و نیاز کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جو شہر فتح کیا ہے اسے اپنا شہر بنالو اور اس میں تصرف کرو، ابورافع کہتا میں رسولؐ خدا کے پاس حاضر ہوا، سارا واقعہ حضرت کے سامنے بیان کیا۔ عرض کیا کہ جیسے آپؐ نے حکم فرمایا تھا ویسے ہی علیؑ کھڑے ہو گئے ہیں جبکہ کچھ لوگ یہ کہنے لگ گئے کہ خدا علیؑ کے ساتھ راز و نیاز کر رہا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

نعم یا ابا رافع ان الله ناجاه یوم الطائف و یوم عقبة تبوك و یوم حنین

''ہاں! اے ابورافع! خدا نے قلع طائف کے فتح ہونے، جنگ تبوک اور جنگ حنین کے دنوں علیؑ سے کلام فرمائی۔''

(بصائر الدرجات: ۴۱۱ حدیث ۵، بحار الانوار: ۳۹/ ۱۵۴ حدیث ۱۱، غایۃ المرام: ۵۲۷ حدیث ۱۱، الاختصاص: ۳۲۲)

اہل طائف

(۱۸۷/ ۹۴) اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے اہل طائف سے فرمایا:

لا بعثن الیکم رجلا کنفسی یفتح الله به الخیبر

''میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہوگا اور خدا اس کے ہاتھ پر قلع خیبر کو فتح کرے گا۔''

جب صبح ہوئی تو علیؑ کو بلایا اور ان سے فرمایا: طائف کی طرف جاؤ، جب علی طائف میں داخل ہو گئے تو حکم فرمایا تم سب بھی اس کی طرف جاؤ، جب وہاں پہنچے تو علیؑ کو ایک سفید پہاڑ پر دیکھا۔ رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا کہ اسی جگہ رہو اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے بادلوں کے گرجنے جیسی ایک آواز سنی تو رسولؐ خدا سے سوال کیا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا:

ان الله عز وجل یناجی علیا علیه السلام

''خداوند تبارک وتعالیٰ نے علیؑ سے گفتگو کی ہے۔''

علیؑ کا یہودی دوست

(۱۸۸/ ۹۵) محمد بن جعفر قرشی نے اپنی کتاب میں جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے:

امیر المومنینؑ کا ایک یہودی دوست تھا جو آپ کے ساتھ بڑا مانوس تھا۔ حضرت کا جو بھی کام ہوتا اسے انجام دیتا، یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چل بسا۔ علیؑ اس کی خاطر بڑے غمگین ہوئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مسکراتے ہوئے علیؑ کو دیکھا اور فرمایا: یا ابا الحسن! تیرے اس یہودی دوست کے ساتھ کیا ہوا؟

علیؑ نے عرض کیا: وہ مر گیا ہے اور اس دنیا سے چلا گیا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا: اس کی خاطر غمگین ہو؟

عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: کیا اسے دیکھنا چاہتے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: اپنا سر اوپر کرو اور دیکھو۔ جب سر اوپر کیا تو چوتھے آسمان تک ان کی آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھ گئے اور وہاں ایک سبز رنگ کا گنبد دیکھا، جو قدرت خدا کے ساتھ بغیر کسی چیز کے لٹکا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

یا ابا الحسن هذا المن يحبك من اهل الذمة و اليهود والنصارى و المجوس و شيعتك المومنون معي و معك غدا في الجنة

''اے ابا الحسن! یہ ان کا ٹھکانا ہے جو کفار ذمی، یہود، نصاریٰ اور مجوسیوں میں سے تیرے ساتھ محبت رکھتے ہوں گے، لیکن تیرے شیعہ مومن قیامت کے دن میرے اور تیرے ساتھ بہشت میں ہوں گے۔''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۳/ ۲۰۰)

مؤلف کہتے ہیں: یہ مرتبہ اور مقام امیر المومنین کے غیر مسلم دوستوں کے لئے بعید نہ سمجھو، کیونکہ بادشاہ نوشیروان عادل کافر تھا، لیکن عادل تھا یا حاتم طائی ہے۔ جو سخاوت کے اعتبار سے مشہور تھا۔ اگرچہ کافر ہونے کی وجہ سے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ لیکن وہاں پر معذب نہ ہوں گے اور واضح ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی ولایت اور محبت ان صفات سے کہیں زیادہ صاحب عظمت مقام ہے۔ لہٰذا جو ان حضرت کی محبت اور دوستی رکھتے ہوں گے ان کا مقام اور مرتبہ ایسے صفات والے لوگوں سے زیادہ اور بڑا ہوگا اور مقام اعراف غیر مسلم محب علی کے لئے ہے۔

یہ تمہارے لئے ہے

(۹۶/۱۸۹) مجلسیؒ نے کتاب ''بحارالانوار'' میں کامل بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔

قبل اس کے کہ امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا، میں نے اپنے آپ سے کہا: میں امام سے سوال کروں کہ کیا ایسے نہیں ہے کہ جنت میں صرف وہ جائے گا جس کا عقیدہ میرے عقیدے جیسا ہوگا؟

جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت نے نرم اور سفید رنگ کا لطیف لباس پہن رکھا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ ولی خدا اور حجت پروردگار خود ایسا لباس پہنے ہوئے ہے اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اس طرح کا لباس نہ پہنا کریں امام عسکریؑ نے مسکراتے ہوئے اپنی آستین مبارک کو اوپر کیا اور اسے دیکھایا کہ اس کے نیچے اون کا سیاہ رنگ لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور فرماتے ہیں:

هذا لله و هذا لكم

''یہ خدا کے لئے ہے اور یہ جو تو نے دیکھا ہے یہ تمہارے لئے ہے۔''

پھر میں نے آنحضرت پر سلام کیا اور اس دروازے کے پاس بیٹھ گیا جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ جب ہوا چلی تو پردہ ایک طرف ہو گیا۔ میں نے چاند کے ٹکڑے کی مانند ایک بچہ دیکھا جس کا سن تقریباً چار سال کے قریب ہوگا۔ اس نے مجھے فرمایا: اے کامل بن ابراہیم ولی خدا حجت پروردگار اور رحمت کے دروازے کے پاس آئے ہو تا کہ ان سے سوال کرے کہ کیا جن کی معرفت اور عقیدہ تیری طرح ہے ان کے سوا کوئی اور جنت میں جائے گا؟ میں نے عرض کیا: ہاں خدا کی قسم میرا یہی مقصود تھا۔ حضرت نے فرمایا: اگر ایسا ہو تو بہت کم لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ خدا کی قسم بہشت میں ایسا گروہ بھی داخل ہوگا جن کو حقیہ کہا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

قوم من حبهم لعلي عليه السلام يحلفون بحقه ولا يدرون ما حقه و فضله

''یہ وہ اشخاص ہیں جو حب علیؑ کی وجہ سے علیؑ کے حق کی قسم کھاتے ہیں جب کہ آپ کے حق اور فضائل میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔''

تھوڑی دیر کے لئے سکوت کیا اور فرمایا: تو اس لئے آیا ہے تا کہ مفوضہ کے بارے میں پوچھے۔ وہ جھوٹے ہیں جبکہ ہمارے دل مشیت الٰہی سے منسلک ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں۔

اور خدا فرماتا ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط (سورہ دہر: آیت ۳۰)

''وہ نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔''

کامل کہتا ہے پھر پردہ اپنی پہلی حالت پر واپس آ گیا اور میں نے جتنی بھی کوشش کی لیکن اسے پیچھے نہ کر سکا۔ پھر امام عسکریؑ نے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا: اے کامل! اب کیوں بیٹھا ہے، کیا میرے بعد حجت نے تیرے سوالات کے جوابات دے نہیں دیئے؟ کامل کہتا ہے میں اٹھا اور امامؑ کے گھر سے باہر آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کو میں دوبارہ نہیں دیکھ سکا۔

ابونعیم کہتا ہے: میں نے کامل سے ملاقات کی اور اس سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو اس نے میرے لئے اسی طرح ہی نقل کی۔ (غیبۃ طوسی: ۱۵۹، بحارالانوار: ۲۵/۳۳۶ حدیث ۱۶ اور ۵۲/۵۰ حدیث ۳۵ اور ۵۰/۲۵۳ حدیث ۷)

آواز آئے گی

(۱۹۰/۹۷) امام حسن عسکریؑ اپنی تفسیر میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں:

اے اباالحسنؑ! خداوند تعالیٰ نے تیرے عمل کی وجہ سے جو تو نے انجام دیا ہے تجھے ایسی فضیلت عطا فرمائی کہ اس کے علاوہ اسے کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا:

این محبو علی بن ابی طالب علیه السلام؟

''علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے محبت کہاں ہیں؟''

اس وقت صالح اور نیک لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو گا اور ان سے کہا جائے گا کہ میدان محشر میں سے جس کا بھی تم چاہو ہاتھ پکڑو کہ اسے جنت میں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ان لوگوں میں سے جس شخص کو شفاعت کا اختیار دوسروں سے کمتر ہو گا وہ دس لاکھ افراد کو نجات دے گا۔

(تفسیر امام عسکریؑ: ۱۱۰، بحارالانوار: ۲۷/۴۲ حدیث ۸)

علیؑ کے شیعہ پھر جنت میں

(۱۹۱/۹۸) محمد بن یعقوبؒ کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا اور خدا اپنی تمام اول تا آخر مخلوق کو حساب و کتاب کے لئے جمع کرے گا اور اس وقت رسول خدا اور امیر المومنینؑ کو بلائے گا۔ رسولؐ خدا کو سبز رنگ کی ایسی پوشاک پہنائی جائے گی جو مشرق و مغرب کے درمیان تمام عالم کو روشن کر دے گی۔ علیؑ کو بھی ایسی ہی پوشاک پہنائی جائے گی۔ اس کے بعد ایک اور خوبصورت رنگوں کی رسولؐ خدا کو پوشاک پہنائی جائے گی، جس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیان تمام چیزیں روشن ہو جائیں گی اور علیؑ کو بھی ایسی ہی پوشاک پہنائی جائے گی۔

پھر ہمیں بلایا جائے گا اور لوگوں کا حساب و کتاب ہمارے سپرد کر دیا جائے گا۔ خدا کی قسم ہم اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کریں گے، اس کے بعد پیغمبروں کو بلایا جائے گا وہ تمام کے تمام دو صفوں میں عرش الٰہی کے پاس کھڑے ہو

جائیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کے حساب سے ہم فارغ ہو جائیں گے، جب اہل بہشت بہشت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو خداوند عالم علیؑ کو حکم فرمائے گا کہ اہل بہشت کو ان کے مراتب کے مطابق بہشت میں جگہ دیں اور حوران بہشتی کا ان کے ساتھ نکاح کریں۔ خدا کی قسم جو اہل بہشت کے لئے جوان کی شادی اور نکاح کا پروگرام دے گا اور ان کا عقد نکاح پڑھے گا وہ علیؑ ہے، ان کے علاوہ یہ منصب کسی کو حاصل نہیں یہ خدا کی طرف سے ان پر خصوصی انعام واکرام اور فضیلت و برتری ہے جو ان کو خدا نے عنایت فرمائی ہے۔

خدا کی قسم! علیؑ وہ شخص ہے جو اہل جہنم کو جہنم میں داخل کرے گا اور علیؑ وہ ہے جب اہل بہشت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو جنت کے دروازے بند کرے گا اور جب اہل دوزخ، جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اس کے دروازے بند کرے گا۔

فان ابواب الجنة اليه و ابواب النار اليه

''بے شک جنت اور جہنم کے دروازوں کا اختیار اسی (علیؑ) کو دیا گیا ہے۔''

(الکافی: ۸/۱۵۹ حدیث ۱۵۴، الوافی: ۵/۵۲۶ حدیث ۱۹، تفسیر برہان: ۴/۵۵۴ حدیث ۱)

چکور پرندہ

(۱۹۲/۹۹) سید ابن طاؤس ''کتاب الیقین'' میں اہل سنت کی طرف سے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین مکہ میں کوہ صفا پر چل رہے تھے کہ اچانک ایک پرندہ دیکھا جو چکور پرندے کی مثل تھا اور زمین پر چل رہا تھا۔ جب وہ پرندہ امیر المومنینؑ کے سامنے آیا تو حضرت علیؑ نے اسے سلام کیا۔ پرندے نے عرض کیا: آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں یا امیر المومنین۔ حضرت نے فرمایا: اے پرندے! تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! مجھے چار سو سال ہو چکے ہیں کہ میں اس جگہ خدا کی تسبیح کرتا ہوں کہ اس کی تقدیس و تمجید میں مشغول رہتا ہوں اور اس کی بطور کامل عبادت کرتا ہوں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے پرندے! صفا ایک ایسی سرزمین ہے جس پر نہ تو کوئی کھانے کے لئے چیز ملتی ہے اور نہ ہی پینے کو، تو یہ چیزیں کیسے حاصل کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا:

وقر ابتك من رسول الله يا امير المومنين الى كلما جعت دعوت الله لشيعتك و محبيك فاشبع و اذا ضمئت دعوت الله على مبغضيك وغاضبيك فاروى

''آپ کی رسولؐ خدا کے ساتھ قرابتداری کی قسم! جب مجھے بھوک لگتی ہے، میں خدا سے آپ کے شیعوں اور دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں تو میں سیر ہو جاتا ہوں اور جب مجھے پیاس لگتی ہے تو میں آپ کے دشمنوں اور آپ کا حق غصب کرنے والوں پر لعنت کرتا ہوں تو سیراب ہو جاتا ہوں۔''

(الیقین: ۲/ ۷: ۹۲، الفضائل: ۱۶۲، الروضۃ: ۳۶، بحارالانوار: ۱/ ۴/ ۵ ۲۳ حدیث ۶)

جہنم کے کنارے

(۱۹۳/ ۱۰۰) شیخ طوسی کتاب ''امالی'' میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تو اس وقت کیا محسوس کرے گا جب جہنم کے کنارے پر بیٹھا ہوگا اور لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ پل صراط سے گزر رو اور تو جہنم سے کہے گا یہ تیرے لئے اور یہ میرے لئے یعنی ایک گروہ کو جہنم کے حوالے کرے گا اور ایک گروہ کو جہنم سے نجات دے گا؟ علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ جو سلامتی کے ساتھ عبور کریں گے وہ کون ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا:

اولئك شيعتك معك حيث كنت

''وہ تیرے شیعہ ہوں گے جہاں تو ہوگا وہ تیرے ساتھ ہوں گے۔''

(امالی طوسی: ۹۴ حدیث ۵۵ مجلس ۳، بحارالانوار: ۹/ ۳۹/ ۷ ۱۹ حدیث ۸)

ایک شاعر نے کتنے اچھے اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے علیؑ! تیری دوستی اور ولایت میرے لئے امان ہے۔ اس وقت جب جہنم لوگوں پر اپنے شعلے بھڑکائے گی۔

بروز محشر مومنوں کو امان ہوگی سلام ہوگا اسے جہنم کیوں جلائے علی ہی جن کا امام ہوگا۔

وہ بندہ جہنم سے کیونکر خوف کھائے گا جو تیری دوستی رکھتا ہوگا۔ کیونکہ تو اس کو تقسیم کرنے والا ہے۔''

وہ ابھی ارواح تھے

(۱۹۴/ ۱۰۱) شیخ صدوقؒ امام صادقؑ سے آپ کے آباؤ اجداد کے ذریعے سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! عالم ذر میں مجھے میری امت دکھائی گئی اور میں نے سب کو دیکھا، جب کہ وہ ابھی ارواح تھے اور ان کے جسم ابھی تک پیدا نہ کئے گئے تھے۔ اس وقت میں تیرے اور تیرے شیعوں کے قریب سے گزرا تو میں نے تمہارے لئے مغفرت طلب کی۔

علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میرے شیعوں کے متعلق کچھ اور ارشاد فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تو اور تیرے شیعہ قبروں سے ایسے نکلیں گے کہ تمہارے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، تمام سختیاں تم سے دور ہوں گی، ہر قسم کی پریشانی اور غم ختم ہوں گے، عرش الٰہی تم پر سایہ کرے گا۔ دوسرے لوگ ڈریں گے اور تمہیں اس وقت کوئی ڈر نہ ہوگا۔ وہ غمناک ہوں گے اور تمہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ تمہارے لئے دسترخوان لگایا جائے گا، جب کہ دوسرے لوگ حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے۔

(فضائل الشیعۃ: ۶۸ حدیث ۲۷، بحارالانوار: ۷/ ۱۸۰ حدیث ۲۰، بصائر الدرجات: ۸۴ حدیث ۵)

وہ اسرافیل ہے

(۱۹۵/ ۱۰۲) اہل سنت کے عالم دین خوارزمی کتاب مناقب میں ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: اہل آسمان میں سے سب سے پہلے جس نے علیؑ کو اپنا بھائی بنایا وہ اسرافیل ہے۔ اس کے بعد میکائیل اور جبرائیل تھے۔ اہل آسمان میں سے سب سے پہلے جس نے علیؑ کی محبت پر فخر کیا وہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ ان کے بعد رضوان نے فخر کیا جو خزانہ دار بہشت اور اس کے بعد روح قبض کرنے والا فرشتہ اسرافیل ہے جس نے دوستی علیؑ پر فخر کیا۔

وان ملك الموت يترحم على محبيي على بن ابي طالب عليها السلام كما يترحم على الانبياء

''بے شک ملک الموت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوستوں پر ایسے رحم کرے گا جیسے انبیاء پر رحم کرے گا۔''

(مناقب خوارزمی: ۲۷ حدیث ۴۹، مناقب ابن شہراشوب: ۲/ ۳۲، ینابیع المودۃ: ۱۳۳، کشف الغمۃ: ۱/ ۱۰۳، غایۃ المرام: ۵۸۰ حدیث ۲۶)

اور اسے چن لیا ہے

(۱۹۶/ ۱۰۳) امام حسن عسکریؑ رسول خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اے خدا کے بندو! تم پر اس کی خدمت کرنا لازمی ہے جسے خدا نے معتبر کیا ہے اور عزت کی ہے، اس طرح کہ اسے اپنی مخلوق کے درمیان سے پسند کیا اور اسے چن لیا ہے۔ اسے انبیاء کے سردار محمدؐ کے بعد اہل آسمان اور زمین میں سب سے بہترین بنایا ہے اور تم پر ضروری ہے کہ آنحضرت یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوستوں کے ساتھ دوستی کرو اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرو۔

آپ نے اپنی کلام کو جاری رکھا یہاں تک کہ یہ فرمایا: قیامت کے دن اس (علیؑ) کے شیعوں میں سے ایک شیعہ کو لایا جائے گا، جس کے گناہوں کے پلڑے میں خدا نے اتنے بڑے گناہ رکھے ہوں گے جو مضبوط پہاڑوں سے تلاطم خیز سمندر اور بھی سخت ہوں گے، لوگ جب اس منظر کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ بندہ ہلاک ہو گیا اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ تباہ ہو گا اور ہمیشہ کے لئے عذاب الٰہی میں رہے گا۔ اس وقت بارگاہ ایزدی سے ایک ندا آئے گی: اے خطا کار بندے! یہ وہ گناہ ہیں جنہوں نے تجھے ہلاک کر دیا ہے۔ کیا ان گناہوں کے مقابلے میں کوئی نیکی تیرے پاس ہے جس کی وجہ سے تجھے اچھی جزا دوں اور اپنی رحمت کے صدقے تجھے بہشت میں داخل کروں؟ وہ بندہ خدا سر نیچے کئے ہوئے کہے گا میرے خدا میں نہیں جانتا ہوں دوبارہ خدا کا منادی ندا دے گا کہ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے اس وسیع وعریض میدان میں آواز دو اور کہو میں فلاں ہوں اور فلاں کا بیٹا ہوں اور فلاں شہر کا رہنے والا ہوں اور میں ایسے گناہ کر چکا ہوں جو پہاڑوں اور سمندروں سے سنگین تر ہیں۔ ان کے مقابلے میں میری کوئی نیکی اور اچھا کام نہیں ہے۔ اس میدان محشر میں کوئی تم میں سے ایسا ہے جس کے ساتھ میں نے کوئی احسان کیا ہو، یا اسے کوئی چیز بخشی ہو کہ

جس کی وجہ سے اب وہ میری مدد کرے، کیونکہ اس وقت مجھے اس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ بندہ خدا خدا کے حکم کے ے مطابق ایسی آواز دے گا۔ سب سے پہلے اس شخص کی آواز پر جو جواب دے گا وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں گے اور وہ فرمائیں گے:

لبيك لبيك ايها الممتحن فى محبتى المظلوم بعداوتى

''لبیک، لبیک! اے وہ جس کا میری محبت اور دوستی میں امتحان کیا گیا اور میرے ساتھ دشمنی کی وجہ سے میرے دشمنوں کا دشمن ہوا۔''

پھر امامؑ ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ اگر چہ ان کی تعداد اس شخص کو چاہنے والوں کی تعداد سے کمتر ہوگی۔ اس کے بعد وہ گروہ جو علیؑ کے ساتھ آیا ہوگا، حضرتؑ سے عرض کرے گا کہ ہم اس شخص کے ایمانی بھائی ہیں، وہ ہمارے ساتھ نیکی کرتا تھا ہماری عزت واحترام بجالاتا تھا اور ہمارے ساتھ اس کی برخورد باوجود یکہ ہمارے ساتھ احسان کرتا اور ہمیں عطیات دیتا بڑی عجز وانکساری کے ساتھ ہوتی تھی۔ ہم اپنی تمام اطاعتیں اور عبادتیں اسے دیتے ہیں۔ علیؑ کہیں گے، پس تم لوگ خود کیسے اور کس عمل کے ساتھ بہشت میں جاؤ گے؟ وہ عرض کریں گے: ہم اس رحمت خداوندی کے سبب جنت میں جائیں گے جو ہر اس شخص کے شامل حال ہوگی جو آپ کو دوست رکھتا ہوگا۔ دوبارہ بارگاہ ایزدی سے ندا آئے گی کہ اے رسول خدا کے بھائی! یہ اس شخص کے ایمانی بھائی تھے اور انہوں نے اسے یہ کچھ بخش دیا ہے، آپ اس پر کون سا احسان کریں گے؟ میں جو اس کے اور اس کے گناہوں کے درمیان حکم کرنے والا ہوں اس کے تمام کے گناہ تیرے ساتھ محبت کے سبب میں نے بخش دیئے ہیں لیکن وہ گناہ جو اس کے اور میرے بندوں کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیز اس نے جو ان پر ظلم کیا اور ان سے جو قرضہ لیا ہے، اس کا تو حساب اس سے لیا جائے گا اور اس کا محاسبہ ہوگا جب تک اس کی ان گناہوں سے جان نہ چھوٹے، نجات نہیں پا سکتا۔ علیؑ کہیں گے خداوندا تو جو حکم فرمائے گا میں وہی انجام دوں گا۔

خدا تبارک وتعالیٰ فرمائے گا جو اس شخص کے خلاف مدعی ہیں اور جن کا اس کے ساتھ جھگڑا ہے، تو ان کی ضمانت لے اور ان پر جو ظلم ہوا ہے اسے پورا کر۔ علیؑ ایسا ہی کریں گے اور ان سے فرمائیں گے کہ اس شخص کی طرف سے تم پر جو ظلم ہوا ہے اس کے بدلے میں ثواب مجھ سے لے لو اور اسے معاف کر دو۔ وہ کہیں گے: اے رسول خداؐ کے بھائی! ہم آپ سے صرف اس ایک سانس کا ثواب مانگتے ہیں جو آپ نے شب ہجرت بستر رسول خداؐ پر سوتے ہوئے لیا۔

امیر المومنینؑ اس کو قبول کرلیں گے اور اس رات میں لئے ہوئے ایک سانس کا ثواب انہیں بخش دیں گے۔ اس وقت خدا تبارک وتعالیٰ علی کی بات ماننے والوں سے فرمائے گا: اے میرے بندو! اب ان مقامات کی طرف دیکھو جو تمہیں علیؑ کی طرف سے تم پر کئے گئے ظلم کے بدلے میں عطا کئے گئے ہیں اور ان کو جنتی محلات دکھائیں گے۔ جب وہ ایسے مراتب اور منازل کا نظارہ کریں گے جو نہ تو ان کی آنکھ نے کبھی دیکھے ہوں گے نہ کان نے ان کے اوصاف سنے ہوں گے اور نہ دل میں کبھی ان کا خیال آیا ہوگا تو عرض کریں گے: اے خدا! اتنا کچھ ہمیں عطا کرنے کے بعد کیا تیری جنت میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہے؟ باقی مومن بندے،

صدیقین، شہداء اور صالحین کہاں داخل ہوں گے؟ شاید وہ خیال کریں گے کہ تمام کی تمام جنت تو ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ پھر خدا کی طرف سے آواز آئے گی، اے میرے بندو! جو تم نے دیکھا ہے یہ علیؑ کی سانسوں میں سے ایک سانس کا ثواب ہے، جو تمہیں سوال کرنے پر بخش دیا ہے اب اس کی برکت سے بہشت میں داخل ہو جاؤ اور اسے اپنے تصرف میں لے آؤ۔ پھر وہ ممالک دیکھیں گے جو خدا نے علیؑ کے لئے اضافہ کئے ہیں اور یہ بہشتی مملکتیں اس سے کہیں زیادہ ہیں جو خدا کی راہ میں لوگوں کو عطا کی ہیں۔ اس کا اندازہ خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

پھر رسول خداؐ نے فرمایا:

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ (سورہ صافات: آیت ۶۲)

''کیا یہ مقام عالی بہتر ہے یا وہ شجرہ زقوم جو میرے بھائی اور جانشین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔''

(تفسیر امام عسکریؑ: ۱۲۷، بحارالانوار: ۸/ ۵۹ حدیث ۸۲، تاویل الآیات: ۱/ ۹۰ حدیث ۷۸)

علیؑ کی محبت جنت کی کنجی ہے

(۱۹۷/ ۱۰۴) محمد بن حسن صفارؒ کتاب ''بصائر'' میں اور شیخ طوسی کتاب ''امالی'' میں حذیفہؓ سے نقل کرتے ہیں:

میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی مرد یا عورت مر جائے اور اس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی علیؑ کی محبت ہو تو خداوند تبارک وتعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(امالی طوسی: ۳۳۰ حدیث ۱۰۷ مجلس ۱۱، بحارالانوار: ۳۹/ ۲۴۶ حدیث ۲)

انوکھا درخت

(۱۹۸/ ۱۰۵) برسیؒ نے رسولؐ خدا سے نقل کیا ہے:

حب علی بن ابی طالب شجرة اصلها فی الجنة و اغصانها فی الدنیا فمن تعلق بغصن منها جره الی الجنة

''علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت اس درخت کی مثل ہے، جس کی جڑیں جنت میں اور شاخیں دنیا میں ہیں۔ جو کوئی بھی اس کی شاخوں کے ساتھ لٹک گیا اسے وہ جنت کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔''

آپ نے اور روایت میں فرمایا ہے:

ان حب علی سید الاعمال

"بے شک علیؑ کی محبت اعمال کی سردار ہے۔"

(فضائل ابن شاذان:۱۴۸ سطر ۵،الروضۃ الفضائل:۲۷،بحارالانوار:۴۰/۴۶ حدیث ۸۳،مناقب خوارزمی:۳۲۴)

بلکہ موسیٰ سے بھی پہلے

(۱۹۹/۱۰۶) ابن شاذانؒ نے کتاب "روضۃ الفضائل" میں ابن عباس سے نقل کیا ہے:

علیؑ ابن ابی طالبؑ رسولؐ خدا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ امیر المومنینؑ آئے ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: بے شک علیؑ نے مجھ سے پہلے امیر المومنینؑ کا نام حاصل کرلیا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا: آپ سے پہلے یارسولؐ اللہ؟

آپؐ نے فرمایا: بلکہ عیسیٰ اور موسیٰ سے بھی پہلے۔ اصحاب نے عرض کیا: عیسیٰ اور موسیٰ سے پہلے یارسول اللہؐ؟ آپ نے فرمایا: سلمانؑ بن داؤدؑ سے بھی پہلے۔ حضرت آدمؑ تک تمام پیغمبروں کا نام لیا اور پھر فرمایا: خدا نے جب آدمؑ کو مٹی کو گوندھا اور ان کی آنکھوں کے سامنے بڑا سا مروارید لٹکا یا جو خدا کی تسبیح وتقدیس کرتا تھا۔ خدا نے مروارید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تیرے اندر ایک ایسے مرد کو ٹھہراؤں گا جسے تمام مومنین کا امیر قرار دوں گا اور جب علیؑ کو پیدا کیا تو اس مروارید میں آپ کو قرار دیا۔ پس علیؑ کو آدم کی خلقت سے پہلے امیر المومنین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

(فضائل ابن شاذان:۱۰۴،الروضۃ:۵،بحارالانوار:۳۷/۳۳ حدیث ۷۷ مدینۃ المعاجز:۱/۱۷ حدیث ۲۱،حلیۃ الابرار:۲/۱۳ حدیث ۴، غایۃ المرام:۲۶ حدیث ۳۱)

علیؑ اور بتولؑ کا نکاح

(۲۰۰/۱۰۷) تاریخ بغداد میں اہل سنت کی طرف سے بلال بن حمامہ کی روایت نقل کرتے ہیں:

ایک دن پیغمبر اکرمؐ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ ابن عوف سے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہم آپ کے چہرے کو بڑا خوش دیکھ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: خدا کی طرف سے میرے چچازاد بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ کے متعلق خوش خبری آئی ہے کہ خدا نے علیؑ کا نکاح فاطمہؑ سے کر دیا ہے اور رضوان جو بہشت کا خزانہ دار ہے، اسے حکم فرمایا ہے کہ درخت طوبیٰ کو ہلائے اور اس سے اہل بیتؑ کے دوستوں کی تعداد کے مطابق پتے اور کاغذ گرائے اور درخت کے نیچے نور سے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان میں سے ہر ایک کو سند عطا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو وہ فرشتے لوگوں کے درمیان محبان اہل بیتؑ کو صدا دیں گے اور جو ملے گا اسے وہ سند (جو آزادی دوزخ کی سند ہے) عطا کرتے جائیں گے۔

(تاریخ بغداد:۴/۲۱۰ حدیث ۱۸۹۷،ماۃ منقبۃ:۱۶۶ منقبت ۹۲،بحارالانوار:۴۷/۱۱۲ حدیث ۹۶)

ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ وہ سند شیعیان علیؑ اور فاطمہؑ کے لیے آتش جہنم سے آزادی کی سند ہے جس پر خدا نے دستخط فرمائے ہیں۔

گناہوں کا اقرار

(۱۰۸/۲۰۱) شاذان بن جبرئیل قمی نے کتاب فضائل میں عمار بن یاسر سے نقل کیا ہے:

امیر المومنینؑ قضاوت کی مسند پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص بنام ''صفوان اکحل'' وہاں آیا اور اس نے عرض کیا: میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں اور گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہوں، مجھے ان گناہوں سے پاک فرما دیں تا کہ جب میں آخرت کی طرف جاؤں تو گناہ میرے ساتھ نہ ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: سب سے بڑا تیرا گناہ کون سا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں بچوں کے ساتھ لواطہ کرتا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کون سی چیز کو تو پسند کرے گا، کیا ذوالفقار کی ایک ضرب تجھے لگاؤں یا تجھ پر دیوار گراؤں، یا آگ میں ڈالوں۔ یہ اس کی سزا ہے جو اس طرح کا گناہ کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا: اے میرے آقا! مجھے آگ میں جلا دیں تا کہ آخرت کی آگ سے نجات حاصل کرلوں۔ علیؑ نے عمار سے فرمایا: بانس کی لکڑی کے ایک ہزار گٹھے جمع کرو، تا کہ کل آگ جلا کر اس میں اسے پھینک دیں۔ اس کے بعد اس نے فرمایا جاؤ اگر کسی سے کچھ لینا یا دینا ہے تو اس بارے وصیت کرلو۔ وہ چلا گیا اور امامؑ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اپنے مال کو اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کر دیا اور جس کسی کا حق اس کی گردن پر تھا اسے واپس کر دیا۔ پھر امیر المومنینؑ کے حجرہ میں جو نوح کے گھر میں مسجد کوفہ کی مشرق کی جانب ہے رات بسر کی۔ صبح جب امیر المومنینؑ نے نماز پڑھی تو عمار سے فرمایا: کوفے کے لوگوں کے درمیان اعلان کردو کہ گھروں سے باہر آئیں اور دیکھیں کہ کیسے علیؑ خدا کے حکم کو نافذ کرتا ہے۔ ایک گروہ کہنے لگا کس طرح علیؑ اپنے شیعوں میں سے ایک شخص کو آگ میں جلائے گا۔ اگر ایسے کرے گا تو یہ کام نہ کرنے سے اس کی امامت باطل ہو جائے گی۔ یہ بات علیؑ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ عمار کہتا ہے: امامؑ نے اس شخص کو پکڑا اور بانس کی لکڑیوں کو اس کے اوپر ڈال دیا اور اسے آگ جلانے والا پتھر دے کر فرمایا: اے شخص! ان لکڑیوں کو آگ لگاؤ اور اپنے آپ کو جلاؤ۔ اگر تو میرے شیعوں اور دوستوں میں سے ہوگا اور میری معرفت رکھتا ہوگا تو اس آگ میں نہیں جلے گا اور اگر میرے مخالفین میں سے ہوگا یا مجھے جھٹلانے والوں میں سے ہوگا تو یہ آگ تیرا گوشت کھا جائے گی اور تیری ہڈیوں کو خاکستر بنا دے گی۔

اس شخص نے آگ جلائی۔ بانس کی لکڑیوں کو آگ لگ گئی، لیکن وہ شخص آگ کے نیچے سالم رہا، یہاں تک کہ جو سفید قمیض اس نے پہن رکھی تھی وہ بھی میلی نہ ہوئی۔

امامؑ نے فرمایا: وہ جو صراط مستقیم سے منحرف ہو گئے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور غلط راہ پر چل پڑے ہیں اور گمراہ ہو گئے ہیں پھر آپ نے فرمایا:

ان شیعتنا منا و انا قسیم الجنة و النار شهد لی بذلك رسول الله فی مواطن كثيرة

''ہمارے شیعہ ہم میں سے ہیں اور میں جنت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں، رسولؐ خدا نے میرے لئے اس بارے میں کئی مقامات پر گواہی دی ہے۔''

(فضائل ابن شاذان: ۴۷، بحارالانوار: ۴۲/۴۳ حدیث ۱۶، مدینۃ المعاجز: ۱/۲۵۸ حدیث ۱۶۵)

ایک شاعر نے خوب کہا ہے:

علی	حبه	جنة
قسیم	النار	والجنة
وصی	المصطفیٰ	حقاً
امام	الانس	والجنة

''علی کی محبت ڈھال ہے وہ جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والے انسانوں اور جنوں کے آقا اور مولا ہیں۔''

علیؑ انوکھا سلطان ہے

(۲۰۲/۱۰۹) کتاب ''منہج التحقیق الی سواء الطریق'' کے مؤلف، سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں:

میں امام حسنؑ، امام حسینؑ، محمد بن حنفیہ، محمد بن ابوبکر، عمار یاسر اور مقداد امیر المومنینؑ کی خدمت میں موجود تھے، حضرت کے بیٹے امام حسنؑ نے آپ سے عرض کیا:

یا امیر المومنینؑ! سلیمانؑ نے خدا سے ایک ایسی سلطنت مانگی ہے جو اس کے بعد کسی کو نہ ملے۔ خدا نے اسے ایسی ہی سلطنت عطا فرمائی۔ آیا اس سلطنت اور بادشاہی میں آپ کا بھی حصہ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ سلیمانؑ بن داؤد نے خدا سے جیسی سلطنت کی درخواست کی خدا نے اسے ویسی عطا فرمائی۔ بے شک تیرے باپ کی حکومت اس چیز پر ہے کہ تیرے نانا رسولؐ خدا کے سوا نہ کسی کو پہلے ملی ہے اور نہ ہی بعد میں ملے گی۔

امام حسنؑ نے عرض کیا: ہم چاہتے ہیں جو کرامات خدا نے آپ کو عطا کی ہیں اور ان کے ذریعے سے آپ کو فضیلت عطا فرمائی ہے ہمیں دکھلائیں۔ امامؑ نے فرمایا: اگر خدا نے چاہا تو میں ایسا کروں گا۔

اس کے بعد آپ اٹھے، وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی، جسے کوئی نہ سمجھ سکا۔ پھر مغرب کی طرف اشارہ کیا، فوراً اس طرف سے ایک بادل ظاہر ہوا جو ہمارے سر کے اوپر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور بادل ظاہر ہوا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: بادل! حکم خدا کے ساتھ نیچے آؤ۔ پس وہ بادل نیچے آیا اور کہہ رہا تھا:

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله و انك خليفته و وصيه من شك فيك فقد ضل عن سبيل النجاة

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے جانشین اور وصی ہیں۔جس نے بھی آپ کے متعلق شک کیا تو وہ راہ نجات سے دور ہوا اور گمراہ ہو گیا۔''

امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بادل زمین پر ایسے بچھ گیا جیسے کوئی دسترخوان والا کپڑا بچھا ہوتا ہے۔امیر المومنینؑ نے وہاں موجود افراد کو فرمایا: اس کے اوپر بیٹھ جاؤ، ہم سب اس پر بیٹھ گئے۔اس کے بعد ایک اور بادل کو اشارہ فرمایا، وہ بھی نیچے آیا اور اس نے بھی پہلے والے بادل کی طرح گواہی کے کلمات کہے، امیر المومنینؑ اکیلے اس بادل پر بیٹھ گئے، کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور مغرب کی طرف جانے والے راستے کی طرف اشارہ فرمایا: اچانک ان بادلوں کے نیچے ہوا پیدا ہوئی جس نے انہیں بلند کر دیا۔ میں نے امیر المومنینؑ کی طرف دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ایک تخت پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے چہرے سے اتنا نور چمک رہا ہے کہ اس کو دیکھنے کی آنکھ طاقت نہیں رکھتی۔

امام حسنؑ نے عرض کیا: سلیمانؑ بن داؤد کے پاس ایک انگوٹھی تھی، جس کے ذریعے سے ہر چیز ان کے تابع تھی۔آپ کے پاس کیا چیز ہے کہ جس کی وجہ سے ہر چیز آپ کی اطاعت کرتی ہے۔آپ نے فرمایا:

انا عین الله فی ارضه انا لسانه الناطق فی خلقه انا نور الله الذی لا یطفی انا باب الذی یوتی منه و حجته علی عباده

''میں خدا کی زمین میں اس کی دیکھتی ہوئی آنکھ ہوں اور اس کی مخلوق کے درمیان اس کی بولتی ہوئی زبان ہوں۔ میں خدا کا وہ نور ہوں جو کبھی نہیں بجھتا، میں اللہ کا وہ دروازہ ہوں جس سے داخل ہونا چاہیے اور میں اس کے بندوں پر اس کی حجت ہوں۔

پھر فرمایا: ''کیا تم پسند کرو گے کہ میں تمہیں سلیمانؑ بن داؤد کی انگوٹھی پیش کر دوں؟''

ہم نے عرض کیا: ہاں جی امامؑ نے اپنا دست مبارک جیب میں ڈالا اور ایک انگوٹھی نکالی جو سونے کی بنی ہوئی تھی۔جس میں سرخ یاقوت کا نگینہ جڑا ہوا تھا۔جس پر لکھا ہوا تھا ''محمدؐ و علیؑ''۔

سلیمان کہتے ہیں: ہمیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔امامؑ نے فرمایا: کس چیز سے تعجب کر رہے ہو؟ مجھ جیسے سے ایسی چیزوں کا ظاہر ہونا کوئی عجیب چیز نہیں ہے۔آج میں تمہیں وہ چیزیں دکھاؤں گا جو تم نے کبھی نہ دیکھی ہوں۔

آپ نے مزید فرمایا: کیا تم سلیمانؑ بن داؤد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جی حضور، امامؑ اٹھے اور ہم آپ کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ ہمیں ایک باغ میں لے گئے، ایسا باغ ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا۔اس باغ میں قسم قسم کے پھل اور انگور تھے۔ نہریں جاری تھیں۔درختوں پر پرندے محو گفتگو تھے۔جب ان پرندوں نے حضرت کو دیکھا تو آپ کے ارد گرد چکر کاٹنے اور اپنے پر پھیلانے لگے۔ یہاں تک کہ ہم باغ کے درمیان پہنچ گئے، ہم نے ایک تخت دیکھا جس پر ایک جوان اپنے سینے پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا،

امیر المومنینؑ نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکالی اور اس جوان (یعنی جو سلیمانؑ بن داؤد تھے) کی انگلی میں ڈال دی، وہ جوان فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی:

السلام عليك يا امير المومنين ووصى رسول رب العالمين انت والله الصديق الاكبر والفاروق الاعظم قد افلح من تمسك بك وقد خاب و خسر من تخلف عنك و انى سالت الله بكم اهل البيت فاعطت ذلك الملك

''اے مومنوں کے امیر اور اے پروردگار عالم کے رسول کے وصی! آپ پر سلام ہو، خدا کی قسم آپ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ جس نے بھی آپ کا دامن پکڑا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے بھی آپ کا دامن چھوڑ دیا اور آپ سے روگردان ہو گیا وہ نقصان اور گھاٹے میں رہا۔ میں نے خدا سے آپ اہل بیتؑ کا واسطہ دے کر سوال کیا تو خدا نے مجھے یہ سلطنت عطا فرمائی۔''

سلیمان کہتا ہے: جب میں نے سلیمانؑ بن داؤد کی کلام سنی تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا، امیر المومنینؑ کے قدموں پر گر گیا، قدموں کا بوسہ لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے پر لطف فرمایا اور مجھے ان اہل بیت کی ولایت کی طرف راہنمائی فرمائی جن سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھا اور جن کے وجود مبارک کو ہر اعتبار سے پاک و منزہ پیدا کیا۔

(مدینۃ المعاجز:۱/ ۲۴۴ حدیث ۱۵۵)

مؤلف فرماتے ہیں: سید ہبۃ اللہ نے کتاب ''مجموع الرائق'' میں اس حدیث کو بطور مفصل نقل کیا ہے۔

امیر المومنینؑ نے ان کو یاجوج و ماجوج دکھائے۔ ان میں سے ہر ایک کا قد ایک سو بیس ذراع تھا اور کچھ کا ساٹھ ذراع۔ (ذراع کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ہوتی ہے) کچھ ان میں سے ایسے تھے کہ ایک کان کو اپنے نیچے فرش بناتے تھے اور دوسرے کان کو لحاف کے طور پر اوپر اوڑھتے تھے۔ اس دیوار کو دیکھا جو ان کے اور ہمارے درمیان موجود ہے۔ اس درخت کو بھی دیکھا جس کے نیچے امیر المومنینؑ ہر روز صبح کے وقت دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس درخت نے ان کے ساتھ کلام کی کہ چالیس دن ہو چکے ہیں کہ حضرت صبح کے وقت نماز پڑھنے نہیں آئے۔ اس فرشتے کو بھی انہوں نے دیکھا جو رات کی تاریکی پر معین کیا گیا ہے جس کا ایک ہاتھ مغرب تک اور دوسرا مشرق تک پھیلا ہوا۔

مذکورہ کتاب میں ماوراء کوہ قاف کے متعلق امیر المومنین کے علم کے بارے میں حدیث ذکر ہوئی ہے اور قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ اور پھر ان کی ہلاکت کا منظر جو حضرت نے ان کو دکھلایا وہ بھی مذکور ہے۔ اس حدیث کے آخر میں علیؑ نے ان سے فرمایا: کیا اس سے جو تم نے دیکھا ہے حیران کن تر دکھلاؤں؟ ہم نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی بھی اس سے زیادہ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

(مدینۃ المعاجز: ۱/۹ ۵۴ حدیث ۳۵۱ مختصر: ۱۷۔ ۴۷، بحارالانوار: ۲/۷۷ ۳۳ حدیث ۵، نفس الرحمن: ۱۱۷۔۱۱۹)

مؤلف فرماتے ہیں: سلمان جو ایمان کے دسویں حصے پر فائز ہے۔ وہ بلاؤں اور موت وغیرہ کو جانتا ہے، اس کے پاس اسم اعظم تھا۔ جب امام صادق علیہ السلام کے پاس اس کا نام لیا جاتا تو آپ اس کے بارے میں فرماتے:

صلوات اللہ علی سلیمان

''خدا کی رحمت ہو سلیمان پر۔''

وہ ان تمام اوصاف کے باوجود طاقت نہ رکھتا تھا کہ حضرت کے فضائل اور مناقب کو برداشت اور تحمل کرے ہم جو ذرہ سے بھی حقیر تر ہیں ہماری کیا مجال ہے کہ آپؑ کے فضائل اور مناقب کو برداشت کر سکیں۔

ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں وہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم معرفت کے ان نگینوں کی تصدیق کریں اور انہیں قبول کر سکیں۔ ہم شیطانی وسوسوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں تا کہ ناشکری نہ کریں اور کفران نعمت سے بچے رہیں۔

علیؑ اور صالحؑ نبی

(۱۱۰/۳۰۲) علیؑ کا مقام اور شخصیت صالح نبی کی نسبت سلمان کی حدیث کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔

پھر امیر المومنینؑ اٹھے اور ہم نے اچانک ایک جوان کو پہاڑ کے اوپر دیکھا جو دو قبروں کے درمیان کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا تھا۔ ہم نے عرض کیا: یا امیر المومنین! یہ جوان کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ صالحؑ نبی ہیں اور یہ دو قبریں ان کے والد اور والدہ کی ہیں، وہ ان دو قبروں کے درمیان عبادت میں مشغول ہیں، صالحؑ نے جب علیؑ کو دیکھا تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور رونے لگے اور ہاتھ کے ساتھ امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کیا، پھر اس ہاتھ کو سینے پر رکھ کر گریہ کرنے لگے۔ امیر المومنینؑ ان کے پاس کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی، ہم نے ان سے کہا: گریہ کیوں کر رہے ہو؟ صالحؑ نے کہا:

ان امیر المومنین کان یمر بی عند کل غداۃ

''امیر المومنینؑ ہر روز صبح آتے تھے میرے پاس بیٹھتے تھے اور میں ان کو دیکھ کر زیادہ عبادت کرتا تھا چونکہ دس دن سے آپ نہیں آئے، اس وجہ سے میں مضطرب اور پریشان ہوں۔''

ہم صالحؑ کی یہ بات کو سن کر بڑے حیران ہوئے اور تعجب کیا۔'' (مذکورہ مدرک)

علیؑ پہاڑ پر سوار ہوئے

(۱۱۱/۲۰۴) شیخ مفید نے کتاب اختصاص میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

جب رسولؐ خدا غار حراء کی طرف گئے تو علیؑ ابن ابی طالبؑ آپؐ کے پیچھے پیچھے گئے کہ کہیں مشرکین دھوکے کے ساتھ آپ کو

قتل نہ کر دیں، رسولؐ خدا حرا کے اوپر تھے اور علیؑ ان کے سامنے دوسرے پہاڑ بنام (ثبیر) کے اوپر تھے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ان کو دیکھا اور فرمایا: یا علیؑ! تجھے کیا ہوا ہے؟

علیؑ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ اپنا ہاتھ مجھے دو، بس پہاڑ ہلنے لگا۔ حضرت علیؑ نے اپنا قدم اٹھا کر دوسرے پہاڑ پر رکھ دیا، تو پہاڑ پہلے کی طرح اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

(الاختصاص: ۳۱۸، بصائر الدرجات: ۴۰۷ حدیث ۹، بحارالانوار: ۱۹/ ۷۰ حدیث ۲۱، تفسیر برہان: ۲/ ۷/ ۱۲ حدیث ۹)

علیؑ اور ثابت بن قیس

(۲۰۵/ ۱۱۲) امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں حضرت امام حسن عسکریؑ سے نقل ہے:

رسولؐ خدا نے فرمایا: گذشتہ رات تم میں سے کس نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچائی ہے؟

علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! وہ میں تھا۔ جس نے ثابت بن قیس کی جان کو خطرہ سے بچایا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: اس تمام واقعہ کو اپنے مومن بھائیوں کے لئے ذکر کرو اور جن منافقین نے مکر و حیلہ اور بہانہ کیا تھا ان کے نام سے پردہ نہ اٹھانا۔ بے شک خدا نے تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کو مہلت دی تا کہ وہ توبہ کر لیں شاید کہ ان کو اپنا خیال آئے اور انجام کار کی طرف متوجہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں مدینہ سے باہر بنی فلاں کے محلہ میں جا رہا تھا اور میرے آگے آگے ثابت بن قیس جا رہا تھا، وہ ایک کنویں کے قریب جا پہنچا جو گہرا تھا۔ جس میں اوپر سے لے کر نیچے پانی تک بڑا فاصلہ تھا۔ اس جگہ منافقین کا ایک گروہ چھپا ہوا تھا انہوں نے ثابت بن قیس کو آگے دھکا دیا تا کہ اس کنویں میں پھینک دیں، ثابت نے اپنے آپ کو روک لیا اور بچا لیا۔ ان میں سے ایک شخص نے دوبارہ آگے بڑھ کر ثابت بن قیس کو دھکا دیا، میں دوڑا اور اس کے پاس جا پہنچا، میں منافقین کا پیچھا نہیں کرنا چاہتا تھا، کیونکہ ثابت بن قیس کنویں میں گر گیا تھا۔ میں نے فوراً کنویں میں چلانگ لگا دی اور ثابت بن قیس کے پانی تک پہنچنے سے پہلے میں پہنچ گیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: تو کیسے اس سے پہلے نہ جاتا کیونکہ تم اس سے وزنی تر ہو اور باوقار تر ہو؟ اگر اس وزن کے علاوہ تیرے پاس کچھ نہ ہوتا جو اولین اور آخرین کا علم تیرے پاس ہے جو خدا نے اپنے رسولؐ کو دیا اور اس کے رسولؐ نے تجھے دیا تو پھر بھی تجھ سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہ تھی؟

پھر فرمایا: باقی واقعہ بیان کرو۔ وہاں تیرے اور ثابت کے ساتھ کیا گزری؟

علیؑ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں جب کنویں کی تہہ میں گیا تو وہاں پر کھڑا ہو گیا، پھر میں نے اپنے ہاتھوں کو آگے کیا اور ثابت جو اوپر سے آ رہا تھا۔ اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیا۔ میں نے اسے اپنے ہاتھوں میں ایسے اٹھا لیا جیسے پھول کی ایک شاخ کو ہاتھ میں پکڑا ہوا ہو۔

پھر میں نے اوپر دیکھا تو وہ منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ کنویں کے کنارے پر کھڑا کہہ رہا ہے، ہم نے ایک کو کنویں میں

پھینکنا چاہا تھا لیکن یہ تو دو ہو گئے ہیں پھر انہوں نے ایک پتھر اٹھایا جس کا وزن تقریباً دو من ہوگا اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ میں ڈرا کہ کہیں یہ پتھر ثابت کو نہ لگ جائے، میں نے ثابت کو اپنے نیچے کرلیا اور پتھر میرے سر کے نیچے والی جگہ پر ایسے لگا جیسے سخت گرمی کے موسم میں کوئی ہاتھ والے پنکھے کے ساتھ ہوا لے رہا ہو۔ پھر وہ ایک اور پتھر لائے جس کا وزن تقریباً تین من تھا، اسے بھی کنویں میں پھینک دیا۔ میں نے پھر ثابت کو اسی طرح بچا لیا اور پتھر میرے سر کے نیچے ایسے لگا جیسے کوئی گرمی کے دنوں میں اپنے بدن پر پانی ڈالے۔ تیسری دفعہ ایک اور پتھر لائے۔ جس کا وزن تقریباً پانچ من تھا۔ وہ اس پتھر کو زمین پر الٹاتے پلٹاتے رہے اور بڑی مشکل سے لا کر کنویں میں پھینک دیا۔ میں نے اس دفعہ بھی ثابت کو بچایا اور پتھر میری پشت پر ایسے لگا جیسے میں نے کوئی نرم لباس پہنا ہو، جب ان لوگوں نے پتھر پھینک لئے تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا، اگر ابوطالبؑ اور قیس کا بیٹا ایک لاکھ بھی روح رکھتے ہوں تو ان پتھروں کے گرنے سے ایک بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد وہ لوگ چلے گئے اور خدا نے ان کے شر کو ہم سے دور کر دیا۔ اس وقت خدا نے حکم دیا کہ کنویں کا کنارہ نیچے ہو جائے اور کنویں کی تہہ کو حکم دیا کہ اوپر ہو جائے، دونوں برابر سطح پر آ گئے، جونہی ایسا ہوا ہم بڑے آرام سے باہر نکل گئے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: اے اباالحسن! تو نے جو یہ فداکاری کی ہے اس کے عوض خدا نے تجھے اتنا اجر اور فضیلت عطا کی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ محبان علیؑ کہاں ہیں؟ نیک وکار اور صالح لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا، ان سے کہا جائے گا، قیامت کے میدان میں جس کو بھی چاہتے ہو اس کا ہاتھ پکڑ و اور بہشت میں لے جاؤ۔ ان لوگوں کے درمیان سب سے کمتر جو شفاعت کرے گا وہ دس لاکھ افراد کو نجات دے گا۔

پھر منادی ندا دے گا مزید وابستگان علیؑ کہاں ہیں؟ ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا جو اعمال کے لحاظ سے واجبی ہوں گے، ان سے کہا جائے گا تم جو چاہتے ہو، خدا سے تمنا کرو۔ تب وہ اپنی آرزوں کے مطابق باری تعالیٰ سے عرض پرداز ہوں گے خدا ان کو عطا کرے گا اور پھر ان عطا شارہ نعمتوں کو سو گنا کر دے گا۔ تیسری مرتبہ وہ منادی ندا دے گا۔ باقی ماندہ شعیان علیؑ بن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور ان کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ اس وقت دشمنان علیؑ بن ابی طالبؑ کو حاضر کیا جائے گا، جب کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، کہا جائے گا ہم ان میں سے ہزار آدمیوں کو علیؑ کے دوستوں میں سے ایک پر قربان کرتے ہیں، تا کہ وہ اس طرح سے جنت میں داخل ہو جائیں۔ پھر خدا تیرے دوستوں کو نجات دے گا اور تیرے دشمنوں کو ان کی قربانی بنائے گا۔ پھر رسول خدا نے فرمایا:

هذا الا فضل الا كرم محبه محب الله و محب رسوله و مبغضه مبغض الله و مبغض رسوله هم خيار خلق الله من امة محمد

''علیؑ خداوند تعالیٰ کے نزدیک گرامی تر اور افضل تر ہے لہٰذا جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ جو علیؑ کا دشمن ہے وہ خدا اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے۔ علیؑ کے دوست محمدؐ کی امت میں سے بہترین مخلوق ہیں۔''

(تفسیر امام عسکریؑ:۱۰۸، بحارالانوار:۴۲/۲۷ حدیث ۷، مدینۃ المعاجز:۱۱۸/۲ حدیث ۴۳۹)

علیؑ اور باران رحمت

(۲۰۶/ ۱۱۳) ابن شاذان کتاب ''مائۃ منقبۃ'' میں امام صادقؑ سے اور آپ نے اپنے اجداد کے ذریعے امام حسینؑ سے نقل کیا ہے:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور میں نور کے حجابوں کے پاس پہنچا تو میرے پروردگار نے میرے ساتھ گفتگو کی اور فرمایا: اے محمدؐ! میری طرف سے علیؑ کو سلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ وہ میرے بندوں پر میری حجت ہیں، میں اپنی باران رحمت کو اس کے واسطہ سے اپنے بندوں پر نازل کرتا ہوں اور اس کے واسطہ سے ان سے بدیوں اور بلاؤں کو دور کرتا ہوں۔ جس دن وہ میرے ساتھ ملاقات کریں گے اس کے ذریعے سے ان پر حجت قائم کروں گا۔

پس ان پر لازم ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور جو وہ حکم دیتا ہے اس پر عمل کریں اور جس سے علیؑ روکے اس سے اجتناب کریں، تا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس مقام صدق میں جگہ عنایت کروں اور اپنی جنت کو ان کے لئے جائز قرار دوں۔ بصورت دیگر تباہ ہونے والے ہوں گے اور اپنے دشمنوں کو عبرت ناک عذاب دوں گا۔ مجھے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے۔

(مائۃ منقبۃ: ۵۴، بشارۃ المصطفیٰ: ۷۹، بحارالانوار: ۱۳۸/۳۸ حدیث ۹۹)

(۲۰۷/ ۱۱۴) ابن شہر آشوب، ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ آیۂ شریفہ

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾ (سورہ الانشقاق:۱۹)

کا اشارہ معراج کی طرف ہے کہ معراج کی رات رسولؐ خدا ایک آسمان سے دوسرے پر گئے، پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: شب معراج جب میرا خدا سے دو کمانوں یا اس سے بھی کمتر فاصلہ رہ گیا تو خدا نے فرمایا: اے محمدؐ! میرا تجھ پر سلام ہو۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ میں اسے اور اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اے محمدؐ! علیؑ سے محبت کی وجہ سے میں نے اپنے ناموں میں سے ایک نام اس کو دیا ہے، کیونکہ میں علی عظیم ہوں بڑے ہی بلند مرتبہ والا اور وہ علیؑ یعنی بلند مرتبہ ہے۔ میں محمود ہوں اور تو محمد ہے۔ اے محمدؐ اگر کوئی میرا بندہ نو سو پچاس مرتبہ نیکیاں کرے اور چار مرتبہ اتنی ہی مزید کرے اور قیامت کے دن میرے ساتھ ملاقات بھی کرے تو علیؑ کی نیکیوں اور خوبیوں میں سے ایک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ (سورۃ انشقاق: آیت ۲۰)

''ان منافقوں کو کیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔''

یعنی کیوں امیر المومنینؑ کی اس فضیلت کی تصدیق نہیں کرتے اور قبول نہیں کرتے۔

(تفسیر برہان: ۴۴۴/۴ حدیث ۹، مدینۃ المعاجز: ۴۰۵/۲ حدیث ۶۲۹، حلیۃ الابرار: ۱۵۸/۲ حدیث ۴)

درخت پر علیؑ لکھنا ہے

(۲۰۸/۱۱۵) سید ہاشم بحرانی کتاب مدینۃ المعاجز میں محمد بن سنان سے نقل کرتے ہیں:

کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے مجھے فرمایا: دروازے کے پاس کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ایک مرد ہے جو چین سے آیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اسے راستہ دو۔ جب وہ شخص امام کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا: کیا تم ہمیں اس سرزمین پر جانتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں میرے آقا و مولا! آپؑ نے فرمایا: کس وسیلے سے ہمیں پہچانتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ۔ وہاں ایک درخت ہے جس پر ہر سال پھول لگتے ہیں اور وہ پھول ہر روز دو دفعہ اپنا رنگ تبدیل کرتے ہیں۔ دن کے شروع میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان پر لکھا ہوتا ہے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں'' اور دن کے آخری حصے میں ان پر لکھا ہوتا ہے (لا الہ الا اللہ علی حلیفۃ رسول اللہ) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور علیؑ اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ ہیں۔

(مدینۃ المعاجز: ۲/۶۴۰ حدیث ۶۷۹، الخرائج: ۲/۵۶۹ حدیث ۲۵، بحار الانوار: ۴۲/۱۸ ح ۴)

علیؑ اپنے جنازہ کے پاس

(۲۰۹/۱۱۶) برسیؒ اہل کوفہ کے محدثین سے نقل کرتے ہیں:

جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے امیر المومنینؑ کا جنازہ کندھوں پر اٹھایا اور اس ابدی آرام گاہ کی طرف لے چلے جو پہلے سے نجف میں تیار تھی تو گھوڑے پر ایک سوار کو دیکھا، جس سے پوری فضا معطر ہو رہی تھی۔ اس گھوڑے سوار نے ان دو ہستیوں پر سلام کیا اور امام حسنؑ سے فرمایا: تم حسنؑ بن علیؑ ہو، جو سرچشمہ وحی اور قرآن سے سیراب ہوا ہے، علم و شرف کی گود میں پرورش پائی ہے اور امیر المومنینؑ اور اوصیاء کے سردار کے جانشین ہو؟ حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا: ہاں! پھر فرمایا: اور یہ حسینؑ بن علیؑ نبی رحمت کا نواسہ ہے، جس نے باعصمت والدہ کا دودھ پیا، آئمہ اطہار کا باپ اور علم و حکمت کی ندی ہے؟ حضرت امام حسینؑ نے عرض کیا: ہاں!

فرمایا: جنازہ میرے سپرد کر دو اور تم خدا کی پناہ میں چلے جاؤ۔ امام حسنؑ نے عرض کیا: میرے باپ نے وصیت فرمائی ہے کہ جنازے کو جبرائیل اور خضر کے علاوہ کسی کے سپرد نہ کرنا، آپ ان دو میں سے کون ہیں؟ انہوں نے جب نقاب اپنے چہرے سے الٹا تو دیکھا کہ امیر المومنینؑ خود ہیں اس کے بعد امام حسنؑ کو فرمایا:

یا ابا محمد لا تموت نفس الا و یشھدھا افما یشھد جسدہ؟

''اے ابا محمد! جو شخص ہر مرنے والے کے پاس آتا ہے تو کیا اپنے جسد کے پاس نہ آئے گا؟''

(بحار الانوار: ۴۲/۳۰۰ حدیث ۸۷ مدینۃ المعاجز: ۳/۶۰ حدیث ۷۲۴)

علیؑ کا چہرہ اور فرشتے

(۲۱۰/ ۱۱۷) ابن شاذانؒ کتاب مائۃ منقبۃ میں عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہیں:

عمر کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن قحافہ سے سنا اور انہوں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا:

ان الله تعالیٰ خلق من نور وجه علی ابن ابی طالب ملائکة یسبحون ویقدسون و یکتبون ذلك لمصیبه و محبی ولده علیهم السلام

''خدا تبارک وتعالیٰ نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے چہرے کے نور سے فرشتوں کو خلق کیا ہے جو تسبیح اور تقدیس پروردگار کرتے ہیں اور اس کا ثواب علیؑ اور اولادِ علیؑ کے دوستوں کے لئے لکھ دیتے ہیں۔''

(مائۃ منقبۃ: ۱۴۸ منقبت ۸۰، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۱۸ حدیث ۹۸)

فاطمہ بنت اسد کا فرمان

(۲۱۱/ ۱۱۸) قطب راوندی نے کتاب ''خرائج'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابوطالبؑ نے فاطمہؑ بنت اسد سے فرمایا:

کہ میں نے علیؑ کو بچپن میں بتوں کو توڑتے ہوئے دیکھا تو میں گھبرا گیا کہ کہیں قریش کے سرداروں کو پتہ نہ چل جائے۔

فاطمہ بنت اسد نے عرض کیا: میں آپ کو اس سے بھی عجیب تر نہ بتاؤں؟ جب علیؑ ابھی میرے شکم میں تھے اور کبھی میں بتوں کے قریب سے گزرتی تو علیؑ اپنے پاؤں کو زور زور سے مارتے تا کہ میں اس جگہ سے جلدی جلدی گزر جاؤں، حالانکہ میں خدا کی عبادت کے لئے خدا کے گھر کا طواف کرتی تھی اور بتوں کی طرف اصلاً توجہ نہ ہوتی تھی۔

(الخرائج: ۲/ ۷۴۱ حدیث ۵۷، بحارالانوار: ۴۲/ ۱۸ حدیث ۵، مدینۃ المعاجز: ۳/ ۱۴۸ حدیث ۸۰۴)

اہلبیتؑ کے گھر فرشتے اترتے رہتے ہیں

(۲۱۲/ ۱۱۹) شرف الدین نجفیؒ نے کتاب تاویل الآیات میں عبداللہ بن عجلان سے نقل کیا ہے: میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: علیؑ اور فاطمہؑ کا گھر رسولؐ خدا کا حجرہ ہے، ان کے گھر کی چھت عرش پروردگار ہے اور اس گھر کے تہہ خانہ میں ایک شگاف ہے جہاں سے عرش الٰہی نظر آتا ہے۔ فرشتے ہر صبح وشام گروہ در گروہ بلکہ ہر گھڑی وحی الٰہی کے ساتھ ان پر نازل ہوتے ہیں اور ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے لئے آسمانوں کے پردے دور ہٹا دیئے اور ان کی قدرت بینائی میں اضافہ کر دیا تا کہ عرش تک دیکھ سکیں۔ بے شک خدا نے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ وحسینؑ کی بینائی میں بھی اضافہ فرمایا ہے اور وہ ہمیشہ عرش کو دیکھتے ہیں ان

کے گھر پر عرش کے علاوہ کوئی چھت نہیں ہے۔ پس ان کے گھر پر عرش پروردگار کے ذریعے سایہ کیا گیا ہے، وہاں ملائکہ اور روح کے اترنے کی جگہ ہے اور یہ گروہ در گروہ آتے ہیں۔ آئمہ طاہرین کا کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس میں فرشتے نہ آتے ہوں۔ اس کی دلیل یہ آیہ شریف ہے:

تنزل الملائکۃ و الروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام

''فرشتے اور روح اذن پروردگار کے ساتھ ہر امر لے کر ان پر نازل ہوتے ہیں۔''

عبداللہ بن عجلان سے مروی ہے کہ میں نے امامؑ سے عرض کیا: آیۃ میں **(من کل امر)** ہے۔ امام نے فرمایا: **(بکل امر)** ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے یعنی اسی طرح نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔

(تاویل الآیات: ۲/۸۱۸ حدیث ۴، بحارالانوار: ۲۵/۹۷ حدیث ۷۱، تفسیر برہان: ۴/۴۸۷ حدیث ۲۵)

بہشت میں محل

(۲۱۳/۱۲۰) کتاب مسلسلات میں بکر بن احنف سے نقل ہے:

حضرت امام رضاؑ کی بیٹی فاطمہؑ نے فاطمی مستورات سے نقل کرتے ہوئے سند کو فاطمہ بنت رسولؐ اللہ تک پہنچاتے ہوئے ہمیں خبر دی ہے کہ بی بیؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والد بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں آسمانوں کی سیر پر گیا تو بہشت میں داخل ہوا وہاں میں نے ایک محل دیکھا جو سفید مروارید سے تعمیر شدہ تھا جو ندر سے خالی تھا، اس کے ایک دروازے جس پر موتیوں اور یاقوت سے مرصع تاج تھا وہ پردہ لٹکا ہوا تھا، میں نے اپنا سر بلند کیا تو دیکھا کہ اس دروازے پر لکھا ہوا ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی القوم

''کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ لوگوں کے ولی اور صاحب اختیار ہیں۔''

اس پردے پر یہ بھی لکھا ہوا تھا۔ ''بخ بخ'' من مثل شیعۃ علی؟'' واہ واہ کون ہے علیؑ کے شیعوں کی طرح؟ آپؐ نے فرمایا: میں اس میں داخل ہوا، وہاں ایک اور محل دیکھا جو اندر سے خالی تھا لیکن سرخ رنگ کے عقیق سے بنا ہوا تھا۔ میں نے آج تک ایسا خوبصورت محل نہ دیکھا تھا اس کا دروازہ سبز رنگ کے زبرجد سے بنا ہوا تھا جسے جواہرات سے مزین کیا ہوا تھا اور اس پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا، میں نے اپنا سر بلند کیا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

شیعۃ علی ھم الفائزون

''شیعیان علیؑ وہ گروہ ہے جو کامیاب ہے۔''

میں نے جبرائیل سے کہا: اے میرے دوست! یہ محل کس کے لئے ہے؟ اس نے عرض کیا: یا محمدؐ! یہ آپ کے چچا زاد اور وصی

علیؑ ابن ابی طالب کے لئے ہے قیامت کے دن تمام لوگ ننگے پاؤں اور عریان بدن محشور ہوں گے۔ سوائے علیؑ کے شیعوں کے، سب لوگوں کو ان کی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا، لیکن علی کے شیعوں کو ان کے باپ کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔

میں نے جبرائیل سے کہا: اے میرے دوست ایسا کیوں ہے؟ اس نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ علیؑ کے شیعہ انہیں دوست رکھتے ہیں اس لئے وہ حلال زادے ہیں اور دنیا میں پاک پیدا ہوئے ہیں۔ (بحارالانوار: ۶۸/۷۶ حدیث ۱۳۶)

علیؑ کے شیعوں کی بخشش

(۱۲۱/۲۱۴) شیخ ابوعلیؒ شیخ طوسیؒ کے بیٹے کتاب ''امالی'' میں امام ہادیؑ سے اور انہوں نے اپنے آباؤاجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علی! خدا تعالیٰ نے تجھے، تیرے شیعوں، تیرے شیعوں کے دوستوں اور ان کے دوستوں کو بخش دیا۔ تجھے مبارک ہو، تو شرک سے دور ہے اور علم سے مملو ہے۔ (امالی طوسی: ۲۹۳ حدیث ۷ مجلس ۱۱، بحارالانوار ۶۸/۱۰۱ حدیث ۹)

تصویر علیؑ

(۲۱۵/۱۱۲) کراجکیؒ نے کتاب کنز الفوائد میں حمران سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (سورہ نجم: آیت ۸ اور ۹)

کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو اپنے اتنا قریب کیا گویا کہ اس کے اور حضرت کے درمیان مروارید کا گچھا تھا۔ اس جگہ سونے کا چمکتا فرش بچھا ہوا تھا، اس کے اوپر ایک تصویر دیکھی تو کہا گیا:

یا محمد اتعرف هذه الصورة؟ فقال نعم هذه صورة علی ابن ابی طالب فاوحی الله الیه ان زوجه فاطمة واتخذه وصیا

''اے محمد! کیا جانتے ہو یہ کس کی تصویر ہے؟ آپ نے عرض کیا: ہاں! یہ علی ابن ابی طالب کی تصویر ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: فاطمہؑ کی علیؑ کے ساتھ شادی کردو اور اسے اپنا وصی اور جانشین بنالو۔''

(تاویل الآیات: ۲/۶۲۵ حدیث ۸، تفسیر برہان: ۴/۲۵۰ حدیث ۱۱، بحارالانوار: ۱۸/۴۱۰ حدیث ۱۲۲، مختصر: ۱۲۵)

دشمن علیؑ اور جہنم

(۲۱۶/۱۲۳) شیخ مفید کتاب اختصاص میں امام صادقؑ سے اور حضرت اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن میں شہر کوفہ سے باہر گیا، قنبر میرے ساتھ تھا، میں نے اس سے کہا: کیا جو میں دیکھوں گا، تم بھی دیکھو گے؟ قنبر نے عرض کیا: خدا نے ہر چیز کو آپ کے لئے روشن اور واضح کیا ہے، جبکہ ہماری آنکھیں انہیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ بعد میں آپ

نے اپنے اصحاب کی طرف منہ کیا اوران سے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم وہ دیکھو گے جو میں دیکھوں گا؟ انہوں نے بھی وہی عرض کیا جو قنبر نے کہا تھا۔

اس وقت میں نے کہا: اس ذات کے حق کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور بشر کو پیدا کیا، تم اسے ایسے ہی دیکھو گے جیسے میں دیکھوں گا اور اس کی کلام کو ایسے ہی سنو گے جیسے میں سنوں گا۔ تھوڑا وقت نہ گزرا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا جس کا سر بڑا، قد لمبا اور دو لمبی لمبی آنکھیں تھیں۔ اس نے کہا: یا امیرالمومنینؑ! آپ پر سلام اور درود ہو۔ میں نے اس سے کہا: اے ملعون! کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: لوگوں کی طرف سے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا: کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا: لوگوں کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے اس سے کہا: تو بہت برا بوڑھا شخص ہے۔ اس نے عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! ایسے کیوں کہتے ہو؟ خدا کی قسم آپ کے لئے ایک حدیث عرض کرتا ہوں، جو میرے اور خدا کے درمیان صورت پذیر ہوئی ہے جبکہ وہاں تیسرا کوئی نہ تھا۔

میں نے کہا: اے لعین! کیا تو خدا سے حدیث نقل کرے گا اور کوئی تیسرا آدمی وہاں موجود نہ تھا؟ اس نے عرض کیا: ہاں! جب میں نافرمانی حکم خدا کی وجہ سے چوتھے آسمان سے نیچے آیا تو میں نے عرض کیا: اے میرے خدا اور اے میرے مولا! میں نہیں سمجھتا کہ مجھ سے بدبخت تر بھی آپ نے کسی کو پیدا کیا ہوگا؟ خدا نے پیغام دیا کہ میں نے تجھ سے بدبخت تر بھی پیدا کیا ہے، اگر اسے دیکھنا چاہتے ہو تو فرشتہ بنام مالک جو دوزخ پر مامور ہے کے پاس جاؤ تا کہ وہ تمہیں دیکھائے، میں اس کے پاس گیا اور کہا: خدا تجھ پر سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: مجھے وہ شخص دکھلا جو مجھ سے بھی بے چارہ اور بدبخت تر ہے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ دوزخ میں لے گیا۔ جہنم کے اوپر والے طبقے سے ڈھکنا اٹھایا۔ تو اس کے اندر سے سیاہ رنگ کی آگ کے شعلے اتنے زیادہ نکلے کہ میں نے خیال کیا، یہ مجھے اور مالک کو اپنی لپیٹ میں لے گی۔

مالک نے آگ کو حکم دیا کہ آرام کر۔ وہ آہستہ ہوگئی۔ مجھے جہنم کے دوسرے طبقہ میں لے گیا، وہاں آگ کے ایسے شعلے تھے جو پہلے والی آگ سے زیادہ سیاہ اور زیادہ جلانے والے تھے۔ مالک نے اسے حکم دیا، آہستہ ہوجا، وہ آہستہ ہوگئی۔ ہم جہنم کے طبقات یکے بعد دیگرے طے کرتے ہوئے نیچے ساتویں طبقے تک جا پہنچے ہر ہر طبقے کی آگ پہلے والے طبقے سے سخت تر تھی۔ ساتویں طبقے سے ڈھکنا اٹھایا تو اس سے ایسی آگ نکلی کہ میں نے گمان کیا یہ مجھے مالک اور خدا کی ہر مخلوق کو ختم کر دے گی۔ میں نے اپنی آنکھوں کے اوپر ہاتھ رکھ کر کہا: اے مالک! اسے حکم دے کہ آہستہ ہوجائے، وگرنہ میں تو ختم ہوجاؤں گا۔ مالک نے کہا: اس وقت تک تجھے معلوم تک نہیں جس کی خدا نے تجھے مہلت دی ہے ختم نہیں ہوگا۔ پھر مالک نے آگ کو حکم دیا کہ آہستہ ہوجا۔ تو وہ آہستہ ہوگئی، وہاں پر میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جن کی گردن میں آگ کے زنجیر ہیں جو اوپر بندے ہوئے ہیں۔ میں نے مالک سے کہا: یہ دو آدمی کون ہیں؟ اس نے کہا: کیا اس سے پہلے تو نے ساق عرش پر نہیں پڑھا کہ وہاں کیا چیز لکھی ہوئی تھی؟ حالانکہ میں نے اس دنیا کو خلق کرنے سے ایک ہزار سال پہلے اس پر لکھا ہوا پڑھا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ ونصرتہ بعلی

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں نے علیؑ کے ذریعے سے اس کی تائید اور مدد کی ہے۔''

مالک نے کہا:

یہ دو آدمی ان کے دشمنوں میں سے یا ان پر ظلم کرنے والوں میں سے ہیں (یہ تردید راوی کی طرف سے ہے کہ کیا امام نے دشمن فرمایا ہے یا ظالم)۔(الاختصاص:۱۰۵، بحارالانوار:۸/۳۱۵ حدیث ۹۵، مدینۃ المعاجز:۱/۱۲۲)

علیؑ کی سورج سے گفتگو

(۲۱۷/۱۲۴) کتاب ثاقب المناقب میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں:

میں ایک دن رسولؐ خدا کی خدمت میں موجود تھا کہ علیؑ ابن ابی طالب تشریف لائے، پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے ابوالحسن! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں وہ مقام و مرتبہ دکھلاؤں جو خدا کے نزدیک آپ کا ہے۔ علیؑ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: کل میرے ساتھ سورج کی طرف چلنا، وہ آپ کے ساتھ حکم پروردگار سے کلام کرے گا۔ دوسرے دن جب رسولؐ خدا نے صبح کی نماز پڑھی تو علیؑ کا ہاتھ پکڑا مسجد سے باہر آئے اور ایک جگہ پر سورج کے طلوع ہونے کا انتظار میں بیٹھ گئے۔ جیسے ہی سورج طلوع ہوا، رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ اس کے ساتھ کلام کرو، بے شک وہ اس پر مامور ہے کہ آپ کے ساتھ کلام کرے۔

علیؑ نے فرمایا:

السلام علیکم و رحمة الله وبرکاته ایها الخلق السامع المطیع

''تجھ پر سلام اور تجھ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اے خدا کی سننے والی اور فرمانبردار مخلوق۔''

سورج نے جواب دیا:

وعلیکم السلام و رحمة الله و برکاته یا خیر الا وصیاء لقد اعطیت فی الدنیا والاخرة ما لا عین رات ولا اذن سمعت

''آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں و برکتیں ہوں، اے اوصیاء کے سردار بے شک دنیا اور آخرت میں آپ کو وہ کچھ عطا ہوا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کان نے سنا ہے۔''

علیؑ نے فرمایا: جو مجھے عطا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ سورج نے عرض کیا: مجھے اجازت نہیں ہے کہ اسے بیان کروں۔ ہوسکتا ہے لوگ فتنے و فساد میں پڑ جائیں۔ لیکن جو علم اور حکمت آپ کو دنیا اور آخرت میں عطا کیا گیا ہے، وہی آپ کو مبارک ہو۔ آپ ان میں

سے ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾

(سورۃ سجدہ: آیہ ۱۷)

''پس کسی نفس کو نہیں معلوم کہ اس کے لئے کیا کیا خنکی چشم کا سامان چھپا رکھا ہے جو ان کے اعمال کی جزا ہے۔''

اور آپ ان میں سے ہیں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ (سورۃ سجدہ: آیہ ۱۸)

''کیا مومن اور فاسق ایک جیسے ہیں ہرگز برابر نہیں ہیں۔''

آپ وہ ایمان لانے والے ہیں کہ خدا نے آپ کو ایمان کے ساتھ اختصاص اور امتیاز بخشا ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ سورج نے تین مرتبہ حضرت کے ساتھ گفتگو کی ہے۔

(الثاقب فی المناقب: ۲۵۵ حدیث ۳، مدینۃ المعاجز: ۱/ ۲۲۰ حدیث ۱۳۷، فرائد السمطین: ۱/ ۱۸۵)

علیؑ کا چہرہ

(۱۲۵/۲۱۸) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ من انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

خلق الله تعالیٰ من نور وجه علی بن ابی طالب سبعين الف ملك يستغفرون له و لمحبيه الی يوم القيامة

''خدا نے علی بن ابی طالب کے چہرے کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جو قیامت تک آپ کے اور آپ کے دوستوں اور چاہنے والوں کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔''

اہل سنت کے عالم خوارزمی نے اس حدیث کو غیر شیعہ راویوں سے بھی ایسے ہی نقل کیا ہے۔

(مائۃ منقبۃ: ۴۲ منقبت ۱۹، غایۃ المرام ۵۸۵ حدیث ۷۵، مدینۃ المعاجز: ۳/ ۳۶ حدیث ۷۰۰)

اہل بیتؑ کا ذکر بیماریوں کو دور کرتا ہے

(۱۲۶/۲۱۹) برقیؒ کتاب محاسن میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

ذكرنا اهل البيت شفاء من الوعك والاسقام ووسواس الريب وحبنا رضى الرب تبارك وتعالى

(المحاسن: ۷۴ حدیث ۱۰۷، بحارالانوار: ۲/۱۴۵ حدیث ۱۱۰ اور ۲۶/۲۲۷ حدیث ۲)

''ہم اہل بیتؑ کا ذکر بخار اور تمام بدنی و روحی بیماریوں کے لئے شفاء ہے اور ہماری محبت خدا تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔''

مؤلف فرماتے ہیں۔ بخار کی حرارت جہنم کی حرارت کی ایک شاخ ہے، جیسے کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے کہ جب آتش جہنم محبان علیؑ کو نہیں جلا سکتی تو بخار کی حرارت جو جہنم کی آگ سے ہے بدرجہ اولیٰ ذکر اہل بیتؑ کے ساتھ ختم ہو جائے گی اور نہ جلا سکے گی۔

ہر چیز کا ایک سردار ہے

(۲۲۰/۷۱۲) برسیؒ ایک مفصل سند کے ساتھ سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں رسولؐ خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوا، وہاں ایک عربی آیا، اس نے سلام کیا اور ہم نے سلام کا جواب دیا، پھر اس نے سوال کیا کہ تم میں سے کون ہے جو چمکتا ہوا چاند اور تاریکیوں میں روشن چراغ ہے یعنی خداوند صاحب قدرت و دانا کا رسول محمدؐ کون ہے؟ کیا وہ خوبصورت چہرہ یہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! اے عرب بھائی! بیٹھ جاؤ۔ اس نے عرض کیا: میں آپ پر ایمان لایا ہوں جب کہ آپ کو نہ دیکھا تھا تصدیق کی ایک نئی بات آپ کی طرف سے مجھ تک پہنچی ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: آپؐ ہمیں خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی طرف دعوت دی، ہم نے قبول کیا۔ آپ نے فرمایا: نماز پڑھو، اپنے مال سے زکوٰۃ دو، روزہ رکھو، حج کرو، جہاد کرو۔ ہم نے سب قبول کیا لیکن آپ اس پر راضی نہیں ہوئے اور اب اپنے چچازاد بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت اور دوستی کی طرف دعوت دی ہے۔ کیا یہ کام اپنی طرف سے کیا ہے یا آسمانی حکم ہے اور خدا نے واجب فرمایا ہے؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: خدا نے اس امر کو اہل آسمان اور زمین پر واجب کیا ہے۔ اس عربی نے جب کلام رسولؐ خدا کو سنا، تو عرض کی۔ سمعا و طاعۃ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ آپ نے جو فرمایا: ہم نے قبول کیا اور یہ حق ہے پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے میرے عرب بھائی! علیؑ کو پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں، ان پانچ میں سے ایک چیز دنیا اور آخرت کی ہر چیز سے افضل ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے بیان کروں؟ عربی نے عرض کیا: ہاں یا رسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: اے عرب بھائی! میں جنگ بدر کے دن بیٹھا ہوا تھا اور جنگ ختم ہو چکی تھی، جبرائیل میرے پاس آئے اور عرض کی، خدا تبارک و تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے محمدؐ! میں نے عہد کیا اور قسم کھائی ہے کہ میں جسے بھی پسند کروں گا اس کے دل میں علیؑ کی محبت ڈال دوں گا اور الہام کر دوں گا۔ پس جو مجھے دوست رکھتا ہو گا، الہام کے ذریعے سے علیؑ کی محبت اسے عنایت کر دوں گا اور جس کو میں دشمن رکھتا ہوں، علیؑ کی دشمنی اس کے دل میں ڈال دیتا ہوں۔ پھر فرمایا: اے عرب بھائی! علیؑ کو جو دوسری چیز عطا ہوئی ہے تیرے لئے بیان کرو؟ اس نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا: جب میں اپنے چچا حمزہ کو جنگ کا ساز و

سامان فراہم کر کے بیٹھا، تو جبرائیل آیا اور اس نے عرض کیا: اے محمدؐ! خدا نے آپ پر سلام بھیجا اور فرمایا ہے: میں نے نماز واجب کی ہے لیکن کچھ لوگوں کو بعض اوقات میں معافی دی ہے جیسے کہ حیض اور نفاس والی عورت، دیوانے اور بچے۔ پر حج کو واجب کیا لیکن جو قدرت نہ رکھتا ہو اس پر واجب نہیں ہے۔ زکوٰۃ کو واجب قرار دیا لیکن جس کے پاس مال نہ ہو اس پر واجب نہیں کی۔

وفرضت حب علی بن ابی طالب علی اهل السماوات والارض فلم اعط فیه رخصة

''لیکن میں اہل آسمان اور زمین پر محبت علیؑ کو فرض قرار دیا ہے اور اس سے کسی کو معاف نہیں کیا اور چھوٹ نہیں دی کہ وہ محبت علیؑ نہ رکھتا ہو۔''

اس کے بعد فرمایا: اے عرب بھائی! کیا تیرے سامنے خدا کی طرف سے عطا کی ہوئی تیسری چیز بھی بیان کروں؟ عرض کیا: ہاں یارسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو پیدا کیا اور ہر مخلوق کی نوع کے لئے ایک سردار بنایا۔ پرندوں کے درمیان گدھ کو سردار بنایا، گائے چار پایوں کی سردار ہے، شیر درندوں کا سردار ہے، دنوں کا جمعہ کا دن سردار ہے، رمضان مہینوں کا سردار ہے، اسرافیل فرشتوں کا سردار ہے، حضرت آدم آدمیوں کا سردار ہے، میں تمام انبیاء کا سردار ہوں اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔

پھر فرمایا: کیا چوتھی عطا شدہ چیز کے بارے خبر دوں؟ عرض کیا: ہاں میرے آقا! آپؐ نے فرمایا: علیؑ کی محبت اس درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں بہشت میں اور شاخیں دنیا میں ہیں۔ جو بھی ان شاخوں کے ساتھ لٹک گیا تو وہ اسے بہشت کی طرف کھینچ کر لے جائیں گی اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کی دشمنی اس درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں دوزخ میں اور شاخیں دنیا میں ہیں جو بھی ان شاخوں کے ساتھ لٹک گیا اسے وہ جہنم کی طرف کھینچ لیں گی۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: کیا تمہیں خدا کی طرف سے علیؑ کو عطا کی ہوئی پانچویں چیز بتاؤں؟ اس نے عرض کیا: ہاں یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لئے عرش کی دائیں طرف ایک منبر لگایا جائے، اس کے بعد ابراہیم کے لئے ایک اور منبر میرے منبر کے سامنے اسی طرف لگایا جائے گا، پھر ان دو منبروں کے درمیان ایک بلند و بالا اور چمکتا ہوا ایک تخت رکھیں گے جو تخت کرامت کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ میں اور ابراہیم اپنے اپنے منبر پر ہوں گے اور علی ابن ابی طالبؑ اس تخت کرامت پر ہوں گے اور کیا اچھا ہوگا کہ ایک دوست دو دوستوں کے درمیان ہوگا، ایسا خوبصورت منظر کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا۔

پھر فرمایا: اے اعرابی! علیؑ کو دوست رکھو، علی کی دوستی حق اور ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے دوست کو دوست رکھتا ہے اور علیؑ میرے ہمراہ ایک محل میں ہوگا۔

اس وقت عربی نے کہا:

سمعا و طاعة الله و لرسوله و لا بن عمك

''میں خدا اس کے رسول اور آپ کے چچا زاد بھائی کا فرمانبردار ہوں۔''

(الفضائل: ۱۴۷، الروضۃ: ۲۷، بحارالانوار: ۴۰/۴۶ حدیث ۸۳، مدینۃ المعاجز: ۲/۶۳ ۳ حدیث ۶۰۸)

علیؑ اور نوروز

(۱۲۸/۲۲۱) علامہ حلیؒ کتاب ''کشف الیقین'' میں ابوسعید خدری سے نقل کرتے ہیں۔

ایک دن رسول خداؐ ابطح کی زمین جو کہ ریتلی ہے پر تشریف فرما تھے آپ کے پاس اصحاب کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی، رسولؐ خدا ان سے ایک حدیث فرما رہے تھے۔ اچانک آپ کی نظر مبارک ہوا کے ایک بگولے پر پڑی جو اوپر کو اٹھ رہا تھا اور گرد و غبار اڑا رہا تھا، وہ بگولہ آہستہ آہستہ پیغمبر اکرمؐ کے سامنے آ گیا، اس کے اندر ایک شخص تھا جس نے رسولؐ خدا کو سلام کیا اور عرض کی: یارسول اللہؐ! میں اس جماعت کی طرف سے سفیر ہوں جس نے آپ کی پناہ حاصل کی ہے۔ ہمیں پناہ دیجئے اور ایک آدمی اپنی طرف سے اس جمعیت کی طرف بھیجیں تا کہ قریب جا کر ہمارے حالات سے آگاہ ہو سکے، کیونکہ ان میں سے ایک گروہ نے ہم پر ظلم کیا ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے۔ آپ کا نمائندہ ہمارے اور ان کے درمیان حکم خدا اور قرآن کے ساتھ فیصلہ کرے میں آپ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اسے کل بالکل سالم آپ کے پاس پہنچا دوں گا، مگر یہ کہ کوئی اچانک حادثہ خدا کی طرف سے پیش نہ آ جائے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس سے فرمایا: تو کون ہے اور کس گروہ سے تیرا تعلق ہے؟ اس نے عرض کیا: میں عرفطۃ بن شمراخ ہوں اور قبیلہ بنی کاخ سے میرا تعلق ہے، وہ سب مومنین خبات ہیں لوگوں سے ہم پہلے دوسرے چھپ کر اپنے رشتہ داروں اور تعلق داروں کے ساتھ مل کر باتیں سنا کرتے تھے، پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ خدا نے رسول بنا کر بھیجا تو ہم آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے، آپ کی بات کی تصدیق کی اور اسے قبول کیا۔ ایک گروہ ہم میں سے ہمارے مخالف ہو گیا اور اپنے پرانے طریقے پر ڈٹے رہے، لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ کیونکہ وہ تعداد اور طاقت کے لحاظ سے ہم سے زیادہ ہیں، انہوں نے ہمارے پانی اور چراگاہوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وجہ سے ہمارا اور ہمارے مال مویشوں کا بہت نقصان ہوا ہے، اب آپ سے ہماری درخواست ہے کہ ایک آدمی ہمارے ساتھ روانہ کیجیے تا کہ ہمارے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس سے فرمایا: اپنے چہرے سے نقاب ہٹاؤ تا کہ ہم تیری اصلی شکل دیکھ سکیں۔ جیسے ہی اس نے اپنے چہرے کو ظاہر کیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا شخص ہے جس کے لمبے لمبے بہت زیادہ بال، لمبا سر دو لمبی آنکھیں لیکن آنکھوں میں چھوٹے چھوٹے ڈیلے اور منہ میں دانت ایسے جیسے درندوں کے ہوں۔

رسولؐ خدا نے اس سے وعدہ لیا کہ کل جس شخص کو تمہارے ساتھ بھیجیں گے اسے واپس لے کر آئے گا، اس کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر کی طرف رخ کیا اور فرمایا: ہمارے اس بھائی عرطفۃ کے ساتھ جاؤ ان کا قریب سے جائزہ لو، ان کے معاملہ میں غور و فکر

کرواور پھران کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: زمین کے نیچے، حضرت ابوبکر نے عرض کیا: میں زمین کے نیچے جاکران کے درمیان کیسے فیصلہ کرسکتا ہوں؟ جب کہ نہ تو مجھے ان کی زبان آتی ہے اور نہ ہی میں ان کے ساتھ گفتگو کرسکتا ہوں۔ جب حضرت ابوبکر نے جواب دے دیا تو آپؐ حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو اس کے ساتھ جا۔ انہوں نے بھی اپنے ساتھی والا جواب دیا۔ پھر رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! آپ ہمارے بھائی عرفطہ کے ساتھ جائیں اور اس کی قوم کا قریب سے جائزہ لے کر غور وفکر کے بعد ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں۔

علیؑ فوراً اٹھے، اپنی تلوار اپنے ساتھ لٹکائی اور عرفطہ کے ساتھ چل پڑے۔ ابوسعید خدری اور سلمان فارسی بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ کہتے ہیں ہم ان کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ ایک درہ تک جا پہنچے، اس درہ کے درمیان میں علیؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: خدا آپ کو جزائے خیر دے، یہاں سے واپس لوٹ جاؤ۔ ہم اس جگہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ زمین پھٹی اور وہ اندر داخل ہوگئے، پھر زمین اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئی۔ ہم نے علیؑ کے حال پر افسوس کیا اور پریشانی کے عالم میں واپس پلٹ آئے۔ دوسرے دن صبح رسولؐ خدا نے نماز صبح لوگوں کے ساتھ پڑھی اور اس کے بعد صفا پر آکر بیٹھ گئے، اصحاب بھی آپ کے اردگرد جمع ہوگئے، دن چڑھ آیا کافی وقت ہوگیا، سب کی آنکھیں علیؑ کا انتظار کررہی تھیں، لیکن انہوں نے دیر کردی تھی۔ منافقین کی ایک جماعت آپس میں چہ گوئیاں کرنے لگی اور کہنے لگے، عرفطہ جن نے رسولؐ خدا کو دھوکا دیا اور ابوتراب سے ہماری جان چھوڑائی ہے اب پیغمبرؐ کبھی بھی اپنے چچازاد بھائی کے ذریعے ہمارے اوپر فخر نہیں کرسکیں گے۔ وہ اس طرح کی باتیں کررہے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا، رسولؐ خدا نے نماز ظہر باجماعت ادا کی، نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اپنی جگہ پر صفا کے اوپر آکر بیٹھ گئے، اصحاب آپس میں گفتگو کررہے تھے کہ نماز عصر کی فضیلت کا وقت آن پہنچا۔ رسولؐ خدا نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور دوبارہ اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے۔ آہستہ آہستہ سب ناامیدی کا شکار ہوگئے سورج غروب ہونے کے نزدیک جا پہنچا، منافقین نے کھلے عام طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کردیں۔ علیؑ کو آنے میں اس قدر دیر ہوگئی کہ سب کو یقین ہوگیا کہ علی اس دنیا سے چل بسے ہیں۔

اسی دوران اچانک زمین پھٹی اور دل ربا جمال علیؑ ظاہر ہوا، آپ کے ہاتھ میں جو تلوار تھی اس سے خون ٹپک رہا تھا اور عرفطہ آپ کے ہمراہ تھا۔

پیغمبر اکرمؐ علیؑ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھے، علیؑ کو گلے لگایا، ان کی پیشانی کا بوسہ دیا اور فرمایا: کیا ہوا تھا کہ اتنی دیر کردی؟ علیؑ نے عرض کیا: مجھے بہت بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا جنہوں نے عرفطہ اور اس کے ساتھیوں پر ظلم کیا کیا اور انہیں ان کے حق سے محروم کر رکھا تھا۔ میں نے اس گروہ کو تین چیزوں کی طرف دعوت دی لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ میں نے ان سے کہا: خدا اور اس کے پیغمبر اکرمؐ کی رسالت پر ایمان لے آؤ، انہوں نے قبول نہ کیا۔ میں نے کہا: جزیہ ادا کرو، انہوں نے انکار کردیا۔ میں نے ان سے کہا: عرفطہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ صلح کرلو اور کچھ پانی اور چراگاہ ان کے حوالے کردو، انہوں نے قبول نہ کیا۔ میں نے تلوار نکالی اور ان کے ساتھ جنگ شروع کردی۔ ایک بہت بڑی تعداد جو تقریباً اسی ہزار نفر ہوں گے میں نے قتل کئے، باقی ماندہ نے جب یہ

صورت حال دیکھی تو امان طلب کی اور صلح کی درخواست کی، بال آخر وہ ایمان لے آئے اس طرح سے ان کے درمیان اختلافات ختم ہو گئے اور بھائی چارہ قائم ہو گیا۔ اب تک میں ان کے ہمراہ اور ان کے کام اور معاملات سلجھاتا رہا ہوں۔

عرفطہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خدا آپ کو اور علیؑ کو جزائے خیر دے، پھر وہ خوشی خوشی واپس پلٹ گیا۔ (اور وہ دن نوروز کا تھا)

(الیقین فی امرہ امیر المومنینؑ: ۶۸۔۷۰ باب ۹۰، بحار الانوار: ۱۶۸/۳۹ حدیث ۹، عیون المعجزات: ۳۷۔۳۹)

علیؑ شریک نبوت ہوئے

(۱۲۹/۲۲۴) ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں:

امام صادق جعفر بن محمدؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کے رسالت پر معبوث ہونے سے پہلے علیؑ حضورؐ کے ساتھ ایک نور دیکھتے تھے اور ایک آواز سنتے تھے جبکہ دوسرے لوگ اس کو سننے سے عاجز تھے۔

(شرح نہج البلاغۃ: ۳۷۵/۳)

رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: اگر تقدیر میں یہ نہ ہوتا کہ میں آخری پیغمبر ہوں تو تو میرے ساتھ نبوت میں شریک ہوتا۔ اب اگر چہ تو پیغمبر نہیں ہے لیکن پیغمبر کے وصی اور اس کے وارث ہو، بلکہ تمام اوصیاء کے سردار اور تمام پرہیزگاروں کے پیشوا ہو۔

(شرح نہج البلاغۃ: ۲۱۰/۱۳)

علیؑ اور روزِ قیامت

(۱۳۰/۲۲۳) اہل سنت کے عالم خوارزمی کتاب فضائل میں انس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو علیؑ ابن ابی طالبؑ کو سات صفتوں اور ناموں سے ندا دی جائے گی۔ اے صدیق، اے راہنما، اے عبادت گزار، اے ہدایت کرنے والے، اے ہدایت یافتہ، اے جوان مرد اور اے علی! تو اور تیرے شیعہ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(مائۃ منقبۃ: ۱۵۰ منقبت ۸۳، مناقب خوارزمی: ۳۱۹، غایۃ المرام: ۵۸۷ حدیث ۸۸، مشارق الانوار: ۶۸)

آدمؑ سے پہلے علیؑ کی خلقت

(۱۳۱/۲۲۴) سید ہاشم بحرانی نے تفسیر برہان میں روایت کی ہے کہ ابن مہران نے عبداللہ بن عباس سے خدا کے فرمان:

وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ (سورہ صافات: آیت ۱۶۵ اور ۱۶۶)

کی تفسیر کے متعلق سوال کیا تو ابن عباس نے کہا: ہم رسولؐ خدا کی خدمت میں موجود تھے کہ علیؑ ابن ابی طالب آ گئے۔ جیسے

ہی پیغمبر اکرمؐ کی نگاہ علیؑ پر پڑھی، تو آپ مسکرانے لگے اور فرمایا:

مرحبا بمن خلقه الله قبل آدم اربعین الف عام

''خوش آمدید اے وہ جس کو خدا نے آدمؑ سے چالیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا کوئی بیٹا باپ سے پہلے پیدا ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! خدا نے مجھے اور علیؑ کو آدمؑ سے اتنی مدت پہلے پیدا کیا جو ذکر ہو چکی ہے۔ اس طرح کہ خدا نے ایک نور پیدا کیا اور اسے دو حصوں میں برابر تقسیم کر دیا، آدھے حصے سے مجھے اور پدھے حصے سے علیؑ کو ہر چیز سے پہلے پیدا کیا، پھر کائنات کو بنایا اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ میرے اور علیؑ کے نور کے ذریعے سے ظلمت اور تاریکی کو دور کر دیا۔ اس کے بعد ہمیں عرش کے دو سیدھی طرفوں میں قرار دیا، پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے تو وہ بھی تسبیح کرتے تھے۔ ہم نے تحلیل کی یعنی خدا کی وحدانیت کا اعتراف کیا۔ تو انہوں نے تہلیل کہی۔ ہم نے تکبیر کہی تو انہوں نے تکبیر کہی۔ فرشتوں نے یہ سب کچھ مجھ اور علیؑ سے سیکھا۔ ابتداء ہی سے خدا کے علم ازلی میں یہ تھا کہ میرے اور علیؑ کے دوستوں کو جہنم میں نہ ڈالے گا جبکہ میرے اور علیؑ کے دشمنوں کو بہشت میں جگہ نہ دے گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا نے ایسے فرشتوں کو پیدا کیا ہے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوہوں گے میں جو فردوس برین کے آب حیات سے پر ہوں گے۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے شیعوں میں سے ہر ایک کے والدین جو پاکدامن اور پرہیزگار ہیں اور خدا کی توفیق ان کے شامل حال ہے جس وقت ان میں سے کسی کا باپ اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کرنا چاہتا ہے تو ان فرشتوں میں سے جن کے ہاتھ میں جنت کے آفتاب ہیں ایک فرشتہ آتا ہے، وہ مومن باپ جس برتن سے پانی پینا چاہتا ہے اس میں بہشتی پانی ڈال دیتا ہے، اس کے اثر سے اس کے دل میں ایمان کے ایسے شگوفے پھوٹتے ہیں۔ جیسے زمین میں کوئی فصل اگتی ہو اور بڑھتی ہو۔

اور وہ اپنے پروردگار، اس کے رسولؐ، وصی پیغمبر، میری بیٹی زہراؑ، حسنؑ، حسینؑ اور امام حسینؑ کی اولاد سے دوسرے آئمہ اطہار کی طرف سے ایک روشن دلیل اور برہان رکھتے ہیں۔ ابن عباس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اماموں سے آپ کی مراد کون ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا:

احد عشر منی و ابو هم علی ابن ابی طالب

''وہ گیارہ نفر مجھ سے ہیں اور ان کا باپ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔''

پھر آپؐ نے فرمایا:

الحمد لله الذی جعل محبة علی و الایمان سببین

یعنی

سببا لدخول الجنة و سببا للفوز من النار

''تمام تعریفیں ہیں اس خدا کے لئے جس نے علیؑ کے ساتھ محبت اور ان پر ایمان کو دو وسیلے بنایا۔ یعنی ایک جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ اور ایک آتش جہنم سے بچنے کا وسیلہ۔''

(تفسیر برہان: ۳۹/۴ حدیث ۳، حلیۃ الابرار: ۱۱/۲ حدیث ۳، بحارالانوار: ۸۸/۲۴ حدیث ۴)

علیؑ اور آداب سلام

(۲۲۵/ ۱۳۲) کتاب قرب الاسناد میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول خدا نے علیؑ کو ایک جنگ کے لئے بھیجا، پھر حضور کو ایک ایسا کام پیش آیا، جس کے لئے علیؑ کی طرف رجوع کرنا ضروری تھا۔ مقداد کو ان کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: خیال رکھنا کہ علیؑ کو پیچھے یا دائیں بائیں طرف سے آواز نہ دینا، بلکہ ان سے تھوڑا سا آگے جا کر واپس پلٹنا اور ان کی طرف منہ کر کے ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنا، رسول خدا نے یہ فرمایا ہے۔

(قرب الاسناد: ۱۲۳، بحارالانوار: ۲۲۳/۷۶ حدیث ۱۳ اور ۳۲۵ صفحہ حدیث ۲)

مؤلف فرماتے ہیں: اس روایت سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جب یہ اعتقاد ہو کہ ان کی حیات اور موت کے بعد والے ایام میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر ان پر سوائے سامنے کی طرف سے سلام کرنا کراہت رکھتا ہے۔ مگر وہ مقام جہاں خود ان کی طرف سے کوئی روایت وارد ہوئی ہو کہ فلاں طرف سے سلام کیا جا سکتا ہے۔

علیؑ جنب اللہ ہیں

(۲۳۱/ ۱۳۳) شیخ صدوق امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں اور آپ حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

انا علم الله و انا قلب الله الواعی و لسان الله الناطق و عین الله الناظرۃ و انا جنب الله و انا ید الله (التوحید: ۱۶۴ حدیث ۱، بحارالانوار: ۱۹۸/۲۴ حدیث ۲۵)

''میں خدا کے علم کو ظاہر کرنے والا ہوں، میں خدا کا وہ دل ہوں جس میں اس نے رازوں کو رکھا ہوا ہے، میں خدا کی بولتی ہوئی زبان ہوں، میں اس کی دیکھتی ہوئی آنکھ ہوں، میں جنب اللہ ہوں کہ جس کی طرف تمام مخلوق کو توجہ کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ خدا کا قرب میرے بغیر کسی کو حاصل نہ ہوگا اور میں خدا کا طاقتور ہاتھ ہوں۔''

مولف فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں جو نسبتیں ذکر ہوئی ہیں ان میں احترام کا پہلو پایا جاتا ہے، وگرنہ ذات مقدس پروردگار اعضاء اور اجزاء سے منزہ اور پاک ہے۔

شیعیان علیؑ کے لیے فرشتوں کا استغفار کرنا

(۲۲۷/ ۱۳۴) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے فرمایا: خدا نے چوتھے آسمان پر ایک لاکھ فرشتے اور پانچویں آسمان پر تیس لاکھ فرشتے پیدا کئے، جبکہ ساتویں آسمان پر ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے جس کا سرعرش خدا کے نیچے اور پاؤں زمین کے نیچے ہیں۔ نیز خدا نے ایسے فرشتے بھی پیدا کئے ہیں کہ جن کی تعداد عرب کے دو بڑے قبیلے ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ ان کا کھانا پینا صرف یہ ہے کہ وہ امیر المومنینؑ اور ان کے دوستوں پر درود بھیجتے ہیں علیؑ کے گنہگار شیعوں اور موالیوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

(مائۃ منقبۃ: ۱۶۳ منقبت ۸۸، بحارالانوار: ۲۶/ ۱۴۹ حدیث ۲۲، غایۃ المرام: ۱۹ حدیث ۲۱)

جنت عدن اور شیعیان علیؑ

(۲۲۸/ ۱۳۵) ابن شاذان حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے اور آپ نے اپنے اباؤ اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

جب خدا نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اسے حکم دیا، اپنے آپ کو زینت دو اور آراستہ کرو۔ اس نے اپنے آپ کو مزین کیا اور اپنے او پر ناز کرنے لگی اور غرور و تکبر کا شکار ہوگئی۔ خداوند رحمان نے اس سے فرمایا: آرام کر، میری عزت و جلالت کی قسم، میں نے تجھے مومنوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس تو اور تجھ میں رہنے والے خوش قسمت ہیں۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! میں جنت میں عدن کو صرف تیرے اور تیرے شیعوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ (مائۃ منقبۃ: ۱۶۵ منقبت ۹۰، غایۃ المرام: ۵۸۷ حدیث ۹۰)

(۲۲۹/ ۱۳۶) خوارزمی نے کتاب مناقب میں ابن عباس سے نقل کیا ہے:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی بھی علیؑ کے ساتھ مصافحہ کرے گویا کہ اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا ہے اور جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا گویا کہ اس نے عرش کے ارکان کے ساتھ مصافحہ کیا اور جو بھی علیؑ کو گلے ملے گویا کہ وہ مجھ سے گلے ملا اور جس نے مجھے گلے لگایا گویا اس نے تمام انبیاء کو گلے لگایا ہے۔ جو کوئی محبان علیؑ میں سے کسی ایک کے ساتھ محبت اور لطف کے ساتھ مصافحہ کرے تو خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حساب کے بغیر اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔

(مناقب خوارزمی: ۳۱۶ حدیث ۳۱۷، غایۃ المرام: ۵۸۳ حدیث ۴۷، مائۃ منقبۃ: ۶۹ منقبت ۳۹)

لوح و قلم

(۲۳۰/ ۱۳۷) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں امام رضاؑ سے اور آپ اپنے اباؤ اجداد سے اور وہ رسولؐ خدا سے اور انہوں نے جبرائیل سے اور جبرائیل نے میکائیل سے، اس نے اسرافیل سے، اس نے لوح سے اور لوح نے قلم سے نقل کیا ہے کہ خدا تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولایۃ علی ابن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنی امن من ناری

''علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت میرا قلعہ ہے جو کوئی بھی اس میں داخل ہوگیا وہ میری آگ سے محفوظ ہوگیا۔''

(امالی صدوق:۱۹۵ حدیث ۹ مجالس:۴۱، جامع الاخبار:۱۱۵، عیون اخبار الرضاؑ:۲/۱۳۵ حدیث ۱)

ولایت علیؑ اور دوزخ

(۱۳۸/۲۳۱) اسی کتاب میں ابن عباس کی روایت رسولؐ خدا سے نقل ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

لو اجتمع الناس کلھم علی ولایۃ علی لما خلقت النار

(امالی صدوق:۵۲۳ حدیث ۷ مجلس ۹۴، بحار الانوار:۳۹/۲۵۴ حدیث ۴)

''اگر تمام لوگ علیؑ کی ولایت پر جمع ہوجاتے تو میں دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔''

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے کہ عذاب اور آگ صرف امیر المومنین اور آئمہ اطہار کے دشمنوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ہم ولایت کی نعمت پر جو خدا نے ہمیں عنایت فرمائی ہے اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ اس نعمت میں اضافہ فرمائے اور ولایت کے راستے پر ہمیں ثابت قدم رکھے۔

محبت علیؑ

(۱۳۹/۲۳۲) ابن شہر آشوبؒ کتاب فضائل میں اہل سنت کی طرف سے ابن عباس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا: کیا آگ سے گزرنے کے لئے کسی سند کی ضرورت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! میں نے سوال کیا، وہ سند کیسی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حب علی ابن ابی طالب ''وہ علی ابن ابی طالبؑ کی محبت ہے۔''

(مناقب ابن شہر اشوب:۲/۱۵۶، بحار الانوار:۳۹/۲۰۲)

سخاوت کا انوکھا انداز

(۱۴۰/۲۳۳) علامہ مجلسی بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

امیر المومنین ایک مشرک کے ساتھ جنگ کررہے تھے، اس نے جنگ کی حالت میں حضرت سے تلوار مانگ لی۔ علیؑ نے فوراً تلوار اسے دے دی۔ اس مشرک آدمی نے بڑا تعجب کیا اور عرض کرنے لگا: اے ابو طالب کے بیٹے! اس حال میں کہ جنگ ہورہی ہے اور آپ مجھے تلوار دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے فلاں! تو نے میری طرف دست سوال بڑھایا اور کریمی اس کو نہیں کہتے کہ

سائل کے ہاتھ کو خالی پلٹا دیا جائے۔ کافر نے جب اس صورت حال کا مشاہدہ کیا تو اپنے آپ کو حضرت کے سامنے زمین پر گرا دیا اور کہا: یہ طریقہ کار اہل دیانت اور دیندار لوگوں کا ہے۔ پھر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور مسلمان ہوگیا۔ (مناقب ابن شہر اشوب: ۲/ ۸۷، بحارالانوار: ۴۱/ ۶۹)

گناہ نقصان نہیں دیتا

(۱۴۱/۲۳۴) خوارزمی انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

حب علی ابن ابی طالب حسننة لا تضر معها سیة و بغضه سیئة لا تنفع معها حسنة

(مناقب خوارزمی: ۷۵ حدیث ۵۶، مصابح الانوار: ۷/ ۱۲، ینابیع المودۃ: ۹۱)

''علی ابن ابی طالبؑ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اس کی دشمنی ایسی بدی اور گناہ ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دے سکتی۔''

ہمسائیگی خدا

(۱۴۲/۲۳۵) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

جو کوئی چاہتا ہے کہ خدا اس کا ہمسایہ ہو اور جہنم کی آگ سے محفوظ رہے تو اسے چاہیے کہ علی ابن ابی طالب سے محبت کرے اور ان کی ولایت کو قبول کرے۔

(امالی طوسی: ۲۹۵ حدیث ۲ مجلس ۱۱، بحارالانوار: ۳۹/ ۲۴۷ حدیث ۲۴، بشارۃ المصطفیٰ: ۱۸۷)

رازِ خوشی

(۱۴۳/۲۳۶) شیخ صدوق کتاب امالی میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: جو کوئی خوش ہونا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام خوبیاں اور نیکیاں اس کے لئے فراہم کردے، تو اسے چاہیے کہ میرے بعد علی ابن ابی طالب کی ولایت اور سرپرستی کو قبول کرے۔ اس کے دوستوں کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھے۔

(امالی صدوق: ۵۶۰ حدیث ۷ مجلس ۷۲، بحارالانوار: ۲۷/ ۵۵ حدیث ۹، بشارۃ المصطفیٰ: ۵۰ اور ۱۷۶)

کنارۂ جہنم

(۲۳۷ / ۱۴۴) شیخ طوسی کتاب امالی میں صالح بن میثم تمار سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے میثمؒ کی کتاب میں یہ حدیث پڑھی کہ وہ کہتا ہے: ایک رات میں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لئے امتحان نہ لیا ہو، مگر یہ کہ اپنے دل میں ہماری دوستی رکھتا ہو اور اس کا احساس کرتا ہو اور کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس پر خدا غضبناک نہ ہوا ہو مگر یہ کہ وہ ہماری دشمنی اپنے دل میں رکھتا ہو۔ ہم اپنے دوستوں کی دوستی کے ساتھ خوشنود ہوتے ہیں اور دشمن کی دشمنی کو جانتے ہیں۔ ہمارے دوست ہماری دوستی کی وجہ سے خدا کی اس رحمت کے ساتھ خوش ہوتے ہیں جس کا وہ ہر روز انتظار کرتے ہیں۔ ہمارے دشمنوں نے اپنی بنیاد ایسے کمزور ستونوں پر رکھی ہوئی ہے جو نہر کے ایسے کناروں پر ہیں، جن کو پانی نے کھوکھلا کر دیا ہے گویا یہ کنارہ جہنم کی آگ میں گر چکا ہے۔

گویا خدا کی رحمت کے دروازے اہل رحمت کے لئے کھل چکے ہیں، رحمت پروردگار ان کو مبارک ہو۔ اہل جہنم کتنے بدقسمت اور بدحال ہیں اس بری جگہ کی وجہ سے جو ان کو نصیب ہوئی ہے۔ بے شک خدا کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس نے ہماری محبت میں کوتاہی کی ہو یہ سب کچھ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو خدا نے اس کے دل میں قرار دی ہو اور جو ہمارے دشمن کو دوست رکھتا ہو وہ ہرگز ہمارے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتا، کیونکہ ایک دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں ہیں جیسے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ (سورہ احزاب: آیت ۴)

''خدا نے کسی مرد میں دو دل نہیں بنائے۔''

جو کوئی ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کی محبت ہمارے ساتھ اس طرح خالص ہوتی ہے جیسے خالص سونا ہو جس میں کسی قسم کی آلودگی اور ملاوٹ نہ ہو۔

ہم ایک بخشنے والی اور بزرگوار قوم ہیں۔ ہماری اولاد پیغمبروں کی اولاد ہے میں خدا کے اوصیاء کا وصی ہوں، ان کے تمام امور میرے سپرد ہیں، میں خدا اور رسولؐ کا گروہ ہوں ظلم و ستم کرنے والا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

جو کوئی چاہتا ہے کہ اپنے دل میں ہماری محبت کے حال کو جانے تو وہ اپنے دل کا امتحان کرے، اگر اس دل میں ان کی دوستی ہے جنہوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو جمع کیا ہے تو سمجھ لے کہ خدا جبرائیل اور میکائیل اس کے دشمن ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ (سورہ بقرہ: آیت ۹۸)

''بے شک خدا کافروں کا دشمن ہے۔''

(اامالی طوسی: ۱۴۸ حدیث ۲۵۶ مجلس ۵، بحارالانوار: ۲۷ / ۸۳ حدیث ۲۴، تاویل الآیات: ۲ / ۴۴۶ حدیث ۱)

سفید چہرے والے

(۱۴۴/۲۳۸) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں اہل سنت کی طرف سے ابوذر سے نقل کرتے ہیں:

پیغمبر اکرمؐ نے امیر المومنینؑ کی طرف نگاہ کی اور ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هذا خير الاولين من اهل السموات و الارضين هذا سيد الوصيين و امام المتقين وقائد الغر المحجلين

''یہ شخص آسمانوں اور زمینوں میں سے جو پہلے گزر چکے ہیں، ان سب سے بہتر و افضل ہے، سچ بولنے والوں کا سردار ہے، اوصیاء کا سردار ہے، متقی لوگوں کا امام ہے اور سفید چہرے والوں کا رہبر ہے۔''

جب قیامت برپا ہوگی تو علیؑ ایک بہشتی اونٹ پر سوار میدان محشر میں وارد ہوں گے اور قیامت کے میدان کو اپنے نور کے ساتھ نورانی کر دیں گے، اس کے سر مبارک پر ایک تاج ہوگا جو زبرجد اور یاقوت کے ساتھ آراستہ اور مزین ہوگا۔

فرشتے انہیں دیکھ کر کہیں گے، یہ مقرب فرشتوں میں سے کوئی ہے۔ پیغمبر کہیں گے یہ پیغمبر مرسل لگتا ہے، عرش کے اندر سے ندا آئے گی:

هذا الصديق الاكبر وصى حبيب الله هذا على ابن ابى طالب

''یہ صدیق اکبر اور اللہ کے حبیب کا وصی ہے، یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے، پس علی جہنم کے اوپر کھڑے ہو جائیں۔''

اپنے دوستوں کو اس سے نکالتے جائیں گے اور دشمنوں کو اس میں داخل کرتے جائیں گے، اس کے بعد بہشت کے کنارے پر آئیں گے، جن لوگوں نے اس کی ولایت کو قبول کیا ہوگا ان کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کرتے جائیں گے۔

(مائۃ منقبۃ: ۸۸ منقبت: ۵۵، بحارالانوار: ۲/۷ ۱۵/۳ حدیث ۱۳)

وہ صراط مستقیم ہے

(۱۴۶/۲۳۹) شیخ صدوق کتاب امالی میں حضرت امام باقرؑ سے اور حضرت اپنے آباؤاجداد سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی چاہتا ہے کہ پل صراط سے تیز ہوا کی طرح عبور کرے اور حساب کے بغیر بہشت میں داخل ہو، اسے چاہیے میرے ولی، مددگار اور تمام امت پر میرے جانشین یعنی علی ابن طالب کی ولایت کو قبول کرے اور جو جہنم میں جانا چاہتا ہے وہ اس سے تعلق ختم کر لے اور اس کی ولایت کو ترک کر دے۔

مجھے اپنے رب کی عزت اور جلالت کی قسم، علیؑ خدا کی رحمت کا دروازہ ہے، جس سے داخل ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ کوئی

آدمی کسی کومقصد نہیں پہنچاتا۔ وہ ہدایت کا صراط مستقیم ہے، وہ ایسی شخصیت ہے جس کی ولایت کے بارے میں خدا قیامت کے دن سوال کرے گا۔''

(امالی صدوق: ۳۶۳ حدیث ۴ مجلس ۴۸، بحارالانوار: ۳۸/ ۹۷ حدیث ۱۶)

دوست اور دشمن

(۲۴۰/ ۱۴۷) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا: یاعلیؑ جبرائیل تیرے متعلق ایسی خبر لایا ہے جس نے میری آنکھ کو روشن اور دل کو شاد کر دیا ہے۔ اس نے میرے لئے نقل کیا کہ خدا نے فرمایا ہے: میری طرف سے محمدؐ کو سلام دو اور انہیں خبر دو کہ علیؑ امام ہدایت ہے، تاریکی میں چمکتا ہوا چراغ اور اہل دنیا پر حجت خدا ہے، وہ صدیق اکبر اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ میں نے اپنی عزت وجلالت کی قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی اس کی اور اس کے بعد والے جانشینوں کی ولایت کو قبول کرے اور اس کے حکم کی اطاعت کرے، میں اسے دوزخ کی آگ میں نہیں ڈالوں گا اور جو کوئی اس کی ولایت کو چھوڑ دے، اس کے اور اس کے بعد والے جانشینوں کے حکم کی اطاعت نہ کرے اسے بہشت میں داخل نہ کروں گا اور یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ جہنم کے تمام طبقوں کو اس کے دشمنوں سے اور بہشت کو اس کے دوستوں سے پر کروں۔

(مائۃ منقبۃ: ۵۷ منقبت ۳۱، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۱۳ حدیث ۸۸، غایۃ المرام: ۵/ ۴ حدیث ۵۲ اور ۱۶۶ حدیث ۵۳)

جانشین امت

(۲۴۱/ ۱۴۸) ابوالحسن بن شاذانؒ کتاب مائۃ منقبہ میں امیرالمومنینؑ سے نقل کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم، رسول خداؐ نے مجھے اپنی امت میں اپنا جانشین بنایا ہے۔ لہٰذا میں ان کے بعد امت رسولؐ پر خدا کی حجت ہوں، بے شک میری ولایت تمام اہل آسمان پر ایسے واجب کی گئی ہے، جیسے اہل زمین پر واجب کی گئی ہے، فرشتے ہمارا ذکر کرتے ہیں جو خدا کے نزدیک ان کی تسبیح شمار ہوتی ہے۔ اے لوگو! میری پیروی کرو تا کہ تمہیں ایسے راستے کی راہنمائی کروں جس میں تمہارے لئے رشد اور کمال ہے۔ میں تمہارے پیغمبر کا وصی ہوں، میں مومنوں کا پیشوا ان کا حاکم اور ان کا صاحب اختیار ہوں، میں اپنے شیعوں کو بہشت کی طرف راہنمائی کروں گا اور دشمنوں کو آگ کی طرف لے کر جاؤں گا۔ میں رسولؐ خدا کے حوض اور پرچم کا صاحب ہوں اور ان کے مقام شفاعت کا مالک ہوں۔

انا والحسن و الحسین و تسعة من ولد الحسین خلفاء الله فی ارضه و حجج الله علی بریته

''میں حسن، حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد سے نو بیٹے اللہ کی زمین میں اس کے خلفاء اور اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں۔'' (مائۃ منقبۃ: ۵۹ منقبت ۳۲، غایۃ المرام: ۱۸ حدیث ۱۴ اور ۴۵ حدیث ۵۳)

عقیق کے دو پہاڑ

(۱۴۹/۲۴۲) اسی کتاب میں اہل سنت کی ایک روایت سلمان فارسی اور ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہتے ہیں رسول خداؐ نے فرمایا:

میں خدا کے اتنا قریب ہوا کہ فاصلہ دو کمانوں کے برابر یا کمتر ہو گیا، خدا نے میرے ساتھ کلام کیا، وہ عقیق کے دو پہاڑ تھے۔ خدا نے فرمایا: اے احمد! میں نے تجھے اور علیؑ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور ان دو پہاڑوں کو علی ابن ابی طالب کے نور جمال سے پیدا کیا ہے، مجھے میری عزت وجلالت کی قسم، میں نے ان دونوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ بندوں کے درمیان علامت اور نشانی بنیں اور اس کے ساتھ مومن پہچانیں جائیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی عقیق پہنے گا اس پر جہنم کی آگ حرام کر دوں گا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ علی ابن ابی طالب کی ولایت رکھتا ہو۔ (مائۃ منقبۃ: ۶۸ منقبت ۹۳، غایۃ المرام: ۷ حدیث ۱۳)

قاضی سماعہ

(۱۵۰/۲۴۳) شیخ صدوق کتاب امالی میں حسن بن یحیی دھقان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں بغداد کے قاضی سماعہ کے پاس موجود تھا، اہل بغداد کے بزرگوں میں سے ایک مرد اس کے پاس آیا، اس نے کہا: خدا قاضی کے معاملہ کی اصلاح کرے، میں گزشتہ سالوں میں حج پر مشرف ہوا تھا، واپس لوٹتے وقت میرا گزر کوفہ سے ہوا، میں اس شہر کی مسجد میں داخل ہوا، وہاں کھڑا تھا کہ نماز پڑھوں، اچانک میرے سامنے عرب کی ایک دیہاتی عورت کھلے بال اور لمبا قمیض پہنے ہوئے آ گئی اور اونچی آواز کے ساتھ اس نے کہا، اے وہ ہستی! جو آسمانوں میں مشہور، زمین میں معروف، آخرت میں بلند آواز اور دنیا میں بھی مشہور ہو۔ ظالموں، ستمگروں اور بادشاہوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیرے ذکر کو بند کر دیں، لیکن خدا نے تیرے ذکر اور آواز کو بلند کیا اور تیرے نور کو اس سے زیادہ روشنی اور کمال عطا کیا، اگر چہ مشرکین کو یہ ناپسند تھا۔ میں نے اس عورت سے کہا: اے کنیز خدا! کس کو ان اوصاف کے ساتھ یاد کر رہی ہو؟ اس نے کہا میری مراد امیر المومنینؑ ہیں، میں نے کہا: تیری نظر میں کون سے امیر المومنین ہیں؟ اس نے کہا:

علی ابن ابی طالب الذی لاجوز التوحید الا بہ و بولو لایتہ

''علیؑ ابن ابی طالبؑ وہ جس کو مانے بغیر اور اس کی ولایت کا اعتراف کئے بغیر توحید حاصل نہیں ہوتی۔''

راوی کہتا ہے، اس گفتگو کے بعد میں اس کی طرف متوجہ ہوا، تا کہ اسے دیکھوں، لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔

(امالی صدوق: ۲۹۳ حدیث ۱۳ مجلس ۶۳، بحارالانوار: ۳۹/ ۱۶۳ حدیث ۲، روضۃ الواعظین: ۱۲۰)

سات پل صراط

(۲۴۴/ ۱۵۱) کراجکیؒ کتاب کنزالفوائد میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو خدا، مالک فرشتہ جو دوزخ پر مؤکل ہے کو حکم دے گا کہ جہنم کے ساتھ طبقوں کی آگ روشن کرے، رضوان فرشتہ جو بہشت پر معین ہے حکم فرمائے گا کہ آٹھ جنتوں کو آراستہ اور مزین کرے میکائیل کو حکم فرمائے گا کہ جہنم پر پل صراط تیار کرے، جبرائیل کو حکم دے گا کہ عرش کے نیچے عدالت کا ترازو لگائے اور حضرت محمدؐ سے فرمائے گا کہ اپنی امت کو حساب کے لئے تیار کرے اور ان کو نزدیک کرے، پھر خدا تعالیٰ حکم دے گا کہ صراط کے سات پل بنائے جائیں۔ جن میں سے ہر ایک کی لمبائی سترہ ہزار فرسخ ہو ان میں سے ہر ایک پل پر ستر ہزار فرشتے بیٹھیں ہوں گے جو اس امت کے مردوں اور عورتوں سے اس پل صراط پر امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت اور محمدؐ کی اہل بیتؑ کی محبت کے بارے میں سوال کریں گے، جس نے صحیح جواب دے دیا وہ بجلی کی طرح اس سے عبور کر جائے گا اور جس کے پاس اہل بیتؑ محمدؐ کی محبت نہ ہوگی وہ سر کے بل جہنم میں گر جائے گا اگر چہ ستر صدیقوں کے برابر ہی اس کے اچھے اعمال کیوں نہ ہوں۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۴۹۴ حدیث ۴، بحارالانوار: ۷/ ۳۳۱ حدیث ۱۲ تفسیر برہان: ۴/ ۱۷ حدیث ۶)

(۲۴۵/ ۱۵۲) محمد بن علی حکیم ترمذی جو اہل سنت کے ایک مایہ ناز عالم ہیں، رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مارآنی فی هذه الدنیا علی الحقیقة التی خلقنی الله علیها غیر علی ابن ابی طالب

''سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے اس دنیا میں میری حقیقت سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہے۔''

شناخت علیؑ

(۲۴۶/ ۱۵۳) شرف الدین نجفیؒ کتاب تاویل الآیات میں حسن بن سلمان سے منتخب البصائر میں اور برسی کتاب مشارق الانوار میں رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

یاعلی ماعرف الله الا انا و انت و ما عرفنی الا الله و انت و ما عرفك الا الله و انا

''یاعلیؑ! خدا کو میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مجھے خدا کے اور آپ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور آپ کو خدا اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(تاویل الآیات: ۱/ ۲۲۱ حدیث ۱۵ مختصر البصائر: ۱۵۲، مشارق الانوار: ۱۱۲ محتضر: ۱۶۵)

نورانی پیشانیاں

(۱۵۴/۲۴۷) محمد بن العباسؒ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اچانک علی ابن ابی طالب آ گئے، رسولؐ خدا نے انہیں اپنے پاس بٹھا لیا اور جو کپڑا آپ نے پہنا ہوا تھا اس سے ان کا چہرہ صاف کیا اور فرمایا:

اے ابوالحسنؑ! کیا تجھے وہ خوش خبری دوں جو جبرائیل نے آکر مجھے دی ہے؟ عرض کیا: ہاں یارسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا:

ان فی الجنة عینا یقال لها "تسنیم" یخرج منها نهران، لو ان بهما سفن الدنیا لجرت

''بے شک جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام تسنیم ہے، اس سے دو نہریں نکلتی ہیں، اتنی بڑی ہیں کہ اگر دنیا کی تمام کشتیاں ان میں ڈال دی جائیں تو چل سکتی ہیں۔ تسنیم کے ساحل اور کنارے پر ایسے درخت ہیں، جن کی شاخیں تازہ مروارید اور مرجان کی ہیں۔ ان کے پتے زعفران کے ہیں اور ان درختوں کے نزدیک نور کے تخت بچھے ہوئے ہیں جن پر ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کی پیشانیوں پر نور سے لکھا ہوا ہے کہ یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوست اور محب ہیں۔''

(مائۃ منقبۃ: ۵۵ منقبت ۲۹، تفسیر برہان: ۴/ ۴۴۰ حدیث ۱۰، غایۃ المرام: ۵۸۶ حدیث ۷۸)

ولایت امیرالمومنین

(۱۵۵/۲۴۸) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں آیۃ شریفہ

فَيَوْمَىٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ (سورۃ الرحمٰن: آیت ۳۹)

''پس اس دن انسانوں اور جنوں کے گناہوں کے متعلق سوال نہ ہوگا۔''

کی تفسیر میں کہتے ہیں، جو کوئی ولایت امیرالمومنینؑ کو قبول کرے، آپ کے دشمنوں سے اظہار بیزاری کرے، ان کے حلال کو حلال جانے اور ان کے حرام کو حرام سمجھے، ان اوصاف حمیدہ کے ساتھ سہواً یا عمداً گناہوں کا مرتکب ہو اور ان گناہوں سے توبہ نہ کی ہو تو وہ عالم برزخ میں عذاب میں گرفتار ہوگا، لیکن قیامت کے دن جب وہ قبر سے نکلے گا تو کوئی گناہ اس کا باقی نہ رہے گا تا کہ اس سے سوال کیا جائے۔

(تفسیر قمی، ۲/ ۳۴۵ بحارالانوار: ۶/ ۲۴۶ حدیث ۷ ی تفسیر برہان: ۴/ ۲۶۸ حدیث ۱)

قضاوت علیؑ

(۱۵۶/۲۴۹) شیخ عباس قمیؒ کتاب سفینۃ البحار میں شریح قاضی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں عمر بن خطاب کی طرف سے قاضی مقرر تھا ایک دن ایک شخص میرے پاس آیا اور کہتا ہے اے ابوامیہ! ایک مرد نے میرے پاس دوعورتیں بطور امانت رکھی ہوئی تھیں، جن میں سے ایک آزاد اور دوسری کنیز تھی۔ انہیں میں نے ایک کمرے میں ٹھہرایا ہوا تھا، آج ان کے ہاں ایک بچہ اور ایک بچی پیدا ہوئی ہے، دونوں میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہے کہ بچہ میرا ہے جبکہ بچی کا دونوں انکار کر رہی ہیں۔ تم ان کے درمیان فیصلہ کرو۔

وہ کہتا ہے میں ان کے درمیان قضاوت نہ کر سکا اور اس مشکل کو حل نہ کر سکا، لہٰذا عمر کے پاس آیا اور واقعہ کو بیان کیا۔ عمر نے کہا: تو نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا۔ عمر نے تمام اصحاب پیغمبر جو وہاں موجود تھے کو حاضر کیا، میں نے یہ قصہ ان کے سامنے بیان کیا، ان سب نے عاجزی اور ناتوانی کا اظہار کیا اور اس مسئلے کا حل میرے اور عمر کے حوالے کر دیا۔ عمر نے کہا: لیکن میں جانتا ہوں کہ اس مشکل کا حل کس کے پاس ہے، سب نے کہا: گویا علیؑ ابن ابی طالبؑ آپ کی نظر میں ہیں؟ عمر نے کہا: ہاں! انہیں کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے؟ سب نے کہا: کسی کو ان کی طرف بلانے کے لئے بھیجو تا کہ بلا کر لے آئے۔ عمر نے کہا: علی ہاشمی نسب اور بلند مرتبہ و مقام کا مالک ہے۔ علم و حکمت کے تمام آثار اور ذخائر علمی ان کے پاس ہیں، اس لئے ہمیں ان کی خدمت میں جانا چاہیے، سب اٹھو اور میرے ساتھ ان کی طرف چلیں، ہم امیر المومنین کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں ایک باغ میں تلاش کر لیا، جہاں وہ اپنے بیلچے کے ساتھ زمین کھود رہے تھے اور اس آیت کریمہ

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ (سورہ قیامۃ: آیت ۳۶)

''کیا انسان کا خیال ہے اس کو بیکار پیدا کیا گیا ہے اور اس کی خلقت کا کوئی مقصد نہیں ہے۔''

کی تلاوت کر رہے تھے اور گریہ کر رہے تھے، کچھ دیر سب نے انتظار کیا، آپ کا گریہ ختم ہوا تو ان لوگوں نے اجازت مانگی، حضرتؑ ان کے قریب آئے اور جو قمیض پہنا ہوا تھا اس کی آستینیں اوپر کی ہوئی تھیں، عمر کو مخاطب کیا اور فرمایا: اے اپنے آپ کو امیر المومنین کہلانے والے! یہاں کیوں آئے ہو؟ عمر نے عرض کیا: ایک کام سے آیا ہوں اور پھر مجھے کہا کہ مقدمہ حضرت کے سامنے بیان کرو۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا، حضرت نے فرمایا: تو نے اس بارے میں کیا فیصلہ صادر کیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے حکم معلوم نہیں تھا اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جب ایسا کہا تو علیؑ نے زمین سے کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا:

الحکم فیها اهون من هذا

''اس مسئلہ میں حکم کرنا اس چیز کے اٹھانے سے آسان تر ہے۔''

پھر حکم دیا کہ دونوں عورتوں کو حاضر کرو، ان دونوں میں سے ایک عورت کو ایک برتن دیا اور فرمایا: اس برتن میں اپنا دودھ

نچوڑے، جب اس نے اپنا دودھ اس میں نکالا تو اس کا وزن کیا گیا، پھر ایک برتن دوسری عورت کو دیا اور فرمایا: اب تو اپنا دودھ اس میں نکال، جب اس نے دودھ نکالا تو اس کا بھی وزن کیا گیا۔ جس عورت کا دودھ ہلکا تھا اس سے کہا: اپنی بچی کو پکڑ لے اور جس کا دودھ وزنی تھا اس کو فرمایا بچہ تو اٹھا لے۔ پھر عمر کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

اما علمت ان الله تعالی حط المراة علی الرجل فجعل عقلها و میرثها دون عقله و میراثه و کذالك لبنها دون لبنه

''کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے عورت کا مرتبہ مرد سے کمتر قرار دیا ہے جس طرح اس کی عقل اور میراث مرد کی عقل اور میراث سے کمتر بنائی ہے اسی طرح اس کا دودھ مرد کے دودھ سے ہلکا بنایا ہے۔''

عمر نے کہا: اے ابا الحسنؑ! خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ لوگوں کے حاکم ہوں لیکن ملت نے قبول نہ کیا، علیؑ نے فرمایا: اے ابا حفص خاموش ہو جاؤ۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ کَانَ مِیۡقَاتًا ﴿۱۷﴾ (سورہ نباء: آیت ۱۷)

''فیصلے کا دن لوگوں کی وعدہ گاہ ہے۔'' (سفینۃ البحار: ۲/ ۴۳۵)

(۲۵۰/ ۱۵۷) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں:

ایک شخص رسولؐ خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں شخص سمندری سفر کے ذریعے بہت کم سرمایہ کے ساتھ چین کے ملک گیا اور بہت جلد زیادہ منافع کما کر واپس آ گیا ہے۔ اب اس کے رشتہ دار اس سے حسد کرنے لگے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: دنیا کی دولت جتنی زیادہ ہوتی چلی جائے گی سوائے مصیبت کے صاحب دولت کے لئے اور کچھ نہ لائے گی۔ جن کے پاس مال و دولت ہے ان پر رشک نہ کرو، مگر جو اپنی دولت کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

کیا تمہیں اس شخص سے مطلع نہ کروں جس کے پاس تمہارے ساتھی کے سرمایہ سے کمتر سرمایہ تھا۔ لیکن وہ اس سے جلدی لوٹ آیا تھا اور منافع بھی اس سے زیادہ تھا اور وہ جو خدا نے اسے جو نیکیاں اور خوبیاں عطا کیں وہ خدا کے خزانوں میں محفوظ ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ہمیں بھی اس کے متعلق خبر دیں۔؟

آپؐ نے فرمایا: یہ شخص آ رہا ہے اس کی طرف دیکھو، جب ہم نے دیکھا تو انصار میں سے ایک شخص تھا جس کے بدن پر پرانا لباس تھا اور اس کا قیافہ اور شکل و صورت اتنی پرکشش نہ تھی، رسولؐ خدا نے فرمایا: یہ خدا کا بندہ آج جس نیکی اور خوبی پر فائز ہوا ہے، اگر اسے تمام اہل آسمان و زمین پر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کے لئے کمتر حصہ جو آئے گا وہ یہ ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائے گا۔

تمام اصحاب نے بڑا تعجب کیا اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اس نے کون سا کام کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اسی سے دریافت کرو اس نے جو کام کیا ہے خود بیان کرے گا۔ اس وقت سب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ اے خدا کے بندے جو کچھ آپ کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا ہے تمہیں مبارک ہو۔ آج تم نے کون سا عمل انجام دیا ہے کہ تجھے اتنا ثواب اور اجر عطا ہوا ہے۔

اس نے کہا: میرے خیال میں تو میں نے کوئی خاص ایسا کام نہی کیا، مگر یہ کہ اپنے گھر سے کام کے لئے نکلا، چونکہ کام کرنے میں دیر ہو چکی تھی اس لیے میں نے سوچا کہ اب کام پر تو نہیں جا سکا ہوں لہٰذا بہتر ہے کہ اس کی بجائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے چہرہ مبارک کی زیارت کروں، کیونکہ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

النظر الی وجه علی عبادة

''علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

اس شخص کی اس بات کو سن کر رسولؐ خدا نے فرمایا:

ای والله عبادة و ای عبادة

''ہاں خدا کی قسم عبادت ہے اور کیا خوب عبادت ہے۔''

اے خدا کے بندے! اپنے گھر سے اس لئے نکلا تا کہ چند دینار اپنے اہل وعیال کے لئے حاصل کرے، وہ تو حاصل نہ کر سکا اور اس بات کو ترجیح دی کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت کرتا ہوں، اس کام کا سبب یہ ہے کہ تو علیؑ کو دوست رکھتا ہے، اس کے فضائل کے ساتھ عقیدہ رکھتا ہے یہ اس سے بہتر ہے کہ تیرے پاس دنیا کے برابر سونا ہو جسے تو راہ خدا میں خرچ کر دے، تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس کام کے لیے راستے میں تو نے جتنے سانس لئے ہیں، ہر سانس کے بدلے میں ہزار آدمیوں کی شفاعت کر سکتا ہے اور خدا تیری شفاعت کے ذریعے سے ان کو دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ (امالی صدوق: ۳۴۴ حدیث ۱ مجلس ۵۸، بحارالانوار: ۳۸/۱۹۷ حدیث ۵، بشارۃ المصطفیٰ: ۵۷)

مؤلف فرماتے ہیں: ہمارے بعض قابل احترام اساتذہ نے اس روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ دیا ہے کہ حضرت کے چہرہ مقدس کی طرف دیکھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ روایت نمبر ۱۲۲ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

علیؑ اور بتولؑ کے فضائل

(۱۵۸/۲۵۱) شیخ فقیہ ابوالفضل شاذان بن جبرائیل قمیؒ کتاب فضائل میں نقل کرتے ہیں:

کہ امیر المومنینؑ ایک دن حضرت زہراءؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھجور کھا رہے تھے، ان کے درمیان ایک بہترین اور قابل ذکر گفتگو ہوئی، جس کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! پیغمبر اکرمؐ مجھے تجھ سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ فاطمہؑ نے کہا: کیسے وہ آپ کو زیادہ پسند کرتے

ہیں جب کہ میں ان کے دل کا میوہ اوران کی ایک شاخ ہوں اور میں ان کی ایک ہی بیٹی ہوں؟

علیؑ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! اگر میری بات قبول نہیں ہے اور اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہو تو آئیں ہم دونوں رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ دونوں رسول خداؐ کی خدمت میں آئے، صدیقہ کبریٰؑ نے بات شروع کی اور رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کی۔ ہم دونوں میں سے کس کو آپ زیادہ پسند کرتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا:

انت احب و علی اعز منك

''تو میرے نزدیک محبوب تر ہے اور علیؑ عزیز تر ہے۔''

اس وقت ہمارے مولا و آقا! علیؑ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میں فاطمہ صاحب تقویٰ خاتون کا بیٹا ہوں؟

فاطمہؑ نے کہا: میں خدیجہ کبریٰؑ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں صفا کا بیٹا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں سدرۃ المنتہیٰ جو جنت کا بلند ترین مکان ہے کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں تمام جہانوں کا افتخار ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو خدا سے اتنا قریب ہوا کہ دونوں میں دو کمانوں یا دو سے بھی کمتر فاصلہ رہ گیا۔

علیؑ نے فرمایا: میں پاکدامن عورتوں کا بیٹا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں نیک اور مومنہ عورتوں کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: جبرائیل میرا خدمت گزار ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میرا خطبہ نکاح آسمان پر راحیل نے پڑھا ہے اور فرشتے گروہ در گروہ یکے بعد دیگرے میری خدمت کرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اس مکان میں پیدا ہوا ہوں جو بلند مرتبہ ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: رفیع اعلیٰ میں میری شادی ہوئی ہے اور آسمان میں میرا عقد ہوا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میرے کندھوں پر لواءِ حمد ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جسے آسمانوں پر لے جایا گیا۔

علیؑ نے فرمایا: میں اس مرد کا بیٹا ہوں جو نیکوکار اور باکردار مومنوں میں سے ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں خاتم المرسلین کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں ظاہر قرآن کے اور اس کے فرمان کے مطابق تلوار کو کھینچنے والا اور کافروں کے ساتھ جنگ کرنے

والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں باطن قرآن کے علوم رکھنے والی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ درخت ہوں جو طور سینا سے نکلا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ شجرہ طیبہ ہوں جو ہمیشہ خوش ذائقہ پھل دیتا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس نے اژدہا کے ساتھ گفتگو کی۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ درخت ہوں جس کا پھل حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں مثانی یعنی سورہ حمد اور قرآن حکیم ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں کریم اور بزرگوار پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں نباءعظیم یعنی بڑی خبر ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں صادق اور امین پیغمبرؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں خدا کی مضبوط رسی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر اور برتر ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں جنگوں کا شجاع شیر ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے ذریعے سے خدا گناہ گاروں کے گناہ معاف کرے گا۔

علیؑ نے فرمایا: میں انگوٹھی راہ خدا میں دینے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں تمام جہانوں کے سردار کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں ہاشم کے بیٹوں کا بڑا اور ان کا سردار ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں محمدؐ کی بیٹی ہوں، جس کو خدا نے لوگوں میں سے چن لیا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ راہنما ہوں جس سے خدا خوشنود ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں رسولوں کے سردار اور خدا کے پیغمبرؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اوصیاء کا سردار اور رسولوں کا جانشین ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس رسول عربی کی بیٹی ہوں جو عرب سے بلند ہوا۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ دلیر مرد ہوں جس نے شجاع کفار کو ہلاک کیا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس احمد کی بیٹی ہوں جو خدا کا پیغمبر ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں متقی اور پرہیزگار مرد میدان ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو خدا کے نزدیک شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوگی۔

علیؑ نے فرمایا: میں جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس محمدؐ کی بیٹی ہوں جس کو خدا نے رسالت کے لئے منتخب کیا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں سرکش جنوں کو قتل کرنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کائنات کے حاکم خدا کے رسولؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں مہربان خدا کا چنا ہوا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں بہترین عورتوں کی سردار ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اصحاب رقیم کے ساتھ گفتگو کرنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو خدا کی رحمت ہے، جسے اہل ایمان کے لئے بھیجا گیا اور جوان کے ساتھ مہربان تھا۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنے قرآن میں نفس محمد قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: **(وانفسنا وانسکم)**

(سورہ ال عمران: آیت ۶۱)

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے متعلق اسی آیت میں خدا فرماتا ہے: **ونساء ناونساء کم وابناء ناوابناء کم**

(سورہ آل عمران: آیت ۶۱)

نساء نا سے مراد میں ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں نے اپنے شیعوں کو قرآن پڑھایا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے چاہنے والوں کو خدا آگ سے بچائے گا۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کے شیعہ علم کے ساتھ لکھتے ہیں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے علم کے سمندر سے تشنگان معرفت چلو بھرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میرا نام خدا نے اپنے نام پے رکھا ہے، وہ عالی ہے میں علیؑ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میرا نام بھی خدا نے اپنے نام سے رکھا ہے۔ وہ فاطر ہے میں فاطمہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اہل عرفان و معرفت کی زندگی اور سرمایہ حیات ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں ان کے لئے راہ نجات ہوں، جو اچھائیوں اور معنویات کی طرف مائل ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں بے نیاز خزانہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں نیک کلمہ اور اچھائیوں کا مجموعہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں (حوامیم) ہوں یعنی وہ سورتیں جو حا و میم سے شروع ہوتی ہیں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں طواسین کی بیٹی ہوں۔ یعنی وہ سورتیں جو طاوسین سے شروع ہوتی ہیں۔
علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کے وسیلے سے آدم کی توبہ قبول ہوئی۔
فاطمہؑ نے کہا: مجھے بھی آدم نے واسطہ قرار دیا ہے اور اس کی خدا نے توبہ قبول کی۔
علیؑ نے فرمایا: میں نوح کی کشتی کی مانند ہوں، جو بھی اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا۔
فاطمہؑ نے کہا: میں بھی آپ کے اس دعویٰ میں شریک ہوں۔
علیؑ نے فرمایا: میں وہ شدید طوفان ہوں جو غرق اور ہلاک ہونے کا باعث ہے۔
فاطمہؑ نے کہا: میں وہ غصہ ہوں جو سمندر میں طلاطم اور مدو جزر پیدا کرتا ہے۔
علیؑ نے فرمایا: میں وہ نسیم ہوں جو کشتی کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔
فاطمہؑ نے کہا: میں جنت میں شہد، شراب، دودھ اور پانی کی نہروں کا سرچشمہ ہوں۔
علیؑ نے فرمایا: میں وہ کوہ طور یعنی جبل سینا ہوں جس پر خدا نے موسیٰ کے ساتھ کلام کی۔ جس کی وجہ سے اسے ایک خاص رفعت وعظمت میسر آئی۔
فاطمہؑ نے کہا: میں وہ کتاب مسطور ہوں جس کو خدا نے اپنے دست قدرت سے لکھا ہے۔
علیؑ نے فرمایا: میں وہ کھلا ہوا صحیفہ ہوں۔
فاطمہؑ نے کہا: میں بیت المعمور ہوں جو اہل آسمان کا کعبہ ہے اور فرشتے جس کے گرد طواف کرتے ہیں۔
علیؑ نے فرمایا: میں شقف مرفوع یعنی وہ آسمان ہوں جو عظمت اور بلند مرتبہ ہے۔
فاطمہؑ نے کہا: میں آگ اگلنے والا سمندر ہوں۔
علیؑ نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا علم رکھنے والا ہوں۔
فاطمہؑ نے کہا: ابتدائے خلقت سے جتنے رسول بھیجے گئے ہیں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔
علیؑ نے فرمایا: میں وہ کنواں ہوں جس کو ترک کر دیا گیا ہے اور وہ محل ہوں جو مضبوط بلند و بالا ہے۔
فاطمہؑ نے کہا: شبر وشبیر یعنی حسنؑ و حسینؑ مجھ سے ہیں۔
علیؑ نے فرمایا: میں رسولؐ خدا کے بعد سب سے بہترین مخلوق ہوں۔
فاطمہؑ نے کہا: میں نیکوکار اور صاحب تقویٰ ہوں۔
اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا: علیؑ کے ساتھ گفتگو نہ کرو اس کے پاس محکم دلیل اور واضح برہان ہے۔
فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جس پر قرآن نازل ہوا۔
علیؑ نے فرمایا: میں علم سے پر اور شرک سے بری ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ستارہ ہوں جو چمکتا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: علی قیامت کے دن شفاعت کا مرتبہ رکھتا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں قیامت کے دن بلند مرتبہ خاتون ہوں۔ پھر فاطمہؑ نے رسولؐ خدا سے عرض کیا: آپ اپنے چچازاد بیٹے کی حمایت نہ کریں۔ ہم دونوں کو تنہا چھوڑ دیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں محمدؐ کے بیٹوں کا باپ ہوں اور ان کا منتخب شدہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں ان کا گوشت اور خون ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں آسمانی صحیفوں کا مجموعہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں شرافت اور بزرگواری کا مجموعہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اپنے پروردگار کا ولی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں کمزور جسم نیکوکار ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں نور خلقت اور اس کی روشنائی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں فاطمہ زہراء ہوں۔

اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا: اے فاطمہ اٹھو! اور میرے چچازاد کے سر کا بوسہ لو۔ اس جگہ خدا کے چار مقرب فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل چار ہزار فرشتوں کے ساتھ علیؑ کی حمایت کر رہے ہیں اور اس کی مدد کر رہے ہیں، یہ میرا بھائی راحیل اور دردائیل دوسرے چار ہزار فرشتوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے مناظرہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔

رسولؐ خدا کے فرمان کے بعد حضرت فاطمہؑ زہراءؑ اٹھیں اور پیغمبر اکرمؐ کے سامنے امیر المومنینؑ کے سر کو چوما اور کہا:

یا ابا الحسنؑ! بحق رسولؐ خدا میں گاراہ پروردگار، آپ کے مقدس مقام اور آپ کے چچازاد سے عذر خواں ہوں۔ امام نے عذر کو قبول کیا اور آخر میں فاطمہؑ نے اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ (فضائل ابن شاذان: ۸۰)

مؤلف اس باب کے آخر میں چند فائدے اور مطالب ذکر کرتے ہیں۔

(۱) محدث نوری کتاب دار السلام میں سید نعمت اللہ جزائری سے نقل کرتے ہیں:

میں نے ایک مجتہد کو خواب میں دیکھا۔ جو ایک خوبصورت شکل و قیافہ کے ساتھ امام کی قبر کی زیارت کر کے نکل رہا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا: کس عمل نے آپ کو اس مقام و مرتبہ تک پہنچایا ہے، میری بھی راہنمائی فرمائیں، تاکہ میں بھی اس عمل کو انجام دوں؟

اس مجتہد نے فرمایا: ہمارے وہ اعمال جس کا آپ مشاہدہ کیا کرتے تھے، ان کی یہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جس چیز نے ہمیں فائدہ پہنچایا اور اس مقام تک پہنچایا جس کا آپ نے اب مشاہدہ کیا ہے وہ اس قبر والے آقا امیر المومنین کی محبت

اور معرفت ہے۔

(دارالسلام: ۲/ ۴۷)

(۲) شافعی سے کسی نے امیر المومنینؑ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا: میں اس عالی مرتبت مرد کے بارے میں کیا کہوں، جن کے فضائل وکمالات ان کے دوستوں نے ڈر اور خوف اور دشمنوں نے بغض وکینہ کی وجہ سے چھپائے اس کے باوجود ان کے فضائل مشرق ومغرب کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

(مشارق الانوار: ۱۱۱)

سید تاج الدین عاملی اس مطلب کو اشعار میں بیان کرتے ہیں:

اشعار کا ترجمہ:

فضائل آل محمدؑ دوستوں نے خوف کی وجہ سے اور دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے چھپائے۔

اور ان دو سے جو تھوڑے سے بچ گئے تھے خدا نے اسی کم مقدار سے آسمانوں اور زمین کو بھر دیا۔

(۳) تو ماس کارلیل ایک نصرانی فلسفی کتاب ''الابطال'' میں علیؑ کی فضیلت اور برتری کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

علیؑ کے ساتھ دوستی اور عشق رکھنا مجبوری بن گیا ہے، بے شک وہ ایک ایسا باشرافت اور بلند مرتبہ جوان مرد ہے کہ جس کے پاس وجدان سے رحمت ومہربانی اور نیکی وبھلائی کی روشنی نے ہر طرف کو منور کیا ہوا ہے اور جن کے جوش مارتے ہوئے دل سے دلبری، مردانگی اور جنگ کے شعلے بلند ہوئے ہیں۔ وہ صحرا اور جنگل کے شیر سے بھی شجاع تر تھے، لیکن ان کی شجاعت نرمی اطاعت ومہربانی اور وقار کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ صلیبی جنگوں میں مسیحی بہادروں کو ایسے ہونا چاہیے تھا مگر افسوس کہ انہیں بزدلانہ طور پر مسجد کوفہ میں قتل کر دیا گیا اور اپنی عدالت کی وجہ سے قتل کرنا قبول کر لیا، ان کی ملکوتی روح پاک بدن سے نکلنے سے پہلے جب ان سے ان کے قاتل کے بارے میں بات ہوئی تو فرمایا: اگر میں زادہ رہا تو میرے اختیار میں ہوگا کہ کیسا سلوک کرنا ہے اور اگر دنیا سے چلا گیا تو اختیار تمہارے پاس ہے، اگر چاہوں تو اس سے قصاص لے لو اور اس کی ایک ضرب کے بدلے میں اسے صرف ایک ہی ضرب مارنا اور اگر اسے معاف کر دو تو تقویٰ سے قریب تر ہے۔

(۴) خلیل نحوی سے کہا گیا کہ کیا دلیل ہے کہ علیؑ تمام زبانوں میں سب کا پیشوا ہے۔ اس نے جواب دیا۔

احتیاج الکل الیہ واستغناؤہ عن الکل

''بہترین دلیل یہ ہے کہ سب اس کی طرف محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہیں۔''

(۵) اس معجزہ کے بیان میں جس کو میری اطلاعات کے مطابق کسی نے بھی اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا اور جس کی بازگشت حضرت کے وجود مبارک کی طرف ہے۔

شیخ مفید کتاب ''اختصاص'' میں بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں:

حضرت کی ذات مقدس میں ستر خصلتیں جمع تھیں، ان میں ایک سے ان زخموں کا ظاہر نہ ہونا ہے جو سر سے پاؤں تک حضرت کے جسم اطہر پر لگے تھے۔تقریباً ایک ہزار زخم تھے جو راہ خدا میں آپ نے برداشت کئے۔(الاختصاص:۱۴۰، بحارالانوار: ۴۰/۹۹ حدیث ۱۱۷)

اس مطلب کو ذکر کرنے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ہی تمام غزوات اور زخم سبب نہ بنے کہ حضرت کے بدن مبارک میں کوئی نقص یا عیب پیدا ہو، بخلاف دوسرے اصحاب کے، کیونکہ ان میں سے کچھ کے تو پہلی جنگ میں ہی بدن میں نقص اور عیب پیدا ہو گیا اور کچھ دوسری جنگ میں عیب اور نقص میں مبتلا ہو گئے، لیکن حضرت باوجودیکہ تمام جنگوں چاہے پیغمبر اکرمؐ اس میں موجود تھے یا نہ میں سب سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے اور سب سے زیادہ زخم بدن پر جھیلے، لیکن بدن کے کسی حصے میں کسی قسم کا عیب یا نقص پیدا نہیں ہوا۔

(۶) وہ نصیحت جو حضرتؑ نے اپنے بڑے بیٹے امام حسنؑ مجتبٰی کو اپنی عمر کے آخری وقت میں کی، اسے اربلیؒ کتاب ''کشف الغمہ'' میں اس طرح نقل کرتے ہیں۔امام حسن مجتبٰی نے فرمایا:

میں اپنے باپ کے پاس اس وقت آیا جب حضرت ابن ملجم ملعون کی تلوار کی ضربت سے تڑپ رہے تھے، آپ کو دیکھ کر مجھ میں طاقت نہ رہی اور غم سے نڈھال ہو گیا، آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا بے تاب ہو گئے ہو! میں نے عرض کیا: کیسے بے تاب نہ ہوں جبکہ آپ کو میں اس درد اور مصیبت میں مبتلا دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا: چاہتے ہو چار ایسی صفات تمہیں یاد دلاؤں۔

اگر ان کا خیال رکھو گے تو دائمی نجات اور سعادت پاؤ گے اور اگر ان کو بھلا دیا تو دار دنیا اور آخرت کی سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔اے میرے بیٹے! عقل و دانش سے بڑھ کر کوئی دولت و ثروت نہیں ہے، فقر و جہالت کی مانند نہیں ہے۔وہ خوف جو لوگوں سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے غرور و تکبر سے سخت نہیں ہے اور جو شخص خوش اخلاق ہے اس کی طرح کوئی زندگی سے لذت حاصل نہیں کرتا۔

(کشف الغمۃ:۱/۵۷۲، بحارالانوار:۷۸/۱۱۱ حدیث ۶)

(۷) مجھے بعض پاکستانی دوستوں نے بتایا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ اس شعر کا تکرار کرتا رہتا تھا۔

سرمد اگر معاملہ حشر با علی است
من ضامنم کہ تا بتوانی گناہ کن

سرمد اگر معاملہ حشر علیؑ کے ساتھ ہے تو میں ضامن ہوں کہ جتنے گناہ کر سکتے ہو کرو۔ایک باعظمت اور بزرگ شخص اس کے پاس ظاہر ہوا اور اسے حکم دیا کہ دوسرے مصرع کو تبدیل کر کے اس طرح پڑھو۔

سرمد اگر معاملہ حشر با علیؑ است
شرم از رخ علیؑ کن و کمتر گناہ کن

سرمد اگر معاملہ حشر علیؑ کے ساتھ ہے تو علیؑ کے رخ مبارک سے شرم کھاؤ اور گناہ کم کرو۔ وہ بزرگ شخص یہ کہہ کر فوراً نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ پھر اس کو سمجھ آئی کہ وہ شخص یا تو خود امیر المومنینؑ تھے یا امام منتظر حضرت مہدیؑ۔

ستفترق امتی بعدی ثلاث و سبعین فرقة فرقة ناجیة والباقی فی النار

(بحارالانوار:۲۸/۲باب۱)

''عنقریب میرے بعد میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ جنتی ہے اور باقی جہنم میں ہوں گے۔''

کلمہ ''نجف الاشرف'' ''لفظ'' جنت سرا کے مطابق ہے جو فارسی کا کلمہ ہے۔

اور اس سے عجیب تر یہ کہ قرآن کی سورتوں کے شروع میں جو حروف مقطعہ ہیں اگر ان کے تکراری حروف نکال دیں تو یہ جملہ بنتا ہے۔ ''علی صراط حق نمسکہ'' ''علی راہ حق ہے اور ہم ان کے راستے پر چل رہے ہیں۔'' (سورہ بقرہ: آیت ۲۳۸)

(۹) امام صادقؑ آیۃ شریفہ:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

(سورہ بقرہ: آیت ۲۳۸)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس صلوات کی خدا نے محافظت کا حکم دیا وہ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں جبکہ صلوٰۃ وسطیٰ یعنی وسطی نماز سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ اس کے بعد خدا نے فرمایا ہے: ''وقوموا لله فانتین'' خدا کے لیے قیام کرو، فرمانبرداری کی حالت میں، جبکہ فرمانبرداری سے آئمہ معصومینؑ کی فرمانبرداری ہے۔

تیسرا حصہ

فضائل جناب زہراؑ

وحی اور قرآن کے دامن میں پرورش پانے والی اور علم وعرفان کے وسیلہ سے دودھ پینے والی پاک پیشواؤں کی ماں، کائنات کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زہراءؑ علیا صلوات المصلین کے پرافتخار اعجازات وکمالات کے بحر بیکراں سے ایک قطرہ۔

بخار کے اترنے کی دعا

(۲۱/۲۷۲) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں نقل کرتے ہیں:

حضرت امام باقر علیہ السلام جب بھی بخار میں مبتلا ہوتے تھے تو ٹھنڈا پانی کم لیتے تھے اور اپنی آواز مبارک اتنی بلند کرتے کہ گھر کے دروازے تک سنی جاسکتی تھی اور فرماتے: یا فاطمہ بنت محمد!

بتولؑ کی دعا

(۲۲/۲۷۳) شیخ صدوقؒ کتاب علل الشرایع میں روایت کرتے ہیں:

حضرت فاطمہؑ جب بھی دعا کیا کرتی تھیں تو تمام مومنین کے لئے دعا کرتی تھیں اپنے لئے دعا نہ کرتی تھیں۔

سیدہ سے عرض کیا گیا: اے بنت رسولؐ آپ لوگوں کے لئے تو دعا فرماتی ہیں لیکن اپنے لئے دعا نہیں کرتیں ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

الجار ثم الدار

''پہلے ہمسایہ اور پھر اہل خانہ۔''

(علل الشرایع: ۱/ ۱۸۲ حدیث ۲، بحارالانوار: ۴۳/ ۸۲ حدیث ۴)

عبادت ہو تو زھراءؑ جیسی

(۲۳/۲۷۴) حسن بصری کہتے ہیں: امت کے درمیان کوئی بھی فاطمہ زہراءؑ کی طرح عبادت گزار نہیں تھا، خدا کی عبادت کے لئے

اس قدر کھڑی ہوتیں کہ پ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے۔

پیغمبر اکرمؐ نے سیدہ سے سوال کیا کہ عورت کے لئے کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے عرض کیا:

ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل

''وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور کوئی مرد اسے نہ دیکھے۔''

رسولؐ خدا نے سینے سے لگا لیا اور فرمایا:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ؕ (سورہ آل عمران آیت ۳۴)

''یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے۔''

زہراءؑ باعث تخلیق ہے

(۲۷۵/۲۴) کتاب خصائص الفاطمیۃ میں جابر جعفی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لولاك لما خلقت الافلاك ولولا علي لما خلقتك ولولا فاطمة لما خلقتكما

''اے میرے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا اور اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور اگر فاطمہ نہ ہوتیں تو میں تم دونوں کو پیدا نہ کرتا۔'' (جنۃ العاصمہ:۴۸)

بتولؑ کی خدا سے ہم کلامی

(۲۷۶/۲۵) کراجکیؒ کتاب کنز الفوائد میں ابوذر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، سلمان اور بلال پیغمبر اکرمؐ کی طرف آ رہے ہیں، سلمان جب حضرتؐ کے قریب ہوا تو اپنے آپ کو حضور کے قدموں پر گرا دیا اور بوسہ دیا۔ رسولؐ خدا نے سختی سے اسے اس کام سے منع کیا اور فرمایا:

میرے ساتھ ایسے نہ کرو جیسے فارس کے رہنے والے اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، میں خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں، جو لوگوں کی طرح کھاتا ہوں اور لوگوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

سلمان نے عرض کیا: اے میرے مولا! خدا کے واسطے مجھے فاطمہؑ کے ان فضائل کے متعلق بتائیں جو قیامت کے دن ہوں گے۔

رسولؐ خدا خوش ہوئے اور خوشی سے اس کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے اختیار میں میری جان ہے، فاطمہؑ ہی تنہا عورت ہے جو قیامت کے دن سوار ہو کر گزرے گی۔ وہ

ایسی ناقہ پر بیٹھی ہوں گی جس کا سر خوف خدا کا جلوہ جس کی دو آنکھیں نور خدا، جس کی لگام حق تعالیٰ کی بڑائی اور جلالت، جس کی گردن الٰہی حسن و نورانیت، جس کا اوپر والا حصہ خوشنودی خدا، نچلے والا حصہ پاکیزگی اور اس کے چاروں پاؤں عزت خدا سے ہوں گے۔ جب وہ چلے گی تو خدا کی تسبیح کرے گی، جب آواز نکالے گی تو خدا کی تقدیس کرے گی۔

اس پر ایک نور کا کجادہ ہوگا، جو خاتون اس میں بیٹھی ہوگی وہ انسانی شکل میں حور ہوگی۔ وہ بے نظیر وجود جو جمع ہوا ہے اور پیدا ہوا ہے اور ترکیب پایا ہے اور ظاہر ہوا ہے تین طرح کا ہے۔

(اول خوشبودار مشک سے ہے، اس کا درمیان ایسے سیاہ رنگ عنبر سے ہوگا جس پر سفیدی غالب ہوگی اور اس کا آخر ایسے سرخ زعفران سے ہوگا جو آب حیات سے مخلوط ہوگا۔

اگر سات ایسے سمندروں میں جن کا پانی کڑوا ہو، وہ اپنا لعاب دہن ڈالے تو سبھی میٹھے ہو جائیں گے، اگر چھوٹی انگلی کے ناخن کو دنیا میں ظاہر کرے تو سورج اور چاند ماند پڑ جائیں گے۔

جبرائیل اس کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف اور علیؑ آگے آگے اور امام حسنؑ و حسینؑ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں گے اور خدا تعالیٰ اس کا محافظ ہوگا، پس وہ اس شان و شوکت کے ساتھ قیامت کے میدان میں داخل ہوگی کہ اچانک خدا کی طرف سے ایک ندا آئے گی۔

معاشر الخلائق غضو ابصار کم ونکسوا روسکم هذه فاطمة بنت محمد نبیکم وزوجة علی امامکم ام الحسن والحسین

''اے لوگو اپنی آنکھیں بند کر لو اور سر نیچے کر لو کیونکہ تمہارے نبی محمدؐ کی بیٹی تمہارے امام علیؑ کی زوجہ اور حسنؑ و حسینؑ کی والدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام گزر رہی ہیں۔''

فاطمہؑ پل صراط سے اس حال میں گزریں گی کہ دو سفید چادریں پہنی ہوں گی جب جنت میں داخل ہوں گی اور ان نعمتوں اور عنایات خداوندی کو دیکھیں گی جو خدا نے انہیں عطا کی ہوں گی تو اس آیت کی تلاوت کریں گی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ‌ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَكُوۡرُ ۙ‏ ﴿۳۴﴾ الَّذِىۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيۡهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيۡهَا لُغُوۡبٌ‏ ﴿۳۵﴾

(سورۃ فاطر: آیت ۳۴ اور ۳۵)

''شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے جس نے ہم سے غم و اندوہ کو برطرف کیا ہے، بے شک ہمارا خدا گناہ گاروں کو بخشنے والا اور نیک لوگوں کو جزا

دینے والے ہے۔ وہ جس نے ہمیں اپنے لطف وکرم سے ہمیشہ رہنے والے گھر میں داخل فرمایا ایسا گھر جس میں نہ کوئی رنج اور نہ کوئی درد ہم تک پہنچے گا اور تھکاوٹ رنج وغم اور کمتری ہرگز ہمارے پاس نہ آئے گی۔"

اس حدیث کو جاری رکھتے ہوئے رسولؐ خدا نے فرمایا: اس کے بعد خدا فاطمہؑ کو پیغام دے گا۔

یا فاطمه سلینی اعطك و تمنی علی ارضك

"اے فاطمہؑ جو چاہتی ہو مجھ سے مانگو تاکہ تجھے عطا کروں اور جو آرزو ہو کرو اسے پورا کروں تاکہ تو راضی وخشنود ہو جائے۔"

اس وقت فاطمہؑ عرض کریں گی:

الھی انت المنی وفوق المنی اسالك ان لا تعذب محبی و محبی عترتی بالنار

"پروردگار! تو میری آرزو سے بھی بلند تر ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے محبوں کو جہنم کا جلانے والا عذاب نہ دے۔"

تب بارگاہ ایزدی سے ندا آئے گی:

یا فاطمة و عزتی و جلالی و ارتفاع مکانی لقد آلیت علی نفسی من قبل ان اخلق اسماوات و الارض بالفی عام ان لا اعذب محبیك و محبی عترتك بالنار

"اے فاطمہؑ! مجھے میری عزت وجلالت اور بلند مقام ومرتبہ کی قسم، میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے قسم کھائی ہے کہ تیرے اور تیرے محبوں کو عذاب جہنم سے دور رکھوں گا۔"

(تاویل الآیات: ۲/ ۸۴۳ حدیث ۱۲، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۳۹ حدیث ۱۴۴)

دو دریاؤں سے مراد کون؟

(۲۶/۲۷۷) فرات اپنی تفسیر میں ابوذر، ابن عباس، امام صادقؑ اور حضرت رضاؑ سے آیہ شریفہ

مرج البحرین یلتقیان (سورہ الرحمن: آیت ۱۹)

کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ان دو دریاؤں سے مراد علی اور فاطمہ ہیں اور (بینهما برزخ) میں برزخ سے مراد رسول خدا ہیں اور (یخرج منهما اللولو والمرجان) میں لولو اور مرجان سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں، جو اس کائنات کے دو قیمتی گوہر ہیں اور نبوت وامامت کی پیوند کا ثمرہ ہیں۔ (تفسیر فرات: ۴۵۹ حدیث ۵۹۹۔ ۶۰۲)

دو گہرے سمندر

شیخ صدوق کتاب خصال میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان علیا و فاطمۃ بحران من العلم عمیقان

''بے شک علیؑ اور فاطمہؑ علم کے دو گہرے سمندر ہیں۔''

(الخصال:۱/۶۵ حدیث ۹۶،تفسیر برہان:۳:۲۶۵ حدیث ۲،بحارالانوار:۲۴/۹۸ حدیث ۵)

سمندر نبوت

ایک دوسری روایت میں ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ علیؑ علم کا سمندر اور فاطمہ نبوت کا سمندر ہے اور پیغمبر اکرمؐ ان دو کے درمیان فاصلہ ہیں علیؑ کو روکتے ہیں اس لئے کہ وہ دنیا کے مصائب سے غمگین نہ ہوں۔

(مناقب ابن شہراشوب:۲/۳۱۹،تفسیر برہان:۴/۲۱۶ حدیث ۱۰)

فاطمہؑ دین قیم ہیں

(۲۷/۲۷۸) جابر امام باقرؑ سے آیۃ شریفہ

وذلك دين القيمة (سورہ بینۃ: آیت ۵)

''یہ ہے دین محکم''

کی تاویل میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد فاطمہ ہیں۔

(تاویل الآیات:۲/۸۲۹ حدیث ا،تفسیر برہان:۴/۴۸۹ حدیث ا)

فاطمہؑ منصورہ ہیں

(۲۸/۲۷۹) امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جبرائیل نے فرمایا:

ان فاطمة مسماة في السماء بمنصورة

''بے شک آسمانوں میں فاطمہؑ کا نام منصورہ ہے۔''

اور آیہ شریفہ

ويومئذ يفرح المومنون بنصر الله (سورہ روم: آیت ۴)

''اوراس دن مومنین خدا کی مدد کے ساتھ خوش ہوں گے۔''

خدا کی مدد سے مراد فاطمہؑ کے محبوں کی مدد ہے۔

(معانی الاخبار: ۳۷۷ حدیث ۵۳ تفسیر برہان: ۳/۲۵۸ حدیث ۶ تفسیر فرات: ۳۲۱ حدیث ۴۳۵، بحارالانوار: ۱۸/۳ حدیث ۱۷)

فاطمہؑ کا ہمسر

(۲۸/۲۸۰) شیخ صدوق کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں امیرالمومنین اور آپ رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ خدا سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

لولم اخلق عليا لما كان لفاطمة ابنتك كفو على وجه الارض من آدم فمن دونه

''اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو تیری بیٹی فاطمہؑ کے لئے زمین کے اوپر اولین و آخرین میں سے کوئی کفو نہ ہوتا۔''

(عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۱۷۷ حدیث ۳ اور ۴، بحارالانوار: ۴۳/۲ ۴۳ ح ۳)

نورفاطمہؑ

(۳۰/۲۸۱) علامہ مجلسی بحارالانوار میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن رسول خدا ابطح کی ریتلی زمین پر بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس آپ کے چچا حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت علی عمار بن یاسر، منذر بن ضحضاح، ابوبکر اور عمر حاضر تھے، اچانک جبرائیل ایک بہت عظیم شکل وصورت میں جب کہ ان کے پر مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے تھے نیچے آئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! خدا تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ چالیس دن رات خدیجہ سے دور رہو، یہ مطلب آپؐ پر ناگوار گزرا کیونکہ آپ خدیجہ سے بڑی محبت کرتے تھے، اس فرمان خداوندی کے بعد حضورؐ نے خدیجہ سے دوری اختیار کر لی، دن کو روزہ رکھتے اور راتوں کو شب زندہ داری اور عبادت میں مشغول رہتے، عمار حضرت خدیجہ کے لئے رسول خدا کا پیغام لے کر آئے جس میں حضورؐ نے فرمایا: اے خدیجہ! خیال نہ کرنا میرا یہ تجھ سے دور رہنا کسی نفرت یا کدورت کی وجہ سے نہیں، بلکہ یہ خدا کا فرمان ہے تا کہ خدا جس چیز کا ارادہ کر چکا ہے، وہ حاصل ہو اور تو سوائے اچھائی کے اور کسی قسم کا گمان نہ کرنا۔

فان عزوجل ليباهي بك كرام ملائكته كل يوم مرارا

''بے شک خدا تبارک وتعالیٰ دن میں کئی مرتبہ اپنے مکرم فرشتوں کے سامنے تیرے وجود کی وجہ سے فخر و مباہات کرتا ہے۔''

اور جب رات ہو جائے تو گھر کا دروازہ بند کر لینا، اپنا بستر بچھا کر سکون سے سو جانا، میں ان ایام میں فاطمہ بنتؑ اسد کے گھر

میں رہوں گا تا کہ مقررہ چالیس دن گزر جائیں۔

لیکن رسولؐ خدا کی دلداری اور دلاسے کے باوجود خدیجہ کئی بار دن میں غمگین ہو جاتیں، یہاں تک کہ چالیس دن تمام ہوئے، اس وقت امین وحی جبرائیل رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے محمدؐ! خدا تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: ہماری طرف سے ہدیہ اور تحفہ لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے جبرائیل! پروردگار عالم کا ہدیہ اور تحفہ کیا ہے؟ عرض کی: میں نہیں جانتا، اسی وقت اچانک میکائیل آئے اور اپنے ساتھ ایک طشت لائے جس پر ابریشم یا سونے کی تیاروں سے کڑھائی کیا ہوا رومال ڈالا ہوا تھا، رسولؐ خدا کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ جبرائیل آگے آئے اور پیغمبر اکرمؐ سے عرض کی: اے محمدؐ! پروردگار نے فرمایا: آج رات روزہ اس کے ساتھ افطار کریں۔

امیر المومنین فرماتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ کا معمول یہ تھا کہ جب افطاری کا وقت ہوتا تو مجھے فرماتے: دروازہ کھول دو تا کہ جو آنا چاہتا ہے آ جائے، لیکن آج رات مجھ سے فرمایا: دروازہ بند کر دو، کیونکہ اس غذا کو میرے علاوہ کسی کے لئے کھانا حرام ہے۔

علیؑ فرماتے ہیں: میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا، پیغمبر اکرمؐ اکیلے کھانے کے پاس رہ گئے، آپؐ نے طشت کے اوپر سے رومال اٹھایا، اس میں ایک تازہ کھجور کا گچھا تھا، رسول خداؐ نے اس سے کھایا اور اس کے بعد پانی پی کر سیراب ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ہاتھ دھونے کا ارادہ کیا تو جبرائیل نے ہاتھوں پر پانی ڈالا، میکائیل نے ان کو دھویا اور اسرافیل نے تولیے کے ساتھ صاف کیے۔ پھر باقی ماندہ غذا کو برتن کے ساتھ آسمان کی طرف لے گئے۔

رسول خداؐ نماز پڑھنے کے لئے اٹھے، جبرائیل آئے اور عرض کی: ابھی نماز پڑھنے کا وقت نہیں ہے، بلکہ انھیں اور خدیجہ کے گھر کی طرف جائیں اور ان کے ساتھ شب بسری کریں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آج رات آپ کی صلب سے ایک پاک بچی پیدا کرے۔

رسولؐ خدا اس حکم کے بعد فوراً خدیجہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

خدیجہؑ کہتی ہیں: میں اس مدت کے دوران تنہائی میں رہنے کی عادی ہو چکی تھی، جیسے ہی رات ہوتی، اپنے سر کو ڈھانپ لیتی، پردہ نیچے گرا دیتی، گھر کے دروازے کو بند کر دیتی، اپنی نماز اور دعا پڑھتی اور پھر چراغ بند کر کے اپنے بستر پر آرام کیا کرتی۔

اس رات میں ابھی اچھی طرح سوئی نہیں تھی کہ کسی نے دروازے کا کنڈا کھٹکھٹایا، میں نے آواز دی، کون ہے جو دروازے کو کھٹکھٹا رہے ہیں؟ اس دروازے کو سوائے محمدؐ کے کھٹکھٹانے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اپنی دلنشین کلام اور میٹھے لہجے کے ساتھ فرمایا: اے خدیجہؑ! دروازہ کھولو، میں محمدؐ ہوں۔ خدیجہ کہتی ہیں کہ میں خوشی خوشی اٹھی اور دروازہ کھولا، رسولؐ خدا گھر میں داخل ہوئے، آپ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ گھر آتے تو پانی کا برتن منگواتے وضو کیا کرتے اور دو رکعت مختصر سی نماز پڑھتے۔ پھر اپنے بستر پر آتے تھے۔ لیکن آج رات پانی کا برتن طلب نہ کیا اور نماز کے لئے تیاری نہ کی، بلکہ مجھے بلایا اور میرے ساتھ بستر پر لیٹ گے۔ اس خدا کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا اور چشموں کو روانی بخشی، رسولؐ خدا مجھ سے جدا نہ ہوئے مگر یہ کہ میں نے فاطمہؑ کے نور کو اپنے اندر

محسوس کیا۔(بحارالانوار:۱۶/ ۷۸)

مؤلف فرماتے ہیں: جس چیز نے مجھے فاطمہؑ کی جلالت وعظمت پر حیران اور متعجب کیا ہے وہ دو چیزیں ہیں۔

(۱) جیسے اوپر والی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ سیدہ کا نور پیغمبرا کرمؐ کے خدیجہ سے چالیس دن اور رات دور رہنے کے بعد خدیجہ کی طرف منتقل ہوا تھا، حضرت کا اس طرح دور رہنا اور جنتی میووں کے ساتھ روزہ کا افطار کرنا درحقیقت اس تحفہ اور ہدیہ کی تیاری تھی جو پروردگار عالم نے فاطمہؑ کی نورانی شکل میں عطا کیا، جیسا کہ آپ کی زیارت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

فاطمة بنت رسول الله و بضعة لحمه و صميم قلبه و فلذة كبده و التحية منك له و التحفة

''فاطمہؑ رسولؐ خدا کی بیٹی آپ کے تن کا ٹکڑا، دل کا سہارا، جگر کا پارہ ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبرؐ کے لئے ہدیہ اور تحفہ ہے۔''(بحارالانوار:۱۰۰/ ۲۰۰ سطر ۱۵)

رسول خداؐ کا خدیجہ سے دور رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ فاطمہ سیدة النساء العالمین کی عظمت اور مقام کتنا بلند تھا۔ ایسی عظمت جس کو قلم لکھنے سے عاجز ہے۔

(۲) اور خدا تبارک وتعالیٰ راضی نہ ہوا کہ فاطمہؑ اپنے شوہر علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ظاہری حکومت کے زمانے تک باقی رہتیں، کیونکہ خدا کی نظر میں سیدہ کی وہ شرافت ملحوظ خاطر تھی جو پیغمبرا کرمؐ اور علیؑ کے بعد ان کو حاصل تھی۔ جیسے کہ امام حسینؑ کی وہ گفتگو جو حضرت زینبؑ کے ساتھ عاشورہ کے دن واقع ہوئی، اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے دلوں کے ضمن میں اپنی بہن کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا:

وامي كانت خير مني

''میری ماں جو مجھ سے بہتر تھی اس دنیا سے چلی گئی۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ولها جلال ليس فوق جلاله
الا جلال الله جل جلاله
ولها نوال ليس فوق نواله
ال ا نوال الله عم نواله

''زہرا علیہا السلام کے لئے وہ بلند مقام اور عظمت ہے کہ اس کے اوپر کوئی مقام بلند و بالا اور پر عظمت نہیں ہے مگر عظمت خداوندی کہ جو بلند تر مرتبہ ہے۔ اور سیدہ کے لئے عطا اور بخشش ہے کہ جس کے اوپر

کوئی عطا نہیں ہے مگر خدا کی بخشش جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔''

رسولؐ اور بتولؑ کی محبت کا ایک انداز

(۳۱/۲۸۲) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں عائشہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں:

ما رایت من الناس احدا اشبه کلاما و حدثنا برسول الله من فاطمة

''لوگوں کے درمیان میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو فاطمہؑ سے زیادہ رسولؐ خدا کے ساتھ بات اور کلام میں مشابہت رکھتا ہو۔''

جب فاطمہؑ رسولؐ خدا کے پاس آتیں تو حضور اسے خوش آمدید کہتے، ان کے ہاتھوں کو چومتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ جب رسولؐ خدا فاطمہ کے پاس جاتے تو آپ اپنی جگہ سے اٹھتیں، پیغمبر اکرمؐ کو خوش آمدید کہتیں اور آپ کے دست نازنین کا بوسہ لیتیں۔

(امالی طوسی: ۴۰۰ حدیث ۴۰ مجلس ۱۴، بحار الانوار: ۴۳/۲۵ حدیث ۲۲ اور ص ۴۰ حدیث ۴۱)

عظمت زہراءؑ

(۳۲/۲۸۳) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

کان النبی لا ینام لیلة حتی یضع وجهه بین تدبی فاطمة

''رسول خداؐ اس وقت تک رات کو نہ سوتے جب تک فاطمہ کے سینۂ اقدس سے خوشبو نہ سونگھ لیتے تھے۔''

یہ وہ مقام ہے جہاں سے آپ بہشت کی خوشبو سونگھا کرتے تھے۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۳/۳۳۴، بحار الانوار: ۴۳/۴۲)

خیر العمل سے مراد ولایت

(۳۳/۲۸۴) محدث نوری کتاب ''مستدرک'' میں روایت کرتے ہیں کہ امام صادق سے پوچھا گیا: حی علی خیر العمل کا معنی کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

خیر العمل الولایة

خیر العمل سے مراد ہم اہل بیت کی ولایت ہے۔

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

بر فاطمة وولدها

''بہترین عمل فاطمہ اوران کی اولاد کے ساتھ نیکی اوراحسان کرنا ہے۔''

(مستدرک: ۴/ ۴۰۷ سطر ۴، معانی الاخبار: ۳۸ حدیث ۱، التوحی: ۲۴۱ حدیث ۲)

زہراءاورطواف

(۲۸۵ / ۴۴) کلینیؒ کافی میں موسیٰ بن قاسم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جوادالائمہ سے عرض کیا:

میں نے آپ کی طرف سے اور آپ کے والد بزرگوار کی طرف سے طواف کرنا چاہا تو مجھے لوگوں نے کہا اوصیاء کی طرف سے طواف نہیں کرنا چاہیے۔امامؑ نے فرمایا:

جتنے چاہتے ہو،طواف کرو، یہ جائز ہے۔

تین سال کے بعد میں نے حضرت سے عرض کیا: میں نے آپ سے اجازت مانگی تھی کہ آپ کی اور آپ کے والد کی طرف سے طواف کرلوں،تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی تھی اور میں نے اتنی مقدار میں طواف کیے جن کی تعداد خدا جانتا ہے، پھر میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور میں نے اس پر عمل کیا۔

امامؑ نے فرمایا: تیرے دل میں کس چیز کا خیال آیا؟

میں نے عرض کیا: میں نے یہ سوچا ایک دن رسولؐ خدا کی طرف،حضرتؐ نے تین مرتبہ آپ پر درود بھیجا۔ دوسرے دن امیر المومنین کی طرف سے،تیسرے دن امام حسنؑ کی طرف سے، چوتھے امام حسینؑ کی طرف سے، پانچویں امام سجاد کی طرف سے، چھٹے دن امام باقرؑ کی طرف سے،ساتویں دن جعفر بن محمدؑ کی طرف سے، آٹھویں دن آپ کے جد حضرت موسیٰ بن جعفر کی طرف سے،نویں دن آپ کے والد حضرت رضاؑ کی طرف سے اور دسویں دن خود آپ کی طرف سے طواف بجالاؤں۔جن کا نام لیا ہے وہ یہ ہستیاں ہیں جن کی ولایت کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا ہوں۔حضرت جوادالائمہ نے فرمایا:

اذا واللہ تعبدون اللہ بھذا الدین الذی لا یقبل من العباد غیرہ

''خدا کی قسم، ایسے دین کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے رہو خدا اس دین کے علاوہ بندوں سے کوئی دین قبول نہ کرے گا۔''

راوی کہتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: کبھی کبھی میں آپ کی جدہ فاطمہؑ کی طرف سے طواف بجالاتا ہوں اور بعض اوقات نہیں بجالاتا ہوں:

استکثر من ھذا فانه افضل ما انت عامله ان شاء اللہ

''اس طواف کو زیادہ کرو کیونکہ یہ کام جو تو نے انجام دیا ہے اس کی فضیلت باقی سے زیادہ ہے۔''

(الکافی: ۴/ ۳۱۴، بحارالانوار: ۵۰/ ۱۰۱ حدیث ۱۵)

چوتھا حصہ

فضائل امام حسن مجتبیٰؑ

وحی وقرآن کے دامن میں پرورش پانے والے اور علم وشرافت کے مجسمے حضرت امام حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہ کے افتخارات وکمالات کے سمندر سے ایک قطرہ

یہ سارے جنتی ہیں

(۱/۲۸۶) برسیؒ کتاب مشارق میں خذیفہ بن یمان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا، آپؐ نے امام حسن مجتبیٰ کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں:

ایہا الناس ھذا ابن علی فاعر فوہ والذی نفس محمد بیدہ انہ نفی الجنۃ و محبہ فی الجنۃ و محب محبیہ فی الجنۃ

''اے لوگو! یہ علیؑ ابن ابی طالب کا بیٹا ہے، اسے پہچان لو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، وہ خود بھی جنتی ہے اور اس کا محب بھی جنتی ہے اور اس کے محبان کا محب بھی جنتی ہے۔''

(مشارق الانوار: ۵۳)

حسنینؑ کی عظمت

(۲/۲۸۷) طریحیؒ کتاب ''مجمع البحرین'' میں فرماتے ہیں:

اہل سنت اور شیعہ کی متفقہ روایت ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ دونوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرماتے تھے:

بابی انت وامی

''تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔'' (مجمع البحرین: ۱/ ۴۴)

امام حسن کا معجزہ

(۲۸۸/ ۳) محمد بن جریر طبریؒ کتاب ''نوادر المعجزات'' میں زید بن ارقم سے نقل کرتے ہیں:

میں مکہ مکرمہ میں ایک گروہ کے ساتھ موجود تھا، وہاں امام حسن مجتبیٰ بھی تشریف فرماتے تھے، ہم نے امام حسنؑ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دیکھائیں، جسے ہم شہر کوفہ میں اپنے دوستوں کے لئے بیان کریں۔ جب ہم نے یہ کہا تو ہم نے دیکھا حضرت نے چند کلمات ارشاد فرمائے۔

اچانک خانہ کعبہ اوپر چلا گیا، یہاں تک کہ ہوا میں معلق ہوگیا، مکہ والوں کو اس کی کوئی خبر نہ تھی، وہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے، جو لوگ اس واقعہ اور معجزہ کے گواہ تھے، ان میں سے کچھ کہنے لگے: یہ جادو ہے، کچھ نہ کہا: یہ کام عجیب اور خارق العادہ ہے۔ بہت سے لوگ خانہ کعبہ کے نیچے سے گزر رہے تھے اور وہ ہوا میں لٹکا ہوا تھا، پھر امامؑ اسے اپنی اصلی حالت پر لے آئے۔

(نوادر المعجزات: ۱۰۴ حدیث ۱۰، دلائل الامامۃ: ۱۶۹ حدیث ۱۱ از مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۸ حدیث ۲۱)

حسنینؑ جنت کی زینت

(۲۸۹/ ۴) کتاب فضائل امیر المومنین میں حمید بن علی بن بجلی سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: جب اہل بہشت کو بہشت کی طرف بھیجا جائے گا تو بہشت عرض کرے گی:

یارب الیس قدوعدتنی ان تزیننی بر کنین؟

''اے خدا! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہ کیا تھا کہ مجھے دو رکنوں سے مزین فرمائے گا؟''

اس وقت ندا آئے گی۔

الیس قدزینتك بالحسن و الحسین

''کیا میں نے تجھے حسنؑ اور حسینؑ کے ذریعے سے زینت نہیں دی؟''

(بحارالانوار: ۴۳/ ۲۷۶ اور ۲۹۳ اور ۳۰۴)

امام حسنؑ ہوا میں

(۲۸۰/ ۵) محمد بن جریر طبریؒ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام حسن مجتبیٰ کو دیکھا کہ ہوا میں اوپر چلے گئے ہیں اور آسمان میں چھپ گئے ہیں اور تین دن تک وہاں رہے، جب

تین روز کے بعد واپس آئے تو آپ میں ایک خاص قسم کا سکون اور آرام تھا۔ آپ نے فرمایا:

بروح آبائی نلت ما نلت

''مجھے اپنے آباؤ اجداد کی قسم، میں جو چاہتا تھا میں نے وہ پالیا۔''

(نوادر المعجزات: ۱۰۰ حدیث ۳، دلائل الامامۃ: ۱۶۶ حدیث ۷، مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۳ حدیث ۱۳)

امام حسنؑ اور مچھلی

(۶/۲۹۱) سید ہاشم بحرانی کتاب ''مدینۃ المعاجز'' میں ابن جریر سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام حسن مجتبیٰ سے عرض کیا: مجھے کوئی خاص معجزہ دکھلائیں، تاکہ دوسروں کے سامنے بیان کروں، جب میں نے یہ درخواست کی تو میں نے امامؑ کو دیکھا کہ آپ اپنی جائے نماز سے زمین کے اندر چلے گئے اور چھپ گئے، پھر جب واپس لوٹے تو اپنے ساتھ ایک بڑی مچھلی لائے اور فرمایا:

جئتك به من البحور السبع

''تیرے پاس مزیں اس کو سات سمندروں سے لایا ہوں۔''

ابن جریر کہتے ہیں: میں نے مچھلی امامؑ سے لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا اور بہت سے دوستوں کو اس کے ساتھ کھانا کھلایا۔

(مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۷ حدیث ۲۰)

آسمانی دروازے

(۷/۲۹۲) محمد بن جریر طبریؒ محمد بن حجازہ سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جب کہ ہرنوں کا ایک گروہ آپ کے پاس سے گزر رہا تھا، امامؑ نے انہیں آواز دی، سب نے جواب دیا اور آپ کے سامنے حاضر ہو گئے۔ ہم نے حضرت سے عرض کیا: یا بن رسول اللہ یہ حیوان وحشی ہیں، ہمیں کوئی آسمانی معجزہ دیکھائیں، امامؑ نے آسمان کی طرف دیکھا گویا اس کے دروازے کھل گئے، ایک نور نیچے آیا اور مدینے کے تمام گھروں کا اس نور نے احاطہ کرلیا اور پھر اچانک سب گھر ایسے لرزنے لگے جیسے گرنے والے ہوں۔ ہم نے عرض کیا: یا ابن رسولؐ اللہ اس کو واپس پلٹا دیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

نحن الاولون والاخرون ونحن الامرون ونحن النور ننور الروحانبين لنور بنور الله و نروح بروحه فينا مسكنه و الينا معدنه الاخر منا كلا ول و الاول منا

کالاخر

''ہم وہ اول ہیں جن سے خلقت کا آغاز ہوا، ہم وہ آخر ہیں جن سے کائنات کا اختتام ہوگا، ہم ایسے امر کرنے والے ہیں جن کے حکم کی ہر چیز اطاعت کرتی ہے، ہم وہ نور ہیں جو فرشتوں کو نور بخشتا ہے، خدا کے نور کے ساتھ ان کو منور کرتے ہیں اور الٰہی بشارت کے ذریعے سے ہم انہیں مسرور کرتے ہیں، خدا کے نور کا ٹھکانہ اور کان ہم ہیں اور ہمارا پہلا آخری کی طرح ہے اور ہمارا آخری اول کی طرح ہے۔''

(نوادرالمعجزات:۱۰۳ حدیث ۸، دلائل الامامة:۱۶۸ حدیث ۱۳، مدینة المعاجز:۲۳۶ حدیث ۱۹)

شہر بقہ

(۸/۲۹۳) طبریؒ سعد بن منقد سے نقل کرتے ہیں۔

امام حسن مجتبیٰ کو میں نے مکہ میں دیکھا کہ آپ نے چند کلمات اپنی زبان پر جاری کئے اور خانہ کعبہ کو اوپر لے گئے۔ یا اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل کر دیا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، ہم نے اس معجزہ کو دوسروں کے لئے بیان کیا، لیکن وہ ہماری بات ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ ہم نے حضرت کے ساتھ مسجد کوفہ میں ملاقات کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! کیا آپ نے اس طرح نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا:

لو شئت لحولت مسجدكم الى فم بقه وهو ملتقى النهرين نهر الفرات و نهر الاعلى

''اگر میں چاہوں تو تمہاری اس مسجد کو شہر بقہ کی طرف منتقل کر دوں جو شہر نہر فرات اور نہر اعلیٰ کے سنگھم میں ہے۔''

جب امامؑ نے یہ فرمایا تو ہم نے حضرت سے درخواست کی کہ ایسا کر کے دکھائیں، آپ نے ایسا کیا اور پھر مسجد کو واپس اپنی اصلی جگہ پر لے آئے، اس کے بعد ہم حضرت کے معجزات کی کوفہ میں تصدیق کیا کرتے تھے۔

(نوادرالمعجزات:۱۰۴ حدیث ۱۱، دلائل الامامہ:۱۶۹ حدیث ۱۶ مدینة المعاجز:۲۳۸/۴ حدیث ۲۲)

جنت میں

(۹/۲۹۴) کتاب جامع ترمذی ''فضائل احمد شرف المصطفیٰ، فضائل سمعانی، امالی ابن شریح اور امالی ابانة بن بطہ میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے۔

من احبني واحب هذين وا اباهما و امهما كان معي في درجتي في الجنة يوم القيامة

''جس نے بھی مجھے ان دو بچوں کے ساتھ ان کے باپ اور ماں کو دوست رکھا وہ قیامت کے دن جنت میں میرے درجے میں ہوگا۔''

ابوالحسن نے کتاب نظم الاخبار میں اس حدیث کو نظم کی شکل میں ذکر کیا ہے۔

اخذ النبی یدالحسین وصنوہ
یوما وقال و صحبه فی مجمع
من ودنی یاقوم او ھذین او
ابویھما فالخلد مسکنه معی

(مناقب ابن شہرآشوب: ۳/ ۳۸۲، سفینۃ البحار: ۱/ ۶۱۱)

''پیغمبر اکرمؐ نے ایک دن حسینؑ اور ان کے بھائی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا جب کہ وہاں سب اصحاب جمع تھے اور فرمایا: اے لوگو! جو کوئی بھی مجھے، ان دو بچوں اور ان کے باپ اور ماں کو دوست رکھتا ہو، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

کوئی مجھے دیکھ رہا ہے

(۱۰/۲۹۵) روایت ہوئی ہے کہ حضرت امام حسنؑ رسولؐ خدا کی محفل میں حاضر ہوئے تھے جب کہ ابھی آپ سات سال سے اوپر نہ تھے، خدا کی وحی کو پیغمبر اکرمؐ کے مبارک لبوں سے سنتے تھے، اسے حفظ کرتے تھے اور جب گھر واپس آتے تو جو یاد کیا ہوتا، سب کچھ اپنی والدہ کو بیان کرتے، جب علیؑ حضرت زہراءؑ کے پاس آتے تو قرآن اور وحی کے تازہ کلمات ان سے سنتے اور حضرت زہراءؑ سے سوال کرتے، یہ کلمات کہاں سے نقل کئے ہیں؟

سیدہ عرض کرتی: اپنے بیٹے حسنؑ سے ایک دن علیؑ اپنے گھر میں چھپ گئے، امام حسنؑ گھر میں آئے اور چاہتے تھے کہ وہ نورانی کلمات جو وحی الٰہی کے سے تھے بیان کریں، لیکن بیان نہ کر سکے، کانپنے لگے اور کلمات صحیح طرح زبان سے نہ نکل سکے۔

حضرت امام حسنؑ کی والدہ حضرت زہراء نے بڑا تعجب کیا، امام حسن مجتبیٰ نے عرض کیا:

لا تعجبین یا اماہ فان کبیرا یسمعنی و استماعه قداوقفنی

''اے امی جان! تعجب نہ کریں، ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی بہت بڑا شخص میری باتوں کو سن رہا ہے اور اس کا میری باتوں کو سننا مجھے کلام کرنے سے روک رہا ہے۔''

اس وقت علیؑ باہر آ گئے اور اپنے پیارے بیٹے کو بوسہ دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام حسنؑ نے عرض کیا:

یا اماہ قل بیانی و کل لسانی لعل سید یرعانی

''اے امی جان! میرا بیان کم ہوگیا ہے اور میری زبان میں طاقت نہیں رہی ایسے ہے جیسے کوئی آقا مجھے دیکھ رہا ہے۔''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۸، بحارالانوار: ۴۳/۳۸۸ حدیث ۱۱، معالی السبطین: ۹)

اسم حسنؑ

(۱۱/۲۹۶) شیخ صدوقؒ کتاب ''معانی الاخبار'' میں امام صادقؑ سے اور آپ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ: جبرائیل نے امام حسنؑ کا نام مبارک جب کہ بہشت کے ریشمی کپڑے کے درمیان تھا رسولؐ خدا کو ہدیہ کیا اور امام حسینؑ کا نام حسن سے لیا گیا ہے۔

(معانی الاخبار: ۵۵ حدیث ۸: علل الشرائع: ۱/۱۳۹ حدیث ۹، بحارالانوار: ۴۳/۲۴۱ ح ۱۱)

جنت میں دو درخت

عروہ بارقی کی روایت جو پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسن اور حسین علیہما السلام جنت میں دو درختوں کے نام ہیں، جن سے رسول خداؐ نے شب معراج میوہ کھایا تھا۔

حکایت ہوئی ہے کہ خدا نے ان دو ناموں کو لوگوں سے چھپا کر رکھا یہاں تک کہ فاطمہؑ کے دو بیٹوں کے نام ان سے رکھے گئے۔

(بحارالانوار: ۴۳/۳۱۴ حدیث ۷۳، تہذیب الاسماء: ۱/۱۵۸ الاحقاق: ۱۰/۴۸۸)

اے کریم مولا!

(۱۲/۲۹۷) ابن شہر آشوبؒ کتاب ''مناقب'' میں لکھتے ہیں کہ امام حسنؑ جب بھی وضو کرتے تھے تو آپ کے اعضاء لرزتے تھے اور آپ کا رنگ مبارک زرد ہو جاتا تھا، جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

حق علی کل من وقف بین یدی رب العرش ان یصفر لونه و ترتعد مفاصله

''جو شخص بارگاہ رب العرش میں حاضر ہوتا ہے، تو اس پر حق بنتا ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اعضاء کانپنے لگیں اور جب آپ مسجد کے پاس پہنچتے ہیں تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتے اور کہتے:

الهی ضیفك ببابك، یا محسن قد اتاك المسی فتجاوز عن قبیح ما عندی یعمیل ما عندك یا کریم

''اے پروردگار! تیرا مہمان تیرے گھر میں کھڑا ہے۔ اے احسان کرنے والے! تیرا گناہ گار بندہ تیرے پاس آیا ہے، اپنی اچھائیوں کے ذریعے سے میری برائیوں سے درگزر فرما۔ اے کریم مولا!''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۱۴، المستدرک: ۱/ ۵۴۳ حدیث ۴، بحارالانوار: ۴۳/ ۳۳۹ حدیث ۱۳)

امام حسنؑ کا گریہ

(۲۹۸/ ۱۳) شیخ صدوقؒ کتاب ''امالی'' میں رقم طراز ہیں:

امام حسنؑ جب حج کے سفر کے لئے جاتے تو پیدل جاتے اور کبھی پاؤں سے ننگے جاتے، جب موت کو یاد کرتے تو آنسو بہاتے اور جب قبر کو یاد کرتے یا قبر سے باہر آنے کو یاد کرتے یا میدان محشر کو یاد کرتے یا پل صراط سے گزرنے کے بارے میں سوچتے تو گریہ کرتے تھے اور جب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے اور اعمال کے حساب و کتاب کو یاد کرتے تو چیخ مار کر بے ہوش ہوجاتے۔

جب آپ بارگاہ ایزدی میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کے بدن میں لرزہ پیدا ہوجاتا اور جب بہشت یا دوزخ کو یاد کرتے تو پریشان ہوجاتے اور ایک ڈسنے والے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے اور خدا سے بہشت کی درخواست کرتے اور اس سے دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے۔

(امالی صدوق: ۲۲۴ حدیث ۱۰ مجلس ۳۳، بحارالانوار: ۴۳/ ۳۳۱ حدیث ۱، حلیۃ الابرار: ۳/ ۵۳ حدیث ۱، معالی السبطین: ۱۳)

روایت ہوئی ہے کہ آپ نے اپنا تمام مال دو مرتبہ اور ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ فقیروں کے درمیان تقسیم کیا اور پچیس مرتبہ پیدل حج خانہ کعبہ کیا۔

(بحارالانوار: ۴۳/ ۳۳۹ حدیث ۱۳)

درخت کا دوڑنا

(۲۹۹/ ۱۴) ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ ابراہیم بن سعد سے نقل کرتے ہیں:

میں نے محمد بن اسحاق سے سنا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ ابھی بچے تھے اور کھیل رہے تھے، اس حال میں میں نے دیکھا کہ امام حسنؑ نے کھجور کے ایک درخت کو آواز دی تو وہ درخت آپ کی طرف ایسے آیا جیسے کوئی بچہ اپنے باپ کی طرف دوڑا آتا ہے۔

(نوادر المعجزات: ۱۰۰ حدیث ۱، دلائل الامامۃ: ۱۶۴ حدیث ۴، مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۱ حدیث ۱۰)

امام حسنؑ کی سخاوت

(۱۵/۳۰۰) طبریؒ نے قبیصہ بن ایاس سے نقل کیا ہے:

میں امام حسنؑ کے ساتھ ہمسفر تھا، ہم شام کی طرف جا رہے تھے، آپ روزہ کی حالت میں تھے، سوائے سواری کے جو آپ کے ساتھ تھی کوئی زادوتوشہ ہمراہ نہ تھا، جیسے ہی سورج کی سرخی چھپ گئی اور نماز واجب کا وقت آیا تو آپ نے نماز پڑھی، پس ایسے لگا جیسے آسمان کے دروازے کھل گئے ہوں اور چراغ لٹک چکے ہوں، فرشتے نیچے آئے اور اپنے ساتھ غذا اور میوے کے برتن، نیز کچھ طشت اور پانی کے برتن زمین پر لا کر رکھے، دسترخوان بچھا دیا گیا اور ہم سب مل کر ستر آدمی تھے، اس دسترخوان سے ہم نے ہر چیز کھائی، امامؑ اور ہم سب سیر ہو گئے، دوبارہ اس دسترخوان کو بغیر اس کے کہ اس سے کوئی چیز کم ہوئی ہو واپس لے گئے۔

(نوادرالمعجزات: ۱۰۲ حدیث ۶، دلائل الامامۃ: ۱۶۷ حدیث ۱۰، مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۵ حدیث ۱۶)

انوکھی ولادت

(۱۶/۳۰۱) طبریؒ حضرت جوادالائمہ سے نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین اپنے بیٹے امام حسن مجتبیٰ اور سلمان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے، لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے، اچانک ایک مرد بڑی خوبصورت شکل کے ساتھ وہاں داخل ہوا اور آپؑ کو سلام کر کے بیٹھ گیا، پھر عرض کی: یا امیر المومنینؑ! آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ نے جواب دے دیئے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ لوگوں نے آپ کے علاوہ دوسرے کا انتخاب کر کے ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جو بخشا نہیں جائے گا اور دنیا و آخرت میں ہلاک ہو جائے گا اور اگر آپ جواب نہ دے سکے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ آپ میں اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

امیر المومنین نے فرمایا: جو تیرا دل چاہتا ہے پوچھو۔ اس نے عرض کیا:

اخبرنی عن الرجل اذا انام این تذهب روحه؟ وعن الرجل کیف یذکرو ینسی؟ وعن الرجل کیف یشبه ولده الاعمام والاخوال؟

''مجھے بتائیں آدمی کی نیند کے وقت روح کہاں جاتی ہے؟ اور کس طرح آدمی ایک مطلب کو یاد رکھتا ہے اور کسی مطلب کو بھول جاتا ہے؟ اور کس طرح آدمی کا بچہ اپنے دودھیال اور ننھیال والوں کے ساتھ شباہت رکھتا ہے؟''

جب اس شخص کے سوالات مکمل ہو گئے تو امیر المومنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اے ابومحمد! تو اس شخص کے سوالات کے جواب دے۔

امام حسنؑ نے فرمایا: رہا تیرا پہلا سوال تو جواب یہ ہے کہ اس کی روح ہوا میں اور ہوا فضا میں لٹک جاتی ہے، اس وقت تک کہ یہ شخص اپنے آپ کو بیدار کرنے کے لئے حرکت دے۔ پس اگر خدا تعالیٰ اس روح کو صاحب روح کی صرف لوٹنے کی اجازت دے دے تو روح ہوا کو اور ہوا فضا کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور آخر کار روح واپس لوٹ آتی ہے اور صاحب روح کے بدن میں چلی جاتی ہے اور اگر خدا تعالیٰ روح کو لوٹنے کی اجازت نہ دے تو معاملہ الٹ ہو جاتا ہے۔ یعنی فضا ہوا کو اور ہوا روح کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور قبر سے نکلنے کے وقت تک روح صاحب روح کے بدن کی طرف واپس نہیں آتی۔

تیرا دوسرا سوال یہ تھا کہ انسان کس چیز کو یاد کیسے رکھتا ہے اور بھول کیسے جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک طرف میں ہے اور اس پر ایک پردہ ہے۔ اگر چاہتا ہے کہ کسی مطلب کو یاد میں لائے تو ایک مکمل درود محمد و آل محمد علیہم السلام پر بھیجتا ہے تو وہ پردہ جو دل پر ہوتا ہے وہ ایک طرف ہو جاتا ہے اس طرح دل کھل جاتا ہے اور رد ہو جاتا ہے اور وہ شخص جس چیز کو بھول گیا ہوتا ہے اسے یاد آ جاتی ہے۔

اور اگر محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود نہ بھیجے یا ناقص درود بھیجے ''یعنی آل کو درود میں ذکر نہ کرے'' تو دل پر جو پردہ ہے وہ ایک طرف نہیں اٹھتا تو نتیجتاً دل اسی طرح تاریک رہتا ہے اور وہ مطلب بھولا رہتا ہے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے اگر اس کا دل مطمئن، رگیں پرسکون اور بدن میں کوئی لرزہ اور اضطراب نہ ہو تو نطفہ رحم میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے برخلاف آدمی کا دل مطمئن نہ ہو، اس کی رگیں پرسکون نہ ہوں، اس کا بدن کسی خوف یا وحشت یا کسی اور وجہ سے کانپنے لگے اور مضطرب ہو جائے تو نطفہ بھی کانپ جاتا ہے اور کسی نہ کسی رگ پر جا گرتا ہے، اگر دودھیال والی رگوں پر جا گرے تو بچہ اپنے چچاؤں وغیرہ کی شکل پر جاتا ہے اور اگر نطفہ ننھیال والی رگوں پر جا گرے تو بچہ اپنے ماموں کی شکل پر جاتا ہے۔

سوال کرنے والے شخص نے جب اپنے سوالوں کے جواب سنے تو عرض کرنے لگا:

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں ہمیشہ اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے رسول ہیں۔

اس کے بعد امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ خدا نے اپنے بعد آپ کو وصیت کی اور آپ ان کے جانشین اور وصی ہیں اور ان کی روشن دلیلوں کو واضح کرتے ہیں۔ پھر امام حسنؑ کی طرف اشارہ کیا اور عرض کیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے باپ کے بعد ان کے وصی اور جانشین ہیں اور ان کی حجتوں اور دلائل کو قائم کرو گے۔ پھر عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ حسین بن علیؑ اپنے بھائی کے بعد حجت خدا ہے اور لوگوں کو دلیل اور برہان دکھلائے گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن الحسین حسینؑ کے امر کو زندہ رکھنے والا ہے۔ یعنی ان کے بعد ہدایت کے پرچم کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؑ بن علی، علی بن الحسینؑ کے امر کو قائم رکھنے والا ہے اور ان کی راہ کو برقرار رکھنے والے ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں جعفرؑ بن محمدؑ، محمدؑ بن علی کے بعد ان کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد ولی امر ہیں اور میں

گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰؑ بن جعفرؑ جعفر ابن محمدؑ کے امر کو باقی رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد صاحب اختیار ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن موسیٰؑ، موسیٰ بن جعفرؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد لوگوں کے پیشوا ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؑ بن علیؑ، علیؑ بن موسیٰ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد جن وانس کے راہنما ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن محمدؑ، محمدؑ بن علیؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد امور کے والی ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حسنؑ بن علیؑ، علیؑ بن محمدؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد شیعوں کی ہدایت کرنے والے ہیں۔

واشهد ان رجلا من ولد الحسن بن علی لا یسمعی ولا یکنی حتی یظهر امره فیملاها قسطا وعدلا کما ملئت جورا

"میں گواہی دیتا ہوں آخری امام حسنؑ بن علیؑ کی اولاد سے ایک مرد ہے جن کا اصلی نام اور کنیت ان کے ظہور تک نہیں کہنی چاہیے پس وہ جہان کو عدل سے پر کردیں گے جیسے یہ ظلم اور ستم سے پر ہو چکی ہوگی۔"

اس کے بعد عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپ پر خدا کا درود اور رحمت ہو، پھر اٹھا اور چلا گیا۔ امام حسنؑ اس کے پیچھے مسجد سے باہر گئے، جب واپس آئے تو امیر المومنینؑ سے عرض کیا: جیسے ہی اس نے اپنے پاؤں مسجد سے باہر رکھے تو پتہ نہیں چلا کہ کہاں گیا۔ حضرت نے فرمایا: اے ابومحمد کیا اسے جانتے ہو؟ آپ نے عرض کیا: خدا اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ بہتر جانتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: وہ خضرؑ تھے۔

(دلائل الامامۃ: ۱۷۴ حدیث ۲۶، المحاسن: ۲۷۴ حدیث ۱۹۹، کمال الدین: ۳۱۳، عیون الاخبار: ۱/ ۶۵ حدیث ۳۵)

کفلین سے مراد کیا ہے؟

(۱۷/۳۰۲) کتاب مناقب میں آیت شریفہ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (سورہ حدید: آیت ۲۸)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لے آؤ تا کہ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے عنایت فرمائے اور تمہارے لئے نور قرار دے جس کے ذریعے سے تم بہشت تک جاسکو۔"

کی تفسیر کے متعلق امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

الکفلین الحسن و الحسینؑ و النور علیؑ

''کفلین سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور نور سے مراد علیؑ ہیں۔''

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳/ ۳۸۰، بحارالانوار: ۲۳/ ۳۱۷ حدیث ۲۶ تاویل الآیات: ۲/ ۶۶۹ حدیث ۲۸ تفسیر برہان: ۴: ۳۰۰ حدیث ۶)

آیات سے مراد

(۴۰۳/ ۱۸) اسی کتاب میں ان دو آیتوں

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ (سورہ تین: آیت ۱ اور ۲)

کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

والتین والزیتون سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور طور سینین سے مراد علیؑ ہیں اور وبلد الامین سے مراد محمدؐ ہیں۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳/ ۳۹۴ بحارالانوار: ۲۴/ ۱۰۵ حدیث ۱۵ اور تفسیر برہان: ۴/ ۷۷۴ حدیث ۴)

سیب کی گردش

(۴۰۴/ ۱۹) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن میں رسولؐ خدا کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ وہاں امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ بھی موجود تھے۔ اچانک جبرائیل نازل ہوا اور اپنے ساتھ ایک سیب لایا جو رسولؐ خدا کو بطور ہدیہ دیا، پیغمبر اکرمؐ نے اس کو قبول کیا اور امیر المومنینؑ کو ھدیہ کر دیا۔

امیر المومنینؑ نے اسے قبول کیا چوما اور رسولؐ خدا کو واپس کر دیا، پیغمبر اکرمؐ نے سیب لے کر امام حسن مجتبیٰ کو ہدیہ کیا، امام حسنؑ نے لیا، چوما اور رسول خداؐ کو واپس کر دیا۔ رسولؐ خدا نے وہی سیب امام حسینؑ اور حضرت زہراؑ کو باری باری ہدیہ کیا، دونوں نے لیا اور چوم کر واپس رسولؐ خدا کو لٹا دیا، رسولؐ خدا نے دوبارہ علیؑ کو وہ سیب دیا، جب علیؑ نے اس سیب کو واپس کرنا چاہا تو وہ زمین پر گر گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پس اس سے ایک ایسا نور نکلا جس نے آسمان اور زمین کو روشن کر دیا، ہم نے دیکھا کہ اس پر قلم قدرت پروردگار سے دو سطریں ہوئی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم تحية من الله الى محمد المصطفى و على المرتضى و فاطمة الزهراء و الحسن و الحسين سبطي رسول الله وامان لمحبيهما يوم القيامةمنالنار

(بحارالانوار: ۴۳/ ۳۰۷ حدیث ۲۷، مائۃ منقبۃ: ۲۶ منقبت ۸، غایۃ المرام: ۶۵۹)

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے۔ یہ پروردگار کی طرف سے محمد مصطفیؐ، علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراءؑ حسنؑ اور حسینؑ کے لیے تحفہ اور ان کے دوستوں کے لئے جہنم کی آگ سے

امان نامہ ہے۔''

ہار کے موتی

(۲۰/۳۰۵) اسی کتاب میں روایت ہوئی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے تحریر لکھی تھی۔

امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ سے فرمایا: میرا خط تیرے خط سے خوبصورت ہے، امام حسینؑ نے فرمایا: نہیں، میرا خط آپ کے خط سے خوبصورت ہے، دونوں نے اپنی والدہ فاطمہؑ سے عرض کیا: آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں، حضرت زہراءؑ نہیں چاہتی تھیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ناراض کرے لہٰذا فرمایا: اپنے باپ سے جا کر پوچھو۔ جب حضرت علیؑ سے پوچھا تو وہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بچہ ناراض ہو، لہٰذا آپ نے فرمایا: اپنے نانا رسول خداؐ سے جا کر پوچھو۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: میں اس وقت تک آپ کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا مگر یہ کہ جبرائیل سے پوچھ نہ لوں، جب جبرائیل آیا تو اس نے عرض کیا: میں فیصلہ نہیں کرسکتا، اسرافیل فیصلہ کرے گا۔ اسرافیل نے عرض کیا: میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کرسکتا جب تک بارگاہ ایزدی سے سوال نہ کرلوں جب خدا سے پوچھا گیا تو خدا نے فرمایا: میں فیصلہ نہیں کروں گا بلکہ ان کی والدہ زہراءؑ فیصلہ کرے، حضرت زہراءؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! میں آپ کے حکم کی اطاعت کرتی ہوں اور فیصلہ کرتی ہوں۔ حضرت زہراءؑ کے پاس ایک ہار تھا آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا: میں اس ہار کے موتیوں کو تمہارے سامنے زمین پر گرا دیتی ہوں جس نے تم دونوں میں سے زیادہ چن لیے اس کا خط زیادہ خوبصورت ہے، پھر آپ نے اپنا ہار کھولا اور موتی زمین پر گرا دیئے۔ جبرائیل اس وقت عرش الٰہی کے پاس تھا، خدا نے حکم دیا، فوراً جا اور موتیوں کو برابر دو حصوں میں تقسیم کردے تا کہ ان دو شہزادوں میں سے کوئی ناراحت نہ ہو جائے۔

ففعل ذلك جبرئيل اكراما لهما و تعظيما

''جبرائیل نے ان دونوں کے اکرام اور تعظیم کی خاطر فوراً ایسا کر دیا۔''

(بحارالانوار: ۳۰۹/۴۳ سطر ۵، الانوارالصمانیۃ: ۱۹/۱)

پانچواں حصہ

فضائل حسینؑ شہید کربلا

وحی وقرآن کے دامن میں پرورش پانے والے، کامل شدہ علم شرافت اور کائنات کے شہیدوں کے سردار حضرت ابا عبداللہ الحسین صلوات اللہ علیہ کے افتخارات اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ

حدیث بھول گئی

(۱/۳۰۶) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص امام حسینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اورعرض کی: خدانے آپ کو جو فضائل عطا کئے ہیں ان کے بارے میں ہمیں بتائیں۔

امامؑ نے فرمایا: تجھ میں طاقت نہیں ہے کہ تو ان کو سن سکے اور قبول کر سکے۔ اس نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! آپ بیان کریں، میں برداشت کروں گا اور قبول کروں گا۔ امامؑ نے جب اس کے اصرار کو دیکھا تو اس کے لئے ایک حدیث بیان فرمائی۔

لیکن ابھی آپ کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ اس شخص کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے اور وہ حدیث کو بھول گیا امام حسینؑ نے فرمایا:

ادرکته رحمة الله حیث نسی الحدیث

''خدا کی رحمت اس کے شامل حال ہوئی کہ وہ فوراً حدیث کو بھول گیا۔''

(الخرائج:۲/۷۹۵حدیث ۵،مختصر البدائر:۱۰۸،اثبات الھداۃ:۵/۱۹۵حدیث ۳۰)

عقل زائل ہوگئی

(۲/۳۰۷) روایت ہوئی ہے کہ تین آدمی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور آپ سے اس طرح کی حدیث کی

درخواست کی، جب حضرت نے ان سے ایک کے لئے حدیث بیان فرمائی تو وہ جب اٹھا، اس کی عقل ختم ہو چکی تھی اور الٹا ہو کر چلنے لگا، اس کے دونوں ساتھیوں نے بڑی کوشش کی کہ اس کے ساتھ بات کریں لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا اور سب واپس لوٹ گئے۔

(الخرائج: ۲/ ۷۹۵ حدیث ۴، مختصر البصائر: ۱۰۷)

(۳/۳۰۸) علامہ مجلسیؒ کے نواسے سید محمد حسین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: نوے ہجری سے بعد کا ایک واقعہ ہے کہ شہر تستر کی نہر میں ایک سنگریزہ ملا، جس پر سرخ رنگ سے کچھ کلمات لکھے ہوئے تھے، اس شہر کے حاکم نے وہ سنگریزہ بادشاہ کے پاس بھیج دیا، اس نے کندہ کاری اور صنعت گری میں ماہر لوگوں کو دیکھایا۔ تا کہ اس کے نقش میں غور و فکر کریں، ان سب نے غور و فکر کرنے کے بعد گواہی دی کہ یہ کسی بشر کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے، بلکہ قدرتی طور پر ہے اور پروردگار کے قلم قدرت سے اسی پتھر پر لکھا ہوا ہے۔ جو کلمات اس پتھر کے ٹکڑے پر لکھے ہوئے تھے وہ یہ تھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ قتل الامام الشھید المظلوم الحسین بن الامام علی بن ابی طالب علیھما السلام و کتب بدمه بأذن الله وحوله علی کل ارض و حصاۃ (و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون)

(سورہ شعراء: آیت ۲۲۷)

''خدا کے نام کے ساتھ جو رحمن اور رحیم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، علیؑ اللہ کے ولی ہیں، امام شہید مظلوم حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام قتل کر دیئے گئے اور حکم خدا اور اس کی قدرت سے زمین کے ہر سنگریزے پر لکھا گیا ہے (عنقریب ظلم کرنے والے جان لیں گے کہ وہ کس سزا کی طرف لوٹ کر آنے والے ہیں۔''

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس پتھر کو چاندی میں زینت دی جائے، تا کہ میں اسے اپنے بازو پر باندھ سکوں۔

اس حکایت کے مشابہے ایک خبر شیخ بہائیؒ نے نقل کی ہے کہ زمین کربلا میں سرخ رنگ کا ایک پتھر ملا جس پر یہ دو شعر لکھے ہوئے تھے:

انا درد من السماء نثرونی
یوم تزویج والد السبطین
کنت اصفی من اللجین بیاضا
صبغتنی دماء نحر الحسین

(ریاض المدح والرثاء:۲۲۱ فاطمۃ الزہراء بھجیۃ قلب المصطفیٰ:۴۶۸)

''میں وہ موتی ہوں جو حسنؑ وحسینؑ کے والد (علیؑ) کی شادی کے موقع پر آسمان سے زمین کی طرف نثار کیا گیا تھا۔

میرا رنگ خام چاندی سے بھی سفید تر تھا، امام حسینؑ کے گلے کے خون نے مجھے اس طرح سرخ کر دیا ہے۔''

زیارت امام کی فضیلت

(۴/۳۰۸) شیخ صدوقؒ کتاب ''امالی'' میں عبداللہ بن فضیل سے روایت نقل کرتے ہیں۔

میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ اہل طوس سے ایک مرد آپ کے پاس آیا اور سوال کیا: یابن رسول اللہ! جو کوئی امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے اس کا کتنا ثواب ہے۔

امامؑ نے اسے فرمایا:

یا طوسی من زار قبر ابی عبداللہ الحسین بن علی علیہما السلام وھو یعلم انہ امام من اللہ مفترض الطاعۃ علی العباد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ و ما تأخر و قبل شفاعتہ فی سبعین مذنبا و لم یسال اللہ عزوجل عند قبرہ حاجۃ الا قضا ھالہ

''اے طوسی جو کوئی امام حسین بن علی علیہما السلام کی قبر کی زیارت کو جائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے واجب الاطاعت امام ہیں (جس کی اطاعت بندوں پر خدا کی طرف سے واجب ہے) تو خدا اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف کردے گا، ستر گناہ گاروں کے متعلق اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور حضرت کی قبر کے پاس جو حاجت بھی خدا سے طلب کرے گا خدا اس کو پورا کرے گا۔''

(امالی صدوق:۶۸۴ حدیث ۱۱ مجلس ۸۶، بحارالانوار:۱۰۱/ ۲۳ حدیث ۱۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث میں امامؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ اس کے آئندہ گناہ بھی خدا معاف کردے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اسے توبہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے گا اور اس کا انجام بخیر ہوگا، تاکہ اس سے یہ لازم نہ آئے کہ گناہ کا ارتکاب جو عقلی طور پر قبیح ہے جائز ہے۔

اپنے اپنے کمالات

(۵/۳۱۰) شاذان بن جبرئیل قمیؒ کتاب فضائل میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے اور امیر المومنینؑ بھی آپ کے پاس موجود تھے کہ اچانک امام حسینؑ آ گئے، پیغمبر اکرمؐ نے ان کو پکڑ کر اپنی گود میں لے لیا اور ان کی پیشانی اور ہونٹوں کا بوسہ دیا، اس وقت آپ کی عمر چھ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! کیا آپ میرے بیٹے سے محبت کرتے ہیں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

کیف لا احبہ و ھو عضو من اعضای

''کس طرح میں اس سے محبت نہ کروں جب کہ وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔''

علیؑ نے عرض کیا: آپ مجھے زیادہ دوست رکھتے ہیں یا حسینؑ کو؟ رسولؐ خدا کے جواب دینے سے پہلے امام حسینؑ نے عرض کیا:

یا ابة من کان اعلی شرفا کان احب الی النبی و اقرب الیہ منزلة

''بابا جان! جو از حیث نسب برتر اور از حیث شرف بلند ہوگا وہ نبیؐ کے نزدیک محبوب تر اور مقام و درجہ کے لحاظ سے ان کے نزدیک تر ہوگا۔''

حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: کیا اپنے اپنے افتخارات اور کمالات بیان نہ کریں؟

امام حسینؑ نے عرض کیا: ہاں اگر آپ راضی ہیں تو میں تیار ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: بیٹا میں مومنوں کا حکم، سچوں کی زبان، مصطفی کا معاون، مددگار، خدا کے علم کا خزانہ دار اور مخلوق کے درمیان اس کا چنا ہوا ہوں۔

میں پہلے زمانے کے لوگوں کی بہشت کی طرف رہبری کرنے والا ہوں، میں رسولؐ خدا کے قرضوں کو ادا کرنے والا ہوں، میرا چچا حمزہ سید الشہداء ہے جس کا ٹھکانا بہشت برین ہے، میرا بھائی جعفر طیار ہے، جو فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے، میں رسولؐ خدا کی طرف سے نصب قضاوت رکھتا ہوں، میں ان کا علم بردار ہوں، میں وہ ہوں جس نے سورہ برأت کو حکم خدا سے اہل مکہ کے سامنے تلاوت کیا اور میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا ہے۔

میں خدا کی وہ محکم و مضبوط رسی ہوں، جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ تمسک کرو۔ وہ فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (سورہ آل عمران: آیت ۱۰۳)

''سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔''

میں خدا کا چمکتا ہوا ستارہ ہوں میں وہ ہوں جس کی آسمان کے فرشتے زیارت کرتے ہیں، میں خدا کی بولتی زبان اور اس کے بندوں پر اس کی طرف سے حجت ہوں، میں خدا کا طاقتور ہاتھ ہوں، میں آسمانوں میں خدا کا چہرہ ہوں اور اس کی روشن جانب وطرف ہوں۔

میں وہ ہوں جس کے حق میں خدا فرماتا ہے:

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴿۲۷﴾

''بلکہ وہ خدا کے مقرب بندے ہیں جو ہرگز اس کی بات سے آگے نہیں بڑھتے اور ہمیشہ اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔''(انبیاء:۲۶۔۲۷)

میں خدا کی طرف سے ایسی محکم دستاویز ہوں، جس کے لئے شکست نہیں ہے اور نہ ہی ٹوٹتی ہے، خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

انا باب الله الذی یوتی منه. انا علم الله علی الصراط انا بیت الذی من دخله کان آمنا ضمن نمسك بولایتی و محبتی امن من النار

''میں خدا کا وہ دروازہ ہوں جس سے داخل ہونا چاہیے، میں پل صراط پر خدا کی نشانی ہوں، میں خدا کا وہ گھر ہوں، جس میں جو بھی داخل ہوگیا وہ امان پا گیا، اور جس نے بھی میری ولایت اور محبت کو پکڑ لیا وہ آتش جہنم سے محفوظ ہوگیا، میں وہ ہوں جس نے عہد توڑنے والے اہل جمل کو، ظلم کرنے والے اہل صفین اور دین سے خارج ہونے والے اہل خوارج کو قتل کیا، میں کافروں کو قتل کرنے والا اور یتیموں کا باپ اور بیوہ عورتوں کی پناہ ہوں، میں وہ ہوں جس کی ولایت کے متعلق قیامت کے دن سوال ہوگا۔''

کیونکہ یہ آیہ شریفہ میں ہے:

لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴿۸﴾ (سورہ تکاثر: آیت ۸)

''لازمی طور پر اس دن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

اور میں خدا تعالیٰ کی وہ نعمت ہوں جو اس کے بندوں کو دی گئی۔

میں وہ ہوں جس کی شان میں خدا فرماتا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

''آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر نعمتیں تمام کر دیں اور میں راضی ہوں کہ تمہارا دین اسلام ہو۔'' (سورہ مائدہ: آیت ۳)

فمن احبنی کان مسلما مومنا کامل الدین

''پس جو بھی مجھ سے محبت کرے گا وہ واقعی مسلمان ہوگا اور ایسا مومن ہوگا جس کا دین کامل ہوگا۔''

میں وہ ہوں جس کے سبب تم نے ہدایت پائی ہے۔ میرے اور میرے دشمن کے متعلق خدا فرماتا ہے:

وقفوهم انهم مسئولون (سورہ صافات: آیت ۲۴)

''ان کو روکو ان سے سوال کیا جانا ہے یعنی میری ولایت کے متعلق قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا اور میں وہ عظیم خیر ہوں۔''

میں وہ ہوں جس کے سبب سے خدا نے اپنے دین کو غدیر خم میں اور معرکہ خیبر میں مکمل کر دیا، میں وہ ہوں جس کے متعلق رسولؐ خدا نے فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

میں مومن کی نماز کی روح ہوں۔ حی علی الصلوہ میں صلوۃ سے مراد حی علی الفلاح میں فلاح سے مراد اور حی علی خیر العمل میں خیر العمل سے مراد میں ہی ہوں، میں وہ ہوں جس کے دشمنوں کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی:

سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾

(سورہ معارج: آیت ا اور ۲)

''ایک سائل نے ایسے عذاب کے بارے میں سوال کیا جس کا واقعہ ہونا حتمی ہے اور جس کے منع کرنے والا کوئی نہیں۔''

میں لوگوں کو حوض کی طرف بلاؤں گا اور میرے علاوہ کوئی بھی مومنوں کو حوض کی طرف نہیں بلائے گا، میں پاک اور معصوم اماموں کا باپ ہوں، میں قیامت کے دن اعمال کا ترازو ہوں، میں اہل دین کا سردار اور مومنوں کو اچھائیوں کی طرف راہنمائی کرنے والا اور اپنے پروردگار کی بخشش ہوں، میرے اصحاب اور ساتھی قیامت کے دن میرے دوست ہوں گے، کیونکہ انہوں نے میرے دشمنوں سے دوری اختیار کی اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا، وہ موت کے وقت نہ ڈریں گے اور نہ کوئی غم کھائیں گے، ان کو قبر میں کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا، وہ شہداء اور صدیقین کے مرتبہ پر فائز ہوں گے جو بارگاہ ایزدی میں خوشحال اور شادمان زندگی بسر کر رہے ہیں، میں وہ ہوں جس کے شیعوں نے عہد کیا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ کریں گے اور ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ رکھیں گے اگر چہ وہ ان کے والدین اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔

میں وہ ہوں جس کے شیعہ حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، میں وہ ہوں جس کے پاس میرے شیعوں کے اماموں کی فائل ہے۔

میں اہل ایمان کا مددگار ہوں اور خدا کے نزدیک ان کی شفاعت کروں گا۔

انالضارب بالسیفین انا الطاعن بالرمحین انا قاتل الکافرین یوم بدر و حنین انا مردی الکماۃ یوم احد انا ضارب ابن عبدود لعنۃ اللہ تعالی یوم الاحزاب انا قاتل عمر و مرحب انا قاتل فرسان خیبر

''میں دو تلواروں اور دو نیزوں کے ساتھ زخم لگانے والا ہوں، میں بدر اور حنین کے دن کافروں کو قتل کرنے والا ہوں۔ میں وہ ہوں، جس نے اسلحہ سے لیس شجاع لوگوں کو احد کے دن جہنم واصل کیا، میں جنگ احزاب میں عمرو بن عبدود کو قتل کرنے والا ہوں، میں عمرو اور مرحب کو قتل کرنے والا ہوں میں وہ ہوں جس نے خیبر کے بہادروں کو قتل کیا۔''

میں وہ ہوں جس کے متعلق جبرائیل نے ندا دی۔

لاسیف الاذوالفقار ولا فتی الا علی

''ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے اور علی کے علاوہ کوئی جوان مرد نہیں ہے۔''

فتح مکہ کا سہرا میرے سر پر ہے، میں نے لات وعزی دو بتوں کو زمین پر گرایا اور ان کی تمام شان وشوکت کو ملیامیٹ کر دیا، ہبل اعلیٰ اور مناہ ثالثہ کو میں نے ویران کیا، میں وہ ہوں جو پیغمبر اکرمؐ کے کندھوں پر چڑھا اور بتوں کو نیچے گرایا، میں وہ ہوں جس نے بت یغوث، یعوق اور نسر کو توڑا، میں وہ ہوں جس نے راہ خدا میں کافروں کے ساتھ جنگ کی۔

انا الذی تصدق بالخاتم انا الذی نمت علی فراش النبی ووقیتہ بنفسی من المشرکین

''میں وہ ہوں جس نے اپنی انگوٹھی فقیر کو عطا کی، میں وہ ہوں جو بستر نبیؐ پر سویا اور خود کو خطرے میں ڈال کر حضرت کو مشرکوں سے بچایا۔''

میں وہ ہوں کہ جس کے خشم وغضب سے جن خوفناک ہیں، میں وہ ہوں جس کے سبب خدا کی عبادت کی جاتی ہے، میں وحی الٰہی کا ترجمان اور علم خدا کا آئینہ ہوں، میں رسولؐ خدا کے بعد جمل اور صفین کے جنگجوؤں کو قتل کرنے والا ہوں، میں بہشت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

اس وقت علیؑ چپ ہو گئے تو رسول خداؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا: اے ابوعبداللہ کیا جو تیرے والد بزرگوار نے کہا وہ تو نے سنا

ہے؟ اور جو کچھ انہوں نے شمار کیا ہے یہ ان کے فضائل کے دسویں حصے کا بھی دسواں حصہ ہے بلکہ وہ ان تمام فضائل سے بھی بلند تر ہے۔
امام حسینؑ نے عرض کیا:

الحمدلله الذی فضلنا علی کثیر من عباده المومنین و علی جمیع المخلوقین وخص جدنا بالتزیل و التاویل و الصدق و مناجاة الامین جبرائیل و جعلنا خیار من اصطفاه الجیل و رفعنا علی الخلق اجمعین

''تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے اکثر مومن بندوں اور تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے، ہمارے نانا کونزول قرآن، تاویل، سچائی اور جبرائیل امین کے ساتھ کلام کرنے کے لئے خاص کیا ہمیں اپنے چنے ہوئے بندوں میں سے اختیار کیا اور اپنی تمام مخلوق پر بلندی اور برتری عطا کی۔''

پھر امام حسینؑ نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ آپ نے جو کچھ فرمایا: اس میں آپ سچے اور امین ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے میرے بیٹے اب تم اپنے فضائل بیان کرو۔

امام حسینؑ نے عرض کیا: اے بابا جان! میں علی ابن ابی طالب کا بیٹا ہوں، میری ماں فاطمہ زہراءؑ تمام عورتوں کی سردار ہے، میرے نانا محمد مصطفی ہیں جو اولاد آدم کے سردار اور آقا ہیں۔

یا علیؑ خدا اور تمام لوگوں کے نزدیک میری ماں کا مقام آپ کی والدہ سے بڑھ کر ہے، میرے نانا خدا اور تمام لوگوں کے نزدیک آپ کے نانا سے افضل ہیں۔

وانا فی المهد ناغانی جبرائیل و تلقانی اسرافیل

''میں وہ ہوں جس کا جبرائیل نے جھولا جھلایا اور اسرافیل جس کے دیدار کے لئے آیا۔''

یاعلی انت عندالله افضل منی و انا فخر منك بالاباء والامهات والاجداد

''یا علیؑ آپ کا مقام خدا کے نزدیک افضل ہے اور میں اپنے آباؤ اجداد اور ماؤں کے حسب ونسب کے ذریعے سے آپ سے زیادہ افتخار رکھتا ہوں۔''

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اٹھے اور اپنے ہاتھ اپنے والد بزرگوار کے گلے میں ڈال کر انہیں چومنے لگے، علیؑ نے بھی اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر بوسہ دیا اور فرمایا:

زادك الله شرفا و فخرا و علما و حلما و لعن الله تعالی ظالمیك یا اباعبدالله

''خدا تعالیٰ تیرے شرف، فخر، علم اور حلم میں اضافہ فرمائے اور اے ابا عبداللہ جو تیرے اوپر ظلم

کریں خدا ان پر لعنت کرے۔'' (الفضائل ابن شاذان: ۸۳، حلیۃ الابرار: ۲/ ۱۲۳ حدیث ۶، معالی السبطین: ۵۸)

نوے ہزار سبز گنبد

(۶/۳۱۱) ابن قولویہ کتاب کامل الزیارات میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا ایک نور کا تخت لگا یا گیا ہے اور ایک سرخ یاقوت کا گنبد جو جواہرات کے ساتھ مزین ہے اس پر رکھا ہوا ہے۔

و کانی بالحسین بن علی جالسا علی ذلک السریر و حوله تسعون الف قبة خضراء و کانی یا المومنین یزورونه و یسلمون علیه

''گویا میں حسینؑ بن علیؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس تخت پر تشریف فرما ہیں اور ان کے اردگرد نوے ہزار سبز گنبد ہیں، گویا میں مؤمنین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت کی زیارت کر رہے ہیں اور آپ پر سلام کر رہے ہیں۔''

خدا تعالیٰ ان کو فرمارہا ہے:

اولیائی سلونی فطالما اوذیتم و ذللتم و اضطهدتم فهذا یوم لا تسالولی حاجة من حوائج الدنیا والاخرة الا قضیتها لکم فیکون اکلهم و شربهم من الجنة فهذه والله الکرامة

''اے میرے دوستو! مجھ سے جو چاہتے ہو مانگو تم طویل مدت دشمنوں کی طرف سے اذیت اور تکلیف میں گرفتار رہے ہو اور ذلیل ہوتے رہے ہو اور تمہارے خاص مذہب کی وجہ سے تم پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ آج مجھ سے دنیا اور آخرت کی حاجات میں سے جو مانگو گے میں اسے پورا کروں گا، پس ان کی خوراک اور پانی بہشت سے ہوگا خدا کی قسم یہ ایک بڑا عظیم مقام ہے۔''

(کامل الزیارات: ۲۵۸ حدیث ۳ باب ۵۰، بحارالانوار: ۵۳/ ۱۱۶ حدیث ۱۴۰ اور ۱۰۱/ ۶۵ حدیث ۵۳ المستدرک: ۱۰/ ۲۴۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ یہ صورت حال عالم برزخ کے ساتھ مربوط ہو اور یہ کہ حدیث دنیاوی حاجات کا ذکر ہوا ہے یہ ان کی اپنی حاجات نہ ہوں بلکہ ان کے رشتہ داروں ہمسایوں اور مومنوں کی ہوں جو زندہ ہیں اور دنیا میں رہتے ہیں۔

عید کا روز

(۱۲/۳/۷) بعض شیعہ کتب میں ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے نواسے حسینؑ کے بدن پر لمبا لباس پہنایا، جو دنیاوی لباس نہ تھا۔ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یارسول اللہؐ یہ کیسا لباس؟ آپؐ نے فرمایا:

هذه هدية اهداها الى ربي للحسين و ان لحمتها من زغب جناح جبرائيل و ها انا البسه اياها و ازينه بها فان اليوم يوم الزينة و اني احبه

''یہ میرے پروردگار کی طرف سے حسینؑ کے لئے تحفہ ہے، اس کا دھاگہ جبرائیل کے نرم پروں سے ہے، آج عید کا دن ہے میں یہ لباس اسے پہناؤں گا اور اس لباس کے ساتھ اسے زینت دوں گا، بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں۔''

(بحارالانوار: ۴۳/۲۷۱ حدیث ۳۸)

پوشیدہ معرفت

(۱۳/۳/۸) ایک مشہور حدیث ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ان للحسين في بواطن المومنين معرفة مكتومة

(الخرائج: ۲/۸۴۲ حدیث ۶۰، بحارالانوار: ۴۳/۲۷۱ حدیث ۳۹، معالی السبطین: ۴۱)

''بے شک مومنوں کے دل میں حسین کے لئے معرفت پوشیدہ ہے۔''

حسینؑ چراغ ہدایت ہے

(۱۴/۳/۹) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں امام حسینؑ سے نقل کرتے ہیں:

میں رسول خداؐ کے پاس گیا، وہاں آپؐ کے پاس ابی بن کعب بھی تھا۔ رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا:

مرحبا بك يا ابا عبدالله يا زين السماوات والارضين

''خوش آمدید یا اباعبداللہ! اے آسمان اور زمین کی زینت۔''

ابی بن کعب نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیسے ممکن ہے آپ کے علاوہ کوئی اور آسمانوں اور زمین کی زینت ہو؟ آپؐ نے فرمایا:

یا ابی والذی بعثنی بالحق نبیا ان الحسین بن علیؑ فی السماء اکبر منه فی الارض وانه لمکتوب عن یمین عرش الله: حسین مصباح هدی وسفینة نجاة

''اے ابی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا، بے شک امام حسینؑ کا مرتبہ زمین سے کہیں زیادہ آسمان پر ہے اور خدا کے عرش کے دائیں طرف لکھا ہوا ہے حسینؑ چراغ ہدایت اور نجات کی کشتی ہے۔''

(عیون اخبار الرضا:۱/۵۹ حدیث ۲۹، بحار الانوار: ۹۴/۱۸۴ حدیث ۱، کمال الدین:۱: ۲۶۴ حدیث ۱۱، اعلام الوریٰ: ۴۰۰ مدینۃ المعاجز: ۵۱/۴ حدیث ۱۳۳)

حسینؑ کی خوراک

(۱۰/۳۱۵) شیخ صدوقؒ علل الشرائع اور کلینیؒ کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں:

کان رسول الله یاتی الحسین فی کل یوم فیضع لسانه فی فمه فیمصه حتی یروی فانبت الله عزوجل لحمه من لحم رسول الله ولم یرضع من فاطمة ولا من غیرها لبنا قط

''رسولؐ خدا ہر روز حسینؑ کے پاس آتے اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں رکھ دیتے اور وہ چوستے، یہاں تک کہ وہ سیر ہو جاتے، اس طرح ان کا گوشت رسولؐ خدا کے گوشت سے بنا ہے، انہوں نے فاطمہؑ یا کسی اور کا ہرگز دودھ نہ پیا۔''

(علل الشرائع:۱:۱۹۶، بحار الانوار: ۴۳/۲۴۵ حدیث ۲۰، الکافی: ۱/۴۶۵ حدیث ۴، المنتخب: ۱۵۸)

ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں کہتے ہیں۔ رسول خداؐ نے چالیس دن رات تک یہ کام جاری رکھا، یہاں تک کہ امام حسینؑ رسولؐ خدا کے گوشت سے پرورش پا گئے۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۱۵۸)

انداز تبلیغ

(۱۱/۳۱۶) اخلاقیات کی بعض کتب میں نقل ہے:

عصام بن معطلق کہتا ہے: میں مدینہ گیا اور حسینؑ بن علیؑ کو دیکھا، آپ کے حسن و ہیبت اور حرکات وسکنات نے مجھے تعجب میں ڈال دیا، حسد کی وجہ سے میرے اندر جوان کے والد کے بارے میں بغض تھا میں نے ظاہر کیا اور ان سے کہا: ابوتراب کے بیٹے تم

ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جب انہوں نے جواب دیا تو میں نے جو کچھ مجھ سے ہوسکا ان کو اوران کے والد کو برا بھلا کہا اور گالیاں دیں (نعوذ باللہ من ذلک) امام حسینؑ نے محبت اور مہربانی کے ساتھ میری طرف دیکھا اور فرمایا:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾) (سورۂ اعراف: آیت ۱۹۹۔ ۲۰۲)

''شیطان ملعون رجیم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور خدا رحمن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں، عفو وبخشش کو اپنا پیشہ بنالو، نیکی کا حکم دو، نادان لوگوں سے دور ہو جاؤ اور جب شیطان تیرے اندر وسوسے ڈالنے لگے تو خدا کی پناہ طلب کرو۔ بے شک وہ سننے والا اور دانا ہے۔ اہل تقویٰ جب شیطانی خیالات اور وسوس سے دوچار ہوتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں پس فوراً آگاہ ہو جاتے ہیں اور شیاطین اپنے بھائیوں کو ضلالت اور گمراہی کی طرف کھینچ لیتے ہیں اور پھر ان کو گمراہ کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔''

ان آیات کی تلاوت کے بعد آپ نے مجھے فرمایا: آہستہ رہو اور آرام وسکون کرو، میں اپنے اور تیرے لئے خدا سے معافی طلب کرتا ہوں، اگر مدد چاہتے ہو تو تمہاری مدد کروں گا اور اگر کوئی ہدیہ وتحفہ چاہتے ہو تو تجھے عطا کروں گا اور اگر راہنمائی چاہتے ہو تو تمہاری راہنمائی کروں گا۔ عصام کہتا ہے۔ میں اپنی کہی ہوئی بری باتوں پر بڑا پشیمان ہوا اور امامؑ نے جب میرے چہرے پر شرمندگی کے آثار دیکھے تو فرمایا:

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾

(سورہ یوسف: آیت ۹۲)

''آج کوئی ملامت اور سرزنش تم پر نہیں ہے خدا تم کو معاف کردے گا وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا: کیا تم اہل شام سے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی۔ آپ نے فرمایا: (سنشنة اعرفها من اخزم) یہ ایک ضرب المثل ہے۔ جو عرب میں ایسے لوگوں کے لئے بولی جاتی ہے جو بداخلاقی میں اپنے آباء واجداد پر گیا ہو لیکن یہاں پر امامؑ کی مراد یہ ہے کہ یہ بداخلاقی اہل شام کا شیوا ہے جیسے امیر شام معاویہؓ نے رواج دیا ہے۔

پھر امام حسینؑ نے فرمایا:

حیانا اللہ و ایاك

''خدا ہمیں اور تجھے باقی رکھے۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا: بغیر کسی شرمندگی جو چاہتے ہو مانگو، اگر تم ہم سے مانگو تو تیرے وہم وگمان سے کہیں زیادہ تمہیں دیں گے۔ عصام کہتا ہے، زمین اپنی وسعت کے ساتھ مجھ پر تنگ ہوگئی اور میرا دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس کے اندر چلا جاؤں، اب مجھ میں طاقت نہ تھی کہ وہاں ٹھہروں، تھوڑا تھوڑا ایک طرف ہو کر دور چلا گیا لیکن اس کے بعد زمین کے اوپر آپ اور آپ کے والد بزرگوار سے بڑھ کر کوئی محبوب تر نہ تھا۔ (سفینۃ البحار: ۱۱۶/۲، معالی السبطین: ۶۰)

عجائبات کا مجموعہ

(۱۲/۳۱۷) شیخ حسن بن سلیمانؒ جو آٹھویں ہجری کے علماء میں سے ہیں، اپنی کتاب بصائر میں امام باقرؑ سے اور آپ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

امام حسن علیہ السلام کے بعد کچھ لوگ امام حسینؑ کے پاس آئے اور عرض کی۔ آپ کے والد ہمیں معجزات اور عجائبات دیکھایا کرتے تھے، کیا آپ بھی معجزات دیکھا سکتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: کیا تم میرے والد کو پہچانتے ہو؟

سب نے جواب دیا ہم سب ان کو پہچانتے ہیں، امامؑ نے کمرے کے ایک طرف جو پردہ تھا اوپر اٹھایا اور فرمایا: اس کمرے کے اندر دیکھو سب نے دیکھ کر کہا:

هذا امیر المومنین و نشهد انك خلیفة الله

''یہ تو امیر المومنینؑ ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں۔''

(الخرائج: ۸۱۱/۲ حدیث ۲۰ مختصر البصائر: ۱۱۰، مدینۃ المعاجز: ۵۷/۳ حدیث ۳۹)

قرض کس سے لیں؟

(۱۴/۳۱۹) شیخ فقیہ ابو محمد حسن بن علی بن شعبہ صاحب کتاب ''تحف العقول'' میں نقل کرتے ہیں۔

انصار میں سے ایک مرد امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور وہ حضرت سے کوئی درخواست کرنا چاہتا تھا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا:

یا اخا الانصار صن وجهك عن بذلة المسالة و ارفع حاجتك فی رقعة وات بها ساسرك انشاءالله

''اے انصاری بھائی! اپنی عزت کو اظہار احتیاج کی برائی سے محفوظ کرو اور اپنی حاجت کو کسی کاغذ کے

ٹکڑے پر لکھ کر میرے پاس لے آ ؤ، انشاءاللہ میں تجھے خوش کر دوں گا۔''

اس مرد نے کاغذ پر لکھا: یا اباعبداللہ! میں نے فلاں شخص کو پانچ سو دینار قرض واپس کرنا ہے، وہ شخص مجھ پر بڑا دباؤ ڈال رہا ہے اور مجھے تنگ کر رہا ہے، میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے مہلت لے دیں تا کہ میں آسانی سے اس کا قرض لٹا سکوں۔ جیسے ہی امامؑ نے اس کی درخواست کو پڑھا تو اٹھے اور گھر چلے گئے اور وہاں سے ایک تھیلی اٹھائی جس میں ہزار دینار تھے لا کر اس شخص کو دی اور فرمایا: پانچ سو دینار اس شخص کا قرضہ دے دو، اور باقی پانچ سو اپنے پاس سنبھال رکھو۔ مشکلات کے وقت تیرے کام آئیں گے اور یاد رکھو کبھی بھی اپنی حاجت ان اشخاص کے علاوہ کسی سے طلب نہ کرنا۔

الی ذی دین او مروۃ او حسب

''وہ شخص یا تو دین دار ہو یا با مروت ہو اور یا خاندانی شرافت رکھتا ہو۔''

(تحف العقول:۲۴۵، بحارالانوار:۱۱۸/۷۸)

مؤلف فرماتے ہیں: یا اباعبداللہ! میں بھی اپنی دنیاوی اور اخروی مشکلات اور سختیوں میں آپ سے اور آپ کے فضل وکرم کے سمندر سے مدد طلب کرتا ہوں، کیونکہ آپ دیندار بلکہ دین کی جڑ اور بنیاد ہیں اور جوانمردی وشرافت بھی آپ کے وجود مبارک پر نازاں ہے۔

امام نے حاجت مند کو یہ جو فرمایا کہ اپنی حاجت کو لکھ کر لے آؤ، یہ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امیرالمومنینؑ کی اقتداء کی ہے۔ کیونکہ روایت میں آیا ہے ایک شخص امیرالمومنینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی، میری ایک حاجت ہے، آپ نے فرمایا: اپنی حاجت کو زمین پر لکھ دو کیونکہ میں واضح طور پر تیرے چہرے میں بیچارگی اور محتاجی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ اس نے زمین پر لکھا سچ ہے کہ میں فقیر اور محتاج ہوں۔

حضرت علیؑ نے قنبر سے فرمایا: اسے دو لمبی پوشاکیں پہنا دو۔

اس مرد نے اشعار پڑھتے ہوا کہا:

- آپ نے مجھے ایسا لباس پہنایا ہے جس کی خوبصورتی ماند پڑ سکتی ہے، لیکن میں آپ کو خوبصورت مدح وثناء کا لباس پہناتا ہوں۔
- اگر آپ نے میری اچھی ثناء کو حاصل کر لیا تو آپ نے سرمایہ فضیلت حاصل کر لیا اور اس کی جگہ کسی دوسری چیز کو طلب نہ کرو گے۔
- مدح وتعریف صاحب مدح کو زندہ رکھتی ہے۔ ایسے جیسے بارش پہاڑوں اور صحرا کو اپنی رطوبت سے زندہ رکھتی ہے۔
- جو نیکی آپ نے کی ہے زمانہ اسے حقیر نہیں سمجھتا، کیونکہ ہر بندے کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ ملے گا۔

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد امیرالمومنین علیؑ نے حکم دیا کہ اسے سو دینار اور دے دو، آنحضرت سے عرض کیا گیا کہ یا امیر

المومنینؑ آپ نے تو اسے بے نیاز کر دیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

انزنوا الناس منازلهم

''لوگوں میں سے ہر ایک کو اس کے مقام و مرتبہ پر قرار دو (یعنی جیسی کسی کی شخصیت ہو ویسے ہی اس کے ساتھ پیش آؤ)۔''

پھر آپ نے فرمایا: واقعاً میں تعجب کرتا ہوں ان اشخاص سے جو غلام مردوں کو اپنے مال و دولت کے ساتھ خرید لیتے ہیں، لیکن آزاد لوگوں کو اپنے نیک کام کے ساتھ نہیں خریدتے۔

(امالی صدوق: ۲۴۷ حدیث ۱۲ مجلس ۴۶، بحارالانوار: ۳۴۲/۴۱ حدیث ۷ اور ۴۰۷/۷۴ حدیث ۲)

حسینؑ کی پشت پر ایک داغ

(۱۵/۳۲۰) روایت ہوئی ہے کہ عاشور کے دن آنحضرت کی پشت پر ایک اثر دیکھا گیا تو حضرت امام زین العابدینؑ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

هذا مما كان ينقل الجراب على ظهره الى منازل الارامل واليتامى والمساكين

''یہ ان بوریوں کا ہے جو آپ اپنی پشت پر لاد کر بیوہ یتیموں اور مسکین لوگوں کے گھروں تک پہنچاتے تھے۔''

(مناقب ابن شہر آشوب: ۶۶/۴، بحارالانوار: ۱۹۰/۴۴ حدیث ۳)

ہیبت سادات

(۱۶/۳۲۱) سید شریف محمد بن علی علوی کتاب ''تغازی'' میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسنؑ اپنے بھائی امام حسینؑ کا بڑا احترام کرتے تھے اور آپ کی ایسے تعظیم کرتے جیسے وہ امام حسینؑ سے بڑے ہوں۔ ابن عباس کہتا ہے: میں نے امام حسنؑ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

ان لا هابه كهيبة امير المومنين

''اس کی ہیبت میری نظر میں امیر المومنینؑ کی سی ہے۔''

(معالی السبطین: ۵۹: سفینۃ البحار: ۶۱۳/۱)

حسینؑ بہشتی دروازہ

(۱۷/۳۲۲) پیغمبر اکرمؐ کے فضائل میں سے حدیث نمبر تیس جو گزر چکی ہے اس میں آپؐ نے فرمایا:

الا وان الحسین باب من ابواب الجنة من عانده حرم الله علیه ریح الجنة

''آگاہ رہو۔ حسینؑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جو کوئی بھی حسینؑ کے ساتھ دشمنی کرے گا خدا بہشت کی خوشبو اس پر حرام کر دے گا۔'' (مائۃ منقبۃ: ۲۲)

نواسۂ رسولؐ

(۱۸/۳۲۳) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب مدینۃ المعاجز میں کہتے ہیں۔ آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ باقی نہ رہا جو رسولؐ خدا کی خدمت میں شرفیاب نہ ہوا ہو اور ان کے نواسے حسینؑ کے متعلق اظہار تعزیت نہ کیا ہو اور اس تقرب اور اجر وثواب کی خبر دی جو خدا روز قیامت ان کو عطا کرے گا اور اسی طرح حضرت کے زائر اور آپ پر گریہ کرنے والے کو جو اجر وثواب ملے گا آپ کو بتایا ان تمام چیزوں کے باوجود رسول خداؐ فرمایا کرتے تھے۔

اللهم اخذل من خذله و اقتل من قتله و لا تمتعه بما امله فی الدنیا و اصله حر نارك فی الاخرة

''خداوندا! جو حسینؑ کو ذلیل کرے تو اسے ذلیل کر، جو حسینؑ کو قتل کرے تو اس کو قتل کرا اور اسے دنیا میں اس کی پرزو تک نہ پہنچا اور آخرت میں اسے اپنی جلانے والی آگ کے ذریعے سے عذاب دے۔''

(مدینۃ المعاجز: ۳/۴۳۸ حدیث ۹، منتخب طریحی: ۶۳، مقتل خوارزمی: ۱/۱۶۲)

گلے کے بوسے

(۱۹/۳۲۴) طاؤس یمانی نے نقل کیا ہے کہ جب امام حسینؑ کسی تاریک مکان میں بیٹھتے تو آپ کی پیشانی اور گردن سے نور چمکتا تھا، لوگ اسے دیکھ کر حضرت کی طرف جانے کا راستہ تلاش کرتے تھے اور وہ نور پیغمبر اکرمؐ کے بوسہ دینے کے مقام سے چمکتا، کیونکہ آپؐ بہت زیادہ حسینؑ کی پیشانی اور گلے کو چومتے تھے۔ جبرائیل ایک دن گھر میں آیا اور دیکھا، حضرت زہراءؑ آرام کر رہی ہیں اور حسین گہوارے میں رو رہے ہیں، جبرائیل گہوارے کے پاس بیٹھ گئے، اور بڑی پیاری آواز کے ساتھ جھولا جھولانے لگے گئے، حسینؑ چپ ہو گئے، اس کے بعد فاطمہؑ بھی بیدار ہو گئیں۔ (سفینۃ طریحی: ۱۸۹، بحارالانوار: ۴۴/۱۸۷ حدیث ۱۶، مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۷۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کی زوجہ رباب نے بھی اپنے مرثیہ میں اسی چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔حضرت رباب اپنے مرثیہ میں فرماتی ہیں:

ان الذی کان نورا یستضاء به بکر بلا قتیل غیر مدفون

(سفینۃ البحار:۱/ ۶۱۳،معالی السبطین:۵۹،منتخب طریحی:۱۹۸)

''بے شک وہ جس سے نور چمکتا تھا کربلا میں قتل ہو گیا اور ان کا جسم اطہر زمین پر دفن کئے بغیر پڑا ہے۔''

زائرین کے لیے دعا

(۳۲۵/ ۲۰) معاویہ بن وہب سے نقل ہوا ہے کہ امام صادقؑ،حضرت امام حسینؑ کے زائرین کے لئے یوں دعا کرتے تھے:

اللهم یا من خصنا بالکرامة ووعدنا الشفاعة وحملنا الرسالة وجعلنا ورثة الانبیاء وختم بنا الامم السالفة و خصنا بالوصیة و اعطانا علم ما مضی و علم مابقی و جعل افئدة من الناس تهوی الینا ۔ اغفرلی ولاخوانی ولزوار قبر الحسین بن علی صلوات الله علیهما

''اے پروردگار! اے وہ ذات جس نے ہمیں کرامت سے نوازہ،ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا،رسالت کو ہمارے کندھوں پر رکھا،ہمیں انبیاء کا وارث بنایا،گذشتہ اور آئندہ کا علم عطا کیا اور بعض لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف متوجہ اور مائل کیا۔مجھے،میرے بھائیوں اور امام حسینؑ کی قبر کے زائرین کو معاف فرما اور جنہوں نے اپنے اموال کو اپنے راستے کا خرچ قرار دیا،اپنے جسموں کو سفر کی مشکلات میں ڈال دیا اور انہوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نیکی کرنے کو پسند کرتے تھے۔جو احسان انہوں نے ہم پر کیا اس کے عوض وہ تیرے لطف اور مہربانی کے امیدوار ہیں،یہ کام انہوں نے تیرے پیغمبرؐ کو خوش کرنے کے لئے کیا اور ہمارے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے،جواب دیا ہے،تا کہ ہمارے دشمنوں کو خشم وغضب میں مبتلاء کریں۔''

خدایا! وہ اس عمل کے ذریعے تیری خوشنودی چاہتے ہیں،لہٰذا ان کو ہماری طرف سے اور اپنی طرف سے رضا اور خوشنودی سے نوازا اور اجر عظیم عطا فرمایا،دن رات ان کی حفاظت فرما،انہوں نے جو اہل وعیال چھوڑے ہیں ان کے لئے ان کا جانشین بن اور ان کا ساتھ دے،ان کو اپنی مخلوق میں سے ہر طاقتور اور کمزور وظالم وسرکش کے شر سے بچا۔جنوں اور انسانوں میں سے شیطان کے شر سے محفوظ و مامون فرما،ان کو اس سے بہتر عطا کر جو وہ تجھ سے مانگتے ہیں،کیونکہ انہوں نے پردیس کو پسند کیا ہے اور امام حسینؑ کی قبر مطہر

پر رہنے کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہنے پر ترجیح دی ہے۔اے پروردگار! ہمارے دشمن ان کے اس طرح زیارت کے لئے آنے کو عیب اور برا سمجھتے ہیں لیکن دشمنوں کی سرزنش ان کو ہماری طرف آنے سے روک نہ سکی، تاکہ وہ ہمارے دشمنوں کی مخالفت کرسکیں۔

پس خداوندا! ان چہروں پر رحم فرما، جو ان کی وجہ سے تبدیل ہو گئے ہیں۔

اور ان زائرین پر رحم فرما جو اباعبداللہ الحسین کی قبر مطہر پر گرد آلود چہروں سے حاضر ہیں اور ان آنکھوں پر رحم فرما، جنہوں نے ہماری دلسوزی پر آنسو بہائے اور ان دلوں پر رحم فرما جو ہماری خاطر بے تاب اور پریشان ہیں اور طعنوں کی آگ میں جل رہے ہیں اور ان فریادوں پر رحم فرما جو تہہ دل سے ہماری خاطر نکلتی ہیں۔

خدایا! ان جانوں اور بدنوں کو میں تیرے حوالے کرتا ہوں، یہاں تک کہ حوض کوثر پر پیاس کے وقت ان کو سیراب کرے۔

پس حضرت نے اس دعا کو سجدے میں متواتر پڑھا، جب آپ کا سجدہ اور دعا مکمل ہوئی تو میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان جاؤں، یہ جو میں نے آپ سے سنا ہے اگر ایسے شخص کے حق میں ہوتا جو خدا کی معرفت نہیں رکھتا، تو میرے گمان میں آگ اس کو بھی نقصان نہ پہنچاسکتی، خدا کی قسم میں نے یہ آرزو کی ہے کہ کاش میں امام حسینؑ کی زیارت کو گیا ہوتا بجائے حج جانے کے۔امام نے مجھ سے فرمایا: تو اس قبر مطہر کے کتنا قریب ہے، کون سی چیز تیرے لئے زیارت پر جانے سے مانع ہے؟

پھر آپ نے فرمایا: اے معاویہ (بن وہب) اس کام کو ہرگز ترک نہ کرو۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں مجھے معلوم نہ تھا کہ زیارت امام حسینؑ اس قدر اہمیت کی حامل ہے۔امام نے فرمایا:

یا معاویة و من یدعو لزوارہ فی السماء اکثر ممن یدعو لھم فی الارض لا تدعه لخوف احد فمن ترکه لخوف رای من الحسرة ما یتمنی ان قبرہ کان بیدہ

''اے معاویہ زمین پر امام حسینؑ کے زائرین کی نسبت آسمان میں زائر بننے کی تمنا کرنے والی کہیں زیادہ ہیں کسی صورت میں خوف کی وجہ سے زیارت کو ترک نہ کر۔جو کوئی خوف کی وجہ سے زیارت کو ترک کرے گا تو بعد میں حسرت اور ندامت میں ہوگا اور آرزو کرے گا کہ کاش میں ہمیشہ اس قبر مبارک کے پاس ہوتا۔''

کیا تو پسند نہیں کرتا کہ ایسے لوگوں کے درمیان ہو، جن کے لئے پیغمبر اکرمؐ امیر المومنین فاطمہؑ اور آئمہؑ دعا کرتے ہیں؟ کیا تو پسند نہیں کرتا کہ ان میں سے ہو جن کے ساتھ قیامت کے دن فرشتے مصافحہ کریں گے؟

کیا تو پسند نہیں کرتا کہ ان لوگوں میں سے ہو جن کے ساتھ قیامت کے دن رسول خداؐ مصافحہ کریں گے۔

(ثواب الاعمال: ۹۵، کامل الزیارات: ۲۲۸ حدیث ۳۳۶، بحار الانوار: ۱۰۱/۵۱ حدیث ۱: المستدرک: ۱۰/۲۳۲)

(۲۱/۳۲۶) خطیب بغدادی اپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

میں رسولؐ خدا کی خدمت میں تھا، آپؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنے بائیں زانو پر اور حسینؑ بن علیؑ کو دائیں زانو پر بٹھایا ہوا تھا، کبھی ابراہیم کو بوسہ دیتے اور کبھی حسینؑ کو، اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے جو خدا کی وحی لے کر آیا تھا۔جب خدا کا پیغام اس کے

رسولؐ تک پہنچا دیا، تو وہاں سے چلا گیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جبرائیل خدا کی طرف سے آیا اور مجھے خبر دی کہ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: یہ دو بچے جو آپ نے اپنے زانو پر بٹھائے ہوئے ہیں ان دونوں کو باقی نہیں رکھوں گا ان دو میں سے ایک کو دوسرے پر قربان کرنا پڑے گا۔

رسولؐ خدا ابراہیمؑ کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور جب حسینؑ کو دیکھتے تو رونے لگ جاتے۔ آپؐ نے فرمایا:

ان ابراهيم امه امة و متى مات لم يحزن عليه غيرى و ام الحسين فاطمة و ابوه علی ابن عمی لحمی دمی و متی مات حزنت ابنتی وحزن ابن عمی و حزنت انا علیه و انا اوثر حزنی علی حزنهما یا جبرائیل نقبض ابراهيم فقدفديت الحسين به

''ابراہیم کی ماں ایک کنیز ہے، جب وہ مرے گا تو میرے علاوہ کوئی اس پر غمگین نہ ہوگا، لیکن حسین کی ماں فاطمہؑ ہے اور باپ علیؑ میرا چچازاد ہے جو میرا گوشت اور خون ہے، جب حسینؑ اس دنیا سے جائے گا تو اس کی ماں اور اس کا باپ اس پر غمگین ہوگا میں اس پر غمگین ہوں گا اور میرا غم ان دو کے غم سے زیادہ ہوگا، اے جبرائیل! ابراہیم کو مجھ سے لے لو، میں نے اسے اپنے حسین پر نثار کیا، تین دن کے بعد ابراہیم اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اس کے بعد جب بھی حسینؑ آپ کی طرف آئے تو آپ انہیں اپنی گود میں بٹھاتے اور چومتے۔ ان کے لبوں، گلے اور دانتوں کو چومتے اور فرماتے:

فديت من فديته يابنى ابراهيم

''میں اس پر قربان جس کے لئے میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کیا۔''

(۲۲/۳۲۷) اہل سنت کے عالم ترمذی اور علامہ مجلسیؒ، یعلی بن مرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

حسين منى وانا من الحسين احب الله من احب حسينا حسين سبط من الاسباط

''حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں، خدا اسے دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے حسینؑ میرا نواسہ ہے'' یا حسین از لحاظ عظمت ایک امت ہے۔''

(فردوس الاخبار: ۲/ ۱۵۸ حدیث ۲۸۰۵، حلیۃ الابرار: ۳/ ۱۲۷ حدیث ۱۷، مسانیح السنۃ: ۴/ ۱۹۵ حدیث ۴۸۳۳، معالی السبطین: ۵۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ''میں حسینؑ سے ہوں'' ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ میں اور حسینؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ممکن ہے دوسرا لطیف معنی مراد لیا گیا ہو، جس کی طرف بعد والی حدیث اشارہ کرتی ہے۔

پانچواں حصہ

حضرت امام علی زین العابدینؑ

(باران رحمت)

ایک دفعہ بارش رک گئی لوگ دعائیں مانگ مانگ کر کر کے تھک گئے مگر بارش نہ ہوئی ان میں سے ایک نے امام سجاد کو پہچان کر دعا کے لیے عرض کی تو فرمایا:

ہم نے عرض کیا: اے جوان! ہمارا کام دعا کرنا ہے اور خدا کا کام قبول کرنا ہے۔

آپ نے فرمایا: کعبہ سے دور ہو جاؤ، اگر تمہارے درمیان ایک شخص بھی ایسا ہوتا جسے خدا پسند کرتا تو ضرور اس کی دعا کو قبول کر لیتا۔ پھر خود کعبہ کے نزدیک آئے اور زمین پر سجدہ میں گر گئے۔ پس ہم نے سنا کہ سجدہ میں عرض کر رہے تھے۔ اے میرے آقا! اس محبت کے واسطے جو تو میرے ساتھ رکھتا ہے، ان لوگوں پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرما۔

ثابت نباتی کہتا ہے: ابھی حضرت کا کلام مکمل نہ ہوا تھا کہ بارش ایسے جاری ہوگئی جیسے مشکیزہ کے منہ سے پانی گرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے جوان! آپ کو کیسے معلوم ہے کہ خدا تجھے دوست رکھتا ہے؟

آپ نے فرمایا:

لو لم یحنبی لم یستزرنی، فلما استزارنی علمت انه یحنی فسالته بحبه لی فاجابنی

''اگر مجھے دوست نہ رکھتا ہوتا تو مجھے اپنی زیارت کے لیے دعوت نہ دیتا، پس اس وجہ سے کہ اس نے مجھے زیارت کے لیے طلب کیا ہے میں جان گیا کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور میں نے اس محبت کا واسطہ دے کر جو اسے میرے ساتھ تھی دعا کی۔ پس اس نے قبول کر لی۔''

پھر وہ ہم سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے جدا ہو گئے۔

من عرف الرب فلم تغنه
معرفة الرب فذاك الشقی
ما ضر فی الطاعة ماناله
فی طاعة الله و ماذا لقی

ما یصنع العبد بغیر التقی
والعز کل العز للمتقی

''پس جو خدا کو پہچانتا ہو اور یہ پہچان اسے بے نیاز نہ کرے تو وہ درحقیقت شقی اور بدبخت ہے۔''

''اللہ کی اطاعت سے جو نعمتیں میسر آتی ہیں وہ مضر نہیں ہیں اور نہ ہی وہ مشکلات نقصان دہ ہیں جو اس راہ میں نازل ہوتی ہیں۔'' ''بندہ تقویٰ کے بغیر کیا کرتا ہے؟ تمام عزت اور آبرو تقویٰ کے سایہ میں ہے اور باتقویٰ اشخاص کے ساتھ ہے'' ثابت کہتا ہے: میں نے مکہ کے لوگوں سے سوال کیا کہ جوان کون ہے؟ انہوں نے کہا: وہ علی بن الحسین بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

(بحارالانوار:۴۶/۵۰ حدیث ۱، احتجاج:۲/۴۷ حدیث ۲)

سید سجادؑ کی کنیز

(۱۶/۳۴۶) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں نقل کرتے ہیں:

امام سجادؑ کی کنیزوں میں سے ایک کنیز حضرت کے ہاتھوں پر پانی ڈالتی تھی، تاکہ آپ وضو کریں۔ اچانک کنیز کے ہاتھوں سے لوٹا گر گیا، جس کی وجہ سے امامؑ کے چہرہ مبارک پر زخم آ گیا۔

حضرت سجادؑ نے اپنا سر اس کی طرف بلند کیا۔ کنیز نے کہا: خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ

(اہل تقویٰ وہ ہیں جو غصے کے وقت اپنے نفس پر تسلط اور قابو رکھتے ہیں)

امامؑ نے اس سے فرمایا: میں نے اپنا غصہ ختم کر لیا ہے۔

کنیز نے آگے پڑھا:

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط

''لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں''

(سورہ آل عمران: آیت ۱۳۴)

امامؑ نے فرمایا: خدا تجھے معاف کرے۔ کنیز نے باقی آیت کی تلاوت کی۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

''اور خداوند نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔''

امامؑ نے فرمایا: جہاں چاہتی ہو چلی جاؤ۔ تجھے میں نے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

(امالی صدوق: ۲۶۷ حدیث ۱۵ مجلس ۳۶، بحارالانوار: ۴۶/ ۶۷ حدیث ۳۷، اعلم الوریٰ: ۲۶۲)

امام سجادؑ کے گھر میں آگ

(۱۷/۳۴۷) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں کہتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے:

امام سجادؑ جس گھر میں سجدے میں مشغول تھے وہاں آگ لگ گئی۔ اہل خانہ نے شور مچا دیا آگ آگ لیکن حضرت نے کوئی توجہ نہ کی اور سجدے سے سر نہ اٹھایا، یہاں تک کہ آگ بجھ گئی۔ جب حضرت سے عرض کیا گیا کہ کس چیز نے آپ کو آگ سے غافل کر دیا تھا؟

حضرت نے فرمایا:

الهتني النار الكبرىٰ

''مجھے اس آگ سے ایک بڑی آگ (یعنی آخرت کی آگ) نے غافل کر دیا تھا۔''

(مناقب ابن شہرآشوب: ۴/ ۱۵۰، بحارالانوار: ۴۶/ ۸۰)

صاحبان علم حوصلہ مند ہوتے ہیں

(۱۸/۳۴۸) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب میں ابوحازم سے نقل کرتے ہیں:

ایک شخص نے حضرت زین العابدینؑ سے عرض کیا: کیا آپ کو نماز کے بارے میں کوئی آگاہی ہے؟ مجھے اس شخص کی یہ بات سن کر بڑا دکھ ہوا اور میں نے چاہا کہ اس پر حملہ کر دوں۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے ابوحازم! آرام کرو، صاحبان علم حوصلہ مند اور مہربان ہوتے ہیں۔ پھر حضرت نے سوال کرنے والے کی طرف رخ کیا اور فرمایا: ہاں مجھے نماز کے بارے میں آگاہی ہے۔

اس شخص نے ان چیزوں کے متعلق جو نماز میں بجالانی چاہیے اور جن کو ترک کرنا چاہیے اور واجبات و مستحبات کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ اس کی گفتگو اس مقام تک پہنچی کہ اس نے حضرت سے پوچھا: نماز کس چیز سے ہوتی ہے؟ حضرت نے فرمایا: اللہ اکبر سے۔ اس نے پوچھا: نماز کی واضح دلیل اور حجت کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: قرائت (یعنی سورۂ کا پڑھنا) اس نے عرض کیا نماز کا خشوع کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: مقام سجدہ کی طرف دیکھنا۔ اس نے کہا: اس کی تحریم کیا ہے؟ یعنی کس چیز کے ساتھ دوسرے کام اس پر ممنوع ہو جاتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: تکبیرۃ الاحرام ہے۔ اس نے عرض کیا: اس کی تحلیل کیا ہے؟ یعنی کس چیز کے ساتھ اس سے ممنوعیت ختم ہو جاتی ہے؟ حضرت نے فرمایا: سلام جو نماز کے آخر میں کہا جاتا ہے۔ اس نے سوال کیا کہ نماز کا جوہر یعنی وہ چیز

جس پر نماز کی حقیقت قائم ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ پڑھنا، اس نے عرض کیا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: تعقیب، یعنی نماز کے بعد دعا اور ذکر کرنا۔

اس نے عرض کیا: نماز جس چیز کے ساتھ کمال حاصل کرتی ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے سے، اس نے پوچھا: نماز کی قبولیت کا سبب کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا:

ولایتنا والبراۃ من اعدائنا

''ہماری ولایت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری و برأت قبولیت کا سبب ہے۔''

جب اس کے تمام سوالات مکمل ہو گئے اور امامؑ نے ان کا جواب دے دیا تو اس نے عرض کیا: آپ نے کسی کے لیے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھا در حالانکہ کہہ رہا تھا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا عہدہ کس کے سپرد کرنا ہے۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۱۳۰)

امام علیہ السلام کو غصہ آیا

(۱۹/۳۴۹) اسی کتاب میں نقل ہے کہ کہا گیا:

حضرت سجادؑ کا ایک غلام تھا جو حضرت کے لیے زراعت کرتا تھا۔ ایک دن حضرتؑ اپنی زمین کی طرف آئے تا کہ نزدیک آ کر اس کے کام کو دیکھیں۔ آپؑ نے دیکھا کہ بہت سی زراعت خراب ہو چکی ہے۔ امامؑ کو غصہ آیا اور غلام کو اس چابک کے ساتھ مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر آپ پشیمان ہوئے کہ کیوں اسے مارا ہے۔ جب آپ گھر واپس آئے تو کسی کو غلام کے پیچھے بھیجا۔ جب غلام امامؑ کے پاس آیا تو دیکھا کہ امامؑ نے اپنا لباس اتارا ہوا ہے اور وہ چابک اپنے سامنے رکھا ہوا ہے۔ اس نے خیال کیا کہ حضرت مجھے سزا دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا وہ اور ڈر گیا۔ امامؑ نے چابک اٹھایا اور ہاتھ غلام کی طرف کر کے فرمایا:

میں نے تجھے چابک مارا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ یہ ایک غلطی تھی اس چابک کو پکڑ و اور مجھ سے قصاص لو۔ جس طرح میں نے مارا ہے اسی طرح تم مجھے مارو۔ غلام نے عرض کی: اے میرے مولاؑ! میرا گمان تھا کہ مجھے سزا دو گے اور میں سزا کے لائق ہوں۔ پس میں کس طرح آپ سے قصاص لوں؟ امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر تم قصاص لو۔ اس نے عرض کیا: میں اس طرح کی جسارت کرنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ اختیار رکھتے ہیں اگر میرا کوئی حق ہے تو میں نے معاف کر دیا۔ امامؑ نے چند بار اپنی درخواست کا تکرار کیا اور وہ ہر دفعہ تعظیم کرتا رہا اور معاف کرتا رہا۔ جب حضرتؑ نے دیکھا کہ غلام قصاص نہیں لے رہا، تو آپ نے فرمایا: اگر تو قصاص نہیں لیتا تو میں نے وہ زراعت کے کھیت تجھے بخش دیئے۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۱۵۸، بحار الانوار: ۴۶/ ۹۲)

امامؑ کا ورثہ اور شکرانہ

(۲۰/۳۵۰) شیخ صدوقؒ کتاب خصال میں امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں:

كان على بن الحسين يصلى فى اليوم والليلة الف ركعة كما كان يفعل امير المومنين

''حضرت زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جیسا کہ امیر المومنینؑ کیا کرتے تھے۔

آپ کے پانچ سو کھجور کے درخت تھے ان میں سے ہر ایک کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتے تھے جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور آپ کا نماز میں کھڑے ہونا ایسے ہوتا جیسے کوئی ذلیل بندہ کسی بلند مرتبہ بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو۔ خدا کے خوف سے بدن کے تمام اعضاء کانپتے تھے اور ایسے نماز پڑھتے تھے جیسے ان کی آخری نماز ہے اور بعد میں نماز نہ پڑھ سکیں گے لہٰذا الوداعی نماز سمجھ کر پڑھتے تھے۔''

(بحارالانوار:۴۶/۷۹ سطر آخری، مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۱۵۰ سطر ۳)

نوافل نقصان کو پورا کرتے ہیں

ایک دن نماز کی حالت میں آپ کے کندھے مبارک سے ردا نیچے گر گئی اور نماز کے آخر تک اسے صحیح نہ کیا۔ جب بعض اصحاب نے آپ سے ردا کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر، کیا تجھے معلوم ہے میں کس کے حضور میں کھڑا تھا؟ کسی بندے سے صرف نماز کا وہ حصہ قبول ہوتا ہے جس میں حضور قلب ہو۔ اس نے عرض کیا: اس طرح ہم تو ہلاک ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا:

كلا ان الله متمم ذلك بالنوافل

''ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ خدا ان کے نقصان کو نوافل کے ساتھ پورا کر دیتا ہے۔''

امام سجادؑ کا خیرات بانٹنا

حضرت کا طریق کار یہ تھا کہ رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر چمڑے کی بوری اٹھاتے جس میں دینار و درہم تھے اور کبھی خوراک اور لکڑیاں اٹھاتے اور فقراء کے گھروں تک لے جاتے۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور جو کوئی دروازے پر آتا، اسے دے

دیتے، جب کہ اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو فقراء نے دیکھا کہ وہ ناواقف شخص اب دروازے نہیں کھٹکھٹاتا اور اب وہ ہماری مدد کرنے نہیں آتا تو پھر ان کو معلوم ہوا کہ وہ تو علی بن الحسینؑ تھے۔

ولما وضع علی المغتسل نظروا الی ظهره و علیه مثل رکب الابل مما کان یحمل علی ظهره الی منازل الفقراء و المساکین

''جب آپ کے بدن مبارک کو غسل دینے کے لیے غسل والے تختے پر رکھا گیا تو آپ کی پشت پر اس چمڑے کی بوری کے ایسے اثرات دیکھے گئے جو اونٹ کے زانو کے نشانات کی طرح ہیں۔''

امامؑ کی ایک گداگر سے ملاقات

ایک دن آپ گھر سے باہر نکلے، آپ کے کندھوں پر پشم کی ایک رداء تھی جو ریشمی کپڑے سے بنی ہوئی تھی۔ راستے میں چلتے ہوئے ایک گداگر نے آپ کو ردا کو پکڑ لیا، حضرت نے بغیر کچھ کہے اس رداء کو چھوڑ دیا۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۱۵۴)

امامؑ کا طریق کار

حضرت کا طریق کار یہ تھا کہ سردیوں کے لیے ایک پشم کا لباس خریدتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو اسے بیچ کر رقم فقراء میں تقسیم کر دیتے۔

(بحار الانوار: ۴۶/ ۹۵ سطر ۱۳ اور ص ۱۰۵ حدیث ۹۵)

خدا سے مانگنا بہتر ہے

عرفہ کے دن حضرت نے ایک گروہ کو دیکھا، جو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا تھا، آپ نے ان سے فرمایا: افسوس ہے آپ پر کہ اس طرح کے دن میں بھی غیر خدا سے مانگتے ہو۔ درحالانکہ آج خدا کی رحمت اس کے بندوں پر اس طرح نازل ہو رہی ہے کہ اگر ان بچوں کے لیے دعا کرو جو ابھی ماؤں کے بطنوں میں ہیں تو وہ بھی خوش بختی اور سعادت حاصل کر لیں گے۔

ماں کی عظمت

حضرت اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا آپ جو سب سے نیکوکارتر ہیں اور آپ کا احسان اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ ہے تو آپ اپنی ماں کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ میرا ہاتھ اس لقمے کی طرف جائے جس پر میری ماں کی نظر گئی ہے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا: میں خدا کی خاطر آپ کو بہت دوست رکھتا ہوں۔
آپ نے فرمایا:

اللھم انی اعوذبك ان احب فیك وانت لی مبغض
''اے خدا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ لوگ مجھے تیری خاطر دوست رکھیں اور تو مجھے دشمن رکھتا ہو۔''

اونٹ کو دفن کرنا

آپ کے پاس جو اونٹ تھا اس پر بیس مرتبہ حج کو گئے اور ایک دفعہ بھی اسے چابک نہ مارا اور جب وہ اس دنیا سے گیا تو حکم دیا کہ اسے مٹی میں دفن کریں تاکہ درندے اسے کھا نہ سکیں۔

(بحارالانوار:۴۶/۶ ۱۰۷ حدیث ۴۶)

امامؑ کی عظمت کنیز کی زبانی

آپ کی ایک کنیز سے آپ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اس نے کہا: آپ کے احوال مختصر بیان کروں یا تفصیل کے ساتھ۔ کہا گیا مختصر بیان کرو۔ اس نے کہا:

ما اتیته بطعام نهارا اقط و ما فرشت له فراشا بلیل قط
''دن میں ہرگز میں مولا کے لیے غذا نہ لاتی تھی اور رات کو ہرگز ان کے لیے بستر نہ بچھاتی تھی۔''

(بحارالانوار:۴۶/۶ ۶۷ حدیث ۳۳، علل الشرائع سے بھی نقل کیا گیا ہے، مناقب ابن شہراشوب: ۴/۱۵۵)

امامؑ کا حسن اخلاق

ایک دن حضرت ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جو آپ کی غیبت اور بدگوئی کر رہے تھے۔ آپ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اگر تم سچ کہتے ہو تو خدا مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹ کہتے ہو تو خدا تمہیں معاف کرے۔

(بحارالانوار:۴۶/۶ ۹۶)

عظمت علوم اہل بیتؑ

اور جب کوئی طالب علم یعنی وہ شخص جو علوم اہل بیتؑ سیکھ رہا ہو، آپ کی خدمت میں پہنچتا تو آپ خوش آمدید فرماتے! اے وہ جس کے متعلق رسولؐ خدا نے سفارش کی ہے، پھر فرمایا:

ان طالب العلم اذا خرج من منزله لم يضع رجله على رطب ولا يابس من الارض الا سبحت له الى الارضين السابعة

''طالب علم جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو کسی تری اور خشکی پر قدم نہیں رکھتا مگر یہ کہ ساتویں زمین تک اس کے لیے تسبیح کہتے ہیں۔''

امامؑ سو گھر کی سرپرستی فرماتے تھے

حضرت ایک سو گھروں کی سرپرستی کرتے تھے اور پسند کرتے تھے کہ یتیم، نابینے، معذور اور بیچارے فقیر ان کے دستر خوان پر حاضر ہوں، وہ اپنے مبارک ہاتھ سے ان کو کھانا کھلاتے اور ان میں سے جس کے اہل و عیال ہوتے ان کے لیے غذا اور کھانا بھیجتے تھے اور کبھی بھی کوئی کھانا نہ کھاتے مگر یہ کہ پہلے اس جیسا کھانا فقراء کو عطا کرتے۔

امامؑ کی پیشانی سے چمڑے کے ٹکڑے گرنا

ہر سال آپ کی پیشانی سے سجدہ کی جگہ سے سخت سات چمڑے کے ٹکڑے گرتے تھے۔ آپ ان کو سنبھال کر رکھتے۔ جب آپ نے وفات پائی تو انہیں آپ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

امام سجادؑ کا امام حسینؑ پر گریہ کرنا

ولقد بكى على ابيه الحسين عشرين منة و ما وضع بين يديه طعام الا بكى حتى قال له مولى له يابن رسول الله اما ان الحزنك ان ينقضى و لبكابك ان يقل؟

''بیس سال تک آپ نے اپنے والد گرامی حسینؑ پر گریہ کیا۔ کوئی کھانا بھی آپ کے سامنے نہیں رکھا گیا مگر یہ کہ آپ نے اسے دیکھ کر گریہ کیا۔ اس حد تک آپ نے گریہ کیا کہ آپ کے ایک غلام نے عرض کیا۔ یابن رسولؐ اللہ! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ آپ کا غم ختم ہو اور آپ کا رونا کم ہو جائے؟''

امامؑ نے فرمایا:

ويحك ان يعقوب النبى له اثنى عشر ولدا فغيب الله عنه واحدا منهم فابيضت عيناه من كثرة بكائه عليه، وشاب راسه من الحزن واحدودب ظهره من الغم و كان يعلم ان ابنه حى فى الدنيا وانا نظرت الى ابى واخى و عمى و سبعة عشر من

اهل بيتي مقتولين حولي فكيف ينقضي حزني

''افسوس ہے تجھ پر یعقوب نبی کے بارہ بیٹے تھے خدا نے ان میں سے ایک کو اس کی نظر سے چھپا لیا۔ اس قدر اس پر روئے کہ آنکھیں نابینا ہوگئیں، اور غم کی وجہ سے سر کے بال سفید ہوگئے اور غم کی وجہ سے کمر خم ہوگئی، درحالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان کا بیٹا زندہ ہے، لیکن میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ، بھائی، چچا اور اپنی اہل بیت میں سے سترہ افرادہ کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا (اور ان کے بدن خون سے آلودہ زمین پر پڑے تھے) پس کس طرح میرا غم ختم ہو۔''

(مناقب ابن شہراشوب ص ١٦٥)

ساتواں حصہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے

افتخارات اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ

(۱/۳/۵۱) کشیؒ کتاب رجال میں لکھتے ہیں کہ محمد بن مسلم نے تیس ہزار حدیث امام باقرؑ سے پوچھیں، اور آپ نے ان سب کا جواب دیا۔

(رجال کشی: ۱۶۳ حدیث ۲۷۶، الاختصاص: ۱۹۶)

امام باقرؑ کا حسن سلوک

(۲/۳/۵۲) حضرت کے مکارم اخلاق میں ہے کہ اہل شام سے ایک شخص امام باقرؑ کے ساتھ رفت وآمد رکھتا تھا۔ آپ کے دشمنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنی رفت وآمد کی وجہ امامؑ کے اچھے اخلاق اور نیک عادات بیان کی۔ حضرت سے کہا: میں آپ کو ایک فصیح مرد خیال کرتا ہوں۔ یعنی آپ مطالب کو بڑے واضح اور روشن طریقے سے بیان کرتے ہیں اور تمام آداب کا خیال رکھتے ہیں۔ اچھے الفاظ زبان پر جاری کرتے ہیں، انہی خصوصیات کے سبب میں آپ کے ساتھ آتا جاتا ہوں اور آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں۔

(امالی طوسی: ۴۱ حدیث ۷۱ مجلس ۱۴: بحارالانوار: ۴۶/ ۲۳۳ حدیث ۱)

ایک نصرانی کا مسلمان ہونا

ایک نصرانی شخص نے امامؑ کی شان میں بے ادبی اور مسخرہ کرتے ہوئے کہا: (انت بقر؟) ''تو بقر ہے'' امام نے فرمایا: نہیں میں باقر ہوں۔ اس نے کہا: تو ایک باورچن کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو ایک مہارت اور حرفہ ہے۔ اس نے کہا تو ایک سیاہ کنیز، گالی دینے والی اور گندی گفتگو کرنے والی کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خدا اسے معاف کرے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو خدا تجھے معاف کرے۔ نصرانی نے جب حضرت سے اس قدر بردباری اور تحمل کا مشاہدہ کیا تو حقیقت اسلام کا اعتراف کرلیا اور مسلمان ہوگیا۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۲۰۷ سطر ۵، بحارالانوار: ۴۶/ ۲۸۹ حدیث ۱۲)

امام باقرؑ کا علم

(۳۵۳/ ۳) امام سجاد علیہ السلام حضرت امام باقرؑ کے اوصاف کے بارے میں فرماتے ہیں:

انه الامام و ابو الائمه معدن الحلم وموضع العلم يبقره بقرا، والله لهو اشبه الناس برسول الله

''وہ امام ہے اور اماموں کا باپ ہے، حلم و بردباری کی کان ہے، علم کی آماجگاہ ہے، اس کے سینے میں علم سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے وہ علم کو چیرنے والا اور نشر کرنے والا ہے۔ خدا کی قسم وہ سب لوگوں میں سے رسول خداؐ کے ساتھ زیادہ شباہت رکھتا ہے۔''

(کفایۃ الاثر: ۳۱۱، بحار الانوار: ۳۶/ ۳۸۸ حدیث ۳، منتخب الاثر: ۲۴۸ حدیث ۳)

علم کو برداشت کرنے والے

(۳۵۴/ ۴) امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

لو وجدت لعلمي الذي آتاني الله عزوجل حملة لنشرت التوحيد والاسلام والدين والشرائع من الصمد، و كيف لي ولم يجد جدي امير المومنين حملة لعلمه

''خدا نے جو مجھے علم عطا کیا ہے، اگر اس کو برداشت اور تحمل کرنے والے میرے پاس ہوتے تو میں توحید، اسلام، دین اور شریعت کے آئین کو کلمہ صمد سے پھیلاتا، لیکن میرے لیے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے درحالانکہ میرے جد امیر المومنینؑ کے لیے ایسے اشخاص میسر نہ تھے۔ اہل بصرہ کے فقیہ قتادہ نے حضرت سے عرض کیا: خدا کی قسم! میں فقہاس اور ابن عباس کے سامنے بیٹھا ہوں، لیکن کسی سے بھی میرا دل اتنا اضطراب اور پریشانی سے دوچار نہیں ہوا، جتنا اس وقت ہوا جب میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔''

امامؑ نے اس سے فرمایا:

اتدري ابن انت؟ انت بين يدي

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تو کہاں ہوتا ہے، تو ولایت کے اس بلند ترین گھر میں ہے۔ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَیُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ

(سورہ نور: آیت ۳۶)

''یہ چراغ ان گھروں میں ہے جن کے بارے میں خدا کا حکم ہے کہ ان کی بلندی کا اعتراف کیا جائے اوران میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔''

نیز جب جابر بن عبداللہ انصاری حضرت کے سامنے آئے تو ان کے بدن کے اعضاء میں لرزہ پیدا ہو گیا اور خوف سے بال سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح علامہ مجلسیؒ کی روایت کے مطابق عکرمہ نے بھی قتادہ کی طرح مطالب کو ذکر کیا ہے۔

(بحارالانوار: ۲۶/۴۶/۲۵۸، حدیث ۵۹، مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۱۸۲)

معرفت کیا ہے؟

(۵/۳۵۵) بعض شیعہ کتب میں جابر بن یزید جعفی سے ایک طویل حدیث نقل ہوئی ہے یہاں پر ہم حدیث کے اس حصے کو مختصراً ذکر کرتے ہیں جو اس باب کے ساتھ مناسب ہے۔

جابر نے امام باقرؑ سے عرض کیا: تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھ پر احسان کیا اور آپ کی معرفت عطا کی اور آپ کی فضیلت کا میری طرف الہام کیا اور آپ کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کی اور جس نے آپ کے دوستوں سے دوستی اور پ کے دشمنوں سے دشمنی مجھے نصیب فرمائی۔ امامؑ فرماتے ہیں:

یاجابر اتدری ما المعرفة؟ المقرفة اثبات التوحید اولا ثم معرفه المعانی ثانیا ثم معرفه الابواب ثالثا، ثم معرفة الانام رابعا، ثم معرفة الارکان خامسا ثم معرفة النقباء سادسا ثم معرفة النجباس سابعا

''اے جابر! کیا تم جانتے ہو معرفت کیا ہے۔ معرفت کے ساتھ مرحلے ہیں۔ (۱) اثبات توحید (۲) معانی کی شناخت (۳) ابواب کی شناخت (وہ جو امام کے دروازے ہیں وہ ورودی دروازے کا سم رکھتے ہیں اوران کے راستے سے امام تک جانا چاہیے (۴) لوگوں کی شناخت (۵) ارکان کی شناخت (وہ جو خلقت میں اہم مقام رکھتے ہیں اور جو خیمہ کے لیے ستون ہیں) (۶) نقباء کی معرفت وہ جو قوم کے سرداراور آقا ہیں (۷) نجباء کی معرفت جو پاک طینت اوراصل ونسب کے لحاظ سے پاکیزہ ہیں۔''

اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ

جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

(سورہ کہف آیت ۱۰۹)

''کہو اگر میرے رب کے کلمات کو لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں تو ان کلمات کے مکمل ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے اگر چہ اتنے اور سمندر لائے جائیں۔''

ایک مقام پر خدا فرماتا ہے:

وَلَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَةٍ اَقۡلَامٌ وَّالۡبَحۡرُ یَمُدُّهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ سَبۡعَةُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۲۷﴾

(سورہ لقمان: آیت ۲۷)

''اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں، تمام سمندر سیاہی بن جائیں تاکہ خدا کے کلمات کو لکھا جائے تو پھر بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے، بے شک خدا صاحب قدرت اور حکمت والا ہے۔''

اس لیے آپ نے فرمایا:

حدیث معرفت کی وضاحت

اے جابر! اثبات توحید سے مراد اس خدائے ازلی و پوشیدہ کو پہچاننا ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں جبکہ وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ وہ اشیاء کا خالق اور ہر چیز سے واقف ہے وہ ازل سے پوشیدہ ہے جیسے کہ خود اس نے اپنی توصیف کی ہے۔

(۲) شناخت معانی: تم جان لو کہ ہم تمہارے درمیان توحید کے مظاہر اور معانی ہیں۔ خدا نے ہمیں اپنی ذات کے نور سے پیدا کیا اور لوگوں کے معاملات ہمارے سپرد کر دیئے اور ہم اس کی اجازت اور فرمان سے جو چاہیں انجام دیتے ہیں۔ جو ہم چاہتے ہیں وہ بھی وہی ہے جو وہ چاہتا ہے، ہمارا ارادہ وہی خدا کا ارادہ ہے اور اس نے ہمیں یہ مقام اور مرتبہ عطا کیا ہے اور ہمیں اپنے بندوں کے درمیان سے فضیلت دی ہے اور اپنی مملکت میں حجت قرار دیا ہے۔

فمن انکر شیئا وردہ فقد رد علی اللہ جل اسمہ و کفر بایاتہ و انبیائہ ورسلہ

''اگر کوئی ہمارے فضائل یا ہماری بات کا انکار کرے تو درحقیقت اس نے خدا کا اور خدا کی آیات اور اس کے انبیاء اور رسولوں کا انکار کیا ہے۔''

اے جابر! جس نے بھی خدا کو ان اوصاف کے ساتھ پہچان لیا، اس نے توحید کا اثبات کیا ہے، کیونکہ یہ اوصاف اس کے مطابق اور موافق ہیں جو قرآن میں ذکر ہوا ہے اور وہ خدا کا یہ فرمان ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ (سورہ شوریٰ: آیت ۱۱)

''کوئی چیز اس کی طرح نہیں ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

وہ فرماتا ہے:

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾

(سورۂ انبیاء: آیت ۲۳)

''وہ جو کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہ کیا جائے گا، لوگوں سے ان کے افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

جابر نے کہا: اے میرے آقا: میرے ساتھی اور وہ لوگ جو میرے ہم فکر ہیں کتنے کم ہیں۔ حضرت نے فرمایا: دور ہے، دور ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس وسیع زمین پر تمہارے کتنے دوست ہیں؟ اس نے عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! میرے خیال میں ہر شہر میں ایک سو سے دو سو تک اور ایک علاقے میں ایک ہزار سے دو ہزار نفر تک ہوں گے اور تمام علاقوں میں ایک لاکھ آدمی ہوں گے۔

امامؑ نے فرمایا:

اے جابر! تیرا جو خیال ہے اس کی مخالفت کر و اور اسے کافی نہ سمجھو۔

جیسے تو نے گمان کیا ہے ایسے نہیں ہے۔ بلکہ وہ لوگ جن کو تو خیال کرتا ہے کہ وہ از لحاظ فکر اور عقیدہ کمال تک نہیں پہنچے بلکہ ناقص ہیں اور مقصر ہیں وہ تیرے اصحاب اور ساتھی نہیں۔

جابر کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ: مقصر کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا:

الذین قصروا فی معرفة الائمة وعن معرفة ما فرض الله علیهم من امره وروحه

''مقصر وہ ہیں جنہوں نے اماموں، امر اور روح کی معرفت میں جو ان پر واجب کی گئی ہے کوتاہی کی ہے۔''

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! روح کی معرفت کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

وہ درک کرتا ہو اور جانتا ہو کہ خدا نے روح کو جس کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اپنا امر اس کے سپرد کر دیا ہے وہ اس کے اذن سے خلق کرتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور وہ جو نیتوں میں اور فکروں میں سے اسے جانتا ہے اور جو واقع ہو چکا اور جو قیامت تک انجام پائے گا وہ سب جانتا ہے اور یہ اس لیے ہے کیونکہ روح خدا کا امر ہے۔ پس جس کو بھی خدا اس روح کے ساتھ مخصوص کر دے وہ کامل ہے اور

کسی قسم کا نقص اور عیب اس میں نہیں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اذن خدا سے انجام دیتا ہے۔ مغرب سے مشرق تک ایک لحظہ میں طے کر سکتا ہے۔ آسمان کی طرف اوپر جا سکتا ہے اور آسمان سے نیچے آ سکتا ہے اور جو چاہے اور ارادہ کرے انجام دے سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! میں چاہتا ہوں اس روح کو کتاب خدا سے معلوم کروں اور یہ معلوم کروں کہ یہ ان امور سے ہے جس کو خدا نے اپنے پیغمبر محمدؐ کے ساتھ مخصوص کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: اس آیت کو پڑھو۔

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ

(سورہ شوریٰ: آیت ۵۲)

''اور اسی طرح ہم نے روح کو جو ہمارے امر سے ہے تمہاری طرف وحی کیا۔ اس سے پہلے تم کتاب اور ایمان کو نہ جانتے تھے، لیکن ہم نے اسے نور قرار دیا اور اس کے سبب سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔''

اس نے فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ

(سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

''ان کے دلوں میں ایمان کو ثابت کیا ہے اور ان کی اپنی طرف سے روح کے ذریعے سے تائید کی ہے۔''

پھر میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! آپ پر خدا کی رحمت ہو، اس بنا پر تو اکثر شیعہ مقصر ہیں۔ میں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھی اس صفت کے ساتھ نہیں جانتا ہوں جو آپ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے جابر! اگر چہ تو ان میں سے کسی کو اس طرح نہیں پہچانتا، لیکن میں چند لوگوں کو جانتا ہوں جو میرے پاس آتے ہیں، سلام کرتے ہیں اور مجھ سے ایسے پوشیدہ علوم اور راز پوچھتے ہیں جن سے دوسرے لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا: فلاں اور اس کے دوست ان شاء اللہ اس صفت کے مالک ہیں۔ یعنی آپ کے رازوں سے آشنا ہیں، کیونکہ میں نے ان سے آپ کے راز اور پوشیدہ علوم سنے ہیں اور میرے خیال میں وہ کامل ہیں۔

حضرت نے فرمایا: کل ان کی دعوت کرو اور اپنے ہمراہ لے آؤ۔

جابر کہتا ہے: دوسرے دن میں ان کو حضرت کی خدمت میں لے آیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ پر سلام کیا۔ آپ کا احترام کیا اور حضرت کی عزت کی۔

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! یہ تیرے بھائی ہیں، لیکن ابھی کامل ہونے میں کچھ کمی باقی ہے۔ اس کے بعد ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا: کیا تم اعتراف کرتے ہو کہ خدا تبارک وتعالیٰ جو چاہے انجام دے سکتا ہے اور جو چاہے حکم دے سکتا اور کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا کہ اس کے حکم کو توڑے اور اس کی رائے کو رد کرے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جائے گا، اور وہ لوگ ہیں جن سے ان کے افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

انہوں نے عرض کیا: ہاں! ایسے ہی ہے جیسے آپ نے فرمایا: خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے۔

میں نے کہا: الحمدللہ، یہ سب لوگ آگاہ ہیں اور ان کی معرفت کامل ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اتنی جلدی اس کا فیصلہ مت کرو، جابر کہتا ہے: میں حیران و پریشان ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے پوچھو۔ کیا علی بن الحسینؑ اپنے بیٹے محمدؑ کی صورت میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جابر کہتا ہے: میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔ حضرت نے فرمایا: ان سے پوچھو کیا محمدؑ علیؑ بن الحسینؑ کی شکل میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جابر کہتا ہے میں نے ان سے سوال کیا، لیکن انہوں نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔

اس وقت امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ ہے وہ چیز جس کے متعلق میں نے تجھے بتایا تھا کہ وہ ابھی کامل نہیں ہوئے۔

میں نے ان سے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے اپنے امام کو جواب کیوں نہیں دیتے؟

پھر بھی چپ رہے اور شک میں پڑے رہے۔

امامؑ نے دوبارہ جابر سے فرمایا: یہ وہی ہے جو میں نے کہا ہے کہ ان کو ابھی اور مراحل سے گزرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ کامل ہوں۔

اس وقت امامؑ نے فرمایا: آپ کو کیا ہوا ہے بات کیوں نہیں کرتے ہیں؟ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور عرض کرنے لگے: یا بن رسول اللہؐ ہم نہیں جانتے آپؐ ہمیں سکھایئے۔

حضرت زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام نے اپنے بیٹے امام باقرؑ کی طرف دیکھا اور ان لوگوں سے فرمایا: یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کا بیٹا۔ حضرت نے فرمایا: میں کون ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: آپ علیؑ بن الحسینؑ ان کے باپ ہیں۔ جابر کہتا ہے ان سوالات اور جوابات کے بعد امامؑ نے چند کلمات کہے جن کو ہم نہ سمجھ سکے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ محمدؑ باقر اپنے باپ علیؑ بن الحسینؑ کی صورت میں امام علیؑ بن الحسینؑ اپنے بیٹے محمد باقرؑ کی شکل میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جب یہ دیکھا تو تعجب سے کہنے لگے "لا الہ الا اللہ"

امامؑ نے فرمایا:

لا تعجبوا من قدرة الله انا محمد و محمد انا وقال محمد یاقوم لا تعجبوا من امر الله انا علی و علی انا و کلنا واحد من نور واحد وروحنا من امر الله اولنا محمد و اوسطنا محمد و اخرنا محمد و کلنا محمد

''خدا کی قدرت سے تعجب نہ کرو، میں محمد ہوں اور محمد سے ہیں محمدؑ بن علیؑ نے فرمایا: اے قوم! خدا کے کام سے تعجب نہ کرو میں علیؑ ہوں اور علی میں ہوں ہم سب ایک ہیں اور ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں، اور ہماری روح امر خدا سے ہے ہمارا اول محمد ہے اوسط محمد ہے، اور آخر محمد ہے اور ہم سب محمد ہیں۔''

جابر کہتا ہے: جب انہوں نے امامؑ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو سب سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے، ہم آپ کی ولایت اور آپ کے پوشیدہ فضائل پر ایمان لائے اور آپ کی خصوصیات کا اقرار کرتے ہیں۔

امام سجاد نے فرمایا:

یاقوم ارفعوا رووسکم فانتم الان العارفون الفائزون المستبصرون۔ وانتم الکاملون البالغون، الله الله لا تطلعوا احدا من القصرین المستضعفین علی ما رایتم منی و من محمد فیشنعوا علیکم ویکذبو کم

''اے قوم! سجدے سے سر اٹھاؤ۔ اب تم صاحب معرفت، کامیاب اور آگاہ و بابصیرت ہوئے ہو اور اب تم کامل ہوئے ہو اور حد کمال کو پہنچے ہو۔ تمہیں خدا کی قسم جو کچھ تم نے مجھ سے اور میرے بیٹے محمد سے دیکھا ہے اپنے جاننے والوں میں سے جو اس معرفت تک نہیں پہنچتے بلکہ کوتاہی کی ہے کسی کو اس بارے میں اطلاع نہ دینا، کیونکہ وہ تمہیں برا بھلا اور جھوٹا کہیں گے۔''

انہوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کی بات سنی اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا: تم حد رشد و کمال تک پہنچ گئے ہو، اب واپس چلے آؤ جبکہ وہ واپس پلٹ گئے ہیں۔ جابر کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! جو کوئی اس امر کو جس طرح آپ نے بیان فرمایا ہے نہ جانتا ہو، لیکن آپ کو دوست رکھتا ہو اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہو اور آپ کی برتری کا قائل ہو، اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا: وہ نیکی اور خیر و خوبی کے راستے پر ہے یہاں تک کہ وہ معرفت کے اس مرتبہ تک پہنچ جائے۔

(بحارالانوار: ۲۶/ ۱۳ حدیث ۲)

مؤلف فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی ابتداء اور ذیل بڑا طولانی ہے جسے ہم نے اس بحث کے ساتھ مربوط نہ ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔ اس مکمل حدیث کو شیخ حسین بن عبدالوہاب نے کتاب عیون المعجزات میں مختصر سے فرق کے ساتھ امام باقرؑ کے

معجزات کے باب میں نقل کرتے ہیں۔(عیون المعجزات:۷۸)

دین محبت اور دوستی کے سوا کچھ نہیں

(۶/۳۵۶) صاحب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں برید عجلی سے روایت لکھتے ہیں۔ میں امام باقرؑ کے پاس تھا کہ اس وقت خراسان سے پیدل سفر کرتا ہوا ایک شخص حضرت کی ملاقات کے لیے آیا، اس نے اپنے دونوں پاؤں آگے کیے تاکہ سفر میں جو زخم وغیرہ ان پر آئے ہیں دکھلائے اور عرض کرنے گا۔ خدا کی قسم! آپ اہل بیت کی محبت کے سوا مجھے کسی چیز نے اس کام پر مجبور نہیں کیا اور آپ کی دوستی کی وجہ سے میں اتنا لمبا سفر پیدل چل کر آیا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا:

والله لو احبنا حجر حشره الله معنا، وهل الدين الا الحب؟

''خدا کی قسم! اگر پتھر بھی ہماری محبت رکھتا ہوگا تو خدا تعالیٰ اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے گا، کیا دین سوائے محبت کے اور کوئی چیز ہے؟''

بے شک خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(سورہ آل عمران: آیت ۳۱)

''اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے۔''

اور خدا نے فرمایا ہے:

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ

(سورۂ حشر: آیت ۹)

''وہ مہاجرین کو جو ان کی طرف آئے ہیں دوست رکھتے ہیں۔''

اور آپ نے دو مرتبہ تکرار کیا، کیا دین سوائے محبت اور دوستی کے کچھ اور ہے؟

ناصبی کی شفاعت نہیں ہوگی

(۷/۳۵۷) محمد بن یعقوب کلینیؒ کتاب کافی میں عبدالحمید وابشی سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا، میرا ایک ہمسایہ ہے جو ہر طرح کے حرام کام کو انجام دیتا ہے، نماز جو اہم ترین فرض ہے بجا نہیں لاتا اور باقی واجبات کو تو وہ اہمیت ہی نہیں دیتا۔

امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! تیری نظر میں یہ بہت بڑی بات ہے؟

الا اخبرك لمن هو شر منه؟

''کیا تمہیں اس سے بھی بدتر کے بارے میں نہ بتاؤں؟''

میں نے عرض کیا: ہاں فرمائیں! آپ نے فرمایا:

الناصب لنا اشر منه، اما انه ليس من عبد يذكر عنده اهل البيت فيرق لذكرنا الا مسحت الملائكة ظهره. و غفر الله له ذنوبه كلها الا ان يجي بذنب يخرجه من الايمان و ان الشفاعة لمقبولة و ما تقبل في ناصب و ان المومن ليشفع لجاره وماله حسنة

''ناصبی شخص اس سے بھی بدتر ہے (ناصبی اسے کہتے ہیں جو علی الاعلان اہل بیت علیہم السلام کا دشمن ہو) جان لو! کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کے پاس ہم اہل بیت کا تذکرہ کیا جائے اور اس کا دل اس تذکرہ سے نرم ہو جائے تو فرشتے اس کی پشت پر اپنے پر پھیرتے ہیں (یعنی اس کے لئے دعا کرتے ہیں) اور خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا مگر وہ گناہ جو اسے ایمان کے دائرہ سے خارج کر دیں۔ بے شک خدا کے اولیاء کی شفاعت گناہوں کے متعلق قبول کی جائے گی اور ناصبی کے متعلق کسی کی شفاعت قبول نہ ہوگی۔''

مومن اپنے ہمسایہ کی شفاعت کر سکتا ہے

ایک مومن اپنے اس ہمسایہ کے بارے میں شفاعت کرے گا جس کے پاس کوئی نیک عمل نہ ہوگا اور وہ کہے گا: اے خدا! یہ میرا وہ ہمسایہ ہے جو مجھ سے اذیت اور تکلیف کو دور رکھتا تھا۔ بس اس کی شفاعت ہمسائے کے بارے میں قبول ہو جائے گی اور خدا تبارک وتعالیٰ فرمائے گا، میں تیرا خدا ہوں، میں اس کو جزا دینے میں زیادہ حق رکھتا ہوں۔ پس اس کو بغیر کسی ثواب یا نیک عمل کے ہو جنت میں داخل کر دیں گے۔

نوٹ: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس طرح خدا کی عدالت کیا ہوئی؟ تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ بے نیاز بھی ہے۔ اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ ہمسائے کو یاد نہ ہو مگر مومن کی اذیت اور تکلیف دور کرنا کیا کم نیکی ہے؟ وہ دنیا میں مومن کی اذیت اور تکلیف دور کرتا تھا اور خدا اس کی آخرت کی اذیت اور تکلیف کو دور کر دے گا۔

بے شک ایک مومن کم سے کم تیس آدمیوں کی شفاعت کرے گا اور اس وقت اہل دوزخ کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِيۡنَ ۙ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيۡقٍ حَمِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوۡ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾

(سورہ شعراء: آیت ۱۰۰ ۔ ۱۰۲)

''ہمارے لئے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے اور کوئی خالص دوست نہیں ہے۔ اگر ہم دوبارہ دنیا میں لوٹتے تو ہم مومن ہوتے۔''

(الکافی: ۸/۱۰۱ حدیث ۷۲، بحارالانوار: ۸/۵۶ حدیث ۷۰، تفسیر برہان: ۳/۱۸۵ حدیث ۲)

ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کی تلاوت کے بعد امام باقرؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! دوست کا مقام اور مرتبہ بہت بڑا ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے رشتہ داروں سے مقدم کیا ہے۔

(اس روایت کا ذکر کتاب تفسیر برہان میں کیا گیا ہے۔)

ایک بوڑھے شخص کا امام باقرؑ کی مجلس میں حاضر ہونا

(۸/۳۵۸) کلینی کتاب کافی میں حکم بن عتبہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں امام باقرؑ کی خدمت میں تھا اور آپ کا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اچانک ایک بوڑھا آدمی جو اپنے عصا کے سہارے چل رہا تھا، وہاں آیا اور کمرے کے دروازے کے پاس کھڑا ہوگیا۔ امام باقرؑ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا:

السلام علیك یابن رسول الله و رحمة الله و بر کاته

''اے رسولؐ خدا کے بیٹے! آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔''

پھر چپ ہوگیا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔ امام نے بھی اسی طرح جواب دیا اس کے بعد بوڑھے آدمی نے اپنا منہ اہل مجلس کی طرف کیا اور ان کو سلام کیا اور چپ ہوگیا، یہاں تک کہ سب نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر امام باقرؑ کی طرف منہ کر کے عرض کی: یابن رسول اللہؐ مجھے اپنے پاس جگہ عنایت فرمائیں، خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ خدا کی قسم میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور جو بھی آپ کو دوست رکھتا ہوا سے بھی دوست رکھتا ہوں۔ بے شک میری یہ دوستی اور محبت دنیا کے طمع ولالچ میں نہیں ہے۔ بے شک میں آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں اور ان سے اظہار بیزاری اور نفرت کرتا ہوں، بے شک یہ دشمنی اور نفرت میرے کسی انتقام اور نفرت کی وجہ سے نہیں ہے۔ خدا کی قسم آپ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہوں اور آپ کے امر اور آپ کی حکومت کریمہ کا منتظر ہوں۔ کیا میں امید رکھوں؟ خدا مجھے آپ پر قربان فرمائے۔ امام باقرؑ نے فرمایا:

میری طرف آؤ۔ میری طرف آؤ اور اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: اے بوڑھے شخص! ایک آدمی میرے والد علیؑ بن الحسین کی خدمت میں آیا اور آپ سے اس نے یہی سوال پوچھا۔ میرے والد نے اس سے فرمایا:

ان تمت ترد علی رسول الله و علی علی والحسن و الحسین و علی علی بن الحسین و یثلج قلبك و یبرد فوادك و تقر عینك و تستقبل بالروح والریحان مع الکرام الکاتبین

"اگر تو اسی حالت میں دنیا سے گیا تو رسولؐ خدا، امیر المومنینؑ امام مجتبیٰؑ، امام حسینؑ اور علیؑ بن الحسینؑ کے پاس وارد ہوگا اور تیرا دل ٹھنڈا ہوگا۔ تیرا دل خوش اور تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ جب تیری جان تیرے حلق تک پہنچے گی تو فرشتے اپنے بازو کھول کر گل دستہ لے کر تیرے استقبال کو آئیں گے۔"

اور اگر تو زندہ رہا تو وہ کچھ دیکھے گا جو تیری آنکھوں کی روشنی کا باعث ہوئے۔ بہشت میں ہمارے ساتھ بلند ترین مقامات میں ہوگا۔

وہ بوڑھا شخص امامؑ کی باتیں سن کر اس قدر خوش تھا کہ کہنے لگا: اے ابوجعفرؑ! آپ نے کیا فرمایا ہے؟ امامؑ نے گزشتہ مطالب کو دوبارہ بیان فرمایا۔ بوڑھے شخص نے حیرانی کی حالت میں کہا اللہ اکبر، اے ابوجعفر! اگر میں مر گیا تو رسولؐ خدا، امیر المومنینؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور علی بن الحسینؑ کے پاس جاؤں گا اور ان مطالب کو دہرایا جو امام نے فرمائے تھے۔ پھر اس بوڑھے شخص نے گریہ اور رونے کی آواز بلند کی اور گریہ کی وجہ سے اس کی سانس بند ہوئی اور وہ گریہ کرتے کرتے زمین پر گر گیا، وہاں پر بیٹھے لوگ بھی اس بوڑھے شخص کی حالت کو دیکھ کر گریہ و نالہ کرنے لگے۔

حضرت امام باقرؑ نے اپنی مبارک انگلیوں سے اس بوڑھے شخص کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے، اس بوڑھے شخص نے سر اوپر اٹھایا اور امام باقرؑ سے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! اپنا مبارک ہاتھ مجھے دیں تا کہ میں اس کا بوسہ لوں۔ خدا مجھے آپ پر فدا کرے۔ اس وقت اس نے امامؑ کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور اپنی آنکھوں اور چہرے پر رکھا، پھر اس نے اپنا قمیض اوپر اٹھایا اپنا سینہ اور پیٹ ننگا کر کے امامؑ کا ہاتھ وہاں رکھا۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھا اور سلام و خدا حافظ کہا امام باقر علیہ السلام اس کے پیچھے سے اسے دیکھ رہے تھے اور وہ جا رہا تھا۔ پھر آپ نے اہل مجلس کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

من احب ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا

"جو بھی چاہتا ہے کہ جنتی شخص کو دیکھے تو اسے دیکھ لے۔"

حکیم بن عتبہ کہتا ہے۔ ہم نے اس مجلس کی طرح ماتم کرتے اور روتے ہوئے کسی مجلس کو نہیں دیکھا۔

(الکافی:۸:۷۶ حدیث ۳۰، الوافی:۵/۷۹۹ حدیث ۳، بحارالانوار:۴۶/۳۶۱ حدیث ۳)

(۹/۳۵۹) علی بن ابراہیم قمیؒ آیہ مبارکہ:

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

(سورہ الرحمن، آیت ۷۸)

کی تفسیر میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

نحن جلال الله و کرامته التی اکرم الله العباد بطاعتنا

(تفسیر قمی: ۲/۳۴۶، بحارالانوار: ۲۴/۱۹۶ حدیث ۲۰ تفسیر برہان: ۴/۲۷۲ حدیث ۱)

''ہم اللہ کی جلالت اور کرامت کے مظہر ہیں کہ بندے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب خدا کی کرامت اور بزرگواری تک پہنچتے ہیں۔''

مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی تائید امام باقرؑ کی ایک دوسری روایت بھی کرتی ہے۔ امام فرماتے ہیں: جو کوئی امامؑ کے سامنے تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر کہے اور کہے:

لا اله الا الله وحده لا شریك له

''خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا اور لاشریک ہے۔''

خدا تعالیٰ اس کے لئے رضوان اکبر واجب کر دیتا ہے (رضوان اکبر سے مراد جنت رضوان یا خدا کی خوشنودی ہے) اور جو اس طرح کی توفیق حاصل کر لے تو خدا اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ اسے اور اپنے خلیل ابراہیمؑ، اپنے حبیب محمدؐ اور اپنے باقی رسولوں کو دارالجلال میں جمع کرے۔

راوی سعد بن طریف کہتا ہے: میں نے حضرت سے سوال کیا: دارالجلال کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: دار سے مراد ہم ہیں اور اسی مطلب کی طرف خدا کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

(سورہ قصص آیۃ ۸۳)

''یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں برتری کی تلاش اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔''

حضرت نے فرمایا: عاقبت سے مراد اس آیت میں ہم ہیں اور ہماری مودت و دوستی مخصوص ہے اہل تقویٰ کے ساتھ۔ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

تبارك اسم ربك ذی الجلا و الاکرام

''مبارک ہے تیرے پروردگار کا نام جو صاحب عزت اور اکرام ہے۔''

حضرت نے فرمایا: ہم خدا کی کرامت اور بزرگواری کے مظہر ہیں۔ بندے ہماری فرمانبرداری کے ذریعے خدا کی کرامت اور عزت وجلالت کے حق دار بنتے ہیں۔

(بصائر الدرجات: ۱۲ ۳حدیث ۱۲، بحارالانوار: ۲۴/ ۳۰۹۷ حدیث ۱۱۶،تفسیر برہان: ۴/ ۲۹۸ حدیث ۲)

اہل بیتؑ ہی مظہر جلال کبریائی ہیں

نیز مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے اس سے رمضان المبارک کی سحری کے وقت کی دعا کی تفسیر ظاہر ہوگئی ہے وہ یہ کہ اہل بیت علیہم السلام ہی مظہر وجلال کبریائی، مظہر جمال خدااور پروردگار کے دوسرے اچھے اوصاف ہیں۔

علوم آل محمدؑ سے دلوں میں طوفان آتے ہیں

(۱۰/۳۶۰) شیخ مفید کتاب اختصاص میں جابر بن یزید جعفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔

حضرت امام باقرؑ نے مجھے ستر ہزار حدیث اور ایک دوسرے نسخے کے مطابق نوے ہزار حدیث ارشادفرمائیں کہ ان میں سے ایک کو بھی کسی سے میں نے نہیں کہا۔

جابر کہتا ہے: میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا کہ: آپ پر قربان جاؤں۔ بہت بڑا وزن اپنے علوم اور اسرار سے میرے کندھوں پر ڈالا ہے جن کو میں کسی کے سامنے بیان بھی نہیں کرسکتا اور کبھی کبھی میرے سینے میں وہ علوم اور اسرار ایک طوفان برپا کردیتے ہیں اور میرے اوپر دیوانوں والی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔حضرت نے فرمایا:

یا جابر! فاذا کان ذلك فاخرج الی الجبان فاحفر حفیرۃ و دل راسك فیها ثم قل: حدثنی محمد بن علی بکذا بکذا

''اے جابر! جب تیری ایسی حالت ہوتو صحراء کی طرف چلے جایا کراور وہاں ایک گڑھا کھود کراور اس میں اپنا سر نیچے کرکے کہا کر: محمد بن علی نے مجھے ایسے ایسے فرمایا ہے۔''

(الاختصاص:۶۱، بحارالانوار:۴۶/ ۳۴۰ حدیث ۳۰)

احادیث آل محمدؑ کا انکار شرک ہے

مؤلفؒ کہتے ہیں! جابر جعفی باوجود اس کے کہ اتنا بلند مقام رکھتا ہے امامؑ نے اس سے فرمایا:

فاذا ورد علیك یا جابر شیی من امرنا فلان له قلبك فاحمد الله وان انکرته فرده الینا اهل البیت ولا تقل کیف جاء هذا؟ و کیف کان؟ او کیف هو؟ فان هذا و

الله هو الشرك بالله العظيم و ليس ذلك الا لعظم اسوارهم عليهم السلام

''جب بھی اے جابر تو ہمارے امر میں سے کوئی چیز سنے اور تیرا دل اسے قبول کر لے تو خدا کی حمد بجالا یا کرو اور اگر تمہارا دل انکار کردے تو اسے ہماری طرف پلٹا دیا کرو (اور کہا کرو وہ خود جانتے ہیں) اور یہ نہ کہا کرو کہ یہ حدیث کس طرح جاری ہوئی ہے؟ کیسے تھی؟ اور کس طرح ہے؟ کیونکہ ایسا کرنا ہماری کلام کو رد کرنے کے مترادف ہے اور خدا کی قسم یہ خداوند عظیم کے ساتھ شرک کرنا ہے۔''

اور یہ سب اہل بیت علیہم السلام کے اسرار کی بلندی اور عظمت کی خاطر ہے۔

(بحارالانوار: ۲/۲۰۸ حدیث ۱۰۲)

امام باقر علیہ السلام کا جابر کو زمین و آسمان کے باطن دکھلانا

(۱۱/۳۶۱) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں حضرت امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ جابر نے حضرت سے خدا کے فرمان:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴿۷۵﴾

(سورۂ انعام آیت ۷۵)

''ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے باطن دکھلائے تاکہ اہل یقین سے ہو جائیں۔''

کے بارے میں سوال کیا گیا تو امامؑ نے اپنا ہاتھ اوپر کیا اور فرمایا: اپنا سر بلند کرو اور نظر اوپر کرو۔

جابر کہتا ہے: میں نے اپنا سر بلند کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چھت علیحدہ ہو گئی اور بکھر گئی ہے اور اس کے اندر سے ایک شگاف پڑ گیا تھا۔ جس سے ایک نور نظر آ رہا تھا جس کو میری آنکھیں دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ امام نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے اس طرح سے آسمانوں اور زمین کے ملکوت کو دیکھا اب تم زمین کی طرف نگاہ کرو اور پھر سر بلند کرو، جب میں نے سر بلند کیا تو چھت اپنی اصلی حالت پر آ گئی تھی۔ پھر امامؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر سے باہر چلے گئے اور مجھے ایک لباس پہنایا اور فرمایا: اپنی آنکھیں بند کر لو۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: تو اس وقت ان تاریکیوں میں ہے جن کو ذوالقرنین نے دیکھا تھا۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں لیکن کچھ نہ دیکھا، پھر چند قدم آپ نے آگے بڑھائے اور فرمایا: اب تم اس چشمہ حیات کے پاس ہو جہاں سے حضرت خضرؑ نے آب حیات پیا، پھر ہم اس عالم سے باہر چلے گئے اور پانچ دوسرے عالم سے گزرے۔ اس وقت حضرتؑ نے فرمایا: یہ زمین کے ملکوت ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو اور میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ہم اس کے گھر میں ہیں جہاں پہلے تھے اور وہ لباس جو مجھے پہنایا واپس اتروا لیا گیا۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ دن کتنے گھنٹے گزر چکا ہے؟ حضرت نے فرمایا: تین گھنٹے گزرے ہیں۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۱۹۴، بحارالانوار: ۴۶/۲۶۹ حدیث ۶۵ تفسیر برہان: ۱/۵۲۳ حدیث ۹، اختصاص: ۳۱۷)

اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے

مؤلف کہتے ہیں کہ سید ہاشم بحرانیؒ نے تفسیر برہان میں اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے جس کو یہاں ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ کہتے ہیں روایت ہوئی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو خدا آسمان پر لے گیا تو ان کی بینائی تیز کر دی جس سے انہوں نے زمین اور زمین پر رہنے والوں کو دیکھا، ایک طرف توجہ کی تو کیا دیکھا کہ ایک مرد عورت برا فعل کر رہے ہیں۔ ان پر نفرین کی اور وہ دونوں ہلاک ہو گئے، پھر مرد عورت کو اسی حال میں دیکھا ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے، اس کے بعد ایک اور مرد عورت کو اسی حال میں دیکھا ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے، چوتھی دفعہ جب ایک اور مرد عورت کو اس حال میں دیکھا اور بددعا کرنا چاہی تو خدا تبارک وتعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی:

يا ابراهيم اكفف دعوتك عن امالي و عبادي فاني انا الغفور الرحيم الجبار الحكيم، لا تضرني ذنوب عبادي كما لا تنفعني طاعتهم ولست اسوسهم بشفاء الغيظ كسياستك

''اے ابراہیم! میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو۔ میں غفور و رحیم، جبر کرنے والا اور بردبار ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھے نقصان نہیں پہنچاتے، ایسے ہی ان کا میری اطاعت کرنا مجھے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ان کو اپنے غصے کی شفاء کے لئے تادیب نہیں کرتا جیسے کہ تو تدبیر کر رہا ہے۔''

پس میرے بندوں اور کنیزوں کو بددعا نہ کرو اور ان پر نفرین نہ کرو۔ بے شک تو میرا بندہ ہے، میری طرف سے تو اس پر مامور ہے کہ ان کو ڈراؤ نہ یہ کہ میری بادشاہی میں میرے ساتھ شرکت رکھو، اور نہ یہ کہ مجھ پر اور میرے بندوں پر فتح پاؤ۔

میرے ساتھ نسبت کے لحاظ سے میرے بندے تین طرح کے ہیں۔ یا اپنے گناہ سے توبہ کر لیں گے تو میں ان کی توبہ قبول کر لوں گا اور ان کے گناہ معاف کر دوں گا اور ان کی برائیوں کو چھپا لوں گا، یا ان کے عذاب سے خودداری کروں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان کی نسل سے باایمان بندے پیدا ہوں گے لہٰذا کافر باپوں کے ساتھ میں نرمی کرتا ہوں اور کافر ماؤں سے عذاب دور رکھتا ہوں اور ان پر عذاب نازل نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ باایمان اشخاص ان کی نسل سے پیدا نہ ہو جائیں اور جب یہ کام ہو جاتا ہے تو میرا عذاب ان پر نازل ہو جاتا ہے اور میری بلا ان کو گھیر لیتی ہے اور اگر ان دو قسموں سے نہ ہوں تو جو عذاب میں نے ان کے لئے تیار کیا ہے وہ اس سے سخت تر ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے، کیونکہ میں ان پر اپنی بزرگی، عظمت اور کبریائی کے حساب سے عذاب کر دوں گا۔

يا ابراهيم فخل بيني و بين عبادي فاني ارحم بهم منك و خل بيني و بين عبادي فاني انا الجبار الحليم العلام، ادبرهم بعلمي و انفذ فيهم قضائي

''اے ابراہیم! مجھے اور میرے بندوں کو اکیلے چھوڑ دو۔ بے شک میں ان کے ساتھ تم سے زیادہ مہربان ہوں، اور مجھے اور میرے بندوں کو اکیلے رہنے دو، کیونکہ میں جبار، حلیم اور جاننے والا ہوں۔ میں اپنے علم کے ساتھ ان کی تدبیر کروں گا اور اپنے حکم کو ان کے درمیان جاری کروں گا۔''

(تفسیر امام عسکریؑ: ۵۱۳، تفسیر برہان: ۱/۲ ۵۳ حدیث ۱۱، بحارالانوار: ۹/ ۲۷۸ حدیث ۲)

محدث قمیؒ نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا اور فرمایا ہے کہ اس طرح کے کام یعنی آسمانوں اور زمین کے ملکوت کا اور ان میں رہنے والوں کو دیکھانا، اسی طرح عرش اور ان فرشتوں کا دیکھانا جو عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہیں رسولؐ خدا امیرالمومنینؑ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے لئے وقوع پذیر ہوا ہے۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۸۱۸ حدیث ۴، بحارالانوار: ۲۵/ ۹۷ حدیث ۱۷، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۴۹۴ حدیث ۶۷۴)

خدا انہیں دوست رکھتا ہے جو آل محمدؐ کو دوست رکھتا ہے

(۱۲/۳۶۲) فراتؒ نے اپنی تفسیر میں برید عجلی اور ابراہیم احمری سے نقل کیا ہے کہ

یہ دونوں کہتے ہیں: ہم امام باقرؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور زیاد حضرت کے پاس موجود تھا آپ نے اس سے فرمایا: اے زیاد! کیا ہوا ہے، میں دیکھ رہا ہوں تیرے پاؤں پھٹے ہوئے ہیں۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس جو لاغر اور کمزور اونٹ ہے اس کے ساتھ سفر کیا ہے وہ مجھے اٹھا نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا کبھی کبھی میں پیدل چل پڑتا تھا اور اسے چلتے رہنے پر مجبور کرتا تھا۔ آپ کی دوستی اور آپ کی زیارت کے شوق کے علاوہ مجھے اور کسی چیز نے اس کام پر آمادہ نہیں کیا۔ پھر اس نے اپنا سر نیچے کر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں۔ جب کبھی میں اکیلا ہوتا ہوں تو شیطان میرے پاس آتا ہے اور مجھے میرے گناہان گزشتہ اور برائیوں کی یاد دلاتا ہے اور میرے دل میں اس قدر وسوسے ڈالتا ہے کہ مجھے یاس و ناامیدی کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اس وقت میں آپؑ کے ساتھ اپنی محبت ارتباط اور وابستگی کو یاد کرتا ہوں اور میرے اندر امید پیدا ہو جاتی ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا:

یازیاد، وھل الدین الا الحب والبغض؟

''اے زیاد! کیا محبت اور دشمنی کے علاوہ دین کوئی چیز ہے۔''

پھر قرآن سے تین آیات کی تلاوت فرمائی! گویا کہ یہ آیات انہوں نے بغیر کسی غور و فکر کرنے کے تلاوت فرمائیں۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (سورہ حجرات: آیت ۷)

''خدا نے تمہارے لئے ایمان کو پسند کیا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دیا۔''

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ (سورہ حشر: آیت ۹)

''اور وہ ان کو دوست رکھتے ہیں جنہوں نے ان کی طرف ہجرت کی۔''

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱

(سورہ آل عمران: آیت ۳۱)

''اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

پھر آپ نے فرمایا:

ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی، یا رسول اللہؐ! میں روزہ داروں کو پسند کرتا ہوں، لیکن خود روزہ نہیں رکھتا، میں نماز گزاروں کو دوست رکھتا ہوں لیکن خود نماز نہیں پڑھتا، میں صدقہ و خیرات دینے والوں کو پسند کرتا ہوں، لیکن خود صدقہ و خیرات اور احسان نہیں کرتا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

انت مع من احببت ولك ما اكتسبت اما ترضون ان لو كانت فزعة من السماء فزع كل قوم الى ما منهم وفرعنا الى رسول الله وفرعتم الينا

''تو ان کے ساتھ ہے جن کو پسند کرتا ہے اور جو تو عمل کرے گا اس کی تجھے جزا دیں گے کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب آسمان سے کوئی وحشت ناک حادثہ رونما ہو تو ہر گروہ اپنی پناہ گاہ کی طرف جاتا ہے اور ہم رسولؐ خدا کی پناہ لیتے ہیں، اور تم اس وقت ہماری پناہ میں ہوتے ہو؟''

(تفسیر فرات: ۴۲۸ حدیث ۵۶۷، بحار الانوار: ۶۸/ ۶۳ حدیث ۱۱۴، الکافی: ۸/ ۷۹ حدیث ۳۵)

مومن کا گناہ نیکی میں تبدیل ہوگا

(۶۲۳/ ۱۳) شیخ مفیدؒ محمد بن مسلم ثقفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۰

(سورہ فرقان: آیت ۷۰)

''خدا ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اور خدا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

حضرت نے فرمایا: قیامت کے دن ایک گناہ گار مومن کو اس کے حساب و کتاب کی جگہ پر روکا جائے گا اور خدا خود اس کا حساب و کتاب لے گا اور کسی کو اس سے آگاہ نہ کرے گا۔ اس کے گناہوں کو اسے یاد دلائے گا۔ وہ اپنی تمام برائیوں کا اعتراف کرے

گا۔اس وقت خدا ان فرشتوں کو جو لکھتے ہیں حکم دے گا کہ اس کی تمام برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دو اس کے بعد لوگوں کے سامنے ظاہر کر دو۔لوگ جب اس کے نامہ اعمال کو دیکھیں گے تو کہیں گے،کیا اس بندے کا ایک گناہ بھی نہیں ہے؟ پھر خدا اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

فھذا تاویل الایۃ و ھی فی المذنبین من شیعتنا خاصۃ

''یہ ہے اس آیت کی تفسیر اور تاویل اور یہ آیت ہم اہل بیت علیہم السلام کے گناہ گار شیعوں کے ساتھ مخصوص ہے۔''

(امالی مفید:۲۹۸ حدیث ۸،بحارالانوار:۶۸/۱۰۰ حدیث ۴،امالی طوسی:۲۷ حدیث ۱۴ مجلس ۳،بشارۃ المصطفی:۷)

اہل بیتؑ کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے

(۱۴/۲۶۴) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں لکھتے ہیں کہ امام باقرؑ سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت نے آیہ شریفہ

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴿۸۲﴾

(سورہ طہٰ آیت ۸۲)

''بے شک میں بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے،اور نیک اعمال بجالائے پھر راہ ہدایت پر چلے۔''

کے بارے میں فرمایا ہے:

اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ ہم اہل بیتؑ کا راستہ تلاش کرے اور ہدایت یافتہ ہو جائے۔''

(تاویل الآیات:۱/۳۱۶ حدیث ۱۱،بحارالانوار:۲۴/۱۴۸ حدیث ۲۶ تفسیر برہان:۳/۴۰ حدیث ۵)

خدا کی رسی آل محمدؑ ہیں

(۱۵/۳۶۵) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں خیثمہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:میں نے امام باقرؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

نحن جنب اللہ و نحن صفوۃ اللہ و نحن خیرۃ اللہ و نحن مستودع مواریث الانبیاء و نحن امناء اللہ عزوجلو نحن حجج اللہ و نحن حبل اللہ و نحن رحمۃ اللہ علی خلقہ

''ہم خدا کی جنب یعنی طرف ہیں ہم خدا کی طرف سے خالص کئے ہوئے اور چنے ہوئے ہیں ہم وہ ہیں جن کے پاس میراث انبیاء بطور امانت رکھی ہوئی ہے ہم ہیں خدا کے امانتدار اور ہم ہیں اس کی حجت، ہم ہیں خدا کی رسی ہم ہیں خدا کی رحمت اس کی مخلوق پر۔''

ہم وہ ہیں جن کے وجود سے خدا نے اپنی مخلوق کا آغاز کیا اور ہمارے وجود سے اس کو ختم کرے گا ہم ہیں ہدایت کے راہنما

اور تاریکیوں میں اس کے روشن چراغ اور نور ہدایت کے چمکنے کا مقام۔ ہم وہ پرچم اور نشانیاں ہیں جو دنیا والوں کے لیے لگائی گئی ہیں، ہم ہیں وہ سابقون (جن کا قرآن میں تذکرہ ہے) اور ہم ہی ہیں وہ جنہوں نے سب پر از لحاظ رتبہ و مرتبہ فضیلت پائی ہے اور ہم آخرین ہیں جو زمانہ کے لحاظ سے دوسروں کے بعد آئے ہیں۔''

جس نے بھی ہمارے دامن کو پکڑ لیا وہ ہمارے ساتھ ملحق ہوگا اور نجات پا جائے گا اور جو ہم سے پیچھے رہ گیا اور ہمارے ساتھ نہ چلا وہ اپنے غرور اور جہالت کے سمندر میں غرق ہو جائے گا۔ ہم سفید چہروں والوں کے رہبر و راہنما ہیں۔ ہم خدا کے حریم اور اس کی حمایت میں ہیں۔ ہم خدا کی طرف جانے والا روشن اور سیدھا راستہ ہیں، ہم ہیں بندوں پر خدا کی نعمتیں اور اس کا روشن راستہ، شریعت نبوی کا چراغ ہم ہیں، رسالت کا ٹھکانا یعنی ہم رسولؐ خدا کے حقائق اور راز ہیں۔

ہم دین کی اصل اور بنیاد ہیں، فرشتے ہمارے ساتھ آتے جاتے ہیں۔ جو نور کے طالب ہیں ہم ان کے لئے پھیلاتے ہیں۔ جو پیروی کرتے ہیں ہم ان کے لئے راہ نجات ہیں۔ ہم لوگوں کو جنت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ ہم اسلام کے سپہ سالار، اس کی مضبوط سند اور اس کی عزت و آبرو کا سبب ہیں، ہم اس پل کی طرح ہیں کہ جو بھی اس سے عبور کر گیا (یعنی ہمارے احکام کی پیروی کی اور ہمارے ساتھ رہا) وہ اپنے راستے پر چلتا رہے گا اور اپنے مقصد تک پہنچ جائے گا اور جو بھی پیچھے رہ گیا اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، ہم ہیں بلند چوٹی اور عظمت کی انتہاء، ہم ہیں جن کے واسطہ سے خدا اپنی رحمت نازل کرتا اور بارش برساتا ہے، ہم ہی ہیں جن کے واسطہ سے خدا تم سے عذاب دور کرے گا۔

فمن ابصرنا و عرفنا و عرف حقنا و اخذ بامرنا فھو منا و الینا

''جس نے بھی ہمارے متعلق آگاہی حاصل کر لی اور ہمیں اور ہمارے حق کو پہچان لیا اور ہمارے فرمان کی اطاعت کی، وہ ہم میں سے ہے اور اس کا انجام ہماری طرف ہے۔''

(امالی طوسی: ۶۵۴ حدیث ۴ مجلس ۳۴، بحارالانوار: ۲۶/ ۲۴۸ حدیث ۱۸)

قبر میں آل محمدؑ کی دوستی سے روشنی

(۱۶/۳۶۶) علامہ مجلسیؒ کتاب بحارالانوار میں کتاب محاسن برقی سے ابوبصیر کی امام باقرؑ یا امام صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا مات العبد المومن دخل معه فی قبرہ ستة صور فیهن صورة هی احسنهن وجها و ابهاهن هئة و اطیبهن ریحا و انظفهن صورة

''جب مومن اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کے ساتھ قبر میں چھ صورتیں داخل ہوتی ہیں۔ اس صورتوں کے درمیان ایک ایسی ہوتی ہے جس کا چہرہ سب سے خوبصورت ہوتا ہے، خوشبو سب سے زیادہ ہوتی ہے

اور پاکیزگی وطہارت میں سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔اس کے بعد حضرت نے فرمایا: ان چھ صورتوں میں سے ایک اس کے دائیں طرف ایک بائیں طرف ایک سامنے ایک پیچھے ایک پاؤں کی طرف اور جو سب سے زیادہ خوبصورت ہوگی وہ سر کے اوپر کھڑی ہوگی اگر کوئی عذاب سر کی طرف آئے گا تو دائیں طرف والی صورت اسے روکے گی اور اسی طرح باقی اطراف سے۔''

اس کے بعد حضرت نے فرمایا: وہ صورت جو سب سے زیادہ خوبصورت ہوگی وہ دوسری صورتوں سے کہے گی، تم اپنا تعارف کرواؤ۔ خدا میری طرف سے آپ کو اچھی خبر عطا فرمائے۔اس وقت دائیں طرف والی صورت کہے گی میں نماز ہوں۔ بائیں طرف والی صورت کہے گی میں زکوۃ ہوں۔سامنے والی صورت کہے گی، میں روزہ ہوں۔ پیچھے والی صورت کہے گی، میں حج وعمرہ ہوں پاؤں کی طرف والی صورت کہے گی میں اس کی وہ خوبیاں اور احسانات ہوں جو اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ پھر وہ صورتیں کہیں گی اب تو جو ہم سب سے خوبصورت ترین ہو اپنا تعارف کرواو وہ کہے گی۔

انا الو لایۃ لآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین

''میں آل محمدؑ ولایت اور دوستی ہوں۔''

(محاسن: ۲۳۲ حدیث ۴۳۲، بحارالانوار: ۶/ ۲۳۴ حدیث ۵۰)

اطاعت خداوندی کے بغیر اس کا قرب ممکن نہیں

(۱۷/۳۶۷) شیخ طوسیؒ نے کتاب امالی میں جابر بن یزید جعفی سے نقل کیا ہے:

وہ کہتا ہے: میں نے کائنات کے آقا امام باقرؑ کی سترہ سال خدمت کی جب میں نے حضرت کو چھوڑنے اور الوداع کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی حدیث ارشاد فرمائیں، جس سے میں استفادہ کروں۔امامؑ نے فرمایا: اے جابر! سترہ سال ہماری خدمت کے بعد بھی ہماری حدیث کے سننے کے منتظر ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں آپ ایک ایسا سمندر ہیں جس سے جتنا بھی لیں ختم نہیں ہوگا اور اس کی تہہ تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا:

یا جابر! بلغ شیعتی عنی السلام و اعلمهم انه لا قرابة بیننا و بین الله عزوجل و لا یتقرب الیه الا بالطاعة له یا جابر من اطاع الله و احبنا فهو ولینا و من عصی الله لم ینفعه حبنا

''اے جابر! میرے شیعوں کو میرا سلام پہنچانا اور ان کو بتانا کہ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔اس کی اطاعت کرنے کے بغیر اس کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔اے جابر! جو خدا کی

اطاعت کرے گا اور ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہوگا، وہ ہمارا دوست ہے اور جو کوئی خدا کی نافرمانی کرے گا تو ہماری محبت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ اے جابر! کس نے خدا سے کوئی درخواست کی ہے اور اس نے اس پر رحمت نہ کی ہو؟ یا خدا پر بھروسہ کیا ہو اور وہ اس کے لئے کافی نہ رہا ہو؟ یا اس پر اعتماد اور اطمینان پیدا کیا ہو اور اس نے نجات نہ دی ہو؟''

اے جابر! دنیا کو ایک مسافر خانہ سمجھو کہ جس میں تھوڑی دیر کے لئے رکنا ہے اور وہاں سے چلے جانا۔ کیا دنیا اس سواری کی طرح نہیں ہے جس پر تو خواب میں سوار ہوا ہو اور جب بیدار ہوا تو اس کی کوئی خبر نہ تھی، نہ تو اس پر سوار تھا اور نہ اس کی لگام تیرے ہاتھ میں تھی، بلکہ تو تو بستر پر آرام کر رہا تھا؟ یا اس لباس کی طرح جو تو نے پہنا ہو اور یا اس کنیز کی طرح جس کے ساتھ تو بستر پر سویا ہو؟

اے جابر! صاحبانِ عقل کے نزدیک دنیا چلتے ہوئے سائے کی طرح ہے۔ کلمہ (لا الہ الا اللہ) اہل ایمان کی عزت و آبرو ہے۔

نماز خلوص کا چراغ اور تکبر اور خود پسندی سے دوری کا سبب ہے۔ زکوۃ روزی میں اضافہ کا موجب ہے۔ روزہ اور حج دل کو آرام پہنچاتے ہیں۔ قصاص اور حدود کا جاری کرنا خون ریزی سے روکتے ہیں اور ہم اہل بیت سے محبت و دوستی دین کے امور میں نظم نسق پیدا کرتی ہے۔ خدا تبارک وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان میں سے قرار دے، جو تنہائی میں خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے خوف کھاتے ہیں۔

امالی طوسی: ۲۹٦ حدیث ۲۹ مجلس ا، بحارالانوار: ۷۸/ ۱۸۲ حدیث ۸)

خدا کی نافرمانی اور اہل بیتؑ سے محبت پر تبصرہ

مؤلف فرماتے ہیں: روایت کا یہ جملہ جو آپ نے فرمایا کہ جس نے خدا کی نافرمانی کی، اسے ہماری محبت کوئی فائدہ نہ دے گی، ظاہراً دوسری روایات کے ساتھ جو اہل بیت کی محبت گناہوں کے باوجود فائدہ دینے کا ذکر کرتی ہیں، مخالف نظر آتی ہیں۔ اب دو طرح کی روایات کے درمیان اختلاف کو ختم کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں۔

کہ یہ روایت اس گروہ کی طرف اشارہ کرتی ہے، جو اپنے آپ کو اہل بہشت سے خیال کرتے ہیں اور زندگی کو گناہوں کے ارتکاب میں آزاد اور ہر طرح کے خطرے سے محفوظ شمار کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے امامؑ نے ان سے فرمایا ہے کہ ہماری دوستی کی وجہ سے مغرور نہ ہو جائیں، یا اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ ہماری دوستی گناہ گاروں کو دنیا اور عالم برزخ کے مصائب اور عذاب میں کوئی فائدہ نہ دے گی، لیکن قیامت کے عذاب کے لئے فائدہ مند ہوگی۔ اسی تفصیل کی طرف اشارہ کرتی ہے علی بن ابراہیمؒ کی وہ روایت جو آیت

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ (سورہ الرحمن: آیت ۳۹)

کی تفسیر میں نقل کی ہے کہ جس نے بھی امیر المومنینؑ کی ولایت کو قبول کر لیا اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری چاہی، ان کے

حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا لیکن اس کے باوجود گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا میں توبہ نہ کر سکا، تو عالم برزخ میں ان گناہوں کی وجہ سے اسے عذاب ہوگا۔ البتہ جب قیامت کے دن وارد محشر ہوگا تو اس کے لئے کوئی گناہ باقی نہ ہوگا کہ جس کی وجہ سے اسے پوچھ کچھ ہوگی۔

(تفسیر قمی: ۲۶۰، تفسیر برہان: ۲۶۸/۴، بحار الانوار: ۲۴۶/۶ حدیث ۷۷)

یا یہ کہا جائے کہ کچھ گناہ ایسے ہیں، جو محبت ہی کو ختم کر دیتے ہیں یعنی محبت اور دوستی ہی باقی نہیں رہتی جو کوئی اثر کرے۔ اس کی دلیل امام حسن عسکریؑ کی وہ روایت ہے جو حضرت نے اپنی تفسیر میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل فرمائی ہے:

یا عباد الله فاحذروا الا نهماك فی المعاصی والتهارون بها، فان المعاصی یسعولی بها الخذلان علی صاحبها، حتی یوقعه فیما هو اعظم منها، فلا یزال یعصی ویتهاون ویخذل ویوقع فیما هو اعظم مما جنی حتی یوقته فی ردولایة وصی رسول الله ودفع نبوة نبی الله و لایزال ایضا بذلك حتی یوقعه فی دفع توحید الله و الالحاد فی دین الله

(تفسیر امام عسکریؑ: ۲۶۴ حدیث ۱۳۲، بحار الانوار: ۳۶۰/۷۳ حدیث ۸۳، تنبیہ الخواطر: ۱۰۲/۲)

گناہوں کو حقیر شمار کرنے والا بے دین ہو جاتا ہے

اے لوگو! گناہوں میں ڈوبنے اور ان کو حقیر شمار کرنے سے بچو کیونکہ گناہ! گناہ گار پر رسوائی و ذلت کو سوار کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ اسے اس سے بھی بڑے گناہ کے ارتکاب میں مبتلا کر دیتے ہیں، پھر وہ ہمیشہ نافرمانی کرتا ہے اور اس نافرمانی کو کچھ نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو ذلیل کر لیتا ہے، اور آخر کار بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مرحلہ یہ آ جاتا ہے کہ رسولؐ خدا کے وصی و جانشین کی ولایت کا انکار کر بیٹھتا ہے اور پیغمبرؐ کی نبوت کو رد کر دیتا ہے اور آہستہ آہستہ گناہوں میں اتنا آگے چلا جاتا ہے کہ خدا کی توحید کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ خدا کے دین میں ملحد (یعنی بے دین) بن بیٹھتا ہے۔''

آٹھویں باب کی حدیث نمبر بتیس (۳۲) بھی اس مطلب کی تائید کرتی ہے۔ نیز امام باقرؑ نے فرمایا:

ماعرف الله من عصاه

جس نے خدا کی نافرمانی کی در حقیقت اس نے خدا کو نہیں پہچانا۔''

اور حضرت نے یہ شعر پڑھا

تعصی الا له وانت تظهر حبه
هذا لعمرك فی الفعال بدیع
لو كان حبك صادقا لاطعته

ان المحب لمن یحب مطیع

(تحف العقول: ۲۹۴، بحارالانوار: ۸/۷۴/۱۷ حدیث ۲۱)

''خدا کی نافرمانی کرتے ہو اور اظہار دوستی کرتے ہو۔ دین اور مذہب کی قسم یہ افعال میں عجیب چیز کا اظہار ہے۔

اگر حقیقت میں اس کے ساتھ دوستی رکھتے ہو تو اس کی فرمانبرداری کرو۔ ہر دوست اپنے دوست کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے۔''

قیامت میں چمکتے چہرے

(۳۶۸/۱۸) طبریؒ کتاب بشارت المصطفیٰ میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ سبحانہ یبعث شیعتنا یوم القیامۃ من قبورھم علی ما کان من الذنوب العیوب ووجوھھم کالقمر لیلۃ البدر

''خدا ہمارے شیعوں کو قیامت کے دن قبروں سے اس طرح اٹھائے گا کہ گناہوں اور عیوب کے باوجود ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

وہ بے خوف ہوں گے اور ان کی برائیاں پوشیدہ ہوں گی اور انہیں آرام و اطمینان عطا کیا گیا ہوگا۔ لوگ ڈر رہے ہوں گے اور انہیں کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔ سب لوگ غمناک ہوں گے اور انہیں کسی قسم کا غم وغصہ نہ ہوگا۔ ایسے اونٹوں کے ساتھ قیامت کے میدان میں آئیں گے جن کے چمکتے ہوئے سونے کے بال ہوں گے اور وہ اونٹ بغیر کسی زحمت کے رام ہوئے ہوں گے اور ان کی گردنیں سرخ یاقوت کی طرح سرخ اور ابریشم سے نرم و نازک تر ہوں گی۔ خدا کا یہ تمام لطف وکرم ہمارے شیعوں کی عزت و اکرام کی خاطر ہوگا۔''

(بشارۃ المصطفیٰ: ۴۶، بحارالانوار: ۶۸/۷/۱۲ حدیث ۵۷)

چودہ نور آدم سے چودہ ہزار سال پہلے

(۳۶۹/۱۹) شیخ حسن بن سلیمانؒ کتاب المختصر میں کہتے ہیں کہ امام باقرؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے نور عظمت سے چودہ نور پیدا کئے کہ جو ہماری ارواح ہیں۔

حضرت سے عرض کیا گیا: یابن رسول اللہؐ! ان کے ترتیب کے ساتھ نام لیں وہ چودہ نور کون سے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: محمدؐ، علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور نو افراد حسین علیہم السلام کی اولاد سے اور ان میں سے نواں ان کا قیام کرنے والا ہے۔ پھر ان سب کے

یکے بعد دیگرے نام لئے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم پیغمبرؐ کے جانشین وہ ہیں جنہیں آپؐ نے وصیت کی ہے۔ ہم وہ مثانی ہیں جو خدا نے پیغمبر اکرمؐ کو عطا کی ہے۔ ہم نبوت کا درخت، اس کی رحمت کے جاری ہونے کا مقام، حکمت و دانش کے چراغ، رسالت کا ٹھکانہ، فرشتوں کے رفت و آمد کا مقام، خدا کے رازوں کا خزانہ، اس کے بندوں پر امانت، خدا تعالیٰ کے پاک حریم اور اس کا وہ عہد و پیمان ہیں جس کے متعلق بندوں سے پوچھا جائے گا جس نے بھی ہمارے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کیا اور ہمارے حق حرمت کی حفاظت کی، تو گویا اس نے خدا کے عہد و پیمان کے ساتھ وفا کی، جس نے ہمارے عہد و پیمان کی مخالفت کی، اس نے خدا کے عہد و پیمان کو توڑا، جس نے ہمیں پہچان لیا اس نے ہماری معرفت پیدا کر لی اور جس نے ہمیں نہیں پہچانا وہ ہم سے جاہل ہے۔

ونحن الاسماس الحسنی التی لا یقبل اللہ من العباد عملا الا بمعرفتنا

''ہم وہ اسماءِ حسنیٰ ہیں کہ خدا بندوں میں سے کسی کا عمل قبول نہیں کرتا مگر ہماری معرفت کے ساتھ۔''

خدا کی قسم! ہم وہ کلمات ہیں جو آدمؑ نے خدا سے یاد کئے اور ان کے ذریعے سے خدا کو پکارا اور اس کی توبہ قبول ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور ہماری خلقت کو خوبصورت قرار دیا اور ہمیں صورت اور شکل عطا کی اور اس شکل وصورت کو حسین و جمیل بنایا۔

ہمیں بندوں پر اپنی دیکھتی آنکھ اور اپنی مخلوق کے درمیان بولتی زبان اور اپنے لطف و مہربانی کا پھیلا ہوا ہاتھ قرار دیا ہے، اور ہمیں اس نے اپنا چہرہ قرار دیا کہ جن کے ذریعے انسان اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنا دربان بنایا کہ جو اس کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ اس نے ہمیں علم و دانش کے خزانہ دار، وحی کو بیان کرنے والے، اپنے دین کی علامت، مضبوط و محکم سند اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک روشن راہنما بنایا ہے۔

ہمارے سبب سے درخت پھل دیتے ہیں، نہریں جاری ہوتی ہیں، آسمان سے زمین پر بارش برستی ہے اور زمین سبزہ اگاتی ہے۔

وبعبادتنا عبداللہ تعالی ولولانا ما عرف اللہ و ایم اللہ لولا کلمۃ سبقت و عھد اخذ علینا لقلت قولا یعجب منہ او یذھل منہ الاولون والاخرون

''ہماری بندگی کے ذریعے خدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا پہچانا نہ جاتا۔ خدا کی قسم! اگر پہلے سے جو ہمیں سفارش کی گئی اور ہم سے عہد و پیمان نہ لیا گیا ہوتا تو میں ایسی بات کہتا کہ پہلے گزر جانے والے اور آئندہ آنے والے لوگ اس سے تعجب کرتے۔''

(المختصر: ۱۲۹، بحارالانوار: ۲۵/ ۴ حدیث ۷)

امام باقرؑ اور شیخ مفیدؒ

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے دین کے بارے میں گزشتہ لوگوں، پیغمبر اکرمؐ کے اقوال،

قرآن، تاریخ اور ادبیات کے متعلق جتنی روایات امام باقرؑ سے ظاہر ہوئی ہیں کسی اور سے منظر عام پر نہیں آئیں۔
(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۱۹۵)

امام باقر علیہ السلام اور ابن حجر امام اہل سنت

ابن حجر باوجود اس کے کہ اہل سنت سے تعلق رکھتا ہے، امام باقرؑ کے بارے میں کہتا ہے، وہ علم و دانش کو چیرنے والے، اس کا احاطہ کرنے والے، اسے ظاہر کرنے والے اور بلند کرنے والے تھے۔ وہ صاف دل، پاک علم و عمل اور پاکیزہ نفس اور اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ اپنی تمام عمر خدا کی اطاعت میں گزاری اور عرفان کے سمندر میں ایسے غرق تھے کہ زبان ان کی توصیف بیان کرنے سے عاجز ہے۔ انہوں نے عرفان و سلوک کے متعلق بہت سے کلمات ارشاد فرمائے ہیں جن کو بیان کرنے کی مجال نہیں ہے۔ (مطالب السوؤل: ۱۰۰)

اقوال امام باقر علیہ السلام

آپ کے حکیمانہ مواعظ حسنہ میں سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

الکمال کل الکمال: التفقه فی الدین و الصبر علی النائبة و تقدیر المعیشة

''آدمی کا پورا کمال یہ ہے کہ وہ دین میں بصیرت اور آگاہی پیدا کرے، سختیوں پر صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑے اور زندگی گزارنے میں ایک معین حد و اندازہ رکھتا ہو۔''

آپ نے مزید فرمایا:

من لم یجعل الله له فی نفسه واعظا فان مواعظ الناس لن تغنی عنه شیئا

''جس کے اندر خدا وعظ و نصیحت قرار نہ دے تو لوگوں کی وعظ و نصیحت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔''

(تحف العقول: ۲۹۳، بحار الانوار: ۷۸/۱۷۳)

آپ نے مزید فرمایا ہے:

من اعطی الخلق والرق فقد اعطی الخیر و الرحة و حسن حاله فی دنیاه و آخرته و من حرم الخلق و الرفق کان ذلك سبیلا الی کل شر و بلیة الا من عصمه الله

''جسے اچھا اخلاق اور نرمی و مہربانی عطا کی گئی ہو، تو اسے ہر طرح کی اچھائی اور آرام دیا گیا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کا حال اچھا ہوتا ہے اور جسے اخلاق اور نرمی و مہربانی سے محروم رکھا گیا ہو، تو ہر برائی اور بلا کی طرف اس کے لئے راستہ کھلا ہوتا ہے مگر یہ کہ خدا اسے محفوظ رکھے۔''

ہمیشہ اچھا اخلاق رکھو

(۲۰/۳/۷۰) زہری کہتا ہے: میں حضرت علی بن الحسینؑ کے پاس اس بیماری کی حالت میں گیا جس میں آپ نے وفات پائی۔ میں جا کر بیٹھا تھا کہ تھوڑی دیر بعد آپ کے بیٹے یعنی امام باقرؑ تشریف لے آئے۔ حضرت زین العابدینؑ نے اپنے بیٹے کے ساتھ بڑی دیر تک آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ اس گفتگو میں میں نے حضرت سے یہ جملہ فرماتے ہوئے سنا:

علیك بحسن الخلق

(کفایۃ الاثر:۳۱۹، بحارالانوار:۴۶/۲۳۲ حدیث ۹)

''ہمیشہ اچھے اخلاق رکھو۔''

آٹھواں حصہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

حضرت امام جعفر بن محمد (صادق) صلوات اللہ علیہ کے افتخارات وکمالات کے سمندر سے ایک قطرہ

حضرت امام صادق علیہ السلام اور ایک حاجی

(۱/۳۷۱) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں نقل کرتے ہیں:

ایک حاجی نے خیال کیا کہ میری پیسوں کی تھیلی چوری ہوگئی ہے۔ اس نے حضرت امام صادقؑ کو دیکھا کہ آپؑ نماز پڑھ رہے ہیں، وہ شخص نہ جانتا تھا کہ آپؑ کون ہیں، وہ آ کر حضرت کو چمٹ گیا اور کہنے لگا، تو نے میری پیسوں کی تھیلی جس میں ہزار دینار ہے چرالی ہے۔ امامؑ کچھ کہے بغیر اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور گن کر ہزار دینار اسے عطا کئے۔ جب وہ شخص گھر واپس آیا تو اسے اپنی تھیلی مل گئی۔ اس نے ہزار دینار حضرت سے لیے تھے۔ معذرت کے ساتھ واپس کرنے آیا لیکن امام صادقؑ نے واپس نہ لئے اور فرمایا:

شئی خرج من یدی لا یعود الی

''جو چیز میرے ہاتھ سے نکل جائے وہ میری طرف واپس نہیں آتی۔'' یعنی جو ہم کسی کو دے دیتے ہیں وہ واپس نہیں لیتے۔ (مناقب ابن شہر آشوب: ۴/ ۲۷۴، بحارالانوار: ۴۷/ ۲۳ حدیث ۲۶)

امام صادقؑ اور ایک حمامی

(۲/۳۷۲) کلینیؒ کتاب کافی میں کہتے ہیں۔ حضرت امام صادقؑ حمام میں گئے، حمامی نے عرض کیا کہ آپ کے لیے حمام خالی کر دوں؟ آپ نے فرمایا:

لا حاجة لی فی ذلك، المومن اخف من ذلك

''مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے مؤمن کا کام تو اس سے آسان تر ہے۔''

(الکافی: ۶/ ۵۰۳ حدیث ۳۷، بحارالانوار: ۴۷/ ۴۷ حدیث ۶۹)

فقرا کو عمدہ کھجور دینا

(۷۳۷/ ۳) روایت ہوئی ہے کہ امامؑ نے کھجور کی ایک قسم بنام سکر جو بہت میٹھی ہوتی ہے فقراء کو بخش دی، کیونکہ آپ خود اپنی غذا میں اسے سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔

(الکافی: ۴/ ۶۱، بحارالانوار: ۴۷/ ۵۳ حدیث ۸۶، الدعائم: ۲/ ۱۱۱ حدیث ۳۶۱، المستدرک: ۱۶/ ۲۰۷ حدیث ۳)

(۷۳۴/ ۴) روایت ہے کہ حضرت جب نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے تو آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی، پ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

مازلت اکرر آیات القرین حتی بلغت الی حال کاننی سمعتها مشافهة فمن الزلها

''میں قرآن کی آیات کا تکرار کرتا ہوں تو مجھ پر ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا میں اسے اس کے لبوں سے سن رہا ہوں جس نے اسے نازل کیا ہے۔''

(فلاح السائل: ۱۰۷، بحارالانوار: ۴۷/ ۸۵ حدیث ۱۰۸)

امام صادقؑ سے سولہ ہزار حدیث کے بارے میں سوال

(۷۳۵/ ۵) کتاب رجال کشی میں ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے سولہ ہزار احادیث کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے سب کا جواب دیا۔ (اختیار معرفۃ الرجال: ۲/ ۳۸۶ حدیث ۲۷۶ اور ۳۹۱ حدیث ۲۸۰)

نماز کو معمولی نہ سمجھو

(۷۳۶/ ۶) شیخ صدوقؒ کتاب ثواب الاعمال میں ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں امام صادقؑ کی وفات کے بعد ام حمیدہ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تا کہ انہیں تعزیت کہوں۔ ام حمیدہ نے گریہ کیا۔ میں بھی دیکھ کر رونے لگا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے ابو محمد! اگر تو وفات کے وقت امام صادقؑ کو دیکھتا تو ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کرتا حضرت نے وفات کے وقت اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: میرے سب رشتہ داروں کو جمع کرو۔ جب سب اکٹھے ہو گئے، تو آپ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

ان شفاعتنا لا تنال مستخفا بالصلوۃ

''جو نماز کو ہلکا جانے گا اس تک ہماری شفاعت نہیں پہنچے گی۔''

(ثواب الاعمال: ۲۲۸، بحارالانوار: ۸۳/ ۱۹ حدیث ۳۱، ۸۴/ ۲۳۴ حدیث ۱۰)

لفظ ''اللہ'' کی تفسیر

(۷۷/۳/۷) شیخ صدوقؒ کتاب توحید میں امام صادقؑ سے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کی تفسیر میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے لفظ ''اللہ'' کی تفسیر کے ضمن میں فرمایا:

آلاء الله علی خلقه من النعیم بولایتنا واللام: الزام الله خلقه ولایتنا قلت: فالهاء قال: هو ان لمن خالف محمدا و آل محمد علیهم السلام

''لفظ اللہ میں الف اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ خدا کی نعمتیں اس کی مخلوق کو ہماری ولایت کے سبب ملی ہیں اور لام کا اشارہ ہے کہ خدا نے ہماری ولایت کو اپنے بندوں پر واجب اور لازم قرار دیا ہے'' اور میں کہتا ہوں کہ ہاء کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جس نے محمد وآل محمد علیہم السلام کی مخالفت کی وہ ذلیل اور رسوا ہوا۔''

(التوحید: ۲۳۰ حدیث ۳، تاویل الآیات: ۱/ ۲۴ حدیث ۲، تفسیر برہان ۱/ ۴۴ حدیث ۶)

اہل بہشت کون ہیں؟

(۷۸/۳/۸) صفوان جمال سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے، ہمارے تمام شیعہ اہل بہشت ہیں، حالانکہ شیعوں کے درمیان ایسے گروہ بھی ہیں جو گناہ اور برے اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، دنیادار ہیں اور عیاشی کی زندگی گزارتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

نعم هم اهل الجنة. ان الرجل من شیعتنا لایخرج من الدنیا حتی یبتلی بسقم او مرض او بدین او بجار یوذیه او بزوجة سوء فان عوفی من ذلك شدد الله علیه النزع حتی یخرج من الدنیا ولا ذنب علیه

''ہاں وہ سب جنتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دنیا سے نہ جائے گا، مگر یہ کہ وہ جسمی یا روحی بیماری میں مبتلا ہوگا۔ یا مقروض ہوگا یا ایسے ہمسائے کے ساتھ مبتلا ہوگا جو اسے تکلیف پہنچائے گا، یا بداخلاق بیوی کی بداخلاقی میں مبتلا ہوگا، اور اگر ان چیزوں میں مبتلا نہ ہو تو جان کنی کے وقت اس پر سختی ہوگی تاکہ یہ اس

کے گناہوں کا کفارہ ہو اور وہ اس دنیا سے بغیر گناہ کے جائے گا۔"

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو حقوق دوسروں کے اس کی گردن پر ہوں گے ان کو کون ادا کرے گا اور ان کو کون راضی کرے گا؟

حضرت نے فرمایا:

ان اللہ عزوجل جعل حساب خلقه یوم القیامة الی محمد و علی علیهما فکل ما کان من شیعتنا حسبناه من الخمس فی اموالهم وکلما کان بینهم و بین خالقهم استوهبناه حتی لا یدخل احد من شیعتنا النار

"خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب و کتاب قیامت کے دن محمدؐ اور علیؑ کے سپرد کرے گا، پس جو ہمارے شیعوں کی گردن پر حقوق ہوں گے ہم خود ان کی ذمہ داری لے لیں گے، اور خمس کا حق جو ہم ان کے اموال میں رکھتے ہیں، اس سے ہم حساب کر لیں گے اور وہ جو ان کے اور خدا کے درمیان حقوق ہوں گے، خدا سے ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں گے، تاکہ ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔"

(الروضۃ فی الفضائل: حدیث ۱۷۵، بحارالانوار: ۶۸/ ۱۱۴ حدیث ۳۳)

امام ہی ارادۃ اللہ ہوتا ہے

(۹/۳/۷۹) کتاب منہج التحقیق میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

لو اذن لنا ان نعلم الناس حالنا عند الله و منزلتنا عنده لما احتملوا

"اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ ہم لوگوں کو بتاتے کہ خدا کے نزدیک ہمارا حال اور ہمارا مقام و مرتبہ کیا ہے تو تم برداشت نہ کر سکتے اور قبول نہ کرتے۔"

راوی نے عرض کیا: آپ کی مراد آپ کے علمی مقامات ہیں؟ حضرت نے فرمایا: علم ان مقامات میں سے کم تر اور آسان تر ہے۔ بے شک امام خدا کے ارادہ کا ٹھکانہ اور آشیانہ ہوتا ہے، اور سوائے خدا کی مرضی کے کچھ نہیں چاہتا۔

(المختصر: ۱۲۸، بحارالانوار: ۲۵/ ۳۷۵ حدیث ۴۱)

کوئی چیز امام سے پوشیدہ نہیں

(۱۰/۳۸۰) شیخ مفید کتاب اختصاص میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان الدنیا لتمثل للامام فی مثل فلقة الجوز فلا یعزب عنه منها شیئی وانه لیتنا ولها من اطرافها کما یتناول احد کم من فوق مائدته مایشاء (فلا یغرب عنه منها شئی)

(اختصاص: ۲۱۲، بصائر الدرجات: ۴۰۸ حدیث ۳، بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۷ حدیث ۱۱)

''امامؑ کی نظر میں دنیا ایک اخروٹ کی مانند ہے۔ دنیا کی کوئی چیز امامؑ سے پوشیدہ نہیں ہوتی، بے شک امامؑ دنیا کے تمام اطراف کا احاطہ رکھتا ہے اور جس طرح چاہے اس میں تصرف کرسکتا ہے۔ ایسے جیسے تم میں سے کوئی شخص دسترخوان سے کوئی چیز اٹھائے۔ پس دسترخوان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔''

(۱۱/۳۸۱) ابن قولویہؒ کتاب کامل الزیارات میں امام جعفر صادقؑ سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں، ہم اس کا ایک حصہ یہاں پر ذکر کرتے ہیں۔

عبداللہ بن بکر کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کیا امامؑ مشرق اور مغرب کے درمیان جو کچھ ہے اسے دیکھتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا:

یابن بکر فکیف یکون حجة علی ما بین قطریها وهو لا یراهم ولا یحکم فیهم؟

''اے بکر کے بیٹے! کیسے ممکن ہے کہ امامؑ اس کائنات کے دو کناروں کے درمیان تمام چیزوں پر حجت ہو اور ان کو نہ جانتا ہو اور ان پر حکم نہ لگاتا ہو۔''

اور ان لوگوں پر کیسے وہ حجت ہوسکتا ہے جو ان کی نظروں سے غائب ہو اور امامؑ ان کو نہ دیکھ سکتا ہو اور نہ لوگ امامؑ کو دیکھ سکتے ہوں؟ اور کیسے ان پر حجت ہوسکتا ہے اور خدا کے حکم کو کیسے ان کے درمیان جاری کرسکتا ہے درحالانکہ ان کے اور امامؑ کے درمیان فاصلہ اور مانع ہو۔ خدا تعالیٰ پیغمبر اکرمؐ کے لیے فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سورہ سباء: آیت ۲۸)

''ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

معصوم امامؑ بھی پیغمبر کے بعد خدا کی حجت ہیں۔ رسولؐ خدا کے جانشین ہیں اور ان کی امامت و پیشوائی اور راہنمائی ہر طرف ہے۔ امامؑ بھی لوگوں کے رہنما ہیں جہاں بھی ان کے درمیان کوئی جھگڑا یا اختلاف پیدا ہو، وہ فیصلہ کرنے والے ہیں اور وہی لوگوں کے حقوق کے محافظ ہیں۔

(کامل الزیارات: ۱۵۴ حدیث ۲، بحارالانوار: ۲۵/ ۳۷۵ حدیث ۲۴ تفسیر برہان: ۳/ ۳۵۱ حدیث ۲)

ولایت علیؑ کی منزلت

(۱۲/۳۸۲) شیخ مفید کتاب اختصاص میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

بے شک خدا اپنی بادشاہی میں یکتا و تنہا ہے۔ پس اس نے اپنے بندوں کو اپنی معرفت کروائی، پھر اپنے امر کو ان کے سپرد کر دیا اور بہشت کو ان کے لیے جائز کر دیا، پس آدمیوں اور جنوں میں سے جس کے دل کو بھی خدا پاک کرنا چاہتا ہے اسے ہماری ولایت سے آشنا کر دیتا ہے اور جس کے دل کو خراب کرنا چاہتا ہے اسے ہماری معرفت سے دور رکھتا ہے۔ پھر فرمایا:

یا مفضل واللہ ما استوجب آدم ان یخلقه اللہ بیده و ینفخ فیه من روحه الا بولایة علی و ما کلم اللہ موسی تکلیما الا بولایة علی ولا اقام اللہ عیسی بن مریم آیة للعالمین الا بالخضوع لعلی

''اے مفضل! آدمؑ اس لائق نہ ہوا کہ خدا اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کرے اور اس میں اپنی روح پھونکے مگر علیؑ کی ولایت کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ خدا نے کلام نہیں کی مگر علیؑ کی ولایت کے ساتھ اور خدا نے عیسیٰ بن مریمؑ کو عالمین کے لئے نشانی نہیں بنایا مگر علیؑ کے لیے خضوع کی وجہ سے۔''

پھر فرمایا:

اجمل الامر ما استهل خلق من اللہ النظر الیه الا بالعبودیة لنا

''کوئی بھی ہماری بندگی کے بغیر اس لائق نہیں ہوا کہ خدا کی نظر رحمت اس کی طرف ہو۔''

(الاختصاص: ۲۴۴، بحارالانوار: ۲۶/ ۲۹۴ حدیث ۵۶)

محبت اہل بیتؑ ہی دین ہے

(۱۳/۳۸۳) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ کسی نے امام صادقؑ سے عرض کیا، میں آپ پر فدا جاؤں۔ ہم آپؑ کے اور آپؑ کے والدین آباؤ اجداد کے ناموں کے ساتھ اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں کیا یہ کام ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے گا؟

امامؑ نے فرمایا:

ای واللہ وھل الدین الا الحب؟

''ہاں خدا کی قسم کیا محبت کے علاوہ بھی کوئی چیز دین ہے؟''

خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم

''اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، خدا تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔''

(تفسیر عیاشی:۱/۱۶۷ حدیث ۲۸، بحارالانوار:۲۷/۹۵ حدیث ۵۸، تفسیر برہان:۱/۲۷۷ حدیث ۱۰)

ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے

(۳۸۴/۱۴) شیخ مفیدؒ امالی اور کلینیؒ کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ولایتنا ولایۃ اللہ التی لم یبعث نبی قط الا بھا

''ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے کوئی بھی نبی اس ولایت کے بغیر مبعوث نہیں ہوا۔''

(امالی مفید:۱۴۲ حدیث ۹، بحارالانوار:۱۰۰/۲۶۲ حدیث ۵، امالی طوسی:۱/۶۷ حدیث ۱۹ مجلس ۳۶)

بلاتقویٰ ولایت نہیں ملتی

(۳۸۵/۱۵) ض برسیؒ کتاب مشارق میں روایت ذکر کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے شیعوں میں سے ایک گروہ پر سلام کرنے کے بعد فرمایا:

انی واللہ احب ریحکم وارواحکم فاعینونا بورع واجتھاد واعلموا ان ولایتنا لا تنال الا بالورع

''خدا کی قسم! مجھے تمہاری خوشبو اور ارواح پسند ہیں تم ورع (یعنی واجبات کو بجالانے اور محرمات کو ترک کرنے) اور کوشش کے ساتھ ہماری مدد کرو۔''

جان لو کہ ہماری ولایت تقویٰ و پرہیز گاری کے علاوہ حاصل نہیں ہوسکتی۔

تم درحقیقت خدا کے عبد ہو اور اس کے احکام کے پیروکار ہو۔ تم خدا کے مددگار ہو اور اولین و آخرین میں سے سبقت لے جانے والے ہو۔ تم نے دنیا میں ہماری ولایت کی طرف دوسروں سے سبقت لی اور آخرت میں بہشت کی طرف سبقت حاصل کرو گے۔

ہم نے خدااوراس کے رسولؐ کی ضمانت کے ساتھ تمہارے لئے بہشت کی ضمانت لے لی ہے۔بہشت کے درجات حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرو۔تم پاک اوراچھی طینت کے لوگ ہو۔تمہاری عورتیں بھی پاک طینت عورتیں ہیں، ہرمومنہ عورت ایک حور ہے،اور ہرمومن سچ بولنے والا اورصحیح کردار کا مالک ہوتا ہے۔

(مشارق الانوار:۴۸،الکافی:۸/ ۲۱۳ حدیث۲۵۹،بحارالانوار:۷/ ۲۰۳ حدیث۹۰)

امام صادقؑ سے ایک یمنی کا سوال

(۱۶/۳۸۶) صفارؒ کتاب بصائرالدرجات میں نقل کرتے ہیں کہ یمن کے علماء میں سے ایک مرد امام جعفر صادقؑ کی مجلس میں موجود تھا۔امامؑ نے اس سے فرمایا:اے یمنی بھائی!کیا آپ کے ہاں علماء ہیں؟اس نے عرض کیا:ہاں!حضرت نے فرمایا:آپ کے علماء کیا آپ کا علم کس حد تک اور کس مقدار تک ہے؟اس نے عرض کیا:اس حد تک کہ ایک رات میں دومہینوں کا سفر کر سکتے ہیں،پرندے کے اڑنے سے فال نکالتے ہیں اورطی الارض کرتے ہیں(یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے کر سکتے ہیں)۔

یمنی نے عرض کیا:مدینے کے علماء کا علم کس حد تک ہے؟امامؑ نے فرمایا:دن کے ایک گھنٹے میں سورج کی ایک سال کی مسافت کے برابر طے کر لیتے ہیں یہاں تک کہ آپ اس دنیا جیسے بارہ ہزار جہان طے کر لیتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے یہ نہیں جانتے کہ خدا نے آدم اورابلیس کو پیدا کیا ہے۔

اس نے عرض کیا:کیاان جہانوں کے رہنے والے آپ کو جانتے ہیں؟حضرت نے فرمایا:

نعم،ما افترض علیهم الا ولایتنا والبراۃ من عدونا

''ہاں!ان پر ہماری ولایت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کے علاوہ کچھ واجب نہیں کیا گیا۔''

(بصائرالدرجات:۴۰۱ حدیث۱۵،اختصاص:۳۱۳،بحارالانوار:۵۲/ ۳۶۹ حدیث۱۴،تفسیر برہان:۱/ ۴۸ حدیث۱۶)

جنتی کون ہیں؟

(۱۷/۳۸۷) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں کتاب فضائل الشیعہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق نے اپنے شیعوں سے فرمایا:

دیار کم لکم جنة،وقبور کم لکم جنة،للجنة خلقتهم والی الجنة تصیرون

(فضائل الشیعہ:۲۷ حدیث۲۴،بحارالانوار:۸/ ۳۶۰ حدیث۲۶اور۶۸/ ۱۴۴ حدیث۴۰)

''تمہارے گھر تمہارے لئے جنت ہیں،تمہاری قبریں تمہارے لئے جنت ہیں تمہیں جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اورتم بہشت کی طرف جانے والے ہو۔''

(۱۸/۳۸۸) امام صادقؑ فرماتے ہیں:

ان الرجل لیحبکم وما یدری ما تقولون فیدخله الله الجنة وان الرجل لیبغضکم وما یدری ما تقولون فیدخله الله النار

''ایک شخص تمہیں دوست رکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ تم کیا کہتے ہو، خدا اسے تمہارے ساتھ دوستی کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور ایک شخص تمہارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ تم کیا کہتے ہو تو خدا اسے تمہارے ساتھ دشمنی کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔''

(۳۸۹/۱۹) شیخ صدوقؒ ابان بن تغلب سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

یبعث الله شیعتنا یوم القیامة علی ما فیهم من ذنوب و غیوب منضرة وجوههم مستورة عوراتهم آمنة روعاتهم

''خدا تبارک وتعالیٰ ہمارے شیعوں کو ان کے گناہوں اور عیوب کے ساتھ قیامت کے دن محشور کرے گا، درحالانکہ ان کے چہرے روشن اور تروتازہ ہوں گے۔ ان کی برائیاں پوشیدہ ہوں گی اور ہر طرح کے خوف سے محفوظ ہوں گے۔''

ان کے لئے راستہ ہموار اور سختیاں دور رہوں گی اور یاقوت کے اونٹوں پر سوار ہوں گے لگا تار جنت کے اردگرد چکر کاٹتے ہوں گے، ان کے جوتوں کے تسمے چمکتے ہوئے نور سے ہوں گے، ان کے لئے دسترخوان بچھایا جائے گا اور وہ کھانا کھانے میں مشغول ہوں گے درحالانکہ دوسرے لوگ حساب وکتاب میں گرفتار ہوں گے اور ان سے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(تاویل الایات:۱/۳۰ ۳۳حدیث ۱۶تفسیر برہان: ۳/۲۷ حدیث ۴، المحاسن: ۱/۱۳۵ حدیث ۱۶۶)

(۳۹۰/۲۰) سید شرف الدین نجفیؒ کتاب فضائل الآیات اور بحرانیؒ تفسیر برہان میں ابان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے اس آیت (فلا اقتحم العقبة) (پس وہ عقبہ میں داخل نہ ہوا) کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے فرمایا: اے ابان! کیا کسی اور سے اس کے متعلق کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابان! کیا اس کے متعلق ایسی گفتگو اور وضاحت ذکر کروں جو تیرے لئے اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہو؟ میں نے عرض کیا: جی آقا فرمائیے۔

امامؑ نے فرمایا:

فك رقبة (سورہ بلد: آیت ۱۳)

''غلام کو آزاد کرنا ہے۔''

الناس ممالیك النار کلهم غیرك وغیر اصحابك ففككم الله منها

''سب کے سب لوگ دوزخ میں گرفتار ہیں سوائے تیرے اور تیرے دوستوں کے کہ خدا نے تمہیں اس

سے آزاد کر دیا ہے۔''

میں نے عرض کیا: کس چیز کی وجہ سے ہمیں دوزخ کی آگ سے آزاد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

بولا یتکم امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه السلام و بنافك الله رقابکم من النار

''امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ تمہاری محبت اور ہماری وجہ سے تمہیں دوزخ سے آزاد کیا ہے۔''

(تاویل الایات: ۲/۷۹۹ حدیث ۵،تفسیر برہان: ۴/۴۶۵ حدیث ۸، بحارالانوار: ۲۴/۲۷۱ح ۲)

معرفت امام صادقؑ

(۲۲/۳/۹۲) مشہور خطیب وواعظ حاج شیخ مہدی خراستانی نے ۱۳۶۹ ہجری سات جمادی الاول شب جمعہ کو نجف اشرف میں مسجد انصاریؒ کے منبر پر آیۃ اللہ حاج شیخ جعفر شوستری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کربلا میں منبر پر لوگوں کے سامنے یہ روایت بیان کی کہ جب منصور نے امام صادقؑ کو حاضر کیا اور حضرت مدینے سے بغداد آئے تو دریائے دجلہ کے کنارے اترے، ایک بوڑھے شخص نے حضرت کے شیعوں میں سے آپؑ کے ساتھ ملاقات کی اور عرض کیا: ہمیں اپنی معرفت کروائیے۔

امام نے فرمایا: کیا تم مجھے پہچاننا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں!

امامؑ نے خدمت میں موجود اپنے اصحاب سے فرمایا: اسے دجلہ میں پھینک دو۔ انہوں نے حضرت کا حکم مانتے ہوئے اس بوڑھے شخص کو دجلہ میں پھینک دیا۔ اس خدا کے بندے نے جب یہ دیکھا تو شور مچانا شروع کر دیا اور پانی کے درمیان ہاتھ پاؤں مارنے لگا اور تیرتا ہوا پانی سے باہر آ گیا اور بڑا تعجب کرنے لگا کہ امامؑ نے اس طرح کا حکم کیوں دیا ہے۔ امامؑ نے دوبارہ حکم دیا کہ اسے پھر دجلہ میں پھینک دو۔ لوگوں نے اسے پکڑا اور دجلہ میں پھینک دیا۔ یہ بوڑھا شخص غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور اس نے پے در پے ایسے کلمات منہ سے نکالے جو اس کے تعجب کو ظاہر کر رہے تھے، اس مرتبہ بھی وہ مشکل سے دجلہ سے باہر آ گیا اور امامؑ کو برا بھلا کہنے لگا۔ جس کی اس سے یہ توقع نہ تھی۔ امامؑ نے تیسری بار پھر اسے دجلہ میں پھینکنے کا حکم دیا، تھوڑی دیر بعد اس بوڑھے نے اپنے آپ کو پانی میں دیکھا اور اب اس میں تیرنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ دریائے دجلہ کی موجیں اسے دجلہ کے درمیان لے جا چکی تھیں۔ وہ بالکل ناامید ہو چکا تھا، امامؑ نے جب اسے دیکھا کہ اس میں تیرنے کی طاقت نہیں رہی اور باہر نہیں نکل سکتا تو اپنا کریمانہ ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور اسے پانی سے باہر نکال لیا۔ جیسے ہی پانی سے باہر آیا، اپنے آپ کو حضرت کے قدموں پر گرا دیا اور اظہار کرنے لگا کہ امامؑ کو اچھی طرح پہچان لیا ہے، اس کے پاس کھڑے لوگوں نے اس سے پوچھا، کیسے پہچانا ہے؟ اس نے عرض کیا: جب میں تیرنے سے عاجز آ گیا

اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں ہلاک ہو جاؤں گا اور بچ نہیں سکتا، ہر طرح کی امید ختم ہو گئی تو میں نے خدا کو پکارا، پانی کی تہہ میں پہنچنے ہی والا تھا اور سانس بند ہونے والی تھی کہ میرے سامنے سے پردے دور ہو گئے۔ میں نے امام صادقؑ کو دیکھا کہ پورے مشرق و مغرب میں چھائے ہوئے ہیں اور آپ کے علاوہ کسی چیز کو میں نے نہ دیکھا اور حضرت نے مجھے نجات دی اور نکال لیا۔

مقام محب اہل بیتؑ

(۹۳/۳/ ۲۳) علی بن اسباطؒ کتاب نوادر اور ابوعمر اور کشیؒ اپنی کتاب میں عبید بن زرارہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔ میں امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو اس وقت بقباق یعنی ابوعباس حضرت کے پاس موجود تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص بنوامیہ کو دوست رکھتا ہے کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہے؟ امام نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا کہ ایک شخص آپؑ کو دوست رکھتا ہے کیا وہ آپؑ کے ساتھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ زنا کار اور چور ہی کیوں نہ ہو؟ راوی کہتا ہے امام نے بقباق کی طرف دیکھا کہ وہ متوجہ نہیں ہے تو میری طرف سر کے ساتھ اشارہ کر کے فرمایا: ہاں!

(الکشی:۳۳۶ حدیث ۶۱۷، بحارالانوار: ۶۸/ ۱۱۳ حدیث ۲۹، نوادر علی بن اسباط: ۱۸)

(۹۴/۳/ ۲۴) سید ہاشم بحرانی قدس سرہ کتاب معالم الزلفی میں آیہ شریفہ

إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ (سورہ غاشیۃ: آیت ۲۵،۲۶)

بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے

''بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے اور بے شک ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے۔''

کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب خدا لوگوں کو ایک وسیع مکان میں جمع کرے گا تو ہمارے شیعوں کے حساب میں دیر کرے گا۔ ہم خدا سے عرض کریں گے: اے خدا! یہ ہمارے شیعہ ہیں۔ اس وقت خدا تبارک و تعالیٰ فرمائے گا:

قد جعلت امرهم اليكم وقد شفعتكم فيهم وغفرت لمسيئهم ادخلوهم الجنة بغير حساب

''میں نے ان کے معاملہ کو تمہارے سپرد کیا ان کے متعلق تمہاری شفاعت کو قبول کیا اور ان کے گناہ گاروں کو معاف کر دیا اور ان کو بغیر حساب کے جنت میں لے جاؤ۔''

(معالم الزلفی: ۱۷۸، تاویل الایات: ۲/ ۷۸۸ حدیث ۶، تفسیر برہان: ۴/ ۴۵۶)

امام صادق علیہ السلام

(۲۵/۳۹۵) محمد بن جریر طبریؒ کتاب نوادر المعجزات میں قیس بن خالد سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے امام صادقؑ کو دیکھا، انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ مسجد نبوی کے مینار اور بائیں ہاتھ سے قبر کی دیواروں کو بادلوں اور آسمانوں تک بلند کرتے ہوئے فرمایا:

انا جعفر انا نهر الاغر انا صاحب الآيات الاقمر وانا ابن شبير و شبر

''میں جعفر ہوں، میں ایک گہرا دریا ہوں، میں روشن وواضح معجزات کا مالک ہوں اور میں حسنؑ وحسینؑ کا بیٹا ہوں۔''

(نوادر المعجزات: ۷/ ۱۳ حدیث ۲، دلائل الامامۃ: ۸/ ۲۴ حدیث ۲، عنہ مدینۃ االمعاجز: ۵/ ۲۱۴ حدیث ۴)

اگر چاہوں تو سورج کو تیری آنکھوں سے چھپالوں

(۲۶/۳۹۶) نیز ابراہیم بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا:

اتقدر ان تمسك الشمس بيدك؟

''کیا آپ قدرت رکھتے ہیں کہ سورج کو اپنے ہاتھ سے روک لیں''

حضرت نے فرمایا:

لو شئت لحجبتها عنك

''اگر میں چاہوں تو سورج کو تیری آنکھوں سے چھپالوں۔''

میں نے عرض کیا: ایسا کر کے دکھائیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت نے سورج کو ایسے کھینچ لیا جیسے کوئی کسی جانور کی لگام کو کھینچتا ہے۔ پس سورج سیاہ ہوگیا اور چھپ گیا۔ حضرت کا یہ معجزہ تمام اہل دنیا کی آنکھوں کے سامنے واقع ہوا۔ پھر امامؑ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی اصلی حالت پر چلا گیا۔

(نوادر المعجزات: ۸/ ۱۳ حدیث ۵، دلائل الامامۃ: ۹/ ۲۴ حدیث ۵، مدینۃ المعاجز: ۵/ ۲۱۵ حدیث ۷)

امام صادقؑ کا اپنے شیعوں کے لیے تحفہ لانا

(۲۷/۳۹۷) نیز قبیصہ بن وائل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں امام صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ آپ اچانک اوپر چلے گئے اور چھپ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور ساتھ کھجور کا تازہ گچھا لے کر آئے اور فرمایا:

كانت رجلي اليمنى على كتف جبرائيل واليسرى على كتف ميكائيل حتى لحقت بالنبي و علي و فاطمه و الحسن و الحسين و علي و ابي عليهم السلام فحيوني بهذا لي ويشيعتي

''میرا دایاں پاؤں جبرائیل کے پر اور بایاں میکائیل کے پر، پر تھا یہاں تک کہ میں نے اپنے اجداد پیغمبر اکرمؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن الحسینؑ اور اپنے والد بزرگوار علیہم السلام کے ساتھ ملاقات کی، انہوں نے یہ کھجوروں کا گچھا مجھے اور میرے شیعوں کو بطور تحفہ دیا ہے۔''

(نوادر المعجزات: ۱۳۹ حدیث ۷، دلائل الامامۃ: ۲۵۰ حدیث ۷، مدینۃ المعاجز: ۲۱۶/۵ حدیث ۹)

تمام نعمات الٰہی اہل بیتؑ، قائم زماںؑ اور ان کے ساتھیوں کے لیے ہیں

(۳۹۸/۲۸) نیز داود رقی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے ایک شخص امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا: آپؑ کا علم کس حد اور کس مقدار تک ہے؟ آپؑ نے فرمایا آپ کے سوال کی مقدار کے مطابق۔ یعنی ہم آپ کے تمام سوالوں کے جواب دیں گے اور تم جو کچھ پوچھو گے وہ ہم جانتے ہیں۔ اس نے عرض کیا: یہ پانی کا دریا ہے کیا اس کے نیچے کوئی چیز ہے؟

امام صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، کیا تم پسند کرو گے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھو یا صرف اپنے کانوں سے سننا پسند کرو گے۔ اس نے عرض کیا: میں آنکھوں سے دیکھنا پسند کروں گا، کیونکہ کان کبھی چیز کو سنتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں، جبکہ آنکھ سے جو دیکھا جائے، دل اس کی گواہی دیتا ہے اور انسان کے نزدیک وہ چیز ثابت ہو جاتی ہے۔ اس وقت امامؑ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے یہاں تک کہ دریا کے کنارے جا پہنچے، آپ نے دریا کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

ايها العبد المطيع لربه اظهر ما فيك

''اے خدا کے فرمانبردار بندے جو کچھ تیرے اندر پوشیدہ ہے اسے ظاہر کر۔''

اچانک دریا گہرائی تک پھٹ گیا اور اندر سے ایسا پانی نمودار ہوا جو دودھ سے سفید تر، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار اور ادرک سے زیادہ لذیذ تھا۔ اس شخص نے عرض کیا: یا ابا عبداللہ! میں آپ پر قربان جاؤں، یہ پانی ان اوصاف کے ساتھ کن کے لئے ہے؟ اور کون لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا:

للقائم واصحابه

''یہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے قائمؑ اور ان اصحاب کے لئے ہے۔''

اس شخص نے عرض کیا: کس زمانے میں؟ آپؑ نے فرمایا:

اذا قام القائم علیه السلام و اصحابه نفذ الماء الذی علی وجه الارض حتی لا یوجد ماء فیضج المومنون الی الله بالدعا فیبعث الله لهم هذا الماء فیشربونه وهو محرم علی من خالفهم

''جب قائم علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ قیام فرمائیں گے تو زمین پر پانی ختم ہو جائے گا اور کہیں پانی نہ ملے گا۔ اس وقت مومنین گڑگڑا کر بارگاہ ایزدی میں دعا کریں گے تو اس وقت خدا تعالیٰ یہ پانی ان کے لئے ظاہر کرے گا اور وہ اس سے پئیں گے اور ان کے مخالفین پر یہ پانی حرام ہوگا۔''

پھر اس شخص نے اپنا سر بلند کیا، تو ہوا میں ایسے گھوڑوں کو دیکھا، جن پر زینیں لگی ہوئی ہیں اور لگامیں چڑھی ہوئی ہیں۔ امام صادقؑ سے پوچھا یہ گھوڑے کیسے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا:

هذه خیل القائم و اصحابه

''یہ حضرت قائمؑ اور ان کے اصحاب کے گھوڑے ہیں۔''

اس شخص نے عرض کیا: کیا میں بھی ان پر سوار ہوں گا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر تو حضرت کے دوستوں کو دوست رکھتا ہو تو سوار ہوگا۔ اس نے عرض کیا: کیا میں بھی اس خوش مزہ پانی سے پیوں گا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر ان کے شیعوں میں سے ہوگا تو پئے گا۔

(دلائل الامامۃ:۲۱۰ حدیث ۲۶، مدینۃ المعاجز:۶:۱۵۹ حدیث ۴۷)

اعمال صرف اہل بیتؑ کے شیعوں کے قبول ہیں

(۲۹/۳۳۹) کلینیؒ کتاب کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے شیعوں سے فرمایا:

منکم والله یقبل، ولکم الله یغفر، انه لیس بین احد کم و بین ان یغتبط ویری السرور وقرة العین الا ان تبلغ نفسه هاهنا و اوماء بیده الی خلقه

''خدا کی قسم! فقط تمہارے اعمال قبول کئے جائیں گے، خدا کی قسم صرف خدا تمہیں بخشے گا۔ تم میں سے کسی ایک اور اس خوش اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے درمیان کسی چیز کا فاصلہ نہیں ہے مگر یہ کہ تمہاری جان تمہارے حلق تک پہنچ جائے۔''

پھر آپ نے فرمایا: جب ایسا ہوگا اور تمہاری موت کا وقت آئے گا تو رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ، جبرائیلؑ اور موت کے فرشتے کے ساتھ آئیں گے۔ اس وقت حضرت علیؑ نزدیک آئیں گے اور عرض کریں گے: یا رسول اللہؐ! یہ شخص ہم اہل بیتؑ کو دوست رکھتا تھا، پس آپ اسے دوست رکھیں۔ رسولؐ خدا جبرائیلؑ سے فرمائیں گے۔ اے جبرائیلؑ! یہ شخص خدا، اس کے رسولؐ اور اس کے رسولؐ

کی آل کو دوست رکھتا ہے اسے تم دوست رکھو۔ جبرائیلؑ، عزرائیلؑ سے فرمائیں گے یہ شخص خدا، رسولؐ اور خدا کے رسولؐ کی آل کو دوست رکھتا ہے لہٰذا تو بھی اسے دوست رکھ اور اس کے ساتھ نرمی کر، پھر عزرائیل نزدیک آئے گا اور ان کی جان کو بڑے آرام اور سکون سے نکالے گا۔ اس وقت جنت سے اس کے لئے ایک کفن آئے گا جس کے ساتھ حنوط بھی ہوگا جس میں مشک کی خوشبو ملائی ہوگی۔ اس جنتی کفن کے ساتھ اسے کفن دیں گے اور اس حنوط سے اسے حنوط کریں گے۔ جنت کے لباسوں میں سے ایک زرد رنگ کا لباس اسے پہنائیں گے۔ جب اسے قبر میں رکھیں گے تو خدا تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دے گا، جس سے جنت کی ہوا اور جنت کی خوشبو اس تک آئے گی۔ پھر اس کی قبر کو سامنے، دائیں طرف اور بائیں طرف سے ایک مہینے کی مسافت کے برابر کھول دیں گے۔ اس کے بعد اسے کہا جائے گا۔ اس دلہن کی طرح سو جاؤ جو بستر پر آرام کرتی ہے اور تجھے مبارک اور خوش خبری ہو راحت و آرام کی اور اس جنت کی جو نعمتوں سے پر ہے اور یہ کہ خدا تجھ سے ناراض نہیں ہے۔ پھر وہ خاندان پیغمبرؐ کی رضویٰ (جنت کا مقام ہے) کے پہاڑوں پر زیارت کرے گا اور ان کے ساتھ کھانا کھائے گا اور جو پانی وہ پئیں گے اس سے پیئے گا اور ان کی مجالس میں گفتگو کرے گا، یہاں تک کہ ہمارا قائم ظہور فرمائے گا۔ اس وقت حکم خدا سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور گروہ در گروہ لبیک کہتے ہوئے ان کے سامنے آجائیں گے۔ اس وقت اہل باطل شک اور تردید میں پڑ جائیں گے اور وہ لوگ جو گستاخ ہیں اور آئمہ اطہارؑ کی حرمت و عزت کا خیال نہیں رکھتے، وہ ختم ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو وقت موعود سے پہلے دنیا پر حقیقی اسلامی حکومت کے قیام میں جلدی کرنے والے ہوں گے وہ ہلاک ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو ظہور کو قریب جانتے ہیں اور اسے دور اور بعید نہیں جانتے وہ اہل نجات ہیں۔ اس وجہ سے رسول خداؐ نے علیؑ سے فرمایا: تو میرا بھائی ہے تیری اور میری وعدہ گاہ وادی السلام ہے۔

(الکافی: ۳/۱۳۱ حدیث ۴، الزھد: ۸۱ حدیث ۲۱۹، بحارالانوار: ۶/۱۹۷ حدیث ۵۱)

آسمان پر فرشتوں کی تعداد زمین کے ذرات سے زیادہ ہے

(۳۰/۴۰۰) علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سے سوال کیا گیا کہ کیا فرشتوں کی تعداد زیادہ ہے یا آدمیوں کی؟ آپؑ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آسمان میں فرشتوں کی تعداد زمین کے ذرات سے زیادہ ہے۔ آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ خدا کی تقدیس و تسبیح نہ کر رہا ہو۔ ہر درخت اور ڈھیلے پر ایک فرشتہ مؤکل ہے اور ہر روز ان کے احوال اور اعمال کی خبر خدا کو دیتا ہے، درحالانکہ خدا ان سب کو بہتر جاننے والا ہے۔

وما منهم احد الا ويتقرب كل يوم الى الله بولايتنا اهل البيت ويستغفر لمحبينا ويلعن اعدائنا ويسال الله ان يرسل عليهم العذاب ارسالا

''کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ہر روز ہماری ولایت و محبت کے ذریعے سے خدا کا تقرب حاصل کرتا ہے اور ہماری دوستوں کے لئے استغفار کرتا ہے اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرتا ہے اور خدا سے

سوال کرتا ہے کہ ان پر عذاب نازل فرمائے۔‘‘

(تفسیر قمی: ۵۸۳، بحارالانوار: ۲۴/ ۲۱۰ حدیث ۷، ۵۹/ ۱۷۶ حدیث ۷، تفسیر برہان: ۴/ ۹۲ حدیث ۱۱)

اہل بیتؑ کی محبت حیات ابدی اور دائمی خوش بختی کا سرچشمہ ہے

(۳۱/۴۰۱) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں کہتے ہیں کہ یونس نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ: آپؑ کی ولایت اور آپؑ کے حق کی معرفت جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے ہر چیز سے میرے نزدیک محبوب ترین ہے۔ یونس کہتا ہے: جب میں نے ایسا کہا تو حضرت کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے، پھر آپ نے فرمایا:

یا یونس! قستنا بغیر قیاس ما الدنیا و ما فیھا. ھل ھی الاسد فورة اوستر عورة؟ وانت لك بمحبتنا الحیاة الدائمه

’’اے یونس! تو نے ہمیں اس چیز کے ساتھ قیاس کیا ہے جس کے ساتھ قیاس نہیں کرنا چاہتے تھا۔ ہماری ولایت کا دنیا کے ساتھ قیاس کیا ہے مگر دنیا اور جو اس میں ہے وہ کیا ہے؟ آیا دنیا پیٹ بھرنے اور لباس پہن کر اپنے بدن کو چھپانے کے علاوہ اور کوئی چیز ہے؟ لیکن ہماری ولایت اور محبت حیات ابدی اور دائمی خوش بختی کا سرچشمہ ہے۔‘‘

(تحف العقول: ۳۷۹، بحارالانوار: ۷۸/ ۲۶۵ حدیث ۱۷۷)

آخرت میں دنیا کی مثال

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث نبوی میں وارد ہوا ہے:

مالدنیا فی الاخرة الا مثل ما یجعل احدکم اصبعه فی الیم فلینظر بسم یرجع

(روضۃ الواعظین: ۴۴۰، بحارالانوار: ۷۳/ ۱۱۹، تنبیہ الخواطر: ۱/ ۱۵۰)

’’آخرت میں دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے۔ پھر ہاتھ کو لگنے والے اور باقی سمندر کے پانی کے درمیان تقابل کرے کہ کتنا ہے؟‘‘

عالم برزج

(۳۲/۴۰۲) کلینیؒ کافی میں عمرو بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

کل شیعتنا فی الجنة علی ما کان فیھم؟

''ہمارے شیعہ جس طرح کے بھی اعمال رکھتے ہوں گے ان کا ٹھکانا جنت ہے۔''

آپ نے فرمایا: میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ صحیح ہے۔ خدا کی قسم وہ سب بہشت میں ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، ان کے گناہ زیادہ ہیں اور کبھی تو گناہان کبیرہ کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا:

اما فی القیامة فکلکم فی الجنة بشفاعة النبی المطاع او وصی النبی ولکنی والله اتخوف فی البرزخ

''بہرحال قیامت کے دن تم سب جنت میں ہوں گے اس نبیؐ کی شفاعت کے ساتھ، جس کی اطاعت کی جانی چاہیے، یا ان کے وصی کی شفاعت کے ساتھ، لیکن خدا کی قسم! میں عالم برزخ میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: برزخ کیا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

القبر منذ حین موته الی یوم القیامة

''وہ قبر ہے یعنی موت سے لے کر روز قیامت کے وقت کو برزخ کہتے ہیں۔''

(الکافی: ۳/ ۲۴۲ حدیث ۳، بحارالانوار: ۶/ ۲۶۷ حدیث ۱۱۶، تفسیر برہان: ۳/ ۱۲۰ حدیث ۲)

منکر ولایت ائمہؑ کا کوئی دین نہیں

(۴۰۳/ ۳۴) کلینیؒ کافی میں محمد بن مسعود عیاشی تفسیر عیاشی میں عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا: میں لوگوں کے ساتھ بیٹھتا اٹھتا ہوں تو ایسے لوگوں سے بڑا تعجب کرتا ہوں، جو آپؑ کی ولایت اور محبت نہیں رکھتے اور فلاں فلاں کو دوست رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امانتدار اور اپنے وعدوں کو وفا کرتے ہیں۔ البتہ کچھ وہ لوگ جو آپؑ کی محبت اور ولایت رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس امانتداری، سچائی اور وعدوں کی پاسداری نہیں ہے۔

ابن یعفور کہتے ہیں کہ امام صادقؑ درحالانکہ بیٹھے ہوئے تھے میرے سامنے ہو گئے اور غصے سے میری طرف دیکھ کر فرمایا:

لا دین لمن دان بولایة امام جائر لیس من الله، ولا عتب علی من دان بولایة امام عدل من الله

''جو شخص ایسے امام کی ولایت کا قائل ہو جو ظالم اور خدا کی طرف سے نہ ہو تو اس کا کوئی دین نہیں ہے، اور جو شخص اللہ کی طرف سے منتخب شدہ امام عادل کی ولایت و محبت رکھتا ہو، اس پر کوئی ملامت اور سرزنش نہیں ہے۔''

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا کہ وہ گروہ دین نہیں رکھتا اور یہ گروہ ملامت وسرزنش کے قابل نہیں؟ حضرت نے فرمایا: ہاں! وہ لوگ دین نہیں رکھتے اور ان کو سرزنش نہیں کرنی چاہیے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو نے خدا کی کلام نہیں سنی جس میں فرماتا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

(سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

''خدا ان کا سرپرست اور ولی ہے جو ایمان لائے ہیں۔ خدا ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے جائے گا۔'' یعنی ان کو گناہوں کی تاریکی سے توبہ کے نور کی طرف لے جائے گا۔ اس ولایت کی وجہ سے جو خدا کے منتخب امامؑ عادل کی ان کے دلوں میں ہے۔

اس کے بعد خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ

''وہ جو کافر ہیں ان کے سرپرست اور ولی طاغوت اور شیاطین ہیں خدا ان کو نور سے تاریکیوں کی طرف لے جائے گا۔'' (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: خدا کے فرمان (والذین کفروا) سے مراد کافر لوگ نہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: کافر کے لئے کفر کی حالت میں کون سا نور ہے جو اس سے خارج کرے گا اور تاریکی کی طرف لے جائے گا؟ بلکہ خدا کی مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس اسلام کا نور موجود ہے، لیکن چونکہ انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی اور خدا کی طرف سے معین نہ کئے ہوئے ظالم اور غاصب کی پیشوائی کو قبول کیا، اس ناحق ولایت کے ذریعے سے وہ نور اس اسلام سے خارج ہو کر کفر کی تاریکی کی طرف چلے جائیں گے اور کافروں کے ساتھ آتش جہنم کے حق دار ہوں گے جیسا کہ خدا فرماتا ہے:

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

''وہ جہنم والے ہیں اور ہمیشہ وہاں رہیں گے۔'' (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷)

(الکافی: ۱/ ۳۷۵ حدیث ۳، تفسیر عیاشی: ۱/ ۱۳۸ حدیث ۴۶۰، بحارالانوار: ۲۳/ ۳۲۳ حدیث ۱۸ اور ۶۸/ ۱۰۴ حدیث ۱۸)

محبت اہل بیت سے دوستی رکھو

(۳۴/۴۰۴) طبری نے کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں حذیفہ بن منصور سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں امام صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپؑ پر قربان جاؤں۔ میرا ایک بھائی ہے جو آپؑ کو دوست رکھتا ہے اور آپؑ کے عزت واحترام میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔ اس میں جو عیب ہے وہ یہ ہے کہ وہ شراب پیتا ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا: بے شک یہ ایک بہت بڑا عیب ہے کہ ہمارا دوست شراب خوری میں مبتلا ہو لیکن کیا تو چاہتا ہے

کہ ایسے شخص کے متعلق تجھے بتاؤں جو اس سے بدتر ہے؟ پس وہ جو ظاہر بظاہر ہمارے ساتھ دشمنی کرتا ہو، اس سے بدتر ہے۔ بے شک مومنین کے درمیان جو شخص کم ترین مرتبہ و درجہ رکھتا ہے اور پست تر ہے، ایسے دو سو افراد کی ان میں سے شفاعت کرے گا جو پست اور ذلیل نہیں ہے۔ لیکن اگر سات آسمانوں، سات زمینوں میں رہنے اور سات سمندروں میں رہنے والے ایک ناصبی (یعنی ہمارے ساتھ کھلم کھلا دشمنی رکھنے والے) کی شفاعت کریں تو قبول نہ ہوگی۔ یہ جو تو نے کہا ہے، یہ شخص اس دنیا سے نہیں جائے گا، مگر یہ کہ توبہ کرے یا خدا اسے کسی قسم کی بیماری یا جسمانی تکلیف میں مبتلا کرے تا کہ اس وسیلہ سے اس کے گناہ ختم ہو جائیں۔ جب خدا کی ملاقات کرے تو اس کی گردن پر کوئی گناہ نہ ہو۔ بے شک ہمارے شیعہ ایک محکم اور مضبوط راستے پر ہیں اور سعادت و خوش بختی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ پھر فرمایا: میرے بزرگوار نے بار بار فرمایا ہے:

احبب حبیب آل محمد و ان کان مرھقا ذیالا و ابغض بغیض آل محمد و ان کان صواما قواما

''آل محمدؐ کے دوست کو دوست رکھو، اگرچہ گناہ گار اور پست شخص کیوں نہ ہو اور دشمن آل محمدؑ کو دشمن رکھو، اگرچہ زیادہ نمازی اور روزہ دار ہی کیوں نہ ہو۔''

(بشارۃ المصطفیٰ: ۳۸، بحار الانوار: ۶۸: ۱۲۶ حدیث ۵۴)

خدا مومنین کا سرپرست ہے

(۱۰۵/۳۵) علی بن ابراہیم قمیؒ نے عمر بن یزید سے نقل کیا ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

انتم واللہ من آل محمد

''خدا کی قسم تم آل محمد علیہم السلام میں سے ہو۔''

وہ کہتا ہے میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ کیا خود ان سے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! خود ان سے ہو، اور اس کا تین بار تکرار کیا۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور میں نے حضرت کی طرف دیکھا تو اس وقت حضرت نے فرمایا: اے عمر! خدا تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾

(سورہ آل عمران: آیت ۶۸)

''بے شک ابراہیم کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو اس کے پیروکار ہیں اور پھر پیغمبر اور ایماندار ہیں اور

خدا مومنین کا سرپرست ہے۔''

(تفسیر قمی، ۹۵، تفسیر برہان: ۱/ ۲۹۱ حدیث ا، تفسیر عیاشی: ۱/ ۱۷۷ حدیث ۶۱)

آل محمدؑ کی محبت گناہوں کو ختم کرتی ہے

(۳۶/۴۰۶) امام صادقؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

ان حبنا اهل البيت ليحط الذنوب عن العباد كما تحط الريح الشديدة الورق عن الشجر

''بے شک ہماری محبت بندوں کے گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جیسے تیز ہوا درخت سے پتوں کو گراتی ہے۔''

(ثواب الاعمال: ۱۸۷، بحارالانوار: ۲۷/ ۷۷ حدیث ۹)

امام صادق علیہ السلام سے ایک مسئلہ

(۳۷/۴۰۷) طبریؒ نے ابو ثاقب صدوحی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: امام صادقؑ سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ خشمناک ہو گئے اور اتنا غصہ آیا آپ کے غصے کی وجہ سے سیاہ آندھی چلنے لگی اور قریب تھا کہ مدینہ اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا جب آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آندھی بھی رک گئی۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا:

لو شئت لقلبتها على من عليها، ولكن رحمة الله وسعت كل شئى

''اگر میں چاہوں تو زمین کو اہل زمین پر الٹا کر دوں، لیکن خدا کی رحمت ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔''

(نوادر المعجزات: ۱۳۸ حدیث ۴، دلائل الامامۃ: ۲۴۹ حدیث ۴، مدینۃ المعاجز: ۵/ ۱۵ حدیث ۶)

علی بن ہبیرہ محب آل محمدؑ

(۳۸/۴۰۸) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب میں حسین بن محمد سے نقل کرتے ہیں:

وہ کہتا ہے کہ علی بن ہبیرہ کو رفید پر غصہ آیا تو اس نے حضرت امام صادقؑ کے زیر سایہ پناہ لے لی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا:

انصرف اليه و اقراه منى السلام و قل له: انى اجرت عليك مولاك رفيد فلا

ترجمہ بسوء

''اس (علی بن ہبیرہ) کی طرف پلٹ جاؤ اور اسے میری طرف سے سلام کہو کہ میں نے تیرا غلام تیری پناہ میں دیا ہے، اس سے برا سلوک نہ کرنا۔''

رفید کہتا ہے: راستے میں ایک صحرائی عربی مجھ سے ملا اور کہا کہاں جا رہے ہو؟ میں تیرے چہرے میں قتل ہونے کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس نے کہا: اپنا ہاتھ نکالو، جب اس نے دیکھا تو کہا: تیرے ہاتھ سے بھی تیرے قتل ہونے کا پتہ چل رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: اپنی زبان باہر نکالو تا کہ دیکھو۔ جب اس نے میری زبان دیکھی تو کہا: جہاں بھی جانا چاہتے ہو جاؤ، تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے، کیونکہ تیری زبان پر ایسا پیغام ہے جسے اگر بڑے بڑے پہاڑوں کے پاس لے جاؤ تو تیرے قبضے میں آ جائیں گے۔

رفید کہتا ہے: میں نے اپنا سفر جاری رکھا جب میں علی بن ہبیرہ کے پاس پہنچا تو اس نے فوراً مجھے میرے قتل کرنے کا حکم صادر کیا۔ میں نے اس سے کہا: جلدی نہ کر تو نے تو مجھے نہیں پکڑا اور نہ مجھ پر غلبہ حاصل کیا ہے بلکہ میں خود تیرے پاس آیا ہوں۔ مجھے اجازت دو، میرے پاس تیرا ایک پیغام ہے جو تجھے پہنچاؤں۔ اس کے بعد جو مرضی ہو کرنا۔ جب اس نے وہاں موجود لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا تو میں نے اس سے کہا: تیرے مولا نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے، میں نے تیرا غلام فید تیری پناہ میں دیا اس کے ساتھ برا پیش نہ آنا۔

رفید کہتا ہے: جب میں نے امامؑ کا پیغام اس تک پہنچایا، تو اس نے کہا: تجھے خدا کی قسم! کیا جعفر بن محمد علیہما السلام نے ایسے فرمایا ہے اور انہوں نے مجھے سلام بھیجا ہے؟ میں نے قسم کھائی اس نے اپنی بات کا تین بار تکرار کیا اور میں نے اسے جواب دیا۔ پھر اس نے میرے بازوؤں کو کھولا اور کہا: اتنا میرے لئے کافی نہیں ہے بلکہ جو کچھ میں نے تیرے ساتھ کیا ہے ویسے ہی تو میرے ساتھ کر۔

(المناقب: ۴/ ۲۳۵، بحار الانوار: ۴۷/ ۱۷۹ حدیث ۲۷، الکافی ۴۷۳ حدیث ۳، الکافی: ۳/ ۹۰۷ حدیث ۳)

امام صادقؑ کا تحفہ

(۴۰۹/ ۳۹) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں داؤد رقی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام صادقؑ کی خدمت مبارک میں شرفیاب تھا، آپؑ نے مجھ سے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے میں تیرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: میرے اوپر بہت زیادہ قرضہ ہے جس کی وجہ سے میں رسوا ہو رہا ہوں اور اب ارادہ کیا ہے کہ سمندر کے راستے اپنے بھائی کے پاس جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اگر جانا چاہتے ہو تو جاؤ، میں نے عرض کیا: مجھے اس سفر میں سمندر کے طوفان سے ڈر لگتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: جو خدا خشکی میں تیری حفاظت کرتا ہے وہ سمندر میں بھی کرے گا۔

یا داود: لو لا اسمی وروحی لما اطردت الانہار و لا اینعت الثمار ولا اخضرت الاشجار

''اے داؤد! اگر میرا نام اور روح نہ ہوتے تو یہ نہریں چلتیں، نہ پھل پکتے اور نہ ہی درخت سبز ہوتے۔''

داؤد کہتا ہے: میں نے سمندر کا سفر شروع کیا اور ایک سو بیس دن کے بعد خدا کی مرضی کے ساتھ میں ساحل تک پہنچ گیا۔ جمعہ کے دن ظہر سے پہلے جب میں سمندر سے باہر نکلا، اس وقت آسمان پر بادل تھے، میں نے آسمان سے زمین کی طرف آتے ہوئے ایک چمکتے نور کو دیکھا، اچانک ایک آہستہ سی آواز سنی کہ اے داؤد! تیرے قرضہ کے ادا کرنے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہے، اپنا سر اوپر کرو اور پریشان نہ ہو تو محفوظ ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو ایک ندا میرے کانوں میں آئی کہ اس سرخ ٹیلے کے پیچھے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو سرخ سونے کے ورق دیکھے، جن کی ایک طرف صاف اور دوسری پر لکھا ہوا تھا۔

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝۳۹

''یہ ہماری طرف سے بخشش اور ہدیہ ہے پس اسے اپنے پاس رکھو یا دوسروں کو عطا کر دو بغیر حساب کے۔''

(سورہ ص: آیت ۳۹)

وہ کہتا ہے: میں نے وہ ورق اٹھائے اور سوچا کہ کسی کو ان کے متعلق نہ بتاؤں اور مدینے واپس چلا جاؤں۔ میں مدینہ واپس آ گیا اور امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! ہماری طرف سے تو ہدیہ اور تحفہ وہ نور تھا جو تیرے لئے چمکا وہ سونا نہیں تھا جو تو نے خیال کیا ہے، لیکن پھر بھی یہ تیرے لئے مبارک ہو۔ یہ تیرے عظیم رب کی طرف سے تحفہ اور ہدیہ ہے پس اس کا شکر ادا کرو۔

داؤد کہتا ہے: میں نے حضرت کے خادم معتب سے اصل قصے کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: بالکل اسی وقت جب تیرے ساتھ واقعہ پیش آیا تھا امامؑ اپنے اصحاب کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے۔ خیثمہ، حمران اور عبدالاعلی وہاں موجود تھے، حضرت نے اپنا رخ انور ان کی طرف کیا اور جو کچھ تو نے کہا ہے ویسے ہی ان سے فرمایا اور جب نماز کا وقت ہوا تو اٹھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

داؤد کہتا ہے: میں نے اس واقعہ کے متعلق ان سے پوچھا: جن کے نام معتب نے لئے تھے، انہوں نے بھی بالکل اسی طرح ہی بیان کیا۔

(الخرائج: ۲/ ۶۲۲ حدیث ۲۳، بحارالانوار: ۴۷/ ۱۰۰ حدیث ۱۲۰)

جہاں اہلبیت وہاں شیعہ

(۴۱۰/ ۴۰) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں حضرت امام جواد علیہ السلام سے ایک طویل حدیث ذکر کرتے ہیں، ہم یہاں پر اس باب کے ساتھ مناسب حصے کو ذکر کرتے ہیں۔

حدیث کے راوی محمد بن ولید کہتے ہیں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے دوست اور محب آپ سے جو محبت رکھتے

ہیں ان کو اس کا کوئی فائدہ ہے؟ حضرت جوادؑ نے فرمایا: امام صادق علیہ السلام کا ایک غلام اور خدمت گزار تھا، جب آپ مسجد میں داخل ہوتے تو وہ غلام آپ کی سواری کو پکڑے رکھتا تھا۔ ایک دن غلام بیٹھا ہوا تھا اور خچر اس کے ساتھ تھا، وہاں خراسان کے چند مسافر آئے، اس قافلے سے ایک شخص نے اس غلام سے کہا: اے غلام! کیا ممکن ہے کہ تو اپنے مولا سے کہے کہ مجھے تیری جگہ اپنا غلام رکھ لیں، میں اس کے عوض میں اپنا تمام مال تجھے دے دوں گا اور یہ بھی تجھے بتا دوں کہ میرے پاس دولت بہت زیادہ ہے۔ تو میری دولت حاصل کر لے گا اور میں یہاں امامؑ کی خدمت میں رہوں گا۔ غلام نے کہا: میں امامؑ سے درخواست کروں گا۔ پھر امامؑ کے پاس گیا اور عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ آپؑ کو میری خدمت یاد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں بڑی دیر سے آپ کی خدمت میں ہوں۔ اب اگر خدا نے خیر اور بھلائی میرے اوپر نازل کرنے کا ارادہ کیا ہے تو کیا آپ رکاوٹ ڈالیں گے اور آپ نہیں چاہیں گے کہ میں اس خیر اور بھلائی کو حاصل کروں؟ امامؑ نے فرمایا: میں خود تجھے عطا کروں گا اور دوسروں سے روکوں گا۔ اس کے بعد غلام نے اس خراسانی مرد کا قصہ امامؑ سے بیان کیا:

حضرت نے فرمایا: اگر تو ہماری خدمت میں نہیں رہنا چاہتا اور وہ شخص راضی ہے تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور تجھے چھوڑ دیں گے۔

جب غلام جانے کے لئے تیار ہوا اور امام کی طرف پشت کر کے چل پڑا تو حضرت نے اسے آواز دی اور فرمایا:

انصحك لطول اصبحة ولك الخيار، فاذا كان يوم القيامة كان رسول الله متعلقا بنور الله، وكان امير المومنين متعلقا برسول الله وكان الائمة متعلقين بامير المومنين وكان شيعتنا متعلقين بنا يدخلون مدخلنا و يردون موردنا

”تجھے میں ایک لمبی خدمت گزاری کی خاطر نصیحت کرتا ہوں اور اختیار تیرے پاس ہے، جان لو! جب قیامت کا دن ہوگا تو رسول خداؐ خدا کے نور کے ساتھ وابستہ ہوں گے اور امیر المومنینؑ رسول خداؐ کے ساتھ وابستہ ہوں گے اور آئمہ اطہارؑ امیر المومنینؑ کے ساتھ وابست ہوں گے اور ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ وابست ہوں گے۔ جہاں ہم داخل ہوں گے وہاں ہمارے شیعہ داخل ہوں گے اور جہاں ہم وارد ہوں گے ہمارے شیعہ وہاں وارد ہوں گے۔“

غلام نے جب امامؑ کی گفتگو سنی تو عرض کیا: میں آپ کی خدمت میں رہوں گا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دوں گا۔ اسی وقت امامؑ کی خدمت سے باہر چلا گیا اور اس شخص کے پاس آیا۔ اس نے کہا اب تیرا چہرہ اس وقت سے مختلف ہے جب تو امامؑ کے پاس گیا تھا۔ غلام نے اسے امامؑ کا فرمان سنایا اور اسے امامؑ کی خدمت میں لے آیا۔ امام صادق علیہ السلام نے اس کے اظہار محبت کو قبول کر لیا اور

غلام کو حکم دیا کہ ہزار درہم اسے دے۔ وہ شخص اٹھا اور امامؑ کے ساتھ الوداع کیا اور حضرت سے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کریں۔ امامؑ نے دعا فرمائی۔ پس اس شخص نے کہا: اے میرے آقا! اگر میرے اہل وعیال مکہ میں میرے منتظر نہ ہوتے تو میری خواہش تھی کہ آپ کی خدمت میں زیادہ رہتا۔ امامؑ نے مجھے اجازت دی اور فرمایا: تو غم وغصہ میں دو چار ہوگا۔ پھر ایک چھوٹا سا برتن (عطر دان) جس پر کپڑا تھا اور حضرت کا اپنا تھا اپنے سامنے رکھا اور مجھے فرمایا: اسے اٹھالو: میں نے نہ اٹھایا اور گمان کیا کہ آپ میرے اس کام سے ناراض ہوں گے۔ امامؑ نے مجھے دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا: اس کو لے لو، تمہیں ضرورت پڑے گی۔ میں امامؑ کے پاس چلا گیا۔ اتفاق سے میرے پاس جو سفر کا خرچ تھا ختم ہوگیا اور جب میں مکہ میں داخل ہوا تو مجھے اس کی ضرورت پڑ گئی۔ (الخرائج: ۱/۳۹۰ حدیث ۱۷، بحارالانوار: ۵۰/۸۷ حدیث ۳)

امام صادقؑ کی غلام کو نصیحت

(۴۱۱/۴۱) کلینیؒ کتاب کافی میں حفص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: امام صادقؑ نے اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو کسی کام کے لیے بھیجا، جب اس نے دیر کر دی تو آپ اس کے پیچھے گئے اور اسے ایک مقام پر سوتے ہوا پایا۔ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اسے ہوا دینے لگے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوگیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو امام صادقؑ نے اس سے فرمایا:

یا فلان: والله ما ذلك لك تنام الليل و النهار؟ لك الليل و لنا منك النهار

''اے فلاں! خدا کی قسم، تیرے لئے جائز نہیں ہے کہ تو دن رات سوتا رہے بلکہ تجھے بانٹ لینا چاہیے رات تیرے لئے ہے اس میں آرام کرو، اور دن ہمارے لئے اس میں ہمارا کام کرو اور ہماری خدمت کرو۔''

(الکافی: ۸/۸۷، بحارالانوار: ۴۷/۵۶ حدیث ۹۷)

گناہ کیسے معاف ہوتے ہیں

(۴۱۲/۴۲) شاذان بن جبرائیلؒ کتاب فضائل میں کہتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے۔

امام صادقؑ حرم میں مقام ابراہیم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا شخص جس نے اپنی عمر گناہوں میں گزار دی تھی آپ کے پاس آیا، دیکھنے کے بعد اس نے کہا: پروردگار کے نزدیک گناہ گاروں کے لئے کتنا اچھا شفاعت کرنے والا ہے۔ پھر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا اور یہ اشعار پڑھے۔

بحق جلال وجهك يا وليي
بحق الهاشمي الابطحي

بحق الذکر اذ یوحی الیہ
بحق وصیہ البطل الکمی
بحق الطاھرین ابنی علی
وامھما ابنة البرا الزکی
بحق ائمة سلفوا جمیعاً
علی منھاج جدھم النبی
بحق القائم المھدی الا
غفرت خطیئة العبد المسی

''اے میرے سرپرست تیری عزت وآبرو کی قسم، اس ہاشمی نسب کے حق کی قسم، جو مکہ میں آیا۔'' اس قرآن کی قسم جو اس پر وحی کیا گیا، اس کے اس وصی کے حق کی قسم جو بہادر اور شجاع تھا اور اولادِ علیؑ میں سے پاک ومعصوم دو بیٹوں کی قسم! اور ان دو کی پاک وطاہرہ ماہ اور نبی کی بیٹی کے حق کی قسم اور ان اماموں کے حق کی قسم جنہوں نے ساری زندگی اپنے جد بزرگوار نبی اکرمؐ کی پیروی کی اور قائم مہدیؑ! کے حق کی قسم جو ہدایت یافتہ ہے اس گناہ گار بندے کو معاف کر دے۔''

اس وقت ہاتف غیبی سے آواز سنائی دی جو کہہ رہا تھا اے بوڑھے شخص! تیرے گناہ بہت بڑے تھے لیکن جن کو تو نے اپنا شفیع اور واسطہ قرار دیا ہے میں نے ان کے احترام میں تیرے تمام گناہوں کو معاف کر دیا اگر تو تمام اہل زمین کے لئے مغفرت طلب کرتا تو میں انہیں معاف کر دیتا سوائے اس کے جس نے صالح نبی کی اونٹنی کے تلوار کے ساتھ پاؤں کاٹے اور انبیاء اور آئمہ طاہرین کو قتل کیا۔

(فضائل ابن شاذان:٦٦، بحارالانوار:۹۴/۲۰ حدیث ۱۴)

نماز، زکوٰۃ، حج سے مراد کون ہیں

(۱۴/۴۳) سید شرف الدین کتاب تاویل الآیات میں داؤد بن کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ

وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا: کیا خدا تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں نماز، زکوۃ اور حج سے مراد آپ ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

نحن الصلوة فی کتاب الله عزوجل ونحن الزکاة، ونحن الصیام، ونحن الحج، ونحن

البلد الحرام، و نحن کعبة الله و نحن قبلة الله، و نحن وجه الله، قال الله تعالی (فاینما تولوا فثم وجه الله) و نحن الایات و نحن البینات (سورہ بقرہ آیت ۱۱۵)

''اے داؤد کتاب خدا میں نماز سے مراد ہم ہیں، زکاۃ ہم ہیں، روزہ ہم ہیں، حج ہم ہیں، شہر حرام ہم ہیں، کعبۃ اللہ ہم ہیں، قبلۃ اللہ ہم ہیں، کہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: (تم جہاں بھی منہ کرو ادھر خدا کا چہرہ ہے) آیات ہم ہیں اور بینات یعنی نشانیاں اور دلائل ہم ہیں۔''

کتاب خدا میں برائی و بدی، ظلم و شراب، قمار بازی و جوابازی اور غیر خدا جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں، اس طرح جاہلیت کے بتوں، خون اور سور کے گوشت سے مراد ہمارے دشمن ہیں۔ اے داؤد! بے شک خدا نے ہمیں پیدا کیا اور ہماری خلقت کو خوبصورت بنایا اور ہمیں عزت دی اور دوسروں پر ہمیں برتری دی اور اپنی طرف سے زمین اور آسمان و زمین کی ہر چیز پر خزانہ دار بنایا۔ ہمارے لئے مخالف اور دشمن بنائے۔ خدا نے اپنی کتاب میں ہمارے نام لیے ہیں خوبصورت اور محبوب ترین نام جو اس کے پاس تھے ان کو بطور کنایہ ہمارے لئے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے دشمنوں کے نام بھی اپنی کتاب میں لیے ہیں اور ان کے لئے ایسے نام بطور کنایہ اور اشارہ استعمال کیے ہیں جو خدا اور اس کے پرہیزگار بندوں کے نزدیک ناپسند ہیں۔

(تاویل الآیات: ۱/۱۹ حدیث ۲، بحار الانوار: ۲۴/۳۰۳ حدیث ۱۴، تفسیر برہان ۱/۲۲ حدیث ۹)

دشمن اہلبیت کو پاکدامنی سے غمگین کرو

(۱۴/۴۴۴) شیخ طوسیؒ امالی میں روایت کرتے ہیں کہ سماعۃ بن مہران امام صادق کے پاس آیا۔ حضرت نے اس سے سوال کیا۔ اے سماعہ! لوگوں کی نظر میں بدترین لوگ کون ہیں؟ اس نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ لوگ ہمیں بدترین اشخاص شمار کرتے ہیں۔ سماعہ کہتا ہے: امام صادقؑ نے جب یہ جواب سنا تو اتنے غصے میں آئے کہ آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ تکیہ کا سہارا لے کر بیٹھے تھے۔ میرے سامنے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور دوبارہ سوال کیا۔ اے سماعہ! لوگ کن کو بدترین اشخاص شمار کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! یا بن رسول اللہ! میں نے جھوٹ نہیں بولا، لوگوں کے نزدیک ہم بدترین اشخاص ہیں کیونکہ وہ ہمیں کافر اور رافضی سمجھتے ہیں۔ اس وقت امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: تو اس وقت کیا محسوس کرے گا جب تمہیں بہشت اور انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے اور جب وہ تمہیں جہنم میں نہ دیکھیں گے تو اس وقت کہیں گے۔

مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ (سورہ ص: آیت ۶۲)

''کیا ہوا ہے جن لوگوں کو ہم بدترین اشخاص شمار کرتے تھے وہ ہمارے درمیان جہنم میں نہیں ہیں۔''

یا سماعه بن مهران! انه من اساء منکم اساءة مشینا الی الله تعالی یوم

القیامة باقدامنا فنشفع فیه فنشفع

''اے سماعہ بن مہران! تم میں سے اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہوگا تو ہم اپنے قدموں سے چل کر خدا کے پاس جائیں گے اوراس کی شفاعت کریں گے۔خداہماری شفاعت کواس کے متعلق قبول کرلے گا۔خدا کی قسم! تم میں سے دس آدمی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔خدا کی قسم پانچ آدمی بھی تم میں سے جہنم میں نہیں جائیں گے۔خدا کی قسم! حتی کہ ایک آدمی بھی تم میں سے جہنم میں نہیں جائے گا! بہشت کے درجات حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ رقابت کرواور اپنے دشمنوں کوتقویٰ اور پاک دامنی کے ذریعے سے غمگین کرو۔''

(امالی طوسی:۲۹۵ حدیث ۲۸ مجلس ۱۱، وسائل الشیعہ :۱۱/ ۱۹۷ حدیث ۲۲)

امام صادقؑ کا معاف کرنا

(۴۱۵/ ۴۵) محدث نوریؒ کتاب مستدرک الوسائل میں کتاب مشکوٰۃ الانوار سے حماد بن بشیر کے بھائی سے نقل کرتے ہیں۔

وہ کہتا ہے: میں عبداللہ بن الحسن کے پاس تھا جبکہ اس کا بھائی حسن بن حسن بھی اس کے پاس موجود تھا۔وہاں امام صادقؑ کا ذکر ہوا تو اس نے حضرت کو گالی دی۔میں اس مجلس سے اٹھ گیا اور رات کو امام صادقؑ کی خدمت میں گیا۔حضرت آرام والالباس پہنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔میں نے اس مجلس کا سارا قصہ حضرت سے عرض کیا اور آپؑ تک پہنچایا۔امام صادقؑ نے اپنی کنیز سے فرمایا: میرے لئے پانی لاؤ، وہ پانی لائی، حضرت نے وضو کیا اور جائے نماز پر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔جب دو رکعت نماز پڑھ لی تو ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور عرض کیا:

یا رب ان فلانا اتانی بالذی اتانی عن الحسن و هو یظلمنی، وقد غفرت له فلا تأخذه ولا تقایسه یارب

''اے میرے رب! فلاں شخص میرے پاس حسن کی بات لے کر آیا ہے۔اس نے میرے بارے میں اس طرح کے الفاظ کہے ہیں اس نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے، میں نے اسے معاف کر دیا تو بھی اس کا مواخذہ نہ کر اور اس کی اسے سزا نہ دے۔''

آپ نے بار بار اس دعا کو دہرایا پھر اپنا چہرہ میری طرف کیا اور فرمایا: واپس چلے جاؤ، خدا تجھ پر رحمت کرے اور میں واپس آ گیا۔

(مشکاۃ الانوار:۲۱۶، بحارالانوار:۹۱/ ۳۸۵ حدیث ۱۶، المستدرک:۶/ ۳۹۵ حدیث ۳۴)

شہادت ثالثہ کے متعلق امام صادقؑ کی حدیث

مؤلف فرماتے ہیں: ہم اس باب کو اس شہادت کے ساتھ ختم کرتے ہیں جو امام صادقؑ نماز میں پڑھا کرتے تھے کیونکہ کچھ لوگوں سے سنا گیا ہے کہ وہ لوگ اذان و اقامت میں شہادت ولایت کا انکار کرتے ہیں، جب کہ شیخ طبرسیؒ اپنی کتاب احتجاج میں امام صادقؑ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قال احدکم لا اله الا الله محمد رسول الله فلیقل علی امیر المومنین ولی الله

(الاحتجاج: ۱/۲۳۰، بحارالانوار: ۲۷/۱ حدیث ۱)

''جب بھی تم میں سے کوئی یہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اسے چاہیے یہ کہے علی امیر المومنین ولی اللہ۔''

یعنی خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ امیر المومنینؑ کی ولایت کی گواہی ضرور دینی چاہیے۔ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ امام صادقؑ کی حدیث کی بنا پر ولایت کی شہادت دینا نماز کے مستحبات میں سے ایک مستحب جزاء ہے اور میں اس شہادت کو یہاں ذکر کرتا ہوں کیونکہ اس کا مضمون اور معنی بہت بلند اور گراں قدر ہے اور ان حضرات کے لئے بہت فائدہ مند ہے جو اس میں غور وفکر کریں اور یہ شہادت کامیاب ہے حتی کہ علامہ نوریؒ نے بھی اس سے غفلت برتی ہے اور کتاب مستدرک میں اسے ذکر نہیں کیا۔

یہ روایت اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۲۹ پر درج ہے جو فقہ مجلسیؒ کے نام سے معروف ہے، روایت کا متن یہ ہے۔ مستحب ہے کہ تشہد میں وہ جو ابوبصیر نے امام صادقؑ سے نقل کیا ہے اضافہ کیا جائے جو یہ ہے۔

بسم الله و بالله و الحمد لله و خیر الاسماء کلها لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله ارسله بالحق بشیرا و نذیرا بین یدی الساعة و اشهد ان ربی نعم الرب و ان محمدا نعم الرسول و ان علیا نعم الوصی و نعم الامام اللهم صل علی محمد وآل محمد وتقبل شفاعته فی امته و ارفع درجته الحمد لله رب العالمین

''خدا رحمن ورحیم کی مدد کے ساتھ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور تمام اچھے نام اللہ کے لئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور

اسے حق کے ساتھ ارسال کیا تا کہ قیامت تک خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرا خدا بہترین پروردگار ہے اور محمدؐ بہترین پیغمبرؐ ہیں اور علیؑ بہترین وصی اور امام ہیں۔ اے خدا! محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور اس کی امت کے متعلق شفاعت قبول کر اور اس کے درجے کو بلند کر، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا پروردگار ہے۔''

نوٹ: مگر افسوس کہ شہادت علی کو تشہد میں پڑھنے والے اس طریقے کو بھول کر اپنی طرف سے قیاس کر کے شہادت ڈال دی جو کہ قیاسی شہادت ہے اور امام سے منقول شہادت علی نہیں ہے۔

نواں حصہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کائنات کے امام ابوابراہیم حضرت موسیٰ بن جعفر امام کاظم صلوات اللہ علیہ کے افتخارات اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ

حمیرا نام خدا کو پسند نہیں

(۱/۴۱۶) کلینیؒ کتاب کافی میں یعقوب سراج سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سرہانے گہوارے کے پاس کھڑے تھے اور بڑی دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی راز کی گفتگو ختم ہوگئی۔ میں اس وقت اٹھا، امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اپنے مولا کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو، میں قریب گیا اور سلام عرض کیا: انہوں نے مجھے فصیح زبان کے ساتھ میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

اذهب فغير اسم ابنتك التى سميتها فانه اسم يبغضه الله

''جاؤ، اپنی بیٹی کا جو نام تو نے رکھا ہے اسے تبدیل کرو کیونکہ یہ نام خدا کو پسند نہیں ہے۔''

راوی کہتا ہے: میرے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی، میں نے اس کا نام حمیرا رکھا تھا۔

امام صادقؑ نے فرمایا: اپنے مولا کے فرمان کی اطاعت کرو تا کہ خوش بخت ہو جاؤ۔ میں نے اپنی بیٹی کا نام تبدیل کر دیا۔

(الکافی: ۱/۳۱۰ حدیث ۱۱، مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۲۸۷ سطر آخری، بحار الانوار: ۴۸/۳۷ حدیث ۹۹)

امام صادقؑ کی اپنے بیٹے امام کاظمؑ سے محبت

(۲/۴۱۷) روایت ہوئی ہے کہ امام صادقؑ سے کچھ لوگوں نے عرض کیا: آپ کو اپنے بیٹے موسیٰ سے کتنی محبت ہے؟ آپ نے فرمایا:

وددت ان ليس لى ولد غيره حتى لا يشركه فى حبى له احد

''میں چاہتا ہوں کہ میرا اس کے علاوہ کوئی بیٹا نہ ہوتا تا کہ وہ اس کے ساتھ میری محبت میں شریک نہ ہوتا اور میری ساری محبت صرف اسی کے لئے ہوتی۔''

(کشف الغمۃ: ۲/ ۲۰۷، بحارالانوار: ۴۸/ ۲۰۹ حدیث ۷۸)

ایک عورت کا اقرار جرم

(۴۱۸/ ۳) عیاشی نے سلیمان بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عورت کو لایا گیا، جس کا سر پشت کی طرف مڑا ہوا تھا۔ امامؑ نے اپنا دایاں ہاتھ اس کی پیشانی پر اور بایاں اس کی پشت پر رکھ کر اس کی صورت کو دائیں طرف موڑا اور اس آیت کی تلاوت کی۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ؕ (سورہ رعد: آیت ۱۱)

''خدا اس وقت تک کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔''

پس جب حضرت کی عنایت و مہربانی سے اس عورت کی صورت ٹھیک ہو گئی اس وقت آپ نے اس سے فرمایا:

احذری ان تفعلی کما فعلت

''دوبارہ ایسا کام نہ کرنا جو کر چکی ہو۔''

وہاں موجود لوگوں نے عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ! اس نے کیا کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: اس کا گناہ پوشیدہ ہے میں اس سے پردہ نہیں اٹھانا چاہتا مگر یہ کہ وہ خود بیان کرے۔ لوگوں نے خود اس عورت سے پوچھا: اس نے جواب دیا، میرے شوہر کی دوسری بیوی تھی۔ ایک دفعہ میں نماز کے لئے اٹھی، میں نے خیال کیا کہ میرا شوہر میرے پاس نہیں ہے دوسری بیوی کے پاس ہوگا۔ یہ سوچ کر میں شوہر کی تلاش میں نکل پڑی، جب میں نے آکر دیکھا تو اس کی دوسری بیوی بھی اکیلی بیٹھی ہوئی ہے اور میرا شوہر اس کے پاس نہیں ہے۔ پس میرے اس بیجا گھر سے نکلنے کی وجہ سے میری صورت بگڑ گئی تھی۔

(تفسیر عیاشی: ۲/ ۲۰۵ حدیث ۱۸، بحارالانوار: ۶/ ۵۶ حدیث ۳، تفسیر برہان: ۲/ ۲۸۴ حدیث ۳)

شیر قالین اور دشمن خدا

(۴۱۹/ ۴) ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں علی بن یقطین سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

ہارون نے ایک شخص کو بلایا، تاکہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی شخصیت کو پامال کر کے انہیں خاموش کرے اور محفل میں شرمندہ کرے۔ ہارون نے ایک مجلس کا انتظام کیا۔ وہاں جادوگر بلایا گیا اور ایک دسترخوان لگایا گیا، جب سب دسترخوان پر بیٹھ گئے تو اس جادوگر نے اپنا حملہ کیا۔ حضرت کا خادم جب روٹی اٹھانے لگا تو روٹی اوپر اڑ گئی، ہارون یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور ہنسنے لگا۔ امام کاظمؑ نے جب یہ منظر دیکھا تو سر کو بلند کیا۔ پردہ پر شیر کی بنی ہوئی تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

یا اسد اللہ خذ عدو اللہ

''اے خدا کے شیر! دشمن خدا کو پکڑ لے۔''

جیسے ہی امامؑ نے یہ حکم صادر فرمایا تو وہ تصویر کا ٹکڑا ایک طاقتور اور قوی شیر کی شکل میں ظاہر ہو گیا اور اس جادوگر شخص کو کھا گیا۔ ہارون اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور اتنا خوف اور ڈر پیدا ہوا کہ وہ حواس باختہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو ہارون نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے عرض کیا: میں آپؑ کو اپنے حق کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ اس شیر سے فرمائیں جادوگر کو واپس کر دے۔ امام نے فرمایا:

ان كانت عصا موسى ردت ما ابتلعته من حبال القوم و عصيهم فان هذه الصورة ترد ما ابتلعته من هذا الرجل

''اگر موسیٰ کے عصا نے جادوگروں کی کھائی ہوئی رسیاں واپس پلٹائی ہوتیں تو یہ شیر بھی جادوگر کو واپس کر دیتا۔''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۲۹۹/۴، بحارالانوار: ۴۸/ ۴۱ حدیث ۱۷)

اور یہ واقعہ ہارون کے ہوش میں آنے کے لئے موثر ترین تھا۔

شیر کی دعا

(۴۲۰/ ۵) ابن شہر آشوبؒ نے کتاب مناقب میں اور شیخ مفیدؒ نے کتاب ارشاد میں علی بن ابی حمزہ بطائنی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن حضرت موسیٰ بن جعفرؑ مدینے سے باہر اپنے کھیتوں کو دیکھنے کے لئے گئے اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضرت خچر پر اور میں گدھے پر سوار تھا۔ اچانک راستے میں ہم نے شیر کو دیکھا۔ میں ڈر کے مارے ایک طرف ہو گیا لیکن حضرت بے خوف آگے چلے گئے۔ میں نے کیا دیکھا کہ شیر حضرت کے سامنے عاجزی اور انکساری دیکھانے لگا۔ امامؑ شیر کی آواز اور شور وغل سن کر رک گئے۔ شیر نے خچر کے پیچھے سرین پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں بڑا خوفزدہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا شیر ایک طرف چلا گیا اور حضرت موسی ابن جعفرؑ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنا شروع کر دی۔ آپؑ نے اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دی اور جو کلمات کہے، میں نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد آپؑ نے ہاتھ کے ساتھ شیر کو اشارہ کیا کہ جاؤ، شیر نے ایک آواز بلند کی جو میں نے سنی اور امام علیہ السلام نے آمین کہا۔ شیر جس راستے میں آیا تھا اسی طرف واپس چلا گیا اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ امامؑ نے اپنے سفر کو جاری رکھا اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب ہم اس مقام سے تھوڑا سے آگے گئے تو میں نے اپنے آپ کو امامؑ تک پہنچایا اور عرض کی میں آپؑ پر قربان جاؤں، اس شیر کا کیا قصہ ہے؟ خدا کی قسم! مجھے آپؑ کے متعلق بڑا خوف تھا۔ شیر جیسے آپ کے ساتھ پیش آیا اس پر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰ بن جعفر نے فرمایا: اس نے اپنی مادہ شیرنی کے بچہ جننے کی تکلیف اور سختی کی مجھ سے شکایت کی۔ مجھ سے

درخواست کی کہ میں دعا کروں تا کہ خدا اس کی مشکل کو آسان کرے۔ میں نے اس کے لئے دعا کی اور میرے دل میں آیا کہ جو شیر کا بچہ دنیا میں آئے گا وہ نر ہوگا۔ میں نے اس کو بتایا۔ اس وقت شیر نے دعا کی کہ خدا آپ کی حفاظت کرے اور کسی درندے کو آپؑ، آپؑ کی اولاد پر اور آپؑ کے شیعوں پر ہرگز مسلط نہ کرے۔ میں نے اس کی دعا پر آمین کہا۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۲۹۸/۴، الارشاد: ۳۱۵، الخرائج: ۶۴۹/۲ حدیث ۱)

معجزہ امام موسیٰ کاظم

ابن شہر آشوبؒ نے کتاب مناقب میں خالد سمان سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: ہارون نے ایک دن ایک شخص کو بلایا، جس کا نام علی بن صالح طالقانی تھا اور اس سے پوچھا! تو نے کہا ہے کہ بادل نے تجھے اٹھایا اور چین سے طالقان تک لایا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! ہارون نے کہا: اپنا قصہ بیان کرو اور اس کی تفصیل سے آگاہ کرو۔

علی بن صالح نے کہا: میری کشتی سمندر کی گہرائی میں ٹوٹ گئی اور میں ایک تختے پر تین دن تک باقی رہا اور سمندر کی موجیں مجھے کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف لے جاتی تھیں یہاں تک کہ میں خشکی تک پہنچ گیا۔ وہاں میں نے چلتے ہوئے دریا اور سرسبز درخت دیکھے، میں ایک درخت کے سایہ کے نیچے سو گیا۔ اچانک میں نے ایک خوفناک آواز سنی اور ڈر کر نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں نے دو حیوانوں کو دیکھا جو گھوڑوں کی شکل کے تھے۔ مکمل طور پر میں ان کے اوصاف بیان نہیں کر سکتا۔ وہ دونوں آپس میں لڑ رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا۔ اسی دوران ایک بہت بڑا پرندہ میں نے دیکھا، جو میرے نزدیک پہاڑوں کے درمیان ایک غار کے پاس زمین پر بیٹھ ہوا تھا۔ میں اٹھا اور اپنے آپ کو درختوں میں چھپاتے ہوئے اس پرندے کے پاس پہنچ گیا تا کہ اسے دیکھوں۔ جیسے ہی اس پرندے نے مجھے دیکھا تو اڑ گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور جب غار کے قریب گیا تو اچانک میرے کانوں میں تسبیح، تحلیل، تکبیر اور قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ میں جب غار کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے کسی نے مجھے آواز دی کہ اے علی بن صالح طالقانی! اندر آجاؤ۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ میں اندر چلا گیا۔ سلام کیا، وہاں میں نے ایک بزرگ شخص کو دیکھا جو بڑے مضبوط جثے کا مالک تھا اور جس کی آنکھیں سیاہ اور خوبصورت تھیں۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے علی بن صالح! تو نعمت اور خزانے کی کان اور ایک قیمتی ذخیرے کا دموعہ ہے، تیرا بھوک اور پیاس کے ذریعے امتحان لیا گیا ہے آج خدا نے تجھ پر رحم کیا ہے اور ان تمام چیزوں سے نجات دی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تو کس وقت اپنی کشتی پر سوار ہوا اور تیری کشتی کے ٹوٹ جانے کے بعد تو سمندر میں رہا اور سمندر کی موجیں تجھے کبھی ادھر اور کبھی ادھر لے جاتی تھیں اور میں جانتا ہوں جب تو نے ڈر کے مارے یہ ارادہ کیا تھا کہ اپنے آپ کو سمندر میں چھلانگ لگا کر ختم کر لوں۔ جب تو نے نجات پائی اور جس وقت تو نے ان دو خوبصورت حیوانوں کو دیکھا اور جب تو اس پرندے کے پیچھے گیا جو نیچے آیا تھا اور جب اس نے تجھے دیکھا تو آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ یہ سب کچھ میں جانتا ہوں اب آؤ اور بیٹھ جاؤ خدا تجھ پر رحمت کرے۔

جب میں نے اس بزرگ شخص سے یہ گفتگو سنی تو عرض کیا: آپ کو خدا کی قسم، کس نے آپ کو میرے حالات سے آگاہ کیا ہے؟ فرمایا: اس نے جو ہر ظاہر و پوشیدہ سے باخبر ہے وہ جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرے گھومنے پھرنے سے آگاہ ہے پھر فرمایا: تو بھوکا ہے اور کچھ کلمات کہے، میں نے صرف ان کے لبوں کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا، اچانک کھانے کا دسترخوان جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا، وہاں حاضر ہو گیا۔ اوپر والے کپڑے کو ایک طرف کیا اور فرمایا: آؤ اور جو خدا نے تیرے نصیب کیا ہے اس سے کھاؤ۔ میں نے ایسا کھانا کھایا کہ اس سے پہلے اس طرح کا صاف وستھرا اور خوش مزہ نہ دیکھا تھا۔ پھر مجھے ایسا پانی پلایا کہ اس سے لذیذ تر میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور مجھے فرمایا: اے علی! کیا اپنے شہر واپس جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کون مجھے واپس لے جائے گا؟ فرمایا: اپنے دوستوں کے احترام میں اس کام کو ان کے لئے ہم انجام دیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کی اور اپنے ہاتھ بلند کئے اور کچھ فرمایا: فوراً، فوراً اچانک غار کے دروازے پر مختلف قسم کے بادلوں نے سایہ کر دیا۔ جو بادل بھی نزدیک ہوتا تو عرض کرتا: (**السلام علیك یا ولی الله و حجته**) ''اے خدا کے ولی اور حجت پروردگار تجھ پر سلام'' اس بزرگ نے جواب دیا تجھ پر خدا کی سلامتی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اے بادل! جو سننے والا اور فرمانبردار ہے پھر آپ بادل سے سوال کرتے کہ کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہتا فلاں سرزمین پر آپ اس سے پوچھتے رحمت کے بادل ہو یا غضب کے؟ وہ جواب دیتا اور چلا جاتا، یہاں تک کہ ایک خوبصورت اور چمکدار بادل آیا اس نے دوسرے بادلوں کی طرح آپؑ پر سلام کیا، اس بادل سے فرمایا: اے تابع اور فرمانبردار بادل تجھ پر سلام، کس سرزمین کی طرف جانے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: طالقان فرمایا نزول رحمت کے لئے بجا رہے ہو یا غضب کے لئے۔ اس نے عرض کیا: رحمت کے لئے، فرمایا: میں یہ شخص کو تجھے بطور امانت دیتا ہوں اسے اٹھا لو اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس نے عرض کیا: میں نے سنا اور اطاعت کروں گا۔ انہوں نے فرمایا: زمین پر آجا، وہ فوراً زمین پر اتر آیا۔ پھر انہوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے اس پر بٹھا دیا۔ میں نے اس وقت عرض کیا: آپ کو خدا تعالیٰ، خاتم المرسلین حضرت محمدؐ، اوصیاء کے سردار حضرت علی اور معصوم اماموں کی قسم دیتا ہوں، مجھے بتاؤ آپؑ کون ہیں؟ خدا کی قسم! آپؑ کو بہت بلند مقام عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

ویحك یا علی بن صالح ان الله لا یخلی ارضه من حجة طرفة عین اما باطن و اما ظاهر، انا حجة الله الظاهرة و حجته الباطنة، انا حجة الله یوم الوقت المعلوم، و انا المودی الناطق عن الرسول انا فی وقتی هذا موسی بن جعفر

''اے علی بن صالح! افسوس ہے تجھ پر خدا اپنی زمین کو کسی وقت حتی ایک لحظہ کے لئے بھی حجت سے خالی نہیں رکھتا۔ اس کی حجت یا پوشیدہ ہوتی ہے یا ظاہر میں خدا کی پوشیدہ اور ظاہر حجت ہوں۔ میں خدا کی حجت ہوں اس وقت معلوم کے دن تک، میں رسول خداؐ کی طرف سے کلام کرنے والا اور پیغام پہنچانے والا ہوں۔ میں اس زمانے میں موسیٰ بن جعفر ہوں۔''

پس میں نے ان کی اور ان کے واجب الاحترام آباؤ اجداد کی امامت کا اقرار کیا، انہوں نے بادل کو حکم دیا کہ اوپر چلا جا۔ بادل نے اڑنا شروع کیا، خدا کی قسم! میں نے کسی قسم کی کوئی ناراضی اور تکلیف محسوس نہ کی اور کسی طرح کا خوف میرے دل میں نہ آیا۔ آنکھ کے جھپکنے کی مدت میں مجھے طالقان پہنچا دیا اور اسی سڑک پر جہاں میرے اہل وعیال رہتے تھے زمین پر اتار دیا۔ ہارون الرشید نے جب اس شخص کی بات کو سنا تو اس کے قتل کا حکم صادر کیا اور کہا: کوئی موسیٰ بن جعفر کی اس فضیلت کو سننے نہ پائے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۳۰۱/۴، بحار الانوار: ۳۹/۴۸ حدیث ۱۶، مدینۃ المعاجز: ۴۲۲/۶ ح ۱۵۰)

واقعہ علی بن یقطین

(۴۲۲/۷) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب مدینۃ المعاجز میں کتاب عیون المعجزات سے محمد بن علی صوفی کی روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

ابراہیم شتربان نے وزیر دربار علی بن یقطین سے ملاقات کی اجازت مانگی، لیکن اس نے اجازت نہ دی۔ اسی سال جب وہ حج کے سفر پر گیا تو مدینہ میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے ملاقات کی اجازت مانگی۔ امامؑ نے اسے اجازت نہ دی۔ دوسرے دن جب علی بن یقطین نے امامؑ کو دیکھا تو عرض کیا: اے میرے آقا! مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ آپ نے مجھے اپنی زیارت سے محروم کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

حجبتك لانك حجبت اخاك ابراهيم الجمال، وقد ابى الله ان يشكر سعيك حتى يغفر لك ابراهيم الجمال

''میں نے تجھے اس لئے اجازت نہیں دی کیونکہ تو نے اپنے بھائی ابراہیم جمال کو ملاقات کی اجازت نہیں دی تھی اور خدا اس وقت تک تیرا حج قبول نہیں کرے گا جب تک وہ تجھے معاف نہ کردے۔''

علی بن یقطین کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا وآقا! ابراہیم جمال کوفہ میں ہے اور میں مدینہ میں ہوں لہٰذا اس وقت تو میں اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا: جب رات چھا جائے تو تیرے اطراف میں رہنے والوں اور تیرے غلاموں کو پتہ نہ چلے، تو بقیعہ چلے جانا، وہاں گھوڑا موجود ہوگا جس پر زین رکھی ہوئی ہوگی اس پر سوار ہو جانا وہ تجھے مقصد تک پہنچا دے گا۔ وہ کہتا ہے میں امامؑ کے فرمان کے مطابق رات کی تاریکی میں جنت البقیعہ گیا وہاں گھوڑا تیار کھڑا تھا، اس پر سوار ہو گیا۔ تھوڑی سی مدت کے بعد اس نے ابراہیم جمال کے گھر کے پاس زمین پر اتار دیا۔ علی بن یقطین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: میں علی بن یقطین ہوں۔ ابراہیم نے گھر کے اندر سے آواز دی۔ علی بن یقطین میرے گھر کے دروازے پر کیا کر رہا ہے؟ علی بن یقطین نے کہا: ایک کام مجھے اس جگہ لے آیا ہے مجھے اجازت دو، میں اندر آؤں، جب وہ گھر کے اندر آ گیا تو اس سے کہا: اے ابراہیم! میرے مولا نے مجھے اس وقت تک قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جب تک تو مجھے معاف نہیں کر دیتا۔ ابراہیم نے کہا: خدا تجھے بخشے۔ علی بن یقطین نے اسے قسم دی کہ

اس کے چہرے پر پاؤں رکھے۔ ابراہیم شرم کرنے لگا اور اس کام سے انکار کیا، علی بن یقطین نے دوبارہ اسے قسم دی اور اصرار کیا، ابراہیم نے اپنے پاؤں کو اس کے چہرے پر رکھا۔ اس وقت علی بن یقطین کہہ رہا تھا، میرا اللہ گواہ رہنا۔ پھر اس کے گھر سے چلا گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس لوٹ آیا اور اسی رات مدینہ میں حضرت موسیٰ بن جعفر کے گھر پہنچ گیا۔ جب اس نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو امامؑ نے فوراً اسے اجازت عنایت فرما دی اور اپنی خدمت میں قبول کر لیا۔

(عیون المعجزات: ۱۰۰، بحارالانوار: ۸۵/۴۸ حدیث ۱۰۵)

شیعوں کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا

(۸/۴۲۳) کراجکی نے جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے عرض کیا: کیا میں لوگوں کے لئے جابر کی تفسیر بیان کروں؟ حضرت نے فرمایا: جو پست اور کمینے ہیں ان سے مت بیان کرو۔ ہوسکتا ہے وہ مشہور کر دیں کیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے۔

إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾ (سورہ غاشیۃ: آیت ۲۵،۲۶)

میں نے عرض کیا: ہاں! حضرت نے فرمایا:

اذا كان يوم القيامة و جمع الله الاولين والاخرين ولانا حساب شيعتنا فما كان بينهم و بين الله حكمنا على الله فيه فاجاز حكومتنا وما كان بينهم و بين الناس استوهبناه فوهبوه لنا، و ما كان بيننا وبينهم فنحن احق من عفى وصفح

"جب قیامت آئے گی اور خدا تمام مخلوق کو جمع کرے گا تو ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کرے گا۔ اس وقت ہم خدا اور ان کے درمیان اختلاف دور کرنے کے لئے خدا سے التجا کریں گے اور خدا کو راضی کریں گے، جو اختلاف ہمارے شیعوں اور لوگوں کے درمیان ہوں گے اس کی ہم لوگوں سے معافی طلب کریں گے۔ وہ ہماری وجہ سے ہمارے شیعوں کو معاف کر دیں گے اور وہ اختلافات جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان ہوں گے، تو ہم اس کے زیادہ لائق ہیں کہ ان کو معاف کر دیں، اور اپنے حق سے صرف نظر کریں۔"

(تاویل الآیات: ۷۸۸/۲ حدیث ۷، بحارالانوار: ۵۰/۸ حدیث ۵۷، تفسیر برہان: ۴۵۶/۴ حدیث ۶)

مذکورہ روایت کی مثل کلینیؒ نے بھی کتاب کافی میں ایک روایت ذکر کی ہے۔

(الکافی:۸/۱۵۹ حدیث ۱۵۴، بحارالانوار:۷/۴۷ ۳۳ حدیث ۲۴)

دنیا امام کے سامنے

(۹/۴۲۴) شیخ مفیدؒ کتاب اختصاص میں حمزہ بن عبداللہ جعفری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے ایک کاغذ پر لکھا ''بے شک دنیا کی مثال امام کے نزدیک اخروٹ کے ایک ٹکڑے کی مانند ہے'' اور اس کاغذ کو امام موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ہمارے دوستوں نے ایک حدیث روایت کی ہے۔ میں نے اس کا انکار نہیں کیا، لیکن چاہتا ہوں، آپ سے سنوں، امامؑ نے اس لکھی ہوئی تحریر کی طرف دیکھا اور اس کاغذ کو بند کر دیا۔ میں نے خیال کیا شائد امام علیہ السلام کو پسند نہیں آیا۔ حضرت نے فرمایا:

هو حق فحوله في اديم

''یہ لکھا ہوا حق ہے اسے چمڑے پر منتقل کرلو۔''

(الاختصاص:۲۱۷، بصائرالدرجات:۴۰۸ حدیث ۴، بحارالانوار:۲/۱۴۵ حدیث ۱۲)

امام موسیٰ کاظمؑ ہارون کی قید میں

(۱۰/۴۲۵) محمد بن جریر طبریؒ نے ابراہیم بن اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھا کہ وہ آسمان کے اوپر چلے گئے اور جب واپس آئے تو اپنے ساتھ نورانی ہتھیار لئے ہوئے تھے اور فرمایا:

اتخوفوني بهذا؟ يعني الرشيد لو شئت لطعنته بهذه الحربة

''کیا مجھے اس شخص یعنی رشید سے ڈراتے ہو اگر میں چاہوں تو اس حربہ یعنی ہتھیار کے ذریعے سے اس کو زخمی کردوں۔ جب یہ خبر ہارون الرشید کو ملی تو تین مرتبہ بے ہوش ہو گیا اور حضرت کو آزاد کر دیا۔''

(نوادرالمعجزات:۱۶۳ حدیث ۴، دلائل الامامۃ:۳۲۲ حدیث ۱۵، مدینۃ المعاجز:۶/۲۰۱ حدیث ۱۵)

امام موسیٰ کاظمؑ اور اہلبیت کا شیعہ

(۱۱/۴۲۶) نیز احمد تبان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا کہ اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی اپنے پاؤں سے مجھے مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ اے فلاں آل محمد علیہم السلام کے شیعہ اور پیروکار اس طرح نہیں سوتے۔ میں خوف کے مارے اٹھ بیٹھا، اس شخص نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا، میں نے جب غور سے دیکھا تو وہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے احمد! نماز کے لئے وضو کرلو۔ میں نے وضو کیا۔

وہ مجھے پکڑ کر گھر سے باہر لے گئے باوجود یہ کہ دروازہ بند تھا۔ مجھے نہیں پتہ کہ کس طرح باہر لے آئے۔ گھر سے باہر میں نے دیکھا آپ کے لئے ایک اونٹ تیار کھڑا ہے، حضرت نے اس کی رسی کھولی اور اس پر سوار ہو گئے اور مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کر لیا، تھوڑی دیر راستہ چلنے کے بعد مجھے ایک مقام پر اتار دیا اور فرمایا: اس جگہ چوبیس رکعت نماز پڑھو۔ پھر فرمایا: اے احمد! کیا تو جانتا ہے کس جگہ پر ہے؟ میں نے عرض کیا: رسولؐ اور رسول خداؐ کا بیٹا بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے جد بزرگوار حسین بن علیؑ کی قبر ہے۔ پھر سواری پر سوار ہوئے اور مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کر لیا، تھوڑا راستہ چلتے تو کوفہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ کتے اور محافظ سب کھڑے ہیں جیسے کوئی چیز نہ دیکھ رہے ہوں۔ مجھے حضرت کوفہ کی مسجد کے اندر لے گئے اور فرمایا: اس جگہ سترہ رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد آپؑ نے سوال کیا، کیا تو جانتا ہے یہ کون سی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مسجد کوفہ ہے اور یہ بیت الطشت ہے۔ پھر آپ سوار ہو گئے اور مجھے بھی سوار کر لیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد مجھے اتار دیا اور فرمایا: اس جگہ بھی چوبیس رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا: اے احمد! کیا جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا اس کا رسول اور رسول خداؐ کا بیٹا بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے جد بزرگوار علی بن ابی طالب علیہما السلام کی قبر ہے، دوبارہ پھر سواری پر سوار ہو گئے اور مجھے بھی سوار کر لیا۔ تھوڑی دیر راستہ چلنے کے بعد مجھے اتار دیا اور فرمایا: اب تم کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا اس کا رسولؐ اور رسول خداؐ کے بیٹے کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ابراہیمؑ کی قبر ہے۔ پھر سوار ہوئے اور مجھے بھی سوار کر لیا۔ تھوڑا سا راستہ چلنے کے بعد مجھے اتار دیا اور مکہ کے اندر لے گئے۔ میں اس سے پہلے بیت الحرام، مکہ کے، زمزم کا کنواں اور بیت الشرف کے متعلق جانتا تھا۔ پ نے مجھے فرمایا: اے احمد! کیا تو جانتا ہے ہم کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا، رسولؐ اور ابن رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مکہ، یہ کعبہ، یہ زمزم اور یہ بیت الشرف ہے۔ پھر مجھے تھوڑا سا راستہ لے چلے اور مسجد نبوی اور پیغمبر اکرمؐ کی قبر کے پاس لے گئے۔ ہم نے اس جگہ بھی چوبیس رکعت نماز پڑھی۔ جب آپ نے مجھ سے پوچھا کیا جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا، رسولؐ اور ابن رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مسجد نبوی ہے اور یہ آنحضرت کی قبر شریف ہے۔ پھر تھوڑا سا راستہ اور لے گئے اور شعب ابی جبیر میں داخل کر دیا اس وقت آپ نے فرمایا:

يا احمد! تريد ان اريك من دلالات الامام؟ قلت: نعم، قال: ياليل ادبر، فادبر الليل عنا ثم قال: يا نهار اقبل: فاقبل النهار الينا بالنور العظيم وبالشمس حتى رجعت هي بيضاء نقية فصلينا الزوال

''احمد کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے امام کی نشانیاں اور علامات دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؑ نے فرمایا: اے رات واپس چلی جا فوراً رات واپس ہو گئی اور ختم ہو گئی۔ پھر فرمایا: اے دن! سامنے آ! پس دن زیادہ روشنی، نورانی سورج اور اپنی چمک کے ساتھ سامنے آ گیا۔ میں نے ظہر کی نماز پڑھی۔

پھر فرمایا: اے دن واپس چلا جا اور اے رات لوٹ آ۔ فوراً رات نے اپنا چہرہ دیکھایا اور ہم نے مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا: خوب دیکھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں یا بن رسولؐ اللہ، میرے لئے اتنی مقدار کافی ہے۔ دوبارہ مجھے تھوڑا سا سفر کرایا اور اس پہاڑ کے پاس لے گئے جس نے پوری دنیا کا احاطہ کیا ہوا ہے اور دنیا اس کی نسبت ایک چھوٹے برتن کی مانند ہے۔ مجھے فرمایا: اے احمد! کیا جانتے ہو کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا، رسولؐ اور ابن رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جس نے دنیا کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ میں نے وہاں ایک گروہ کو دیکھا جنھوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا: یہ موسیٰ کی قوم ہے۔ امامؑ نے ان کو سلام کیا، میں نے بھی سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا: میں تھک چکا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا اپنے بستر پر آرام کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فوراً آپ نے ایک قدم اٹھایا اور فرمایا: سو جاؤ۔ اچانک میں نے اپنے آپ کو اپنے گھر میں نیند کی حالت میں دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھا اور صبح کی نماز اپنے گھر میں پڑھی۔''

(نوادر المعجزات: ۱۶۰ حدیث ۳، دلائل الامامۃ: ۳۴۳ حدیث ۴۵، مدینۃ المعاجز: ۲۷۶/۶ حدیث ۴۷)

امام موسیٰ کاظمؑ اور مومنہ کا تحفہ

(۱۲/۴۲۷) ابن شہرآشوب کتاب مناقب میں کہتے ہیں:

شطیطہ ایک مومنہ عورت تھی جو نیشاپور میں رہتی تھی، جب نیشاپور کے لوگوں نے اپنے اموال امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس بھیجنا چاہے تو شطیطہ نے بھی ایک درہم جس کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بنا ہوا کپڑا جس کی قیمت چار درہم تھی بھیجا۔ امامؑ نے اس مومنہ عورت کی بھیجی ہوئی چیزیں قبول کرلیں اور لانے والے کو فرمایا:

ابلغ شطیطة سلامی واعطها هذه الصرة

''شطیطہ کو میرا سلام دینا اور اسے پیسوں کی یہ تھیلی دے دینا۔''

اس تھیلی میں چالیس درہم تھے۔

پھر امامؑ نے فرمایا: میں اپنے کفن کا ٹکڑا اس کے لئے بھیجوں گا۔ یہ کفن ہمارے اپنے دیہات بنام قریہ صیدا جو فاطمہ زہراءؑ کا قریہ ہے کہ روئی سے بنا ہوا ہے اور میری بہن امام صادقؑ کی بیٹی حلیمہ نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ جب وہ عورت اس دنیا سے گئی تو امامؑ اپنے اونٹ کے ساتھ اس کی میت کے پاس آئے اور اس کے دفن کے امور انجام دیئے۔ پھر اونٹ پر سوار ہو کر صحراء کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے فرمایا:

الی و من یجری مجرای من الائمة لا بدلنا من حضور جنائز کم فی ای بلد کنتم فاتقوا الله فی انفسکم

''میں اور اپنے زمانے کے دوسرے امام ضروری طور پر تمہارے جنازوں میں حاضر ہوتے ہیں تم کسی

بھی شہر میں کیوں نہ ہو۔ پس تم اللہ سے ڈرتے ہو۔''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۲۹۱/۴، بحارالانوار: ۳/۷/۴۸ حدیث ۱۰۰)

امام اور مومنہ کا جنازہ

اس روایت کو محمد بن علی طوسی نے کتاب ثاقب المناقب میں ذکر کیا ہے اور ذیل میں اس طرح نقل کیا ہے کہ جب شطیطہ اس دنیا سے رخصت ہوئی تو بڑی تعداد میں شیعہ اس کا جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر وہاں تشریف لائے۔ سواری سے نیچے اترے اور لوگوں کے ساتھ اس مومنہ عورت کی نماز پڑھی۔ جب اس عورت کو قبر میں اتار رہے تھے تو آپ دیکھ رہے تھے اور آپ نے امام حسینؑ کی قبر کی پاک مٹی اس مومنہ عورت کی قبر میں ڈالی۔

(الثاقب فی المناقب: ۴۳۹ حدیث ۵، الخرائج: ۲/۲۰۷ حدیث ۲۴، مدینۃ المعاجز: ۶/۱۱/۴ حدیث ۱۴۴)

زیادہ گمان نہ کیا کرو

((۴۲۸/۴/۱۳) اربلیؒ کتاب کشف الغمہ میں شفیق بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں ۱۴۹ھ کو حج کے سفر پر گیا۔ جب میں قادسیہ کے مقام پر پہنچا تو وہاں قیام کیا۔ وہاں میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو بن سنور کر اور مزین ہو کر حج کے لئے جا رہے تھے۔ ان کے بیچ میں میری نگاہ ایک ایسے جوان پر پڑی جس کا چہرہ خوبصورت اور گندم گوں تھا۔ جس نے اپنے کپڑوں کے اوپر ریشم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ ایک چادر اپنے اوپر لپیٹی ہوئی تھی۔ پاؤں میں جوتا تھا اور باقی سب لوگوں سے علیحدہ بیٹھا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ جوان صوفیہ گروہ سے ہے اور چاہتا ہے کہ راستے میں لوگوں کے سروں پر سوار رہے اور اپنا بوجھ دوسروں کے کندھے پر ڈالے۔ خدا کی قسم! میں اس کے پاس جاؤں گا اور اسے سرزنش کروں گا۔ بس میں اس جوان کے پاس گیا جیسے ہی اس جوان نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورہ حجرات: آیت ۱۲)

''اکثر گمانوں سے اجتناب کرو، بے شک بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔''

یہ فرمانے کے بعد مجھے چھوڑ کر وہ جوان چلا گیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: عجیب بات ہے اس نے میرا نام بھی لیا اور میرے دل کی بات بھی بتائی۔ لازمی طور پر یہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے۔ مجھے اس جوان تک پہنچ کر اس سے عرض کرنی چاہیے کہ مجھے معاف کر دے۔ میں جلدی جلدی اس کے پیچھے گیا، لیکن اس تک نہ پہنچ سکا اور وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ جب ہم راستے میں چلتے چلتے واقصہ نام کے ایک مقام پر رکے تو میں نے اس جوان کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور جس کے تمام اعضاء لرز رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے کہا: یہ تو وہی جوان ہے جس کو میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ اب مجھے فائدہ اٹھانا چاہیے اور

اس کے پاس جا کر معافی مانگ لینی چاہیے۔

میں نے تھوڑا سا صبر کیا یہاں تک کہ وہ جوان نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا، میں اس کی طرف گیا۔ جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے شفیق! اس آیت شریفہ کی تلاوت کرو۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾

(سورہ طہٰ: آیت ۸۲)

''میں ہر اس شخص کو معاف کرنے والا ہوں جو توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور پھر ہدایت کے راستے پر چلے۔''

جب میں نے اس آیت کی تلاوت کی تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے کہا: یہ جوان لازمی طور پر ابدال میں سے ہے۔ یہ دوسری بار ہے کہ میرے باطن اور راز کی خبر دی ہے۔ ہم زبالہ کے مقام پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ وہ جوان ایک کنوے کے کنارے پر کھڑا ہے اور ہاتھ میں پیالہ ہے اور کنویں سے پانی لینا چاہتا ہے۔ اچانک پیالہ اس کے ہاتھ سے کنویں میں گر گیا۔ پس اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور میں نے سنا وہ جوان کہہ رہا تھا:

انت ربي اذا ظمئت الى الماء وقوتي اذا اردت الطعاما

''جب میں پیاسا ہوں تو مجھے سیراب کرنے والا تو ہے اور جب میں کھانے کا ارادہ کروں تو میری قوت اور غذا تو ہے۔''

اے خدا! اے میرے مولا! اس پیالے کے علاوہ میرے پاس کوئی پیالہ نہیں ہے اسے مجھ سے نہ لے۔

شفیق کہتا ہے: خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر آ گیا اور اس جوان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور پانی سے بھر لیا وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اور ریت کے ٹیلے کی طرف چلا گیا۔ اس ٹیلے سے ریت اٹھائی پیالے میں ڈالی اور ہلا کر پی گیا، میں اس کی طرف گیا اس پر سلام کیا، جب میرے سلام کا جواب دیا تو میں نے عرض کیا: آپ کو خدا نے جو کچھ عطا کیا ہے مجھے بھی عنایت کریں۔ اس جوان نے فرمایا:

يا شفيق، لم تزل نعمة الله علينا ظاهرة و باطنة فاحسن ظنك بربك

''اے شفیق! خدا کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہر حال میں ہمارے شامل حال رہتی ہیں خدا کے ساتھ حسن ظن رکھو۔''

پس اس جوان نے وہ پیالہ مجھے عنایت کر دیا۔ میں نے جب اس سے پیا تو وہ شکر کا شربت ہے۔ خدا کی قسم! اس سے لذیذ تر اور خوشبودار تر میں نے کبھی نہ پیا تھا۔ جب وہ میں نے پیا تو میری بھوک اور پیاس ختم ہوگئی اور کافی عرصہ مجھے کھانے پینے کی ضرورت

محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں نے اس جوان کو نہ دیکھا، یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچ گئے، آدھی رات گزر چکی تھی اسے میں نے قبۃ الشراب کے پاس دیکھا وہ مکمل خشوع کے ساتھ نماز میں کھڑا تھا اور گریہ و نالہ کر رہا تھا، یہاں تک کہ رات تمام ہوگئی۔ جب صبح کی سفیدی ظاہر ہوئی تو اپنے جانماز پر بیٹھ کر کافی مدت تک خدا کی تسبیح کرتا رہا۔ پھر اٹھا اور صبح کی نماز پڑھی، اس کے بعد سات مرتبہ کعبہ کے گرد چکر لگائے اور باہر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے باہر چلا گیا۔ جو کچھ میں نے راستے میں دیکھا تھا کہ وہ جوان اکیلا سفر کر رہا تھا، اب اس کے برعکس اس کے ساتھی اور غلام پروانوں کی طرح چکر کاٹ رہے تھے۔ ارد گرد دوست، ساتھی اور غلام پروانوں کی طرح چکر کاٹ رہے ہیں۔ لوگ اسے سلام کرتے ہیں اور عزت و احترام سے پیش آتے۔ میں نے وہاں موجود لوگوں میں سے ایک سے سوال کیا، یہ جوان کون ہے؟ اس نے کہا: حضرت موسیٰ بن جعفر ہیں۔ میں نے کہا: اگر اس طرح کی عجیب وغریب چیزیں اور کرامات کسی اور سے دیکھی ہوتیں تو حیران کن تھا، لیکن اس طرح کی ہستی سے یہ کوئی عجیب چیز نہیں ہے۔

شیخ بلخی اور امام

وہ کہتا ہے: جب میں حج پر گیا تو ایک شخص کو دیکھا، جس کا رنگ اڑا ہوا تھا، کمزور جسم اور چہرہ گندمی رنگ کا تھا۔

جو اکیلا جا رہا تھا اور کوئی غذا اور کھانے پینے کا سامان اس کے ساتھ نہ تھا۔ میں مسلسل اس کے بارے میں فکر کرتا رہا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اسے جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ لوگوں سے مانگ لے گا۔

میں نہیں جانتا تھا کہ وہ خود حج اکبر اور حج کی حقیقت اور روح ہے۔

پھر میں نے اسے فید کے مقام پر ایک سرخ ٹیلے پر دیکھا۔ جو اس ٹیلے کی ریت کو اپنے کاسے میں ڈال کر پی رہا تھا۔ میں نے اسے آواز دی جب کہ میری عقل سرگرداں ہو چکی تھی۔

مجھے بھی شربت پلاؤ، اس نے مجھے بھی عطا کیا۔ میں نے دیکھا کہ شکر سے بنا ہوا شربت ہے۔

میں نے حاجیوں سے سوال کیا: یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا، یہ امام موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔

(کشف الغمۃ: ۲/ ۲۱۳، مطالب اسوول: ۲/ ۶۲، بحار الانوار: ۴۸/ ۸۰ حدیث ۱۰۲، ینابیع المودۃ: ۳۶۲)

ولایت

(۴۲۹/ ۱۴) شیخ طوسیؒ کتاب متہجد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن جعفر جب اپنے چہرے کو زمین پر رکھتے تو عرض کرتے تھے۔

اللهم لا تسلبني ما انعمت به علي من ولايتك وولاية محمد و آل محمد عليهم السلام

(مصباح المتہجد: ۲۱۴ چاپ بیروت، بحارالانوار: ۸۶/ ۲۱۴ حدیث ۲۷)

''اے خدا! جو تو نے اپنی اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی ولایت کی نعمت مجھے عطا کی ہے مجھ سے سلب نہ کرنا۔''

سجدہ

(۱۵/۴۳۰) سید بن طاؤسؒ اور علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں:

كان سلام الله عليه حليف السجدة الطويلة و الدموع الغزيرة والمناجاة الكثيرة والضراعات المتصلة

''حضرت طویل سجدہ کرتے تھے، آنسو بہاتے رہتے تھے۔ اکثر مناجات کرتے اور لگاتار گریہ و نالہ کرتے رہتے تھے۔''

(بحارالانوار: ۱۰۲/ ۱۷، مصباح الزائر: ۳۸۲)

حضرت کا ایک سیاہ غلام تھا جو ہاتھ میں قینچی لے کر حضرت کے پیشانی اور ناک مبارک پر زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے جو چمڑا سخت ہو جاتا، کاٹا کرتا تھا۔

(عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۷۷، بحارالانوار: ۴۸/ ۲۱۶ سطر ۱، ۸۵: ۱۶۶ حدیث ۱۶ اور ۹۵/ ۲۱۳ حدیث ۵)

طویل سجدہ

(۱۶/۴۳۱) شیخ صدوقؒ نے احمد بن عبداللہ قروی سے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں فضل بن ربیع کے پاس گیا۔ وہ اس وقت گھر کی چھت پر تھا۔ اس نے مجھے کہا: میرے پاس آؤ۔ جب میں اس کے پاس گیا تو مجھ سے کہا: یہاں اوپر سے نیچے کمرے میں دیکھو۔ جب میں نے دیکھا تو اس نے پوچھا: کیا نظر آیا؟ میں نے کہا: ایک چادر دیکھ رہا ہوں، جو زمین پر پڑی ہوئی ہے، اس نے کہا: دوبارہ اچھی طرح دیکھو۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو ایک شخص سجدے میں پایا، اس نے چند سوالات پوچھنے کے بعد مجھ سے کہا، یہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔ میں دن رات ان کا خیال رکھتا ہوں۔ کبھی بھی اس حال کے علاوہ جو تو دیکھ رہا ہے میں نے نہیں دیکھا۔ جب وہ نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں تو سورج کے طلوع ہونے تک نماز کی تعقیبات میں مشغول رہتے ہیں، پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ظہر تک سجدے میں رہتے ہیں اور کسی کے ذمہ لگا رکھا ہے کہ جب اذان ہو تو انہیں اطلاع کر دے۔ اسی وقت اٹھتے ہیں اور اسی پہلے والے وضو کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اس سے میں سمجھ جاتا ہوں کہ وہ اس طولانی سجدے میں سوئے نہیں تھے اور جب نماز ظہر و عصر اور نوافل اور تعقیبات سے فارغ ہوتے تو غروب تک سجدے میں رہتے، پھر

اٹھتے ہیں اور اسی وضو کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے۔

جب مغرب وعشاء کی نماز ونوافل اور تعقیبات کو بجالاتے تو مختصر سی غذا جو ان کے لئے لائی جاتی ہے اس کے ساتھ روزہ افطار کرتے۔ پھر نیا وضو کرتے اور اس کے بعد سجدہ کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تھوڑا سا آرام اور ہلکی سی نیند کرتے۔ پھر اٹھتے اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ طلوع فجر تک نماز کے لئے کھڑے رہتے اور جب آپ کا غلام صبح کی نماز کے وقت کے بارے میں بتاتا تو صبح کی نماز بجالاتے۔ ایک سال ہو چکا ہے آپ کا یہی طریقہ کار ہے۔

(امالی صدوق: ۲۱۰ حدیث ۱۹ مجلس ۲۹، مناقب ابن شہراشوب: ۳۱۸/۴)

خبر واحد کی صحبت

مؤلف فرماتے ہیں: یہ روایت ان روایات میں سے ہے، جو خبر واحد کی حجت پر دلالت کرتی ہے اور ایک شخص عادل بلکہ ایک شخص مورد اعتماد کے کافی ہونے پر دلالت کرتی ہے (یعنی اگر ایک بااطمینان شخص خبر دے تو اس کا قول حجت ہے اور دلیل شرع ہے اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ بینہ یعنی شہادت گو گواہی ایک شرعی راستہ ہے جس کے ذریعے سے ایک خارجی موضوع کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور دوسرے تمام موارد میں اس طرح ہے۔ سوائے ان موارد ومقامات میں جہاں نزاع یعنی جھگڑا اور ادعا یعنی دعویٰ ہو کہ ایسے مقامات میں ایک شخص کی بات قابل قبول نہیں ہوتی بلکہ ایک سے زیادہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس روایت میں جو محل بحث ہے، امامؑ نے ایک آدمی کی شہادت اور گواہی کے ذریعے ایک خارجی موضوع یعنی زوال کا وقت یا طلوع فجر کو معلوم کیا اور ایک شخص کے کہنے کے ساتھ نماز کے وقت کے داخل ہونے کے بارے میں علم حاصل کیا ہے۔ اگر کوئی احتمال دے کہ اس مورد میں امامؑ قید میں ہونے کی وجہ سے علم حاصل نہیں کر سکتے تھے اس لئے اس مقدار پر آپ نے اکتفا کیا ہے تو یہ احتمال بعید ہے اور قابل قبول نہیں ہے۔

اختیار امامؑ

(۱۷/۴۳۲) کلینیؒ کتاب کافی میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

ان اللہ غضب علی الشیعۃ فخیرنی نفسی اوھم فوقیتھم واللہ بنفسی

''بے شک خدا شیعوں کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غضبناک ہو گیا اور مجھے اختیار دیا کہ میں ان کے بدلے میں عقوبت تحمل کروں یا وہ خود عقوبت برداشت کریں خدا کی قسم میں نے عقوبت وسزا کو اپنی جان پر برداشت کر لیا اور شیعوں کو بچا لیا۔''

(الکافی: ۲۶۰/۱ حدیث ۵، مدینۃ المعاجز: ۳۷۹/۶ حدیث ۱۲۴)

مولف فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے اس فرمان کی تائید اس آیت کی تفسیر کرتی ہے جس میں خدا فرماتا ہے:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ (سورہ فتح: آیت ۲)

''تا کہ خدا تیرے ان گناہوں کو معاف کردے جو تجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔''

فرماتے ہیں جو گناہ سرزد ہوئے ہیں ان سے مراد امت کے گناہ ہیں۔

(تفسیر برہان: ۴/ ۱۹۵)

آئمہ طاہرین نے کچھ اعمال اپنے شیعوں کی طرف سے کوتاہیوں اور خامیوں کے بدلے میں انجام دیئے ہیں خدا خیر کرے اس شاعر کی جو کہتا ہے۔

اذا ذر اکسیر المحبة فوق ما
جناه استحال الذنب ای استحالة

''جب محبت کی کیمیا کا غبار گناہوں پر بیٹھ گیا تو گناہوں کی حالت تبدیل ہوجائے گی اور مکمل طور پر محو ہو جائیں گے۔''

دسواں حصہ

حضرت امام علی علیہ السلام

امام ضامن جو بے سہارا لوگوں کے کفیل، امیدواروں کی امید کے نور، اماموں میں سے آٹھویں، امام ہدایت کے راہنما، ہمارے مولا و آقا حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علیہ کے افتخارات اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ

رحمت الٰہی کا دروازہ

(۱/۴۳۳) کلینیؒ کافی میں یزید بن سلیط سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔

میں ایک جماعت کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں ایک مقام پر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ میں نے حضرت سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ جس مقام میں ہم ہیں آپ کو یاد ہے؟ حضرت نے فرمایا: ہاں۔ کیا تجھے بھی یاد ہے؟ میں نے کہا: ہاں! میں اور میرے باپ نے آپ سے ملاقات کی تھی جب آپ امام صادقؑ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ تھے۔ میرے باپ نے امام صادقؑ سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ آپ سب کے سب پاک اور معصوم امام ہیں اور کوئی بھی موت سے نہیں بچ سکتا۔ میرے لئے ایسا مطلب ارشاد فرمائیں تاکہ میں آئندہ آنے والے لوگوں کے سامنے بیان کروں تاکہ اس کے ذریعے سے ان کا راستہ معین اور تکلیف روشن ہو سکے اور وہ گمراہی و انحراف میں نہ پڑیں۔

حضرت نے فرمایا:

ہاں! یہ سب میرے بیٹے ہیں۔ پھر آپ کی طرف اشارہ فرمایا: اور کہا:

وهذا سيدهم وقد علم الحكم والفهم والسخاء والمعرفة بما يحتاج اليه الناس وما اختلفوا فيه من امر دينهم ودنياهم

''یہ ان سب کا آقا اور سردار ہے۔ اسے حکمت، فہم اور سخاوت عطا کی گئی ہے اسے اس چیز کی معرفت عطا کی گئی ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے اور جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، وہ مشکلات دینی ہوں یا دنیاوی وہ تمام امور سے آگاہ ہے۔''

وہ خوش اخلاق، خوش گفتار ہے اور رحمت الٰہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اس میں ایک ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے جو ان سب سے بہتر ہے۔''

میرے باپ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ خصوصیت اور امتیاز کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: خدا تبارک وتعالیٰ اس کی نسل سے اسے پیدا کرے گا جو اس امت کی فریاد کو سنے گا اور جو اس امت کا علم ودانش، نور، فضیلت اور حکمت ہوگا وہ بہترین بچہ اور بہترین نوجوان ہے۔

يحقن الله عزوجل به الدماء و يصلح به ذات البين ويلم به الشعث

''خدا تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے سے خون کی حفاظت کرے گا اور لوگوں کے درمیان صلح برقرار فرمائے گا اور اختلاف کو اجتماع اور اتفاق میں تبدیل کرے گا۔''

ننگے کو لباس پہنائے گا اور بھوکے کو کھانا کھلائے گا۔ خوفزدہ کو امان دے گا۔ خدا اس کے ذریعے سے باران رحمت نازل فرمائے گا اور اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ وہ بہترین مرد اور بہترین نوجوان ہے۔ اس کا کلام حکمت اور اس کی خاموشی علم ودانش ہوگی۔ جس چیز میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اس کو بیان اور روشن کرے گا۔ اس کے رشتہ دار اور قریبی سرداری کو پہنچ جائیں گے قبل اس کے کہ وہ سن بلوغ کو پہنچے۔

(الکافی: ۱/ ۳۱۳ حدیث ۱۴، مدینۃ المعاجز: ۶/ ۲۵۱ حدیث ۵۸، حلیۃ الابرار: ۲/ ۳۷۸، اعلام الوری: ۳۱۷)

امامؑ کی عطا

(۲/۴۳۴) روایت ہوئی ہے کہ حضرت نے اپنا ایک سبز رنگ کا نرم ونازک ریشمی قمیص دعبل کو عطا کیا اور فرمایا:

احتفظ بهذا القميص، فقد صليت فيه الف ليلة (فى كل ليلة) الف ركعة و ختمت فيه القرآن الف ختمة

(امالی طوسی: ۳۵۹ حدیث ۸۹ مجلس ۱۲، بحارالانوار: ۴۹/ ۲۳۸ حدیث ۷)

''اس قمیض کی حفاظت کرنا میں نے اس میں ہزار راتوں میں ایک ایک ہزار رکعت نماز پڑھی ہے اور ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔''

فضیلت امامؑ رضا

(۳۴۳۵/۳) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں پہنچا۔حضرت اپنے بیٹے علیؑ کو گود میں لے کر چوم رہے تھے اوران کی زبان چوس رہے تھے۔کبھی کندھے پر بٹھا لیتے اور کبھی سینے سے لگاتے اور فرماتے:

بأبي انت وامي ما اطيب ريحك واطهر خلقك وابين فضلك

''میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیری خوشبو کتنی پیاری ہے تو کتنا پاک و پاکیزہ ہے تیرا اخلاق تیری برتری اور فضیلت کس قدر روشن وظاہر ہے۔''

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، میں آپ کے اس بیٹے کو اس قدر دوست رکھتا ہوں اور محبت کرتا ہوں کہ اس قدر سوائے اپنی ذات کے کسی اور کو دوست نہیں رکھتا۔حضرت نے مجھے فرمایا: اے مفضل! اس کا مقام اور منزلت میرے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے میرا مقام اور منزلت میرے باپ کے ساتھ ہے۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾

(سورہ آل عمران: آیت ۳۴)

''ایسی ذریت ہیں کہ ان می سے بعض دوسرے بعض سے فضائل وکمالات بطور وارث لیتے ہیں اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

میں نے عرض کیا: کیا وہ آپ کے بعد امام، پیشوا اور حاکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

من اطاعه رشد ومن عصاه کفر

''جس نے اس کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ کافر ہو گیا۔''

(عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۲۶ حدیث ۲۸، بحار الانوار: ۴۹/۲۰ حدیث ۲۶)

نیک کام چھپانے کا ثواب

(۴/۴۳۶) کلینیؒ کتاب کافی میں یسع بن حمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں حضرت امام رضاؑ کی مجلس میں حاضر تھا اور حضرت کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ بہت سے لوگ وہاں جمع تھے اور حضرت سے حلال وحرام کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔اچانک ایک لمبے قد اور گندمی رنگ کا شخص وہاں آیا اور حضرت سے عرض کی: یابن رسول اللہؐ! آپ پر سلام، میں آپ اور آپ کے اباؤ اجداد کے دوستوں میں سے ہوں۔حج کے سفر سے واپس آیا ہوں اور سفر کا خرچہ راستے میں گم کر بیٹھا ہوں۔اب میرے پاس گھر تک پہنچنے کے

لئے کوئی خرچہ نہیں ہے۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں اور مجھے میرے گھر تک پہنچنے کا خرچہ دے دیں تو میں گھر پہنچ کر اتنا مال آپ کی طرف سے صدقہ کردوں گا، کیونکہ خدا نے مجھے نعمت دی ہے اور میں مستحق نہیں ہوں۔

امامؑ نے اس سے فرمایا: بیٹھ جاؤ، خدا تجھ پر رحمت کرے اور لوگوں کی طرف منہ کر کے ان کے ساتھ باتیں کرنے لگ گئے اور ان کے سوالات کے جوابات دینے میں مصروف ہو گئے، یہاں تک کہ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے، فقط وہ شخص، سلیمان جعفری، خثیمہ اور میں باقی رہ گئے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں اس کمرے میں جاؤں؟ سلیمان نے عرض کیا: (قدم الله امرك) خدا آپ کے امر کو آگے بڑھائے۔ حضرت اٹھے اور اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور دروازے کے اوپر سے ہاتھ بلند کر کے آواز دی کہ وہ خراسانی شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: میں اس جگہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا: یہ دوسو دینار لو اور سفر کے خرچہ کے لئے استعمال کرو۔ یہ تیرے لئے خیر و برکت ہے اور اس کے ذریعے سے برکت طلب کرو۔ لازم نہیں ہے کہ میری طرف سے ان کے بدلے میں صدقہ کرو۔ جب یہ لے لو تو باہر چلے جاؤ تاکہ میں تجھے نہ دیکھوں اور تو مجھے نہ دیکھے۔ اس شخص نے دینار لیے اور باہر چلا گیا۔ امامؑ جب باہر تشریف لائے تو سلیمان نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ اس پر آپ نے مہربانی کی ہے اور بہت زیادہ عطا کیا ہے پس آپ اپنے چہرے کو اس سے کیوں چھپاتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر گداگری اور مانگنے کی ذلت و رسوائی دیکھنا نہیں چاہتا تھا، کیا تو نے رسول خداؐ کا فرمان نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا ہے:

المستتر بالحسنة تعدل سبعين حجة والمذيع بأالسيئة مخذول والمستتر بها مغفور لها

''جو کوئی اپنے نیک کام کو چھپائے اسے ستر حجوں کا ثواب ملے گا اور جس نے اپنے گناہوں کو ظاہر کیا وہ رسوا ہوگا اور جس نے گناہوں کو چھپایا خدا انہیں چھپائے گا اور معاف کردے گا۔''

(الکافی: ۴/ ۲۳ حدیث ۳، مناقب ابن شہراشوب: ۴/ ۳۶۰، بحارالانوار: ۴۹/ ۱۰۱ حدیث ۱۹)

کمال امام رضاؑ

(۷ ۴۳/ ۵) اسی کتاب میں علی بن محمد کاشانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میرے دوستوں میں سے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ میں حضرت امام رضاؑ کے لئے کافی سارا مال لے کر گیا، لیکن حضرت اس سے خوش نہ ہوئے اور خوشی کا اظہار نہ کیا۔ میں اس وجہ سے غمگین ہو گیا اور اپنے آپ سے کہا: میں اتنا مال و ثروت ان کے لئے لایا ہوں لیکن انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اس وقت امامؑ نے فرمایا: اے غلام! ایک طشت اور پانی حاضر کرو۔ آپ خود کرسی پر بیٹھ گئے اور غلام سے اشارہ فرمایا کہ پانی ڈالو۔ پانی جو آپ کے مبارک ہاتھوں پر گر رہا تھا سونے کی شکل میں انگلیوں کے درمیان سے گر رہا تھا۔

پھر آپ نے میری طرف منہ کیا اور فرمایا:

من کان ھکذا لا یبالی بالذی حمل الیہ

''جس کا یہ مقام ہو اور ایسی طاقت رکھتا ہو جو کچھ اس کے پاس لایا جاتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں رکھتا۔''

(کشف الغمۃ: ۳/ ۳۰۳، بحار الانوار: ۴۹/ ۶۳ حدیث ۸۰، الکافی: ۱/ ۴۹۱ حدیث ۱۰)

علم غیب اور امام رضاؑ

(۶/۴۳۸) برسی علیہ الرحمہ کتاب مشارق الانوار میں روایت کرتے ہیں کہ واقفیہ میں سے ایک مرد نے چند مشکل مسائل ایک لیٹے ہوئے بنڈل میں جمع کئے اور خود اپنے سے کہنے لگا کہ اگر حضرت امام رضاؑ نے ان مسائل کو جان لیا تو وہ امام، پیشوا اور حاکم ہیں پس جیسے ہی وہ شخص حضرت امام رضاؑ کے گھر کے دروازے کے پاس پہنچا تو بیٹھ گیا تا کہ مجلس ختم ہو اور حضرت کو اکیلے میں مل سکے۔ اتنے میں اچانک اس کے پاس حضرت کا خادم آیا، جب کہ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس پر مسائل کے جوابات لکھے ہوئے تھے اور کہا کہ وہ لمبا چوڑا لکھا ہوا خط کہاں ہے؟ اس مرد نے وہ خط باہر نکالا۔ خادم نے اس سے کہا: خدا کا ولی فرماتا ہے: اس کاغذ میں ان مسائل کے جوابات ہیں جو تیرے پاس خط میں لکھے ہوئے ہیں اس واقفی مرد نے وہ کاغذ لیا اور چلا گیا۔

(مشارق الانوار: ۹۶، بحار الانوار: ۴۹/ ۷۱ حدیث ۹۵، عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۲۸ حدیث ۱)

مرنے والے لوگ دو طرح کے ہیں

(۷/۴۳۹) قطب الدین راوندیؒ کتاب الدعوات میں حضرت جوادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

امام رضاؑ کے اصحاب میں سے ایک صحابی بیمار ہو گیا۔ حضرت اس کی عیادت کے لئے گئے اور فرمایا: تو کیسا ہے اور تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا: آپ نے مجھے دوبارہ زندگی دی ہے (مقصد یہ ہے کہ شدید اور بیمار ہو گیا تھا)۔

امام نے فرمایا: آپ نے موت کو کیسے پایا ہے؟ اس نے عرض کی: سخت اور دردناک۔ حضرت نے فرمایا: تو نے موت کے ساتھ ملاقات نہیں کی بلکہ تو نے ایسی چیز کو دیکھا جو تجھے موت سے آگاہ کرے اور اس کے احوال میں سے کچھ کے متعلق بتائے۔

انما الناس رجلان مستریح بالموت و مستراح منہ فجدد الایمان باللہ بالولایۃ تکن مستریحا

''لوگ موت کے لحاظ سے دو طرح کے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو مرنے کے ساتھ سکون حاصل کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کے مرنے کے ساتھ دوسرے لوگ سکون پاتے ہیں۔ پس خدا کے ساتھ اور ہماری

ولایت کے ساتھ اپنے ایمان کی تجدید کرو تا کہ پہلے گروہ میں سے ہو جاؤ اور سکون حاصل کرو۔''

اس شخص نے امامؑ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ پھر عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! یہ خدا کے فرشتے ہیں جو درود و سلام اور تحائف لے کر آئے ہیں۔ یہ آپ کو سلام عرض کر رہے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں کھڑے ہیں انہیں اجازت عطا کریں تا کہ یہ بیٹھ جائیں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے خدا کے فرشتو! بیٹھ جاؤ۔ پھر اس بیمار سے فرمایا: ان فرشتوں سے پوچھو: کیا ان کو میرے سامنے کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا ہے؟ مریض نے کہا:

سالتهم فذكروا انه لو حضرك كل من خلقه الله من ملائكته لقاموا لك ولم يجلسوا حتى تأذن لهم هكذا امرهم الله عزوجل

''میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ اگر تمام فرشتے جو خدا نے پیدا کئے ہیں آپ کے حضور میں حاضر ہوں تو سب کے سب کھڑے رہیں گے، اور ہرگز نہیں بیٹھیں گے یہاں تک کہ آپ اجازت دیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔''

اس کے بعد بیمار نے آنکھیں بند کیں اور عرض کیا:

السلام عليك يا بن رسول الله

''اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپ پر سلام، یہ آپ خود ہیں جو پیغمبر اکرمؐ اور دوسرے معصوم اماموںؑ کے ساتھ میرے سامنے موجود ہیں۔''

اس کے بعد وہ بیمار شخص وفات پا گیا۔

(دعوات راوندی: ۲۴۸ حدیث ۶۹۸، بحارالانوار: ۶/ ۱۹۴ حدیث ۴۵ اور ۴۹/ ۷۲)

جہنمی کون

(۸/۴۰۰) شیخ صدوقؒ کتاب فضائل الشیعہ میں میسر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے حضرت امام رضاؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

لا يرى منكم في النار اثنان، لا والله ولا واحد

''تم شیعوں میں سے دو آدمی بھی جہنم میں دیکھے نہیں جائیں گے حتیٰ کہ خدا کی قسم ایک شخص بھی دیکھا نہ جائے گا۔''

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یہ مطلب جو آپؑ نے فرمایا ہے قرآن کی کون سی آیت سے استفادہ ہوتا ہے اس کی

قرآنی دلیل کیا ہے؟

حضرت نے اس سوال کا جواب ایک سال تک روکے رکھا اور نہ دیا۔ ایک دن میں طواف کے دوران آپؑ کے ہمراہ تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: آج مجھے اجازت دی گئی ہے کہ تجھے تیرے اس سوال کا جواب دوں۔ میں نے عرض کیا: جو آپ نے فرمایا تھا وہ قرآن میں کہاں ہے آپ نے فرمایا: سورہ (الرحمن ۱۱) میں آیت شریفہ ہے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ (سورہ الرحمن: آیت ۳۹)

''میں نے عرض کیا: آیت میں ''منکم'' نہیں ہے یہ آپ نے اضافہ کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اصل میں تھا۔ سب سے پہلے ابن اروی نے اس کو تبدیل کیا ہے کیونکہ یہ اس کے اور اس کے اصحاب کے خلاف دلیل تھی۔ اگر آیت میں (منکم) نہ ہوتا تو تمام بندوں سے خدا کا انتقام لینا ساقط ہو جاتا اور ان سب کو خدا بخش دیتا تو قیامت کے دن کسے سزا دی جائے گی اور کسے جزا دی جائے گی۔

(فضائل الشیعۃ: ٦٧ حدیث ۴۳، بحارالانوار: ۷/ ۲۷۳ حدیث ۴۵، ۸/ ۳۵۳ حدیث ۱۳ اور ص ۳۶۰ حدیث ۲۸)

آل محمدؐ سے دوستی

(۹/۴۴۱) قطب الدین راوندی کہتے ہیں:

روایت ہوئی ہے کہ امام رضاؑ جب خراسان کی طرف سفر کر رہے تھے تو اس سفر میں ایک شخص جو اصفہان کے ایک دیہات کرمند کا رہنے والا تھا حضرت کے اونٹ کو چلا رہا تھا۔ جب اس کا کام مکمل ہو گیا اور اس نے واپس جانا چاہا تو آپ سے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! مہربانی کریں اور مجھے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر عنایت فرمائیں تا کہ وہ میرے لئے باعث تبرک ہو۔ وہ شخص اہل سنت میں سے تھا۔ آٹھویں امامؑ نے اسے ایک تحریر عنایت فرمائی جو اس صورت میں تھا۔

کن محبا لآل محمد وان کنت فاسقا و محبا لمحبیهم وان کانوا فاسقین

''آل محمد کو دوست رکھ اگر چہ تو فاسق ہی کیوں نہ ہو اور آل محمدؐ کے دوستوں سے دوستی رکھ اگر چہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہوں۔''

اس حدیث کے بارے میں حیران کن بات یہ ہے کہ یہ تحریر اب تک اس دیہات کے رہنے والوں کے پاس موجود ہے۔

(دعوات راوندی: ۲۸ حدیث ۵۲، المستدرک: ۱۲/ ۲۳۲ حدیث ۲، بحارالانوار: ۶۹/ ۲۵۳)

ایک سرکش گھوڑا اور مومن بچہ

(۱۰/۴۴۲) امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں روایت ہوئی ہے:

امام رضاعلیہ السلام کے پاس ایک سرکش گھوڑا تھا وہاں پر ایک گروہ تھا جو سرکش گھوڑوں کو رام کرنے میں ماہر تھا،لیکن اس گھوڑے پر سوار ہونے کی کوئی بھی جرأت نہ کرتا تھا۔اگر کوئی سوار ہو بھی جاتا تو اسے چلانے کی کوشش نہ کرتا کہ کہیں وہ اگلے پاؤں اوپر اٹھا کر اسے زمین پر گرا نہ دے اور اپنے سم کے ساتھ پامال نہ کردے۔اسی دوران ایک سات سالہ بچہ وہاں آ گیا،اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس گھوڑے پر سوار ہوں اور اسے چلاؤں؟ حضرت نے فرمایا: تو یہ کام کرلے گا؟ اس نے عرض کیا: ہاں! حضرت نے فرمایا: تو کیسے یہ کام کرے گا؟ اس نے عرض کیا:

لانی قد استوثقت منه قبل ان ارکبه بأن صلیت علی محمد و آل محمد الطیبین الطاهرین مائة مرة وجددت علی نفسی الولایة لکم اهل البیت

''سوار ہونے سے پہلے میں اس سے وعدہ لوں گا اور اس سے اطمینان حاصل کروں گا کہ میں سو بار محمدؐ اور آپ کی پاک وطیب آلؑ پر درود بھیجوں گا اور آپ اہل بیتؑ کی ولایت کی تجدید کروں گا۔''

حضرت رضاؑ نے فرمایا: سوار ہوجاؤ۔ وہ سوار ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اسے چلاؤ پس اس نے گھوڑے کو چلایا اور چلاتا رہا اور دوڑانے لگا، یہاں تک کہ وہ تھک گیا اور اس کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔اس گھوڑے نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ اس سوار نے مجھے تھکا دیا ہے اور بڑی تکلیف دی ہے یا تو مجھے معاف فرمادیں یا اس تکلیف کو برداشت کرنے کی طاقت عطا کریں۔

اس بچے نے کہا: تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو اس چیز کی درخواست کر کہ مومن کو تو اپنے اوپر سوار کرے گا۔

حضرت رضاؑ نے فرمایا: بچے نے سچ کہا ہے۔اس کے بعد حضرت نے گھوڑے کے لئے دعا کی اور فرمایا: اے خدا! اسے تحمل وبرداشت کرنے کی زیادہ طاقت عطا فرما۔گھوڑا سکون کر گیا اور چلنا شروع کردیا۔جب وہ بچہ اس گھوڑے سے نیچے اترا تو امام رضاؑ نے اس سے فرمایا کہ گھر میں جتنے جانور، غلام، کنیزیں، یا جتنے اموال خزانہ میں موجود ہیں ان میں سے جو چاہتا ہے مانگ لے۔ بے شک تو مومن ہے اور خدا نے دنیا میں تجھے امان کے ساتھ مشہور فرمایا ہے بچے نے کہا: یابن رسول اللہؐ! کیا مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنی درخواست پیش کروں؟ آپ نے فرمایا: اے مومن! پیش کرو اور جو چاہتے ہو بیان کرو۔ بے شک خدا تبارک وتعالیٰ تجھے بہتر سوچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔اس نے عرض کیا:

سل لی ربك التقیة الحسنة و المعرفة بحقوق الاخوان والعمل بما اعرف من ذلك

''میرے لئے خدا سے اچھے تقیہ، بھائیوں کے حقوق کی معرفت اور جو میں جانتا ہوں اس پر عمل کرنے کا سوال کریں۔''

حضرت رضاؑ نے فرمایا:

قد اعطاك الله ذلك لقد سالت افضل شعار الصالحين ودثارهم

''خدا نے یہ تجھے عطا کر دیا ہے بے شک تو نے وہ چیز مانگی ہے جو صالح اور نیک بندوں کا زیور اور بہترین علامت ہے کہ جس کے ذریعے سے ان کی عزت وآبرو محفوظ ہوئی ہے۔''

(تفسیر امام عسکریؑ: ۳۲۳ حدیث ۱۷۰، بحارالانوار: ۴۱۶/۷۵ حدیث ۶۸، مدینۃ المعاجز: ۱۰۰/۷ حدیث ۱۰۲)

مومن کے جنازے کا ثواب

(۱۱/۴۴۳) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب میں موسیٰ بن یسار سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب حضرت امام رضاؑ طوس کے شہر کی دیواروں کے پاس پہنچے، تو میں پ کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے رونے کی آواز سنی، میں اس آواز کی طرف چل پڑا۔ میں نے ایک جنازہ دیکھا، جیسے ہی میری نگاہ جنازے پر پڑی، میں نے اپنے مولا وآقا کو دیکھا کہ گھوڑے سے نیچے اتر رہے ہیں۔ پھر جنازے کی طرف آئے اور اسے اٹھا کر ایسے اپنے ساتھ لگایا جیسے بھیڑ کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹتا ہے۔ پھر آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

يا موسى بن يسار من شيع جنازة ولي من اوليائنا خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه لا ذنبك عليه

''اے موسیٰ بن یسار! جو کوئی بھی ہمارے دوستوں میں سے کسی کے جنازے میں شریک ہو وہ گناہوں سے ایسے خارج ہو جائے گا جیسے اس کو ماں نے پیدا کیا ہو اور کسی قسم کا گناہ اس کی گردن پر نہ ہوگا۔''

جب لوگوں نے جنازہ کو قبر میں رکھا تو میرے آقا: مولا آگے آئے اور لوگوں کو ایک طرف کر کے آگے بڑھے اور میت کے پاس آئے، اپنا مبارک ہاتھ میت کے سینے پر رکھ کر فرمایا: اے فلاں بن فلاں! تجھے بہشت کی بشارت ہو۔ اس کے بعد تیرے لئے کوئی خوف و ہراس نہ ہوگا۔ جب میں نے اس شخص کے متعلق حضرت کا یہ عمل دیکھا اور فرمان سنا تو عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ اس مرد کو جانتے ہیں؟ خدا کی قسم! یہ وہ سرزمین ہے جس پر آپ نے اس سے پہلے کبھی قدم نہیں رکھا؟ حضرت نے مجھے فرمایا:

يا موسى بن يسار! اما علمت انا معاشر الائمة تعرض علينا اعمال شيعتنا صباحا و مساء، فما كان من التقصير فى اعمالهم سالنا الله تعالى الصفح لصاحبه وما كان من العلو سالنا الله الشكر لصاحبه

''اے موسیٰ بن یسار! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ہمارے شیعوں کے اعمال ہر صبح وشام ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں؟ اگر ان کے اعمال میں ہمیں تقصیر وکوتاہی نظر آئے تو ہم خدا سے ان کے لئے مغفرت وبخشش

طلب کرتے ہیں اور اگر ان کے اعمال بلند ہوں اور نیک اعمال انکے نامہ اعمال میں ہوں تو ہم انکے لئے زیادہ توفیقات اور شکر الٰہی کا سوال کرتے ہیں۔"

(مناقب ابن شہر اشوب: ۳۴۱/۴، بحارالانوار: ۹۸/۹۴ حدیث ۱۳)

امام رضاؑ سے ایک منافق کا مکالمہ

(۱۲/۴۴۴) علامہ مجلسیؒ کتاب بحارالانوار میں کہتے ہیں: روایت ہوئی ہے کہ ایک منافق نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا: آپ کے شیعوں میں سے کچھ لوگ راستے میں شراب پیتے ہیں۔ امام نے فرمایا:

الحمد لله الذی جعلهم علی الطریق فلا یزیغون عنه

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے انہیں راستے پر قرار دیا ہے اور انہیں انحراف و گمراہی میں مبتلا نہیں کیا۔"

ایک دوسرے منافق نے حضرت پر اعتراض کیا کہ آپ کے شیعہ کے نبیذ (جو کی شراب) پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اصحاب رسولؐ بھی نبیذ پیتے تھے۔ اس نے کہا: نبیذ سے میری مراد حلال شراب نہیں ہے، بلکہ نشہ آور شراب ہے۔ جب امامؑ نے یہ جملہ سنا تو آپ کے چہرے پر پسینہ آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا اس سے بلند تر ہے کہ کسی مؤمن کے دل میں شراب کی گندگی اور ہماری دوستی جمع کرے۔ (یعنی ہماری ولایت ہمارے دوستوں کو ایسے کاموں سے روکتی ہے تھوڑے سے تامل کے بعد آپ نے فرمایا:

وان فعلها المنکوب منهم فانه یجد ربا رؤوفا ونبیا عطوفا و اماما له علی الحوض عروفا و سادة له بالشفاعة وقوفا و تجد انت روحك فی برهوت ملوقا

"اور اگر ان سے ایسا کام سرزد ہو بھی جائے گا تو ان کا مہربان خدا ہے اور لطف و احسان کرنے والا نبیؐ ہے اور حوض کوثر پر اختیار رکھنے والا امام ہے۔ یہ ایسے سردار اور آقا ہیں جو شفاعت کے لیے کھڑے ہیں جو اسے پکڑ لیں گے اور بچا لیں گے، جبکہ تو اپنی روح کو برہوت (منافقین کی روحوں کا مقام) میں عذاب اور آگ میں گرفتار پائے گا۔"

(مشارق الانوار: ۱۸۲، بحارالانوار: ۳۱۴/۲/۷ حدیث ۱۲)

اے مہربان امامؑ آپ پر سلام

(۱۳/۴۴۵) زیارات جوادیہ میں حضرت امام جوادؑ سے آپ کے والد بزرگوارؑ کے لئے نقل ہوا ہے کہ ہم اس طرح درود بھیجتے ہیں۔

السلام عليك ايها الامام الروف

(بحارالانوار:۱۰۲/۵۵سطر ۷)

''اے مہربان امام آپؑ پر سلام۔''

خدا نے ان کا نام (رضا) اس لئے رکھا ہے کیونکہ آپ آسمانوں میں خدا کے پسندیدہ اور زمین میں خدا کے رسولؐ اور آپ کے بعد اماموں کے پسندیدہ اور چنے ہوئے ہیں، سب اس سے راضی ہیں۔ یہ لقب ان کو اس لیے دیا گیا ہے کہ جس طرح آپ کے دوست آپ سے راضی ہیں اسی طرح آپ کے مخالف بھی آپ سے راضی ہے۔

(مناقب ابن شہراشوب:۴/۳۶۷سطر ۲، بحارالانوار:۴۹/۱۰)

روٹی اور پانی کا مزہ

(۴۴۶/۱۴) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب میں محمد بن عیسیٰ یقطینی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب لوگوں نے امام رضاؑ کی امامت میں اختلاف کیا تو حضرت سے جو مسائل پوچھے گئے، ان کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی، نہ یہ کہ فقط شیعہ حضرات آپ سے روایت کرتے ہیں بلکہ اہل سنت نے بھی روایت کی ہے۔ جیسے کہ ابوبکر خطیب نے تاریخ بغداد، میں ثعلبی اپنی تفسیر میں سمعانی اپنے رسالے میں اور ابن معتز اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت سے روٹی اور پانی کے مزے کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

طعم الماء طعم الحياة وطعم الخبز طعم العيش

''پانی کا مزہ حیات کا مزہ ہے اور روٹی کا مزہ زندگی گزارنے کا مزہ ہے۔''

(مناقب ابن شہراشوب:۴/۳۵۰اور ۳۵۳، بحارالانوار:۴۹/۹۹حدیث ۱۴اور ۱۵)

میری شان وشوکت کے مطابق امامؑ کی عطا

(۴۴۸/۱۶) علامہ مجلسیؒ کتاب بحارالانوار میں یعقوب بن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ ایک شخص حضرت امام رضاؑ سے ملا اور آپ سے عرض کی:

اعطيني على قدر مروتك

''مجھے اپنی شان و مروت اور جوانمردی کے مطابق عطا کر۔''

امام نے فرمایا:

لا يسعني ذلك

''میں اس چیز کی طاقت نہیں رکھتا۔''

اس نے عرض کیا:

علی قدر مروتی

''مجھے میری شان ومروت کے مطابق عطا فرمائیں۔''

آپ نے فرمایا:

اما ذا فنعم

''یہ ممکن ہے۔''

پھر آپ نے فرمایا:

یا غلام اعطه ماتی دینار

''اے غلام اسے دوسو دینار عطا کرو۔''

(مناقب ابن شہراشوب: ۴/ ۳۶۰ سطر ۱۹، بحار الانوار: ۴۹/ ۱۰۰)

اور آپ نے کچھ اشعار ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے عفت و پاکدامنی کے ساتھ بے نیازی کا لباس پہنا ہے اور سرفرازانہ طور پر لوگوں کے درمیان راستہ چلتا ہوں۔

میں ایسے لوگوں سے ہرگز انس ومحبت نہیں کرتا جو انسان نہیں ہیں صرف شکل انسانی رکھتے ہیں۔لیکن جو حقیقت میں انسان ہیں ان سے محبت کرتا ہوں۔

جب کسی صاحب ثروت ودولت سے غرور وتکبر دیکھو تو اپنی ضرورت واحتیاج کا اظہار نہ کر کے اس کے غرور وتکبر کو توڑ دو۔

نادار اور بے کس کے سامنے میں نے کبھی فخر نہیں کیا اور ناداری کی وجہ سے کبھی کسی دولت مند کے سامنے اپنے آپ کو نہیں جھکایا۔

(مناقب ابن شہراشوب: ۴/ ۳۶۱، بحار الانوار: ۴۹/ ۱۱۲ حدیث ۱۰)

(۴۹/۴۴/ ۱۷) نیز اسی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے عرفات میں ایک دن اپنا تمام مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ فضل بن سہل نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ تو واقعتاً نقصان اور گھاٹا ہے۔ آپ نے فرمایا:

بل هو المغنم، لاتعدن مغرما ما اتبعت به اجرا و كرما

''بلکہ یہ غنیمت اور بغیر زحمت وتکلیف کے ہاتھ آنے والا مال ہے اور جو کچھ تجھے اس کے مقابلے میں اجر وثواب ملے گا اسے نقصان اور گھاٹا شمار نہ کرو۔''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴:۳۶۱، بحار الانوار: ۴۹/ ۱۰۰ س ۷)

جزا اعمال ہے

(۴۵۰/ ۱۸) کلینیؒ کتاب کافی میں اہل بلخ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

حضرت امام رضاؑ نے خراسان کی طرف جو سفر کیا تھا آپ کی خدمت میں تھا۔ ایک دن آپ نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھاؤ اور اس دسترخوان پر تمام سیاہ فام غلاموں اور نوکروں کو آپ نے اکٹھا کیا اور آپ خود بھی اس دسترخوان پر ان کے ہمراہ بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ اگر حکم فرماتے تو ان کے لیے ایک علیحدہ دسترخوان بچھا دینا، یہ زیادہ مناسب تھا۔

امام نے فرمایا:

معه ان الرب تبارك و تعالى واحد والام واحدة والاب واحد الجزا بالاعمال

''خاموش ہو جاؤ، ہمارا خدا ایک ہے، ماں ایک ہے، باپ ایک ہے اور جزاء اعمال کے ساتھ دی جائے گی۔''

(الکافی: ۸/ ۲۳۰ حدیث ۲۹۶، بحار الانوار: ۴۹/ ۱۰۱ حدیث ۱۸ وسائل الشیعۃ: ۱۶/ ۴۲۳ حدیث ۱)

دست امامؑ سے روشنی

(۴۵۲/ ۲۰) کلینیؒ کتاب کافی میں حسن بن منصور اور وہ اپنے بھائی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ ایک رات میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک بڑے ہال کے اندر چھوٹے کمرے میں موجود تھے۔ آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اوپر اٹھایا اور وہ ہاتھ ایسے تھا جیسے کمرے میں دس نور روشن ہو گئے ہوں۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا اور اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

(الکافی: ۱/ ۴۸۷ حدیث ۳، الوافی: ۳/ ۸۱۶ حدیث ۲، مدینۃ المعاجز: ۷/ ۱۳ حدیث ۷)

دعبل خزاعی کی شاعری اور امام رضاؑ

(۴۵۳/ ۲۱) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں عبد السلام ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

دعبل خزاعی مرو میں حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہ سناؤں گا۔ امامؑ نے اسے اجازت دی کہ پڑھو۔ دعبل نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا جس کے ۱۲۰ سے زیادہ اشعار ہیں۔

اور جب دعبل اس شعر پر پہنچا

وقبر ببغداد لنفس زکیة
تضمنها الرحمان فی الغرفات

''آپ کی قبروں میں سے ایک قبر بغداد میں ہے۔ نفس زکیہ کے لئے بہشت کے کمروں میں ایک کمرہ اسے اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔''

حضرت رضاؑ نے دعبل سے فرمایا کہ کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ تیرے قصیدے میں اس مقام پر دو شعروں کا اضافہ کروں تا کہ تیرا قصیدہ مکمل ہو جائے؟

وقبر بطوس یالها من مصیبة
توقد فی الاحشاء بالحرقات
الی الحشر حتی یبعث الله قائما
یفرج عنا الهم والکربات

''ایک قبر طوس میں ہے جس کے لیے اتنی مصیبتیں ہیں کہ قیامت کے دن تک دلوں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ خدا ہمارے قیام کرنے والے اور انتقام لینے والے کو بھیجے گا اور ہمارے غم وغصہ کو برطرف کرے گا۔''

دعبل نے عرض کیا:

میں طوس میں آپ کی کسی قبر کو نہیں جانتا۔ آپ نے جس قبر کا ذکر کیا ہے یہ کس کی قبر ہے؟ آپ نے فرمایا:

ذالك قبری ولا تنقضی الایام و اللیالی حتی یصیر طوس مختلف شیعتی وزواری الاضمن زارنی فی غربتی بطوس کان معی فی درجتی یوم القیامة مغفور اله

''وہ میری قبر ہے۔ دن اور رات ختم نہیں ہوں گے کہ طوس میرے شیعوں اور زائرین کے لیے رفت و آمد کا مقام بن جائے گا۔ جان لو کہ جو کوئی بھی شہر طوس میں اس پردیس میں میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا اور اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

جب دعبل نے اپنا قصیدہ مکمل کر لیا تو حضرت رضاؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور دعبل سے فرمایا: کہیں جانا نہیں ہے اور خود گھر کے اندر چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد سو دینار جن پر آپ کے مبارک نام کی مہر لگی ہوئی تھی خادم کے ذریعے اس کے لئے بھیجے اور اس سے فرمایا: تیرا مولا فرماتا ہے: اس رقم کو اپنا نفقہ اور خرچ قرار دو۔ دعبل نے کہا: خدا کی قسم! میں دینار کے لئے نہیں آیا اور نہ ہی یہ قصیدہ میں نے دینار حاصل کرنے کے لئے پڑھا ہے۔ دیناروں کی تھیلی واپس کر دی اور حضرت کے لباس میں سے ایک لباس کی درخواست

کی۔ تاکہ اس کے ذریعے سے وہ برکت اور شرافت حاصل کرے۔ حضرت نے اپنا ایک جبہ جو نرم و نازک پشم سے بنا ہوا تھا، دینار کی تھیلی کے ساتھ بھیجا اور خادم سے فرمایا: دعبل سے کہو کہ ان دیناروں کو لے لو، کیونکہ ایک دن تجھے ان کی ضرورت پڑے گی اور اب ان کو واپس نہ لوٹانا۔ دعبل تھیلی اور لباس پکڑ کر باہر چلا گیا اور مرو سے واپس جانے والے قافلے کے ساتھ واپس اپنے شہر کی طرف چل پڑا۔ جب راستے میں ایک مقام ''میان قوہان'' پر پہنچے تو ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کر دیا۔ سب قافلے والوں کو پکڑ لیا اور ان کے بازو باندھ دیئے۔ دعبل کے بھی بازو باندھ دیئے گئے۔ پھر انہوں نے قافلے والوں کا تمام مال لوٹ کر اپنے درمیان تقسیم کر لیا۔ ان میں سے ایک ڈاکو موقع کی مناسبت سے، دعبل کے قصیدے کا یہ شعر پڑھ رہا تھا:

ارى فيئهم فى غيرهم متقسما

وايديهم من فيئهم صفرات

''میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے اموال دوسرے لوگ اپنے درمیان تقسیم کر رہے ہیں اور ان کے اپنے ہاتھ اموال سے خالی ہیں۔''

دعبل نے جب یہ شعر سنا تو شعر پڑھنے والے شخص سے پوچھا: یہ کس کا شعر ہے؟ اس نے کہا: اہل خزاعہ سے ایک شخص بنام دعبل کا شعر ہے۔ دعبل نے کہا: میں وہی دعبل ہوں جس نے وہ قصیدہ کہا ہے اور یہ اس قصیدے کا ایک شعر ہے۔

وہ شخص فوراً اپنے سردار ڈاکو کے پاس گیا، وہ ایک ٹیلے کے اوپر نماز پڑھنے میں مشغول تھا اور شیعہ مذہب سے اس کا تعلق تھا۔ جب اسے صورت حال سے آگاہی ہوئی تو اٹھا اور خود دعبل کے پاس چلا آیا اور اس سے کہا کیا تو دعبل ہے؟ اس نے کہا: ہاں! سردار نے کہا: قصیدہ پڑھو۔ جب دعبل نے قصیدہ پڑھا تو انہوں نے دعبل اور دوسرے تمام قافلے والوں کے بازو کھول دیئے اور جو مال ان کا لوٹا تھا دعبل کے احترام میں واپس کر دیا۔ دعبل نے اپنا سفر جاری رکھا اور قم شہر پہنچ گیا۔ قم والے اس کے استقبال کے لئے آئے اور اس سے درخواست کی کہ قصیدہ سنائے۔ دعبل نے کہا کہ سب لوگ جامع مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔ جب سب اکٹھے ہو گئے تو دعبل منبر پر گیا اور قصیدہ پڑھا۔ قم والوں نے بھی بہت زیادہ مال و ثروت اور لباس اسے عطا کئے۔ قم والوں کو جب امامؑ کے دیئے ہوئے جبے کے متعلق پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ وہ جبہ ہزار دینار میں بیچ دے، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا: اس جبے کا ایک ٹکڑا ہزار دینار کا ہمیں دے دو، لیکن دعبل نے پھر بھی انکار کر دیا اور قم شہر سے باہر چلا گیا۔

پس دعبل جیسے ہی قم شہر سے باہر اطراف کے دیہات سے گزر رہا تھا کہ چند عرب نوجوان اس کے پاس پہنچ گئے اور اس سے وہ جبہ چھین لیا۔ دعبل قم واپس آ گیا اور ان سے درخواست کی کہ جبہ واپس کر دیں، لیکن ان نوجوانوں نے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور بزرگ اور بڑے آدمیوں کی بات کو بھی قبول نہ کیا۔

انہوں نے دعبل سے کہا کہ اب جبہ تجھے کبھی نہیں ملے گا، ہزار دینار لے لو، کہیں یہ بھی ضائع نہ کر بیٹھو، لیکن دعبل نے قبول نہ کیے۔ جب دعبل ناامید ہو گیا کہ اب جبہ نہی ملے گا تو ان سے کہا پھر جبہ کا ایک ٹکڑا اسے واپس کر دو۔ انہوں نے قبول کر لیا اور جبے کا

ایک ٹکڑا ہزار دینار کے عوض اسے دے دیا۔ دعبل نے وہ لیا اور سفر طے کرتے ہوئے اپنے وطن پہنچ گیا۔ جب وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ڈاکوؤں نے اس کا گھر خراب کر دیا ہے اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے ہیں۔ جب اس نے یہ صورت حال دیکھی تو جو سو دینار حضرت رضاؑ نے اسے انعام کے طور پر دیئے تھے بیچ دیئے۔ ایک شیعہ نے ہر دینار کو سو دینار کے بدلے میں خرید لیا اور اس کے پاس دس ہزار دینار ہو گئے۔ اس مقام پر دعبل کو حضرت رضاؑ کا فرمان یاد آ گیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ان دیناروں کی تجھے ضرورت پڑے گی۔ دعبل کی ایک کنیز تھی جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔ وہ آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہو چکی تھی۔ دعبل نے ڈاکٹر کو بلایا، جب اس نے آنکھ کا معائنہ کیا تو اس نے کہا کہ اس کی دائیں آنکھ بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اب کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہاں! بائیں آنکھ کا ہم علاج کریں گے اور اپنی پوری کوشش کریں گے اور امید ہے کہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

جب دعبل کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو بڑا غمگین ہوا اور اس کے لئے بڑا بے تاب ہو گیا۔ بعد میں اسے یاد آیا کہ حضرت کے جبے کا ایک ٹکڑا اس کے پاس ہے، اس نے وہ اٹھایا اور کنیز کی آنکھوں پر ملا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں پہلے سے زیادہ صحیح و سالم تر ہو گئی تھیں اور یہ سب کچھ حضرت رضاؑ کی برکت سے ہوا۔

(عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۶۷۔ ۲۶۹، بحار الانوار: ۴۹/ ۲۳۹۔ ۲۴۱، مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۳۳۸)

دعبل کی شفاعت

مؤلف فرماتے ہیں: شیخ عباس قمیؒ مؤلف سفینۃ البحار کہتے ہیں کہ علی بن دعبل سے روایت ہے کہ اپنے باپ کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا، بدن پر سفید لباس اور سر پر سفید ٹوپی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا، کچھ برے اعمال کی وجہ سے میرا برا حال تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اکرمؐ کی زیارت کی، درحالانکہ آپؐ نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا کہ تو دعبل ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: میری اولاد کے بارے میں تو نے جو اشعار کہے ہیں وہ پڑھو۔ میں نے یہ اشعار پڑھے:

لا اضحك الله سن الدهر ان ضحكت
وآل محمد مظلومون قد قهروا
مشردون نفوا عن عقر دارهم
كانهم قد جنوا ما ليس يغتفر

''خدا زمانے کو خوش نہ کرے زمانہ کیسے خوش ہو، درحالانکہ خاندان پیغمبرؐ پر ظلم و ستم واقع ہوا ہے اور دشمنوں نے ان پر قہر ڈھایا ہے''

''وہ ڈرے ہوئے گھروں سے دور ہوئے گویا دشمنوں نے ایسا ظلم کیا ہے کہ بخشش کے قابل نہیں ہے۔''

رسولؐ خدا نے یہ شعر سن کر مجھے شاباش دی اور فرمایا: بہت اچھا کہا ہے اور آپؐ نے میری شفاعت فرمائی اور مجھے سفید لباس پہنایا۔

(سفینۃ البحار: ۲/۱۷۷، بحارالانوار: ۴۹/۲۴۱ حدیث ۱۰، عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۷۰ حدیث ۳۶)

مصائب آل محمدؑ

(۴۵۴/۲۲) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من تذکر مصابنا وبکی لما ارتکب منا کان معنا فی درجتنا یوم القیامۃ، ومن ذکر بمصابنا بکی وابکی لم تبك عینه یوم تبکی العیون، ومن جلس مجلسا یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

''جو کوئی ہمارے مصائب کو یاد کرے اور ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے یاد کر کے گریہ کرے، قیامت کے دن وہ ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوگا اور جو کوئی ہمارے مصائب کو یاد کرے اور خود روئے اور دوسروں کو رلائے تو اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن سب آنکھیں روئیں گی اور جو کوئی اس مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارا امر زندہ ہوتا ہو تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن سب دل مردہ ہوں گے۔''

(امالی صدوق: ۱۳۱ حدیث ۴ مجلس ۱۷، بحارالانوار: ۴۴/۲۷۸ حدیث ۱)

امام رضاؑ کی شان میں مختلف شعراء کی شاعری

(۴۵۵/۲۳) طبریؒ کتاب بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ میں یاسر خادم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب مامون نے آٹھویں امامؑ کو اپنا ولی عہد بنایا، آپ کے مبارک نام کا سکہ جاری کیا اور منبروں پر آپ کے لئے خطبہ پڑھا تو شعر ہر طرف سے دربار کی طرف آئے۔ ہر شاعر نے آقا کی مدح میں اپنے شعر پڑھے، لیکن ایک شاعر بنام ابونواس حسن بن ہانی جوان شعراء کے ساتھ آیا تھا، اس نے کوئی شعر نہ پڑھا۔ مامون نے اس کی سرزنش کی اور اس سے کہا: باوجود اس کے کہ تو شیعہ ہے اور اس خاندان کی طرف مائل ہے تو علی بن موسیٰ الرضاؑ جو تمام اچھی خصلتوں کے مالک ہیں کہ مدح کیوں نہیں کی۔

ابونواس نے اس وقت کچھ اشعار پڑھے اور ان کے ذریعے مامون کے سوال اور اعتراض کا جواب دیا۔

قلت لا استطیع مدح امام
کان جبرائیل خادما لابیه

قصرت السن الفصاحة عنه
ولهذا القريض لا يحتويه

''میں نے کہا: میں کس طرح اس امام کی مدح وتعریف کر سکتا ہوں جن کے باپ کا خادم جبرائیل ہے۔ صاحبان فصاحت کی زبان آپ کی مدح وتعریف کرنے سے عاجز ہے۔ اسی وجہ سے ایک شعران کی اچھی خصلتوں اور خوبیوں کو اپنے اندر کس طرح لے سکتا ہے؟ مامون نے یہ اشعار سننے کے بعد مروارید کا برتن طلب کیا اور ان سے ابونواس کا منہ پر کر دیا۔''

علی بن ہامان کے ساتھ بھی اس طرح سے پیش آیا۔ جب حضرت علی بن موسیٰ الرضا۔ صدارت کی کرسی پر آ کر بیٹھے تو مامون نے کہا: اے علی بن ہمان! حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ اور اہل بیت رسالت کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: میں اس طینت کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں، جس کے ساتھ آب حیات ملا ہوا ہے اور جس کی آبیاری وحی اور رسالت کے ساتھ کی گئی ہے؟ کیا اس سے تقویٰ اور ہدایت کی خوشبو کے علاوہ کوئی اور مہک آ سکتی ہے۔ اس گفتگو کو سن کر مامون نے علی بن ہامان کا منہ مروارید سے پر کر دیا۔

(بشارۃ المصطفیٰ: ۸۰، عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۱۴۱ حدیث ۹، بحار الانوار: ۴۹/۷ ۲۳ حدیث ۵)

فرمان رضاؑ برائے دوستانِ رضاؑ

شیخ مفید کتاب اختصاص میں عبدالعظیم حسنیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رضاؑ نے اس سے فرمایا:

يا عبدالعظيم ابلغ عن اوليائى السلام، وقل لهم: ان لا تجعلوا للشيطان على انفسهم سبيلا ومرهم بالصدق فى الحديث واداس الامانة ومرهم بالسكوت و ترك الجدال فيما لا يعنيهم واقبال بعضهم على بعض والمزاورة فان ذلك قربة الى ولا يشغلوا انفسهم بتمزيق بعضهم بعضنا فانى آليت على نفسى انه من فعل ذلك و استخط و ليا من اوليائى دعوت الله ليعذبه فى الدنيا اشد العذاب وكان فى الاخرة من الخاسرين

''اے عبدالعظیم میری طرف سے میرے دوستوں کو سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ شیطان کو اپنے اوپر مسلط نہ کرنا۔ اور انہیں سچائی اور امانتداری کا حکم دینا اور انہیں کہنا کہ خاموش رہا کریں اور باہمی جھگڑوں سے دور رہیں۔ خوش چہرے سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کریں، اور ایک دوسرے کی زیارت کو جایا کریں۔ بے شک یہ کام میری قربت کا سبب ہے۔ درندوں کی طرح ایک دوسرے کو ختم کرنے

اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی روش اختیار نہ کریں، کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی ایسا کرے گا اور میرے دوستوں میں سے کسی کو ناراض کرے گا تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ اسے دنیا میں سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے، آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

(الاختصاص: ۲۴۰، بحارالانوار: ۴۹/ ۲۳۰ حدیث ۲ ئ، المستدرک: ۹/ ۱۰۲ حدیث ۸)

کچھ فائدے کی باتیں اور لطیف نکات

(۱) نقل ہوا ہے کہ مشہور قول کی بنا پر کرخی حضرت رضاؑ کا دربان تھا۔ لیکن مجلسیؒ اور بعض دیگر معاصرین کے خیال میں وہ حضرت جوادؑ کا دربان تھا۔ بہر حال قصہ یہ ہے کہ کچھ لوگ جو اہل دربار میں سے تھے۔ (یعنی وہ سمندری سفر کرتے تھے۔ یعنی ان کا کام سمندر میں تھا) کرخی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ سمندر کے سفر میں کبھی کبھی اس کی طوفانی موجوں سے ڈر لگتا ہے۔ معروف کرخی نے کہا: جب سمندر میں تلاطم پیدا ہوا یعنی وہ طوفانی صورت حال اختیار کر جائے تو اسے میرے سر کی قسم دینا کہ سکوت اور آرام اختیار کرے۔ وہ لوگ معروف کرخی کے پاس سے چلے گئے۔ جب سمندر میں گئے اور سمندر کی موجوں میں تلاطم پیدا ہوا تو انہوں نے معروف کرخی کے سر کی قسم دی تو وہ سکون اور آرام اختیار کر گیا۔ جب وہ لوگ خشکی پر واپس آئے تو معروف کرخی کے لئے سمندری تحائف اپنے ساتھ لائے۔ امامؑ کو جب اس قصہ کے متعلق علم ہوا تو اس سے فرمایا: تو نے کہاں سے ان کو یہ حکم دیا تھا؟ اس نے عرض کیا: اے میرے مولا! میں نے بیس سال اپنا سر آپ کے آستانہ مبارک پر رکھا ہے۔ کیا یہ کام خدا کے نزدیک اس قدر بھی اہمیت نہیں رکھتا کہ میں سمندر کو حکم دوں اور وہ سکون آرام نہ کرے؟ امامؑ نے فرمایا: مطلب تو بالکل ٹھیک ہے مگر دوبارہ ایسا کام نہ کرنا۔

(۲) مامون نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا: آپ کے پاس آپ کے جد بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ کی خلافت پر کیا دلیل ہے؟ امام نے فرمایا اس پر دلیل آیت (انفسنا) (سورہ آل عمران: آیت ۶۱) ہے۔ مامون نے کہا: آپ کا مطلب تب ثابت ہوتا اگر (نساءنا) نہ ہوتا، حضرت نے فرمایا: تیرا اعتراض تب درست ہوتا اگر (ابنائنا) نہ ہوتا۔

گیارہواں حصہ

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

ابوجعفر حضرت محمد تقی بن علی جواد الائمۃ صلوات اللہ علیہ کے افتخارات وکمالات

حضرت جوادؑ اور مامون

(۱/۴۵۹) اربلی کشف الغمۃ میں محمد بن طلحہ سے نقل کرتے ہیں کہ

مامون حضرت امام رضاؑ کی شہادت کے ایک سال بعد بغداد میں آیا۔ ایک دن شکار کے ارادے سے شہر سے باہر نکلا، راستے میں آتے ہوئے ایک کوچے سے گزرا، اس کوچے میں بچے کھیل رہے تھے اور حضرت جوادؑ ان بچوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت کا سن مبارک گیارہ سال سے زیادہ نہ تھا۔ بچوں نے جب مامون کو دیکھا تو سب بھاگ گئے، لیکن حضرت جوادؑ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور کھڑے رہے۔ مامون نزدیک آیا اور حضرت کی طرف دیکھ کر کہا: اے بچے! تو دوسرے بچوں کے ساتھ کیوں نہیں بھاگا؟ امامؑ نے فوراً جواب دیا: اے خلیفہ! راستہ تنگ نہ تھا کہ میں اپنے جانے سے اس کو کھلا کرتا۔ میں نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا کہ اس کی سزا سے ڈرتا، میرا ظن تیرے متعلق اچھا ہے کہ تو بغیر گناہ کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مامون نے جب حضرت سے محکم اور مدلل گفتگو سنی تو بڑا تعجب کیا اور عرض کرنے لگا، تیرا نام کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: میرا نام محمد ہے۔ اس نے کہا: کس کے بیٹے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ کا بیٹا ہوں۔ مامون نے حضرت کے والد پر درود وسلام بھیجا اور اپنے مقصد کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب آبادی سے دور ہوا تو شکاری باز کو تیتر کے پیچھے چھوڑا۔ باز تھوڑی دیر کے لئے اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ جب واپس لوٹا تو اس کی چونچ میں ایک چھوٹی مچھلی تھی جو ابھی زندہ دکھائی دے رہی تھی۔ خلیفہ یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔ پھر اسے ہاتھ میں پکڑا اور جس راستے سے گیا تھا اسی راستے سے واپس آیا۔ جب اس مقام پر پہنچا جہاں حضرت جوادؑ سے ملاقات کی تھی تو بچوں کو دیکھا کہ پہلے کی طرح اس کو دیکھ کر بھاگ گئے لیکن اس مرتبہ بھی حضرت اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ خلیفہ نزدیک آیا اور سوال کیا کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

ان اللہ خلق بمشیتۃ فی بحر قدرتہ سمکا صغارا تصیدھا بزاۃ الملوک و الخلفاء۔

فیختبرون بہا سلالة اهل بیت النبوة

''خداوند تبارک وتعالیٰ نے اپنی مشیت کے ساتھ اپنی قدرت کے سمندر میں چھوٹی مچھلیوں کو پیدا کیا، بادشاہوں کا شکاری باز اس کا شکار کرتا ہے اور بادشاہ اسے اپنے ہاتھ میں چھپا کر اہل بیت نبوت کی اولاد کا امتحان لیتے ہیں۔''

جب مامون نے حضرت سے یہ کلمات کو سنا تو بڑا تعجب کیا اور حضرت کو بڑے غور سے دیکھ کر کہا: بے شک آپ امام رضاؑ کے بیٹے ہیں اور حضرت کے بارے میں مامون نے اپنے احسان کو زیادہ کر دیا۔

(کشف الغمۃ: ۲/۳۴۴، بحارالانوار: ۵۰/۹۱ حدیث ۶)

بیشک یہ اولین اور آخرین کے لیے باعث عبرت ہے

(۲/۴۶۰) سید بن طاؤسؒ کتاب مہج الدعوات میں مامون کی بیٹی ام عیسیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے:

میں اپنے شوہر حضرت محمد بن علی جواد امام تقیؑ کے متعلق فکر مند رہتی تھی اور ان کے متعلق اپنے باپ سے شکایت کرتی رہتی تھی۔ ایک دن میں اپنے باپ مامون کے پاس گئی۔ وہ اس وقت مست تھا اور کوئی چیز سمجھ نہ سکتا تھا۔ میرے باپ نے اپنے غلام سے کہا: میری تلوار لاؤ۔ اس نے تلوار پکڑی، سوار ہوا اور کہنے لگا خدا کی قسم! میں جاؤں گا اور اسے قتل کر دوں گا۔

میں نے جب اپنے باپ کی اس حالت کو دیکھا تو میں نے کہا:

انا للہ وانا الیہ راجعون (سورہ بقرہ: آیت ۱۵۶)

میں نے اپنے اور اپنے شوہر کے اوپر کیا مصیبت نازل کی ہے۔ پریشانی کی وجہ سے میں نے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور اپنے باپ کے پیچھے چل پڑی اور میرا باپ امامؑ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا باپ انہیں پے در پے تلوار کے وار کر رہا ہے اور آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر وہاں سے چلا گیا۔ میں اس کے جانے کے بعد رونے لگی اور ساری رات سو نہ سکی جب دن تھوڑا سا اوپر آیا تو میں اپنے باپ کے پاس آئی اور اس سے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ رات کو کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے کیا کیا ہے؟

میں نے کہا: تو نے حضرت امام رضاؑ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ اچانک اس کی آنکھوں میں وحشت طاری ہوگئی اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آیا تو مجھ سے کہا: تیرا برا ہو تو کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! اے بابا! تو گذشتہ رات حضرت جوادؑ کے پاس گیا تھا اور اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ میرا باپ دوبارہ اس خبر کو سن کر مضطرب و پریشان ہوگیا اور کہا: خادم یاسر کو حاضر کرو۔ جب یاسر آیا تو یاسر کو دیکھ کر کہا: تیرا برا ہو، میری بیٹی جو کہہ رہی ہے یہ کیا ہے؟ یاسر نے کہا: سچ کہتی ہے۔ واقعہ ایسے ہی ہے جیسے وہ کہہ رہی ہے۔ مامون نے اپنے سینے اور چہرے پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا: (انا للہ وانا الیہ راجعون) خدا کی قسم! میں ہلاک اور نابود ہوگیا ہوں۔ ہم رسوا و ذلیل ہوگئے اور قیامت کے دن ہمیں برا بھلا کہا جائے گا۔ اس کے بعد یاسر سے کہا جاؤ اس

قصہ کی تحقیق کرواورفوراً مجھے آ کراطلاع دو۔ یاسر باہرآیااورتھوڑی دیر کے بعدواپس لوٹ آیااورکہا:اے خلیفہ آپ کے لیے خوشخبری لایاہوں۔مامون نے پوچھاکون سی خوشخبری؟

اس نے کہا: میں حضرت کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے قمیض پہنا ہوا ہے اورمسواک کررہے ہیں۔ میں نے آپ پرسلام کیااورکہا: یابن رسول اللہؐ! میں چاہتا ہوں کہ یہ لباس مجھے عنایت فرمادیں، تاکہ میں اس میں نماز پڑھوں اوراس کے ذریعے سے تبرک حاصل کروں۔اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کے بدن کو دیکھوں کہ کہیں کوئی تلوار کا نشان بدن نازک پرتو نہیں ہے؟ خدا کی قسم! میں نے حضرت کے بدن مبارک پرتلوار کا کوئی نشان نہ دیکھا۔آپ کا بدن ایسے سفید تھا جیسے ہاتھی کے دانت سفید ہوتے ہیں تھوڑاسازردی مائل۔

مامون نے جب یہ بات سنی تو بڑی دیر تک روتا رہااورکہا:اس کرامت کودیکھنےاوراس معجزہ کوسننے کے بعد ہمارے لیےکوئی عذراور بہانہ باقی نہیں رہتا۔ بےشک یہ اولین اورآخری کے لیے باعث عبرت ہے۔

(مہج الدعوات:۳۶،۳۹۔بحارالانوار:۵۰/۹۵ حدیث۹،عیون المعجزات:۱۲۴،۱۲۹،مدینۃ المعاجز:۷/۵۹ح۱۷)

امام رضاؑ کا خط

(۳/۴۶۱) عیاشی نے اپنی تفسیر میں محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں ابن عباد کے دفتر میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک لکھے ہوئے کاغذ کو سامنے رکھ کراس سے کچھ لکھ رہا تھا۔ میں نے سوال کیا، یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: حضرت امام رضاؑ نے خراسان سے ایک خط بھیجا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے دیکھاؤ، تاکہ میں پڑھوں۔انہوں نے مان لیا۔ جب خط میں نے دیکھاتو اس پرلکھا ہوا تھا۔

(بسم الله الرحمن الرحيم) ابقاك الله طويلا و اعاذك امن عدوك ياولدى فداك ابوك

’’(بسم اللہ الرحمن الرحیم) خدا تجھے لمبی عمر عطا کرے اور تجھے تیرے دشمنوں سے محفوظ رکھے۔اے بیٹے! تجھ پرقربان جاؤں۔‘‘

میں نے اپنی زندگی اورصحت وسلامتی میں اپنے اموال تیرے سپرد کئے،اس امید کے ساتھ کہ خدا تجھ پراحسان کرےاورتو اپنے رشتہ داروں اورحضرت موسیٰ بن جعفرؑاورامام صادقؑ کے غلاموں پراحسان اورعنایت کرے۔سعیدہ ایک ہوشیارعورت ہے جو اموال اس کودیئے جاتے ہیں ان کو بڑا سنبھال کررکھتی ہے۔خداتبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ط

(سورہ بقرہ: آیت ۲۴۵)

''کون ہے جو خدا کو قرضہ دے ایسا قرضہ جو بہترین قرضہ ہوگا اور وہ اس کے لیے کئی گناہ کر دے۔''

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ

(سورہ طلاق: آیت ۷)

''تا کہ مال دار لوگ اپنی وسعت کے لحاظ سے اور تنگدست لوگ اپنی طاقت کے لحاظ سے کہ جو خدا نے ان کو عطا کی ہے لوگوں کو اس میں سے عطا کریں۔''

یقینی طور پر خدا نے تجھے بہت زیادہ مالی وسعت عطا کی ہے۔ اے میرے بیٹے تیرا باپ تجھ پر قربان جائے۔ اپنے کاموں کو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے نصیب سے فائدہ نہ اٹھا سکو۔''

(تفسیر عیاشی: ۱/۱۳۱ حدیث ۱۸، بحارالانوار: ۵۰/۱۰۳ حدیث ۱۸، تفسیر برہان: ۱/۲۳۴ حدیث ۵)

حضرت امام جوادؑ کا خطاب

(۶۲/۴/۴) برسیؒ کتاب مشارق میں کہتے ہیں، روایت ہوئی ہے کہ حضرت جوادؑ اپنے والد کی شہادت کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لائے، اس وقت آپ ابھی بچپنے میں تھے۔ منبر کی طرف گئے اور منبر کا ایک زینہ اوپر چڑھ کر خطاب کرنے لگے اور فرمایا:

انا محمد بن علی الرضا انا الجواد. انا العالم بأنساب الناس فی الاصلاب انا اعلم بسرائرکم اظواهر کم و انتم صائرون الیه علم منحنابه من قبل خلق الخلق اجمعین وبعد فناء المسوات والارضین

''میں علی بن موسیٰ الرضاؑ کا بیٹا محمد ہوں، میرا لقب جواد ہے۔ میں صلبوں میں لوگوں کے نسب سے آگاہی رکھتا ہوں۔ میں تمہارے ظاہری و باطنی اور آئندہ کے امور سے باخبر ہوں۔ یہ علم کسی سے سیکھا نہیں گیا، بلکہ اس کائنات کے پیدا ہونے سے قبل ہمیں یہ علم عطا کیا گیا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے فنا ہونے کے بعد بھی یہ علم ہمارے پاس ہوگا۔ اگر اہل باطن کا غلبہ نہ ہوتا، گمراہ لوگوں کی حکومت نہ ہوتی اور اہل شک کا شک میں پڑنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ایسا کلام کرتا، جس کے سننے سے تمام عوالم والے اولین اور آخرین حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے، پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیا اور فرمایا:

یا محمد اصمت کما صمت آباوك من قبل

''اے محمد چپ ہو جاؤ ایسے جس طرح تیرے آباواجداد چپ رہے''

(مشارق الانوار: ۹۸، بحارالانوار: ۵۰/۱۰۸ حدیث ۲۷، دلائل الامامۃ: ۳۸۵)

حضرت جوادؑ کی خدمت میں ایک وفد

(۶/۴۶۴) کلینیؒ کتاب کافی میں علی بن ابراہیم سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: اطراف کے شیعوں میں سے ایک گروہ نے حضرت جوادؑ سے اجازت مانگی کہ ان کی خدمت میں آنا چاہتے ہیں۔ امامؑ نے ان کو اجازت عنایت فرمائی۔ وہ آئے اور ایک ہی مجلس میں آپ سے تیس ہزار سوال پوچھے۔ امامؑ اس وقت دس سال کے تھے۔ آپ نے ان کے تمام سوالوں کے جواب دیئے۔

(الکافی: ۱/۴۹۶ حدیث ۷، کشف الغمۃ: ۲/۳۶۴، مناقب ابن شہراشوب: ۴/۳۸۴)

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اشکال کیا جائے کہ اگر ہر مسئلے کا سوال جواب ایک سطر ہو یعنی پچاس حرف ہوں تو ان تمام مسئلوں کے لیے جتنی مدت درکار ہے وہ تین قرآن کے ختم ہونے کی مدت سے زیادہ چاہیے۔ پس کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی مجلس میں یہ کام انجام پایا ہو؟ اور اگر کہا جائے کہ زیادہ تر ان مسائل میں امامؑ کا جواب ہاں اور نہ میں تھا یا معجزانہ طور پر تیز ترین وقت میں انجام پایا ہے تو سوال کے بارے میں تو یہ چیز ممکن نہیں ہے۔ علامہ مجلسیؒ نے یوں جواب دیا۔

(۱) ممکن ہے امامؑ نے زمانے کو وسعت دے دی ہو۔

(۲) یہ کہ امامؑ کا معجزہ صرف اپنے جواب کو جلدی اور تیز کرنے میں نہ تھا بلکہ امامؑ کا معجزہ اس گروہ کے کلام میں بھی اثر کرنے والا تھا۔ یا یہ کہ امامؑ نے ان کو جو جواب دیئے ہیں وہ اپنے علم سے ان کے باطن کو جانتے ہوئے دیئے ہیں قبل اس کے کہ وہ گروہ اپنے سوالات کو بیان کرتا۔

(۳) یہ کہ ان کے سوالات سے مراد خطوط اور طولانی تحریریں تھیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ تہہ شدہ تھے۔ امامؑ نے ان کے جواب غیر عادی طور پر ان کے نیچے لکھ دیئے تھے یہاں تک کہ علامہ مجلسیؒ کا کلام مکمل ہوا۔ خدا تعالیٰ ان کے مقام کو بلند فرمائے۔

(بحارالانوار: ۵۰/۹۳ حدیث ۶)

مؤلف فرماتے ہیں: علامہ مجلسیؒ نے جو اعتراض بیان کیا ہے اور اس کے تین جواب پیش کئے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ کو اس طرح فرض کیا ہے کہ ہر سوال و جواب ایک سطر ہو لیکن ہم جانتے ہیں کہ اکثر سوالات اور جوابات ایک سطر سے زیادہ بلکہ بیس حرفوں سے زیادہ نہ تھے۔ جیسے کہ سوال ہو۔ (قاف)، (صاد) کیا ہے؟ جواب دیں عرش کے نیچے ایک چشمہ ہے اور سوال کیا جائے کہ (اسم) کیا ہے؟ جواب دیں کہ ایک ایسی صفت ہے جو موصوف کو بیان کرے۔

اور تجربہ سے ثابت ہے کہ قرآن کو اگر آرام سے پڑھا جائے تو ہر پارہ کے ختم کرنے کے لئے بیس منٹ کی ضرورت ہے۔ اس طرح ایک قرآن کو ختم کرنے کے لیے دس گھنٹوں کی ضرورت ہے۔ پس اعتراض کا جواب دینے کے لئے اس قدر مختلف قسم کے جوابات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے قطع نظر معجزے کا باب وسیع ہے اور امامؑ اس قدرت اور طاقت کے ذریعے سے جو خدا نے

ان کے اختیار میں دی ہے۔ معجزانہ طور پر اس طرح کے امور کو آسانی سے انجام دے سکتے ہیں۔ امامؑ کے معجزے کے مقابلے میں اس طرح کے اعتراضات کسی طرح بھی ٹھہر نہیں سکتے۔

معجزہ امام جوادؑ

(۷/۴۶۵) کلینیؒ نے کتاب کافی میں ایک باب تشکیل دیا ہے کہ جس کا عنوان ہے (وہ چیز جس کے ذریعے سے حق و باطل کے دعوے ایک دوسرے سے جدا ہوں گے) اس باب میں محمد بن ابی العلاء سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

سامرہ کے قاضی یحییٰ بن اکثم جس کا میں نے بہت زیادہ امتحان لیا کے ساتھ مناظرہ کیا، اس کے ساتھ گفتگو کی اور خط و کتابت رکھی اور آل محمدؑ کے متعلق اس سے سوالات کئے۔ میں نے اس سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ایک دن مسجد نبوی میں داخل ہوا تا کہ آپ کی قبر مبارک کا طواف کروں۔ میں نے وہاں حضرت جوادؑ کو دیکھا کہ طواف کر رہے تھے جو میری نظر میں مسائل تھے ان کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی۔ حضرت نے ان سب کے جواب دیئے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: میں ایک سوال آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: تیرے پوچھنے سے پہلے میں خود اس سوال کے بارے میں مطلع کر دیتا ہوں۔ تو پوچھنا چاہتا ہے کہ امام کون ہے۔ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میری نظر میں یہی سوال تھا۔

آپ نے فرمایا: میں امام ہوں! میں نے عرض کیا: کوئی نشانی چاہتا ہوں تا کہ یقین ہو جائے۔ حضرت کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ جب میں نے یہ سوال کیا تو وہ عصا فوراً بولنے لگا اور کہا:

ان مولای امام هذا الزمان و هو الحجة

''بے شک میرا مولا اس زمانے کا امام ہے وہ خدا کی حجت ہے۔''

(الکافی: ۱/ ۳۵۳ حدیث ۹، مناقب ابن شہر اشوب: ۴/ ۳۹۳، بحار الانوار: ۵۰/ ۶۸ حدیث ۴۶)

وہ جو بینائی دیتے ہیں

(۸/۴۶۶) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں محمد بن میمون سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت امام رضاؑ کے ساتھ مکہ میں تھا اور ابھی آپ خراسان کے سفر پر نہیں گئے تھے، جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو عرض کیا: میں مدینہ لوٹنا چاہتا ہوں، ابوجعفر (امام جوادؑ) کے لئے خط تحریر فرما دیں کہ میں ساتھ لے جاؤں گا، امام مسکرائے اور خط تحریر فرما دیا، جسے میں اپنے ساتھ مدینہ لے آیا۔ اس وقت میری آنکھیں نابینا ہو چکی تھیں۔ خادم حضرت جوادؑ کو گہوارے سے اٹھا کر لائے اور میں نے خط آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے خادم بنام موفق کو حکم دیا کہ خط کی مہر کھولے، موفق نے آپ کے سامنے اسے کھولا اور اسے ملاحظہ فرمایا: پھر مجھے فرمایا:

يا محمد ما حال بصرك؟

''اے محمد! تیری آنکھوں کا کیا حال ہے۔''

میں نے عرض کیا: اپنی صحت وسلامتی کو گنوا بیٹھا ہوں اور نابینا ہو گیا ہوں جیسا کہ آپ مشاہدہ فرمار ہے ہیں۔حضرت نے اپنا مبارک ہاتھ میری نابینا آنکھوں پر پھیرا اور آپ کی برکت سے میری بینائی واپس لوٹ آئی اور آنکھیں درست ہو گئیں، اس وقت میں نے آپ کے مبارک قدموں کا بوسہ دیا اور جانے کی رخصت مانگی، اس وقت میں ہر چیز کو دیکھ سکتا تھا۔

(الخرائج:۱/ ۳۷۲ حدیث ۱، بحارالانوار: ۵۰/ ۶۴ حدیث ۲۰، مدینۃ المعجز: ۷/ ۳۷۲ حدیث ۷۳)

خلافت معتصم عباسی اور امام جوادؑ

(۹/۴۶۷) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ

جب معتصم عباسی خلافت کی کرسی پر بیٹھا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی، تو وہ حضرت جوادؑ کے حالات کے بارے میں جستجو کرنے لگا، آخر کار عبدالملک زیارت کو خط لکھا اور حکم دیا کہ حضرت کو آپ کی زوجہ ام الفضل کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ کر دے، زیات نے بھی اس کام کے لیے علی بن یقطین کو حضرت کی خدمت میں بھیج دیا، امامؑ سفر کے لئے تیار ہوئے اور بغداد چلے گئے۔ وہاں معتصم نے حضرت کا احترام واکرام کیا اور اشنام غلام کو ایک تحفے کے ساتھ حضرت کے پاس بھیجا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اسی غلام کے ذریعے کھٹے سنگترے کے شربت کا ایک برتن جس پر مہر لگی ہوئی ہے آپ کے لئے بھیجا، غلام شربت کو حضرت کے پاس لایا اور عرض کرنے لگا کہ خلیفہ نے اہم اشخاص کے ساتھ جن میں احمد بن ابی داؤد اور سعد بن خصیب بھی ہیں یہ شربت پیا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ بھی اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ ملا کر پی لیں اور اس کام کو ابھی کریں، امامؑ نے فرمایا:

اشربها بالليل

''میں اسے رات کو پیوں گا۔''

غلام نے کہا: یہ اچھا شربت ہے اور اسے ٹھنڈا پینا چاہیے اور جبکہ برف رات تک پانی بن جائے گی اور ختم ہو جائے گی اور اس غلام نے اس قدر اصرار کیا کہ اس زہر آلود شربت کے پینے پر مجبور کر دیا، درحالانکہ آپ خود ان کے اس منصوبے سے مکمل طور پر باخبر تھے۔مگر جب لوح محفوظ پر مشیت خدا کو ملاحظہ کیا تو انا للله پڑھ کر پی لیا۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۴/ ۳۸۴)

آپ کے چہرے کا رنگ گندم گون سیاہی مائل تھا۔اس وجہ سے شک کرنے والوں نے حضرت کے مبارک وجود کے متعلق شک کیا اور آپ کو قیافہ شناس کے سامنے پیش کیا۔ جب قیافہ شناسوں نے حضرت کو دیکھا تو منہ کے بل گر پڑے اور سجدہ کرنے لگے۔ پھر اٹھے اور ان شک کرنے والوں سے کہنے لگے:

یا ویحکم امثل ھذا الکوا کب الدری والنور الزاھر تعرضون علی مثلنا؟ ھذا و اللہ الحسب الزکی و النسب المھذب اطاھر۔ وللہ النجوم الزواھر والارحام الطواھر واللہ ماھو الامن شریۃ النبی و امیر المومنین

''افسوس ہے تم پر، کیا اس جیسے چمکتے ستارے اور درخشندہ نور کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہو؟ خدا کی قسم! اس کا حسب اور نسب پاک و پاکیزہ ہے۔ چمکتے ہوئے ستارے اور پاکیزہ رحم اسے دنیا میں لائے ہیں خدا کی قسم وہ پیغمبرؐ اور امیر المومنینؑ کی اولاد اور ذریت سے ہیں۔''

جب حضرت جواد علیہ السلام کو قیافہ شناسوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت آپ کا سن مبارک پچیس مہینے تھا۔ آپ نے اس وقت ایک مدلل کلام کے ساتھ اپنے مبارک لب کھولے اور فرمایا:

الحمدللہ الذی خلقنا من نورہ و اصطفانا من بریتہ و جعلنا امناء علی خلقہ ووحیہ

''تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنے نور سے پیدا کیا، اپنی مخلوق کے درمیان سے چن لیا اور ہمیں اپنی مخلوق میں اور وحی پر امین بنایا۔''

اے لوگو! میں علیؑ کا بیٹا محمدؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ کا بیٹا ہوں۔ حضرت نے اپنا نسب مبارک امیر المومنینؑ اور فاطمہ زہراؑ تک شمار کیا۔ پھر فرمایا: کیا مجھ جیسے شخص کے متعلق شک کرتے ہو، خدا اور میرے جد بزرگوار پیغمبرؐ پر جھوٹ باندھتے ہو اور مجھے قیافہ شناسوں کے سامنے پیش کرتے ہو۔

انی واللہ لا علم ما فی سرائرھم وخواطرھم وانی واللہ لا علم الناس اجمعین بما ھم الیہ صائرون

''خدا کی قسم میں وہ تمام باتیں جانتا ہوں جو لوگ اپنے باطن اور ذہن میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور میں تمام لوگوں سے ان کے آئندہ حالات کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ میں حق کہتا ہوں اور سچائی کے ساتھ اس علم کا اظہار کرتا ہوں، جس کو خدا نے ہمیں آسمانوں اور زمین کے بنانے سے پہلے عطا کیا ہے۔''

وایم اللہ لو لا تظاھر الباطل علینا و غوایۃ ذریۃ الکفرو توثب اھل الشرك والشك و الشقاق علینا۔ ثقلت قولا یعجب منہ الاولون والاخرون

''خدا کی قسم! اگر باطل ہم پر حملہ نہ کرتا اور اگر اہل شر و شقاوت اور گمراہ لوگوں کا ہم پر غلبہ نہ ہوتا تو میں ایسے کلمات کہتا کہ اولین اور آخرین سب لوگ اس سے تعجب کرتے۔''

پھر آپ نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھا اور فرمایا: اے محمد! چپ ہو جاؤ، جیسے تیرے آباؤ اجداد چپ رہے۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

(سورہ احقاف: آیت ۳۵)

''جس طرح اولوالعزم انبیاء نے صبر کیا تم بھی اسی طرح صبر کو پیشہ اختیار کرو اور ان کے عذاب کے لئے جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ جس دن ان سے وعدہ لیا گیا ہے اس کو دیکھ لیں اور اس وقت وہ خیال کریں گے کہ سوائے ایک گھڑی کے نہیں ٹھہرے۔ پس کیا فاسق لوگوں کے علاوہ کوئی اور ہلاک ہونے والا ہے۔''

پھر آپ اس شخص کے پاس آئے، جو آپ کے قریب تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے اجتماع کے درمیان جو بہت زیادہ کثرت سے تھا راستے چلنے لگے اور لوگ خود بخود راستہ دیتے چلے گئے۔ پس میں نے قوم کے بوڑھے اور بزرگوں کو دیکھا جو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

''خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دینا ہے اور کس کے سپرد کرنی ہے۔''

میں نے ان لوگوں سے آپ کے متعلق سوال کیا کہ یہ بچہ کون ہے، انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ اولاد عبدالمطلبؑ میں سے بنی ہاشم کا ایک گروہ ہے، یہ خبر امام رضاؑ کو خراسان میں پہنچی، آنحضرت نے خدا کی حمد کی اور شکر ادا کیا، پھر ماریہ قبطیہ کے قصہ اور اس نازیبا تہمت کو یاد کیا جو لوگوں نے ان پر لگائی تھی اور آخر میں فرمایا:

الحمدللہ الذی جعل فی وفی ابنی محمد اسوۃ برسول اللہ و ابنہ ابراھیم

''تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں کہ جس نے میرے اور میرے بیٹے محمد میں اس چیز کو قرار دیا ہے جو پیغمبرؐ اور ان کے بیٹے ابراہیم میں قرار دی تھی اور میں نے رسول خداؐ کی پیروی کی ہے۔''

(مناقب ابن شہر اشوب: ۴/۳۸۷، بحارالانوار: ۵۰/۸ حدیث ۹، نوادر المعجزات: ۱۷۳ حدیث ۱)

بابرکت

(۱۰/۴۶۸) کلینیؒ کتاب کافی میں یحییٰ صنعانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں مکہ میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں گیا، میں نے دیکھا کہ حضرت اپنے بیٹے امام جوادؑ کو کیلا چھیل کر کھلا رہے ہیں، میں نے آپ سے عرض کیا: آپ پر فدا جاؤں، کیا یہ وہی مبارک بچہ ہے؟ حضرت نے فرمایا:

نعم، یا یحیی هذا المولود الذی لم یولد فی الاسلام مثله مولود اعظم برکة علی شیعتنا منه

''ہاں! اے یحییٰ یہ وہی بچہ ہے کہ اسلام میں اس سے زیادہ بابرکت شیعوں کے لئے کوئی پیدا نہیں ہوا۔''

(الکافی:۶/۳۶۰، بحارالانوار:۵۰/۳۵حدیث ۲۴)

جسے خدا نے چن لیا ہو

(۱۱/۴۶۹) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب میں حضرت جوادؑ کے غلام عسکر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت کے پاس گیا تو تعجب کے طور پر میں نے کہا: سبحان اللہ! میرے مولا کا چہرہ کس قدر گندم گوں ہے اور بدن ضعیف ہے! خدا کی قسم! ابھی میری بات تمام نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا، اچانک آپ کا قد مبارک لمبا اور جسم اس قدر چوڑا ہوا کہ گھر کا پورا صحن ہر طرف سے بھر گیا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ کے بدن کا رنگ تاریک رات کی طرح سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کا رنگ برف سے سفید تر ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ خون کی طرح سرخ ہو گیا، پھر درخت کی شاخوں کے سبز پتوں کی طرح سبزہ ہو گیا، پھر آپ کا جسم کم ہونے لگا اور پہلے والی شکل واپس آ گیا اور بدن کا رنگ بھی اصلی حالت پر آ گیا، میں نے جب اس صورت حال کا مشاہدہ کیا تو مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میں ہوش میں نہ رہا اور زمین پر گر گیا، اس وقت حضرت جوادؑ نے مجھے اونچی آواز سے پکارا اور کہا:

یا عسکر! تشکون فنبئکم و تضعفون فنقوبکم، والله لا یصل الی حقیقة معرفتنا الا من من الله علیه بنا و ارتضاه لنا ولیا

''اے عسکر! تم شک وتردید میں پڑتے ہو ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں، تم سست و کمزور ہوتے ہو ہم تمہیں قوت دیتے ہیں، خدا کی قسم! ہماری معرفت اور پہچان تک کوئی نہیں پہنچ سکتا مگر وہ جس پر خدا نے احسان کیا ہو اور اسے ہمارے ولی اور دوست کے طور پر پسند کیا ہو اور چن لیا ہو۔''

(المناقب:۴/۳۸۷،بحارالانوار:۵۰/۵۵حدیث۳۱،مدینۃ المعاجز:۷/۳۴۵حدیث۲۶)

آئمہ علیم السلام کا گروہ

(۷۰۴/۱۲) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں بنان بن نافع سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، آپ کے بعد امور میں صاحب اختیار کون ہے؟ حضرت نے فرمایا: اے نافع کے بیٹے! اس دروازے سے وہ داخل ہوگا جو مجھ سے ورثہ امامت لے گا جیسے میں نے اپنے سے پہلے امام سے ورثہ لیا ہے اور وہ میرے بعد خدا تبارک وتعالیٰ کی حجت ہے، میں حضرت رضاؑ کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھا کہ حضرت جوادؑ دروازے سے اندر آئے، جیسے ہی آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: اے نافع کے بیٹے! تیرے لئے ایک حدیث بیان نہ کروں؟

انا معاشر الائمۃ اذا حملتہ امہ یسمع الصوت فی بطن امہ اربعین یوما واذا اتی لہ فی بطن امہ اربعۃ اشھر رفع اللہ تعالی لہ اعلام الارض فقرب لہ ما بعد عنہ حتی لا یعزب عنہ حلول قطرہ غیث نافعۃ ولا ضارۃ

’’بے شک ہم آئمہ کا گروہ اس طرح ہوتے ہیں کہ جب ہم میں سے کسی ایک سے اس کی ماں حاملہ ہوتی ہے تو وہ ماں کے بطن میں چالیس دن تک آواز سنتا ہے اور جب چار مہینے گزرتے ہیں تو خدا تعالیٰ زمین کی نشانیاں اس کے لئے سامنے کر دیتا ہے اور جو چیز اس سے دور ہوتی ہے نزدیک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بارش کا ایک قطرہ بھی چاہے وہ فائدہ مند ہو یا نقصان دہ اس سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

یہ جو تو نے حضرت امام رضاؑ سے کہا ہے کہ ان کے بعد حجت خدا کون ہے؟ تو وہ ان کے بعد حجت خدا ہیں جس کا حضرت امام رضاؑ نے تیرے لئے تعارف کرایا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہر چیز سے پہلے میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ پھر امام رضاؑ میرے پاس آئے اور فرمایا: اے نافع کے بیٹے جو کچھ حضرت جوادؑ فرمائے اسے قبول کرو اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گردن کو جھکا دو، کیونکہ اس کا حکم اور فرمان میرا حکم اور فرمان ہے اور میرا حکم وفرمان خدا کے نبی کا حکم وفرمان ہے۔‘‘

(مناقب ابن شہر اشوب:۴/۳۸۸،بحارالانوار:۵۰/۵۵حدیث۳۱)

(۷۱۴/۱۳) اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ عمر بن فرج سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

جب ہم دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے میں نے حضرت جواد سے عرض کیا: آپ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ اس دجلہ میں کتنا پانی ہے اور اس کا کتنا وزن ہے؟ حضرت نے مجھ سے فرمایا: کیا خدا اس چیز کا علم اپنی مخلوق میں سے کسی

کمزور ترین مخلوق کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ قدرت رکھتا ہے اور ایسا کرسکتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا:

انا اکرم علی اللہ تعالی من بعوضۃ و من اکثر خلقہ

''میں خدا کے نزدیک باقی تمام مخلوقات سے زیادہ طاقت ور اور عزت و اکرام رکھتا ہوں۔''

(عیون المعجزات: ۱۲۴، بحارالانوار: ۵۰/۱۰۰ حدیث ۱۲، مدینۃ المعاجز: ۷/۴۰۰)

امام جوادؑ کا بچپن میں ایک عالم سے مناظرہ

(۲۷۴/۱۴) شیخ طبرسیؒ کتاب احتجاج میں ایک حدیث میں نقل کرتے ہیں:

جب حضرت جوادؑ کی عمر نو سال اور کچھ مہینے تھی تو آپ مجلس میں تشریف لائے اور اپنی جگہ پر چمڑے کے بنائے ہوئے دو تکیوں کے درمیان جو وہاں رکھے ہوئے تھے بیٹھ گئے اور یحییٰ بن اکثم جو اس وقت سب سے بڑا عالم تھا آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ لوگ اپنی اپنی مناسب جگہ پر بیٹھ گئے، مامون بھی اپنی مسند پر بیٹھ گیا، جو حضرت جوادؑ کے قریب بچھی ہوئی تھی۔ جب مجلس سج گئی تو یحییٰ بن اکثم نے مامون کی طرف منہ کیا اور کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں ابوجعفرؑ (امام جوادؑ) سے سوال کروں؟ مامون نے اس سے کہا: خود ان سے اجازت لو، یحییٰ بن اکثم نے حضرت جوادؑ کی طرف منہ کر کے عرض کیا: میں آپ پر فدا جاؤں، کیا اجازت دیتے ہیں کہ آپ سے سوال کروں؟ امامؑ نے فرمایا: جو چاہتے ہو سوال کرو۔ یحییٰ نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، آپ اس حاجی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے حالت احرام میں شکار کیا ہو، امامؑ نے فرمایا: یہ شکار کرنا وضاحت کر کہ حرم کے اندر واقع ہوا ہے یا باہر؟ حاجی اس قتل کی حرمت کو جانتا تھا یا نہیں؟ جان بوجھ کر اور عمداً اس قتل کا ارتکاب کیا ہے یا غلطی اور اشتباہ سے؟ حاجی آزاد تھا یا غلام؟ بچہ تھا یا بڑا؟ پہلی مرتبہ قتل کیا ہے یا اس سے پہلے بھی قتل کر چکا ہے؟ اس کا شکار پرندوں میں سے تھا یا پرندوں کے علاوہ؟ شکار بڑا تھا یا چھوٹا؟ اپنے عمل پر مصر تھا یا پشیمان؟ شکار کو رات میں قتل کیا ہے یا دن میں؟ حاجی نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا یا حج کا احرام؟ یحییٰ بن اکثم نے جب امامؑ سے اپنے سوال کے متعلق اس مسئلہ کی اتنی شقیں سنیں تو حیران و پریشان ہو گیا، اس کے چہرے پر بارہ بجنے لگے اور عاجزی کے آثار ظاہر ہو گئے اور اس کی زبان میں لکنت آ گئی اور ایسا برا حال ہوا کہ تمام اہل مجلس کو اس کی بیچارگیا کا علم ہو گی۔ مامون نے کہا: میں خدا کی حمد اور شکر ادا کرتا ہوں اس نعمت پر جو اس نے ابوجعفرؑ کے متعلق میری رائے کو میرے خاندان کے مقابلے میں سچے کر دکھایا اور اپنے خاندان والوں کی طرف منہ کر کے کہا: کیا اب تمہیں پتہ چلا ہے اور اب قبول کرتے ہو اس بات کو جو تم ماننے کے لئے تیار نہ تھے؟ پھر حضرت جوادؑ کی طرف منہ کیا اور عرض کیا: میں آپ پر فدا جاؤں، آپ نے اس مسئلہ کی جتنی شقیں بیان کی ہیں، اگر ان سب کا حکم بیان فرما دیتے تو آپ کے حضور سے ہم استفادہ کرتے۔ امامؑ نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور فرمایا: اگر حاجی نے شکار کو حرم کے باہر مارا ہو اور شکار ہو بھی پرندوں میں سے تو ایک بھیڑ کفارہ دے اور اگر حرم کے اندر یہ کام کیا ہو تو کفارہ دو گناہ ہو جائے، اگر حاجی پرندے کے بچے کو حرم کے باہر قتل کرے تو ایک بھیڑ کا بچہ جس نے ابھی تازہ دودھ چھوڑا ہو، کفارہ کے طور پر دے

اور اگر اس کام کو حرم کے اندر انجام دیا ہو تو ایک بھیڑ کا بچہ اور اس پرندے کے بچے کی قیمت بھی ادا کرے جسے مارا ہو۔

اگر جنگلی گدھا کا شکار ہو تو ایک گائے دے اور اگر شتر مرغ ہو تو ایک اونٹ دے اور اگر ہرن ہو تو ایک بھیڑ یا بکری کا کفارہ دے اور اگر ان میں سے کوئی ایک حرم کے اندر قتل کی ہو، تو دو گناہ کفارہ خانہ کعبہ کے حضور پیش کرے گا اور ان تمام موارد میں جن میں حاجی نے شکار کو مارا ہے، اگر حج کا احرام باندھا ہو تو قربانی منیٰ میں کرے اور اگر احرام عمرہ کا ہو تو کفارہ کی قربانی مکہ میں ذبح کرے اور اس شکار کا کفارہ صاحب علم اور جاہل کے لئے برابر ہے۔ جس نے عمداً قتل کیا ہو، اس کے لئے گناہ لکھا جائے گا اور اگر غلطی سے شکار مارا ہے تو اسے بخش دیا جائے گا اور گناہ نہیں لکھا جائے گا اور اگر آزاد شخص نے شکار مارا ہو تو کفارہ وہ خود ادا کرے گا اور اگر غلام نے مارا ہو تو کفارہ اس کے آقا کے ذمے ہے اور اگر نابالغ بچے نے شکار مارا ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ لیکن بڑے پر کفارہ واجب ہے، جس نے شکار مارا ہو اور بعد میں پشیمان ہوا ہو تو آخرت کا عذاب اس سے ساقط ہو جائے گا لیکن جو اس پر اصرار کرے تو آخرت میں بھی اسے عذاب ملے گا۔

امامؑ کا جب جواب مکمل ہوا تو مامون نے پکار کر کہا:

احسنت یا اباجعفر

''اے ابوجعفر! آپ نے مطلب کو کیا بہتر انداز سے بیان کیا ہے۔''

آپ نے ہم پر احسان کیا ہے، خدا آپ پر احسان فرمائے اور جزائے خیر دے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یحییٰ سے مسئلہ پوچھیں۔ امامؑ نے یحییٰ سے فرمایا: تجھ سے سوال پوچھوں۔ اس نے عرض کیا: پ اختیار رکھتے ہیں، اگر آپ نے سوال کیا اور میں جانتا ہوا تو جواب دوں گا وگرنہ آپ سے استفادہ کروں گا۔ حضرت جوادؑ نے فرمایا: ایک مرد نے جب دن کے شروع میں عورت کو دیکھا تو وہ اس پر حرام تھی جب تھوڑا سا دن زیادہ ہوا تو وہ حلال ہوگئی اور جب ظہر کا وقت آیا تو حرام ہوگئی اور عصر کے وقت حلال ہوگئی، غروب کے وقت حرام ہوگئی عشاء کے وقت حلال اور آدھی رات کو اس پر حرام ہوگئی، جیسے صبح طلوع ہوئی تو دوبارہ اس پر حلال ہوگئی۔ اس مسئلہ میں حرام اور حلال ہونے کی وجہ بیان کرو اور بیان کرو کہ کس طرح یہ عورت کبھی حلال اور کبھی حرام ہو جاتی ہے؟

یحییٰ نے عرض کیا: خدا کی قسم میں اس مسئلہ کا جواب نہیں جانتا، اس میں جتنی شقیں ہیں مجھے ان کا علم نہیں ہے آپ خود ہی اس مسئلہ کا جواب بیان فرمایں تا کہ ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ امام جوادؑ نے فرمایا: یہ عورت کسی کی کنیز تھی اس لئے دن کے اول میں کسی اجنبی شخص کا دیکھنا حرام تھا، جیسے ہی دن اوپر آیا تو اس نے اس کنیز کو اس کے مالک سے خرید لیا اور وہ اس پر حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت اسے آزاد کر دیا تو وہ اس پر حرام ہوگئی۔ جب عصر کا وقت آیا تو اس سے عقد کر لیا تو اس پر حلال ہوگئی، غروب کے وقت اس کے ساتھ ظہار کر لیا تو وہ اس پر حرام ہوگئی۔ عشاء کے وقت ظہار کا کفارہ دے دیا تو وہ حلال ہوگئی، آدھی رات کو اسے طلاق دے دی تو حرام ہوگئی۔ جب صبح ہوئی تو رجوع کر لیا تو اس پر حلال ہوگئی۔ جب امام کا کلام مکمل ہوا اور مسئلہ کا جواب بیان کر چکے تو مامون نے مجلس میں بیٹھے ہوئے بنی عباس سے اپنے خاندان کے افراد کی طرف منہ کیا اور کہا: کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مسئلے کا جواب اس طرح دے یا اس سے پہلے

والے مسئلے کو اس طرح واضح اور روشن بیان کرے؟

سب نے کہا: خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے اور امیر المومنین جو ہم سے بہتر علم رکھتے ہیں ان کو بھی جواب کا علم نہیں ہے۔ مامون نے کہا: تم پر افسوس ہے۔ اہل بیت رسول خدا تمام مخلوق کے درمیان فضیلت اور برتری کے ساتھ چنے گئے ہیں۔ سن کی کمی ان کے کمالات کے ظاہر ہونے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتی۔ یہ روایت آگے بھی ہے لیکن ہم نے اختصار کی وجہ سے ذکر نہیں کی۔

(الاحتجاج: ۴۴۳، تفسیر قمی: ۱/ ۱۸۲، ارشاد مفید: ۳۱۹، بحار الانوار: ۵۰/ ۴۷ حدیث ۳، کشف الغمۃ: ۲/ ۳۵۳)

قصۂ ابو یزید بسطامی

(۱۵/۴۷۳) روضۃ الجنات کے مؤلف ابو یزید بسطامی جو ایک صوفی تھا ایک حدیث کو اس خیال سے نقل کرتے ہیں کہ اپنے مسلک اور مذہب کو قوی کر رہے ہیں لیکن انشاءاللہ ہم بیان کریں گے کہ اس حدیث کی دلالت ان کے خلاف جاتی ہے۔

طیفور بن عیسیٰ بن آدم جو ابو یزید بسطامی کے نام سے مشہور تھا کہتا ہے: ایک سال میں اللہ الحرام کی زیارت کے ارادے سے اپنے شہر بسطام سے حج کے وقت سے پہلے چل نکلا۔ راستے میں میرا گزر ملک شام سے ہوا۔ شہر دمشق میں داخل ہونے سے پہلے میں ایک دیہات کے قریب سے گزرا، اس دیہات میں ایک ٹیلے پر چار سالہ بچے کو دیکھا، جو مٹی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ بچہ ہے اگر اس پر سلام کروں وہ تو سمجھ نہیں رکھتا کہ سلام کیا ہے؟ اور اگر سلام نہ کروں تو سنتوں میں سے ایک سنت کو میں نے تباہ کر دیا۔ میں نے اپنے نظریہ کو لیتے ہوئے اس پر سلام کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے اس پر سلام کیا تو اس نے اپنا سر اوپر کیا اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلند کیا اور زمین کو بچھایا اگر سلام کا جواب دینے کا حکم نہ ہوتا تو میں تجھے جواب نہ دیتا۔ میرے معاملہ کو چھوٹا سمجھا ہے اور میری کم عمری کی وجہ سے مجھے حقیر خیال کرتا ہے تجھ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر اس آیت کی دلیل کے طور پر تلاوت کی۔

وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ (سورہ النساء: آیت ۸۶)

''جب تم پر کوئی سلام کرے تو بہتر انداز میں اس کا جواب دو۔''

پھر آیت کا بعد والا حصہ پڑھا اور فرمایا: یہ سوچ تیرے جیسے کم فکر لوگوں کی ہے، میں نے اس کی گفتگو سے پہچان لیا کہ یہ بچہ کوئی بزرگ ہستی ہے جسے خدا کی تائید حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! خدا سے میری بخشش طلب کریں اور جو عمل میں نے انجام دیا ہے اس سے توبہ کرتا ہوں تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس آیت کی تلاوت کی۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۟

(سورہ شوریٰ: آیت ۵۲)

''وہ ایسی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتی ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کرتی ہے، اور جو

کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے۔''

پھر مجھ سے فرمایا: اے ابو یزید! خوش آمدید! کون سی چیز تجھے تیرے شہر بسطام سے شام کی طرف لے آئی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں بیت کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرمایا: کونسا بیت؟ میں نے عرض کیا خدا کا محترم گھر۔ فرمایا: بڑا اچھا ارادہ ہے اور یہ کہہ کر چپ ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد سر کو اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے ابو یزید کیا اس گھر والے کو تو جانتا ہے؟ میں ان کے اشارہ کو سمجھ گیا اور ان کے مقصد تک پہنچ گیا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: نہیں۔ ابھی تک میں نے اسے نہیں پہچانا۔ فرمایا: کیا کبھی دیکھا کہ کوئی کسی کے گھر جائے اور گھر والے کو نہ پہچانتا ہو؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! نہیں، ابھی میں اپنے شہر واپس چلا جاؤں گا تا کہ گھر والے کو پہچانوں۔ انہوں نے فرمایا: اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے ان کے ساتھ الوداع کہا اور اسی وقت بسطام کی طرف لوٹ آیا اور اس جگہ کے لوگوں سے دور ہو گیا اور خلوت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ خدا کو پہچان لیا۔ پھر میں شہر سے حج کے ارادے سے چلا اور راستہ طے کرتے ہوئے شام کے ملک تک پہنچ گیا۔ جب میں دمشق کے اطراف میں پہنچا تو اسی دیہات میں اسی ٹیلے پر اسی بچے کو دیکھا جو اسی حال میں تھا۔ میں آگے گیا اور سلام کیا، اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے سلام کا جواب بہتر طریقے سے دیا۔ پھر میں بیٹھ گیا اور وہ بچہ گفتگو کرنے لگ گیا۔ میں اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے بولنے کی ہمت نہ کر سکتا تھا۔ صرف اگر کوئی سوال پوچھتا تو میں اس کا جواب ہوں ہاں سے دے سکتا تھا وہ تھوڑی دیر کے بعد میرے ساتھ گفتگو کرنے لگا اور فرمایا: اے ابو یزید! گویا تو نے صاحب بیت کو پہچان لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں اے میرے آقا! اس نے فرمایا: کیا تجھے صاحب خانہ نے گھر میں آنے کی اجازت دی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ اے میرے آقا! میں ان کی بات کا اشارہ اور مطلب سمجھ گیا اور عرض کیا: میں واپس چلا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ وہ خود مجھے اجازت دے کہ اس کے گھر کی زیارت کو آؤں۔ فرمایا: اے ابو یزید! کیا یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی کسی کو جان لے اور بغیر اجازت کے اس کے گھر میں داخل ہو جائے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! نہیں، میں اسی جگہ سے واپس لوٹ جاؤں گا۔ فرمایا: اختیار تیرے اپنے پاس ہے۔ میں نے ان کے ساتھ الوداع کیا اور بسطام واپس آ گیا۔ ایک عرصہ کے بعد میں وہاں رہا اور دوبارہ زیارت کعبہ کا ارادہ کیا اور اسی پہلے والے راستے پر سفر کیا۔ اس دفعہ بھی اسی مقام پر بچے کو دیکھا۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے پہلے سے بھی اچھے انداز میں سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا: اس کی ہیبت میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد میری طرف توجہ کی اور فرمایا: اے ابو یزید! گویا گھر والے نے تجھے گھر کی زیارت کی اجازت دے دی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: اے بیچارے! جب تو نے گھر والے کو پہچان لیا ہے تو کیا ضرورت پڑی ہے ان دیواروں کے پاس جانے کی۔ بلند ہمت مرد جو کعبہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ صاحب خانہ مل جائے اور اسے طلب کرتے ہیں کہ شاید ایک لحظہ کے لئے ان پر نظر کرم فرمائے اور عنایات کرے۔ تو تو اپنے خیال کے مطابق مقصد تک پہنچ چکا ہے۔ میں نے ان کی بات کا مطلب سمجھ لیا اور خاموش ہو گیا۔

مجھے فرمایا: کیا آج کی رات میرے مہمان بنو گے اور وہ وقت ظہر و عصر کے درمیان کا تھا۔ میں نے عرض کیا: ہاں اے

میرے آ قا! اور میں وہیں اس ٹیلے پر ان کے قریب بیٹھ گیا۔ انہوں نے سورج کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تیرا وضو ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: میرے پیچھے آ ؤ، دس قدم تک ان کے پیچھے چلا تو ایک نہر دیکھی جو فرات سے بڑی تھی۔ وہ نہر کے کنارے بیٹھ گئے اور بڑے اچھے انداز میں وضو کیا۔ میں نے وضو کیا: وہ کھڑے ہو گئے تا کہ نماز پڑھیں۔ اچانک وہاں سے ایک قافلہ گزرا۔ میں اہل قافلہ میں سے ایک کے پاس گیا اور نہر کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ نہر جیحون ہے۔ اس وقت جماعت کھڑی ہوگئی اور نماز ہونے لگی، اس نے مجھ سے فرمایا: آ گے آ ؤ اور انکی امامت کرواؤ۔ میں نے عرض کیا: آپ آ گے کھڑے ہوں۔ فرمایا: تو تمام دینی جماعت سے لائق تر ہے۔ میں کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔

نماز ختم ہونے کے بعد مجھ سے فرمایا: میرے پیچھے آ جاؤ۔ میں اٹھا اور تقریباً بیس قدم چلا تھا کہ اچانک ایک نہر دیکھی جو فرات اور جیحون سے بڑی تھی۔ مجھ سے فرمایا: اسی جگہ بیٹھو! میرے واپس آنے تک۔ میں وہاں بیٹھا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوار لوگوں کو وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھا، میں نے ان سے پوچھا: جہاں پر میں ہوں یہ کون سا مقام ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ دریائے نیل ہے اور یہاں سے مصر تک ایک فرسخ یا اس سے بھی کم کا فاصلہ ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد میرے آ قا بھی واپس آ گئے اور مجھ سے فرمایا: اٹھو تا کہ یہاں سے چلیں۔ ہم بیس قدم چلے ہوں گے کہ غروب آفتاب کے نزدیک ہم اس مقام پر پہنچے جہاں بہت زیادہ کھجوریں تھیں۔ ہم وہاں بیٹھ گئے اور جب سورج غروب ہو گیا اور نماز کا وقت ہوا تو مجھ سے فرمایا: نماز پڑھو۔ ہم نے نماز پڑھی اور آپ نماز کے بعد بہت سے نوافل بجالائے۔ اس کے بعد بیٹھ گئے۔ اچانک ان کی طرف ایک شخص آیا، جس کے پاس ایک طشت تھا۔ اس نے طشت زمین پر رکھا اور جانا چاہا۔ آپ نے اسے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ کھانا کھانے لگا۔ خدا کی قسم ساری زندگی میں نے اس طرح کی لذیذ ترین غذا نہ کھائی تھی۔ جب ہم کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے بچا ہوا کھانا اٹھایا اور چلا گیا۔ پھر حضرت اٹھے اور مجھ سے فرمایا: میرے ساتھ آ ؤ۔ تھوڑا سا میں ان کے ساتھ چلا اور اچانک کعبہ کو دیکھا۔ وہاں نماز باجماعت ہو رہی تھی۔ ہم نے بھی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آہستہ آہستہ لوگ کم ہو گئے اور چلے گئے۔ اس وقت آپ نے ایک شخص کو آواز دی، اس نے فوراً لبیک کہا اور حاضر ہو گیا اور عرض کیا: اے میرے آ قا اور آ قا کے بیٹے! خوش آمدید! آ قا نے اس شخص سے فرمایا: کعبہ کا دروازہ کھولو تا کہ یہ شخص زیارت وطواف کرے، میں کعبہ کے اندر داخل ہو گیا۔ زیارت کی اور طواف کیا، پھر میں باہر آ گیا، اس کے بعد آپ کعبہ کے اندر آ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر آ کر مجھ سے فرمایا: مجھے ایک کام ہے جس کے لئے جانا ضروری ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرنا یہاں تک کہ رات کا آخری تیسرا حصہ پہنچ جائے۔ اس کے بعد کھڑے ہو جانا اور جن پتھروں کا میں تجھے بتاؤں گا ان پر چل پڑنا جب پتھر ختم ہوں جائیں تو بیٹھ جانا اور طلوع فجر تک آرام کرنا اور سو جانا۔ پھر اٹھنا اور وضو کر کے اپنی نماز پڑھنا۔ اگر میں آ گیا تو تیرے ساتھ ہوں گا اور اگر نہ آیا تو چلے جانا، خدا کی حفاظت میں ہے۔ میں نے عرض کیا: ایسے ہی کروں گا میرے آ قا! جب وہ چلے گئے تو میں نے کعبہ کا دروازہ کھولنے والے شخص سے پوچھا: یہ بچہ کون تھا؟ اس نے جواب دیا یہ میرے آ قا حضرت جوادؑ ہیں۔ میں نے کہا:

الله اعلم حيث يجعل رسالته

''خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں اور کس کے پاس رکھنا ہے۔''

میں نے آپ کے فرمان پر عمل کیا اور جیسے ہی رات کا آخری تیسرا حصہ ہوا تو میں اٹھا اور جن پتھروں کا انہوں نے بتایا تھا ان پر چل پڑا، یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئے اور میں ایک دیہات تک پہنچ گیا۔ اس جگہ ایک دیوار کے پاس بیٹھ کر سو گیا۔ جیسے ہی طلوع فجر ہوئی، وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی۔ سورج کے طلوع ہونے تک سر نیچے کر کے کسی دوسری طرف سر کئے بغیر آپ کی انتظار میں بیٹھا رہا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ تشریف نہیں لائے تو میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا کہ انہوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اور چلے گئے ہیں۔ ایک طرف میں نے دیکھا تو اس دیہات کو بسطام شہر کے ساتھ ملا ہوا پایا۔ میں شہر میں چلا گیا اور کافی دیر تک اس واقعہ کو کسی کے سامنے بیان نہ کیا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد میں نے اس واقعہ کو بیان کیا۔ پس خدا ہی ہے جو انسان کو غلطیوں سے بچاتا ہے۔

(روضات الجنات: ۱۵۸/۴ سطر آخری)

مؤلف کہتے ہیں کہ اس روایت کے اس حصے پر اعتراض ہے جس میں امامؑ نے فرمایا کہ جب تو نے اسے پہچان لیا ہے تو پھر درو دیوار کی زیارت کرنے کی کیا ضرورت ہے ممکن ہے کہ اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا جائے کہ امامؑ نے درحقیقت اپنے اس فرمان کے ذریعے ابو یزید بسطامی کے عقیدہ اور نظریہ کے غلط ہونے کی طرف اشارہ کیا ہو اور اس کے مذہب کا انکار کیا ہو کیونکہ اس کا عقیدہ اور مذہب صوفیوں والا مذہب ہے۔ صوفی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب بندے یقین کے مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں تو انہیں عبادت کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس آیۂ شریفہ کے ذریعے استدلال کرتے ہیں جس میں خدا فرماتا ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (سورہ حجر: آیت ۹۹)

''اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ مرتبہ یقین پر پہنچ جاؤ۔''

استدلال کرنے والے اس بات سے غافل تھے کہ اس آیت مبارکہ میں یقین سے مراد موت ہے۔ یعنی جب تک انسان کو موت نہ آ جائے تو عمل ترک نہیں کرنا چاہیے اور تکلیف اس سے نہیں اٹھتی اور جس وقت کسی کی موت آ جاتی ہے تو اس کے لیے قیامت آ جاتی ہے، اس کے علاوہ امامؑ نے یہ جملہ اس کی سرزنش کے لئے ارشاد فرمایا ہے اس امید کے ساتھ کہ وہ اپنے باطل مذہب سے واپس لوٹ آئے۔ جیسے کہ امامؑ کا فعل اور اسے بیت اللہ الحرام تک لے جانا اس چیز پر دلالت کرتا ہے۔

امامؑ نے یہ جو فرمایا ہے (کہ نماز کی امامت کرواؤ کیونکہ تو ہر لحاظ سے لائق ہے۔ اس سے مراد امام کی یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھ دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائے، جو اکثر سنی مذہب تھے اور خود ابو یزید بھی سنی مذہب تھا) حضرت چاہتے تھے کہ امام اور ماموم کا مذہب جماعت میں ایک ہو جائے اور آپ نے اپنی نماز الگ نیت سے پڑھی ہوگی۔

چاندی کے پتے

(۱۶/۴۷۴) یوسف بن حاتم شامی کتاب در العظیم میں ابراہیم بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت جواد علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے مبارک ہاتھوں کو زیتون کے پتوں پر مارتے تو وہ چاندی میں تبدیل ہو جاتے تھے اور میں نے بہت سے ان میں سے اٹھائے اور بازار میں بیچ دیئے اور کسی طرح کی ان میں تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

(نوادر المعجزات:۱۸۰ حدیث ۴، دلائل الامامۃ:۳۹۸ حدیث ۸، مدینۃ المعاجز:۷/۳۱۹ حدیث ۴۵)

دجلہ کے کنارے مل گئے

(۱۷/۴۷۵) طبریؒ کتاب دلائل الامامۃ میں محمد بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں۔

وہ کہتا ہے: میں نے حضرت جوادؑ کو دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ دجلہ کے دونوں کنارے آپس میں مل گئے۔ حضرت بڑے آرام سے دجلہ عبور کر گئے۔ اسی طرح میں نے شہر انبار میں فرات کے کنارے دیکھا کہ اسی طرح عبور کر گئے۔

(دلائل الامامۃ:۳۸۹ حدیث ۹، مدینۃ المعاجز:۷/۳۱۹ حدیث ۴۶)

ارواح کی طلبی

اس حصے کے آخر میں ہم ایک جالب نظر حکایت امام جوادؑ کی شخصیت کے بارے میں ذکر کرتے ہیں جس کو ہمارے استاد آیۃ اللہ میرزا محمد حسین نائینی نے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک شخص تھا جو روحوں کو حاضر کرتا تھا اور جو شخص اس سے کسی روح کو حاضر کرنے کی درخواست کرتا تو اس کے ساتھ وہ شرط کرتا کہ انبیاء خدا، آئمہ طاہرین اور بزرگ اصحاب کی روح نہیں ہونی چاہیے۔ ایک دن ایک شخص اس کے پاس آیا اور ارواح کو حاضر کرنے والے شخص سے کہا کہ روح حاضر کرے اور درخواست کرنے والے شخص نے اماموںؑ میں سے حضرت جوادؑ کی روح کو نظر میں رکھا، جو باقی تمام اماموںؑ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ جیسے ہی روح کو حاضر کرنے والے شخص نے اپنا عمل شروع کیا تو مضطرب و پریشان ہوا اور غصے میں آ کر درخواست کرنے والے شخص سے کہا:

ویحك لقد طلبت منی احضار روح رجل یتمنی سلیمان بن داود ان یکتحل بتراب نعله

''افسوس ہے تیرے اوپر، تو نے مجھ سے اس شخصیت کی روح کو حاضر کرنے کی درخواست کی ہے کہ سلیمان بن داؤد جس کے جوتے کی خاک کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے کی تمنا کرتے ہیں۔''

بارہواں حصہ

امام دہم نور روشن نمایاں، تاباں چاند، صاحب شرافت وبزرگواری وعزت وبرتری اور پیار لطف واحسان، تیسرے ابوالحسن حضرت علی نقی بن محمد امام ہادی صلوات اللہ علیہ کے افتخارات وکمالات

کہاں عسکر کہاں بغداد

(۱/۴۷۶) کلینیؒ کتاب کافی میں اسحاق جلاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت امام علی نقی ہادی علیہ السلام کے لئے بہت سی بھیڑ، بکریاں خریدی تھیں۔ایک دن حضرت نے مجھے بلایا اور بکریوں کے ریوڑ میں داخل کر دیا۔ریوڑ ایک بہت بڑے مقام کے ساتھ متصل تھا جس مقام کو میں نہیں جانتا۔میں بھیڑ، بکریوں کو حضرت کے فرمان کے مطابق لوگوں کے درمیان تقسیم کرتا رہا۔ان میں سے کچھ حضرت ابوجعفر جواد علیہ السلام آپ کی والدہ اور آپ کے دوسرے قریبیوں کے لئے حضرت ہادیؑ کے حکم سے لے گیا۔پھر میں نے حضرت سے بغداد اپنے والد کے پاس واپس جانے کی اجازت مانگی اور وہ ترویہ کا دن یعنی آٹھ ذوالحجہ تھا۔حضرت نے میرے لیے لکھا:

تقیم غدا عندنا ثم تنصرف

''کل کا دن ہمارے پاس رہو پھر چلے جانا۔''

میں عرفہ کے دن یعنی نو ذوالحجہ کو حضرت کے پاس رہا اور عید قربان کی رات وہیں رہا۔اس رات سحری کے وقت حضرت میرے پاس آئے اور فرمایا: اے اسحاق! اٹھو۔میں اپنی جگہ سے اٹھا جیسے ہی میں نے آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو بغداد میں اپنے گھر کے پاس پایا۔میں اپنے باپ کی خدمت میں پہنچا اور لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔میں نے ان سے کہا: عرفہ کے دن میں عسکر (محلے کا نام ہے) میں تھا اور عید بغداد میں گزار رہا ہوں۔

(کافی: ۱/۴۹۸ حدیث نمبر ۳، بصائر الدرجات: ۴۰۶ حدیث ۶، بحارالانوار: ۵۰/۱۳۲ حدیث ۱۴)

یہ سب کچھ ہمارے لیے ہے

(۷۷۴/۲) صفارؒ کتاب بصائرالدرجات میں صالح بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت ہادیؑ کی خدمت میں گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب متوکل نے حضرت کو سامراء بلایا تھا اور ایک نامناسب جگہ پر رہنے کے لئے مکان دیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے چمکتے ہوئے نور کو تمام معاملات میں بجھا دیں اور ختم کر دیں اور آپ کے حق میں بے احترامی کریں۔ یہاں تک کہ آپ کو جس جگہ رہنے کے لئے مکان دیا ہے یہ بڑی گندی جگہ ہے، یہاں فقیر اور برے لوگ رہتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو ہمارے متعلق اتنی معرفت رکھتا ہے۔ تیرے خیال میں کیا یہ چیزیں ہماری قدر و منزلت میں کمی واقع کر دیں گے؟ اس کے بعد آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: نظر کرو کیا نظر آتا ہے؟

جب میں نے نگاہ کی تو ایک خوبصورت اور تر و تازہ باغ کا مشاہدہ کیا، اس باغ میں نیک سیرت عورتیں تھیں، جن سے خوشبو آ رہی تھی اور خوبصورت مثل مروارید پردوں میں لڑکے تھے۔ خوبصورت پرندے اور خوش شکل ہرن تھے اور نہریں جاری تھیں۔ اس منظر کو دیکھ کر میں حیران ہو گیا اور میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں امام علیہ السلام نے فرمایا:

حیث کنا فهذا لنا عتید و لسنا فی خان الصعالیك

''ہم جہاں بھی ہوں یہ سب کچھ ہمارے لئے موجود ہے اور درحقیقت ہم حقیر و پست جگہ میں نہیں ہوتے۔''

(بصائرالدرجات: ۴۰۶ حدیث ۷ کافی ۱/۴۹۸ حدیث ۲، بحارالانوار: ۵۰/۱۳۲ حدیث ۱۵)

امام اردو جانتے تھے

(۷۸۴/۳) ابن شہر آشوب مناقب میں اور قطب راوندی الخرائج میں ابو ہاشم جعفری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام ہادیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ آنحضرت نے میرے ساتھ ہندی میں گفتگو کی۔ میں اچھی طرح جواب نہ دے سکا۔ آپ کے سامنے سنگریزوں سے بھرا ہوا ایک تھال پڑا تھا۔ آنحضرت نے ان سنگریزوں میں سے ایک سنگریزہ اٹھایا اور منہ میں رکھ کر تھوڑا سا چبایا۔ اس کے بعد وہ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ خدا کی قسم میں ابھی حضرت کے حضور میں اٹھا نہیں تھا کہ مجھے تہتر زبانوں پر عبور حاصل ہو گیا اور ان میں سے ایک ہندی تھی (یعنی اردو)۔

(الخرائج: ۲/۶۷۳ حدیث ۲، مناقب ابن شہر آشوب: ۴/۴۰۸، اعلام الوری: ۳۶۰، بحارالانوار: ۵/۱۳۶)

صبح بغداد شام سامراء

(۴/۴۷۱) راوندی کتاب خرائج میں لکھتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری حضرت امام رضاؑ اور حضرت امام جوادؑ کی وفات کے بعد حضرت امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اکثر طور پر آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے عرض کیا: جب میں آپ کی خدمت میں واپس بغداد چلا جاتا ہوں تو میرے اندر آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار میں کشتی کا سفر بھی نہیں کر سکتا اور میرے پاس جو سواری ہے وہ یہ کمزور سا گھوڑا ہے، میرے لئے خدا سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے آپ کی زیارت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ امامؑ نے اس کے لیے دعا کی اور فرمایا:

قواك الله يا اباهاشم وقوى برذونك

''اے ابو ہاشم خدا تجھے اور تیرے گھوڑے کو قوت عطا فرمائے۔''

راوی کہتا ہے: آنحضرت کی اس دعا کے بعد ابو ہاشم صبح کی نماز بغداد میں پڑھتا تھا اور اسی سواری کے ساتھ راستہ چلتا اور ظہر کے قریب سامراء پہنچ جاتا تھا۔ اگر چاہتا تو اسی روز دوبارہ واپس چلا جاتا۔ یہ امامؑ کے معجزات اور دلائل میں سے عجیب ترین چیز دیکھی گئی ہے۔

(الخرائج: ۲/ ۶۷۲ حصہ ۱، اعلام الوری: ۳۶۱، مناقب ابن شہر آشوب: ۴/ ۴۰۹، بحارالانوار: ۵۰/ ۱۳۷ حدیث)

آئمہؑ خدا کے مظہر ہیں

(۵/۴۸۰) صفار کتاب بصائر الدرجات میں بعض راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ امام ہادیؑ نے ان کے لئے لکھا:

ان الله جعل قلوب الائمة موردا لارادته فاذا شاء الله شيئا شاووه

''خدا تعالیٰ نے آئمہؑ کے دلوں کو اپنے ارادہ کا محل قرار دیا۔ لہٰذا خدا جب بھی کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہیں اور یہ مطلب خدا کے فرمان میں پایا جاتا ہے۔''

وما تشاءون الا ان يشاء الله

''تم نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے۔'' (سورہ دہر آیت ۳)

(تفسیر برہان: ۴/ ۴۱۶ حدیث ۱، بحارالانوار: ۲۵/ ۳۷۲ حدیث ۲۳)

جنت کا پرندہ

(۶/۴۸۱) ابوجعفر محمد بن جریری طبریؒ کتاب دلائل الامامہ میں عمار بن زید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادی علیہ السلام سے عرض کیا: کیا آپ آسمان کی طرف اوپر جا سکتے ہیں اور وہاں سے کوئی ایسی چیز لا سکتے ہیں جس کی مانند زمین پر کوئی چیز نہ ہو؟

جیسے ہی میں نے حضرت سے یہ درخواست کی تو میں نے دیکھا امامؑ ہوا میں چلے گئے اور میں نے انہیں ہوا میں دیکھا، پھر وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں سونے کا ایک پرندہ تھا جس کے گلے میں سونے کے گوشوارے اور چونچ میں قیمتی در تھے اور وہ پرندہ کہہ رہا تھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور علیؑ اللہ کا ولی ہے۔''

امامؑ نے فرمایا:

ھذا طیر من طیور الجنۃ

''یہ جنت کا پرندہ ہے پھر اسے چھوڑ دیا اور وہ واپس چلا گیا۔''

(نوادر المعجزات: ۱۸۵، حدیث ۳، دلائل الامامۃ: ۴۱۳ حدیث ۵)

تیرا بیٹا شیعہ ہوگا

(۴۸۲/۷) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں ہبۃ اللہ بن ابی منصور موصلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

دیار ربیعہ (موصل اور راس عین کے درمیان جگہ کا نام ہے) میں کفرتوثا (فلسطین کے ایک دیہات کا نام) کا رہنے والا ایک عیسائی کاتب تھا جس کا نام یوسف بن یعقوب تھا۔ اس کے اور میرے باپ کے درمیان دوستی تھی ایک دن وہ ہمارے گھر آیا اور میرے باپ سے ملاقات کی، میرے باپ نے اس سے کہا: کون سا مسئلہ درپیش ہے کہ اس وقت آئے ہو؟ کیا کوئی نئی خبر لائے ہو؟ اس نے کہا: متوکل نے مجھے بلایا ہے معلوم نہیں میرے بارے میں اس کا کیا ارادہ ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں نے اپنی سلامتی کے لئے ایک سو دینار کی نذر کی ہے اور اپنے ساتھ لایا ہوں تا کہ امام ہادیؑ کی خدمت یں پیش کروں۔ میرے باپ نے کہا: تجھے بہت بڑی توفیق حاصل ہوئی ہے کہ اس طرح کی نذر مانی ہے۔ پھر اس نے میرے باپ سے الوداع کیا اور اپنے مقصد کی طرف چلا گیا۔ چند دنوں کے بعد ہمارے پاس آیا تو بڑا خوش وخرم تھا۔ میرے باپ نے اس سے کہا: جو کچھ تیرے ساتھ پیش آیا ہے اسے ہمارے سامنے بیان کرو۔ نصرانی کہتا ہے کہ میں سامراء کی طرف چل پڑا البتہ اس سے پہلے میں نے کبھی سامراء نہیں دیکھا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک گھر میں قیام کیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ متوکل کے پاس جانے اور میرے یہاں آنے سے کسی کے باخبر ہونے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ میں نذر کی رقم سو دینار امام ہادیؑ تک پہنچا دوں۔ میں جانتا تھا کہ حضرت خانہ نشین ہیں اور گھر سے باہر نکلنے کی انہیں اجازت نہیں ہے۔ میں بڑا حیران تھا کہ کیا کروں؟ ایک طرف تو مجھے امامؑ کے گھر کا پتہ نہ تھا اور دوسری طرف اس بات کا ڈر تھا کہ اگر کسی

سے اماؑ کے گھر کا پتہ معلوم کروں تو ہوسکتا ہے متوکل کو بتا دے جس کی وجہ سے میں اور زیادہ پریشانی میں پڑ جاؤں، تھوڑی دیر تک میں نے غور و فکر کیا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے گدھے کی مہار چھوڑ کر اسے آزاد کر دیتا ہوں کہ وہ جہاں بھی لے جائے میں چلا جاؤں گا۔ شائد اس طریقے سے کسی سے پوچھے بغیر اماؑ کے گھر کا راستہ تلاش کرلوں۔ اس کے بعد میں نے دیناروں کو ایک کاغذ میں رکھا اور اسے آستین میں چھپا لیا اور گدھے پر سوار ہو گیا۔ سواری خود بخود اپنی مرضی سے گلی کوچے طے کرتی ہوئی جارہی تھی، یہاں تک کہ ایک گھر کے پاس جا کر رک گئی۔ میں نے جتنی بھی کوشش کی کہ اس کو چلاؤں لیکن وہ نہ چلی۔ میں نے اپنے غلام سے کہا کہ آرام سے کسی شخص سے پوچھو یہ کس کا گھر ہے؟ جب اس نے پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ یہ (ابن الرضا) یعنی امام ہادیؑ کا گھر ہے۔ میں نے تعجب کے ساتھ کہا: اللہ اکبر، خدا کی قسم! یہ آپ کی امامت اور حقانیت کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے۔ اسی اثنا میں اس گھر کے اندر سے ایک سیاہ رنگ غلام باہر آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تو یوسف بن یعقوب ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا نیچے اتر آؤ۔ میں اتر آیا اس نے مجھے گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا اور خود گھر کے اندر چلا گیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ ایک دوسری دلیل ہے۔ خادم کو میرے نام کا کیسے علم ہوا ہے۔ مجھے تو اس شہر میں کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی میں اس شہر میں کبھی آیا ہوں۔ خادم واپس آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ وہ سو دینار جو تو نے کاغذ میں رکھ کر آستین میں چھپائے ہیں وہ مجھے دے دو۔ میں نے وہ دینار اسے دے دیئے اور اپنے آپ سے کہا کہ یہ تیسری دلیل ہے۔ دوبارہ خادم میرے پاس آیا اور کہا: گھر کے اندر آجاؤ۔ جب میں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ اکیلے تشریف فرما ہیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے یوسف! کون سی چیز تیرے لئے روشن و ظاہر ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: کافی مقدار میں میرے لئے دلیل اور برہان ظاہر ہو چکی ہیں۔ اماؑ نے فرمایا: افسوس ہے کہ تو مسلمان نہیں ہوگا لیکن تیرا بیٹا مسلمان ہو جائے گا اور ہمارے شیعوں میں سے ہوگا۔

يا يوسف! ان اقواما يزعمون ان ولايتنا لا تنفع امثالكم كذبوا والله انها لتنفع امثالك

''اے یوسف! کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہماری دوستی اور محبت تجھ جیسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی، لیکن خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہماری دوستی و محبت تجھ جیسے لوگوں کو بھی فائدہ دے گی۔''

اب جس کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہو، جاؤ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ وہ کہتا ہے: اس کے بعد میں متوکل کے گھر گیا اور جو کچھ میں چاہتا تھا وہ کہہ دیا اور کسی قسم کی کوئی تکلیف اور پریشانی اس کی طرف سے مجھے نہ آئی۔ میں بڑے آرام و سکون سے وہاں سے واپس آگیا۔ اس حدیث کا راوی ہبۃ اللہ کہتا ہے: اس نصرانی کی وفات کے بعد میں نے اس کے بیٹے سے ملاقات کی، جب کہ وہ ایک اچھا شیعہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: میرا باپ تو نصرانی اس دنیا سے چلا گیا اور میں اپنے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا یہ وہ خوش خبری ہے جو میرے مولا نے فرمائی ہے۔

(الخرائج: ۱/ ۳۹۶ حدیث ۳ بحارالانوار: ۵۰/ ۱۴۴ حدیث ۲۷، الثاقب فی المناقب: ۵۵۳ حدیث ۱۳)

امام تقی علیہ السلام اور علم غیب

(۸/۴۸۳) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب حلیۃ الابرار میں امام عسکریؑ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔(ساتواں باب: حضرت کا کلام انوش نصرانی کے ساتھ)

احمد قیصر سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے: میں محلہ عسکر میں اپنے آقا حضرت عسکریؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک خادم بادشاہ کے گھر سے حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی، امیر المومنینؑ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا مسیحی کاتب انوش اپنے دو بیٹوں کا ختنہ کرنا چاہتا ہے اور اس نے ہم سے درخواست کی ہے کہ آپ اس کے گھر میں تشریف لائیں اور اس کے بیٹوں کے لئے دعا کریں۔ میری بڑی خواہش ہے کہ ہماری درخواست کو قبول کریں۔ ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیں گے صرف اس کے کہنے پر آپ کو یہ زحمت دے رہے ہیں، کیونکہ اس کا کہنا ہے:

نحن نتبرك بدعاء بقايا النبوة والرسالة

''ہم نبوت ورسالت کی باقی ماندہ ہستیوں کی دعا کے ذریعے سے تبرک حاصل کریں گے۔''

امامؑ نے فرمایا:

الحمد لله الذي جعل النصارى اعرف بحقنا من المسلمين

''تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے مسلمانوں سے زیادہ نصاریٰ کو ہمارے حق کے ساتھ روشناس کرایا ہے۔''

پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے گھوڑے کو تیار کریں۔ اس کے بعد ہم سوار ہوئے اور انوش کے گھر پہنچ گئے۔ انوش کو جب امامؑ کے آنے کی اطلاع ملی تو ننگے سر اور ننگے پاؤں اپنے سینے پر انجیل رکھے ہوئے آپ کے استقبال کے لیے آیا، جب کہ اس کے اطراف میں اس کے ہمراہ کلیسا کے خدمت گزار اور نصرانیوں کے پادری موجود تھے۔ جب انوش گھر کے دروازے کے پاس امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا: اس مقدس کتاب کی قسم جس کو آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ہم آپ کو آپ کی ذات کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہم نے جو آپ کو تکلیف دی ہے وہ معاف کر دیں۔ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کے حق کی قسم اور انجیل کی قسم جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم نے امیر المومنین (حاکم وقت) سے جو درخواست کی ہے وہ صرف اس لئے کی ہے کہ ہم نے انجیل میں آپ کی شان اور مقام کو عیسیٰ بن مریم کی طرح پایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: الحمد للہ (کہ خدا نے یہ معرفت تمہیں عطا کی) اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہو گئے اور گھر کے فرش پر قدم رکھے، تمام غلام اور مجلس میں حاضر لوگ آپ کے احترام کے لئے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ امامؑ نے انوش سے فرمایا:

اما ابنك هذا فباق عليك و اما الآخر فما خوذ عنك بعد ثلاثة ايام وهذا الباقي

يسلم و يحسن اسلامه و يتو لانا اهل البيت

''تیرا یہ بیٹا تیرے لئے باقی رہے گا لیکن یہ دوسرا تین دن کے بعد تجھ سے لے لیا جائے گا جو تیرا بیٹا باقی رہے گا وہ ایک اچھا مسلمان بنے گا اور ہم اہل بیتؑ کا دوست ومحب ہوگا۔''

انوش نے عرض کیا: خدا کی قسم! اے میرے آقا! آپ کا فرمان حق ہے اور میرے لئے اس بیٹے کی وفات آسان ہے کیونکہ آپ نے خوش خبری دی ہے کہ میرا دوسرا بیٹا مسلمان ہوجائے گا اور آپ اہل بیت کی ولایت کو قبول کرے گا۔ بعض قادریوں نے اس سے کہا: تو جو اس طرح کا نظریہ رکھتا ہے مسلمان کیوں نہیں ہوجاتا؟ اس نے جواب دیا، میں مسلمان ہی ہوں اور میرے مولا اس سے باخبر ہیں۔ امامؑ نے اس کی بات کی تصدیق کی اور فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ کہتے، ہم نے تیرے بیٹے کی وفات کی خبر دی ہے اور اگر یہ اطلاع واقع کے مطابق نہ ہوئی تو ہم ضرور تیرے بیٹے کے باقی رہنے کے لئے خدا سے دعا کرتے۔

انوش نے عرض کیا: اے میرے مولا! آپ جو چاہتے ہیں، میں اس سے راضی ہوں۔ اس روایت کا راوی احمد بن قیصر کہتا ہے: خدا کی قسم جیسے امامؑ نے فرمایا تھا۔ تین دن کے بعد اس کا ایک بیٹا فوت ہوگیا اور دوسرا بیٹا ایک سال کے بعد اسلام لے آیا اور حضرت عسکری کی وفات تک آپ کی بارگاہ میں آپ کا خدمت گزار رہا۔ (حلیۃ الابرار: ۵/۱۱۱: ۲ مدینۃ المعاجز: ۷/۶۷۰: ۱۳۷)

دعائے معصوم

(۹/۴۸۴) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں سہل بن یعقوب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادیؑ سے عرض کیا: حدیث کے راویوں کے واسطہ سے امام صادقؑ کی طرف سے دنوں کے اختیارات مجھ تک پہنچے ہیں۔ آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے سامنے انہیں پیش کروں۔ امامؑ نے قبول کرلیا۔ میں نے پیش کئے اور ان کی تصحیح کروائی۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا: اکثر دنوں میں مواقع اور رکاوٹیں ہوتی ہیں جو انسان کو اپنے مقصد تک پہنچنے سے روکتی ہیں، کیونکہ ان کے موارد میں ذکر ہوا ہے کہ یہ مبارک نہیں ہے اور ان میں خوف وخطرہ پایا جاتا ہے۔ آپ میری راہنمائی کریں کہ میں ان احتمالی خطرات سے کس طرح بچ سکتا ہوں؟ تاکہ اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکوں کیونکہ کبھی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ایسے دنوں میں مجھے اپنے مقصد کے لئے جانا پڑتا ہے۔

امام نے فرمایا:

يا سهل! ان نشيعتنا بولا يتنا لعصمة لو سلكوا بها فى لجة البحار الغامرة و سباسب البيداء الغابرة بين السباع و الذئاب و اعادى الجن و لانس لا منوا من مخاوفهم بولايتهم لنا۔ فثق بالله عزوجل واخلص فى الولاء لا ئمتك الطاهرين و توجه حيث شئت و اقصد ما شئت

''اے سہل! ہماری ولایت ہمارے شیعوں کے لئے محافظ ہے۔ اگر گہرے سمندروں کے نیچے چلے جائیں یا کسی بے آب و گیاہ صحرا میں چلے جائیں یا خطرناک بیابانوں میں خطرناک جانوروں، بھیڑیوں اور دشمن آدمیوں اور جنوں کے درمیان گھر جائیں تو لازمی طور پر ان سے محفوظ رہیں گے۔ پس خدا پر اعتماد رکھو اور آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ دوستی اور ولایت کو خالص کرو۔ پھر جدھر جانا چاہو چلے جاؤ اور جو کرنا چاہو کر لو۔''

اے سہل! اگر یہ دعا جو میں تجھے سکھاؤں گا تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ رات کے وقت پڑھتے رہو گے تو تم اپنے آپ کو ایک محفوظ پناہ گاہ میں پاؤ گے اور ہر طرح کے خوف و خطر سے محفوظ رہو گے۔ وہ دعا یہ ہے:

اصبحت اللهم معتصما بذمامك المنيع الذى لا يطاول ولا يحاول من شر كل طارق و غاشم من سائر ما خلقت ومن خلقت من خلقك الصامت والناطق فى جنة من كل مخوف بلباس سابغة ولاء اهل بيت نبيك محتجزا من كل قاصد لى الى اذية بجدار حصين الاخلاص فى الاعتراف بحقهم، والتمسك بحبلهم جميعا موقنا بان الحق لهم و معهم و فيهم و بهم اوالى من والوا و اجانب من جانبوا فصل على محمد و آل محمد فاعذنى اللهم بهم من شر كل ما اتقيه يا عظيم حجزت الا عادى عنى ببديع السموات والارض، انا (وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۝۹) (سورہ یسین آیت ۹)

''اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی ہے، کہ میں تیری ایسی محکم و مضبوط حمایت اور کفالت کی پناہ لے چکا ہوں کہ جس تک پہنچنا اور اس پر قابو پانا ناممکن ہے ہر ظالم اور راہزن کے شر اور برائی سے، تیری ہر طرح کی مخلوق سے چاہے وہ خاموش رہنے والی ہو یا وہ بولنے والی۔ اور میں نے اپنے آپ کو ہر ڈرانے والی چیز کے خوف سے محمد و آل محمد علیہم السلام کی دوست اور ولایت کے سایہ کی ڈھال میں دے دیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو ہر تکلیف دینے والے کی اذیت سے محمد و آل محمد علیہم السلام کے حق کے ساتھ اعتراف کرنے اور ان ہستیوں کے ساتھ محکم اخلاص رکھنے اور ان پیاروں کی ولایت کے رشتہ کی دیوار کے پردے میں چھپا لیا ہے۔ اس حال میں کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ حق ان کے لئے ہے، ان کے ساتھ ہے، ان میں ہے اور ان کے وجود کے ساتھ ہے، جو ان کو دوست رکھتا ہے میں اس کے

ساتھ دوستی رکھتا ہوں اور جو ان سے دور رہتا ہے۔ میں اس سے اجتناب کرتا ہوں۔ پس تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور مجھے ان بزرگ ہستیوں کی برکت سے ہر اس چیز سے پناہ دے، جس سے میں بچتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔ اے بلند ذات! میں اپنے دشمنوں کو اپنے سے منع کرتا ہوں اس ذات کے ذریعے سے جو آسمانوں اور زمین کو ظاہر کرنے والا ہے (بے شک ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے دیوار قرار دے دی ہے۔ اور ان کو پردے میں چھپا دیا ہے کہ وہ دیکھ نہیں سکتے)۔''

(امالی طوسی: ۲۷۶ ح ۶۷ مجلس ۱۱، امالی صدوق ۲۷۶ ح ۶۷ مجلس ۱۰، بحار الانوار: ۵۹/۲۴ ح ۷۔ ۹۵/۱ ح ۱)

آصف بن برخیا کا علم

(۱۰/۴۸۵) طبریؒ کتاب دلائل میں امام ہادیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

خدا کے اسم اعظم تہتر حرف ہیں۔ بے شک آصف بن برخیا کے پاس ان میں سے ایک حرف تھا اور اس ایک حرف کے ذریعے سے اپنے اور ملک سبا کے درمیان کا فاصلہ آنکھ کے جھپکنے سے کمتر مدت میں طے کیا اور بلقیس کا تخت سلیمان کے لئے حاضر کر دیا۔

وعندنا منه اثنا وسبعون حرفا، واستاثر الله تعالی بحرف فی علم الغیب

''اور ہمارے پاس ان میں سے بہتر حرف ہیں اور ان میں سے ایک حرف کو خدا نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔''

(دلائل الامامۃ: ۴۱۴ ح ۱۰، مدینۃ المعاجز: ۴۴۵/۷ ذیل حدیث ۲۷، بصائر الدرجات: ۲۱۱ حدیث ۳)

امامؑ نے وفات کی خبر دی

(۱۱/۴۸۶) حسین بن عبدالوہاب کتاب عیون الاخبار میں حسن بن علی وشاء اور وہ حضرت امام رضاؑ کی کنیز ام محمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن حضرت ہادیؑ خوف کی حالت میں آئے اور اپنے والد کی پھوپھی ام موسیٰ کی گود میں بیٹھ گئے۔ ام موسیٰ نے ان سے پوچھا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

مات ابی والله الساعة

''خدا کی قسم اسی وقت میرے والد وفات پا گئے ہیں۔''

ام موسیٰ نے کہا: ایسی بات نہ کرو۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مطلب ایسے ہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ ام موسیٰ نے اس دن کو ذہن میں رکھا۔ چند دنوں کے بعد جب حضرت امامؑ جوادؑ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے دیکھا کہ یہ وہی دن تھا جو حضرت ہادیؑ

نے فرمایا تھا۔

(عیون المعجزات: ۱۳۰، بحار الانوار: ۵۰/ ۱۵ حدیث ۲۱، مدینۃ المعاجز: ۷/ ۴۵۸ ح ۴۱ کشف الغمہ: ۲/ ۳۸۴)

پرندوں کی اطاعت کا انداز

(۴۸۷/ ۱۲) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں ابو ہاشم جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

متوکل عباسی نے اپنے بیٹھنے کے لئے ایک جگہ بنا رکھی تھی جہاں بہت سے پنجرے تھے اور اس جگہ کو اس طرح بنایا گیا تھا کہ سورج اس کے اوپر سے گزرتا تھا۔ ان پنجروں میں بہت سے بولنے والے پرندوں کو رکھا ہوا تھا۔ جب متوکل کی عمومی ملاقات اور دیدار کا وقت آتا تو اس جگہ بیٹھا کرتا تھا اور پرندوں کی آواز کے زیادہ شور کی وجہ سے لوگ جو اس سے بات کرتے اور وہ جو لوگوں سے بات کرتا سنائی نہ دیتی تھی، لیکن جب حضرت ہادیؑ تشریف لاتے تو تمام پرندے خاموش ہو جاتے تھے، جب تک حضرت وہاں سے چلے نہ جاتے پرندوں کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور جیسے حضرت باہر تشریف لے جاتے تو دوبارہ پرندوں کی آواز آنے لگ جاتی اور سب بولنے لگ جاتے اور اس نے چوکور بھی رکھے ہوئے تھے، جب متوکل مجلس میں بیٹھتا تو انہیں چھوڑ دیتا جب چکور اور پرندے آپس میں لڑتے اور وہ ان کا تماشا دیکھ کر خوش ہوتا۔ جب امام ہادیؑ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو وہ چکور آرام سے دیوار پر بیٹھ جاتے۔ جب تک حضرت وہاں تشریف فرما رہتے وہ اپنی جگہ سے نہ ہلتے۔ جب آپ مجلس سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ پرندے دوبارہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا شروع کر دیتے۔

(الخرائج: ۱/ ۴۰۴ حدیث ۱، بحار الانوار: ۵۰/ ۱۴۸ ح ۳۴ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۴۷۴ حدیث ۱۵۵ اثبات الہداۃ ۳/ ۳۷۵ حدیث ۴۲ کشف الغمہ: ۲/ ۳۹۴)

سوال کا جواب

(۴۸۸/ ۱۳) اسی کتاب میں محمد بن فرج سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: امام ہادیؑ نے مجھ سے فرمایا:

اذا اردت ان تسال مسالة فاکتبها وضع الکتاب تحت مصلاك ودعه ساعة ثم اخرجه وانظر فیه

''جب تم کوئی مسئلہ پوچھنا چاہو تو اسے لکھ لو اور اپنے مصلے کے نیچے رکھ لو، تھوڑی دیر وہاں رکھنے کے بعد اسے باہر نکال کر اس میں دیکھو۔''

محمد بن فرج کہتا ہے: میں نے امامؑ کے حکم کے مطابق اس کام کو انجام دیا تو اپنے سوال کے جواب کو امامؑ کے دستخط کے ساتھ لکھا ہوا پایا۔

(الخرائج: ۱/ ۴۱۹ حدیث ۲۲ بحارالانوار: ۵۰/ ۱۵۵ حدیث ۴۴۱ کشف الغمۃ: ۲/ ۳۹۵)

جواب مل جائے گا

(۴۸۹/ ۱۴) سید بن طاؤوس (قدس) کتاب کشف المحجہ میں کتاب الرسائل تالیف کلینیؒ سے کسی نامعلوم شخص کے ذریعے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام ہادیؑ کو لکھا کہ ایک شخص چاہتا ہے اپنے امامؑ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرے اور اپنی مشکلات کو ان کے سامنے پیش کرے جیسے کہ وہ اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز کرتا ہے اور اپنی حاجتوں کا اظہار کرتا ہے۔

امامؑ نے اسے اس طرح جواب لکھا:

ان کان لك حاجة فحرك شفتيك فان الجواب یاتیك

''جب بھی تیری کوئی حاجت ہو تم فقط اپنے لبوں کو حرکت دو اور مطمئن ہو جاؤ کہ جواب تجھ تک پہنچ جائے گا۔''

(کشف المحجہ: ۱۵۳، بحارالانوار: ۵۰/ ۱۵۵ حدیث ۴۲)

سیاہی سیاہی میں

(۴۹۰/ ۱۵) طبریؒ دلائل الامامہ میں محمد بن اسماعیل سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں سامراء میں قید تھا۔ ایک دن میں نے بختیشوع کے شاگرد یزداد مسیحی کو دیکھا جو موسیٰ بن بغا کے گھر سے واپس آ رہا تھا۔ وہ میرے ساتھ راستہ چل پڑا اور ہم گفتگو کرتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے، اس نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا اور کہا: کیا اس دیوار کو دیکھ رہے ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ اس گھر میں کون رہتا ہے؟ میں نے کہا: تو خود ہی بتاؤ اس گھر کا صاحب کون ہے؟ اس نے جواب دیا، ایک علوی اور اہل حجاز کا جوان ہے، جس کا نام علی بن محمد ہے۔ ہم اس وقت اس کے گھر کے پاس سے گزر رہے ہیں میں نے یزداد سے کہا: تو اس جوان کے متعلق کیا جانتا ہے؟ اس نے کہا: اگر کوئی اس کائنات میں غیب کے متعلق جانتا ہے تو یہی جوان ہے۔ میں نے کہا: تو کیسے جانتا ہے اور کس دلیل کے ساتھ یہ بات کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں ایک عجیب قصہ تیرے لئے بیان کرتا ہوں جو آج تک کسی نے نہ سنا ہوگا، لیکن میں خدا کو وکیل اور حاکم قرار دیتا ہوں کہ اس قصہ کو میری طرف سے کسی کے لئے بیان نہ کرنا، کیونکہ میں طبیب ہوں اور میری زندگی کے خرچ و اخراجات سلطان کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ خلیفہ اس جوان کو دشمنی کی وجہ سے حجاز سے یہاں لایا ہے تا کہ لوگ اس کے پاس نہ آئیں اور اس کے اردگرد جمع نہ ہوں اور اس کے نتیجہ میں حکومت کہیں بنی عباس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

میں نے کہا: میں وعدہ کرتا ہوں اور خدا کو ضامن قرار دیتا ہوں کہ اس قصہ کو میں کسی کے سامنے بیان نہ کروں گا۔ پس تم قصہ

بیان کرو اور کسی قسم کا خوف محسوس نہ کرو، کیونکہ تو ایک عیسائی آدمی ہے۔اس خاندان کے متعلق جو تو تعریف کرے گا کوئی تجھ پر تہمت نہیں لگائے گا اور تو اطمینان رکھ کہ میں اس کو پوشیدہ رکھوں گا۔

اس نے کہا: واقعہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اس جوان سے ملاقات کی۔ جب کہ وہ ایک سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ بدن پر سیاہ لباس اور سر پر سیاہ عمامہ رکھے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ بھی کچھ سیاہی مائل تھا۔ جیسے ہی میری نظر اس پر پڑی تو میں احترام سے کھڑا ہو گیا اور خود اپنے سے کہا: میں نے اپنے منہ سے کوئی مطلب نہیں نکالا اور نہ ہی کسی نے مجھ سے کوئی حرف سنا۔ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے حق کی قسم، میں نے جو فقط اپنے ذہن میں سوچا تھا کہ اس کا لباس سیاہ، عمامہ سیاہ، سواری سیاہ اور خود بھی سیاہ یعنی سیاہی سیاہی میں اور سیاہی سیاہی میں۔ جیسے ہی وہ میرے پاس پہنچا تو تیز نگاہوں کے ساتھ میری طرف دیکھ کر فرمایا:

قلبك اسود مما ترى عيناك من سواد في سواد

''تیرا دل اس سے بھی سیاہ تر ہے جو تیری آنکھوں نے مشاہدہ کیا ہے یہ کہ سیاہی در سیاہی جو تو نے کہا ہے۔''

راوی کہتا ہے: میرے باپ نے اس سے کہا: اس کے بعد تو نے کیا کہا اور کیا جواب دیا؟

اس نے کہا: میں ان کے کلام سے حیران و پریشان ہو گیا اور مجھ میں حرکت کرنے کی طاقت نہ رہی اور میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ میں نے اس سے کہا: کیا اس معجزہ اور کرامت کو دیکھ کر تیرا دل نورانی اور سفید نہ ہوا؟ اس نے جواب دیا۔ خدا جانتا ہے کہ میرے باپ نے اس قصہ کا باقی حصہ بیان کرتے ہوئے کہا: جب یزداد مریض اور کمزور ہو گیا تھا تو اس نے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا۔ میں اس کے پاس گیا، اس نے مجھ سے کہا: تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ امام ہادیؑ کی برکت سے اس واقعہ کے بعد میرا دل سیاہی و تاریکی سے نورانی و روشن ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے، حضرت علی بن محمد ہادیؑ خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہے اور اس کی عظیم عزت و ناموس ہے۔

پھر وہ اسی بیماری میں اس دنیا سے چلا گیا اور میں نے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

(مدینۃ المعاجز: ۷/۴۴۸ حدیث ۳۱، نوادر المعجزات: ۱۸۷ حدیث ۶، بحار الانوار: ۵۰/۱۶۱ حدیث ۵۰)

امامت کی خصلتیں

(۴۹۱/۱۶) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں لکھتے ہیں:

امام ہادیؑ کے وجود مبارک میں امامت کی تمام پسندیدہ اور اچھی خصلتیں موجود تھیں اور آپ کے اندر فضیلت، علم اور نیک صفات کامل درجے پر تھیں۔ آپ کے اخلاق آپ کے آباؤ اجداد کی طرح تمام کے تمام خارق العادہ تھے۔ رات کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرتے اور ایک لحظہ کے لئے بھی عبادت کرنے سے رکتے نہیں تھے۔ پشم کا لباس پہنتے، کھجور کی چٹائی پر نماز ادا کرتے۔ اگر ہم

آپ کے اخلاق کو بیان کرنا چاہیں تو ایک مفصل کتاب کی ضرورت ہے۔

(الخرائج:۲۰:۹۰۱)

ملعون مر گیا

(۴۹۲/۱۷) روایت ہوئی ہے کہ امام ہادیؑ جب متوکل کے گھر میں وارد ہوئے تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے مخالفوں میں سے ایک شخص نے آپ سے جسارت کی اور کہا: کہاں تک ریا کاری اور خود نمائش کرو گے؟ جیسے ہی اس ملعون کی بات ختم ہوئی تو زمین پر گرا اور مر گیا۔

آدمؑ کا حج

(۴۹۳/۱۸) یوسف بن حاتم شامی کتاب ''الدر النظیم'' میں محمد بن یحییٰ سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن یحییٰ بن اکثم نے عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دربار میں وہاں موجود علماء کے سامنے ایک سوال مطرح کیا کہ حضرت آدمؑ نے جب حج کیا تھا تو ان کا سر کس نے مونڈھا تھا؟ حاضرین میں سے کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ واثق نے کہا: میں ایسے شخص کو آپ کے پاس لاتا ہوں جو اس سوال کا جواب دے گا۔ اس کے بعد ایک شخص کو امامؑ کی طرف بھیجا، امامؑ نے اس سے فرمایا: مجھے معاف کریں اور رہنے دیں، لیکن اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: میرے باپ نے میرے دادا سے اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

امر جبرئیل ان ینزل بیاقوتة من الجنة فهبط بها فمسح بها راس آدم فتناثر الشعر منه فحیث بلغ نورها صار حرما

''خدا تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ بہشت سے یاقوت لے کر نیچے جائے، وہ فوراً آدمؑ کے پاس آیا اور اس یاقوت کو آدمؑ کے سر پر پھیرا جس سے ان کے سر کے بال گر گئے۔ اس یاقوت کا نور جہاں جہاں تک چمکا اس حد تک حرم بن گیا۔''

(الدر المنثور:۱/۵۶، منقولا از تاریخ بغداد:۱۲/۶۵، بحار الانوار:۹۹/۵۰ حدیث ۵۰، المستدرک:۹/۳۳۰ حدیث ۵)

(۴۹۴/۱۹) قطب راوندیؒ کتاب خرائج میں اہل اصفہان کے ایک گروہ سے نقل کرتے ہیں کہ

وہ کہتے ہیں: اصفہان میں ایک شخص بنام عبدالرحمان تھا جس کا مذہب شیعہ تھا اس سے لوگوں نے پوچھا، تو کس وجہ سے شیعہ ہوا ہے اور حضرت امام ہادیؑ کی امامت کو قبول کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے حضرت سے ایک کرامت اور معجزہ دیکھا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر لازم ہو گیا کہ میں آپ کی امامت کا اعتراف کروں۔ واقعہ اس طرح ہے کہ میں ایک غریب اور انتہائی فقیر آدمی تھا، لیکن میری

زبان بڑی تیز اور مجھ میں جرأت بڑی تھی، ایک سال اہل اصفہان نے مجھے ایک گروہ کے ساتھ کسی شکایت اور انصاف کے لئے متوکل کے پاس بھیجا۔ ایک دن میں متوکل کے گھر کے پاس تھا کہ حضرت ہادیؑ کے حاضر ہونے کی مجھے آواز سنائی دی۔ وہاں موجود ایک شخص سے میں نے پوچھا متوکل نے جس کے حاضر ہونے کا حکم صادر کیا ہے وہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ایک علوی ہے جو علیؑ کی اولاد سے ہے اور رافضی لوگ (یعنی شیعہ) اسے اپنا امام جانتے ہیں۔ ممکن ہے، متوکل نے جو اسے بلایا ہے توقتل کر دے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا مگر یہ کہ اس کو دیکھ نہ لوں کہ وہ کیسا شخص ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہماری طرف آ رہے تھے اور سڑک کے دونوں اطراف لوگ اسے دیکھنے کے لیے کھڑے تھے۔ جیسے ہی میں نے انہیں نزدیک سے دیکھا تو میرے دل میں ان کی محبت اور دوستی پیدا ہوگئی اور میں نے دل میں ان کے لئے دعا کی کہ اے پروردگار! ان کو متوکل کے شر سے محفوظ فرما۔

وہ لوگوں کے درمیان سے گزر رہے تھے اور سر کو نیچے کئے ہوئے گھوڑے کی گردن کے بالوں کو دیکھ رہے تھے اور دائیں بائیں نگاہ نہیں کر رہے تھے جیسے ہی میرے سامنے آئے تو میری طرف دیکھا اور فرمایا:

قد استجاب الله دعاءك وطول عمرك و كثر مالك وولدك

''خدا نے تیری دعا کو قبول کر لیا ہے، تیری عمر طولانی کر دی ہے، تیرے دل اور اولاد میں کثرت پیدا کر دی ہے۔''

میں ان کے ہیبت کلام سے کانپنے لگا اور ساتھیوں کے درمیان گر گیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہوا ہے، تیرے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ میں نے کہا: خیریت ہے، میں نے ان سے واقعہ کو چھپا لیا۔ جب میں واپس اصفہان آیا تو خدا نے اس بزرگوار کی دعا کے صدقے میں میرے اوپر رحمت کے دروازے کھول دیئے اور بہت زیادہ مال وثروت مجھے عطا کیا، اتنا مال کہ اس وقت گھر سے باہر جو مال و دولت ہے اس کے علاوہ میرے گھر کے اندر ہزار ہزار درہم کے برابر دولت موجود ہے۔ خدا نے مجھے دس بچے عطا کئے ہیں، میری عمر اس وقت ستر سال سے اوپر ہے اور میں اس بزرگوار کی امامت کا اقرار کرتا ہوں، جس نے میرے دل کی بات کی خبر دی اور میرے لئے خدا سے دعا کی۔

وہ بغداد میں اور آپ مدینہ میں

(۲۰/۴۹۵) طبریؒ کتاب دلائل الامامہ میں ہارون بن فضل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے حضرت ہادی علیہ السلام کو ایک دن ان کے والد کی وفات کے بعد دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے:

انا لله و انا اليه راجعون مضى والله ابو جعفر

''بے شک ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسی کی طرف جانا ہے خدا کی قسم ابوجعفرؑ وفات پا گئے۔''

میں نے ان سے عرض کیا: آپ کو کیسے پتہ چلا جب کہ وہ اس وقت بغداد میں اور آپ مدینہ میں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں نے اپنے اندر اس وقت خدا کے لئے اس قدر تواضع اور انکساری کا احساس کیا ہے کہ اس سے پہلے نہ تھی۔

(دلائل الامامۃ: ۴۱۵ ح ۱۱، بحارالانوار: ۲۷/۲۹۲ ح ۳)

ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں:

دخلنی من اجلال الله شئی لم ا کن اعرفه قبل ذلك فعلمت انه قد مضی

''میرے دل میں خدا کی عظمت سے ایک شی داخل ہوگئی ہے جسے میں پہلے نہ جانتا تھا جس سے میں نے جان لیا کہ میرے والد بزرگوار وفات پا گئے ہیں۔''

(بصائر الدرجات: ۴۶۷ ح ۲، بحارالانوار: ۲۷/۲۹۱ ح ۲، اثبات الھداۃ ۳/۳۶۸ ح ۲۶)

دعائے امام ہادیؑ

(۲۱/۴۹۶) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں محمد بن احمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میرے والد کے چچا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن میں امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا: اے میرے آقا! اس مرد یعنی متوکل نے مجھے اپنے سے دور کر دیا ہے اور میری روزی بند کر دی ہے اور مجھے پریشان و دل تنگ کر دیا ہے۔ اس نے یہ سب کچھ اس لیے کیا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ میں آپ کی بارگاہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں اور آپ کی درگاہ کا ملازم ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر آپ اس سے میری شفارش کریں تو وہ یقیناً قبول کرلے گا۔ میری درخواست ہے کہ مہربانی فرمایئے اور اس سے درخواست کریں کہ میرے بارے میں نظر ثانی کرے۔ امام نے فرمایا: ان شاء اللہ، تو اپنے مقصد تک پہنچ جائے گا۔ جب رات ہوئی تو متوکل کی طرف سے یکے بعد دیگرے پیغام رساں میرے پاس آنے لگے اور مجھے متوکل کے پاس جانے کی دعوت دی، جب میں وہاں پہنچا تو میں نے فتح بن خاقان کو دروازے کے پاس دیکھا جو میرے انتظار میں تھا۔ اس نے مجھے کہا: اے مرد! آپ اپنے گھر میں آرام کیوں نہیں کرتے؟ متوکل نے مجھے تیری تلاش میں تھکا دیا ہے اور بار بار تجھے ڈھونڈنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ پھر میں گھر میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ متوکل کھڑا ہے۔ جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا تو آواز دی: اے ابوموسیٰ ہم اپنی مصروفیت کی وجہ سے تجھ سے غفلت کر جاتے ہیں تو ہمیں یاد کیوں نہیں کرواتا اور اپنے آپ کو ہمارے ذہن سے دور رکھتا ہے۔ اب بتاؤ تیرے کون سے حقوق ہمارے پاس باقی ہیں جو ادا نہیں ہوئے؟ میں نے ان چند موارد کا نام لیا جو مجھے یاد تھے کہ مجھے فلاں فلاں مہینے کا وظیفہ نہیں دیا گیا۔ اس نے حکم دیا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے دوگنا دیا جائے۔

جب میں باہر نکلا تو فتح بن خاقان سے کہا کہ کیا امام ہادیؑ اس جگہ تشریف لائے تھے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں نے کہا: کوئی خط بھیجا ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ اس کے بعد میں باہر آ گیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ فتح بن خاقان بھی میرے پیچھے باہر

آ گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ مجھے یقین ہے کہ تو نے امام ہادیؑ سے دعا کی درخواست کی ہے اور انہوں نے تیرے لئے دعا کی ہے۔ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت سے عرض کرو، میرے لئے بھی دعا کریں۔ میں جب حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! میں تیرا چہرا خوش وخرم دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میرے مولا یہ آپ کی برکت سے ہوا ہے، لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نہ تو اس کے پاس گئے ہیں اور نہ اس سے کوئی درخواست کی ہے؟ امامؑ نے فرمایا:

ان الله تعالى علم منا انا لا نلجا فى المهمات الا اليه ولا نتوكل فى الملمات الا عليه وعودنا اذا سالناه الاجابة ونخاف ان نعدل فيعدل بنا

''خدا تبارک وتعالیٰ جانتا ہے کہ ہم امور میں صرف اس کی طرف پناہ لیتے ہیں اور سختیوں اور بلاؤں میں فقط اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس نے ہماری ایسی عادت بنادی ہے کہ جب بھی اس سے دعا کرتے ہیں وہ قبول کر لیتا ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ اس سے منہ پھیر لیں گے تو وہ بھی منہ پھیر لے گا۔''

میں نے عرض کیا: فتح بن خاقان نے مجھ سے اس طرح کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: وہ ظاہرا ہم سے دوستی کرتا ہے اور باطن میں ہم سے دور رہتا ہے۔ دعا کرنے والے کی دعا کا اس وقت اثر ہوتا ہے جب دعا کی شرائط بھی پوری ہوں، جب تو نے خدا کے فرمان کی اطاعت میں اخلاص سے کام لیا اور رسول خداؐ کی رسالت اور ہم اہل بیت کے حق کا اعتراف کیا ہے تو جو چیز بھی تو خدا سے طلب کرے گا وہ تجھے محروم نہیں کرے گا۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ دعاؤں میں سے کوئی خاص دعا مجھے تعلیم فرمائیں۔ امامؑ نے فرمایا: میں جو دعا تجھے بتاؤں گا۔ میں اسے بہت زیادہ پڑھتا ہوں اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ میرے بعد میری قبر کے پاس اس دعا کو جو کوئی بھی پڑھے اسے ناامید نہ فرمانا۔ وہ دعا یہ ہے:

يا عدتى عند العدد ويا رجائى والمعتمد، ويا كهفى والسند ويا واحد ويا احد ويا قل هو الله احد اسألك اللهم بحق من خلقته من خلقك و لم تجعل فى خلقك مثلهم احدا ان تصلى عليهم وتفعل بى كيت و كيت

''اے وہ جو ذخیروں کے نزدیک میرا سرمایہ اور ذخیرہ ہے۔ اے میری امید اور تکیہ گاہ اے میری پناہ گاہ! اے واحد! اے احد! اے وہ جس نے پیغمبر کو فرمایا کہ کہو اللہ ایک ہے، اے پروردگار! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں ان کے حق کے واسطہ کے ساتھ کہ جن کو تو نے پیدا کیا ہے اور تیری مخلوق کے درمیان ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ ان پر درود بھیج اور میرے ساتھ اس طرح اور اس طرح کر''

(امالی طوسی: ۲۸۵ ح ۲ مجلس ۱۱، بحارالانوار: ۵۰/ ۱۲۷ ح ۵، مدینۃ المعاجز: ۷/ ۴۳۶ ح ۱۷)

تیرھواں حصہ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

گیارہویں امام، سبط پیغمبرؐ اماموں کی آخری یادگار، امام کے والد بزرگوار، قیامت کے دن شفاعت کرنے والے، وہ امام جو رضی اور زکی کا لقب رکھتے ہیں۔ اور جن کی کنیت ابومحمد ہے یعنی حضرت حسن بن علی امام عسکری علیہ السلام کے افتخارات وکمالات

وہ سب آل محمدؑ ہیں

(۱/۴۹۷) قطب راوندی ابوہاشم سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے امام عسکریؑ سے اس آیت شریفہ کے بارے میں سوال کیا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ﴿۳۲﴾

(سورہ فاطر: آیت ۳۲)

''پھر ہم نے کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو اپنے بندوں میں سے جن کو ہم نے چن لیا تھا۔ کچھ نے ان میں سے اپنے اوپر ظلم کیا اور کچھ درمیانہ رو تھے اور عدل کے راستے پر چلے اور کچھ اذن پروردگار سے نیک کاموں اور خیر کی طرف سبقت لے گئے اور یہ وہی بلند و بالا فضیلت ہے۔''

امام نے فرمایا:

کلهم من آل محمد علیهم السلام الظالم لنفسه الذی لایقر بالامام والمقتصد العارف بالامام والسابق بالخیرات الامام

''وہ سب آل محمدؐ سے ہیں (پھر آپ نے آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا: پہلا گروہ جنہوں نے اپنے اوپر

ظلم کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کا اقرار نہیں کیا، دوسرا گروہ جنہوں نے درمیانہ راستہ اختیار کیا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کی معرفت اور شناخت کی۔ تیسرا گروہ جو نیکیوں کی طرف سبقت لے گئے اس کا مقصود خود امام ہے۔"

میں فکر میں پڑ گیا کہ خدا نے آل محمد علیہم السلام کو کیا عظمت عطا کی ہے اور میں گریہ کرنے لگا۔ امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

الامر اعظم مما حلثت به نفسك من عظم شان آل محمد عليهم السلام

"آل محمد علیہم السلام کی عظمت کے متعلق جو کچھ تیرے ذہن میں آیا ہے معاملہ اس سے بھی بلند تر ہے۔"

خدا کا شکر ادا کرو جس نے تجھے ان لوگوں میں سے قرار دیا، جو آل محمد علیہم السلام کی ولایت کے ساتھ تمسک رکھتے ہیں اور تجھے قیامت کے دن ان کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جب لوگوں کے ہر گروہ کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا تو سعادت مند ہے اور تیری عاقبت بخیر ہے۔ مؤلف اس مطلب کی تائید کے لئے حضرت رضاؑ کا وہ فرمان ذکر کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ (فمنهم ظالم) جو آیت میں ہے اس سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں، کیونکہ اگر امت مراد لی جائے تو پھر تمام امت کی جگہ جنت میں ہونی چاہیے، کیونکہ بعد والی آیت میں ان سب کے بارے میں فرماتا ہے:

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

(سورہ فاطر آیت ۳۳)

"بہشت بریں میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے اور وہاں اپنے آپ کو سونے کے طلائی دست بندوں کے ساتھ مزین کریں گے۔"

پس آیت شریفہ میں وراثت کتاب پیغمبر کی عترت طاہرہ کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسروں یعنی امت کو شامل نہیں ہے۔

(عیون اخبار الرضاؑ: ۱:۱۲۶، بحار الانوار: ۲۵/۲۲۰، ضمن حدیث ۲۰ بشارۃ المصطفیٰ ۲۲۸)

یہ شیعہ نہیں ہے

(۲/۴۹۸) امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں روایت وارد ہوئی ہے۔ جسے ابو یعقوب یوسف بن یزیاد اور علی بن سیار نے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں بزرگوار فرماتے ہیں:

ایک رات ہم امام عسکریؑ کی خدمت میں موجود تھے۔ اس زمانے میں شہر کا حاکم امامؑ کی تعظیم کرتا تھا اور حاکم کے اطراف میں رہنے والے بھی تعظیم کرتے تھے۔ اچانک وہاں سے حاکم شہر کا گزر ہوا جس کے ساتھ ایک شخص قیدی ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ امامؑ اس وقت گھر کے اوپر تھے، حاکم نے باہر سے حضرت کو دیکھ لیا۔ جیسے ہی اس کی نگاہ آپ پر پڑی تو فوراً احترام کی خاطر سواری سے

نیچے اتر گیا۔ امام عسکریؑ نے فرمایا: اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ وہ درحالانکہ تعظیم کر رہا تھا اور واپس اپنی سواری پر لوٹ گیا اور عرض کرنے لگا یا بن رسول اللہؐ میں نے اس شخص کو صراف (سکوں کو پرکھنے والا) کی دکان کے پاس سے پکڑا ہے۔ اس گمان میں کہ یہ شخص دکان کا دروازہ کھولنا چاہتا تھا اور چوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جب میں اسے تازیانہ مارنے لگا کیونکہ یہ میرا طریق کار ہے کہ جب میں کسی متہم شخص کو پکڑتا ہوں تو اسے پچاس تازیانے لگاتا ہوں تاکہ آئندہ کے لئے اسے تنبیہ ہو جائے اور دوبارہ کوئی بڑا جرم نہ کرے اس شخص نے مجھ سے کہا: خدا سے ڈرو اور ایسا کام مت انجام دو جس سے خدا ناراض ہو کیونکہ واقعتاً میں علی ابن طالب علیہ السلام کا شیعہ ہوں اور اس امام بزرگوار کا شیعہ ہوں جو اس ہستی کا باپ ہے جو حکم خدا سے قیام فرمائے گا۔

میں نے اس کی یہ بات سن کر اسے تازیانہ مارنے سے ہاتھ روک لیا اور کہا: میں تجھے امامؑ کے پاس لے کر جاتا ہوں۔ اگر امامؑ نے تیری بات کی تصدیق کر دی کہ تو ان کے شیعوں میں سے ہے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا اور اگر تیری بات جھوٹ ہوئی تو تجھے ہزار تازیانے بھی ماروں گا اور تیرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دوں گا۔ اب میں اس کو آپ کے پاس لایا ہوں۔ کیا وہ جیسے دعویٰ کرتا ہے آپ کے شیعوں میں سے ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ یہ کب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے؟ خدا نے اسے تیرے ہاتھوں سے گرفتار کروایا ہے، اس وجہ سے کہ اس کے خیال میں وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے۔ حاکم نے کہا: آپ نے تو میری مشکل حل کر دی۔ اب میں اسے پانچ سو تازیانے ماروں گا اور اب کسی قسم کا مجھ پر کوئی اعتراض بھی نہ ہوگا۔ حاکم جب اس قیدی شخص کو کافی دور لے گیا تو حکم دیا کہ اسے زمین پر لٹا دیں۔ دو جلادوں کو اس کے دائیں اور بائیں طرف کھڑا کر دیا اور ان سے کہا: اسے مارو یہاں تک کہ درد سے چور چور ہو جائے۔ ان دو آدمیوں نے اسے اپنے تازیانے مارنے شروع کئے جیسے ہی وہ تازیانے اوپر سے نیچے لاتے تو اس قیدی شخص کو لگنے کی بجائے زمین پر جا پڑتے۔ حاکم ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس ہے تم زمین پر مارے جا رہے ہو؟ اس کی پشت اور کمر پر مارو۔ انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کیا اور اس کی پشت اور کمر کو نشانہ بنایا، لیکن اس دفعہ ایسے ہوا کہ مارنے والوں کے تازیانے ایک دوسرے کو لگنے لگے اور ان کی چیخ و پکار بلند ہوئی۔ حاکم نے ان سے کہا: کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ خود اپنے آپ کو کیوں مار رہے ہو؟ یہ جو زمین پر پڑا ہے اسے مارو۔ انہوں نے کہا: ہم بھی یہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور کو نشانہ نہیں بناتے لیکن ہمارے ہاتھ بے اختیار منحرف ہو جاتے ہیں اور تازیانے ہمیں لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ حاکم نے اپنے ماتحت چار دوسرے آدمیوں کو بلایا اور ان کو ان پہلے والے دو آدمیوں کے ساتھ ملا دیا اور کہا: اس شخص کو گھیر لو اور جتنا مار سکتے ہو مارو۔ چھ آدمیوں نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا اور اپنے تازیانے اوپر لہرائے تاکہ اس کو ماریں۔ لیکن اس مرتبہ تازیانے حاکم کو جا لگے وہ سواری سے نیچے اترا اور چیخنے لگا۔ تم نے مجھے مار ڈالا۔ خدا تمہیں قتل کرے، یہ تم کیا حرکت کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اس شخص کے علاوہ کسی اور کو نہیں مار رہے، ہمیں نہیں پتہ کہ اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟

حاکم نے خیال کیا کہ شاید یہ لوگ کسی منصوبے کے تحت ایسا کر رہے ہیں۔ اس لئے اس نے کچھ دوسرے آدمیوں سے کہا کہ اس شخص کو مارو۔ لیکن ان کے کوڑے بھی حاکم کو لگنے لگے۔ حاکم نے کہا: افسوس ہے تم پر، مجھے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا: خدا کی قسم ہم اس شخص کے علاوہ اور کسی کو نہیں مار رہے، حاکم نے کہا: میرے سر اور چہرے کو تم نے زخمی کر دیا ہے۔ اگر تم مجھے نہیں مار رہے تو یہ سب زخم کہاں سے لگے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہمارے ہاتھ ٹوٹ جائیں اگر ہم نے آپ کا قصد کیا ہو۔ قیدی شخص نے حاکم سے کہا: اے خدا کے بندے! یہ جو مہربانی مجھ پر ہوئی ہے اور کوڑے کی ضربیں جو مجھ سے دور ہوتی رہی ہیں کیا اس کی طرف غور نہیں کر رہے اور اس سے عبرت حاصل نہیں کر رہے؟ افسوس ہے تجھ پر مجھے امامؑ کے پاس لے جاؤ۔ جو کچھ امامؑ میرے بارے میں حکم جاری فرمائیں گے اس پر عمل کرنا۔ حاکم اسے امامؑ کے پاس واپس لے آیا اور عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! اس شخص کا معاملہ عجیب ہے، ایک طرف تو آپ نے کہا کہ یہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے اور جو کوئی آپ کے شیعوں میں سے نہ ہو، لازمی طور پر وہ ابلیس کا شیعہ اور ماننے والا ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور دوسری طرف اس شخص سے ایسے معجزات کا مشاہدہ کیا ہے جو فقط انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کہو! انبیاء کے جانشینوں کے ساتھ (یعنی معجزے کو ظاہر کرنا فقط انبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ انبیاء کے حقیقی وارث اور جانشین بھی معجزے کی طاقت رکھتے ہیں) حاکم نے بھی اپنے کلام کو امامؑ کے فرمان کے اضافہ کے ساتھ صحیح کیا۔

پھر امام عسکریؑ نے حاکم سے فرمایا: اے خدا کے بندے اس شخص نے جو دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے ہے اس نے جھوٹ کہا ہے ایسا جھوٹ کہ اگر سمجھ کر بولتا اور محمد کہتا تو تیرے مکمل عذاب میں مبتلا ہو جاتا اور تیس سال زمین کے تہہ خانے میں قید رہتا لیکن خدا نے اس پر رحم فرمایا ہے، کیونکہ اس شخص نے جو زبان سے بولا ہے اور اس سے جس کا ارادہ کیا ہے اس کا اسی پر اطلاق کیا ہے اور اس نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا۔ اے بندۂ خدا تو سمجھ لے کہ خدا نے اسے تیرے ہاتھ سے نجات دی ہے۔ اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ شخص ہمارے دوستوں میں سے اور ہمارے ساتھ ارادت رکھنے والوں میں سے ہے۔ اگرچہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔ حاکم نے کہا: ہمارے نزدیک یہ تمام تعبیرات اور معانی برابر ہیں ان کے درمیان کیا فرق ہے؟ امامؑ نے اس سے فرمایا:

الفرق ان شیعتنا هم الذین یتبعون آثارنا و یطیعونا فی جمیع اوامرنا ونواهینا فاولئك من شیتنا فاما من خالفنا فی كثیر مما فرضه الله علیه فلیسوا من شعیتنا

''ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہمارے آثار کی پیروی کرتے ہیں، ہمارے تمام فرامین پر عمل کرتے ہیں اور جس سے ہم نے روکا اس سے اجتناب کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اکثر ایسی چیزوں میں جو ان پر واجب کی گئی ہیں ہمارے ساتھ مخالفت کرتے ہیں۔ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہیں۔''

پھر امامؑ نے حاکم سے فرمایا: تو نے یہ جو کہا ہے کہ اگر عمداً ارتکاب کیا ہوتا تو خدا تجھے ہزار تازیانے اور تہہ خانے میں تیس

سال قید کی مصیبت میں گرفتار اور مبتلا کرتا۔ یہ تو نے جھوٹ کہا ہے، حاکم نے غرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ! یہ کیا جھوٹ تھا؟ امامؑ نے فرمایا: تو نے معجزات کو دیکھا ہے اور ان کی نسبت اس شخص کی طرف دے دی ہے حالانکہ یہ اس کا کام نہیں ہے بلکہ ہمارا کام ہے۔ جسے خدا نے اس شخص میں ظاہر کیا ہے تا کہ ہماری حجت ظاہر ہو جائے اور ہماری عظمت وشرافت واضح وروشن ہو جائے اور اگر تو نے یہ کہا ہوتا کہ میں نے اس شخص میں معجزات کو دیکھا ہے اور معجزات کے فعل کو اس کی طرف نسبت نہ دیتا تو میں اس کا انکار نہ کرتا اور مان لیتا۔ حضرت عیسیٰ جو مردے کو زندہ کرتے تھے کیا معجزہ نہیں تھا؟ کیا معجزہ اس مردے کا کام تھا یا حضرت عیسیٰ کا؟ اور حضرت عیسیٰ نے جو مٹی کو پرندے کی شکل میں بنایا اور اذن خدا سے اسے پرندہ بنا دیا کیا یہ پرندے کا فعل اور کام ہے یا حضرت عیسیٰ کا؟ کیا وہ لوگ جو مسخ ہو گئے اور ذلت و رسوائی کے ساتھ بندر بن گئے معجزہ نہیں ہے؟ کیا یہ معجزہ بندروں کا کام ہے یا اس زمانے کے انبیاء کا؟ حاکم نے کہا:

استغفر اللہ ربی و اتوب الیه

''میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف لوٹتا ہوں۔''

پھر امام عسکریؑ نے اس شخص سے جس نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا فرمایا:

یا عبداللہ لست من شیعة علی علیه السلام انما انت من محبیه

''اے بندۂ خدا! تو علیؑ کا شیعہ نہیں ہے، بلکہ ان کے دوستوں میں سے ہے، بے شک آپ کے شیعوں میں سے وہ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے''

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝

(سورہ بقرہ آیت ۸۲)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے بہشت میں ہوں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے۔''

هم الذین آمنوا باللہ ووصفوہ بصفاته ونزهوہ عن خلاف صفاته وصدقوا محمدا فی اقواله وصوبوہ فی کل افعاله وراوا علیا بعدہ سیدا اماما وقرما هما مالا یعدله من امة محمد احد ولا کلهم اذا جمعوا فی کفة یوزنون بوزنه بل یرجع علیهم کما ترجع السماء والارض علی الذرة

''شیعہ وہ لوگ ہیں جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور ان اوصاف کے ساتھ اس کی توصیف کرتے ہیں جو اس نے خود فرمائی ہیں اور ان اوصاف سے اسے پاک ومنزہ جانتے ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔ محمدؐ کی تمام باتوں میں تصدیق کرتے ہیں اور ان کے تمام افعال کو حق اور درست شمار کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ علیؑ آپؐ کے بعد سب کے آقا اور امام ہیں اور ایسی بلند ہستی ہیں کہ امت محمدؐ میں ان کے ہم

پلہ کوئی نہیں ہے۔ بلکہ پوری امت کو اگر ایک پلڑے میں اور علیؑ کو دوسرے پلڑے میں رکھیں تو علیؑ کا پلڑا جھکتا ہوا نظر آئے گا۔ ایسے جیسے آسمان اور زمین کا پلڑا ترجیح رکھتا ہے ایک ذرہ کے مقابلے میں۔''

علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جن کو راہ خدا میں اس کا ڈر نہیں ہوتا کہ موت ان کی طرف آئے یا وہ موت پر جا پڑیں۔ علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جو اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اگر چہ خود بھی احتیاج اور ضرورت رکھتے ہوں۔ شیعہ علیؑ وہ ہیں کہ جہاں سے خدا نے نہی کی ہے۔ وہاں نظر نہیں آتے اور جس جگہ حکم فرمایا ہے وہ جگہ ان سے خالی نہیں ہے۔ علیؑ کے شیعہ وہ لوگ ہیں جو ایک مومن بھائی کی عزت واحترام کرنے میں اپنے مولا علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور جو میں نے کہا ہے یہ میری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ قول رسولؐ ہے اور یہ خدا کا فرمان ہے جس میں فرماتا ہے **(وعملوا الصالحات)** یعنی توحید کا اقرار اور نبوت و امامت کے ساتھ اعتقاد رکھنے کے بعد تمام فرائض اور خدا کی طرف سے تکالیف کو بجالاتے ہیں اور ان فرائض میں سے سرفہرست دو فریضے ہیں۔ ایک اپنے دینی بھائیوں کے حقوق ادا کرنا اور دوسرا یہ کہ تقیہ کا خیال کرنا اور دشمنان خدا کے مقابلے میں اپنے مذہبی عقیدہ کو ظاہر نہ کرنا، تاکہ اپنی جان اور مال کو محفوظ رکھ سکیں۔

(تفسیر امام عسکریؑ ۷:۳۱۶، بحار الانوار:۶۸/۱۶۰، تفسیر برہان:۴/۲۳، مدینۃ المعاجز:۷/۵۸۹ح۶۱)

ہم اہل سیف وقلم ہیں

(۳/۴۹۹) علامہ مجلسیؒ کتاب بحار الانوار میں اس شخص سے نقل کرتے ہیں جو قابل اعتماد اور اطمینان ہے وہ کہتا ہے: میں نے اس حدیث کو ایک کتاب کی پشت پر لکھا ہوا پایا جو امام عسکریؑ کے خط سے تحریر کی ہوئی تھی۔

قد صعدنا ذری الحقائق باقدام النبوة والولاية ونورنا السبع الطرائق باغلام الفتوة، فنحن ليوث الوغى، وغيوت الندى، وفينا السيف والقلم فى العاجل ولواء الحمد والعلم فى الآجل، واسباطنا خلفا الدين و خلفاء اليقين و مصابيح الامم ومفاتيح الكرام

''ہم نبوت اور ولایت کے قدموں کے ساتھ حقیقت کے بلند ترین مراتب پر چڑھ گئے اور ہم نے سات طبقات کو اپنی جوانمردی کی علامتوں کے ذریعے سے نورانی کیا۔ پس ہم شجاع اور بہادر شیر اور رحمت کے بادل ہیں۔ ہم اس جہان میں اہل سیف وقلم ہیں اور اگلے جہان میں صاحب لواء الحمد اور صاحب علم ہیں۔ اور ہمارا خاندان اور قبیلہ کے خلفاء دین یقین کے عہد و پیمان، امت کے درمیان ہدایت کے چراغ اور سخاوت و کرم کے خزانے کی چابیاں ہیں۔ موسیٰ کلیم اللہ نے ہمارے عہد و پیمان

کے ساتھ وفاداری کرنے کی وجہ سے خلعت بصطفاء پہنی اور روح القدس نے بہشت بریں میں ہمارے باغ کے تازہ رس میوؤں سے چکھا ہے۔ ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب اور نیکوکار و پارسا ہیں۔ جو ہمارا دفاع اور پشتیبائی کرتے ہیں اور ظالم لوگوں کے دشمن اور مخالف ہیں۔ آگ کے شعلوں کے بھڑکنے کے بعد بہت جلد ان کے لیے آب حیات کے چشمے جاری ہوں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب طواویہ اور طواسین کے عدد کے برابر سال گزر جائیں گے (طواویہ یعنی الم اور طہ۔ طواسین یعنی طسم اور طس ہے)

علامہ مجلسیؒ اس خبر کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ ایک واضح اور روشن حکمت اور نعمت ہے جسے بہرے کان بھی سنتے ہیں اور بلند ترین پہاڑ اس حکمت و نعمت عظیمہ کے مقابلے میں حقیر اور پست نظر آتے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ نے اس حدیث کو کتاب اربعین میں نقل کیا ہے اور کچھ نسخوں یعنی عبارات کے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ پھر اس حدیث کی تفسیر میں چند وجوہات کو شمار کیا ہے۔

جملہ (لتمام الطواویة والطواسین من السنین)، (لظی النیران) کو بیان کر رہا ہے، جو جنگ، مصیبت، سختی اور فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو دنیا میں پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں فرج یعنی ظہور امامؑ زمانہ ان کے بعد واقع ہوگا اور اس وقت یہ خبر ظہور کے وقت کو معین کرنے سے خارج ہوجائے گی اور قریب الوقوع ظہور کا انتظار کرنا چاہیے تا کہ ان فتنوں سے رہائی پا سکیں۔

(مسند الامام العسکری: ۹۸۲ ح ۶، بحار الانوار: ۵۲/۱۲۱ ح ۵۰)

امام عسکریؑ کنوئیں میں گر گئے

(۴/۵۰۰) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں لکھتے ہیں۔ محمد بن عبداللہ سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

امام عسکریؑ جب بچے تھے تو کنویں میں گر پڑے اور آپ کے والد بزرگوار حضرت امام ہادی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے۔ عورتوں نے خوف سے چیخنا شروع کر دیا۔ جب امامؑ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا: کچھ نہیں ہوا، کیوں چیختی ہو! پھر آپ نے اشارہ فرمایا اور کنویں کا پانی اوپر آ گیا اور کنارے تک پہنچ گیا اور سب نے دیکھا کہ ابو محمد یعنی امام عسکریؑ پانی کے اوپر بیٹھے ہیں اور پانی کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

(الخرائج: ۱/۴۵۱ ذیل حدیث ۳۶، بحار الانوار: ۵۰/۲۷۴ حدیث ۴۵)

قلم خود بخود حرکت کر رہا ہے

(۵/۵۰۱) حسین بن عبدالوہابؒ کتاب عیون المعجزات میں ابو ہاشم سے نقل کرتے ہیں کہ

وہ کہتا ہے: میں امام عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک خط لکھنے میں مشغول تھے۔ جیسے ہی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے خط چھوڑ دیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، میں نے دیکھا قلم خود بخود کاغذ پر حرکت کر رہا ہے اور باقی خط لکھ دیا اور آخر تک پہنچ گیا۔ میں اس معجزہ کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑا۔ امامؑ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے قلم پکڑا اور لوگوں کو ملاقات کی اجازت دی۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۴۳، بحارالانوار: ۵۰/ ۳۰۴ حدیث ۸۰، اثبات الھداۃ ۳/ ۴۳۰ حدیث)

سید نیک ہو گیا

(۶/۵۰۲) حسن بن محمد قمیؒ کتاب تاریخ قم میں قم کے بزرگوں سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسین بن حسن جو امامؑ صادقؑ کے پوتوں میں سے تھا۔ قم میں آشکار اور ظاہر بظاہر شراب پیتا تھا۔ ایک دن وکیل اوقاف احمد بن اسحاق کے گھر کسی کام کے لئے گیا۔ لیکن احمد بن اسحاق نے اسے اجازت نہ دی اور وہ بڑے غم واندوہ کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ اس واقعہ کو گزرے ایک مدت ہو چکی تھی، احمد بن اسحاق نے حج کا ارادہ کیا اور سفر کے ارادے سے شہر سے باہر نکلا۔ جیسے ہی سامراء پہنچا تو امام عسکریؑ کے گھر آیا اور حضرت سے اجازت طلب کی لیکن امامؑ نے اسے اجازت نہ دی۔

احمد بن اسحاق امام عسکریؑ کی اس بے اعتنائی کی وجہ سے کافی پریشان ہوئے اور اس قدر اسرار کیا کہ حضرت نے اجازت دے دی۔ جب امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو عرض کی: یابن رسولؐ اللہ! مجھے اپنی خدمت میں شرفیاب ہونے سے آپ نے منع کیوں فرمایا تھا جب کہ میں آپ کے شیعوں اور دوستوں میں سے ہوں؟ امام عسکریؑ نے فرمایا: کیونکہ تو نے ہمارے ایک چچازاد کو اپنے گھر کے دروازے سے واپس لٹایا تھا۔ احمد رونے لگا اور قسم کھائی کہ یہ کام میں نے صرف اس لیے کیا تا کہ شراب پینے سے توبہ کرے۔ امامؑ نے فرمایا:

صدقت ولکن لا بدعن اکرامهم واحترامهم علی کل حال وان لا تحقرهم ولا تستهین بهم لا نتسابهم الینا فتکون من الخاسرین

''تم سچ کہتے ہو لیکن ہر حال میں ان کا اکرام اور احترام کرنا ضروری ہے۔ ان کو حقیر نہ سمجھنا، ان کی اہانت نہ کرنا کیونکہ ان کا نسب ہماری طرف ملتا ہے ورنہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

جب احمد بن اسحاق قم واپس آیا تو قم کے اشراف اور بزرگ لوگ اسے ملنے کے لئے آئے۔ حسین بھی ان کے ہمراہ تھا۔ جیسے ہی احمد نے حسین کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی طرف چل پڑا اور بڑے احترام کے ساتھ اسے مجلس کے اہم مقام پر جگہ دی۔ جب حسین نے احمد بن اسحاق کے اس عمل کو دیکھا اور اس اظہار محبت کا سابقہ عمل کے ساتھ مقابلہ کیا تو اسے بڑا عجیب سا لگا۔ لہٰذا حسین نے اس کی وجہ پوچھی۔ احمد نے وہ تمام واقعہ بیان کیا جو اس کے اور امام عسکریؑ کے درمیان پیش آیا تھا۔ حسین نے

جب احمد کی بات سنی تو اپنے اعمال پر شرمندہ اور پشیمان ہوا اور اسی مجلس میں توبہ کی اور جب اپنے گھر واپس آیا تو تمام شرابیں گھر سے باہر پھینک دیں اور شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے۔ اس کے بعد متقی اور پرہیزگار بن گیا اور ہر گناہ سے بچنے لگا۔ یہاں تک کہ نیک لوگوں میں شامل ہوگیا۔ صالح اور عبادت گزاروں کی صف میں داخل ہوگیا اور ہمیشہ مساجد میں اعتکاف میں بیٹھا کرتا تھا اور عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وفات کے بعد حضرت فاطمہ معصومہؑ کے مزار کے پاس دفن ہوا۔

(تاریخ قم ۲۱۱، بحارالانوار: ۵۰/ ۳۲۳ حدیث ۱۷)

دشمنان اہل بیتؑ پر لعنت

(۵۰۳/ ۷) علامہ مجلسیؒ کتاب شریف بحارالانوار میں لکھتے ہیں:

بعض تالیفات شیعہ میں علی بن عاصم کوفی نابینا سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے: میں اپنے مولا امام عسکریؑ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے آپ پر سلام کیا۔ آنحضرت نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید! اے عاصم کے بیٹے! بیٹھ جاؤ اور آرام کرو۔ مبارک ہو تجھے وہ بلند مقام جو خدا نے تجھے عطا فرمایا ہے۔ اے عاصم کے بیٹے! کیا تو جانتا ہے تیرے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا قدموں کے نیچے میں فرش محسوس کر رہا ہوں جو بچھا ہوا ہے خدا اس فرش والے کو عزت عطا کرے۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے عاصم کے بیٹے! تجھے پتہ ہونا چاہیے۔ اس وقت تو نے اس فرش پر قدم رکھا ہے جس پر بہت سے خدا کے انبیاء اور رسول بیٹھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کاش میں جب تک اس دنیا میں زندہ رہوں ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہوں اور ہرگز آپ سے دور نہ رہوں۔ پھر میرے اندر خیال پیدا ہوا۔ کاش میری آنکھیں دیکھ سکتیں تو میں آقا کو دیکھتا۔ امامؑ نے جو ضمیر اور باطن سے باخبر ہے مجھ سے فرمایا: میرے قریب آؤ، جب میں قریب گیا تو آپ نے اپنا مبارک ہاتھ میری آنکھوں پر پھیرا۔ خدا کے اذن سے فوراً مجھے بینائی مل گئی، پھر آپ نے فرمایا: یہ جگہ ہمارے باپ آدم کے قدموں کی ہے اور یہ جگہ ہابیل کے قدموں کی ہے اور بالترتیب آپ نے شیثؑ، ہودؑ، صالحؑ، ابراہیمؑ، شعیبؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، خضرؑ، دانیالؑ، ذی القرنینؑ، عدنانؑ، عبدالمطلبؑ، عبداللہؑ اور عبد منافؑ کے قدموں کی جگہ دکھلائی۔ پھر فرمایا:

وهذا اثر جدی رسول الله وهذا اثر جدی علی بن ابی طالب علیه السلام

''یہ میرے جد رسولؐ خدا کے قدموں کی جگہ اور یہ میرے جد علی بن ابی طالبؑ کے قدموں کی جگہ ہے۔''

علی بن عاصم کہتا ہے: میں نے اپنے آپ کو ان قدموں کی جگہ پر گرا دیا اور بوسہ دیا، پھر میں نے امامؑ کے مبارک قدموں کو چوما اور عرض کیا: میں ہاتھ سے آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔ میں فقط آپ کی ولایت اور دوستی کا اظہار کرتا ہوں اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری اور تنہائی میں ان پر لعنت کرتا ہوں۔ اے میرے آقا! میرا حال کیسا ہوگا؟ امامؑ نے فرمایا: میرے والد نے اپنے جد سے اور انہوں نے رسول خداؐ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

من ضعف عن نصرتنا اهل البيت ولعن فی خلواته اعداء نابلغ الله صوته الی جميع الملائكة فكلما لعن احد كم اعداؤ نا صاعدته الملائكة و لعنوا من يلعنهم

''جوکوئی ہم اہل بیتؑ کی مدد سے عاجز ہولیکن تنہائی میں ہمارے دشمنوں پرلعنت کرے،تو خدااس کی آواز کوفرشتوں تک پہنچاتا ہے۔پس جب بھی ہمارے دشمنوں میں سے کسی پرلعنت کرتا ہےتو اسے فرشتے اوپر لے جاتے ہیں اور جولعنت نہیں کرتا،فرشتے اس پرلعنت کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کی آواز جب فرشتوں تک پہنچتی ہےتو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اوراس پر درود بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اے خدا!اس اپنے بندے کی روح پر درود بھیج جس نے تیرے دوستوں کی مدد میں کوشش کی ہےاور اگر اس میں اس سے زیادہ مدد کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور مدد کرتا۔اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی کہ اے میرے فرشتو!اپنے بندے کے بارے میں تمہاری دعا کو میں نے قبول کرلیا ہے۔تمہاری آواز کو سنا ہے۔اس کی روح پر دوسرے صالح بندوں کی ارواح کے ہمراہ درود بھیجا ہے اور اسے میں نے اپنے برگزیدہ نیک بندوں میں شامل کرلیا ہے۔اس روایت کی مانند ایک روایت برسیؒ نے کتاب مشارق میں نقل کی ہے۔

(بحارالانوار:۵۰/۳۱۶سطر ۵ مشارق الانوار ۱۰۰)

دعائے امامؑ

(۸/۵۰۴) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں ابوہاشم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

امام حسن عسکریؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے حضرت سے خط کے ذریعے سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دعا تعلیم دیں۔امامؑ نے خط میں جواب دیا۔خدا کو اس دعا کے ساتھ پکارا کرو۔

يا اسمع السامعين يا ابصر المبصرين ويا عز الناظرين ويا اسرع الحاسبين ويا ارحم الراحمين ويا احكم الحاكمين صل على محمد و آل محمد واوسع لی فی رزقی و مدنی فی عمری و امنن علی برحمتك واجعلنی ممن تتنتصر به لدينك ولا تستبدل بی غيری

''اے دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے،اے سب سے زیادہ مراقبت کرنے والے،

اے سب سے جلدی حساب کرنے والے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے وہ جو اپنی مملکت میں سب سے زیادہ طاقتور ہے، محمد و آل محمد پر درود بھیج اور میری روزی کو وسیع کر اور میری عمر میں اضافہ فرما اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ پر احسان فرما اور مجھے ان میں سے قرار دے جو تیرے دین کی مدد کرتے ہیں اور میری جگہ کسی غیر کو قرار نہ دے۔''

ابو ہاشم کہتا ہے: میں نے اپنے ذہن میں کہا کہ مجھے اپنے گروہ میں سے قرار دے۔ امام عسکریؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: تو اس اور گروہ میں شامل ہے، کیونکہ تو خدا پر ایمان رکھتا ہے، اس کے رسولؐ کی رسالت کا اقرار کرتا ہے اور اس کے اولیاء جو اس کی طرف سے اس کے بندوں پر ولایت رکھتے ہیں کی معرفت رکھتا ہے اور ان کی پیروی کرتا ہے۔ پس تیرے لئے خوش خبری ہے اور تجھے اس خوش خبری کے ساتھ خوش ہونا چاہیے۔

(کشف الغمہ: ۲/۴۲۱ سطر ۶، بحارالانوار: ۵۰/۲۹۸ ضمن حدیث ۲۷، مناقب شہرابن آشوب: ۴/۴۳۹)

رازِ زندگی

(۹/۵۰۵) نیز اسی کتاب میں محمد بن حسن سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام حسن عسکریؑ کو خط لکھا اور اس خط میں اپنے فقر اور ناداری کی شکایت کی اور میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا امام صادقؑ نے فرمایا تھا کہ ہمارے ساتھ فقر و ناداری اس ثروت و بے نیازی سے بہتر ہے جو ہمارے غیر کے ساتھ ہو اور ہمارے راستے میں جان قربان کرنا اس زندگی سے بہتر ہے جو ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہو۔ امام علیہ السلام نے میرے خط کے جواب میں تحریر فرمایا: خدا تعالیٰ ہمارے دوستوں کو اس وقت فقر و ناداری میں مبتلا کر دیتا ہے جب وہ بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور اس کو گناہوں سے پاک ہونے کا وسیلہ قرار دیتا ہے اور اس طرح بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح جیسے تو نے خود اپنے آپ سے کہا ہے:

الفقر معنا خیر من الغنی مع غیرنا والتقل معنا خیر من الحیا مع عدونا، ونحن کهف لمن التجا الینا ونور لمن استبصر بنا و عصمة لمن اعتصم بنا۔ من احبنا کان معنا فی السنام الاعلی ومن انحرف فالی النار

''ہمارے ساتھ رہ کر فقر و ناداری اس ثروت و بے نیازی سے بہتر ہے جو ہمارے غیر کے ساتھ رہنے سے ملے۔ ہمارے راستے میں قتل ہونا ہمارے دشمنوں کے ساتھ زندگی گزارنے سے بہتر ہے۔ جو ہماری پناہ لے ہم اس کے لئے پناہ گاہ ہیں اور جو ہم سے علم و آگاہی حاصل کرنا چاہے۔ ہم اس کے لئے

نور اور روشنائی ہیں اور جو بھی ہماری ولایت کے رشتہ سے متوسل ہوا اور اس کے ساتھ تمسک کرے تو ہم اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جو ہم سے روگردانی کرے اور منحرف ہو جائے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

(کشف الغمہ: ۴۲۱/۲، رجال کشی: ۵۳۳ رقم ۱۰۱۸، بحارالانوار: ۲۹۹/۵۰ سطر ۳)

امام عسکریؑ کی پرواز

(۱۰/۵۰۶) حسین بن احمد اپنی کتاب میں جعفر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے اپنے بہت سے بھائیوں کے ساتھ اپنے مولا و آقا کی زیارت کی، میں نے خود اپنے آپ سے کہا، میری خواہش ہے کہ اپنے مولا و آقا امام عسکریؑ کی فضیلت و برتری کی واضح اور روشن کسی دلیل کا مشاہدہ کروں تا کہ اس کے ذریعے سے میری آنکھ روشن ہو جائے۔ اچانک میں نے کیا دیکھا کہ حضرت آسمان کی طرف اوپر جا رہے ہیں اور آسمان کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا، کیا چیز؟ میں نے اشارہ کیا، تو امامؑ اپنی پہلے والی حالت پر واپس آ گئے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

وہ ایک ہے

(۱۱/۵۰۷) کلینیؒ کتاب کافی میں محمد بن ربیع سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

اھواز میں میری ملاقات ایک مشرک سے ہوئی، پھر میں سامراء چلا گیا اور میرے ذہن میں اس مشرک کی کچھ باتیں بیٹھ گئیں تھیں۔ میں احمد بن حضیب کے گھر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دارالخلافہ کی طرف سے امام عسکریؑ میری طرف آئے، آپ نے میری طرف دیکھا اور شہادت والی انگلی کے ساتھ میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

احد احد فرد

''ایک ہے ایک ہے یکتا ہے۔''

جب امام نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: تو میں آپ کے کلام کی ہیبت سے بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا۔

(کافی ۵۱۱/۱ حدیث ۲۰، اثبات الھداۃ: ۴۰۵/۳ حدیث ۲۴، مدینۃ المعاجز: ۵۵۶/۷ حدیث ۲۴، الخرائج: ۴۴۵/۱ حدیث ۲۸، کشف الغمہ ۴۲۵/۲، بحارالانوار: ۲۹۳/۵۰ حدیث ۶۷)

وہ خدا کے بندے ہیں

(۱۲/۵۰۸) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب میں ادریس بن زیاد کفرثوثائی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں اہل بیتؑ کے بارے میں غلو کرتا تھا اور ان کے متعلق بڑی بڑی باتیں کرتا تھا۔ ایک دن شہر عسکر میں امام عسکریؑ کی

زیارت کے لئے گیا۔ بہت زیادہ تھک جانے کی وجہ سے میں ایک حمام کے باہر چبوترے پر لیٹ کر سو گیا اور کسی چیز کی مجھے سمجھ نہ آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ مجھے کوئی لکڑی کے ساتھ مار رہا ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ امام عسکریؑ ہیں۔ آپ سواری پر سوار ہیں اور آپ کے اطراف میں غلام ہیں۔ میں اٹھا اور آپ کے قدموں کو بوسہ دیا، سب سے پہلی بات جو آپ نے میرے ساتھ کی وہ یہ فرمایا: اے ادریس!

بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون

''(جس طرح تم سوچتے ہو ایسے نہیں ہے) بلکہ وہ خدا کے مقرب بندے ہیں اور گفتگو میں ان سے پہل نہیں کرتے اور ہمیشہ ان کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔'' (سورہ انبیاء آیہ:۲۶۔۲۷)

امام عسکریؑ اور آداب زندگی

(۵۱۲/۱۶) قطب راوندیؒ کہتے ہیں: امام عسکریؑ کے اخلاق مبارک آپ کے جد رسولؐ خدا کے اخلاق شریفہ کی مانند تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک گندمی رنگ کا، درمیانہ قد جو خوبصورت تھا اور بدن مناسب تھا آپ کی عمر کم تھی لیکن ہیبت اور عظمت بہت زیادہ تھی۔ سب لوگ آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے مخالف لوگ بھی آپ کے علم وفضل کی وجہ سے آپ کے مقابل میں سر جھکاتے ہوئے نظر آتے تھے اور آپ کی پاکیزگی، پاکدامنی، زہد، عبادت، سچائی، شائستگی کی وجہ سے آپ کو مقدم کرتے تھے۔ آپ بڑے بزرگوار، شریف النفس، عالم اور عطا کرنے والے تھے، مشکلات کے سنگین وزن کو خود اپنے کندھوں پر برداشت کرتے اور کبھی بھی مشکلات اور سختیوں کے مقابلے میں کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کرتے۔ (الخرائج ۲/۱۰۹)

نماز تہجد کی اہمیت

(۵۱۳/۱۷) آپ کا ایک خط شیخ بزرگوار ابن بابویہ قمیؒ کی طرف جو قم مقدس کے شہر میں دفن ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم: تمام تعریفیں اور ثنائیں اس خدا کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے اور بہشت فقط خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے والوں کے لئے اور دوزخ منکرین اور منحرفین کے لئے ہے اور کوئی آشکار ظلم نہیں ہے مگر ظالم وستمگروں پر اور بہترین پیدا کرنے والے خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور درود وسلام اس کی بہترین مخلوق محمدؐ اور ان کی پاک آل علیہم السلام پر ہو۔

امابعد! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں (خدا تجھے اپنی رضا اور خوشنودی کے حاصل کرنے میں توفیق عطا فرمائے اور تیری نسل سے نیک وصالح اولاد قرار دے) کہ تقویٰ کو اپنا پیشہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، کیونکہ جو بندہ زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ گناہوں سے معافی کی، غصہ کو پی جانے کی، اپنے قریبیوں کے ساتھ احسان کرنے کی، اپنے بھائیوں کے

ساتھ ہمدردی کرنے کی اور سختی و آسانی کی حالت میں اپنے بھائیوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں کوشش کرنے کی۔ جہالت و نادانی کے وقت بردباری کی۔ دین میں فہم و آگاہی اور سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی۔ کاموں میں غور وفکر اور ہوشیاری کی۔ قرآن کے ساتھ ہم پیمان ہونے کی۔ اچھے اخلاق رکھنے کی اور اچھے کاموں کا حکم دینے کی اور برے کاموں سے دور رہنے کی اور تمام برائیوں سے بچنے کی خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط

(سورہ نساء آیت ۱۱۴)

''ان کی اکثر پوشیدہ گفتگوؤں میں خیر اور فائدہ نہیں ہے مگر وہ جو صدق اور نیکی کا حکم دے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرے۔''

وعليك بصلوة الليل فان النبى اوصى عليا عليه السلام فقال ياعلى عليك بالصولة الليل عليك بالصلوة الليل عليك بالصلوة الليل و من استخف بصلوة الليل فليس منا

''تیرے اوپر نماز شب ضروری ہے۔ بے شک نبی اکرمؐ نے امیر المومنین علیؑ سے وصیت فرمائی اور کہا: اے علی! تجھ پر نماز شب لازمی ہے! تجھ پر نماز شب لازمی ہے۔ تجھ پر نماز شب لازمی ہے۔ جو کوئی بھی نماز شب کو وقت نہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

پس میری ان سفارشات پر عمل کرو اور جن چیزوں کا میں نے تجھے حکم دیا ہے میرے شیعوں کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو۔

اور فرمایا:

عليك بالصبر وانتظار الفرج فان النبى ﷺ: "قال افضل اعمال امى انتظار الفرج" ولا تزال شيعتنا فى حزن حتى يظهر ولدى الذى بشر به النبى انه يملاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا

''اپنے اوپر صبر کو لازم قرار دو اور فرج وظہور کے انتظار میں رہو۔ بے شک رسول خداؐ نے فرمایا: میری امت کا افضل ترین عمل فرج وظہور کا انتظار کرنا ہے۔ ہمیشہ میرے شیعہ غم واندوہ میں مبتلا رہیں گے۔ یہاں تک کہ میرا بیٹا ظہور کرے، جس کے آنے کے بارے میں پیغمبر اکرمؐ نے خوش خبری دی ہے اور

اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہے۔''

صبر کو اپنا پیشہ بناؤ اور میرے تمام شیعوں کو اس کی نصیحت کرو اور جان لو کہ

إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝١٢٨

(سورہ اعراف آیت ۱۲۸)

''بے شک زمین خدا کے لئے ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اس کا وارث بنائے گا اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔''

تجھ پر اور تمام شیعوں پر سلام خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں خدا ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین محافظ ہے وہ مولا اور بہترین مددگار ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۴/ ۴۲۵)

چودھواں حصہ

امام مہدی آل محمد علیہ السلام

بارہویں امام: زمین میں خدا کے اولیاء میں سے باقی رہنے والے، بندوں پر خدا کی حجت، غم واندوہ اور پریشانیوں کو دور کرنے والے خدائے مہربان کے جانشین مہدی آل محمد علیہم السلام۔

حضرت حجۃ بن الحسن امام زمان صلوات اللہ علیہ کے افتخارات اور کمالات

نرجس کا چاند طلوع ہوا

(۱/۵۱۴) طبریؒ کتاب دلائل میں حکیمہ خاتون دختر حضرت جوادؑ سے آنحضرت کی ولادت کی کیفیت کو نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں: امام عسکریؑ نے ایک دن مجھ سے فرمایا: پھوپھی جان! میں چاہتا ہوں آج رات آپ ہمارے ساتھ افطار کریں کیونکہ آج رات ایک اہم واقعہ رونما ہوگا۔ میں نے عرض کیا: کون سا امر آج کی رات رونما ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

ان القائم من آل محمد یولد فی هذه اللیلة

''بے شک آج کی رات قائم ال محمد علیہم السلام اس دنیا میں آئے گا۔''

میں نے عرض کیا: وہ کس سے پیدا ہوں گے اور ان کی والدہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: نرجس۔ حکیمہ خاتون کہتی ہے: میں حضرت کے گھر گئی، سب سے پہلے جس سے میری ملاقات ہوئی وہ حضرت نرجس خاتون تھیں۔ مجھ سے انہوں نے کہا: پھوپھی جان میں آپ پر قربان جاؤں آپ کا کیسا حال ہے؟ میں نے اس سے کہا: بلکہ میں آپ پر قربان جاؤں۔ اے زمانے کی عورتوں کی سردار! جب میں نے اپنے جوتے اتارے تو نرجس خاتون آئیں، تاکہ میرے پاؤں پر پانی ڈالیں۔ میں نے انہیں قسم دی کہ ایسا نہ کریں۔ میں نے ان سے کہا: خدا نے آپ کو ایک بچہ عطا کیا ہے جو آج رات اس دنیا میں تشریف لا رہا ہے۔ یہ بات سن کر ایک عزت و وقار اور ہیبت کے لباس نے نرجس کو چھپا لیا اور میں نے ان میں حمل کے کوئی آثار نہ دیکھے۔ نرجس خاتون نے سوال کیا: کس وقت وہ بچہ اس دنیا میں

آئے گا؟ میں نہیں چاہتی تھی کہ کوئی خاص وقت بیان کروں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے وہ غلط ہو، لہٰذا میں نے ان سے کہا: امام عسکریؑ نے فرمایا: صبح کی پہلی سفیدی کے وقت۔

جب میں نے افطار کرلیا اور نماز سے فارغ ہوگئی اور سوگئی تو نرجس میرے ساتھ سوگئی۔ پھر میں نماز شب کے لئے اٹھی تو نرجس بھی بیدار ہوگئی۔ میں نے نماز پڑھی اور صبح کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ نرجس خاتون آرام کرنے گیں۔ جب میں نے خیال کیا کہ صبح قریب ہے تو میں طلوع فجر کی جستجو کے لئے باہر آئی اور آسمان کی طرف دیکھا۔ میں نے ستاروں کو دیکھا کہ وہ چھپ گئے ہیں اور صبح کی پہلی سفیدی بہت نزدیک ہے۔ پھر میں اندر واپس چلی گئی، گویا شیطان نے میرے اندر وسوسہ پیدا کر دیا۔ امام عسکریؑ نے ساتھ والے کمرے سے مجھے آواز دی اور فرمایا: پھوپھی جان! اتنی جلدی نہ کرو۔ پس گویا وہ امر انجام پا گیا ہے۔ آپ نے سجدہ کیا اور آپ کی دعا کو میں نے سنا، دعا میں کچھ کہہ رہے تھے، لیکن میں سمجھ نہ سکی اور نہ جان سکی کہ کیا ہے؟ اس وقت میں نے اپنے اندر مضبوطی اور سکون کو محسوس کیا زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ میں نے احساس کیا کہ نرجس خاتون نے اپنے آپ کو حرکت دی ہے۔ میں نے ان سے کہا: مت ڈرو! خدا تیرا محافظ ہے۔ نرجس خاتون میرے سینے پر آ گئی اور بچہ مجھے دے دیا اور خود سجدے میں زمین پر گر گئی۔ میں نے بچے کو دیکھا، جو حال سجدہ میں زمین پر پڑا ہے اور سجدہ میں توحید، نبوت اور امامت کا اقرار کیا اور فرمایا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی حجۃ اللہ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علی اللہ کی حجت ہے۔''

اس کے بعد اس بچے نے اپنے والد بزرگوار تک تمام اماموں کے نام لئے۔ امام عسکریؑ نے مجھے آواز دی اور فرمایا: پھوپھی جان! میرا بیٹا میرے پاس لاؤ۔ میں نے چاہا کہ اس کو نہلاؤں اور اسے پاکیزہ کروں۔ میں نے جب دیکھا تو کسی قسم کی اصلاح اور پاک کرنے کی ضرورت نہیں تھی ہے، بلکہ وہ تو کاملاً صاف اور پاکیزہ ہے۔ میں بچے کو امامؑ کے پاس لے گئی۔ امام نے اپنے نور چشم کو گود میں لیا، چہرے اور پاؤں کو چوما اور اپنی زبان بچے کے منہ میں ایسے رکھی جس طرح مرغی اپنے بچے کو اپنی چونچ کی نوک سے غذا کا دانہ دیتی ہے۔ اسی طرح آپ نے خدا کے اسرار اور معارف اسے چوسائے اور پھر اسے فرمایا: اے میرے بیٹے! پڑھو! اس نومولد نے اپنے لبوں کو کھولا اور قرآن کو شروع کرنے کے لئے (بسم اللہ الرحمن الرحیم) پڑھی۔ پھر امامؑ نے کچھ ایسی کنیزوں کو بلایا، جن کے متعلق آپ جانتے تھے کہ وہ راز کو چھپائیں گی اور اس خبر کو فاش نہیں کریں گی۔ بچہ ان کو دکھلایا اور فرمایا کہ اس بچے پر سلام کرو۔ بوسہ دو اور کہو! تجھے خدا کے سپرد کیا: اور پھر واپس چلی جاؤں، اس کے بعد آپ نے فرمایا: پھوپھی جان! نرجس کو بلاؤ کہ میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں آواز دی اور کہا امامؑ آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ بچے کو دیکھ لے اور اس کے ساتھ الوداع کرے۔ میں اس اہم امر اور واقعہ کو دیکھنے کے بعد اور رات گزارنے کے بعد اپنے گھر واپس چلی گئی۔ اگلے دن جب میں امامؑ کی خدمت میں پہنچی تو بچے کو آپ کے پاس نہ پایا آپ کو میں نے بچے کی ولادت کی مبارک باد دی اور آپ سے بچے کے متعلق دریافت کیا:

آپ نے فرمایا:

یا عمة: هو فی ودایع الله الی ان یاذن الله فی خروجه

''اے پھوپھی جان! وہ امان خدا اور اس کی حفاظت میں ہے یہاں تک کہ خدا اسے خروج کی اجازت دے۔''

(دلائل الامامة: ۴۹۷ حدیث ۹۳ تبصرہ الوالی: ۱۵ حدیث ۳)

طبریؒ اسی کتاب میں اس روایت کی مثل ایک دوسری روایت ذکر کرتے ہیں، جس میں مختصر سا اضافہ ہے جسے ہم اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

فوضعت صبیا کانه فلقه قمر علی ذراعه الایمن مکتوب (جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا (سورہ اسراء آیت نمبر ۸۱)

''نرجس سے ایسا بچہ دنیا میں آیا گویا چاند کا ٹکڑا ہو اور اس کے دائیں بازو پر لکھا ہوا تھا (حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل ختم ہونے والا ہے)۔''

امامؑ نے کافی دیر تک بچے کے ساتھ اظہار محبت کیا اور گفتگو کی، پھر بچے نے اپنے لب مبارک کھولے اور گفتگو شروع کی۔ اس کے بعد سب اماموں کے نام اپنے نام سمیت شمار کئے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا کی کہ خدایا اس کے ہاتھ پر فرج اور کشادگی عطا فرمائے۔ پھر میرے اور امام کے درمیان تاریکی نے فاصلہ پیدا کر دیا۔ اس کے بعد میں نے بچے کو نہ دیکھا۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! وہ بچہ جو خدا کے نزدیک صاحب عزت ہے کہاں گیا؟ آپ نے فرمایا: وہ جو اس بچے کے ساتھ تجھ سے زیادہ لائق ہے اس نے لے لیا ہے میں اپنی جگہ سے اٹھی اور گھر واپس چلی گئی۔ چالیس دن کے بعد میں امامؑ کے گھر دوبارہ مشرف ہوئی، ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جو گھر کے اندر چل رہا تھا، اس بچے کے چہرے سے خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کی زبان سے زیادہ فصیح تر زبان اور اس کے کلام سے زیادہ دلنشین کلام میں نے نہیں سنی ہے۔ میں نے امامؑ سے عرض کیا: یہ کون ہے جو ان اوصاف کا مالک ہے؟ آپ نے فرمایا:

هذا المولود الکریم علی الله

''وہی بچہ ہے جو خدا کے نزدیک صاحب عزت و اکرام ہے۔''

میں نے عرض کیا: اس بچے کو تو دنیا میں آئے چالیس دن سے زیادہ نہیں گزرے، لیکن وہ چالیس دن کا نہیں لگتا۔ امامؑ مسکرائے اور فرمایا:

اما علمت انا معاشر الاوصیاء ننشاء فی الیوم کما ینشاء غیرنا فی الجمعة وننشاء فی الجمعة کما ینشاء غیرنا فی الشهر وننشاء فی الشهر کما ینشاء غیرنا

فی السنۃ

''پھوپھی جان کیا آپ نہیں جانتی کہ ہم اماموں میں سے ہر کوئی ایک دن میں اتنا بڑھتا ہے جتنا دوسرے لوگ ایک ہفتے میں اور ایک ہفتے میں ہم اتنا بڑھتے ہیں جتنا دوسرے لوگ ایک مہینے میں اور ایک مہینے میں ہم اتنا بڑھتے ہیں جتنا دوسرے لوگ ایک سال میں۔''

(دلائل الامامہ: ص ۵۰۰، ضمن حدیث ۹۴ تبصرۃ الوالی ۱۹ ضمن حدیث ۴)

ایک شاعر نے کیا خوب شعر کہے ہیں۔

یا امین اللہ یا شمس الھدی
یا امام الخلق یا بحر الندی
عجلن عجل فقد طال المدی
واضمحل الدین واستولی الضلال

''اے خدا کے امین، اے چراغ ہدایت، اے مخلوقات کے راہنما۔ اے سخاوت اور بخشش کے سمندر''
''اپنے ظہور میں جلدی فرمائیں کیونکہ آپ کی غیبت کی مدت طول پکڑ چکی ہے اور دین الٰہی ختم ہو چکا ہے اور ہر طرف گمراہی کا ڈیرہ ہے۔''

مہدیؑ برحق خروج کریں گے

(۲/۵۱۵) امام صادقؑ سے اس آیت شریفہ کی تاویل میں روایت وارد ہوئی ہے کہ جس میں خدا فرماتا ہے:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(سورۃ توبہ آیت ۳۳ سورہ فتح آیت نمبر ۲۹ سورہ صف آیت ۹)

''تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے۔''

آپ نے فرمایا:

واللہ ما نزل تاویلھا بعد ولا ینزل تاویلھا حتی یخرج القائم

''خدا کی قسم اس آیت کی تاویل نہ حاصل ہوتی اور نہ ہوگی مگر یہ کہ قائم علیہ السلام خروج کریں۔''

(کمال الدین: ۲/۶۷۰ حدیث ۱۶، بحارالانوار: ۵۲/۳۲۴ حدیث ۳۶ و ۵۱/۶۰ حدیث ۵۸)

بقیۃ اللہ

فضل بن شاذان امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
امام زمانہ ظہور کے وقت اس آیت کی تلاوت کریں گے۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

''بقیۃ اللہ یعنی باقی ماندہ حجت الٰہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم اہل ایمان ہو۔''

(سورہ ہود آیت ۸۶)

اس کے بعد امام زمانہ فرمائیں گے، میں بقیۃ اللہ اور خدا کی باقی ماندہ حجت ہوں۔

(نور الابصار ص ۱۷۲، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۹۲ ضمن حدیث ۲۴)

چھپا ہوا ستارہ

(۶/۵۱۹) آیت شریفہ

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾

(سورہ التکویر: آیت ۱۵،۱۶)

کی تفسیر میں نعمانیؒ اپنی کتاب غیبت میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (خنس) یعنی (چھپا ہوا ستارہ) سے مراد آخری امام ہیں جو آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔

(غیبت نعمانی ۵۷ سطر ۸، بحار الانوار: ۵/ ۵۱ ذیل حدیث ۲۶ تفسیر برہان ۴/ ۴۳۳ حدیث ۳ کافی ۱: ۳۴۱ حدیث ۲۳ کمال الدین ۱/ ۳۲۵ حدیث ۱ غیبت طوسی ص ۱۰۱ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ)

شیعہ مراد ہیں

(۸/۵۲۱) شیخ صدوق کتاب کمال الدین میں آیت

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

(سورہ بقرہ آیت ۲۔۳)

''یہ قرآن پرہیزگاروں کی ہدایت کرتا ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''
کی تفسیر میں امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

المتقون شیعة علی علیه السلام و الغیب فهو الحجة الغائب

''پرہیز گاروں سے مراد شیعیان علیؑ ہیں اور غیب سے مراد حجت غائب ہیں۔''

امام اور دو رکعت نماز

(۱۰/۵۲۳) علی بن ابراہیم قمیؒ آیۂ شریفہ

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ (سورہ نمل آیت ۶۲)

''کیا کوئی ہے خدا کے علاوہ جو مضطر کو جواب دے جب وہ پکارے)۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

نزلت فی القائم من آل محمد علیه السلام هو والله المضطر اذا صلی فی المقام رکعتین ودعا الله فاجابه، ویکشف السوء ویجعله خلیفة فی الارض

''یہ آیت قائم آل محمد علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم وہ ہیں (مضطر) جب وہ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھیں گے اور خدا سے دعا کریں گے خدا ان کی دعا قبول کرے گا اور ان سے غم واندوہ اور پریشانی کو دور کرے گا اور انہیں زمین پر اپنا خلیفہ قرار دے گا۔''

(تفسیر قمی: ۱۲۹/۲، بحار الانوار: ۴۸/۵۱ حدیث ۱۱ تفسیر برہان: ۲۰۸/۳ حدیث ۷ المحجۃ ۱۶۵)

قمر سے مراد کون؟

(۱۲/۵۲۵) فراتؒ اپنی کتاب تفسیر میں امام حسینؑ اور امام باقرؑ سے سورہ شمس کی پہلی دو آیتوں کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں کہ ان دو حضرات نے فرمایا:

والشمس وضحها

میں سورج سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور

والقمر اذا تلها

میں قمر سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں اور

والنهار اذا جلها

''میں دن سے مراد حضرت قائم آل محمد علیہم السلام ہیں۔''

(تفسیر فرات: ۵۶۳ حدیث ۳، بحار الانوار: ۷۹/۲۴ ذیل حدیث ۲۰)

(۵۲۶/۱۳) کلینیؒ کافی میں آیۃ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ (سورہ صف آیت ۸)

''خدا اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے''

کی تفسیر میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ مطلب حضرت قائم علیہ السلام کی رہبری میں حاصل ہوگا۔

(کافی ۱: ۴۳۲ ضمن حدیث ۹۱ بحار الانوار: ۲۳/ ۳۱۸ ح ۲۹ و ۲۶/ ۳۳۶ حدیث ۵۹ و ۵۱/ ۶۰ سطر ۱)

ظلمت اور تاریکی

(۵۲۹/۱۶) شیخ مفید آیت شریفہ

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (سورہ زمر آیت ۶۹)

''خدا کے نور سے زمین روشن ہوگی۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قام القائم علیه السلام اشرفت الارض بنور ربها واستغنی العباد عن ضواء الشمس وذهبت الظلمة

''جب حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے نورانی ہو جائے گی اور لوگ اس وقت سورج کی روشنی کے محتاج نہ ہوں گے اور ظلمت و تاریکی ختم ہو جائے گی۔''

(الارشاد ص ۴۱۰ سطر ۳، بحار الانوار: ۵۲/ ۳۳۷ ضمن حدیث ۷۷، الزام الناصب: ۲/ ۲۸۰)

اس سے مراد آئمہ ہیں

(۵۳۰/۱۷) سید ہاشم بحرانیؒ اپنی کتاب غایۃ المرام میں آیت نور کی تفسیر میں امیر المومنین علیؑ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے اس آیت کے ہر حصے کی تفسیر اماموں میں سے ایک امام کے وجود مقدس کے ساتھ کی ہے۔ البتہ پہلے آیت کریمہ اور اس کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد حدیث کے مطابق اس کی تاویل بیان کرتے ہیں۔

نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورہ نور: آیت ۳۵)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی شان اس طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشے کی قندیل میں ہو اور قندیل ایک جگمگاتے ستارے کی مانند ہو جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے جو نہ مشرق والا ہو اور نہ مغرب والا اور قریب ہے کہ اس کا روغن بھڑک اٹھے چاہیے اسے آگ مس بھی نہ کرے، یہ نور بالائے نور ہے اور اللہ اپنے نور کے لیے جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر شئے کا جاننے والا ہے۔''

تاویل آیت کے بارے میں حضرت نے فرمایا ہے کہ آیت نور میں (المشکوۃ) سے مراد محمدؐ ہیں (والصباح) سے مراد میں ہوں (الزجاجۃ) سے مراد حسن وحسین ہیں (کا نھا کوکب دری) سے مراد امام سجادؑ ہیں (یوقد من شجرۃ مبارکۃ) امام باقر ہیں (زیتونۃ) سے مراد امام صادقؑ ہیں (لاشرقیۃ) سے مراد موسیٰ بن جعفر ہیں (ولاغربیۃ) سے علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ ہیں (یکاد زیتھا یضئ) سے مراد امام جوادؑ ہیں (ولولم تمسہ نار) سے امام ہادی ہیں (نور علی نور) سے مراد امام عسکری ہیں اور (یہدی اللہ لنورہ من یشاء) سے مراد قائم آل محمد علیہم السلام حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔

(غایۃ المرام: ۳۱۷، تفسیر برہان ۲/۱۳۶ حدیث ۱۶، الحجۃ ص ۱۴۷ الآیات الباھرۃ ص ۱۹۹)

مہدیؑ اور نظام عدالت

(۱۹/۵۳۲) شیخ مفیدؒ علی بن عقبہ سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو نظام عدالت جاری کریں گے، آپ کے دور حکومت میں کوئی ظلم وستم نہیں ہوگا، راستے پرامن ہو جائیں گے، زمین اپنی برکتوں کو باہر نکال دے گی، ہر صاحب حق کو اس کا حق لٹا دیں گے، ہر شخص جس دین سے بھی تعلق رکھنے والا ہوگا اسلام کی طرف آ جائے گا اور ایمان لے آئے گا۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝

(سورہ آل عمران آیت ۸۳)

''تمام کے تمام اہل زمین وآسمان خواہ نا خواہ اس کے فرمان کو قبول کرلیں گے۔''

لوگوں کے درمیان داؤدؑ اور محمدؐ کی طرح انصاف کریں گے۔ اس وقت زمین اپنے چھپے ہوئے خزانے باہر نکال دے گی، اپنی برکتوں کو ظاہر کر دے گی۔ ہر طرف تمام مومنین بے نیاز ہو جائیں گے اور کسی کو کوئی صدقہ وخیرات دینے کی جگہ نہ ملے گی۔

پھر آپ نے فرمایا:

ان دولتنا آخر الدول و لم یبق اهل بیت لهم دولة الا ملکوا قبلنا لئلا یقولوا اذا راوا سیرتنا اذا ملکنا سرنا بمثل سیرة هولاء

''بے شک ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی۔ہم سے پہلے جس نے بھی حکومت کی ہوگی جب وہ ہمارا طرزِ حکومت دیکھے گا تو کہے بغیر نہ رہے گا کہ اگر ہمیں حکومت ملتی تو ہم بھی اس طرح عمل کرتے اور یہی طریقہ اختیار کرتے ہے۔خدا تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے جس میں فرماتا ہے:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورہ اعراف آیت ۱۲۸)

''عاقبت خیر پرہیز گاروں کے لئے ہے۔''

(الارشاد:ص ۴۱۲، بحارالانوار:۵۲/ ۳۳۸ حدیث ۸۳، اعلام الوری ۴۶۲، کشف الغمہ:۲/ ۴۶۵)

امام مہدیؑ کے ساتھ رابطہ

(۵۳۳/ ۲۰) امام باقر علیہ السلام آیت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(سورہ آل عمران آیت ۲۰۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں)

اصبروا علی ادا الفرائض و صابروا عدو کم ورابطوا امامکم المنتظر

''واجبات کے انجام میں صبر کرو اور دشمن کے مقابلے میں صبر و مقاومت پیدا کرو اور اپنے امام منتظرؑ کے ساتھ رابطہ رکھو۔''

(غیبۃ نعمانی:۱۹۹ حدیث ۱۳، بحارالانوار:۲۴/ ۲۱۹ حدیث ۱۴، تفسیر برہان:۱/ ۳۳۴ حدیث ۴، ینابیع المودۃ ص ۴۲۱)

نماز عیسیٰ اور مہدیؑ

(۵۳۴/ ۲۱) صاحب تفسیر قمی آیت

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

(سورہ نساء: آیت ۱۵۹)

''اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا اور

قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔''

کی تفسیر میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان عیسی ینزل قبل یوم القیامة الی الدنیا فلا یبقی اهل ملة یهودی والاغیره الا آمن به قبل موته ویصلی خلف المهدی

''بے شک حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے اور کسی دین ومذہب کا یہودی اور غیر یہودی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ ان کی وفات سے قبل ان پر ایمان لے آئے گا اور وہ حضرت مہدیؑ کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔''

(تفسیر قمی: ۱/۱۵۷، بحارالانوار: ۵۳/۵۰ حدیث ۲۴ تفسیر برہان: ۱/۴۲۷، حدیث ۱، منتخب الاثر: ۴۷۹ حدیث ۱)

ظہور حجت

(۷۵۳/۲۴) نیز فرماتے ہیں کہ سورہ انعام آیت ۱۵۸ کے اس حصے:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيٰتِ رَبِّكَ

''وہ دن جب پروردگار کی بعض آیات ظاہر ہوں گی۔''

کا اشارہ حضرت حجتؑ کے ظہور کی طرف ہے۔

(کمال الدین: ۲/۳۳۶ حدیث ۸، بحارالانوار: ۵۱/۵۱ حدیث ۲۵، تفسیر برہان: ۱/۵۶۴ حدیث ۴)

ظہور مہدیؑ اور مشرکین

(۷۵۳/۲۷) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے سورہ توبہ آیت ۳۳ سورہ صف آیت ۹

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

''وہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا، لوگوں کی ہدایت کی خاطر اور دین کی تعلیم کی خاطر تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔''

کی تفسیر میں امام صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت قائم صلوات اللہ علیہ خروج کریں گے تو کسی بھی مشرک اور کافر کو ان کا خروج پسند نہیں آئے گا۔

(بحارالانوار: ۵۱/۵۰ حدیث ۲۲)

مہدیؑ کا ظہور منافقین کے لئے عذاب

(۲۶/۵۳۹) نعمانیؒ کتاب غیبت میں آیت

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (ہود آیت ۸)

''اگر عذاب کو ان سے ایک امت معدود تک تاخیر میں ڈال دیں۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

العذاب خروج القائم والامة المعدودة اهل بدر واصحابه

''عذاب سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا خروج ہے اور امت معدوہ سے مراد حضرت کے اصحاب ہیں جو اہل بدر کے اصحاب کی تعداد کے مطابق یعنی تین سو تیرہ ہوں گے۔''

(غیبۃ نعمانی: ۱۲۷ سطر ۳، بحار الانوار: ۵۸/۵۱ حدیث ۵۱ تفسیر برہان: ۲۰۸/۱ حدیث ۲)

اپنے نفسوں پر ظلم

(۲۸/۵۴۱) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام صادقؑ کے حضور میں بنی عباس کے گھروں کے متعلق بات ہوئی کہ ابھی تک باقی اور برقرار ہیں۔ وہاں پر موجود ایک شخص نے کہا:

اراناها الله خرابا واخربها بايدينا

''خدا ہمیں انہیں خراب ہوتا دیکھائے یا ہمارے ہاتھوں سے انہیں خراب کرے۔''

امامؑ نے فرمایا:

لا تقل هكذا بل يكون مساكن القائم واصحابه

''ایسے نہ کہو! بلکہ یہ گھر حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے ہو جائیں گے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (ابراہیم آیت: ۴۵)

''اور تم ان گھروں میں سکونت اختیار کر گئے جن گھروں کے رہنے والوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔''

(تفسیر عیاشی ۲۵۰/۲ حدیث ۳۵، بحار الانوار: ۳۴۴/۵۲ تفسیر برہان ۳۲۱/۲ حدیث ۱۳ المحجۃ ص ۱۱۰)

اہل ارض اور اسراف

(۳۰/۵۴۳) سید شرف الدینؒ کتاب تاویل الآیات میں آیت

وَمَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا (اسراء آیت ۳۳)

''جو بھی مظلوم قتل ہوا ہے اس کے ولی کے لئے حق قصاص قرار دیا گیا ہے پس وہ قصاص میں تجاوز نہ کرے۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان الاية نزلت فی الحسين لو قتل وليه اهل الارض به ما كان مسرفا ووليه القائم عليه السلام

''یہ آیت حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اگر ان کا ولی تمام اہل ارض کو ان کے قصاص میں قتل کر دے تو یہ اسراف نہ ہوگا ان کے ولی حضرت قائم ہیں۔''

(تاویل الایات: ۱/ ۲۸۲ حدیث ۱۰، تفسیر برہان: ۲/ ۴۱۹ حدیث ۱۴)

خروج امامؑ

(۳۳/۵۴۶) سید شرف الدینؒ کتاب تاویل الآیات میں معلیٰ بن خنیس سے روایت کرتے ہیں کہ امام صادق نے آیت

اَفَرَءَيۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ سِنِيۡنَ ۝۲۰۵ ثُمَّ جَآءَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ۝۲۰۶

(شعراء آیت ۲۰۵-۲۰۶)

''کیا تو نے ان کو دیکھا ہے کہ جن کو چند سال اس دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا پھر جس عذاب کا ان کو وعدہ دیا گیا تھا ان کی طرف آ گیا''

کی تفسیر میں فرمایا: اس عذاب سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا خروج ہے۔

(تاویل الآیات: ۱/ ۳۹۲ حدیث ۱۸، بحار الانوار: ۲۴/ ۳۷۲ حدیث ۹۶، تفسیر برہان: ۳/ ۱۹۸ حدیث ۱۳، المحجۃ ص ۱۶۱)

فتح کا دن

(۳۵/۵۴۸) نیز اسی کتاب میں آیہ کریمہ

يَوۡمَ الۡفَتۡحِ لَا يَنۡفَعُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِيۡمَانُهُمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۝۲۹

(سجدہ آیت ۲۹)

''ان سے کہہ دو کہ فتح اور کامیابی کے دن کافر لوگوں کا ایمان لانا ان کو فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: فتح کے دن سے مراد وہ دن ہے جس دن دنیا حضرت مہدیؑ کے ہاتھ سے فتح ہوگی۔ اس دن کافر لوگوں کا ایمان ان کو فائدہ نہ دے گا۔

(تاویل الآآیات: ۲/۴۴۵ حدیث ۹، تفسیر برہان: ۳/۲۸۹ حدیث ۱، منتخب الاثر: ۴۷۰ حدیث ۲، المحجۃ ص ۱۷۴)

قبروں سے نکلنا

(۳۶/۵۴۹) کلینیؒ کتاب کافی میں حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے حسن بن شاذان کو فرمایا، جب اس نے مخالفین کی اذیت و آزار کے متعلق شکایت کی تو خدا تبارک وتعالیٰ نے ہمارے دوستوں سے عہد و پیمان لیا ہے کہ اہل باطل کی حکومت کے دور میں صبر و استقامت کو اپنا پیشہ بنائیں۔ پس پروردگار کے حکم کی خاطر صبر کریں اور جب تمام مخلوق کے سردار حضرت مہدی علیہ السلام نے قیام کریں گے تو منکریں کہیں گے:

يَوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا (یس آیت ۵۲)

''ہائے افسوس ہے کس نے ہمیں ہماری قبروں سے نکالا ہے یہ وہی خداوند رحمان کا وعدہ ہے۔''

(تاویل الآیات: ۴۹۱ حدیث ۱۰، الکافی: ۷/۲۴۷ حدیث ۳۴۶، بحارالانوار: ۵۳/۸۹ حدیث ۸۷)

تھوڑی مدت

(۳۷/۵۵۰) نیز اسی کتاب میں آیت

وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ (ص آیت ۸۸)

''تھوڑی مدت کے بعد ان کی خبر جان لوگے''

کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت مہدیؑ کا خروج ہے۔

تلوار کا عذاب

(۳۸/۵۵۹) سید شرف الدینؒ تاویل الایات ۲/۸۰۴ حدیث ۱ میں آیہ کریمہ

وَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَهَدَيۡنٰهُمۡ فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰى عَلَى الۡهُدٰى فَاَخَذَتۡهُمۡ صٰعِقَةُ الۡعَذَابِ

الْهُوْنِ

(فصلت آیت ۱۷)

''ہم نے قوم ثمود کو ہدایت کی لیکن انہوں نے خود گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی پس ان کو رسوا کرنے والے صاعقہ یعنی بجلی کے عذاب نے آ لیا''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسوا کرنے والے عذاب سے مراد حضرت قائمؑ کے قیام کے وقت تلوار کا عذاب ہے۔

(بحارالانوار: ۲۴/ ۲۷ حدیث ۲ تفسیر برہان: ۴/ ۱۰۸ حدیث ۴، المحجۃ ۱۸۶)

آفاق میں نشانیاں

(۳۹/۵۵۲) نعمانی کتاب غیبت ص ۱۴۳ میں آیت کریمہ

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

(فصلت آیت ۵۳)

''بہت جلد آفاق میں ان کو اپنی نشانیاں اور آیات دکھلائیں گے تا کہ ان کے لئے واضح ہو جائے کہ وہ حق ہے''

کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا اپنی قدرت کی نشانیاں ان کو دکھلائے گا تا کہ وہ جان لیں کہ قائم علیہ السلام کا خروج حق ہے اور پروردگار کی طرف سے ہے اور ناگزیر لوگ انہیں دیکھیں گے۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۲۴۱ حدیث ۱۱۰ تفسیر برہان: ۴/ ۱۱۴ حدیث ۳، المحجۃ: ص ۱۸۶)

شفیق کون؟

(۴۱/۵۵۴) طبریؒ کتاب نوادر المعجزات میں ۱۹۸ حدیث ۷ میں مفضل سے نقل کرتے ہیں کہ

امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے مفضل! اہل عراق اس آیت کو کس طرح قرأت کرتے ہیں؟ مفضل کہتا ہے میں نے عرض کیا: میرے آقا کونسی آیت؟ آپ نے فرمایا: میری مراد یہ آیت ہے:

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ

(شوریٰ آیت ۱۸)

''وہ لوگ اس کی طرف جلدی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں، لیکن وہ لوگ جو ایمان نہیں

رکھتے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔"

میں نے عرض کیا: میرے آقا! اس طرح آیت کی قرأت نہیں کرتے بلکہ وہ تو اس طرح پڑھتے ہیں۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ

"وہ لوگ اس کی طرف جلدی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے، لیکن جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں۔"

امام صادقؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! کیا تم جانتے ہو اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا اس کا رسولؐ اور رسول خداؐ کا بیٹا بہتر جانتا ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد حضرت قائمؑ کا قیام ہے۔ پس جو ایمان نہ رکھتا ہو وہ کس طرح اس کی طرف جلدی کرے گا؟

(دلائل الامامۃ ص ۴۵۰ حدیث ۴۳۰، الزام الناسب: ۱/ ۸۸ سطر ۱۶، المحجۃ: ۱۹۱)

ناصبیوں سے انتقام

(۵۵۷/ ۴۴) علی بن ابراہیم قمیؒ آیت شریفہ

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

"وہ جو انتقام لے گا اس پر ظلم واقع ہونے کے بعد۔" (شوریٰ آیت ۴۱)

کی تفسیر میں حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں ہے۔

والقائم اذا قام انتصر من بنی امية و من المكذبين والنصاب هو و اصحابه

"جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو بنی امیہ اور ان لوگوں سے جنہوں نے آئمہ علیہم السلام کی ولایت کو جھٹلایا اور ان سے جو ناصبی ہیں یعنی علی الاعلان دشمنی کرتے ہیں انتقام لیں گے۔"

(تفسیر قمی: ۲/ ۲۷۸، بحار الانوار: ۵۱/ ۴۸ حدیث ۱۳، تفسیر برہان: ۴/ ۱۲۹ حدیث ۴، المحجۃ ۱۹۴)

دنوں کی یاد

(۵۵۹/ ۴۶) شیخ صدوقؒ کتاب خصال میں ذیل آیت شریفہ

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ (ابراہیم آیت ۵)

"ان کو خدا کے ایام یاد دلاؤ۔"

کے بارے میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ان دنوں میں سے ایک دن حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کا دن ہے۔

(الخصال: ۱/ ۱۰۸ حدیث ۷۵، بحارالانوار: ۵۳/ ۶۳ تفسیر برہان: ۲/ ۳۰۵ حدیث ۱، معانی الاخبار: ۳۴۸ حدیث ۱، المحجۃ ۱۰۸)

چہروں سے پہچان

(۴۸/۵۶۱) سید شرف الدین نجفیؒ (تاویل الآیات ۲/ ۶۳۹ حدیث ۲۱) میں آیت شریفہ

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ (الرحمان آیت ۴۱)

''گناہ گار اپنے چہرے سے پہچانیں جائیں گے۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت قائمؑ ظالم لوگوں کو ان کے چہرے سے پہچانیں گے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اپنی تلوار کے ذریعے سے انہیں ہلاک کر دیں گے۔

(بحارالانوار: ۵۴/ ۵۸ حدیث ۵۴ تفسیر برہان: ۴/ ۲۶۹ حدیث ۵، المحجۃ ص ۲۱۸)

غلط فکر

(۵۶۳/ ۵۰) علی بن ابراہیم قمیؒ آیت کریمہ

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ (مدثر آیت ۱۹۔۲۰)

''خدا اسے قتل کرے کیسی غلط فکر کی ہے پھر خدا اسے قتل کرے کیسی غلط فکر کی ہے۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان المراد ظالم امير المومنين عليه السلام و ان المعنى انه يعذب عذابا بعد عذاب يعذبه القائم عليه السلام

''اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام پر ظلم کرنے والا شخص ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اسے پے در پے عذاب کریں گے اور اس کو عذاب دینے والے حضرت قائم علیہ السلام ہوں گے۔''

(تفسیر قمی: ۲/ ۳۹۵، بحارالانوار: ۸/ ۲۱۰ سطر ۱۶ تفسیر برہان: ۴/ ۴۰۲ حدیث ۱، المحجۃ ص ۲۴۱)

سرکش سے انتقام

(۵۲/۵۶۵) آیت شریفہ

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ (طارق آیت ۱۵)

''انہوں نے مکر وحیلہ کیا میں بھی ان کے مکر کے مقابلے میں حیلہ کروں گا۔''

پس اے محمدؐ! تھوڑی سے مدت کے لئے ان کو مہلت دے دو۔''

کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو حضرت مہدیؑ کے ظہور تک مہلت دے دو۔ وہ میری خاطر قریش، بنی امیہ اور ہر دوسرے گروہ میں سے ظالم اور سرکش سے انتقام لیں گے۔

(تفسیر قمی: ۲:۱۶ ۴، بحارالانوار: ۲۳/ ۶۸ ۳ حدیث ۴۰، تفسیر برہان: ۴/ ۵۳ ۴ حدیث ۱، المحجۃ ص ۲۴۸)

شمشیر مہدیؑ

(۵۳/۵۶۶) کلینی کتاب کافی ۸/ ۵۰ حدیث ۱۳ میں آیت کریمہ

هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ (غاشیہ آیت ۱)

''کیا تجھ تک اس مصیبت کی خبر پہنچی ہے جو ہر طرف پھیل جائے گی۔''

کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قائم علیہ السلام ان کو اپنی تلوار کے ساتھ مصیبت میں گرفتار کریں گے۔ جو ان تمام پر چھا جائے گی۔

(بحارالانوار: ۲۴/ ۸۷ حدیث ۱۹، تفسیر برہان: ۴/ ۵۳ ۴ حدیث ۱)

ظہور مہدیؑ

(۵۴/۵۶۷) شرف الدین نجفیؒ تاویل الآیات ۲/ ۷۹۲ حدیث ۱ میں آیت اول سورہ فجر کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: **(والفجر)** اس صبح سے مراد جس کی خدا قسم کھا رہا ہے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی صبح ہے اور **(ولیال عشر)** (دس راتیں) سے مراد آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اور **(والشفع)** یعنی جفت اور زوج، اس سے مراد امیر المومنینؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور **(والوتر)** سے مراد کہ جس کا معنی طاق اور فرد ہے ذات مقدس پروردگار ہے اور **(واللیل اذا یسر)** قسم ہے اس رات کی جو تاریک ہے جب روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔ سے مراد

دولة حبتر فهي تسري الى قيام القائم

''عمر کی حکومت ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کی نورانی حکومت تک قائم رہے گی۔''

(بحارالانوار: ۲۴/ ۷۸ حدیث ۱۹، تفسیر برہان: ۴/ ۴۵۷ حدیث ۱، المحجۃ ص ۲۵۰)

مہدیؑ اور افراد کا قتل

(۵۶۸/ ۵۵) شرف الدین نجفیؒ تاویل الایات ۲/ ۸۰۷ حدیث ۱ میں آیت شریفہ

فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ (سورہ اللیل آیت ۱۴)

''میں نے تمہیں شعلہ ور اور جلانے والی آگ سے ڈرایا۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

هو القائم عليه السلام اذا قام بالغضب فيقتل من كل الف تسعمائة وتسعة وتسعين

''سے مراد حضرت قائم علیہ السلام ہیں جب وہ غصے کے عالم میں قیام کریں گے تو ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے افراد کو قتل کر دیں گے۔''

(بحارالانوار: ۲۴/ ۳۹۸ حدیث ۱۰۲، تفسیر برہان: ۴/ ۴۷۱ حدیث ۳، المحجۃ ص ۲۵۴)

مہدیؑ اور عصر

(۵۶۹/ ۵۶) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/ ۶۵۶ حدیث ۱ میں آیت شریفہ

والعصر (سورہ عصر آیۃ ۱)

''قسم ہے زمانے کی''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

عصر سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے۔

مومنین کی خوشی

(۵۷۰/ ۵۷) طبریؒ دلائل الامامہ ص ۴۶۴ حدیث ۵۲ میں آیت

وَيَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴﴾ بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ (روم آیت ۴، ۵)

''اس دن مومنین خدا کی مدد سے خوش ہوں گے۔''

کی تفسیر میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد حضرت مہدی کے قیام کا وقت ہے کہ مومنینؑ اگر چہ اپنی قبروں میں ہوں گے اس وقت خوش ہوں گے۔

(تفسیر برہان: ۳/۲۵۸ حدیث ۳، المحجۃ ۱۷۲)

مہدیؑ منبر کوفہ پر

(۵۷۱/۵۸) کلینیؒ کتاب روضہ کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

کانی بالقائم علی منبر الکوفۃ و علیہ قبا فیخرج من وریان قبائہ کتابا مختوما بخاتم ذھب فیفکہ فیقراہ علی الناس فیجفلون عنہ اجفال الغنم فلم یبق الا النقباء فیتکلم بکلام فلا یجدون ملجا حتی یرجعوا الیہ و انی لا عرف الکلام الذی یتکلم بہ

''گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کو کوفہ کے منبر پر دیکھ رہا ہوں جنہوں نے بدن پر قبا پہنی ہوئی ہے۔ اس قبا کی جیب سے ایک تحریر نکالیں گے جس پر سونے کی مہر لگی ہوگی۔ اس مہر کو توڑیں گے اور تحریر کو لوگوں کے لئے پڑھیں گے۔ لوگ تحریر کو سن کر بھیڑ بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھاگیں گے اور سوائے حضرت کے خاص اصحاب کے کوئی باقی نہ رہے گا اور میں حضرت مہدیؑ کے اس کلام کو اچھی طرح جانتا ہوں۔''

(الکافی: ۸/۱۶۷، حدیث ۱۸۷، بحارالانوار: ۵۲/۳۵۲ حدیث ۱۰۷، الوافی ۴۵۸ حدیث ۸)

مہدیؑ تین چیزوں کو قتل کریں گے

(۵۷۲/۵۹) شیخ صدوق خصال ۱:۱۶۹ حدیث ۲۲۳ میں امام صادق علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لو قد قام القائم لحکم بثلاث لم یحکم بھا احد قبلہ یقتل الشیخ الزانی ویقتل مانع الزکاۃ ویورث الاخ آخاہ فی الاظلۃ

''جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو تین چیزوں کے بارے میں حکم جاری کریں گے جن کے بارے میں ان سے پہلے کسی نے حکم جاری نہ کیا ہوگا۔ ایک بوڑھے زانی شخص کو قتل کریں گے دوسرا

جو زکاۃ دینے سے انکار کرے گا اسے قتل کریں گے اور جو شخص عالم ذر میں کسی شخص کا بھائی ہوگا اگرچہ اس دنیا میں نہ بھی ہو اس کو وراثت دیں گے۔"

(بحارالانوار:۵۲/ ۳۰۹ حدیث ۲، اثبات الھداۃ:۳/ ۴۹۵ حدیث ۲۵۶)

مہدیؑ اور صلیب

(۶۰/۵۷۳) شیخ صدوقؒ کتاب خصال ۲/ ۵۷۹ میں امیرالمومنینؑ سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے ایسی ستر فضیلتیں بیان کیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں اور اس میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہے فضیلت نمبر ۵۳ میں فرماتے ہیں:

فان الله تبارك و تعالى لن يذهب بالدنيا حتى يقوم منا القائم يقتل مبغضينا ولا يقبل الجزية ويكسر الصليب والا صنام ويضع الحرب اوزارها ويدعو الى اخذ المال فيقسمه بالسوية ويعدل فى الرعية

"خدا تبارک وتعالیٰ اس وقت تک اس دنیا کو ختم نہ کرے گا جب تک ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک قائم قیام کرے گا۔ وہ ہمارے دشمنوں کو ہلاک کرے گا اور کسی سے جزیہ نہ لے گا۔ صلیب اور بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ لوگوں کو مال لینے کے لئے بلائے گا اور مال ان کے درمیان مساوی تقسیم کرے گا۔ امت کے درمیان عدل وانصاف کو جاری کرے گا۔"

فضیلت نمبر ۵۴ میں فرماتے ہیں: رسولؐ خدا سے میں نے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

يا على سيلعنك بنو امية و يرد عليهم ملك بكل لعنه الف لعنة فاذا قام القائم لعنهم اربعين سنة

"یا علیؑ! بنوامیہ اپنی محافل میں تجھ پر لعنت کریں گے اور ایک فرشتہ اس لعنت کے بدلے میں ان پر ہزار لعنت کرے گا اور جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو چالیس سال تک ان پر لعنت کریں گے۔"

(اثبات الھداۃ:۳/ ۴۹۶ حدیث ۲۶۰)

ہم شکل رسولؐ

(۶۱/۵۷۴) نعمانی اپنی کتاب غیبت ص ۲۱۴ میں روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: یہ میرا بیٹا قوم کا سید اور سردار ہے۔ جیسے کہ رسول خداؐ نے اسے سید کے نام سے پکارا ہے۔ خدا اس کی نسل سے ایک بچہ پیدا کرے

گا جس کا نام پیغمبر اکرمؐ والا نام ہوگا۔شکل، اخلاق، اچھی عادات اور کردار میں ان کی طرح ہوگا اور وہ اس زمانے میں خروج کرے گا۔ جب لوگ غافل ہوں گے اور حق وحقیقت کا کہیں نام ونشان نہ ہوگا، ہر طرف ظلم وستم کا بازار گرم ہوگا اور خدا کی قسم اگر خروج نہ کرے گا تو اسے قتل کر دیں گے۔

ويفرح تجروجه اهل السموات وسكانها وهو رجل اجلى الجبين اقنى الانف ضخم البطن ازيل الفخذين يفخذه اليمنى شامة. افلج الثانيا يملا الارض كما ملئت ظلما وجورا

''اہل آسمان اس کے خروج سے خوش ہوں گے اس کی پیشانی چوڑی، باریک ناک، پیٹ بڑا، موٹے ران اور اس کے دائیں ران پر تل کا نشان ہوگا اور اس کے دانت ایک دوسرے سے جدا جدا ہوں گے اور وہ زمین کو عدل سے پر کر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔''

(بحارالانوار:۵۱/۳۹حدیث۱۹، اثبات الهداة:۳/۵۳۸حدیث ۴۹۳)

(۵۷۵/ ۶۲) کعب الاحبار کہتا ہے: حضرت مہدیؑ صورت وسیرت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ خدا نے جو تمام انبیاء کو عطا کیا ہے وہ سب کچھ انہیں عطا فرمایا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ تر اور بہتر تر عطا کیا ہے۔ وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی نسل سے ہیں اور یوسف کی طرح لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جائیں گے۔ جب عیسیٰ بن مریم واپس آئیں گے تو وہ ایک لمبی مدت غیبت میں رہنے کے بعد ظہور کریں گے۔

ان کے ظہور کی علامات میں سے کچھ یہ ہیں۔ سرخ ستارہ طلوع کرنا۔ شہری ویران ہو جانا، بغداد کا زمین میں دھنس جانا۔ سفیانی کا خروج کرنا، بنی عباس اور ارمنستان وآذربائیجان کے سپاہیوں کے درمیان جنگ کا واقع ہونا۔ یہ وہ جنگ ہے جس میں کئی ہزار لوگ قتل ہوں گے دونوں طرف کے لشکر اسلحہ سے لیس ہوں گے اور سیاہ پرچم لہرائیں گے یہ وہ جنگ ہے جو سرخ موت اور ہر طرف پھیلنے والے طاعون کے ساتھ ملی ہوگی۔

(غیبۃ نعمانی: ص ۲۱۴، بحارالانوار:۵۱/۳۹حدیث۱۹، اثبات الهداة:۳:۵۲۸حدیث ۴۹۳)

مہر نبوت

(۵۷۶/ ۶۳) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲: ۶۵۳ حدیث ۱۷ میں امیر المومنین علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میری اولاد میں سے ایک مرد آخری زمانے میں خروج کرے گا۔ جس کا رنگ سفید سرخی مائل ہوگا۔ پیٹ بڑا، ران موٹے اور گوشت سے بھرے ہوئے کندھے مضبوط ہوں گے اور اس کی پشت پر دو علامتیں ہوں گی۔ ایک علامت چمڑے کے رنگ کی اور دوسری علامت پیغمبر اکرمؐ کی مہر نبوت کے مشابہہ ہوگی۔ آپ نے حدیث کو جاری رکھا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

فاذا هز رايته اضاء لها مابين المشرق والمغرب ووضع يده على رووس العباد فلا يبقى مومن الا صار قلبه اشد من زبر الحديد واعطاه الله عزوجل قوة اربعين رجلا

''جب وہ اپنے پرچم کولہرائے گا تو مشرق ومغرب کو روشن کردے گا۔اس وقت وہ اپنے مبارک ہاتھ کو لوگوں کے سروں پر پھیرے گا۔کوئی مومن نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کا دل لوہے سے مضبوط تر ہوجائے گا۔خدا تعالیٰ اسے چالیس آدمیوں کی طاقت عطا کرے گا جو مومنین اس دنیا سے جاچکے ہیں ظہور کے ساتھ ان کے دل خوشحال ہوجائیں گے،وہ ایک دوسرے کو ملنے جائیں گے اور حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کی ایک دوسرے کو خوش خبری اور مبارک باد دیں گے۔''

(بحارالانوار:۵۱/۳۵ حدیث ۴،اعلام الوری:۴۶۵)

ارادہ اور ہدف

(۶۴/۵۷۷) اسی کتاب میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں اپنے مولا امیرالمومنینؑ کی خدمت میں گیا۔میں نے حضرت کو دیکھا کہ کچھ سوچ رہے ہیں اور زمین پر انگلی مار رہے ہیں۔میں نے عرض کیا:یاامیرالمومنینؑ کیا ہوا ہے میں آپ کو فکرمند دیکھ رہا ہوں اور اپنی انگلی زمین پر مار رہے ہیں کیا آپ دنیا کی طرف مائل ہوگئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم نہیں۔حتیٰ کہ ایک دن بھی اس پانی مٹی اور دنیا کی طرف مائل نہیں ہوا۔لیکن میں اپنے اس گیارہویں بیٹے کے متعلق سوچ رہا ہوں جو میری نسل سے پیدا ہوگا۔

هو المهدى يملاها عدلا كما ملئت جورا وظلما تكون له حيوة وغيبة يضل بها اقوام ويهتدى فيها آخرون

''وہ مہدیؑ ہے جو زمین کو عدل سے ایسے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہے۔اس کے لئے حیرت اور غیبت ہے اور کچھ لوگ اس کے بارے میں گمراہ ہوجائیں گے اور کچھ ہدایت پر ہوں گے۔''

اصبغ کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یاامیرالمومنینؑ! جو آپ فرمارہے ہیں،کیا ایسا واقع ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس کا واقع ہونا یقینی ہے اور تو کیا جانے کہ یہ امر کیسے واقع ہوگا؟

اے اصبغ! وہ لوگ جو اہل بیت علیہم السلام کے اس فرد کے ساتھ خروج کریں گے وہ اس امت کے بہترین افراد ہوں گے۔

اصبغ نے سوال کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کے بعد وہی ہوگا جو خدا چاہے گا کیونکہ اس کے پاس اختیار، ارادہ ہدف اور حکمتیں ہیں۔

(کمال الدین ۲۸۹ حدیث ۱، بحارالانوار: ۱۵/۱۷۱، اثبات الہداۃ: ۳/۴۶۲ حدیث، الکافی: ۱/۳۳۸ حدیث ۷ غیبۃ نعمانی ص ۶۰ حدیث ۴)

منتظرؑ کیوں کیا جاتا ہے؟

(۶۵/۵۷۸) شیخ صدوق کمال الدین ۲/۳۷۸ حدیث ۳ میں حضرت جوادؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا علیؑ تقی امام ہوگا، اس کا امر میرا امر ہے، اس کا قول میرا قول ہے، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کے بعد میرا بیٹا حسنؑ امام ہے۔ اس کا امر اس کے باپ کا امر ہے، اس کا قول اس کے باپ کا قول ہے، اس کی اطاعت اس کے باپ کی اطاعت ہے، پھر آپ خاموش ہو گئے میں نے آپ سے عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! امام حسنؑ کے بعد کون امام ہوگا؟ امام علیہ السلام یہ خبر سن کر بہت زیادہ روئے، پھر آپ نے فرمایا: حسنؑ کے بعد اس کا بیٹا حق کے ساتھ قیام کرنے والا امام منتظرؑ ہے۔ میں نے عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ! انہیں (قائم) کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

لانه يقوم بعد موت ذكره وارتداد اكثر القائلين بامامته

”کیونکہ وہ اس وقت قیام کرے گا جب اس کی یاد بھول جائے گی اور اس کی امامت کے ساتھ اعتقاد رکھنے والے اکثر لوگ مرتد ہو جائیں گے۔“

میں نے عرض کیا: حضرت کو ”منتظر“ کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

لان له غيبة يكثر ايامها ويطول امدها فينتظر خروجه المخلصون وينكره المرتابون ويستهزئ بذكره الجاحدون

”کیونکہ اس کی غیبت بڑی لمبی اور طولانی ہے۔ مخلص مومنین اس کے ظہور کا انتظار کریں گے شک کرنے والے انکار کریں گے منکر لوگ اس کی یاد کا مذاق بنائیں گے، اس کے ظہور کے وقت کو معین کرنے والے بہت زیادہ ہوں گے جو سب کے سب جھوٹ کہہ رہے ہوں گے جو لوگ جلدی کریں گے وہ ہلاک ہو جائیں گے اور جو کوئی اہل تسلیم میں سے ہوگا اور جو کچھ خدا نے فرمایا ہے اسے دل و جان سے قبول کرلے گا۔ تو وہ اس کی غیبت کے زمانے میں نجات پائے گا۔“

(بحارالانوار: ۵۱/۳۰ حدیث ۴، العلام الوری: ۴۳۶، انوار ص ۴۰۰)

تو قتل نہیں ہوگا

(۵۷۹/۶۶) شیخ حرعاملی اثبات الھداۃ ۸۰۰ حدیث ۱۳۶ میں فرماتے ہیں کہ فضل بن شاذان کتاب اثبات الرجعہ حدیث ۱۲ میں ابراہیم بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔

جب اس وقت کے حاکم عمرو بن عوف نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں بہت زیادہ ڈر گیا، میں نے اپنے اہل وعیال سے الوداع کیا اور اپنے مولا امام عسکریؑ کے گھر کی طرف آیا، تاکہ آپ سے بھی الوداع کروں اور میں نے سوچ لیا تھا کہ بھاگ جاؤں۔ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے ایک بچے کو دیکھا، جو آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح نورانی اور چمک رہا تھا۔ میں اسے دیکھ کر حیران و پریشان ہوگیا۔ قریب تھا میرا ذہن کام کرنا چھوڑ دے، اس بچے نے مجھ سے فرمایا: اے ابراہیم فرار نہ کرو، کیونکہ خدا تجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ یہ سن کر میں اور زیادہ حیران و پریشان ہوگیا۔

میں نے امام حسن عسکریؑ سے عرض کیا: اے میرے آقا! اے یابن رسول اللہ! یہ بچہ کون ہے جو میرے باطن کی بھی خبر رکھتا ہے آپ نے فرمایا:

هو ابني و خليفتي من بعدى

''وہ میرا بیٹا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔''

لوح رسول

(۵۸۰/۶۷) نیز اسی کتاب میں (سابقہ حوالے کے ساتھ حدیث ۴ میں) ابوخالد کابلی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ میں نے آپ کے ہاتھ میں ایک کاغذ دیکھا، جسے آپ دیکھ رہے تھے اور بہت زیادہ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ ورق کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہے جو خدا تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کو ہدیہ فرمائی ہے۔ اس میں رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ کے مبارک اسما ہیں۔ اس کے بعد حدیث کو جاری رکھا اور باقی اماموں کے نام یکے بعد دیگر لئے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: حسن بن علی امام عسکریؑ کا نام ہے اس کا بیٹا حجۃ بن الحسن ہے جو حکم خدا سے قیام کرے گا اور دشمنان خدا سے انتقام لے گا۔

الذى يغيب غيبة طويلة ثم يظهر فيملا الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما

''اس کے لئے ایک لمبی غیبت ہے پھر وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے ایسے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔''

(۶۸/۵۸۱) شیخ صدوق کمال الدین ۱:۲۸۶ حدیث ۱ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: رسول خداؐ نے فرمایا:

المهدی من ولدی اسمه اسمی و کنیته کنیتی اشبه الناس بی خلقا و خلقا تکون له غیبة و خیرة تضل فیها الامم ثم یقبل کالشهاب الثاقب فیملا الارض عدلا و قسطا کما ملت جورا و ظلما

''مہدیؑ میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرا نام ہے اور اس کی کنیت میری کنیت ہے وہ سیرت اور صورت میں سب سے زیادہ میرے ساتھ شباہت رکھتا ہے۔ اس کے لئے غیبت اور حیرت ہے جس میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ شہاب ثاقب ستارے کی طرح اچانک ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔''

(بحارالانوار:۵۱/۷۱ حدیث ۱۳، کفایۃ الاثر ص ۶۶، منتخب الاثر:۱۸۲ حدیث ۲)

دوستوں کا دوست

(۶۹/۵۸۲) اسی کتاب میں امام باقرؑ سے اور آپ رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا:

طوبی لمن ادرك قائم اهل بیتی وهو یأتم به فی غیبته قبل قیامه و یتولی اولیاء ویعادی اعداء ذلك من رفقائی و ذوی مودتی و اکرم امتی علی یوم القیامة

''خوش قسمت ہے وہ شخص جو میری اہل بیت کے قائمؑ کو پائے گا اس حال میں کہ اس کی غیبت کے زمانے میں اور اس کے قیام سے پہلے اس کی اقتداء کرتا رہا ہو اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھتا ہو وہ میرے رفقاء اور دوست ہیں اور قیامت کے دن پوری امت سے زیادہ میرے نزدیک عزیز ترین ہوں گے۔''

(کمال الدین ۱:۲۸۶ حدیث ۲، بحارالانوار:۵۱/۷۲ حدیث ۱۴)

ہیبت مہدیؑ

(۷۰/۵۸۳) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/۷۶ ۳ حدیث ۷ میں ریان بن صلت سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے

حضرت رضاؑ سے عرض کیا: کیا آپ صاحب الامر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں صاحب الامر ہوں، لیکن نہ وہ صاحب الامر جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے پر ہو چکی ہوگی کس طرح میں اس کمزور بدن اور ناتواں جسم کے ساتھ وہ صاحب الامر ہو سکتا ہوں۔

وان القائم هو الذی اذا خرج کان فی سن الشیوخ و منظر الشباب قویا فی بدنه حتی لو مدیده الی اعظم شجرة علی وجه الارض لقلعها ولو صاح بین الجبال لتدکدکت صخروها

''بے شک قائم علیہ السلام وہ ہیں جو ظہور کے وقت بوڑھوں کی عمر میں ہوں گے لیکن شکل جوانوں والی ہوگی اور جسمانی لحاظ سے اس قدر قوی اور مضبوط ہوں گے کہ اگر چاہیں تو ایک ہاتھ کے ذریعے سے زمین پر سب سے بڑے درخت کو کھینچ سکتے ہیں اور اگر دو پہاڑوں کے درمیان آواز دیں تو پہاڑ ان کے اوپر پتھر ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں گے اور نیچے گر جائیں گے۔''

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۲۲ حدیث ۳۰، منتخب الاثر ص ۲۲۱ حدیث ۲، اعلام الوری ۴۳۴)

وہ اپنے ساتھ موسیٰ کا عصا اور سلیمانؑ کی انگوٹھی رکھتے ہیں، وہ میرا چوتھا بیٹا ہوگا، خدا جب تک چاہے گا اسے چھپا کر لوگوں کی نظروں سے محفوظ رکھے گا۔ اس کے بعد اسے ظاہر کرے گا تا کہ جہان کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کر دے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکا ہوگا۔

رازِ غیبت

(۵۸۴/ ۷۱) سید بن طاؤس کتاب الیقین میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

بے شک علی ابن ابی طالبؑ میرے بعد میرے امور کا عہدہ دار، میری امت کا پیشوا اور ان پر میرا جانشین ہے۔ اس کی اولاد سے قائم منتظر ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

والذی بعثنی بالحق بشیرا و نذیرا ان الثابتین علی القول به فی زمان غیبته لا عزمن الکبریت الاحمر

''قسم ہے اس خدا کی، جس نے مجھے بشارت دینے والا اور ڈرانے والے نبی بنا کر بھیجا۔ بے شک اس کی غیبت کے زمانے میں اس کی امامت پر ثابت قدم رہنے والے کبریت احمر سے بھی کامیاب ہیں (یعنی ڈھونڈنے سے نہیں ملیں گے)۔

جابر بن عبداللہ انصاری اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! کیا جو قائم آپ کی اولاد سے ہے وہ غائب بھی ہوگا؟

آپ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾

(سورہ آل عمران آیت ۱۴۱)

''تاکہ مومنوں کو امتحان میں ڈال کر ہر عیب سے پاک کرے اور کافروں کو ہلاک کردے۔''

اے جابر! یہ امر اور راز ان امور اور رازوں میں سے ہے جس کا علم خدا کے بندوں سے پوشیدہ ہے۔ وہ اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہوسکتے، لیکن خبردار اس میں شک نہ کرنا اور دو چار تردید نہ ہونا، کیونکہ خدا تبارک وتعالیٰ کے کام میں شک کرنا کفر ہے۔

(الیقین ص ۴۹۴ باب ۲۰۱ چاپ جدید، بحار الانوار: ۳۸/۱۲۶ حدیث ۷۶، منتخب الاثر ۱۸۸)

قائم کی وجہ

(۵۸۵/۷۲) محمد بن عجلان امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا قام القائم علیه السلام دعا الناس الی الاسلام الجدید وهدا هم الی امر قد دثر وضل عنه الجمهور وانما سمی القائم مهدیا لانه یهدی الی امر مضلول عنه وسمی القائم لقیامه بالحق

''جس وقت حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو ایک جدید اسلام کی طرف بلائیں گے اور لوگوں کو اس امر کی طرف بلائیں گے جو پرانا ہو چکا ہوگا۔ لوگ جس سے گمراہ ہوں گے ان کی ہدایت کریں گے۔ حضرت قائمؑ کو مہدیؑ اس لئے کہا گیا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کو اس امر کی طرف راہنمائی کریں گے جس میں وہ خطا کر چکے ہیں اور گمراہ ہو چکے ہیں۔ حضرت کو ''قائم'' اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حق کے ساتھ قیام کریں گے۔''

(الاشراد ص ۴۱۱، بحار الانوار: ۵۱/۳۰ حدیث ۷، اثبات الھداۃ ۳/۵۵۵ حدیث ۵۹۳، اعلام الوری ص ۴۶۱)

دیواریں بھی گواہی دیں گی

(۵۸۶/۷۳) روایت ہوئی ہے کہ امام غائب کا نام ''مہدی'' اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ مخفی اور پوشیدہ امور کی ہدایت کریں گے۔ یہاں تک کہ جس شخص کو لوگوں نے گناہ کرتے نہ دیکھا ہوگا اس کو لائیں گے اور قتل کر دیں گے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں

بات کرر ہا ہو گا تو ڈرے گا کہ کہیں دیواریں اس کے خلاف گواہی نہ دیں۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۹۰ حدیث ۲۱۲، اثبات الھداۃ: ۳/ ۵۸۴ حدیث ۷۸۶، الزام الناصب: ۱/ ۲۳۵)

امام صادقؑ مہدیؑ کے غم میں

(۷۸۵/ ۷۴) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/ ۳۵۲ حدیث ۵۰ میں سدیر صیرفی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں مفضل، ابو بصیر اور ابان بن تغلب کے ساتھ مولا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ ہم نے حضرت کو دیکھا کہ آپ مٹی پر بیٹھے ہیں اور بدن مبارک پر پشم کی خیبری پوشاک پہنے ہوئے ہیں جس کا گریبان نہیں تھا اور اس کی آستینیں چھوٹی تھیں اور آپؑ اس ماں کی طرح گریہ کرر ہے تھے جس کا جوان بیٹا مر چکا ہو، غم واندوہ کے آثار آپ کے مبارک چہرے پر آشکار تھے۔ چہرے کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا اور بہت زیادہ آنسو بہانے کی وجہ سے آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔ آپ نے اس غمزدہ حالت میں فرمایا:

سیدی غیبتك نفت رقادی و ضیقت علی مهادی و ابتزت منی راحة فوادی سیدی غیبتك وصلت مصابی بفجائع الابد، وفقد الواحد بعد الواحد یغنی الجمع والعدد

’’اے میرے سردار! تیری غیبت نے میری نیند ختم کر دی ہے دنیا کو اپنی تمام وسعت کے ساتھ مجھ پر تنگ کر دیا ہے۔ میرے دل کے سکون کو سلب کر دیا ہے۔ میرے سردار! آپ کی غیبت نے ہماری مصیبت کو دائمی کر دیا ہے اور ایک کے بعد دوسرے کو کھو دینے سے ہماری جماعت پراگندہ ہوگئی ہے ہمارا سرمایہ ختم ہو چکا ہے۔

میری آنکھیں جو آنسوؤں کے قطرات گراتی ہیں اور دردناک گریہ و نالہ جو گذشتہ بلاؤں اور مصیبتوں کی وجہ سے میرے سینے سے باہر آتے ہیں تاکہ کوئی سکون مل سکے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ میں جان لیوا مصیبتوں اور عظیم تر آنے والی بلاؤں کو اپنی آنکھوں کے سامنے محسوس کرر ہا ہوں۔ وہ سخت بلائیں جو تیرے غصے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور وہ ناگوار واقعات جو تیرے خشم کے ساتھ مخلوط ہیں۔‘‘

سدیر کہتا ہے: اس دردناک حادثہ کے مشاہدہ اور امامؑ کی دل سوز باتیں سن کر قریب تھا کہ میں ہوش و حواس کھو بیٹھتا۔ ہمارے دل دکھی اور زخمی ہو گئے۔ ہم نے خیال کیا کہ کوئی ناگوار حادثہ یا کوئی بہت بڑی مصیبت حضور کی ذات مقدس پر وارد ہوئی ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے تمام مخلوقات سے افضل ترین ہستی کے بیٹے! خدا آپ کو نہ رلائے، کیا کوئی ایسا حادثہ رونما ہوا ہے جس نے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری کر دیئے اور آپ کو ماتم میں بٹھا دیا ہے؟ امام صادقؑ نے دل سے ایک گہری اور دردناک آہ بھری اور پھر فرمایا:

افسوس ہے تم پر، آج صبح میں جفر کی کتاب دیکھ رہا تھا۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں موت، بلائیں، مصیبتیں اور تمام گزشتہ اور آئندہ رونما ہونے والے واقعات کا علم موجود ہے۔ خدا تبارک و تعالیٰ نے اس کتاب کے علم کو پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اس کتاب میں میں نے حضرت قائم علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں غور و فکر کیا ہے کہ وہ آنکھوں سے غائب ہو جائیں گے، ان کی غیبت طولانی ہو جائے گی اور ان کی عمر شریف لمبی ہو جائے گی۔ اس زمانے میں مومنین امتحان اور مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ ان کی غیبت کے طولانی ہو جانے کی وجہ سے مومنین بہت زیادہ شک و تردید میں پڑ جائیں گے۔ اکثر ان میں سے دین سے مرتد ہو جائیں گے اور اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور اسلام کی اتباع اور اطاعت کا بندھن اپنی گردنوں سے اتار دیں گے۔ یہ وہی ولایت کا رشتہ ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ؕ (سورہ اسراء آیت ۱۳)

''ہر انسان کے مقدرات کو ہم نے اس کی گردن میں ڈال دیا ہے۔''

ان احوال اور واقعات کے مطالعہ سے میرا دل غمگین ہو گیا اور غم و اندوہ نے مجھ پر حملہ کر دیا۔

ہم نے عرض کیا: یابن رسولؐ! ہم پر احسان کریں اور مہربانی فرما کر کچھ ان حوادث اور واقعات میں ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کر لیں۔ آپ نے فرمایا: خدا تبارک تعالیٰ ایسی تین چیزوں کو حضرت قائم علیہ السلام کے لئے انجام دے گا جو تین انبیاء کے لئے انجام دیں۔ ان کی ولایت کو حضرت موسیٰ کی طرح پوشیدہ رکھے گا، ان کی غیبت کو حضرت عیسیٰ کی غیبت کی طرح قرار دے گا، ان کی غیبت کے طولانی ہونے کو قصہ حضرت نوحؑ واقعہ کے طولانی ہونے کی طرح قرار دے گا اور ان کی عمر کے طولانی ہونے کو خدا نے اپنے بندہ صالح حضرت خضرؑ کی عمر کے طولانی ہونے کی طرح قرار دیا ہے۔

ہم نے عرض کیا ان تمام کے بارے میں اور زیادہ وضاحت اور تشریح کر دیں تا کہ ہم مطلب کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ آپ نے فرمایا:

حضرت موسیٰ کی ولادت کے بارے میں یہ ہے جب فرعون کو معلوم ہوا کہ اس کی حکومت موسیٰ کے ہاتھ سے ختم ہوگی تو اس نے حکم دیا کاہنوں یعنی پیشگوئی کرنے والوں کو بلایا جائے۔ انہوں نے فرعون کو بتایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل سے ہوگا۔ اس فرعون کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کی جتنی عورتیں حاملہ ہیں ان کے پیٹ پھاڑ دو اور دیکھو اگر بچہ لڑکا ہے تو اسے قتل کر دو۔ اس صورت حال میں بیس ہزار سے زیادہ بچے قتل ہوئے لیکن پھر بھی موسیٰ کو قتل کرنا ان کے لئے ممکن نہ ہوا، کیونکہ خدا نے ان کی حفاظت کا ارادہ کر رکھا تھا۔ اسی طرح بنی امیہ اور بنی عباس کو جب معلوم ہوا کہ ان کی حکومت اور تمام بادشاہوں اور ظالموں کی حکومت حضرت قائم علیہ السلام کے ہاتھ سے ختم ہوگی، تو ان کی دشمنی کے لئے کھڑے ہو گئے اور اپنی تمام طاقت اہل بیتؑ کے قتل کرنے اور انہیں ختم کرنے پر صرف کر دی کہ مہدی موعود علیہ السلام اس دنیا میں نہ آئیں اور ان کو ولادت سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے کام سے ظالموں کو مطلع نہ ہونے دیا اور ارادہ فرمایا کہ اپنے نور کو کامل کرے اور حضرت مہدی صوات اللہ علیہ

کے ظہور کے ذریعے سے اس جہان کو بطور کامل نورانی اور روشن کر دے۔ اگرچہ مشرک لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئے۔

رہی بات حضرت عیسیٰ کی غیبت کی، تو یہودیوں اور نصاریٰ نے اتفاق سے کہا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں لیکن خدا تبارک و تعالیٰ نے ان کو جھوٹا کہا اور فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط (سورہ نساء آیت ۱۵۷)

''انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا بلکہ مطلب ان پر مشتبہ ہو گیا۔''

حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت طولانی ہو جانے کی وجہ سے امت ان کی غیبت سے انکار کر دے گی۔ کچھ لوگ لغو اور فضول باتیں کریں گے اور کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ کچھ کہیں گے کہ پیدا ہوا ہے لیکن فوت ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ کافر ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ گیارہویں امام لاولد تھے کچھ لوگ دین سے خارج ہو جائیں گے اور تیرہ یا اس سے زیادہ اماموں کے قائل ہو جائیں گے۔ ایک گروہ خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے کہے گا کہ حضرت قائم علیہ السلام کی روح کسی کے جسم میں بات کرتی ہے۔ حضرت نوح اور ان کے وعدوں کو تاخیر میں ڈالنے کا قصہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت نوحؑ نے اپنی قوم پر آسمانی عذاب اور عقوبت کی خدا سے درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کھجور کی سات گٹھلیاں دے کر حضرت نوحؑ کی طرف بھیجا اور فرمایا: اے پیغمبر! خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ میری مخلوق اور میرے بندے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کو آسمانی بجلی کا عذاب دوں اور ان کو ختم کر دوں، تو ان کو مزید تبلیغ کر، تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ پس اپنی قوت و طاقت کو دوبارہ استعمال میں لاؤ اور ان کو ایک بار پھر حق کی طرف دعوت دو۔ میں تجھے ان زحمات کے بدلے میں اجر عطا کروں گا اور یہ گٹھلیاں جو میں تیری طرف بھیج رہا ہوں، ان کو کاشت کر دو، کیونکہ ان کے اگنے، بڑھنے اور پھل دینے میں تیرے لئے آسانی اور کشادگی پیدا ہو گی اور جو مومن تیری پیروی کریں ان کو بشارت دو۔ جب درخت اگ کر اور بڑے ہو گئے، ان کی شاخیں مضبوط ہو گئیں اور ان پر پتے اور پھل لگنے لگے تو نوحؑ نے خدا سے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے درخواست کی۔ لیکن خداوند رحمان نے حکم دیا کہ دوبارہ گٹھلیوں کو بیجو اور صبر کرو اور لوگوں کو دوبارہ حق کی طرف دعوت دینے میں کوشش کرو اور ان پر اتمام حجت کرو۔ حضرت نوحؑ نے اہل ایمان کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر ان میں سے تین سو نفر مرتد ہو گئے اور اپنے دین سے ہاتھ اٹھا بیٹھے اور انہوں نے کہا۔ اگر نوحؑ کی باتیں سچی ہوتیں تو اس کے خدا کے وعدہ میں خلاف ورزی نہ ہوتی۔ پھر خدا تعالیٰ ہر مرتبہ اپنے سابقہ حکم کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس عمل کا خدا نے سات مرتبہ تکرار کیا اور ہر مرتبہ ایک گروہ مومنین سے اپنے دین سے خارج ہو جاتا۔ یہاں تک کہ باقی رہنے والے مومنین کی تعداد ستر سے کچھ زیادہ تک رہ گئی۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت نوح کو وحی بھیجی اور فرمایا: اب صبح اچھی طرح ظاہر ہو چکی ہے اور تاریک شام ختم ہو گئی ہے۔ یعنی حق واضح طور پر ملاوٹ سے پاک ہو گیا ہے اور وہ لوگ جن کی طینت ناپاک تھی ان کا ارتداد ظاہر ہو گیا اور وہ مرتد ہو گئے۔ اگر میں پہلے ہی مرحلے میں کافروں کو ہلاک کر دیتا تو وہ ناخالص مومن جو بعد والے مرحلے میں مرتد ہوئے تھے میرے عذاب سے بچ جاتے اور میرا پہلا وعدہ پورا نہ ہوتا، جس میں میں نے کہا تھا کہ جن خالص مومنوں نے تیری نبوت کے ساتھ تمسک کیا ہے ان کو میں بچا لوں گا اور ان کو زمین میں

جانشین بناؤں گا۔ان کے دین کوتقویت عطا کروں گا اوران کے خوف وڈر کوامن وامان اورآرام وسکون میں تبدیل کردوں گا۔تا کہ دل میں بغیر کسی شک وشبہ کے خلوص کے ساتھ میری عبادت کریں۔پس میں کس طرح ان کو جانشین بناؤں اوران کے خوف وہراس کوامن و آرام اور سکون میں تبدیل کروں، جب کہ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ ایمان کی کمزوری،طینت کی ناپاکی اور باطن میں پلیدگی کے سبب جو منافقت کی وجہ سے ان میں موجود ہے مرتد ہوجائیں گے اورآہستہ آہستہ دین سے نکل جائیں گے؟

پس اگر یہ لوگ مومنوں کی حکومت اور سلطنت کو دیکھتے جوان کو جانشینی یا دشمنوں کے ہلاک ہونے کے وقت دی جاتی ہے،توان کا خفیہ نفاق اوران کے دلوں کی گمراہی زیادہ اور محکم تر ہوجاتی اوراپنے بھائیوں کے ساتھ دشمنی پیدا کر لیتے اور حکومت کو حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ جنگ شروع کر دیتے تا کہ امر ونہی کا کام اپنے اختیار میں لے لیں اوراسے اپنے ساتھ مخصوص کرلیں۔پس کس طرح ممکن تھا کہ ان نا خالص مومنوں کی فتنہ انگیزی اور جنگ کا ماحول پیدا کرنے کی صورت میں دین مضبوط ہوتا اور مومنین کا امر ہر طرف پھیلتا؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا تھا۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد حضرت نوح کو خطاب ہوا۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا (سورہ ہود آیت ۳۸)

''اور کشتی کو بناؤ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے ساتھ۔''

امام صادقؑ نے فرمایا: یہی صورت حال حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ بھی پیش آئے گی۔ان کی غیبت کا زمانہ لمبا ہوگا تا کہ حقیقت ملاوٹ کے بغیر ظاہر ہوجائے اور ایمان منافقت اور ملاوٹ سے پاک ہوجائے اور وہ لوگ اس وقت سے پہلے ہی اپنی ناپاکی ظاہر کردیں اور مرتد ہوجائیں جو یہ چاہتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت اوران کی عالمی حکومت کے قیام کے وقت نفاق ڈالیں۔

مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! ناصبیوں کا خیال ہے کہ سورہ نور کی آیت نمبر ۵۵ جسے آیۂ تمکین اور استخلاف کہا جاتا ہے ابوبکر،عمر،عثمان اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔امامؑ نے فرمایا:

خدا ناصبی لوگوں کے دلوں کو ہدایت نہ کرے۔کس زمانے میں ایسے دین کوقدرت وطاقت حاصل ہوئی ہے، جسے خدا اور رسولؐ خدا پسند کرتے ہوں جس میں ہر دن امن وامان قائم ہوا ہو،مسلمانوں کے دل سے خوف وہراس ختم ہوگیا ہواوران کے سینوں سے شک وتردید برطرف ہوگیا ہو کیا غاصبین میں سے کسی کے دور میں ایسا ہوا ہے، کیا علیؑ کی خلافت کے دور میں ایسا ہوا ہے جبکہ کچھ لوگوں کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے اوران کے ساتھ فتنہ انگیزی اور جنگ وجدال کا سلسلہ جاری رکھا؟

پھر امام صادقؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا

(سورہ یوسف آیت ۱۱۰)

''یہاں تک کہ رسولؐ مایوس ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ خدا کی مدد کا وعدہ پورا نہ ہوگا اس وقت ہماری نصرت اور مدد ان تک پہنچ گئی۔''

اور رہی بات بندۂ صالح یعنی حضرت خضرؑ کی تو خدا تعالیٰ نے ان کی عمر کو اس لئے لمبا نہیں کیا کہ انہیں نبوت دی جائے یا ان پر کوئی کتاب نازل کی جائے، یا ان کو کوئی شریعت یا آئین دے جس کے ذریعے سے سابق انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کرے، یا انہیں امامت کا عہدہ دیا جائے اور لوگوں کو ان کی پیروی کی طرف راغب کیا جائے یا کوئی اطاعت ان پر واجب کی ہو تا کہ وہ اسے انجام دیں۔ بلکہ یہ اس لئے ہے کہ خدا کے علم ازلی میں یہ مقدر ہو چکا تھا کہ حضرت مہدیؑ کی عمر ان کی غیبت کے زمانے میں طول پکڑے گی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ لوگ اس چیز کا انکار کریں گے۔ لہٰذا اپنے صالح بندے حضرت خضرؑ کی عمر کو طولانی کر دیا، تا کہ حضرت قائمؑ علیہ السلام کی طول عمر پر دلیل بن سکے، اس کے ذریعے استدلال کر کے منحرفین اور منکرین کی دلیل کو رد کر سکے اور ان کے لئے کوئی بہانہ باقی نہ رہے اور لوگوں کے لئے خدا پر کوئی حجت و برہان باقی نہ رہے۔

(بحارالانوار: ۵۱/ ۲۱۹ حدیث ۹ اور ۳۱/ ۷ ۴ حدیث ۱۵، منتخب الاثر ص ۲۵۸ حدیث ۱۲، اثبات الھداۃ: ۳/ ۷ ۴ ۵ حدیث ۱۶۲)

مہدیؑ اور لشکر قسطنطنیہ

(۵۸۸/ ۷۵) نعمانیؒ کتاب غیبت نعمانیہ میں ص ۳۱۹ پر حدیث ۸ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو زمین کے ہر گوشہ کی طرف ایک شخص کو روانہ کریں گے اور اس سے فرمائیں گے:

عهدك في كفك، فاذا ورد عليك مالا تفهمه و لا تعرف القضاء فيه فانظر الى كفك واعمل بما فيها

''تیرا دستور العمل تیرے ہاتھ میں ہے اور جب بھی تجھے کوئی مشکل پیش آئے اور ایسا واقعہ رونما ہو جسے تم سمجھ نہ سکو تو اپنے ہاتھ کی طرف دیکھو، جو کچھ اس میں جو لکھا ہوا پاؤ گے اس پر عمل کرو۔''

ایک لشکر قسطنطنیہ (استنبول) کی طرف روانہ کریں گے، یہ لشکر جب سمندر کے پاس پہنچے گا اس میں شامل افراد تو اپنے قدموں پر کچھ لکھیں گے اور پانی کے اوپر چل پڑیں گے۔ جب رومی ان کو پانی کے اوپر چلتا ہوا دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے، یہ تو قائمؑ آل محمدؐ کے اصحاب ہیں جن کے پاس اتنی طاقت ہے۔ وہ خود کتنی طاقت کے مالک ہوں گے۔ اس وقت وہ شہر کے دروازے کو ان کے لئے کھول دیں گے اور لوگ کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائیں گے اور جیسے چاہیں گے ان کے متعلق حکم جاری کریں گے۔''

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۶۵ حدیث ۴۴، الزام الناصب: ۲/ ۲۸۷)

اسرار غیبت

(۵۸۹/۷۶) شیخ صدوقؒ کتاب کمال الدین ۱/ ۳۰۳ حدیث ۱۴ میں عبدالعظیم حسنی رضوان اللہ علیہ سے اور وہ امام جوادؑ سے اور آپ حضرت اپنے آباؤاجداد سے نقل کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

للقائم منا غیبة امدها طویل کانی بالشیعة یجولون جولان النعم فی غیبته یطلبون المرعی فلا یجدونه الا فمن ثبت منهم علی دینه ولم یقس قلبه لطول امد غیبته امامه فهو معی فی درجتی یوم القیامة

''ہمارے قائم علیہ السلام کے لئے غیبت ہے جس کی مدت طولانی ہے گویا میں شیعوں کو دیکھ رہا ہوں ان کی غیبت کے زمانے میں بھیڑ بکریوں کی طرح چراگاہ کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہے ہیں اور اسے نہیں پاتے۔ جان لو جو کوئی بھی اپنے دین پر ثابت رہے گا اور غیبت کے طولانی ہونے کی وجہ سے اس کا دل انکار کا شکار نہ ہوگا، تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا: ہمارا قائم علیہ السلام اس وقت قیام فرمائے گا جب اس کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہوگی، اسی وجہ سے ان کی ولادت مخفی ہے اور وہ خود نظروں سے غائب ہیں۔''

(بحارالانوار: ۵۱/ ۱۰۹ حدیث ۱، اعلام الوری: ۴۲۶، اثبات الهداة: ۴۶۴ حدیث ۵، منتخب الاثر ۲۵۵ حدیث ۳)

اجر کے مراتب

(۵۹۰/۷۷) کلینیؒ کتاب الکافی ۲/ ۲۲۲ حدیث ۴ میں نقل کرتے ہیں کہ شیعوں میں سے ایک گروہ حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی کہ ہم عراق جانا چاہتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو تم میں سے (از لحاظ جسمانی اور دینی) قوی ہیں وہ کمزور افراد کی مدد کریں اور ان کو طاقت و قوت دیں اور جو دولت مند ہیں وہ فقراء پر احسان اور بخشش کریں۔ ہمارے راز کو فاش نہ کریں۔ جو معاملہ ہماری ولایت اور امامت کے ساتھ مربوط ہے اسے منتشر نہ کریں۔ اگر ہماری طرف سے تم تک کوئی ایسی حدیث پہنچے (جو اس کے مخالف ہو جو تم جانتے ہو یا اس کا راوی قابل اطمینان نہ ہو) اگر خدا کی کتاب سے ایک یا دو گواہ اس پر پالو تو عمل کر لینا وگرنہ اس پر عمل نہ کرنا۔ یہاں تک کہ اس کے بارے میں پوچھ لو اور تمہارے لئے روشن ہو جائے۔

واعلموا ان المنتظر لهذا الامر له مثل اجر الصائم القائم ومن ادرك فا ئمنا

فخرج معه فقتل عدونا کان له مثل اجر عشرین شهیدا و من قتل مع قائمنا کان له مثل اجر خمسة و عشرین شهیدا

''جان لو جو کوئی اس امر (یعنی ہم اہل بیتؑ کی دولت کریمہ) کا انتظار کرے، اس کا اجر شب بیداری کرنے والے روزہ دار کی مثل ہے اور جو کوئی ہمارے قائم علیہ السلام کو درک کرے گا اور ان کے ساتھ خروج کرے گا اور ہمارے کسی دشمن کو قتل کرے گا تو اس کا اجر بیس شہیدوں کے برابر ہوگا اور جو کوئی آنحضرتؑ کے ساتھ شہید ہوجائے گا اس کا اجر پچیس شہیدوں کے برابر ہوگا۔''

(بحارالانوار:۵۷/۳۷ حدیث۲۱)

مہدیؑ کی بیعت

(۷۹/۵۹۲) حذیفہ کہتے ہیں: میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قائم علیہ السلام خروج کریں گے تو آسمان سے منادی ندا دے گا۔

ایها الناس قطع عنکم مدة الجبارین وولی الامر خیر امة محمد فالحقوا بمکة

''اے لوگو! ظالموں کا دور ختم ہوگیا ہے! اب امور کی سربراہی امت محمدؐ کے افضل ترین شخص کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اپنے آپ کو مکہ پہنچاؤ۔''

اس وقت مصر کے نجباء شام کے ابدال اور عراق کے چنے ہوئے لوگ، شب زندہ دار اور جودن میں بہادری کے ایسے جوہر دکھانے والے ہیں جن کے دل لوہے کی ٹکڑوں کی طرح ہیں وہ باہر نکلیں گے اور خود کو آنحضرتؑ تک پہنچائیں گے اور رکن و مقام کے درمیان حضرت کے ساتھ بیعت کریں گے۔''

(الاختصاص:ص۲۰۴، بحارالانوار:۵۲/۳۰۴ حدیث ۷۳، اثبات الهداة ۳/۵۵۷ حدیث ۶۰۷)

خون حسینؑ کا بدلہ لشکر مہدیؑ کا نعرہ

(۸۰/۵۹۳) کتاب غیبت میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

له کنز بالطالقان ما هو بذهب ولا فضة و رایة لم تنشر منذ طویت ورجال کان قلوبهم زبر الحدید لا یشوبها شك فی ذات الله اشد من الحجر، لو حملوا علی الجبال لا زالوها لا یقصدون برایاتهم بلدة الا خربوها کان علی خیولهم

العقبان

''طالقان میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے خزانے ہیں! جو سونے اور چاندی سے نہیں بلکہ ایسے مرد ہیں جن کے دل مضبوط لوہے کے ٹکڑوں کی مانند ہیں وہ خدا پر اعتقاد میں یقین کے درجے تک پہنچے ہیں اور ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ موجود نہیں ہے۔ مقاومت اور ثابت قدمی میں پتھروں سے بھی سخت تر ہیں اس حد تک کہ اگر پہاڑوں پر حملہ کریں تو اپنی جگہ سے ان کو ہلا کر رکھ دیں۔ جس شہر کی طرف بھی اپنے پرچموں کے ساتھ رخ کریں گے اس پر قبضہ کرلیں گے اور ظالم وستمگر لوگوں کے مراکز کو تباہ و برباد کردیں گے۔ گویا کہ وہ عقابی گھوڑوں پر سوار ہو کر تیز پرواز کر رہے ہیں۔

تبرک کے طور پر امامؑ کے گھوڑے کی زین پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں اپنے درمیان لے لیں گے۔ جنگوں میں اپنی جان پر کھیل کر ان کی حفاظت کریں گے، وہ جو بھی چاہیں گے حاضر کردیں گے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو رات کو نہیں سوتے عبادت خدا میں مشغول رہتے ہیں اور ان کی نمازوں میں ایسی عاشقانہ آوازیں آتی ہیں جیسے شہد کی مکھیوں کی آوازیں آتی ہیں۔ وہ راتوں کو کھڑے ہو کر خدا کے ساتھ راز و نیاز کرتے ہیں اور دنوں کو جنگی سواریوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ شب زندہ دار اور دن میں شیروں کی طرح ہیں۔ وہ اپنے مولا کے فرمان کے سامنے ایک فرمانبردار اور مطیع بندے کی طرح ہیں، وہ روشن اور چمکتے ہوئے چراغ ہیں اور دل ان کے دل گویا نور کی قندیلیں ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کی عظمت اور ہیبت سے خوفزدہ ہیں۔

وہ خدا سے شہادت کے طلب گار ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ خدا کے راستے میں قتل کئے جائیں۔ ان کا نعرہ ''یالثارات الحسین'' ہے۔ یعنی ''ہم خون حسینؑ کے انتقام کے طالب ہیں'' جب وہ کسی طرف نکلتے ہیں تو ایک مہینے کی مسافت کے برابر رعب اور خوف ان کے آگے آگے حرکت کرتا ہے۔ وہ اپنے مولا کی طرف آئیں گے اور خدا تعالی امام حق اور عادل پیشوا کی ان بہادروں کے ساتھ مدد فرمائے گا۔''

(بشارۃ الاسلام ص ۲۲۴، بحارالانوار: ۵۲/ ۳۰۷ حدیث ۸۲، الزام الناصب: ۲/ ۲۹۶)

مؤلف فرماتے ہیں: عبدالملک کے دور میں سرزمین اندلس میں ایک عمارت کا سراغ ملا ہے، جو اسکندریہ سے بھی پہلے کی بنی ہوئی تھی اور جس پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

حتی یقوم بأمر الله قائمهم
من السماء اذا ما بأسمه نودی

''یہاں تک کہ ان کا قائم حکم خدا سے قیام کرے گا، اس وقت جب منادی آسمان سے ان کے نام سے ندا دے گا۔''

عبدالملک زہری سے سوال کیا گیا کہ وہ منادی کیا ندا دے گا؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ بن الحسین نے مجھے خبر دی ہے کہ ندا دینے والا کہے گا: اے لوگو! جان لو کہ مہدیؑ وہ ہیں جو بنت رسول خدا فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔

امام صادقؑ اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

لکل اناس دولة یرقبونها
ودولتنا فی آخر الدهر تظهر

''ہر قوم کے لئے حکومت ہے ان کے انتظار میں ہے اور ہماری حکومت اس زمانے کے آخر میں ظاہر ہوگی۔''

(امالی صدوق: ص ۳۹۶ ضمن حدیث ۳ مجلس ۷۴، بحارالانوار: ۵۱/ ۱۴۳ حدیث ۳)

اسرائیلی جسم

(۸۱/۵۹۴) طبریؒ دلائل الامامة میں ۴۴۱ حدیث ۱۷ میں رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

المهدی من ولدی، وجهه کالکوکب الدری واللون لون عربی والجسم جسم اسرائیلی یملا الارض عدلا کما ملئت جورا یرضی بخلافته اهل السماء والطیر فی الجو و یملك عشرین سنة

''مہدیؑ میری اولاد سے ہے اس کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہوگا اور رنگ عربی لوگوں کی طرح ہے یعنی گندمی ہے۔اس کا جسم اسرائیلی جسم ہے یعنی مضبوط جسم والا ہے۔اس کی خلافت کے دور میں اہل آسمان اور ہوا میں پرندے خوش ہوں گے اور بیس سال تک حکومت کرے گا۔''

(نوادر المعجزات: ص ۱۹۶ حدیث ۵، الفردوس: ۴/ ۲۲۱ حدیث ۶۶۶۵۷، العمدة ص ۴۳۹، کشف الغمہ: ۲/ ۴۸۶، الاثر ص ۱۸۵، بحارالانوار: ۵۱/ ۹۱ سطر ۲)

عصر مہدیؑ کی خصوصیات

(۸۲/۵۹۵) اسی کتاب میں مفضل بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان قائمنا اذا قام اشرقت الارض بنور ربها و استغنی العباد عن ضوء الشمس و صار اللیل و النهار واحدا و ذهبت الظلمة و عاش الرجل فی زمانه الف سنة یولد له فی کل سنة غلام لا یولد له جاریة یکسوه الثوب فیطول علیه کلما

طال، ویتلون علیه ای لون شاء

''جس وقت ہمارے قائم قیام کریں گے تو زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ اس وقت لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ دن اور رات ایک ہو جائیں گے اور تاریکی ختم ہو جائے گی۔ اس وقت ایک مرد ایک ہزار سال عمر کرے گا۔ ہر سال اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اور بیٹی نہ ہوگی۔ جو لباس وہ پہنے گا اس کا قد لمبا ہونے کے ساتھ ساتھ لمبا ہو جائے گا اور جس رنگ میں چاہے گا وہ لباس تبدیل ہوتا چلا جائے گا۔''

(دلائل الامامۃ: ص ۴۵۴ حدیث ۴۳۷، اثبات الھداۃ ۳/ ۵۷۳ حدیث ۷۰۲)

امام زمانہ کے نام پر کھڑا ہونا

(۵۹۶ / ۸۳) عبدالرضا بن محمد اپنی کتاب تاجیج نیزان الاحزان فی وفات سلطان خراسان میں لکھتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے جب دعبل خزاعی نے اپنا مشہور و معروف قصیدہ امام رضاؑ کے سامنے پڑھا، جب اس شعر کو پڑھنے لگا

خروج امام لامحالة خارج

یقوم علی اسم الله بالبرکات

''حتمی طور پر ہم میں سے ایک امام خروج کرے گا وہ خدا کے نام اور اس کی برکات سے قیام کرے گا۔''

حضرت رضا علیہ السلام یہ شعر سن کر اٹھے اور اپنے مبارک قدموں پر کھڑے ہو گئے، اپنے دائیں ہاتھ کو سر پر رکھا اور تھوڑا سا زمین کی طرف جھکا کر دعا کی اور فرمایا:

اللھم عجل فرجه و مخرجه و انصرنا به نصرا عزیزا

''اے معبود! ان کے ظہور اور خروج میں جلدی فرما اور ان کے ظہور کے ساتھ ہماری مدد فرما۔''

(الزام الناصب ص ۱/ ۲۷۱ کرامات الرضویہ، ۱/ ۲۴۱)

ہمارے استاد بزرگوار محدث نوریؒ کتاب نجم الثاقب میں فرماتے ہیں کہ حضرت قائم علیہ السلام کا نام سننے کے ساتھ کھڑے ہونے کے بارے میں، میں نے ایسی کوئی روایت نہیں دیکھی جو اس کے متعلق تصریح کرتی ہو، لیکن کچھ علماء نے اس مسئلہ کے متعلق بزرگ عالم جو محدث جزائری کے پوتے سید عبداللہ سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس بارے میں ایک حدیث دیکھی ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت رضاؑ کی مجلس میں حضرت قائم علیہ السلام کا اسم مبارک لیا گیا تو آنحضرت اس نام کے احترام کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ جبکہ یہی طریق کار اہل سنت کے درمیان پیغمبر اسلام کا نام مبارک سننے کے وقت مشہور مرسوم ہے۔

(نجم الثاقب ص ۵۲۳، الزام الناصب: ۱/ ۲۷۱)

امام زمانہ کی مناجات

(۸۴/۵۹۷) سید بن طاؤسؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے سامراء میں سرداب مقدس میں داخل ہوتے وقت امام زمانہ علیہ السلام کے ملکوتی مناجات سنے، جو آپ خدا کے ساتھ اس طرح راز و نیاز کر رہے تھے۔

اللهم ان شعيتتنا خلقوا من فاضل طينتنا وعجوا بماء ولا يتنا اللهم اغفر لهم من الذنوب مافعولا اتكالا على حبنا وولنا يوم القيامة امورهم ولا تواخذ هم بما اقترفوا من السيئات اكراما لنا، ولا تعاقبهم يوم القيامة مقابل اعداثنا وان خفت موازينهم فثقلها بفاضل حسناتنا

''اے معبود! ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی مٹی سے پیدا ہوئے اور ہماری ولایت کے پانی کے ساتھ مخلوط کئے گئے ہیں۔ اے خدا ہماری محبت کے بھروسے پر انہوں نے جو گناہ کئے ہیں ان کو معاف کر دے اور قیامت کے دن ان کے معاملات ہمارے سپرد کر دے اور ہماری عزت و اکرام کی خاطر جو وہ گناہ انجام دے چکے ہیں معاف فرما دے اور انہیں عذاب نہ کر، ہمارے دشمنوں کے سامنے ان کو سزا نہ دینا اور اگر ان کی نیکیوں اور خوبیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا تو ہماری نیکیوں کے ذریعے سے اسے وزنی فرما دینا۔'' (مشارق انوار الیقین ص ۱۹۹)

خروج مہدیؑ

(۸۵/۵۹۸) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۲/ ۶۷۰ حدیث ۱۷ میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جب حضرت مہدیؑ مکہ سے خروج کریں گے تو ان کا منادی ندا دے گا کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں نہ لے۔ جس جگہ بھی آرام کے لئے رکیں گے تو ہر پتھر سے پانی کے چشمیں جاری ہو جائیں گے، جو بھوکا ہوگا وہ پانی پینے سے سیر ہو جائے گا اور جو کوئی پیاسا ہوگا وہ سیراب ہو جائے گا۔ جو جانوران کے ساتھ ہوں گے وہ بھی اسی طرح پانی پینے سے غذا حاصل کریں گے اور سیراب ہوں گے یہاں تک کہ نجف میں داخل ہوں گے۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۲۴ حدیث ۳۷، الکافی: ۱/ ۲۳۱ حدیث ۳، البصائر: ص ۱۸۸ حدیث ۵۳)

قطب راوندی بھی کتاب خرائج میں یہی حدیث نقل کرتے ہیں اور آخر میں اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت کے اصحاب جب نجف میں آئیں گے تو آخر مسلسل پتھروں سے پانی اور دودھ جاری رہے گا جن کو پینے سے بھوکے اور پیاسے سیراب ہوں گے۔

(الخرائج: ۲/ ۶۹۰ حدیث ۱)

مہدیؑ اور فرشتے

(۸۶/۵۹۹) ابن قولویہؒ کامل الزیارات ص ۲۳۳ باب ۴۱ میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قائم علیہ السلام نجف میں رسول خداؐ کی زرہ پہنے ہوئے اسے ہلا رہے ہیں اور ادھر ادھر چکر کاٹ رہے ہیں اور اسے ریشم کے کپڑے کے ساتھ چھپاتے ہیں اور اس گھوڑے پر سوار ہیں جس کی پیشانی پر سفید رنگ کا نشان ہے۔ اس کے ساتھ چلیں گے۔ ہر شہر کے رہنے والے انہیں دیکھ رہے ہیں گویا کہ ان کے ساتھ ہیں وہ رسولؐ خدا کے پرچم کو کھولیں گے جس کا نچلا حصہ عرش خدا کے پائے سے ہوگا اور اوپر والا حصہ نصرت الٰہی سے ہوگا اور جس طرف بھی یہ پرچم لے کر حملہ کریں گے خدا اسے تباہ و برباد کردے گا۔''

فاذا هزها لم يبق مومن الا صار قلبه كزبر الحديد ويعطى المومن قوة اربعين رجلا، ولا يبقى مومن الا دخلت عليه تلك الفرحة فى قبره وذلك حين يتزاورون فى قبورهم ويتباشرون بقيام القائم فينحط عليه ثلاثة عشر الف ملك وثلاثما و ثلاثة عشر ملكا

''جس وقت قائم علیہ السلام اس پرچم کو لہرائیں گے تو کوئی ایسا مومن باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اس کا دل لوہے کی طرح سخت اور مضبوط ہو جائے گا۔ اس میں چالیس آدمیوں کے برابر طاقت پیدا آ جائے گی، جو مومن اس دنیا سے جا چکے ہوں گے، وہ اپنی قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کریں گے، حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کی ایک دوسرے کو مبارک باد دیں گے اور اس وقت آسمان سے ان پر تیرہ ہزار تین سو تیرہ فرشتے نازل ہوں گے۔''

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: کیا یہ اتنی زیادہ تعداد سب فرشتوں کی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ فرشتے جو کشتی پر سوار ہوتے وقت حضرت نوحؑ کے ساتھ تھے وہ فرشتے جو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، وہ فرشتے جو موسیٰ کے ساتھ تھے جب انہوں نے بنی اسرائیل کے لیے دریائے نیل کو پھاڑا، وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھے وہ آسمان پر گئے اور وہ چار ہزار فرشتے جو پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ تھے اور علامت ونشانی رکھتے تھے اور وہ ہزار فرشتے جو صف کھینچے تھے اور تین سو تیرہ وہ فرشتے جو جنگ بدر میں حضرتؐ کی مدد کے لیے آئے اور چار ہزار وہ فرشتے جو امام حسینؑ کی مدد کے لیے آئے اور انہوں نے پ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا چاہی لیکن سیدالشہداءؑ نے انہیں لڑنے کی اجازت نہ دی، وہ سب کے سب حضرتؑ کی قبر کے پاس غمزدہ وافسردہ اور غبار

آلودحالت میں باقی رہ گئے اور قیامت تک ان پر گریہ کریں گے۔ان فرشتوں کا سردار منور فرشتہ ہے، جوزائربھی امام حسینؑ کی زیارت کے لئے آتا ہے یہ فرشتے اس کے استقبال کے لئے آگے آتے ہیں اوراسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ جب زائرالوداع کرنا چاہتا ہے تو اسے رخصت کرتے ہیں اگروہ زائر بیمار ہوجاتا ہے تو اس کی عیادت کرتے ہیں، اگرمرجائے تو اس کا جنازہ پڑھتے ہیں اورموت کے بعداس کے لئے دعائے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب فرشتے زمین پر رہ گئے اورحضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے منتظر ہیں، تاکہ ان کے خروج کے وقت آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوں۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۲۴ حدیث ۳۸، کمال الدین ص ۶۷۱ حدیث ۲۲، غیبۃ نعمانی ص ۳۰۴ حدیث ۴)

تین صدائیں

(۶۰۰/ ۸۷) محمد بن علی خزاز کتاب کفایۃ الاثر ص ۱۵۸ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام اورآپ حضرت پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تو میرا بھائی اور میرا وزیر ہے۔ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو یہ لوگ تیرے متعلق اپنے سینوں میں جو بغض وکینہ رکھتے ہیں ظاہر کریں گے۔ میرے بعد بہت جلد ایک سخت اور بیچارہ کرنے والے فتنہ برپا ہوگا، جس میں قابل اعتماد اور خاص خاص اشخاص بھی شامل ہوجائیں گے۔ یہ وہ وقت ہے جب شیعہ تیری اولاد سے ساتویں امام کے پانچویں بیٹے کو اپنے درمیان نہ دیکھیں گے۔اس کے نہ ہونے کی وجہ سے اہل آسمان وزمین غمناک ہوجائیں گے اور کتنے زیادہ مومن مرد اور عورتیں اس کے فراق اور جدائی میں غمگین اور پریشان ہوں گے۔اس کے بعد آپؐ نے تھوڑی دیر کے لئے اپنا سر نیچے کی طرف کرلیا اور خاموش ہوگئے، پھرسراوپر کیا اور فرمایا:

بابی وامی سمیی و شبیهی وشبیه موسی بن عمران علیه جیوب النور او قال جلا بیب النور۔ یتوقد من شعاع القدس کانی بهم آیس من کانوا۔ نودوا بنداء یسسمع من البعد کما یسمع من القرب یکون رحمة علی المومنین و عذاباعلی المنافقین

''میرے ماں باپ قربان ہوں اس پر جو میرا ہمنام اور میری شبیہ ہے۔جس کے اوپر نور کا سائبان ہے۔ جونور پروردگار سے روشنی اور چمک لیے ہوئے ہے۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ ناامیدی کے عالم میں ایک ایسی ندا سنیں گے جو دور اور نزدیک سے برابر سنی جائے گا اور وہ مومنین کے لئے رحمت اور منافقین کے لئے عذاب ہے۔''

میں نے عرض کیا: وہ ندا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تین ندائیں رجب کے مہینے میں بلند ہوں گی۔ پہلی ندا میں آواز دی

جائے گی آ گاہ ہو جاؤ، ستمگروں پر خدا کی لعنت ہے دوسری ندا دی جائے گی کہ قیامت قیامت ہے۔ تیسری ندا اس بدن سے آئے گی جو سورج سے واضح تر اور روشن تر ہو گا۔ جو کہے گا، آ گاہ ہو جاؤ، خدا نے فلاں بن فلاں (یعنی حجت بن الحسن علیہ السلام جو علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اولاد سے ظالموں کی نابودی و ہلاکت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس وقت ظہور کا وقت ہو گا۔ خدا تعالیٰ ان کے ظہور کے انتظار کرنے والوں کے زخمی دلوں کو شفا بخشے گا۔ ان کے دلوں سے مشکل کو دور کر دے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے بعد کتنے امام ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: تیرے بیٹے حسینؑ کے بعد نو نفر ہیں اور ان میں سے نواں قائم علیہ السلام ہے۔

(بحار الانوار: ۳۶/۳۳۷ حدیث ۲۰۰ اور ۵۱/۱۰۸ حدیث ۴۲، جواہر السنیۃ ص ۲۸۵ منتخب الاثر ص ۲۱۴ حدیث ۱)

فتنہ

(۶۰۱/۸۸) نعمانی کتاب غیبت ص ۱۴۱ حدیث ۲ میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مفضل سے فرمایا:

ایک ایسی روایت جسے اچھی طرح سمجھ اور اس کی گہرائی تک علم حاصل کر لو، وہ ایسی دس روایتوں سے بہتر ہے، جسے فقط نقل کرو۔ بے شک ہر حق کے لئے ایک حقیقت اور ہر سچ کے لئے ایک نور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم اپنے شیعوں میں سے کسی ایک کو بھی اس وقت تک فقیہ نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ ہماری گفتگو کے رموز نہ سمجھ لے اور ہمارے مقصد کو حاصل نہ کر لے۔ امیر المومنینؑ نے کوفہ میں منبر پر فرمایا:

وان من ورائكم فتنا مظلمة عمياء منكسفة لا ينجو منها الا النومة

''آئندہ ایسا فتنہ پیش آنے والا ہے جو تاریک، آندھا اور پوشیدہ ہے۔ اس فتنے سے صرف گمنام اشخاص نجات پاسکیں گے۔''

عرض کیا گیا: یا امیر المومنینؑ! وہ گمنام اشخاص کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

الذى يعرف الناس ولا يعرفونه. واعلموا ان الارض لا تخلو من حجة لله عزوجل ولكن الله سيعمى خلقه منها بظلمهم وجورهم واسرافهم على انفسهم

''یہ وہ اشخاص ہیں جو لوگوں کو جانتے ہوں گے لیکن لوگ انہیں نہیں جانتے ہوں گے۔ جان لو! زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہ رہے گی۔ مگر خدا لوگوں کو اپنے اوپر ظلم و ستم اور اسراف کرنے کی وجہ سے اس کی زیارت اور دیدار سے محروم رکھے گا۔''

اس زمین ایک لحظہ کے لئے بھی حجت خدا سے خالی ہو جائے تو اپنے اوپر رہنے والوں کو اپنے اندر لے لے گی۔ لیکن غیبت

کے زمانے میں وہ لوگوں کو جانتا ہوگا۔ لیکن لوگ اسے نہیں جانتے ہوں گے۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کو جانتے تھے لیکن لوگ انہیں نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۰

(سورۂ یس آیت ۳۰)

''ان لوگوں پر افسوس ہے ایسے اندوہ اور حسرت میں گرفتار ہوں گے کہ جو رسول بھی ان کی طرف بھیجا گیا انہوں نے اس کا مذاق اڑایا۔'' (بحار الانوار: ۵۱/ ۱۱۲ حدیث ۸)

پوشیدہ ستارہ

(۸۹/۶۰۲) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۱/ ۳۳۰ حدیث ۱۴ میں ام ہانی ثقفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے۔

میں صبح کے وقت حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی اور آنحضرت سے عرض کیا: اے میرے آقا! اس آیت نے میرے اندر ہلچل مچادی ہے، مجھے پریشان کردیا ہے اور میری آنکھوں کی نیند اڑادی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اے ام ہانی! وہ آیت مجھے بتاؤ اور مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرو۔ میں نے عرض کیا: یہ آیت شریفہ ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ (سورہ تکویر آیت ۱۵۔۱۶)

امام علیہ السلام نے فرمایا: بڑا اچھا سوال ہے۔ پوشیدہ ستارے سے مراد وہ مولود ہے جو آخری زمانے میں ہوگا اور وہ اس خاندان کا مہدی ہے۔ اس کے لئے غیبت اور حیرت ہے۔ اس غیبت میں کچھ لوگ گمراہ ہوجائیں گے اور کچھ ہدایت پاجائیں گے۔

فیا طوبی لك ان ادركتیه و یا طوبی لمن ادركه

''خوش ہے تو اگر اس کو پائے اور خوش قسمت ہے وہ جو اسے پائے اور اس کی خدمت میں شرفیاب ہو۔''

(بحار الانوار: ۵۱/ ۱۳۷ حدیث ۴، منتخب الاثر ص ۲۵۶)

غیبت کی وجہ

(۹۰/۶۰۳) اسی کتاب میں یونس بن عبدالرحمان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یابن رسول اللہ! کیا آپ حق کے ساتھ قیام کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں حق کے ساتھ قائم ہوں، لیکن وہ قائم جو زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور ظلم وستم کی جگہ عدل وانصاف کو جاری کرے گا وہ میرا پانچواں بیٹا ہے۔ وہ اپنی جان پر خطرے کی وجہ سے اس دنیا سے غائب ہوجائے گا اور ایک طولانی مدت غیبت میں رہے گا۔ اس دوران ایک گروہ مرتد ہوجائے گا اور ایک گروہ اپنے عقیدہ پر ثابت رہے گا۔ پھر آپ نے فرمایا:

طوبی شیعتنا المتمسکین بحبلنا فی غیبۃ قائمنا، الثابتین علی موالاتنا و البرائۃ من اعدائنا، اولئك منا و نحن منھم قد رضوا بنا ائمۃ ورضینا بھم شیعۃ، فطوبی لھم، ثم طوبی لھم، وھم واللہ معنا فی درجاتنا یوم القیامۃ

''خوش قسمت ہیں ہمارے شیعہ جو غیبت کے زمانے میں ہماری ولایت کے ساتھ تمسک کریں۔ ہماری دوستی اور ولایت پر اور اسی طرح ہمارے دشمنوں سے برائت اور بیزاری پر ثابت قدم رہیں گے وہ ہماری امامت کے ساتھ خوش اور ہم ان کے شیعہ ہونے کے ساتھ راضی ہیں۔ پس وہ خوش قسمت ہیں اور واقعتہ وہ خوش قسمت ہیں۔''

صکمال الدین ۲/۳۶۱ حدیث ۵، بحارالانوار:۵۱/۱۵۱ حدیث ۶)

شہیدؒ حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے ''قد قامت الصلوۃ'' کے معنی میں فرمایا: اس سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا قیام ہے۔(بحارالانوار:۵۱/۱۴۹)

نورانی مخلوق

(۹۶/۶۰۵) احمد بن محمد بن جوہری کتاب (مقتضب الاثر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے خدا کے ساتھ کلام کرتے وقت کوہ طور پر مشاہدہ کیا کہ اس پہاڑ کے درخت، جڑی بوٹیاں اور تمام پتھر حضرت محمدؐ اور ان کے بارہ جانشینوں کے ذکر میں مشغول ہیں۔ خدا سے عرض کی: اے پروردگار میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری تمام مخلوق حضرت محمدؐ اور ان کے بارہ اوصیاء کے ذکر میں مشغول ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تیرے نزدیک ان کا کیا مقام اور مرتبہ ہے؟ بارگاہ خداوندی سے خطاب ہوا۔

یابن عمران! انی خلقتھم قبل خلق الانوار و جعلتھم فی خزانۃ قدسی یرتعون فی ریاض مشیت، ویتنسمون من روح جبروتی، ویشاھدون اقطار ملکوتی حتی اذا شاءت مشیتی انفذت قضائی و قدری

''اے عمران! کے بیٹے میں نے انہیں انوار کو خلق کرنے سے پہلے پیدا کیا، اپنے قدسی خزانے میں ان کو قرار دیا، اپنی مشیت کو بوستان میں ان کو نعمتوں سے سرشار کیا اور اپنے جبروت کی ہوا سے ان کو زندہ رکھا، تا کہ میری حکومت اور میری قدرت کے آثار کا مشاہدہ کریں۔

جس زمانے میں میں چاہوں گا ان کے بارے میں اپنی تقدیرات کو جاری کروں گا۔ اے عمران کے بیٹے! میں نے ان کو سبقت کرنے والوں سے مقدم کیا تا کہ ان کے ذریعے سے اپنی جنت کو مزین کروں۔ اے عمران کے بیٹے؟ ان کے ذکر اور یاد کے

ساتھ متوسل رہو، کیونکہ یہ میرے علم کے خزانہ دار ہیں، میری حکمت کے گنجینے اور میرے نور اور میرے نور کی تجلی کا مقام ہیں، حسین بن علوان کہتا ہے: میں نے یہ مطلب امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا، تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ہاں! اسی طرح ہے۔ وہ بارہ نفر آل محمد علیہم السلام سے ہوں گے جو یہ ہیں۔ علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن حسینؑ، محمد بن علیؑ اور وہ جسے خدا چاہے گا میں نے عرض کیا: آپ سے میں نے اس لئے سوال کیا ہے تا کہ آپ مکمل طور پر مجھے حق کی طرف راہنمائی کریں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

انا و ابنی هذا واوما الی ابنه موسی والخامس من ولده یغیب شخصه ولا یحل ذکره باسمه

''میں اور میرا یہ بیٹا۔ اشارہ اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف کیا: اور میرا پانچواں بیٹا نظروں سے غائب ہوگا اور اس کا اصلی نام لینا جائز نہیں ہے۔''

(بحارالانوار: ۵۱/ ۱۴۹ حدیث ۲۴)

کانٹے دار شاخ

(۶۰۲/ ۹۳) نعمانیؒ کتاب غیبت ص ۱۶۹ حدیث ۱۱ میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان لصاحب هذا الامر غیبة، المتمسك فیها بدینه کالخارط لشوك التتقاد بیده

''اس امر کے صاحب کے لئے غیبت ہے، اس زمانے میں دین داری بہت مشکل ہے اور جو کوئی اس زمانے میں اپنے دین کو محفوظ رکھے گا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی کانٹے دار شاخ ہاتھ میں لے کر کھینچے اور اس کے کانٹے صاف کرے۔

پھر امامؑ نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا: تم میں سے کون ہے جو کانٹے دار شاخ کو ہاتھ مارے اور اسے پکڑے؟''

پھر آپ نے تھوڑی دیر کے لئے سر کو نیچے کیا اور اس کے بعد فرمایا:

ان لصاحب هذا الامر غیبة فلیتق الله عبد عند غیبته ولیتمسك بدینه

''بے شک صاحب الامر کے لئے غیبت ہے۔ بندے کو چاہیے کہ وہ تقویٰ الٰہی اختیار کرے اور اپنے دین کو محفوظ رکھے۔''

(بحارالانوار: ۵۲/ ۱۳۵ حدیث ۳۹، الکافی: ۱/ ۳۳۵ حدیث ۱، الوافی ۲/ ۴۰۵ حدیث ۱)

اعمال کی قبولیت

(۶۰۷/ ۹۴) اسی کتاب کے ص ۲۰۰ حدیث ۱۶ میں آنحضرت سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تمہیں میں ایسی چیز کے بارے میں بتاؤں، جس کے بغیر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتا؟

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: ہاں فرمایئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ خدا وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ احکامات الٰہی کا اعتراف کرنا، اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کو قبول کرنا، معصوم اماموں کے دشمنوں سے بیزاری کرنا، ان کے آستانہ مقدس پر سر جھکانا، ان کے فرامین کی فرمانبرداری کرنا، پاکدامنی اختیار کرنا، کوشش اور جدوجہد کرنا، اپنے اندر اطمینان پیدا کرنا اور حضرت قائم کے ظہور کے لیے چشم براہ ہونا۔

پھر آپ نے فرمایا:

ان لنا دولة یجیی الله بها اذا شاء ثم قال: من سره ان یکون من اصحاب القائم لینتظر ولیعمل بالورع و محاسن الاخلاق وهو منتظر فان مات وقام القائم بعده کان له من الاجر مثل اجر من ادرکه۔ فجدوا و انتظروا هنیالکم ایتها العصابة المرحومة

''بے شک ہماری حکومت کو اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا قائم کرے گا پھر کہا: جو کوئی بھی دوست رکھتا ہے اور راضی ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہو تو اسے انتظار میں رہنا چاہیے، وہ حالت انتظار میں تقویٰ اختیار کرے۔ خوش اخلاق اور خوش کردار ہو، اگر ایسے موت آ جائے اور قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے اس دنیا سے چلا جائے تو اس کا اجر اس شخص کی مانند ہے جس نے امامؑ کو درک کیا ہو اور ان کی زیارت کی ہو۔ پس کوشش کرو اور انتظار میں رہو۔ تمہارے لئے مبارک ہو، اے وہ گروہ! کہ رحمت خدا جن کے شامل حال ہے۔'' (بحارالانوار: ۵۲/ ۱۴۰ حدیث ۵۰، منتخب الاثر ص ۴۹۷ حدیث ۹)

مہدیؑ کا خیمہ

(۶۰۸/ ۹۵) اسی کتاب میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

علامات کو پہچان لو! اگر ایسی معرفت حاصل کر لی تو تجھے کوئی نقصان نہ ہوگا خواہ وہ امر واقع ہو جائے یا تاخیر میں چلا جائے۔

بے شک خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ (سورہ اسراء آیت ۷۱)

''اس دن میں ہم ہر گروہ کو ان کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔''

فمن عرف امامه کان کمن کان فی فسطاط المنتظر

''جو کوئی اپنے امام کو پہچانتا ہو اس کی مانند ہے جو امام منتظرؑ کے خیمے میں موجود ہو۔''

(غیبت نعمانی ص ۳۳۰ حدیث ۶، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۴۲ حدیث ۵۷، الکافی: ۱/ ۳۷۲)

شہید

(۶۰۹/ ۹۶) امیر المومنین نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

الزموا الارض، واصبروا علی البلاء ولا تحرکوا بایدیکم و سیوفکم فی هوی السنتکم ولا تستعجلوا بما لم یعجله الله لکم

''اپنی جگہ پر آرام سے رہو۔ بلاؤں پر صبر کرو، اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو اپنی خواہشات میں حرکت نہ دو اور جس چیز کو خدا نے تمہارے لئے جلدی مقدر نہ کیا ہو اس کے وقت آنے سے پہلے اس کی طرف جلدی نہ کرو۔''

جان لو! جو کوئی تم میں سے خدا، رسول اور اہل بیت علیہم السلام کی معرفت رکھتے ہوئے اپنے بستر پر مر جائے تو وہ شہید کی موت مرا اور اس کی جزاء خدا کے پاس ہے، جن اعمال صالح کی نیت کی ہوگی ان کا اجرا سے عطا کیا جائے گا اور اس کی نیت تلوار نکالنے کے برابر ہوگی۔ بے شک ہر چیز کے لئے ایک خاص زمانہ اور مدت معین کی گئی ہے۔

(نہج البلاغہ خطبہ: ۱۹۰، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۴۴ حدیث ۶۳، الزام الناصب: ۱/ ۳۷۴)

قیدی خدا

(۶۱۰/ ۹۷) شیخ طوسیؒ کتاب امالی ص ۶۷۶ حدیث ۱۴۲ مجلس ۳۷ میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

کل مومن شهید وان مات علی فراشه فهو شهید و هو کمن مات فی عسکر القائم

''ہر مومن شہید ہے۔ اگر چہ اپنے بستر پر اس دنیا سے رخصت ہو، شہید کی موت مرے گا اور اس کی مانند

ہے جو حضرت قائم کے لشکر میں اس دنیا سے گیا ہو۔''
پھر آپ نے فرمایا: کیا ممکن ہے کہ کوئی اپنے آپ کو خدا کا قیدی بنا لے اور جنت میں داخل نہ ہو۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۱۴۴ حدیث ۶۴)

غیبت میں دعا

(۶۱۱/ ۹۸) شیخ صدوقؒ کتاب کمال الدین ۲/ ۳۴۲ حدیث ۲۴ میں زرارہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: بے شک حضرت قائم علیہ السلام کے لئے ان کے ظہور سے پہلے غیبت ہے۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا: حضرت قائمؑ کیونکر غائب ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: خوف کی وجہ سے اور ساتھ اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کیا: یعنی اس خوف سے کہ ظالم لوگ کہیں ان کا پیٹ نہ پھاڑ دیں۔ پھر آپ نے فرمایا: اے زرارہ! وہ امام منتظر ہیں اور وہ ایسے امام ہیں جن کی ولادت میں لوگ شک کریں گے کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہے، کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ غائب ہے۔ ایک گروہ کہے گا کہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور ایک گروہ کہے گا کہ اپنے باپ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوا ہے۔ وہ وہی امام ہے جس کی انتظار کرنی چاہیے اور خدا چاہتا ہے کہ شیعوں کا اس کے ذریعے سے امتحان کرے۔ اس امتحان میں اہل باطل دو چار شک و تردید ہوں گے اور اپنے عقیدہ پر باقی نہیں رہیں گے۔ زرارہ کہتا ہے: میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اے زراہ! اگر تو اس زمانے تک پہنچ جائے تو ہمیشہ یہ دعا پڑھتے رہنا

اللهم عرفني نفسك فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف نبيك اللهم عرفني رسولك فانك ان لم تعرفني رسولك لم اعرف حجتك، اللهم عرفني حجتك فانك ان لم تعرفني حجتك ضللت عن ديني

''اے پروردگار! مجھے اپنی معرفت کروا کیونکہ اگر تو نے اپنی معرفت نہ کروائی تو میں تیرے نبی کی معرفت نہیں کر سکوں گا۔ اے پروردگار! اپنے رسولؐ کی معرفت کروا، کیونکہ اگر تو نے اپنی رسولؐ کی معرفت نہ کروائی تو میں تیری حجت کی معرفت نہیں کر سکوں گا اے پروردگار! مجھے اپنی حجت کی معرفت کروا، کیونکہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کروائی تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

پھر آپ نے فرمایا: اے زرارہ! یقینی طور پر ایک جوان کو مدینہ میں قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں کیا اس جوان کو لشکر سفیانی قتل نہیں کرے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں اسے بنی فلاں کا لشکر قتل کرے گا۔ وہ خروج کرے گا، لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور مدینہ میں اس طرح داخل ہوگا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے گا کہ وہ کیوں اور کس طرح داخل ہوا ہے؟ لیکن اسے وہاں پر گرفتار کر کے بغیر کسی جرم کے قتل کر دیں گے۔ جس وقت اسے کینہ اور بغض سے مظلومانہ طور پر قتل کر دیں تو پھر خدا ظالموں کو مہلت نہ

دے گا۔ پس اس وقت خروج (یعنی ظہور) کی انتظار میں رہو۔"

(بحارالانوار: ۵۲/ ۱۴۲ حدیث ۷۰، کمیال المکارم: ۲/ ۱۸۳ حدیث ۱۳۰۹، الکافی: ۱/ ۳۳۷ حدیث ۵)

دعائے غریق

(۶۱۲/ ۹۹) اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ستصیبکم شبهة فتبقون بلا علم یری ولا امام هدی و لا ینجو منها الا من دعا بدعاء الغریق

"بہت جلد تم ایک شبہ میں دو چار ہو گے، اس وقت تمہیں کوئی پرچم نظر نہ آئے گا جو راستہ دکھلائے کوئی امام یا پیشوا نہ ہو گا جو راہنمائی کرے۔ ان بلاؤں سے کوئی نجات حاصل نہ کر سکے گا مگر وہ جو دعائے غریق پڑھے میں نے عرض کیا: دعائے غریق کون سی دعا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسے پڑھو:

یا الله یا رحمان یا رحیم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك

"اے اللہ! اے رحمان اے رحیم! اے دلوں کو تبدیل کرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

خوشخبری

(۶۱۳/ ۱۰۰) نیز اسی کتاب میں آیت شریفہ یوم یاتی بعض آیت ربك (سورہ انعام آیت ۱۵۸) کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یا ابا بصیر طوبی لشیعة قائمنا المنتظرین لظهوره فی غیبته والمطیعین له فی ظهوره اولئك اولیاء الله الذین لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

"اے ابو بصیر! خوش قسمت ہیں ہمارے قائم علیہ السلام کے شیعہ جو ان کی غیبت میں ان کے ظہور کی انتظار میں ہیں اور ان کے ظہور میں ان کے فرمانبردار ہوں گے۔ وہ خدا کے اولیاء ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ دو چار غم واندوہ ہیں۔"

(کمال الدین: ۲/ ۳۵۷ حدیث ۵۴، بحارالانوار: ۵۲/ ۱۵۰ حدیث ۷۶، منتخب الاثر ص ۵۱۴ حدیث ۶)

فرشتے اور تبرک

(۱۰۱/۶۱۴) اسی کتاب میں امام عسکریؑ کی کنیز سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے:

جب حضرت قائم علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں نے ان کے چہرے سے ایک نور نکلتا ہوا دیکھا، جو آسمان کے کناروں تک اوپر چلا گیا اور سفید پرندوں کو دیکھا جو آسمان سے نیچے آ رہے ہیں اور اپنے پروں کو حضرت کے سر اور بدن مبارک پر پھیر رہے ہیں۔ اس کے بعد پرواز کر گئے۔ جب میں نے یہ خبر حضرت امام عسکریؑ کو دی تو آپ مسکرائے اور فرمایا:

تلك ملائكة السماء نزلت لتتبرك به وهي انصاره اذا خرج

''وہ آسمان کے فرشتے ہیں اور ان سے تبرک لینے آئے تھے اور جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو وہ آپ کے مددگار رہوں گے۔''

(کمال الدین:۲/۴۳۱ حدیث ۷، بحارالانوار:۵۱/۵ حدیث ۱۰)

مہدیؑ عرش الٰہی پر

(۱۰۲/۶۱۵) مسعودی اثبات الوصیہ ص ۲۵۱ میں لکھتے ہیں کہ امام عسکریؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب حضرت صاحب الزمانؑ اس دنیا میں آئے تو خدا نے دو فرشتے بھیجے جنہوں نے حضرت کو اٹھا لیا اور اپنے ساتھ عرش الٰہی کی طرف لے گئے اور بارگاہ پروردگار میں ان کو محفوظ کر لیا بارگاہ ایزدی سے خطاب ہوا۔

مرحبا بك، بك اعطي وبك اعفو وبك اعذب

''خوش آمدید! تیرے واسطہ سے میں عطا کروں گا۔ تیری خاطر معاف کروں گا اور تیری خاطر عذاب دوں گا۔''

امتحان

(۱۰۳/۶۱۶) شیخ صدوق کمال الدین ۲/۶۴۶ حدیث ۳۲ میں منصور سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ امام صادق نے فرمایا:

يا منصور ان هذا الامر لا يتيكم الا بعد ا ياس لا والله حتى تميزوا، لا والله حتى تمحوا لا والله حتى يشقى من يشقى ويسعد من يسعد

''اے منصور! یہ امر، یعنی ظہور، سوائے یاس اور ناامیدی کے بعد واقع نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم اس وقت تک ظہور نہیں ہوگا مگر یہ کہ تم ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ اور امتحان کے ساتھ خالص ہو جاؤ۔ اہل

شقاوت شقاوت تک اور اہل سعادت سعادت تک پہنچ جائیں۔“

(بحارالانوار: ۵۲ / ۱۱۱ حدیث ۲۰، الکافی: ۱/ ۳۷۰ حدیث ۳، الوافی: ۲/ ۴۳۳ حدیث ۳)

علامات ظہور

(۱۰۴ / ۶۱۷) شیخ مفیدؒ کتاب ارشاد ص ۴۰۳ میں لکھتے ہیں کہ ہم تک ایسی روایات پہنچی ہیں جن میں حضرت قائمؑ کے ظہور کی علامات بیان ہوئی ہیں اور ایسے واقعات کے بارے میں خبر دی گئی ہے جو حضرت کے قیام سے پہلے پیش آئیں گے اور ایسی نشانیاں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور ظہور کی علامت کے طور پر ذکر ہوئی ہیں اس جگہ ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

سفیانی خروج کرے گا۔ایک سید حسنی قتل کیا جائے گا۔ بنی عباس کے درمیان دنیاوی ریاست اور سلطنت کے لئے اختلاف پڑ جائے گا۔نصف رمضان المبارک کو سورج گرہن اور اس مہینے کے آخر میں عادی طریقے کے خلاف چاند گرہن لگے گا۔زمین بیداء میں نیچے دھنس جائے گی سرزمین مغرب اور مشرق میں بھی زمین نیچے دھنس جائے گی۔سورج ظہر کے وقت سے لے کر عصر تک بے حرکت رہے گا اور مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔شہر کوفہ کی پشت میں نفس زکیہ ستر ساتھیوں کے ساتھ جو نیک اور صالح ہوں گے قتل کیا جائے گا۔ایک ہاشمی مرد رکن و مقام کے درمیان قتل کیا جائے گا۔مسجد کوفہ کی دیوار گر جائے گی۔خراسان کی طرف سے سیاہ پرچم بلند ہوں گے۔یمانی خروج کرے گا۔مغرب کا شخص مصر پر غلبہ پالے گا۔شام کے ملک پر تسلط حاصل کرے گا۔ترک کا لشکر جزیرہ میں اور روم (یہودیوں) کا لشکر رملہ یعنی فلسطین میں آئے گا۔ایک ستارہ جو نورانی چاند کی طرح ہوگا مشرق میں ظاہر ہوگا اور ایسا مڑے گا کہ اس کے ایک دوسرے کے نزدیک ہو جائیں گے۔آسمان میں سرخی پیدا ہوگی جو آسمان کے کناروں تک بکھر جائے گی۔ایک لمبی آگ مشرق میں ظاہر ہوگی جو تین یا سات دن تک ہوا میں باقی رہے گی۔عرب لگام توڑ ڈالیں گے اور شہروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور عجم کے غلبہ سے نکل جائیں گے۔اہل مصر اپنے حاکم کو قتل کر دیں گے۔شہر شام ویران ہو جائے گا۔اس جگہ تین پرچم بلند ہوں گے جو ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہوں گے۔قیس اور عرب کے پرچم مصر میں داخل ہوں گے۔کندہ کے پرچم خراستان میں داخل ہوں گے۔مغرب کی طرف سے ایک لشکر چلے گا جو حیرہ کے اطراف میں قیام کرے گا اور خراستان کی طرف سے سیاہ پرچم ان کی طرف آئیں گے۔نہر فرات پانی سے بھر جائے گی اور اس کا پانی کوفہ سے گلی کوچوں میں داخل ہو جائے گا۔ساٹھ آدمی نبوت کے جھوٹے دعوے کے ساتھ اور بارہ آدمی امامت کے جھوٹے دعوے کے ساتھ خاندان ابوطالب سے خروج کریں گے۔بنی عباس کی ایک اہم شخصیت اور بزرگ کو جولاء اور خانقین کے درمیان جلا دیں گے۔بغداد میں کرخ کے اوپر ایک پل بنائیں گے۔وہاں دن کے پہلے حصے میں ایک سیاہ ہوا چلے گی۔وہاں زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔تمام اہل عراق اور بغداد کو خوف و ہراس گھیر لے گا۔اچانک اموات واقع ہوں گی۔مال و جان اور زراعت میں کمی واقع ہوگی۔ٹڈی اپنی بہار اور بہار کے علاوہ اوقات میں فصلوں کو تباہ و برباد کر دے گی۔لوگ جو زراعت کریں گے تو محصول زیادہ نہ دے گی اور فصلیں کم ہوں گی۔عجم کے دو گروہ آپس میں

اختلاف کریں گے اور ان کے درمیان بہت زیادہ خونریزی ہوگی۔ غلام اور بندے اپنے بزرگ اور آقا کی اطاعت سے خارج ہو جائیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ بدعت پیدا کرنے والا ایک گروہ مسخ ہوکر بندر اور سور بن جائے گا۔ رعایا اپنے حاکموں کے شہروں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور ان کی ملکیت سے خارج کر دیں گے۔ آسمان سے ایک ندا آئے گی۔ جسے تمام اہل زمین سنیں گے اور ہر زبان والے اسے سمجھیں گے۔ لوگوں کے لیے سورج کے سامنے ایک سر اور سینہ ظاہر ہوگا۔ مردے قبروں سے باہر آ جائیں گے اور دنیاوی زندگی کی طرف لوٹ آئیں گے اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور ایک دوسرے کی ملاقات کو جائیں گے۔

آخر میں چوبیس دن رات مسلسل بارش پڑے گی۔ مردہ زمین اس کے وسیلے سے زندہ ہو جائے گی۔ سرسبز و شاداب ہوگی اور اپنی برکتوں کو ظاہر کرے گی۔ اس کے بعد ہر طرح کے دکھ، تکلیف اور مصیبت حق کے پیروکاروں یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے شیعوں سے دور ہو جائیں گے۔ حضرت کے شیعہ اس وقت اپنے امام کے ظہور کی خبر مکہ میں سنیں گے اور ان کی مدد کے لئے ان کی طرف جائیں گے اور اپنے آپ کو وہاں پہنچائیں گے جیسے کہ روایات میں وارد ہوا ہے۔

شیخ مفیدؒ ان علامات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ان علامات و واقعات میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا واقعہ ہونا یقینی ہے اور ایسی شرائط ہیں جو دوسری شرائط کے ساتھ مربوط ہیں اگر شرائط حاصل ہوں گی تو وہ واقعات رونما ہوں گے۔ خدا جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۲۱۹ حدیث ۲۷، کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۷، الزام الناصب: ۲/ ۱۴۸)

(۶۱۸/ ۱۰۵) شیخ صدوقؒ ثواب الاعمال ص ۲۵۳ حدیث ۳ میں امام صادق علیہ السلام اور آپ رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

سیاتی علی امتی زمان تخبث فیه سرائهم و تحسن فیه علانیتهم طمعا فی الدنیا لا یریدون به ما عند الله عزوجل یکون امرهم ریاء لا یخالطه خوف یعمهم الله بعقاب. فیدعونه بدعاء الغریق فلا یستجاب لهم

”میری امت پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کا باطن خبیث اور ناپاک ہوگا، لیکن اپنے آپ کو نیک پاک ظاہر کریں گے، تاکہ دنیا کو اچھی طرح حاصل کرسکیں۔ خدا اور اس کی مہربانیوں کو نظر میں نہیں رکھیں گے۔ اپنے کاموں کو خدا کے خوف سے نہیں بلکہ ریاکاری سے انجام دیں گے۔ اس وقت خدا ان کو ہر طرف سے گھیرنے والے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ پس وہ خدا کو دعائے غریق کے ذریعے سے پکاریں گے، لیکن خدا ان کی دعا نہیں سنے گا۔“

(بحارالانوار: ۵۲/ ۱۹۰ حدیث ۲۰، منتخب الاثر: ۴۲۶ حدیث ۵)

ایسا زمانہ

(۱۰۶/۶۱۹) اسی کتاب میں اسی سند کے ساتھ رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

سیاتی زمان علی امتی لا یبقی من القرآن الا رسمه و لا من الاسلام الا اسمه، یسمعون به وهم ابعد الناس منه، مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدی، فقهاء ذلك الزمان شر فقهاء من تحت ظل السماء منهم خرجت الفتنة و الیهم تعود

''میری امت پر ایک عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں قرآن صرف رسمی طور پر باقی ہوگا، اسلام کا صرف نام ہوگا۔لوگ اس زمانے میں اپنے آپ کو مسلمان کہلاواتے ہوں گے لیکن حقیقت میں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی سروکار نہ ہوگا۔ان کی مساجد تعمیر کے لحاظ سے عالی شان ہوں گی ،لیکن ہدایت سے خالی یعنی ان میں کوئی خدا اور دین خدا کی طرف ہدایت نہ پائے گا۔اس زمانے کے فقہاء آسمان کے نیچے بدترین فقہاء ہوں گے۔فتنہ ان سے نکلے گا اور انہی کی طرف جائے گا۔''

(ثواب الاعمال ص ۲۵۳ حدیث ۴، بحارالانوار: ۱۹۰/۵۲ حدیث ۲۱،منتخب الاثر ص ۴۲۷ حدیث ۶)

پانچ واقعات

(۱۰۷/۶۲۰) شیخ صدوقؒ کمال الدین ۶۴۹/۲ حدیث ۱ میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

خمس قبل قیام القائم الیمانی والسفیانی والمنادی ینادی من السماء و خسف بالبیداء وقتل النفس الزکیة

''حضرت قائمؑ کے قیام سے پہلے پانچ واقعات رونما ہوں گے یمانی اور سفیانی کا خروج، آسمان سے منادی ندا دے گا۔سرزمین بیداء میں زمین کا دھنس جانا۔ایک نفس زکیہ یعنی نیک پاک سید کو قتل کیا جائے گا۔''

(بحارالانوار: ۲۰۳/۵۲ حدیث ۲۹،منتخب الاثر ص ۴۳۹ حدیث ۱، اعلام الوری ص ۴۵۵)

نیز آنحضرت سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: نفس زکیہ کے قتل کے اور حضرت قائم کے قیام کے درمیان پندرہ دنوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

(کمال الدین: ۲/ ۶۴۹ حدیث ۱، الارشاد ص ۴۰۶، غیبۃ طوسی ص ۲۷۱، بحار الانوار: ۵۲/ ۲۰۳ حدیث ۳۰)

ابھی وہ زمانہ

(۱۰۸/۶۲۱) شیخ طوسی کتاب غیبت میں ۲۶۹ میں محمد بن حنفیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یہ امر طول پکڑ گیا ہے یہ کس زمانے میں واقع ہوگا؟ حضرت نے اپنے سر کو ہلایا اور فرمایا: کس طرح یہ امر واقع ہو، حالانکہ ابھی سخت دور نہیں آیا؟ کس طرح ممکن ہے کہ یہ امر واقع ہو جائے درحالانکہ ابھی بھائیوں نے ایک دوسرے پر ظلم نہیں کیا؟ کس طرح یہ امر رونما ہو، جب کہ ابھی حاکم نے ظلم نہیں کیا؟ کس طرح یہ امر واقع ہو درحالانکہ قزوین سے اس زندیق نے خروج نہیں کیا، جو لوگوں کی حرمت کو پارہ پارہ کر دے گا اور قوم کے سرداروں کو کافر قرار دے گا۔ دیواروں کو اور سرحدوں کو تبدیل کر دے گا۔ ان کی خوبصورتی اور حسن کو ختم کر کے رکھ دے گا۔ جو بھی اس سے دور بھاگے گا اسے گرفتار کر لے گا۔ جو کوئی بھی اس کے ساتھ جنگ کرے گا اسے قتل کر دے گا۔ جو کوئی بھی اس سے دور ہوگا، فقر و ناداری میں مبتلا ہوگا۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، یہاں تک کہ لوگ دو گروہ ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کے گریبان پکڑیں گے، ایک گروہ اپنے دین پر اور دوسرا گروہ اپنی دنیا پر گریہ کرے گا۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۲۰۱ حدیث ۶۱، منتخب الاثر ص ۴۴۱ حدیث ۱۲، الزام الناصب: ۲/ ۱۳۵)

میں زیادہ قریب ہوں

(۱۰۹/۶۲۲) علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

گویا میں قائم کو دیکھ رہا ہوں، جنہوں نے حجر الاسود کا سہارا لیا ہوا ہے اور لوگوں کو اپنے حق کی قسم دے کر فرما رہے ہیں۔ اے لوگو! جو کوئی مجھ سے خدا کے متعلق دلیل طلب کرے گا، تو میں سب سے زیادہ خدا کے قریب ہوں۔ جو کوئی مجھ سے آدمؑ کے متعلق بات کرے گا تو میں سب سے زیادہ آدمؑ کے قریب ہوں۔ جو کوئی مجھ سے حضرت نوح کے بارے میں دلیل مانگے گا تو میں سب سے زیادہ ان کے نزدیک اور جاننے والا ہوں، جو کوئی میرے ساتھ حضرت ابراہیم کے بارے میں گفتگو کرے گا تو میں سب سے زیادہ ان کے قریب اور آگاہ ہوں۔ اے لوگو! جو کوئی مجھ سے موسیٰ کے بارے میں بات کرے گا تو میں ہر ایک سے زیادہ موسیٰ کے قریب اور ان سے آگاہ ہوں۔

ایها الناس من یحاجنی فی محمد فانا اولی بمحمد ایها الناس من یحاجنی فی کتاب الله فانا اولی بکتاب الله

''اے لوگو! جو کوئی میرے ساتھ محمدؐ کے بارے میں بات کرے گا تو میں ہر ایک سے زیادہ ان کے

قریب اور ان سے آ گاہ ہوں۔ اے لوگو! جو کوئی میرے ساتھ خدا کی کتاب کے بارے میں دلیل مانگے گا تو میں سب سے زیادہ اس کے نزدیک اور سب سے زیادہ اسے جاننے والا ہوں۔''

پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس جائیں گے وہاں دو رکعت نماز پڑھیں گے اور دوبارہ لوگوں کو اپنے حق کے ساتھ خدا کی قسم دیں گے۔ اس کے بعد امام محمد باقرؑ نے فرمایا: خدا کی قسم سورہ نمل آیت ۶۲ میں مضطر سے مراد وہی ہیں خداوند متعال فرماتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ

''کیا خدا کے سوا کوئی ہے جو مضطر اور بیچارے کی دعا کو سنے اور اس کے غم وغصہ کو دور کرے اور تمہیں زمین پر خلیفہ قرار دے۔''

پس جو سب سے پہلے حضرت قائمؑ کی بیعت کرے گا وہ جبرائیل ہے۔ اس کے بعد تین سو تیرہ آدمی آپ کے اصحاب میں سے ہوں گے۔ ان میں سے جو کوئی راستے میں ہوگا فوراً وہاں حضرت کے پاس پہنچے گا اور ہر ایک سفر طے کیے بغیر اچانک نظروں سے غائب ہو جائے گا (یعنی بغیر کسی زحمت اور تکلیف کے اعجاز امامؑ کے ذریعے سے اچانک خدمت امامؑ میں پہنچ جائے گا) حضرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان درحقیقت حضرت مہدیؑ کے اصحاب کے متعلق ہے آپ فرماتے ہیں:

هم المفقودون عن فرشهم

''یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اچانک اپنے بستروں سے غائب ہو جائیں گے۔''

اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ

(سورہ بقرہ آیت ۱۴۸)

''اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت اختیار کرو تم جہاں بھی ہو گے خدا تمہیں سب کو اکٹھا کر لے گا۔''

آپ نے فرمایا: اس آیت میں خیرات سے مراد ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت ہے۔

(تفسیر قمی: ۲/۲۰۵، تفسیر برہان: ۱/۱۶۳ حدیث ۸، بحار الانوار: ۵۲/۳۱۵ حدیث ۱۰ منتخب الاثر ص ۴۲۲ حدیث ۲)

مہدیؑ اور امن

(۱۱۰/۶۲۳) شیخ صدوق الخصال ۲/۶۲۶ ضمن حدیث ۱۰ کے ضمن میں امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

المنتظر لامرنا كالمتشحط بدمه فى سبيل الله

''جو کوئی ہمارے امر کا منتظر ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو راہ خدا میں اپنے خون میں لت پت ہو۔''

آپ نے حدیث کو جاری رکھا یہاں تک فرمایا:

بنا یفتح و بنا یختم وبنا یمحو مایشاء و بنا یثبت وبنا یدفع اللہ الزمان الکلب وبنا ینزل الغیث

''ہمارے وجود کے ساتھ خدا نے کائنات کا آغاز کیا اور ہمارے وجود کے ساتھ اس کو ختم کرے گا، ہمارے وسیلے سے جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور ہمارے وسیلے سے جسے ثابت رکھنا چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ ہمارے وسیلے سے ہی زمانے کی سختیاں اور دشواریاں دور کرتا ہے اور ہمارے وسیلہ سے ہی باران رحمت برساتا ہے۔''

پس مغرور نہ ہونا اور تمہارا غرور تمہیں خدا سے دور نہ کردے۔ جب سے خدا نے اپنی بارش کو روک رکھا ہے آسمان نے ایک قطرہ بھی نیچے نہیں گرایا۔ اگر ہمارا قائم قیام کرے تو آسمان اپنی تمام بارش برسا دے گا اور زمین تمام سبزے کو باہر نکال دے گی۔ بندوں کے دلوں سے کینہ اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔ درندے اور چار پائے آپس میں صلح کے ساتھ اکٹھے رہنے لگیں گے۔ نعمت اور امن وامان اس قدر زیادہ ہوگا کہ اگر ایک عورت عراق اور شام کے درمیان سفر کرے تو سوائے سرسبز زمین کے اور کسی جگہ پر قدم نہ رکھے گی۔ اس کے بدن پر سونے و جواہرات کی زینت ہوگی تو کوئی اسے کچھ نہ کہے گا۔ کوئی درندہ اس کی طرف منہ نہ کرے گا۔ اسے کسی قسم کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ دشمنوں کے درمیان رہنے اور ان کی طرف سے دی گئی اذیت اور تکلیف کو برداشت کرنے میں تمہارے لئے کتنا اجر اور فضیلت ہے تو یہ تمہارے لئے ایک خوش خبری تھی اور اس سے تمہاری آنکھیں روشن ہو جاتیں۔

(بحارالانوار: ۱۰/ ۱۰۴ اور ۵۲/ ۳۱۶ حدیث ۱۱، منتخب الاثر: ص ۴۷۳ حدیث ۳)

پرچم مہدیؑ اور جبرائیلؑ

(۶۲۴/ ۱۱۱) شیخ صدوق کمال الدین ۲/ ۶۷۲ حدیث ۲۳ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

کانی انظر الی القائم قد ظھر علی نجف الکوفۃ فاذا ظھر علی النجف نشر رأیۃ رسول اللہ و عمودھا من عمد عرش اللہ تبارك و تعالی و سائرھا من نصر اللہ جل جلالہ لا یھوی بھا الی احد لا اھلکۃ اللہ عزوجل

''گویا میں قائم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ نجف میں ظاہر ہوئے ہیں۔ پس اس وقت وہ رسول خداؐ کے پرچم کو کھولے گا جس پرچم کا عمود عرش الٰہی کے ستونوں سے اور اس کا باقی حصہ نصرت پروردگار سے

ہوگا اس پرچم کے ساتھ جس طرف بھی حملہ کرے گا خدا اسے ہلاک کردے گا۔''

میں نے عرض کیا: کیا پرچم ان کے ساتھ ہے یا ان کے لئے لایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: پرچم ان کے لئے لایا جائے گا اور لانے والا جبرائیل ہوگا۔ (بحارالانوار: ۵۲/۳۲۶ حدیث ۴۱، اثبات الھداۃ: ۳/۴۹۳ حدیث ۲۴۵)

اعجاز مہدیؑ

(۶۲۵/۱۱۲) نیز اسی کتاب میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قام قائمنا وضع يده على رووس العباد فجمع بها عقولهم و كملت بها احلامهم

''جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو بندوں کے سر پر اپنا دست رحمت رکھے گا۔ جس کے ذریعے سے ان کی عقلیں ایک جگہ جمع ہو جائیں گی اور ان میں غور وفکر اور سوچ وبچار کی طاقت بڑھ جائے گی۔''

(کمال الدین: ۲/۶۷۵ حدیث ۳۰، الکافی: ۲/۲۵ حدیث ۱، بحارالانوار: ۵۲/۳۲۷ حدیث ۴۷، الوافی: ۲/۴۵۶)

آمد مہدیؑ

(۶۲۶/۱۱۳) شیخ مفیدؒ کتاب ارشاد ص ۴۰۹ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

كانى بالقائم على نجف الكوفة وقد سار اليها من مكة فى خمسة الاف من الملائكة جبرائيل عن يمينه و ميكائيل عن شماله والمومنون بين يديه و هو يفرق الجنود فى البلاد

''گویا قائم علیہ السلام کو میں نجف میں دیکھ رہا ہوں۔ جو مکہ سے پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ اس شہر کی طرف روانہ ہوئے ہیں، جن کی دائیں طرف جبرائیل اور بائیں طرف میکائیل ہیں۔ آگے آگے مومنین ہیں اور حضرت اپنے لشکریوں کو مختلف شہروں کی طرف روانہ کررہے ہیں۔''

(بحارالانوار: ۵۲/۳۳۶ حدیث ۷۵، الزام الناصب: ۲/۲۸۰، اثبات الھداۃ: ۳/۵۵۵ حدیث ۵۸۷)

پردے اٹھ جائیں گے

(۶۲۷/۱۱۴) سید علی بن عبدالمجید کتاب غیبت میں ابن مسکان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان المومن فی زمان القائم و هو بالمشرق لیری اخاه الذی فی المغرب و کذا الذی فی المغرب یری اخاه الذی فیالمشرق

''حضرت قائم علیہ السلام کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن اپنے بھائی کو مغرب میں دیکھ سکے گا اور مغرب میں رہنے والا مومن اپنے بھائی کو مشرق میں دیکھ سکے گا۔''

(بحارالانوار: ۵۲/ ۳۹۱ حدیث ۲۱۳، منتخب الاثر ص ۴۸۳، بشارۃ الاسلام ص ۲۵۴)

ظہور امام

(۶۲۸/ ۱۱۵) حسن بن سلیمانؒ منتخب البصائر میں مفضل سے اور وہ امام صادقؑ سے ایک طولانی روایت امام قائم علیہ السلام کے حالات کے بارے میں نقل کرتے ہیں جس میں آپ کے قیام رجعت کے بارے میں ذکر کرتے ہیں اور ہم یہاں پر ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اس باب کے ساتھ مناسب ہیں۔ اگر کوئی تفصیل چاہتا ہے تو اس کتاب یا بحارالانوار کی طرف رجوع کرے۔

مفضل کہتا ہے: میں نے اپنے مولا امام صادقؑ سے سوال کیا: کیا امام منتظرؑ کے ظہور کے لئے کوئی وقت معین کرے تا کہ لوگ جان سکیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا کہ خدا ظہور کے لئے کوئی وقت معین کرے تا کہ ہمارے شیعہ جان لیں۔ میں نے عرض کیا: میرے آقا! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ یہ وہی وقت اور گھڑی ہے جس کا علم صرف خدا کے پاس ہے آپ نے ان آیات کو ذکر کرنے کے بعد کہ جن میں ساعت کا تذکرہ ہے۔ فرمایا: بے شک جس نے ہمارے مہدیؑ کے ظہور کے لیے وقت معین کیا، اس نے اپنے آپ کو علم خدا میں شریک کیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے رازوں کو جانتا ہے۔

مفضل نے عرض کیا کہ کس طرح آنحضرت کے ظہور کو معلوم کیا جا سکتا ہے اور ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ اس کائنات کی باگ دوڑ علی الاعلان اور ظاہری طور پر ان کے سپرد کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا:

یامفصل! یظهر فجاة فیعلو ذکره ویظهر امره وینادی باسمه و کنیسته ونسبه و یکثر ذلك علی افواه المعقین والمبطلین والموافقین و المخالفین

''اے مفضل وہ اچانک ظاہر ہوگا۔ ابتداء میں ان کے ظہور کے متعلق صرف خاص اصحاب جانتے ہوں گے، آہستہ آہستہ ان کی آواز بلند ہوگی اور ان کا امر واضح ہوگا۔ ان کو نام کنیت اور نسب کے ساتھ پکارا جائے گا۔ ان کا نام لوگوں کی زبانوں پر ہوگا اور بطور عموم لوگ حق یا باطل پیروکار ہوں گے۔ موافقین و مخالفین سب کے سب ان سے گفتگو کریں گے۔''

یہ اس وجہ سے ہوگا کہ لوگ پر حجت تمام ہو جائے اور انہیں پہچان لیں، جیسے کہ اس سے پہلے ہم نے ان کی راہنمائی کی ہے۔

ہم نے ان کے نام کنیت اور نسب کو بیان کیا اور کہا ہے کہ ان کا نام اور کنیت ان کے جد بزرگوار حضرت رسول خداؐ کی طرح ہے، تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہم ان کے نام اور کنیت کو نہیں جانتے تھے۔

پس خدا کی قسم! اس وقت اس طرح ان کا نام نشان سب کے لئے واضح و روشن ہو جائے گا تا کہ وہ ایک دوسرے کو بتائیں۔ یہ سب کچھ ان پر اتمام حجت کی خاطر ہے۔ پھر خدا تبارک و تعالیٰ ان کو ظاہر کرے گا جیسا کہ ان کے جد بزرگوار نے اس کے متعلق اس آیت کی تفسیر میں وعدہ دیا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؁۳۳

(سورہ توبہ آیت ۳۳)

''وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا تا کہ لوگوں کو دین حق کی ہدایت کرے اور اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگر چہ مشرکوں نا گوار گزرے۔''

مفضل نے عرض کیا: میرے مولا! آپ نے جس آیت کو تلاوت فرمائی ہے اس کے اس حصے کی تاویل کیا ہوگی جس میں خدا فرماتا ہے:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؁۹

آپ نے فرمایا: اس کی تاویل خدا کی وہ آیت شریفہ ہے جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ (سورہ انفال آیت ۳۹)

''کافروں اور مشرکوں کے ساتھ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف خدا کے لئے ہو جائے۔''

اے مفضل! وہ ملتوں اور قوموں کے درمیان اختلاف کو دور کر دے گا اس طرح کہ ان کے درمیان سوائے ایک دین کے اور کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ (سورہ آل عمران آیت ۱۹)

''خدا کا پسندیدہ دین فقط اسلام ہے۔''

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ (سورہ آل عمران آیت ۸۵)

''جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ دین اختیار کرے گا وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔''

اس کے بعد اپنی گفتگو کو آنحضرتؑ کی ولایت کے بارے میں جاری رکھا، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: پھر وہ ۲٦٦ھ کے آخری دن نظروں سے چھپ جائیں گے اور اس کے بعد وہ کسی کو نظر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ سب لوگ ان کو دیکھیں گے۔

مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! ان کی غیبت کے زمانے میں کون ان کے ساتھ گفتگو کریں گے اور وہ کن کے ساتھ بات کریں گے۔ امام صادقؑ نے فرمایا: فرشتوں اور جنوں میں سے مومنوں کا گروہ ان کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ آپ کے احکام اور فرامین آپ کے مورد اطمینان اشخاص آپ کے، نمائندے اور وکلاء تک پہچائیں گے۔ جس دن مقام صابر میں غائب ہوں گے "محمد بن نصیر نمبری" آپ کے دروازے کے طور پر بیٹھے گا اور جب ان کی غیبت کا زمانہ ختم ہوگا تو وہ مکہ میں ظاہر ہوں گے۔

اے مفضل! خدا کی قسم! گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ مکہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ رسول خداؐ کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے، سر پر زرد رنگ کا عمامہ رکھا ہوگا، پیغمبر اکرمؐ کے پیوند لگے جوتے پاؤں میں پہنیں ہوئے ہوں گے اور حضورؐ کا عصا مبارک ہاتھ میں ہوگا۔ چند کمزور بکریوں کو اپنے آگے ہانکتے ہوئے بیت الحرام کے نزدیک پہنچیں گے، وہاں کوئی بھی ان کو پہچانتا نہ ہوگا۔ وہ جوانی کے عالم میں ظہور فرمائیں گے۔ مفضل نے عرض کیا: اے میرے آقا! وہ کہاں سے ظہور فرمائیں گے اور آپ کے ظہور کی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

یامفضل! یظهر وحده ویأتی البیت وحده و یلج الکعبة وحده و یجن علیه اللیل وحده

"اے مفضل! وہ اکیلے ظہور کریں گے، اکیلے بیت الحرام کی طرف آئیں گے اور اکیلے کعبہ میں داخل ہوں گے، رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوگی اور وہ اکیلے ہوں گے۔ جب رات کا ایک حصہ گزر جائے گا اور سب سو جائیں گے تو اس وقت جبرائیل اور میکائیل دیگر فرشتوں کی چند صفوں کے ساتھ نازل ہوں گے اور حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوکر عرض کریں گے، اے ہمارے آقا! آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے اور آپ کے ظہور کا فرمان صادر ہوگیا ہے۔ امامؑ اپنے مبارک ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیریں گے اور فرمائیں گے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۝ (سورہ زمر آیت ٧٤)

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمارے متعلق اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا اور ہم جہاں چاہیں جنت میں ٹھہریں اور یہ اچھا اجر ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔"

اس کے بعد وہ رکن و مقام کے درمیاں کھڑے ہوں گے اور با آواز بلند کہیں گے اے نقباء کی جماعت، اے میرے مخصوص مددگارو! اے وہ جن کو خدا نے میرے ظہور سے پہلے ہی ذخیرہ کرلیا ہے، بڑی خوشی اور چاہت کے ساتھ میری طرف آؤ۔ امامؑ کی آواز مشرق و مغرب میں ان تک پہنچے گی۔ جب کہ ان میں سے کچھ لوگ محراب عبادت ہوں گے اور کچھ لوگ بستر پر آرام کررہے ہوں گے۔ جیسے ہی امامؑ کی صدا سنیں گے تو آنکھ کے جھپکنے سے پہلے حضرت کی طرف متوجہ ہوں گے اور امامؑ کے حضور میں پہنچ جائیں گے۔ اس وقت خدا تبارک وتعالیٰ آسمان سے زمین تک عمودی شکل میں ایک نور ظاہر کرے گا۔ اس زمین کے اوپر جو بھی مومن رہتا ہے اس نو سے فائدہ حاصل کرے گا اور وہ نور اس کے گھر میں داخل ہو کر نورانیت کرے گا، جس سے مومنوں کے دل خوش ہوں گے لیکن ابھی تک انہیں معلوم نہ ہوگا کہ ہمارے امامؑ نے ظہور کیا ہے۔ لیکن صبح کے وقت سب کے سب امامؑ کی خدمت میں کھڑے ہوں گے۔ یہ لوگ جنگ بدر میں رسول اکرمؐ کے لشکر کی تعداد کے برابر ہیں۔

امام حسینؑ کا آنا

مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا وہ بہتر (۷۲) افراد جو امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے ہیں، حضرت امام زمانہؑ کے ساتھ ظاہر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس وقت ظہور کریں گے، جب امام حسینؑ امیر المومنینؑ کے شیعوں میں سے بارہ ہزار افراد کے ساتھ واپس آئیں گے اور آنحضرت اس وقت اپنے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ رکھیں گے۔

مفضل کہتا ہے! میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا حضرت امام زمانہ ان لوگوں کی بیعت کو تبدیل کردیں گے جنھوں نے آپ کے ظہور سے پہلے دوسروں کی بیعت کی ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

یا مفضل کل بیعة قبل ظهور القائم فبیعة کفر و نفاق و خدیعة لعن الله المبایع لها و المبالع له

''اے مفضل ہر بیعت ظہور قائمؑ سے پہلے کفر و نفاق اور دھوکا ہے۔ خدا بیعت کرنے والے اور کروانے والے پر لعنت کرے۔''

امام زمانہ بیت الحرام میں

اے مفضل! جب حضرت قائمؑ بیت الحرام کا سہارا لیں گے تو اپنا دست مبارک بلند کریں گے، جس سے ایک سفید نور اور روشنی ظاہر ہوگی، جسے لوگ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ خدا کا طاقتور ہاتھ ہے، جو اس کی طرف سے اس کے حکم کے مطابق بلند ہوا ہے، پھر آپ اس آیت کی تلاوت کریں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ .... (سورہ فتح آیت نمبر ۱۰)

''وہ لوگ جنہوں نے تیرے ساتھ بیعت کی ہے درحقیقت انہوں نے خدا کے ساتھ بیعت کی ہے، ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے۔''

پس جس نے اس بیت کو توڑ دیا تو اس نے اپنے نقصان میں اس بیعت کو توڑا ہے۔

بیعت امام علیہ السلام

سب سے پہلے جو حضرت کا ہاتھ چومے گا اور آپ کے ساتھ بیعت کرے گا وہ جبرائیل ہے۔ اس کے بعد فرشتے، نجباء، جن اور نقباء بیعت کریں گے۔ آپ نے حدیث کو جاری رکھا، یہاں تک کہ فرمایا کہ جب سورج طلوع کرے گا اور ہر جگہ کو روشن کردے گا تو ایک آواز دینے والا سورج کی بلندی سے فصیح عربی زبان میں بلند آواز دے گا، جس کی آواز کو تمام اہل آسمان اور زمین سنیں گے آواز دینے والا کہے گا: اے کائنات والو! یہ آل محمد علیہم السلام کا مہدیؑ ہے۔ حضرت کے نام، کنیت اور نسب کو مکمل طور پر بیان کرنے کے بعد کہے گا۔ اب اس کی پیروی کروتا کہ ہدایت پاسکو اور اس کے احکام کی مخالفت نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

سب سے پہلے جو گروہ اس نداء پر لبیک کہے گا، وہ فرشتے ہوں گے۔ پھر جن اور اس کے بعد نقباء ہوں گے جو کہیں گے: ہم نے سن لیا ہے پس اطاعت کریں گے۔ ان میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کی طرف منہ کرے گا اور اسے بتائے گا اور جو کچھ سنا ہوگا اس سے دوسروں کو مطلع کرے گا۔

غروب آفتاب کے قریب ایک منادی مغرب کی طرف سے ندا دے گا اور کہے گا۔ اے لوگو! فلسطین کی خشک و بیابان سرزمین میں تمہارے خدا نے ظہور کیا ہے اور وہ عثمان بن عنبسہ ہے، جو یزید بن معاویہ کی اولاد سے ہے۔ اس کی پیروی کروتا کہ ہدایت پاسکو۔ اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ فرشتے جن اور نقباء اس کی بات کو رد کردیں گے اور اسے جھوٹا قرار دیں گے اور اس کے جواب میں کہیں گے کہ ہم مخالفت کرتے ہیں، لیکن وہ لوگ جو اہل شک وتردید اور منافق اور کافر ہوں گے اس آواز کو سننے سے گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

آپ نے حدیث کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اس وقت دابة الارض (روایات کے مطابق اس سے مراد امیر المومنینؑ ہیں) رکن اور مقام کے درمیان ظاہر ہوگا، جو اہل ایمان کے چہرے پر مومن کی اور اہل کفر کے چہرے پر کافر کی علامت لگائے گا۔ اس کے بعد امام صادق لشکر سفیانی کے خروج، اس کا سرزمین بیداء میں دھنس جانے کا قصہ اور حضرت قائم علیہ السلام کے کچھ دوسرے احوال بیان کرتے ہیں جو حضرت کے ظہور کے وقت مکہ میں رونما ہوں گے۔ مفضل نے عرض کیا: اے میرے آقا! پھر حضرت مہدیؑ کہاں جائیں گے؟

امام زمانہ کوفہ میں

پھر مہدیؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے اور کوفہ و نجف کے درمیان نازل ہوں گے۔اس دن آپ کے مددگاروں کی تعداد چھیالیس ہزار فرشتے کی ہوگی اس مقدار میں جن اور تین سو تیرہ آپ کے نقیب ہوں گے۔ پھر امام علیہ السلام نے بغداد کے خراب ہونے اور وہاں کے رہنے والوں کے خدا کی طرف سے مورد لعنت قرار پانے کے متعلق گفتگو کی، اور فرمایا: خدا کی قسم! اول سے لے کر دنیا کے آخر تک ظالم امتوں پر جتنے عذاب نازل ہوئے ہیں، سب کے سب بغداد پر نازل ہوں گے اور عذاب کا طوفان جوان پر ہر طرف سے آئے گا سوائے تلوار اور اسلحے کی طاقت کے اور کچھ نہیں ہے ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو اس وقت وہاں سکونت اختیار کریں۔

امام نجف میں

اس کے بعد امام صادقؑ تفصیل کے ساتھ سید حسنی کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔اس واقعہ کے آخر میں مفضل ان سے سوال کرتا ہے، اے میرے آقا! اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کیا کریں گے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: سفیانی کو گرفتار کرنے کے بعد ایک لشکر دمشق کی طرف روانہ کریں گے۔ وہ اسے پکڑ کر سخت پتھر پر کھینچیں گے۔اس وقت امام حسینؑ اپنے بارہ ہزار دوستوں اور ان بہتر (۷۲) ان بزرگواروں کے ساتھ ظاہر ہوں گے جو ان کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے ہوں گے اور یہ ایک واضح و روشن رجعت اور ہے۔اس کے بعد صدیق اکبر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام خروج فرمائیں گے، حضرت کے لئے ایک قبہ اور بارگاہ نجف میں قائم کریں گے جس کے چار ستون ہوں گے، ایک نجف میں ایک حجر اسماعیل میں ایک صفا اور یمن میں اور ایک مدینہ طیبہ میں ہوگا۔ گویا میں اس قبہ کے چراغوں کو دیکھ رہا ہوں سورج اور چاند کی طرح آسمان و زمین میں چمکتے ہوں گے۔اس وقت

(تبلی السرائر) (سورہ طارق آیت ۹)

''ان کے باطن آشکار ہو جائیں گے۔''

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا (سورہ حج آیت ۲)

''ہر دودھ دینے والی اپنے بچے کو بھول جائے گی اور حمل والی اپنے حمل کو گرادے گی۔''

رسول خدا کا آنا

پھر کائنات کے سردار حضرت محمد مہاجرین و انصار اور ان تمام لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوں گے جو آپ کے ساتھ ایمان لائے ہوں گے، ان کی بات کی تصدیق ہوگی اور ان کے راستے میں شہید ہوئے ہوں گے۔اس کے بعد ان لوگوں کو حاضر کیا جائے گا، جنہوں

نے پؑ کو جھٹلایا، آپؑ سے بے اعتنائی کی، آپ کی بات کو رد کیا، آپ کو برا کہا اور آپ کے ساتھ جنگ کرتے رہے) یہ حدیث لمبی ہے اس جگہ اتنی مقدار کا ذکر کافی ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ جملہ کہ (انہیں کوئی نہ دیکھے گا، یہاں تک کہ تمام آنکھیں ان کو دیکھیں گی) اور آنحضرت کی توقیع شریف (یعنی خط) کا یہ فرمان کہ (جو کوئی میرے دیکھنے کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب کرو) ان کی وضاحت میں یہ کہنا چاہیے کہ یہ ان موارد کے لحاظ سے ہے کہ جب کوئی شخص امام کی نیابت اور ان کی طرف سے شیعوں تک خبر پہنچانے کا دعویٰ کرے۔ جیسے کے حضرت کے خاص نواب تھے۔ یا یہ دعویٰ کرے کہ وہ انہیں دیکھتا ہے درحالانکہ انہیں اچھی طرح پہچانتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ حضرت مہدیؑ ہیں اور یا یہ اس زمانے کے ساتھ مربوط ہے جس میں دشمنوں کی طرف سے خوف و وحشت ہو۔ یہ احتمالات جو ہم نے ذکر کئے ہیں، ان کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو کافی میں امام صادقؑ سے نقل ہوئی ہے کہ حضرت فرماتے ہیں۔

للقائم غيبتان احداهما قصيرة والاخرى طويلة الغيبة الاولى لا يعلم بمكانة فيها الا خاصة شيعة والاخرى لا يعلم بمكانه فيها الا خاصة مواليه

''قائم علیہ السلام کے لئے دو غیبتیں ہیں ایک غیبت چھوٹی اور دوسری غیبت لمبی ہے۔ پہلی غیبت میں ان کے مکان اور جگہ کو سوائے خاص شیعوں کے اور کوئی نہیں جانتا اور دوسری غیبت میں ان کے مکان کو سوائے ان کے موالیوں کے اور کوئی نہیں جانتا۔''

(الکافی: ۱/ ۳۴۰ حدیث ۱۹، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۵۵ حدیث ۱۱، الوافی: ۲/ ۴۱۴ حدیث ۱۴، الزام الناصب: ۱/ ۲۶۹)

امام عصرؑ کی پہچان

(۲۶۹/ ۱۱۶) شیخ صدوق کمال الدین ۲/ ۴۷۶ حدیث ۲۶ میں علی بن سنان اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد قم اور اطراف قم سے کچھ لوگ امامؑ کی زیارت کے آئے اور اپنے معمول کے مطابق کچھ مال بھی ساتھ لائے تھے۔ انہیں حضرت کی وفات کا بالکل کوئی علم نہ تھا۔

جب وہ سامراء پہنچے تو انہوں نے کسی سے امام عسکریؑ کے بارے میں پوچھا تو کسی نے بتایا کہ امام علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور انہیں بتایا گیا کہ جعفر ان کا قائم مقام ہے۔ یہ لوگ جب جعفر کے پاس آئے تو اس میں وہ علامات نہ دیکھیں جو امام کو پہچاننے کے بارے میں ان کی نظر میں تھیں۔ مال اسے نہ دیا اور باہر آ گئے، تاکہ واپس جائیں۔ جیسے ہی یہ لوگ شہر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جوان ان کے پیچھے آ رہا ہے اور انہیں ان کے نام کے ساتھ بلا رہا ہے۔ وہ تھوڑا سا رکے، یہاں تک کہ جوان ان تک پہنچ گیا اور ان سے فرمایا: آپ کے مولا آپ کو بلا رہے ہیں، ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم فوراً اس جوان کے ساتھ آئے اور اپنے مولا امام عسکریؑ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ہم نے ان کے بیٹے حضرت حجت (عجل اللہ فرجہ) کو دیکھا، جو ایک تخت

کے اوپر تشریف فرما تھے۔ آپ کا چہرہ چاند کی طرح نورانی تھا اور بدن مبارک پر سبز لباس پہنے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کے وجود اقدس پر سلام کیا۔ آپ نے ہمارے ساتھ اظہار محبت کرتے ہوئے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا:

''جو مال تمہارے پاس ہے، اس میں اتنے دینار ہیں۔ فلاں نے اتنا مال دیا ہے اور فلاں نے اتنی مقدار دیا ہے۔''

ان میں سے ہر ایک کا نام لیا اور قصہ کی تمام علامات کی وضاحت فرمائی پھر ان کے لباس، اسباب سفر اور ان جانوروں کی خصوصیات بیان کیں جو ان کے ہمراہ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اسی وقت سجدہ شکر بجالائے کہ اپنے اصلی مقصد تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت کے سامنے ادب سے زمین کا بوسہ لیا۔ اس کے بعد ہماری نظر میں جو سوالات تھے، آپ سے پوچھے: آپ نے ان تمام کے جوابات دیئے اور آخر میں وہ اموال امامؑ کے سپرد کئے جو ہمارے پاس لوگوں کی امانت تھے۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۴۷ حدیث ۳۴، منتخب الاثر ص ۳۶۸ حدیث ۱۳، الزام الناصب: ۱/ ۳۵۸ حدیث ۱۸)

مؤلف کہتے ہیں: اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ بارگاہ امامؑ میں ادب کے طور پر زمین کا بوسہ دیا جا سکتا ہے اور کہنا بجا ہے کہ سبز رنگ علویوں کا مخصوص رنگ ہے۔

ظہور مہدیؑ کی علامات

(۶۳۰/ ۱۱۷) کلینیؒ روضہ کافی ۸/ ۳۶ حدیث ۷ میں امام صادقؑ سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں: ہم اس حدیث کی ابتداء کو یہاں ذکر نہیں کرتے کیونکہ اس حصے کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی۔ حضرت بعد میں خبر کے راوی حمران سے فرماتے ہیں:

الا تعلم ان من انتظر امرنا و صبر علی مایری من الاذی والخوف ھو غدا فی زمرتنا

''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جو کوئی ہمارے امر کا انتظار کرے اور دشمنوں کی طرف سے اذیت وخوف پر صبر کرے، وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔''

پس جب تم دیکھو کہ حق پامال ہوگیا ہے، اہل حق ختم ہو گئے ہیں اور ظلم وستم نے ہر طرف ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ تو دیکھے کہ قرآن پرانا ہو چکا ہے اور اس میں وہ چیزیں داخل کردی گئی ہیں جو اس میں نہ تھیں اور ان کی آیات کی اپنی مرضی کے مطابق توجیہ کرتے ہیں۔ تو دیکھے کہ دین اوپر نیچے ہوگیا ہے جیسے کاسہ میں پانی اوپر نیچے ہوتا ہے اور جب اہل باطل اہل حق پر برتری پا چکے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ برائی ظاہر بظاہر انجام دی جاتی ہے اور کوئی اس سے منع کرنے والا نہیں بلکہ بدکاروں کے لئے عذر تلاش کریں۔ جب تو دیکھے کہ بدی اور فساد علی الاعلان ہو چکا ہے مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی خواہشات جنسی پوری کریں تو دیکھے کہ مؤمن سکوت کر چکا ہے اور اس کی بات قبول نہیں کی جاتی۔ جبکہ فاسق جھوٹ کہتا ہے اور اس کے جھوٹ کو کوئی رد نہیں کرتا۔ جب تو دیکھے کہ چھوٹے

بڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور قرابتداری کے تعلقات ختم کر بیٹھے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ اگر کسی کی برائی اور بدی بیان کی جاتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور برے شخص کی تعریف کرنے والے کو کوئی روکنے والا بھی نہیں ہے۔

جب تو دیکھے کہ نوجوان لڑکے اپنے آپ کو عورت کی طرح خریدار کے اختیار میں دیتے ہیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ ہمبستری کرتی ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ایک دوسرے کی مدح وتعریف بہت زیادہ کی جاتی ہے اور کہ شخص اپنی دولت وثروت کو باطل کے راستے یعنی پروردگار کی اطاعت کے غیر میں خرچ کرتا ہے اور کوئی اسے روکنے والا بھی نہیں ہے۔تو دیکھے کہ جب کوئی مؤمن جب کہ خدا کے راستے میں سعی وکوشش کرتا ہے تو لوگ اس کے کام سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کو اذیت دیتا ہے اور کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے اور کافر کسی مومن کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوشحال ہوتا ہے، زمین پر فساد کے پھیلنے کی وجہ سے اور فساد کے رواج سے خوش ہے۔تو دیکھے کہ ہر طرح کی شراب علی الاعلان پیتے ہیں اور خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر پیتے ہیں۔

جب تو دیکھے کہ جو کوئی نیکیوں کا حکم دیتا ہے تو وہ مجمع میں ذلیل وخوار ہوتا ہے اور جو فاسق ہے یعنی ایسے گناہ انجام دیتا ہے جن کو خدا پسند نہیں کرتا لیکن وہ جرأت منداور طاقتور ہے تو اس کی تعریف کی جاتی ہے، جو قرآنی آیات پر عمل کرتے ہیں وہ حقیر و پست سمجھے جاتے ہیں اور ان کے دوست بھی حقیر شمار ہوتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ خیر وبھلائی کا راستہ بند ہو چکا ہے،فساد وتباہی کا راستہ کھلا اور وہاں رفت وآمد جاری ہے۔ جب تو دیکھے کہ خدا کے گھر کی زیارت معطل ہو چکی ہے اور اس کے نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ جو کہتے ہیں عمل نہیں کرتے اور مرد مردوں کے لئے اور عورتیں عورتوں کے لئے بناؤ سنگھار کرتے ہیں اور پھولے نہیں سماتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ مرد اپنی خرید وفروخت کا کاروبار کرتے ہیں اور عورت اپنی ضروریات زندگی کا خرچہ خودفروشی سے حاصل کرتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ عورتیں مردوں کی طرح محافل لگاتی ہیں اور مجلس تشکیل دیتی ہیں اور بنی عباس میں زنانہ آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔اپنے بالوں کو رنگ کرتے ہیں اور اپنا بناؤ سنگھار کرتے ہیں۔ایسے جیسے کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے رقم خرچ کی جاتی ہے اور کبھی کبھار ایک مرد پر رقابت ہوتی ہے اور مرد اس کی وجہ سے غیرت کا اظہار کریں گے۔دولت مند شخص مومن سے عزیز تر ہوگا،سودخوری عام ہوگی اور اس قسم کی سرزنش اور ملامت نہ ہوگی۔عورتوں کو زنا کاری پر تشویق دیں گے اور ان کی تعریف کریں گے۔

جب تو دیکھے کہ عورت اپنے مرد کے ساتھ رشوت دے کر اس بات پر راضی کرتی ہے تا کہ دوسرے مرد اس سے زنا کریں اور تو دیکھے کہ زیادہ تر لوگ اور بہترین گھر ایسے فسق و فجور کے اڈے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ مومن غمناک اور لوگوں میں ذلیل وخوار ہے۔ جب تو دیکھے کہ بدعتیں اور ناجائز کام زنا وغیرہ سرعام ہے اور یہ دیکھے کہ لوگ بڑے اعتماد کے ساتھ جھوٹے گواہوں کے ذریعے سے دوسروں کے حقوق پر تجاوز کرتے ہیں اور غصب کرتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ خدا کا حرام حلال اور خدا کا حلال حرام شمار کیا جاتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ دین میں اپنی نظر اور رای پر عمل کرتے ہیں۔کتاب اور احکام پروردگار پر عمل نہیں ہوتا۔ جب تو دیکھے کہ حرام کے

ارتکاب کے لئے رات کا انتظار نہیں کیا جاتا بلکہ اتنے جری ہو گئے ہیں اور گناہ پر اتنی جرأت پیدا ہو چکی ہے کہ دن دہاڑے اور علی الاعلان ہر گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ جب تو دیکھے کہ مومن سوائے دل کے اور کسی طرح گناہ سے انکار نہیں کر سکتا، پروردگار عالم کے غضب اور ناراضگی کے راستے میں کثیر مال خرچ کیا جاتا ہے اور صاحب اقتدار کافروں کو اپنے نزدیک اور نیک وصالح لوگوں کو اپنے سے دور کرتے ہیں۔ اگر تو دیکھے کہ انصاف کے حصول میں رشوت لیتے ہیں، عہدے ایسے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جو زیادہ رشوت دیتے ہیں اور لوگ ایسی عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جو ان پر حرام ہیں اور انہی کو کافی سمجھتے ہیں۔

جب تو دیکھے کہ ایک شخص کو تہمت اور سوئے ظن کی وجہ سے قتل کرتے ہیں اور مرد ایک دوسرے مرد سے ناجائز فائدہ غیر شرعی تعلقات قائم (یعنی لواطہ کرتے ہیں) کرتے ہیں اور اس کام میں جان و مال کے خرچ کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ اگر تو دیکھے کہ ایک مرد کو عورت کے ساتھ ہمبستری پر برا بھلا کہتے ہیں (کہ تو نے ہم جنس سے استفادہ کیوں نہیں کیا) اور مرد اس مال سے فائدہ اٹھاتا ہے جو اس کی عورت ناجائز راستے سے حاصل کرتی ہے اور وہ جانتی ہے کہ اس کا مرد ناراض نہیں ہوگا اور اس ذلت ورسوائی اور عار میں پڑ جاتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ عورت مرد پر غالب ہے اور ایسے کام انجام دیتی ہے جن کو مرد پسند نہیں کرتا، وہ اپنے شوہر کو خرچہ دیتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ مرد اپنی عورت کو دوسرے لوگوں کے استفادہ کے لئے کرایہ پر دیتا ہے اور اس کام سے اپنی خوراک مہیا کرتا ہے اور جب تو دیکھے کہ جھوٹی خدا کی قسمیں زیادہ کھائی جاتی ہیں، قمار بازی کھلے عام انجام دی جاتی ہے اور علی الاعلان شراب فروخت ہوتی ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور تو دیکھے کہ عورتیں خود کو کافروں کے اختیار میں دیتی ہیں۔ جب تو دیکھے کہ ساز وآواز اور موسیقی کوچوں اور بازاروں میں سر عام پائی جاتی ہے اور مسلمان بڑے آرام سے اس کے قریب سے گزرتے ہیں اور پسند نہ کرنے کے باوجود اسے روکنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اگر تو دیکھے کہ بااختیار لوگ شریف اور قابل احترام انسانوں کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں، حکومت والوں کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو ہم اہل بیت علیہم السلام کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس کام کو قابل فخر جانتے ہیں۔ جب تو دیکھے کہ جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہے اسے جھوٹ کہتے ہیں اور اس کی گواہی قبول نہیں کرتے، جھوٹی اور باطل باتوں پر مقابلہ ہوتا ہے اور ایک ہمسایہ اپنے دوسرے ہمسائے کی بدزبانی کے خوف سے اس کا احترام کرتا ہے۔ اگر تو دیکھے کہ دستورات الٰہی ایک طرف کر دیئے گئے ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق ان پر عمل کرتے ہیں، برائی اور فساد ظاہر ہو چکا ہے اور چغلی عام ہے، جرم گناہ ہر طرف پھیل چکا ہے اور غیبت مجالس ومحافل میں ایک من پسند مشغلہ کے طور پر کی جاتی ہے اور اس کے ذریعے سے ایک دوسرے کی خواہش کو مٹھاس دی جاتی ہے اور خراب کاری آباد کاری پر غالب آ چکی ہے۔ جب تو دیکھے کہ مرد اپنی زندگی کے خرچ واخراجات ضمیر فروشی کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے، بے گناہ قتل ایک آسان کام بن چکا ہے اور تو دیکھے کہ مرد اپنے پست دنیاوی مقاصد تک پہنچنے کے لئے ریاست کو طلب کرنے میں مشغول ہے اور اپنے آپ کو بدزبانی میں مشہور کر دے گا تا کہ اس سے ڈریں اور حکومتی کام اس کے سپرد کریں گے۔ اگر تو دیکھے کہ لوگ نماز کو اہمیت نہیں دیتے اور سالہا سال کے لیے جمع کرتے ہیں، لیکن جب اس کے مالک بن جاتے ہیں تو اس کی زکات ادا نہیں کرتے۔ جب تو دیکھے کہ مردے کو قبر سے باہر نکالتے ہیں، اسے اذیت وتکلیف دیتے ہیں اور اس کے کفن کو بیچتے ہیں۔ جب تو

دیکھے کہ لوٹ مار اور معاملات کا درہم برہم ہونا بہت زیادہ ہے، مرد دن رات حالت مستی میں رہتا ہے، لوگوں کے معاملات کی طرف توجہ نہیں کرتا (یعنی اپنی زندگی میں مست ہے اور عیش ونوش میں مشغول ہے اور دوسروں کی بری حالت کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

(بحارالانوار: ۵۲/ ۲۵۶ ضمن حدیث ۱۴۷، منتخب الاثر ص ۴۲۸ حدیث ۴، الزام الناصب: ۲/ ۱۴۰)

سرخ صندل

(۶۳۱/ ۱۱۸) قطب راوندیؒ کتاب خرائج ۲/ ۴۵۸ حدیث ۳ میں ابونصر خادم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، جب کہ آپ ابھی گہوارے میں تھے، حضرت نے مجھ سے فرمایا: سرخ صندل لاؤ۔ میں نے حضرت کے لئے حاضر کیا: اس وقت آپ نے فرمایا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ میرے آقا اور آقا کے بیٹے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: میں نے تجھ سے یہ نہیں پوچھا۔ میں نے عرض کیا: آپ خود ہی بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

انا خاتم الاوصیاء وبی یدفع الله البلاء عن اهلی و شیعتی

''میں پیغمبر اکرمؐ کا آخری وصی ہوں اور خدا تعالیٰ میرے وسیلے سے میرے خاندان اور میرے شیعوں سے بلا ومصیبت کو دور کرے گا۔''

(کشف الغمہ: ۲/ ۴۹۹، کمال الدین: ۲/ ۴۴۱ حدیث ۱۲، تبصرۃ الولی ص ۲۷ حدیث ۹، منتخب الاثر: ۳۶۰ حدیث ۴)

(۶۳۶/ ۱۱۹) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں شہید (قدس اللہ سرہ) کے ہاتھ سے لکھی عبارت کے ذریعے امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

قد قامت الصلوة سے مراد حضرت قائم علیہ السلام ہیں۔

روش مہدیؑ

(۶۳۳/ ۱۲۰) طبریؒ بشارۃ المصطفیٰ ص ۲۰۷ میں طاؤس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

المهدی جواد بالمال رحيم بالمساكين شديد على العمال

''حضرت مہدی علیہ السلام مال خرچ کرنے میں بڑے سخی ہیں مساکین کے ساتھ مہربان ہیں اور کارگزاروں اور کارندوں کے ساتھ سخت گیر ہیں۔''

(منتخب الاثر ص ۳۱۱ حدیث ۱۱، عقد الدرر: ص ۱۶۷ حدیث ۱۰)

محبت آئمہ

اس حدیث کا تذکرہ کرتا ہوں جو آئمہ علیہم السلام کی محبت پر مشتمل ہے۔اس حدیث کو ابراہیم بن محمد نوفلی نے اپنے باپ سے جو حضرت رضاؑ کا خادم تھا۔اس نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے اور آنحضرت نے اپنے آباؤ اجداد سے اور ان حضرات نے حضرت امیر المومنینؑ سے اور آپ نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی دوست رکھتا ہے کہ خدا تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کرے، اس حال میں کہ اس کی طرف متوجہ ہو اور اس سے روگردانی نہ کرے، تو اے علیؑ! اسے چاہیے تیری ولایت کا قائل ہو اور جو یہ چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے اس حال میں کہ خدا اس سے خوش ہو تو اسے چاہیے کہ تیرے بیٹے حسنؑ کی ولایت قبول کرے۔

اور جو چاہتا ہے کہ خدا اس حال میں ملاقات کرے اس حال میں کہ کسی قسم کا خوف وڈر نہ ہو تو اسے چاہیے تیرے بیٹے امام حسینؑ کی ولایت رکھتا ہو۔

اور جو چاہتا ہے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اور اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہوں تو اسے چاہیے کہ علی بن حسین علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو۔علی بن الحسین ایسی ذات ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (سورہ فتح آیت نمبر ۲۹)

''ان کے چہرے پر سجدوں کے نشانات ظاہر ہیں۔''

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ خدا کی عنایات اس کی آنکھوں کو روشن کر دیں، تو اسے چاہیے کہ حضرت محمد بن علی امام باقر علیہ السلام کو دوست رکھے، اور جو چاہتا ہوے خدا تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے تو اسے چاہیے کہ حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کو دوست رکھے اور جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ پاک و پاکیزہ ہو تو اسے چاہیے کہ امام کاظم حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو دوست رکھے۔

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ خدا اس سے خوش ہو تو اسے چاہیے کہ حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو دوست رکھے۔

جو چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے اس حال میں کہ بلند و بالا درجات حاصل کئے ہوئے ہو اور اس کے گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو چکے ہوں تو اسے چاہیے کہ امام جواد حضرت محمدؑ بن علیؑ کو دوست رکھے۔

جو چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے، اس حال میں کہ اس کا حساب وکتاب آسانی سے ہو اور اسے ایسی جنت بریں میں داخل کرے، جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے، جو کہ پرہیزگاروں کے لئے بنائی گئی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ امام ہادی حضرت علی بن محمد علیہ السلام کو دوست رکھے۔

اور جو چاہتا ہے کہ خدا سے ملاقات کرے اور کامیاب وکامران ہو تو اسے چاہیے کہ حضرت امام عسکری حسن بن علی علیہ

السلام کو دوست رکھے۔

ومن احب ان یلقی اللہ عزوجل وقد کمل ایمانہ و حسن اسلامہ فلیتول الحجۃ بن الحسن المنتظر صلوات اللہ علیہ

''اور جو کوئی چاہتا ہے کہ خدا سے ایمان کامل اور حسن اسلام کے ساتھ ملاقات کرے، تو اسے چاہیے کہ امام منتظر حضرت حجت بن الحسن صلوات اللہ علیہ کی ولایت رکھے۔ یہ حضرات ہدایت کے پیشوا اور تقویٰ وطہارت کی علامتیں ہیں۔ جو کوئی بھی ان ہستیوں کی دوستی وولایت رکھتا ہوگا، میں خدا کی طرف سے اس کی جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

(صفوۃ الاخبار: مخطوطہ، بحارالانوار: ۲۷/۱۰۷ حدیث ۸۰ اور ۳۶: ۲۹۶ حدیث ۱۲۵ نقل از فضائل ابن شاذان ص ۱۶۶)

محبت اہل بیتؑ

برقیؒ کتاب محاسن ص ۶۴ میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من احب اھل البیت و حقق حبنا فی قلبہ جری ینابیع الحکمۃ علی لسانہ و جدد الایمان فی قلبہ و جدد لہ عمل سبعین نبیا و سبعین صدیقا و سبعین شھیدا و عمل سبعین عابدا عبداللہ سبعین سنۃ

''جو کوئی ہم اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہو اور ہماری محبت کو اپنے دل میں مضبوط کرلے تو اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوجاتے ہیں اور اس کے دل میں ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور اس کے لئے ستر انبیاء، ستر صدیقوں، ستر شہیدوں اور ستر ایسے عابدوں کا عمل لکھتے ہیں جنہوں نے ستر سال خدا کی عبادت کی ہو۔''

(بحارالانوار: ۲۷/۹۰ حدیث ۴۳)

امام زمانہ کی طویل عمر کے بارے

اس دنیا میں حضرت مہدی علیہ السلام پہلی شخصیت نہیں ہیں جن کی عمر طولانی ہوئی ہو جن کی عمر زیادہ ہوئی ہے، ان کے نام تاریخ میں موجود ہیں جیسے کیومرث، جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے ایک ہزار چھ سو سال زندگی کی ہے۔ یا ذوالقرنین جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے تین ہزار سال زندگی گزاری ہے۔

طولانی عمر پانے والوں میں سے ایک وہ بھی ہے جس نے اہرام مصر کو بنایا۔ اس کے علاوہ مجمع البحرین میں نقل ہے کہ عوش نے تین ہزار چھ سو سال زندگی گزاری۔

کتاب ''اخبار الدول'' میں لقمان بن عاد جو اس لقمان کے علاوہ ہے جو حضرت داؤد کے ہم زمانہ تھے کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ صاحب نسور (یعنی گدھ والا) اور پہلے عاد اول کی قوم سے بچا ہوا تھا۔ عاد نے اسے ایک گروہ کے ساتھ حرم کی طرف بھیجا تا کہ بارش کے لئے دعا کرے۔ اس نے درخواست کی کہ زیادہ دیر تک دنیا میں باقی رہے۔ تو لقمان کی عمر ۳۵۰۰ سال ہوئی اور آدم کی اولاد میں سے سوائے اس کے اور عوج بن عناق کے کسی نے بھی اتنی عمر نہیں پائی۔

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ اس نے تین ہزار آٹھ سو سال زندگی گزاری ہے۔

اسی طرح عیسیٰ، الیاس اور خضر علیہم السلام جو خدا کے انبیاء اور اولیاء ہیں۔ یا دجال اور شیطان جو خدا کے دشمن ہیں۔ کتاب اور سنت کی نظر میں ان کا باقی رہنا ثابت اور مسلم ہے۔

صحیح مسلم میں حدیث نقل کرتے ہیں، جس میں دجال کے باقی رہنے کے متعلق صراحت پائی جاتی ہے۔ ابلیس کے باقی رہنے پر آیت کریمہ:

فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾

(سورہ حجر آیت ۳۷۔۳۸)

دلالت کرتی ہے کہ خدا نے ابلیس کو حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی حکومت کے ظاہر ہونے تک مہلت دی ہے۔ ان سب سے عمدہ استدلال ہے جس میں آیت قرآنی کے ذریعے سے حضرت عزیز کے کھانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کے مرنے کے سو سال گزرنے کے بعد جب انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا تو ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہ ہوتی تھی۔

خدا سورہ بقرہ آیت ۲۵۹ میں فرماتا ہے:

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ

''اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھو اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی۔''

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کوئی بھی کھانا اگر باہر کھلی فضا میں چند دنوں تک موجود رہے تو خراب ہو جاتا ہے۔ جبکہ حضرت عزیزؑ کا کھانا ایک سو سال گزرنے کے بعد بھی حکم خدا سے تبدیل اور خراب نہ ہوا۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان جس میں روح پائی جاتی ہے اور زندگی کے عوامل موجود ہیں اس کے باقی رہنے میں کوئی اشکال اور مضائقہ نہیں ہے اور ان لوگوں سے بھی ایک انسان لمبی عمر پا سکتا ہے جنہوں نے طولانی عمر پائی ہے۔

(یہ تمام قصہ بحار الانوار: ۱۴/۳۵۱ باب ۲۵ میں ذکر ہے)

طولانی عمر کے ممکن ہونے پر اس آیت کے ذریعے سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴿۱۴۴﴾

(سورہ صافات آیت ۱۴۳/۱۴۴)

''اگر یونس خدا کی تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں باقی رہتا۔''

اس مقام پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک انسان کا دوسرے انسانوں سے زیادہ زندگی گزارنا محال کام ہوتا تو خدا کس طرح اس محال کام کے متعلق خبر دیتا کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک باقی رہتا؟

(یہ تمام قصہ بحارالانوار: ۱۴/۳۷۹ باب ۲۶ میں ذکر ہے)

رسولؐ خدا نے فرمایا:

انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتی اهلبيتی فانهما لن يفترقا حتی يردا علی الحوض (بحارالانوار: ۲/۲۲۶ ضمن حدیث ۴)

''میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں امانت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک قرآن اور دوسری میری اہل بیتؑ اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر کے پاس میرے ساتھ ملاقات کریں گے۔''

(نویں و دسویں صدی کا ایک شافعی عالم بنام سمھودی۔ اپنی کتاب ''جواہر العقدین'' میں لکھتے ہیں کہ حدیث ثقلین سے ہمیں یہ معنی سمجھ آتا ہے کہ قیامت تک ہر زمانے میں پیغمبر اکرمؐ کے اہل بیتؑ میں سے کوئی نہ کوئی شخص ضرور موجود رہے گا جو اس لائق ہوگا کہ لوگ اس سے متوسل ہوں اور اس کی پیروی کریں)

ہم اس حدیث کے ضمن میں کہیں گے کہ پیغمبر اکرمؐ نے جو فرمایا کہ یہ دو گرانقدر چیزیں ہمیشہ اکٹھی رہیں گی اور جدا نہ ہوں گی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں اولاد پیغمبرؐ میں سے ایک معصوم امامؑ قرآن کے ساتھ ضرور ہوگا۔ لہٰذا معصوم امام زمین کے اوپر موجود ہے اور اس وقت تک زندہ ہے۔

اس کے لیے دلیل عقلی میں ہم یہ کہیں گے کہ جو دین اور آئین قیامت کے دن تک باقی رہنا چاہتا ہے ضروری اور لازمی ہے کہ اس کے ساتھ ایک محافظ بھی ہو، جو اس کی حفاظت کرے۔ خدا کے بندے جن فیوضات الٰہی کی طرف محتاج ہیں ان تک پہنچائے اور خالق و مخلوق کے درمیان فیض کا واسطہ بن سکے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی خاطر ہمیں یقین حاصل ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں حتماً ایک امام کی ضرورت ہے۔

حضرت حجت علیہ السلام نے اپنے اس خط میں جو اسحاق بن یعقوب کو بھیجا تھا یوں فرمایا ہے: رہی بات فرج اور ظہور کے

امر کی، تو یہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور جو لوگ ظہور کے لئے ایک خاص وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ رہی بات غیبت کے واقع ہونے کی علت، تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

''اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو، جن کے بارے میں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو غمگین کر دیں۔'' (سورہ مائدہ آیت ۱۰۱)

میرے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس کے بغیر رہا ہو کہ اس پر ہر زمانے کے طاغوت کی طرف سے زبردستی بیعت کا بوجھ ڈالا گیا۔

واما وجه الانتفاع بي في غيبتي فهو كالانتفاع بالشمس اذا غيبها عن الابصار السحاب واني لامان لاهل الارض كما ان النجوم امان لاهل السماء

''بہر حال میرے وجود سے فائدہ اٹھانے کی کیفیت ایسے ہے جیسے بادلوں کے پردے میں لوگ سورج سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔''

(الدرۃ الباھرہ ص ۴۸ کمال الدین ۲: ۴۸۵ الاحتجاج: ۲/ ۲۸۴، بحارالانوار: ۵۲/ ۹۲ حدیث ۷ اور ۵۳/ ۱۸۱ حدیث ۱۰)

امام کے غائب ہونے پر تبصرہ

لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنا کسی حکومت کے کاموں میں نقصان دہ نہیں ہے جیسے کہ ہم تاریخ کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا کے ایک سرے میں رہنے والے بادشاہ کی حکومت و بادشاہت دنیا کے دوسرے سرے تک جاری وساری رہتی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ چار بادشاہ ایسے گزرے ہیں جو پوری دنیا پر حکومت کرتے رہے (الاختصاص: ص ۲۵۹ ''دو من اور دو کافر اس پوری دنیا میں حکومت کرتے رہے۔ وہ مومن ذوالقرنین اور سلیمان تھے اور دو کافر نمرود اور بخت نصر تھے)۔

(۳) اس زمانے کے لوگ جو عقل و دانائی اور فکری استعداد کے اعتبار سے گزشتہ لوگوں سے زیادہ ہیں تو ضروری ہے کہ ان کا امتحان بھی گزشتہ لوگوں سے سخت تر ہو۔ جبکہ یہ ممکن نہیں، مگر یہ کہ ان کا امام ان کی نظروں سے غائب ہو۔ ایسے ہی جیسے ایک استاد اپنی کلاس کو اکیلا چھوڑ جاتا ہے اور شاگردوں کو تنہا رہنے دیتا ہے اور دور سے ان کو اس طرح چھپ کر دیکھتا ہے کہ وہ متوجہ بھی نہ ہوں، تا کہ وہ دیکھے کہ میری عدم موجودگی میں وہ کیا کرتے ہیں؟ کیا اس کی غیبت سے کام چور استفادہ کرتے ہیں یا اپنی ذمہ داری کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اگر چہ وہ غائب ہے لیکن اسے بھولتے نہیں ہیں۔

غیبت امام پر اعتراض

اعتراض اول:

اگر یہ کہا جائے کہ امام زمانہؑ ظاہر کیوں نہیں ہوتے اور دوسرے اماموں کی طرح معاملات میں مداخلت کیوں نہیں کرتے اور ان کی یہ پوشیدہ غیبت میں کیا خوبی اور خصوصیت ہے؟''

اس کا جواب یہ کہ کوئی زمانہ حجت خدا سے خالی نہیں ہے اور ہمیشہ ایک معصوم امام زمین کے اوپر موجود ہوتا ہے۔ اگر وہ غائب ہوا ہے تو کوئی وجہ ہوگی جس کے سبب اسے غائب کرنا پڑا۔ اگر چہ ہمیں اس کی علت کا علم نہ ہو اور ہم بطور کامل اس سے آ گاہ نہ ہوں۔ جیسے کہ ہم حقیقت میں نہیں جانتے کہ نقصان دہ حیوانات کو کیوں پیدا کیا اور بچوں بزرگوں اور حیوانوں کو بیماری اور مصیبت میں مبتلا کیوں کرتا ہے۔

چونکہ خداوند تبارک و تعالیٰ حکیم اور عادل ہے اور ہرگز کوئی قبیح اور برا کام انجام نہیں دیتا۔ پس ان کاموں کو اپنی حکمت کے مطابق انجام دیا ہے۔ امام عصرؑ کی غیبت کے بارے میں یقیناً کوئی علت اور خوبی ضرور موجود ہے اگر چہ ہم اس سے بطور کامل آ گاہ نہیں ہیں۔

ثانیا: حضرت کے ظہور کے موانع میں سے ایک علت ظالموں اور ستمگروں کا خوف شمار کیا گیا ہے۔ یہ ظالم اور ستمگر لوگ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں کہ حضرت معاملات میں اختیار کو ہاتھ میں لیں اور حضرت کو اپنی جان کا ڈر ہے اگر اس طرح کا عمل دخل شروع کریں۔ جب ایسا ہے تو آپ پر لازم اور ضروری نہیں ہے کہ امر امامت کے ساتھ قیام کریں۔ جب دشمن سے خوف ہے تو ضروری اور لازم یہ ہے کہ غائب ہو جائیں جیسے کہ پیغمبرؐ ایک مرتبہ شعب ابوطالب میں اور دوسری مرتبہ غار میں پوشیدہ ہوئے۔

دوسرا اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر اکرمؐ اپنا وظیفہ اور ذمہ داری کو انجام دینے اور اپنی رسالت کے پیغام کو پہنچانے کے بعد غائب ہوئے جب کہ امام کی ہر زمانے میں ضرورت اور احتیاج پائی جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ پیغمبر اکرم تھوڑی مدت کے لئے غائب ہوئے، لیکن امام علیہ السلام کی غیبت کی مدت تو صدیوں سے جاری ہے اور ابھی تک ختم نہیں ہوئی؟

اس کا جواب یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کا مکہ میں شعب ابوطالب میں چھپنا آنحضرت کی ہجرت سے پہلے تھا اور ابھی تک دین اور اس کے احکام مکمل طور پر بیان نہیں ہوئے تھے۔ دوسرے نمبر پر، اگر فرض کر لیں کہ دین اور احکام دین کے فرض سے فارغ ہو چکے تھے، لیکن امور و معاملات اور احکام کو جاری کرنے کے لئے معاشرے کو حضرت کے وجود کی ضرورت تھی۔ پس جب ضرورت کے باوجود

پیغمبر اکرمؐ کی غیبت جائز ہے تو ملامت وسرزنش کے قابل وہ لوگ ہوئے جو اس غیبت کا سبب بنے اور رہی بات غیبت کے طولانی ہونے یا جھوٹی ہونے کی تو یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور وہ کی کی خواہشات کا پابند نہیں ہے۔
(بحارالانوار:۵۱/۱۹۰)

اگر کہا جائے کہ اگر ظالموں سے خوف اور ڈر نے حضرت کو غیبت پر مجبور کیا ہے تو آپ کے آباؤ اجداد کو بھی تو آنحضرت کی مثل ظالموں اور ستمگروں سے خوف اور ڈر رہا ہے لہٰذا ان کو بھی چاہیے تھا کہ غائب ہو جاتے۔

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت کے آباؤ اجداد اپنی امامت کو ظاہر کرتے تھے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے حکمت عملی کو بطور ڈھال استعمال کرتے تھے۔ جب کہ امام عصر علیہ السلام دنیا کو علی الاعلان اپنی طرف بلائیں گے اور دشمنوں کے خلاف تلوار کے ذریعے قیام کریں گے۔ جو لوگ رعب وڈر پیدا کرتے ہیں ان کے ساتھ جہاد کریں گے۔ جو ابھی شاید خدا کو منظور نہیں۔

ظاہر نہ ہونے کی وجہ

کیونکہ ہر ایک کو اپنے حال کا پتہ ہے اور دوسرے کے متعلق اسے خبر نہیں ہے۔ جن کے لئے امام ظاہر ہوئے ہیں ان کے لحاظ سے تکلیف ساقط نہیں ہوتی۔ (تکلیف سے مراد وہ امور ہیں جن سے ہم بے خبر ہیں اور امامؑ کے پاس امانت کے طور پر موجود ہیں۔ یا نقل کرنے والوں نے ان روایات کو چھپا دیا ہے اور ہم تک نہیں پہنچی۔ لیکن ہم ان کے ساتھ مکلف ہیں کیونکہ امامؑ سے پوچھنا ضروری ہے اور ان سے نہ پوچھنے کی علت اور سبب خود ہماری طرف لوٹتا ہے اور کوتاہی ہماری طرف سے ہے۔ جسے برطرف کرنا ضروری ہے اور جس کے لئے امامؑ ظاہر نہیں ہوئے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ظاہر نہ ہونے کی علت خود ان کی طرف لوٹتی ہے اور وہ خود سبب ہیں ظاہر نہ ہونے کا۔ اگر چہ اس علت اور سبب کو تفصیل کے ساتھ نہ جانتے ہوں اور کوتاہی خود اس کی طرف سے ہے۔ اسی وجہ سے تکلیف اس سے ساقط نہیں ہوتی۔ جب وہ جان لے گا کہ امام علیہ السلام کے غائب رہنے کے باوجود تکلیف ساقط نہیں ہوتی تو وہ سمجھ جائے گا کہ حضرت کے ظاہر نہ ہونے کا سبب بھی وہ خود ہی ہے اور جب ایسا ہے تو اس کی طاقت میں ہے کہ وہ غیبت کا سبب جو اس کی طرف جاتا ہے برطرف کرے اور واجب یہ ہے کہ اسے دور کرے۔

(کشف الغمہ: ۲/۵۳۸ اور ۵۴۱)

اس گفتگو کے بعد ہم ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ آنحضرت کے دوست آپ کی غیبت میں لطف امامت یعنی امام کے وجود سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔ بلکہ امام علیہ السلام کا وجود آپ کی غیبت میں بھی آپ کے ظہر کی طرح لطف ہے اور فائدہ مند ہے، کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام تمام لوگوں کے حال سے باخبر ہیں اور ان کے کاموں پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ کوئی مجال باقی نہیں رہتی کہ ان کی غیبت کے طولانی ہونے اور ان کے خفیہ رہنے کی وجہ سے ان کا وجود مقدس باطل اور بیکار ہو جائے۔ کیونکہ یہ عجیب امر اور معاملہ ہے، اس لئے اسے قبول نہ کریں، حالانکہ کتنے ایسے امور عجیب ہیں کہ اسلام کو ماننے والے لوگ انہیں قبول کرتے ہیں اور ماننے کے

لئے تیار ہیں اور ان امور کی مثال بھی نہیں ملتی۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ جو تھے آسمان پر تشریف فرما ہیں اس واقعہ کا قرآن میں اور روایات میں تفصیلی طور پر ذکر موجود ہے اور بھی اس جیسی مثالیں ہیں۔ پس امام زمان علیہ السلام کی غیبت ان سے عجیب تر نہیں ہے۔

علاوہ ازیں اگر حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور فرج میں تاخیر اور دیر سے یہ لازم آتا ہو کہ آپ کے وجود کا انکار کریں تو پھر قیامت اور قیامت کے بعد والے تمام مراحل کا انکار لازم آئے گا، کیونکہ قیامت میں تو تاخیر اور دیر زیادہ ہے۔ حالانکہ تمام انبیاء حضرت آدم سے لے کر خاتم المرسلینؐ تک اپنی امتوں کو قیامت اور قیامت کے بعد والے مراحل کے بارے میں ڈراتے رہے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہے (آپ نے اپنی شہادت اور درمیان والی انگلیوں کو ملایا) یعنی یہ دونوں اس قدر نزدیک ہیں حالانکہ قیامت ابھی تک برپا نہیں ہوتی۔

اور اگر امر ظہور میں تاخیر اور لوگوں کی نظر میں ظہور کو بعید جان لینا اس چیز کا سبب بنے کہ ہم ظہور کا انکار کر دیں تو امر قیامت میں تاخیر اور دیر قیامت کے انکار کے لئے زیادہ مناسب ہوگی۔

اگر اس کے امکان کا اقرار کر لیں اور اسکے لئے دلیل کا مطالبہ کریں تو جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں، وہ کافی ہے کہ ہر زمانے میں واجب ہے کہ ایک ایسا معصوم امام موجود ہو، جس کی عصمت کا ہم یقین رکھتے ہوں۔ ان کے علاوہ جو کوئی بھی امامت کا دعویٰ اس کا دعویٰ باطل اور بے بنیاد ہے اور یہ چیز ہم از نظر عقل ثابت کر چکے ہیں۔

اور رہی بات دلیل نقلی کی۔ اخبار اور روایات آنحضرت کے صفات اور خصوصیات کے بارے میں پہنچی ہیں وہ حد تواتر کے ساتھ پائی جاتی ہیں اور اہل سنت کی طرف سے بھی امام عصر علیہ السلام کے بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں۔ فقط ایک جو مشہور اور معروف روایت کے ذکر کرنے پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔

رسولؐ خدا نے فرمایا:

لو لم يبق من الدنيا لا يوم واحد لطول الله ذلك اليوم حتى يخرج رجل من ولدى يواطى اسمه اسمى و كنيته كنيتى يملا الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا

"اگر دنیا کے لئے ایک دن کے سوا کوئی دن باقی نہ رہے گا تو خدا اس دن کو اتنا لمبا کرے گا تاکہ میری اولاد سے ایک مرد خروج کرے جو میرا ہمنام اور ہم کنیت ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔"

(تاریخ بغداد: ۴: ۳۸۸/۴، کنز العمال: ۷/ ۱۸۸، ذخائر العقبی ص ۱۳۶، مسند احمد: ۱ :۳۷۶، سنن ترمذی: ۲/ ۳۶، حلیۃ الاولیاء ۵/ ۷۵، فرائد السمطین: ۲/ ۳۲۵، ینابیع المودۃ ۴۸۸ اور ۴۹۰، البیان فی اخبار صاحب الزمان علیہ السلام ص ۱۲۹)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اولاد کے فضائل

وصیت بتولؑ

(۱/۶۳۴) علامہ مجلسیؒ کتاب بحارالانوار میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

جب حضرت زہراء سلام اللہ علیہا وفات پا گئیں تو امیر المومنینؑ نے ان کے چہرے سے پردہ اٹھایا، ان کے سر اقدس کے پاس ایک تحریر لکھی ہوئی پائی، جس میں لکھا ہوا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ وصیت نامہ بنت رسولؐ کا ہے۔ اس نے وصیت کی ہے۔ وہ شہادت دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں بہشت اور دوزخ برحق ہیں اور قیامت بغیر کسی شک وشبہ کے قائم ہوگی اور مردوں کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا:

يا علي! انا فاطمة بنت محمد زوجني الله منك لاكون لك في الدنيا و الآخرة انت اولى بي من غيري، حنطني و غسلني و كفني بالليل و صل علي و ادفني بالليل ولا تعلم احدا، و استودعك الله، و اقرء علي ولدي السلام الى يوم القيامة

''یا علیؑ! میں بنت محمدؐ فاطمہ ہوں خدا نے آپ کے ساتھ میری شادی کی ہے، تاکہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی بنوں، آپ ہر کسی سے میرے نزدیک قابل احترام ہیں آپ خود مجھے حنوط کریں اور رات کے وقت غسل اور کفن دیں اور مجھ پر نماز پڑھیں رات کے وقت مجھے دفن کریں، کوئی بھی اس سے آگاہ نہ ہو، آپ کو میں خدا کے حوالے کرتی ہوں میرے بچوں پر قیامت تک میرا سلام ہو۔''

(بحارالانوار: ۴۳/ ۲۱۴ ضمن حدیث ۴۴)

آل محمدؐ کون؟

(۲/۶۳۵) سید ہاشم بحرانیؒ تفسیر برہان میں ابوبصیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آل محمدؐ کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا: حضرت محمدؐ کی ذریت اور بیٹے۔ میں نے عرض کیا: آپؐ کے اہل بیت کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا:

آئمہ طاہرین جو آپؐ کے بعد آپ کے جانشین ہیں میں نے عرض کیا: آپ کی عترت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اصحاب کساء یعنی علیؑ، فاطمہؑ حسن و حسین علیہم السلام جو آپؐ کے ساتھ چادر تطہیر میں تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کی امت کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ مومنین ہیں جنہوں نے ان تمام چیزوں کا اعتراف کیا اور تصدیق کی، جو حضورؐ لے کر آئے تھے اور دو گرانقدر چیزوں یعنی جن کے متعلق رسولؐ خدا وصیت کر گئے تھے (قرآن اور اہل بیتؑ) کے ساتھ تمسک کیا۔ یعنی وہی اہل بیت جن سے خدا نے ہر طرح کی آلودگی اور پلیدی کو دور رکھا ہے اور انہیں ہر طرح سے پاک و پاکیزہ کر دیا ہے اور وہ دو رسولؐ خدا کے بعد ان کی طرف سے امت میں جانشین ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے وہ آلؑ جو (درود اور دعاؤں میں مذکور ہے، واضح ہو جاتی ہے)۔

آل محمدؑ کی طرف دیکھنا عبادت

(۶۳۶/ ۳) کتاب محاسن ص ۷۴ حدیث ۱۰۸ میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

النظر الی آل محمد عبادة

''آلؑ محمدؐ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

(بحارالانوار: ۹۶/ ۲۱۸ حدیث ۲)

اولاد رسولؐ

(۶۳۷/ ۶) ابن بابویہ کتاب امالی میں امام رضا علیہ السلام سے اور حضرت اپنے جد بزرگوار پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

النظر الی ذریتنا عبادة

''میری ذریت کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

آنحضرتؐ سے عرض کیا گیا: یا رسولؐ اللہ! کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے خاندان سے آئمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف دیکھنا عبادت ہے، یا آپ کی تمام اولاد کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

بل النظر جمیع ذریة النبی عبادة

''بلکہ نبیؐ کی تمام اولاد کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

(امالی صدوقؒ: ص ۳۶۹ حدیث ۲ مجلس ۴۹، بحارالانوار: ۹۶/ ۲۱۸ حدیث ۲)

آل محمدؐ کا معیار

کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام ۲/ ۵۰ حدیث ۹۶ میں اسی حدیث کی طرح ایک روایت ذکر ہوئی ہے جس کے آخر میں اس جملے کا اضافہ ہے۔

مالم یفارقوا منهاجه ولم یتلوا ثوابالمعاصی

''اس وقت تک کہ وہ ذریت پیغمبر اکرمؐ کے طریق کار سے علیحدہ نہ ہو اور ان کے راستے سے جدا نہ ہو اور گناہوں میں آلودہ نہ ہو۔'' (بحارالانوار: ۹۶/ ۲۱۸ حدیث ۳)

علوی سادات

(۵/ ۶۳۸) نیز اسی کتاب میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن آئے گا تو خدا اپنی تمام مخلوق کو ایک وسیع میدان میں اکٹھا کرے گا، اس قدر تاریکی اور اندھیرا ہر طرف چھا جائے گا کہ سب کے سب گریہ و نالہ کرنے لگیں گے اور خدا کے دربار میں بڑے تضرع کے ساتھ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! اس تاریکی کو ہم سے دور فرما اسی اثناء میں ایک جماعت میدان محشر میں وارد ہوگی جن کے آگے آگے نور چمک رہا ہوگا اور وہ تمام محشر کو روشن کردے گا۔ اہل محشر کہیں گے کہ حتما یہ خدا کے انبیاء ہیں جو اس طرح نور افشانی کررہے ہیں خدا کی طرف سے آواز آئے گی یہ انبیاء نہیں ہیں۔ اہل محشر کہیں گے پھر یہ فرشتے ہوں گے۔ دوبارہ خدا کی طرف سے آواز آئے گی یہ فرشتے بھی نہیں ہیں۔ اہل محشر کہیں گے یہ شہداء بھی ہیں ایک بار پھر آواز آئے گی کہ یہ شہداء نہیں ہیں اہل محشر سوال کریں گے پھر یہ کون ہیں؟ ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ تم خود ان سے پوچھو؟ اہل محشر ان سے سوال کریں گے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے۔

نحن العلویون، نحن ذریة محمد رسول الله نحن اولاد علی ولی الله نحن المخصوصون بکرامة الله نحن الامنون المطمئنون

''ہم وہ ہیں جن کا سلسلہ نسب علی امیر المومنینؑ کے ساتھ جا کر ملتا ہے ہم رسولؐ خدا محمدؐ کی نسل سے ہیں۔ ہم علی ولی اللہ کی اولاد سے ہیں۔ خدا نے ہمیں اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ ہم عذاب الٰہی سے محفوظ اور رحمت خدا سے مطمئن ہیں۔''

اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی کہ اپنے دوستوں، ارادات مندوں اور پیروکاروں کے بارے میں شفاعت کریں۔ جب وہ شفاعت کریں گے تو خدا ان کی شفاعت کو قبول کرلے گا۔''

(امالی صدوق ص ۳۵۸ حدیث ۱۹ مجلس ۴۷، بحارالانوار: ۱۰۰/۷ حدیث ۴)

(۶/۶۳۹) ان آیات مبارکہ میں سے جوآل پیغمبرؐ کی فضیلت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ایک یہ آیت ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

''ہم نے اپنے بندوں میں سے جن کو چن لیا تھا ان کو کتاب کا وارث بنایا۔''

معلوم ہے کہ اس سے مراد پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔اس کے بعد فرماتا ہے:

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ

''اولاد پیغمبرؐ میں سے کچھ نے اپنے اوپر ظلم کیا''

اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے امام وقت کو کما حقہ نہ پہچانا، یا وہ مراد ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں اور اس مطلب کے متعلق روایت وارد ہوئی ہے۔

(بحارالانوار: ۲۳/ ۲۱۴ حدیث ۳۔۴)

اس کے بعد خدا فرماتا ہے:

وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

''اور ان میں سے کچھ نے راہ اعتدال کو طے کیا۔''

یعنی انہوں نے اپنے امام وقت کو پہچانا۔

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

''اور ان میں سے بعض حکم خدا کے ذریعے نیکیوں کی طرف سبقت لے گئے۔''

اس سے مراد خود امام ہیں:

اور اس آیت کے آخر میں فرماتا ہے:

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

(سورہ فاطر آیت ۳۲۔۳۳)

''اور یہ خدا کا بہت بڑا فضل ہے اور یہ سب بہشت بریں میں داخل ہوں گے۔''

صاحب کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام حضرت رضاؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا تبارک وتعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کے ذریعے سے پیغمبر اکرمؐ کی عترت طاہرہ کا ارادہ کیا ہے۔اگر اس سے مراد تمام امت ہوتی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تمام امت جنت میں جائے، کیونکہ خدا نے جب ان کو تین گروہوں میں تقسیم کیا تو آخر میں ان سب کو جمع کیا ہے اور فرمایا ہے:

جنات عدن یدخلونہا

''بہشت بریں میں وہ سب داخل ہوں گے۔''

(عیون اخبار الرضاؑ ص ۱۲۶، بحار الانوار: ۲۵/۲۲۰ حدیث ۲۰ اور ۹ ۴ ۳ ۴ ۷ ۱ احدیث ۱۱)

امام عسکریؑ اور امام صادقؑ سے روایت ہوئی ہے کہ فرمایا:

ان فاطمة علیها السلام لعظمتها علی الله حرم ذریتها علی النار

''خدا تعالیٰ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حرمت کی خاطر ان کی ذریت پر آگ حرام کر دی ہے۔''

اور آیت مبارکہ:

ثم اورثنا الکتاب

''ان کی شان میں نازل ہوئی ہے۔''

(الخرائج: ۱/۲۸۱ حدیث ۱۳، کشف الغمہ: ۲/۱۴۴، بحار الانوار: ۴۶/۱۸۵ حدیث ۵۱)

طبرسیؒ مجمع البیان میں پیغمبر اکرمؐ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اما السابق فیدخل الجنة بغیر حساب، و اما المقتصد فیحاسب حسابا یسیرا و اما الظالم لنفسه فیحبس فی المقام یدخل الجنة

''بہرحال سبقت کرنے والے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور جنہوں نے راہ اعتدال اختیار کیا ان کا آسان حساب ہوگا اور جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا وہ ایک مدت تک وہاں قید رہیں گے۔ پھر ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔''

اور یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوتے وقت کہیں گے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ (سورہ فاطر آیت ۳۴)

''تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم و اندوہ کو دور کیا۔''

اولاد فاطمہؑ

(۷/۶۴۰) عیاشیؒ اپنی کتاب تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا گیا:

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ

(سورہ نساء آیت ۱۵۹)

''اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ مرنے سے پہلے وہ اس پر ایمان لے آئے گا۔''

حضرت نے جواب میں فرمایا:

هذه نزلت فينا خاصة انه ليس رجل من ولد فاطمة يموت، ولا يخرج من الدنيا حتى يقر للامام بامامته كما اقر ولد يعقوب ليوسف

''یہ آیت فقط ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بیشک اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا میں سے کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ وہ امامؑ کے ساتھ اعتراف اور اقرار کرے گا۔ جیسے کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد نے اپنی غلطی کے بعد حضرت یوسفؑ کی فضیلت کا اقرار کیا۔''

اور انہوں نے کہا:

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ (سورہ یوسف آیت ۹۱)

''خدا کی قسم یقینی طور پر خدا نے تمہیں ہم پر فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔''

(تفسیر عیاشی: ۱/ ۲۸۳ حدیث ۳۰۰، بحار الانوار: ۷/ ۱۹۵ حدیث ۴۳ اور ۱۲/ ۳۱۵ حدیث ۱۳۳ اور ۴۶، تفسیر برہان: ۱/ ۴۲۶ حدیث ۳)

اولاد رسولؐ پر احسان

(۸/۶۴۱) کتاب اثنا عشریات اور علامہ حلی کتاب قوائد میں اپنے بیٹے کو وصیت میں کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب قیامت برپا ہوگی تو میدان محشر میں آواز بلند ہوگی کہ اے لوگو! خاموش ہو جاؤ۔ محمدؐ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ تمام مخلوق چپ ہو جائے گی، اس وقت پیغمبر اکرمؐ اٹھیں گے اور ان سے فرمائیں گے:

يا معشر الخلائق: من كانت له عندي يد او منة او معروف فليقم حتى اكافيه

''اے لوگو! تم میں سے جو بھی کوئی مجھ پر حق رکھتا ہے یا اس نے میرے اوپر کوئی احسان کیا ہے یا میرے ساتھ کوئی بھلائی کی ہے تو وہ اٹھے اور اس کا بدلہ مجھ سے لے لے۔''

سب کے سب عرض کریں گے ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہم نے آپ پر کون سا احسان کیا ہے اور ہم آپ پر کون سا حق رکھتے ہیں۔ تمام کی تمام نیکیاں اور بھلائیاں اور احسانات ہم پر خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہیں۔ اس وقت رسولؐ خدا فرمائیں گے۔

بلى من آوى احدا من اهل بيتي او برهم او كساهم من عرى او شبع جاتعهم

فلیقم حتی اکافیه

''جس کسی نے میرے اہل بیتؑ میں سے کسی کو پناہ دی ہو یا ان کے ساتھ اچھا سلوک اور احسان کیا ہو یا بے لباس کو لباس پہنایا ہو، یا ان میں سے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا ہو تو وہ اٹھے اور مجھ سے اس کا بدلہ اور اجر طلب کرے۔''

ایک گروہ اٹھے گا جسے یہ توفیق حاصل ہوئی ہوگی۔ اس وقت خدا کی طرف سے آواز آئے گی۔ اے محمدؐ! اے میرے حبیب! میں نے ان کا اجر اور ثواب تمہارے اختیار میں دیا۔ ان کو جنت میں وہاں داخل کرو جہاں تیرا اپنا مقام ہے۔

رسولؐ خدا ان کو مقام وسیلہ میں جگہ عطا کریں گے۔ کیونکہ وہ جگہ پیغمبرؐ اور اہل بیت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وعلیہم کے لئے ہے۔ (وسیلہ کی تفسیر دوسرے حصے میں گزر چکی ہے)۔

(من لایحضر الفقیہ: ۲/ ۶۵ حدیث ۱۷۲۷، وسایل الشیعہ: ۱۱/ ۵۵۶ حدیث ۳، ارشاد القلوب ۲/ ۳۵۳)

سادات پر احسان نہ جتلاؤ

(۹/۶۴۲) طبریؒ کتاب بشارۃ المصطفیٰ ص ۶ سطر ۵ میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

تا تدعوا صلة آل محمد من اموالکم من کان عنیا فعلی قدر غناه ومن کان فقیرا فعلی قدر فقره. ومن اراد ان یقضی الله اهم احوائج الیه فلیصل آل محمد و شیعتهم باحوج مایکون الیه من ماله

(بحار الانوار: ۹۶/ ۲۱۶ حدیث ۶، المستدرک ۷: ۲۵۴ حدیث ۲)

''آل محمدؐ پر احسان کرنے کو ترک نہ کرنا۔ ہر کوئی اپنی قدرت کے مطابق یعنی اگر کوئی امیر ہے تو اس کے مطابق اگر کوئی فقیر ہے تو اس کے مطابق عطا اور احسان کرے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی اہم ضروریات کو پورا کرے تو اسے چاہیے کہ آل محمد علیہم السلام اور ان کے شیعوں پر احسان کرے۔ اگر چہ خود بھی اسے اس کی ضرورت اور احتیاج ہو۔''

رسولؐ مقام محمود پر

(۱۰/۶۴۳) شیخ صدوقؒ امالی ص ۳۰۸ حدیث ۳ مجلس ۴۹ میں امام صادق علیہ السلام سے اور آپ اپنے آباؤ اجداد سے اور وہ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا قمت المقام المحمود تشفعت فی اصحاب الکبائر من امتی، فیشفعنی الله فیهم، والله لا تشفعت فیمن آذی ذریتی

''جب میں مقام محمود (وہ مقام جو خدا نے آپؐ کے لئے جنت میں مقرر فرمایا ہے) پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے ان گناہ گاروں کے بارے میں شفاعت کروں گا جنہوں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہوگا اور خدا ان کے بارے میں میری شفاعت کو قبول فرمالے گا۔ خدا کی قسم میں ان کے بارے میں ہرگز شفاعت نہیں کروں گا جنہوں نے میری ذریت اور اولاد کو اذیت پہنچائی ہوگی۔''

(بحارالانوار:۸/۳۸ حدیث ۱۲ اور ۹۶/۲۱۸ حدیث ۴)

شناخت نسب

(۶۴۴/۱۱) علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حضرت عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ کا بچہ فوت ہوگیا تھا اور وہ گھر سے باہر آ گئی تھی۔ کسی بزرگ صحابی نے بی بی کو باہر دیکھا اور کہا: اپنے گوشوارے ڈھانپ لو اور جان لو کہ رسولؐ خدا کے ساتھ رشتہ داری تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ حضرت صفیہ نے بڑے سخت لہجے میں فرمایا: کیا تو نے میرے گوشوارے کو دیکھا ہے؟ پھر رسول خداؐ کی خدمت میں گئیں۔ درحالانکہ ان کے آنسو جاری تھے اور واقعہ بیان کیا: رسول خداؐ باہر آئے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا، جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے فرمایا:

مابال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع، لوقربت المقام المحمود لشفعت فی احوجکم

''کیا ہوگیا ہے کہ ایک گروہ خیال کرتا ہے کہ میری رشتہ داری کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی؟ اگر میں مقام محمود پر گیا تو تم میں سے محتاج ترین شخص کی شفاعت کروں گا۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا: آج کوئی بھی مجھ سے جو کچھ پوچھے گا مگر یہ کہ میں اس کے بارے میں اسے خبر دوں گا ایک شخص اٹھا اور عرض کی، میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ وہ نہیں ہے جس کی طرف تیری نسبت دی گئی ہے، بلکہ تیرا باپ تو فلاں شخص ہے۔ ایک اور اٹھا اور عرض کی، یارسولؐ اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ وہی ہے جس کی طرف تیری نسبت دی گئی ہے۔ پھر رسول خداؐ نے فرمایا: جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت و رشتہ داری فائدہ نہیں دے گی وہ مجھ سے اپنے باپ کے متعلق سوال کیوں نہیں کرتے؟ وہ شخص اٹھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں خدا اور اس کے رسولؐ کے خشم و غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ مجھے معاف کردیں اور بخش دیں خدا آپ کو معاف فرمائے۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (سورہ مائدہ آیت ۱۰۱)

''اے ایمان والو ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر ان کا تمہیں پتہ چل جائے تو غمگین ہو جاؤ۔''

(تفسیر قمی: ۱/ ۱۸۸، بحار الانوار: ۹۶/ ۲۱۹ حدیث ۹، تفسیر برہان: ۱/ ۵۰۶ حدیث ۱)

سادات کا انوکھا حساب

(۶۴۵/ ۱۲) شیخ صدوقؒ عیون اخبار الرضا علیہ السلام ۲/ ۲۳۲ میں امام رضاؑ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس میں حضرت نے زید بن موسیٰ کے ساتھ دوسروں پر اپنی فضیلت کی دلیل پیش کی ہے۔ اس حدیث میں حضرت رضاؑ نے زید بن موسیٰ سے فرمایا: تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا تھا:

لمحسننا كفلان من الاجر و المسيئنا فعفان من العذاب

''جس کا نسب ہمارے ساتھ ملتا ہے اگر وہ نیکی کرے گا تو اسے دوگنا اجر دیا جائے گا اور اگر برا کام کرے گا تو اسے دوگناہ عذاب ملے گا۔''

(بحار الانوار: ۴۹/ ۲۱۸ حدیث ۱۳ اور ۹۶/ ۲۲۱ حدیث ۱۴، مسند الرضا علیہ السلام: ۱/ ۱۳۸ حدیث ۱۷۴)

اولاد رسولؐ پر احسان

(۶۴۶/ ۱۳) شیخ طوسیؒ امالی میں ۳۵۵ حدیث ۷۶ مجلس ۱۲ میں امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

ايما رجل صنع الى رجل من ولدى صنيعة فلم يكافئه عليها فانا الكافى له عليها

''جو کوئی میری اولاد میں سے کسی مرد کے ساتھ احسان کرے، اور وہ اس احسان کو پورا نہ کرے تو میں اس کا اجر اسے دوں گا اور احسان کو پورا کروں گا۔''

(بحار الانوار: ۹۶/ ۲۲۵ حدیث ۲۳، وسائل الشیعہ: ۱۱/ ۵۵۷ حدیث ۵)

احسان کا بدلہ احسان

(۶۴۷/ ۱۴) ابن جوزی تذکرۃ الخواص ص ۳۶۷ میں عبداللہ بن مبارک سے ایک قصہ نقل کرتے ہیں کہ وہ اکثر خدا کے گھر کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا اور ایک سال وہ سفر حج کے لئے آمادہ ہوا، اس نے کچھ پیسے جمع کئے، تا کہ ضروری سفر کی چیزیں تیار کرے۔ راستے میں ایک سیدزادی کو دیکھا، جو بڑی تنگ دست تھی اس حد تک کہ حالت مجبوری تک پہنچ گئی تھی۔ عبداللہ نے اس پر احسان کیا اور اپنی جمع شدہ رقم اسے بخش دی اور حج پر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب حاجی حج کر کے واپس آئے تو حاجیوں نے عبداللہ کے ساتھ

ملاقات کرتے وقت کہا عبداللہ! خدا تیرے حج کو قبول کرے۔ تجھے یاد ہے کہ ہم فلاں جگہ پر تجھے ملے تھے۔ عبداللہ نے ان کی گفتگو سن کر بڑا تعجب کیا اور اس فکر میں پڑ گیا کہ یہ کیا راز ہے؟ رات کو خواب میں رسول خدا کو دیکھا کہ آنحضرت نے فرمایا:

انك اغثت ملهوفة من ولدي فسالت الله تعالى ان يخلق على صورتك ملكا يحج عنك كل يوم الى يوم القيامة

''عبداللہ تعجب نہ کرو! تو نے میری اولاد میں سے ایک مجبور اور تنگ دست خاتون پر احسان کیا تھا، میں نے اس کے بدلے میں خدا سے تیرے لیے دعا کی کہ خدایا! اس کی شکل میں ایک فرشتہ پیدا کر، جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج بجالاتا رہے۔''

(بحارالانوار:۹۶/ ۲۳۴ حدیث ۳۴، ینابیع المودۃ ص ۳۸۹، غوالی اللئالی: ص ۴۴۹)

اونٹنی کا دودھ

(۱۵/۶۴۸) شیخ صدوقؒ معانی الاخبار ص ۳۷ حدیث ۳۹ میں ابوسعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ

میں ایک جماعت کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، زید اور ان کے ساتھ خروج کرنے والوں کے بارے میں بات چلی، حاضرین میں سے ایک شخص نے کوئی نامناسب بات کرنا چاہی تو امام صادقؑ نے اسے زور سے آواز دے کر فرمایا:

مهلا ليس لكم ان تدخلوا فيما بيننا الا بسبيل خير، انه لم تمت نفس منا الا و تدركه السعادة قبل ان تخرج نفسه ولو بفواق ناقة

''آرام سے رہو! آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرو، مگر یہ کہ خیر وخوبی ہو۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ سعادت اور خوش بختی اسے حاصل ہو جائے گی اگرچہ ایک اونٹنی کا دودھ دھونے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔''

(بحارالانوار:۴۶/ ۱۷۸ حدیث ۳۶)

رسولؐ اور امام رضاؑ کی کھجوریں

(۱۶/۶۴۹) ابن شہرآشوبؒ کتاب مناقب ص ۴: ۳۴۲ میں محمد بن کعب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں حجفہ میں سویا ہوا تھا، عالم رویا میں رسول خدا کو خواب میں دیکھا، میں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے فلاں، جو اچھا سلوک تو نے میری اولاد کے ساتھ کیا ہے اس کے ذریعے سے تو نے مجھے خوش حال کر دیا ہے۔ میں نے عرض

کیا: اگر میں ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کروں تو کن کے ساتھ کروں؟ رسول خداؐ نے فرمایا: مطمئن رہو۔ قیامت کے دن میری طرف سے تجھے تیرے کام کا اجر ضرور ملے گا۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے سامنے ایک طشت پڑا ہے جس میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں ہیں۔ جب میں نے آپؐ سے کھجوریں مانیں تو حضرتؐ نے ایک مشت بھر کر مجھے عطا فرمائیں، جو تعداد میں اٹھارہ تھیں۔ میں نے اپنے خواب کی تفسیر یہ نکالی کہ یقینا میں اٹھارہ سال اور زندگی گزاروں گا۔ اس واقعہ کو گزرے کافی وقت گزر چکا تھا اور میں اسے بھول چکا تھا، ایک دن میں نے اسی جگہ دیکھا کہ بڑا رش ہے اور لوگ جمع ہیں۔ میں نے ان سے سوال کیا: کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا: علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ میں حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور کیا دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا ہے جس میں اسی قسم کی اعلیٰ صیحانی کھجوریں ہیں ان کھجوروں سے کچھ مجھے عطا فرمائیں جن کی تعداد بھی اٹھارہ تھی۔ میں نے عرض کیا: مولا! مجھے کچھ اور دیں آپ نے فرمایا:

لوزادك جدی رسول الله نزدناك

''اگر میرے جد بزرگوار تجھے زیادہ دیتے تو میں بھی تجھے اور عطا کرتا۔''

(بحارالانوار: ۴۹/ ۱۱۸ حدیث ۵، بشارۃ المصطفیٰ: ص ۲۴۹)

مولف فرماتے ہیں اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سادات اور اولاد رسولؐ کے ساتھ احسان سے آنحضرتؐ خوش ہوتے ہیں۔

مجوسی حوض کوثر پر

(۱۷/۶۵۰) حکایت کی گئی ہے کہ ایک علوی سادات خاتون اپنی چار بیٹیوں کے ساتھ اس وقت شہر قم سے نکل کر شہر بلخ میں پہنچی، جب قم میں بڑی سخت جنگ واقع ہوئی تھی۔ اس وقت سردی کا موسم تھا اور ہوا بڑی ٹھنڈی تھی۔ یہ سیدزادیاں بے سہارا تھیں، اس شہر کے ایک بزرگ شخص کے گھر کے دروازے پر جا پہنچیں، جو ایمان اور نیکی میں مشہور تھا۔ انہوں نے اس بزرگ کو اپنے حال سے باخبر کیا، اس نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ تو علویہ اور سیدزادی بھی ہے یا کہ نہیں؟ کوئی گواہ اپنے ساتھ لاؤ جو بتائے کہ تو سیدزادی ہے۔ وہ سیدزادی اس کے دروازے سے روتی ہوئی پلٹ گئی، اتفاق سے وہاں ایک مجوسی موجود تھا، جب اس نے اس بے سہارا عورت کو دیکھا اور اس شخص کے طرز عمل کا مشاہدہ کیا تو اس کا دل پسیج گیا۔ فوراً اس کے پیچھے گیا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گیا اور اس کی ضروریات کی تمام چیزیں اسے لا کر دیں۔ مجوسی نے اس رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ حوض کوثر کے پاس امیر المومنینؑ کو دیکھا جو اپنے دوستوں کو آپ پانی پلا رہے ہیں۔ اس مجوسی نے آنحضرت سے پانی مانگا۔ آپ نے فرمایا: تو ہمارے دین کا معتقد نہیں ہے۔ تجھے کیسے پانی دیا جائے؟ رسول خداؐ وہاں موجود تھے۔ آپؐ نے علیؑ سے فرمایا:

یا علی اسقه ان له علیك یدا قد آوی ابنتك فلانة و بناتها

''اے علیؑ! اسے پانی پلاؤ کیونکہ اس کا تجھ پر حق ہے۔اس نے تیری فلاں بیٹی اور اس کے بچوں کے ساتھ احسان کیا ہے۔''

اس کے بعد امیر المومنینؑ نے اسے آب کوثر عطا فرمایا۔

(بحارالانوار:۹۶/ ۲۲۵ حدیث ۲۶،حوالی اللئالی ص:۴۵۱،دارالسلام ۲/ ۱۹۱)

خمس کے فوائد

(۱۸/۶۵۱) حکایت کی گئی ہے کہ ایک شخص سادات کی مدد کیا کرتا تھا وہ اسے امیر المومنین کے حساب میں لکھ لیتا تھا۔اتفاق سے اس کے پاس سے سرمایہ ختم ہو گیا اور وہ فقیر ہو گیا۔حتی کہ لوگوں کا مقروض بن گیا،ایک رات عالم رویا میں حضرت امیر المومنین کو خواب میں دیکھا،آپ نے ایک تھیلی جس میں ہزار دینار تھے اس شخص کو دی اور فرمایا:

ان ھذا حقك فخذہ فلا تمنع من جاءك من ولدی یطلب شیئا فانه لا فقر علیك بعد ھذا

''اسے پکڑ لو! یہ تیرا حق ہے اس کے بعد میری اولاد میں سے جو بھی کوئی تجھ سے طلب کرے تو اسے خالی مت جانے دو۔اب تو کبھی فقیر نہ ہوگا۔''(فضائل ابن شاذان:ص ۹۵،بحارالانوار:۴۲/۷ حدیث ۸)

مؤلف فرماتے ہیں: اہل سنت کے علماء میں سے ایک عالم کہتا ہے: میرے نزدیک اولاد فاطمہؑ اس طرح عزیز اور قابل احترام ہیں جس طرح قرآن۔اولاد فاطمہ میں سے صالح اور نیک لوگ آیات محکمات کا حکم رکھتے ہیں کہ جن کے ساتھ ہم عمل کرتے ہیں اور ان کی ہم اقتداء کرتے ہیں۔اولاد فاطمہؑ میں سے جو صالح نہیں ہیں ان کا حکم آیات منسوخہ کی طرح ہے کہ قابل احترام ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا اور ان غیر صالح سادات کی اقتداء نہیں کی جاتی۔

آل محمد علیہم السلام کے دوستوں اور شیعوں کے فضائل

(۱/۶۵۲) شیخ مفیدؒ اور شیخ طوسی اپنی امالی میں عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں اور ابن عمر، پیغمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضرت علیؑ آپؐ کے پاس پہلے سے موجود تھے۔ اچانک رسولؐ خدا نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿ؕ۶۲﴾ (سورہ نمل، آیت ۶۲)

''کیا کوئی ہے جو مجبور کی دعا کو سنے جب وہ دعا کرتا ہے اور اس کی ناراضی کو دور کرے اور تمہیں زمین کے اوپر اپنا جانشین قرار دے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی خدا ہے؟ اس حقیقت سے کم ہی لوگ آگاہ ہیں۔''

راوی کہتا ہے: اس آیت کو سن کر امیر المومنینؑ اس طرح لرزنے لگے جس طرح چڑیا لرزتی ہے اور اضطراب و پریشانی میں مبتلا ہوتی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یا علی! آپ کو کیا ہوا؟ کیوں اتنے بے تاب اور بے سکون ہو؟ امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: میں کس طرح بے تاب نہ ہوں جب کہ خدا کا فرمان یہ ہے کہ وہ زمین کے اوپر خلافت ہمیں عطا کرے گا؟ رسول خداؐ نے فرمایا:

لا تجزع واللہ لا یحبك الا مومن ولا یبغضك الا منافق

''بے تاب نہ ہو! اللہ کی قسم! سوائے مومن کے تجھے کوئی دوست نہیں رکھے گا اور سوائے منافق کے تجھے کوئی دشمن نہیں رکھے گا۔''

(امالی مفید ص ۳۰۷ حدیث ۵، امالی طوسی ص ۷۷ حدیث ۲۱ مجلس ۳، بحار الانوار ۴۱/۱۴ ۱۳ حدیث ۱۲، بشارۃ المصطفیٰ ص ۱۰)

(۲/۶۵۳) شیخ صدوقؒ کتاب خصال ۲:۶۲۹ میں حدیث اربعماۃ کے ضمن میں حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من احبنا بقلبه و اعاننا بلسانه و قاتل معنا اعداءنا بيده فهو معنا في الجنة في

درجتنا، و من احبنا بقلبه و اعاتنا بلسانه و لم يقاتل معنا اعداؤ نا فهو اسفل من ذلك بدرجة ومن احبنا بقلبه و لم يعنا بلسانه ولا بيده فهو فى الجنة

''جوکوئی ہمیں اپنے دل سے دوست رکھے، زبان کے ساتھ مدد کرے، اور ہمارے ساتھ مل کر ہمارے دشمنوں سے جنگ کرے تو وہ قیامت کے دن جنت میں ہمارے درجہ میں ہوگا۔ وہ جو اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرے، اپنی زبان کے ساتھ مدد کرے لیکن ہمارے ساتھ مل کر ہمارے دشمنوں سے جنگ نہ کرے، وہ اس سے ایک درجہ نیچے ہوگا اور جوکوئی ہمیں دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان اور ہاتھ کے ساتھ ہماری مدد نہ کرے تو اس کا مقام بہشت میں ہے اور جوکوئی اپنے دل کے ساتھ ہمیں دشمن رکھے اپنے ہاتھ اور زبان کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائے تو وہ ہمارے دوسرے دشمنوں کے ساتھ جہنم میں ہوگا اور جو کوئی اپنے دل سے ہمارے ساتھ دشمنی کرے اور اپنی زبان کے ساتھ ہمیں نقصان پہنچائے تو وہ بھی جہنم میں ہوگا اور وہ جو اپنے دل سے ہمیں دشمن رکھتا ہو، لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کے ساتھ نقصان نہ پہنچائے، اس کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے۔''

(بحارالانوار:۱۰/۱۰۷سطر ۱۱)

اس حدیث کے ایک حصے میں فرماتے ہیں:

انا يعسوب المومنين و المال يعسوب الظلمة والله الا يحبنى الا مومن و لا يبغضى الا منافق

''میں مومنوں کا امیر اور سہارا ہوں، مال ظالم اور ستمگروں کا سہارا ہے، اللہ کی قسم، مجھے صرف مومن دوست رکھے گا اور مجھ سے صرف منافق دشمنی کرے گا۔'' (بحارالانوار:۲۸/۸۸ حدیث۳۹)

تم جنت میں ہو

(۵/٦٥٦) برقیؒ کتاب محاسن ص ۱۲۲ حدیث ۱۰۵ میں موسیٰ بن بکر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ ہم کچھ لوگ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے، مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے خدا سے جنت کی درخواست کی۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تم اس وقت جنت میں ہو۔ خدا سے دعا کرو کہ وہ تجھے جنت سے خارج نہ کرے، مجلس میں حاضر لوگوں نے عرض کیا: آپ

پر قربان جائیں، ہم اس وقت تو دنیا میں ہیں۔ پس جنت میں کس طرح ہیں؟ آپ نے فرمایا:

الستم تقرون بأمامتنا؟

''کیا تم ہماری امامت کا اقرار نہیں کرتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا: ہم اقرار کرتے ہیں۔''

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

هذا معنی الجنة الذی من اقربه کان فی الجنة فاسالوا الله ان لا یسلبکم

''یہی ہے جنت کا معنی، جس نے بھی اس کا اقرار کیا وہ بہشت میں ہوگا، پس خدا سے سوال کرو کہ وہ اس نعمت کو تم سے سلب نہ کرے۔'' (بحارالانوار: ۶۸/ ۱۰۲ حدیث ۱۱)

چشمہ ظہور

(۶/۶۵۷) طبریؒ بشارۃ المصطفیٰ ص ۵۰ میں ہمام سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں نے کعب الاخبار سے کہا کہ تو علی ابن ابی طالب کے شیعوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: اے ہمام! میں نے خدا کی نازل شدہ کتاب میں ان کے اوصاف اس طرح پائے ہیں کہ یہ لوگ خدا کا گروہ ہیں، اس کے دین کے مددگار اور اس کے ولی کے پیروکار ہیں اور یہ خدا کے بندوں کے درمیان خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں۔ یہ پاک نسل سے ہیں جن کو خدا نے اپنے دین اور بہشت بریں کے لئے پیدا کیا ہے۔

جنت میں ان کا مقام جنت الفردوس ہے۔ جنت میں یہ لوگ موتیوں کے بنے ہوئے خیموں اور مروارید سے تیار کئے ہوئے کمروں میں ہوں گے۔ یہ لوگ پاک لوگوں کی صف میں اور بارگاہ الٰہی میں مقرب ہیں اور یہی لوگ بہشت کے خالص، صاف اور خوش مزہ شربت پئیں گے اور وہ شربت ایسے چشمے سے ہوگا جس کا نام تسنیم ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس سے نہ پئیے گا۔ خدا تعالیٰ نے وہ چشمہ حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہ اور ان کے عالی مقام شوہر علی ابن ابی طالب علیہم السلام کو عطا کیا ہے۔ اس چشمے کی اصل اور جڑ پانی کے خزانے کے نیچے سے نکلتی ہے۔ ٹھنڈک میں کافور کی طرح اور ذائقہ زنجبیل جیسا ہے۔ اس کی خوشبو مشک کی مانند ہے۔ پھر وہ چشمہ جاری ہوتا ہے۔ ہمارے شیعہ اور دوست اس سے پیتے ہیں۔ بے شک اس کے گنبد کے لئے چار ستون اور رکن ہیں۔ اس کا ایک پایہ سفید مروارید سے ہے جس کے نیچے اہل بہشت کے لئے چشمہ بہتا ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ اس کا دوسرا ستون زرد رنگ کے در سے ہے۔ جس کے نیچے چشمہ طہور بہتا ہے جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ (سورہ انسان آیت ۲۱)

''ان کا پروردگار انہیں چشمہ طہور سے پلائے گا۔''

اس کا ایک اور ستون سبز رنگ کے زمرد سے ہے جس کے نیچے شراب اور شہد کے دو چشمے بہتے ہیں، ان چشموں میں سے ہر ایک چشمہ بہشت کے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ سوائے تسنیم کے جو علیین اور بہشت کی اوپر کی طرف بہتا ہے۔ بہشتکے خاص اور منتخب بندے اس سے پئیں گے۔ امیر المومنینؑ کے شیعہ اور دوست ہیں اور یہ بات وہی ہے جو خدا وحدہ لاشریک نے اپنی کتاب میں فرمائی ہے:

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (سورہ مطففین آیت نمبر ۲۵ تا ۲۸)

''ان کو بہشت کا خوش مزہ شربت پلائیں گے جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔ اس کے نیچے آخر میں مشک ہوگا، اور اس طرح کی نعمت میں سبقت کرنے والے سبقت کریں گے اور یہ خوش مزہ شربت تسنیم سے ملا ہوا ہے، جس سے خدا کے مقرب بندے پئیں گے پس مبارک ہو ان کو اس طرح کا خوش مزہ شربت اور اس طرح کی بلند و عظیم نعمت۔''

اس کے بعد کعب نے کہا: خدا کی قسم اہل بیت پیغمبر علیہم السلام کو ان کے علاوہ کوئی دوست نہیں رکھتا جن کے ساتھ خدا نے عہد و پیمان لیا ہے۔''

اہلسنت محمد بن ابی القاسم کہتا ہے کہ شیعہ حضرات کو چاہیے کہ اس حدیث کو سونے کے پانی کے ساتھ لکھیں اور اس کی حفاظت کریں اور جو چیز ان درجات عالیہ اور بڑی سعادت تک پہنچنے کا سبب بنتی ہے اس پر عمل کریں۔ خاص طور پر اس روایت کو اہل سنت نے نقل کیا ہے اور یہ کہنا جبا ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداد

''فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔''

اس سے بڑھ کر واضح اور روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے آئمہ کے ارشادات پر عمل کر سکیں۔

(بحارالانوار: ۶۸/ ۱۲۸ حدیث ۵۹)

اوصاف الشیعہ

(۷/۶۵۸) کراجکیؒ کنز الفوائد ۱/ ۸۷ میں امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے غلام نوف سے فرمایا: اے نوف

کیا صرف دیکھ رہے ہو یا بیدار ہو؟

اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! میں بیدار ہوں اور آنکھیں آپ کی طرف لگائے ہوئے ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میرے شیعہ کون ہیں اور ان کے صفات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا: میرے شیعہ وہ ہیں جن کے لب خشک اور پیٹ کمر کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ خدا کی معرفت اور خوف پروردگار ان کے چہروں میں نمایاں ہوتا ہے۔ رات کو ایک گوشے میں عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں، دن کے وقت شیر کی طرح چوکس و ہوشیار ہوتے ہیں جب رات کی تاریکی ہر طرف کو گھیر لیتی ہے تو وہ عبادت کے لئے کمر ہمت باندھ لیتے ہیں، کبھی پاؤں پر کھڑے قیام میں رہتے ہیں اور کبھی عظمت پروردگار کے سامنے زمین پر سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ ان کے رخساروں پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں ہیں اور نالہ وگریہ کے ساتھ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے عذاب سے رہائی عطا فرما۔ دین کے وقت وہ عالم، بردبار، حوصلہ مند، قابل احترام، خوش اخلاق، نیکوکار اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔

اے نوف! ہمارے شیعہ وہ ہیں زمین جن کا بچھونا اور پانی ان کی لذیذ ترین غذا ہے۔ ہر وقت قرآن کے ساتھ رہتے ہیں۔ اگر کسی جماعت میں جائیں تو وہ ان کو پہچانتے نہیں ہیں اور اگر غائب ہوں اور نظر نہ آئیں تو ان کی تلاش میں نہیں جاتے۔

شیعتی من لم یھر ھریر الکلب و لا یطمع طمع الغرب ولم یسال الناس ولو مات جوعا

''میرے شیعہ وہ ہیں جو کتوں کی طرح آوازیں نہیں نکالتے۔ کوے کی طرح حریص اور لالچی نہیں ہوتے اور لوگوں سے مانگتے نہیں ہیں اگرچہ بھوکے مر جائیں۔''

اگر کسی مومن کو دیکھ لیں تو اس کا احترام کرتے ہیں اور جب کسی فاسق و فاجر شخص کو دیکھیں تو اس سے دوری اختیار کر لیتے ہیں۔

اے نوف! خدا کی قسم: میرے شیعہ ایسے لوگ ہیں جن کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ ان کے دل غمگین ہوتے ہیں اور ان کی دنیاوی خواہش بہت کم ہوتی ہیں۔ نیک و پاکدامن ہوتے ہیں۔ ان کے جسم اگرچہ مختلف ہیں لیکن دل سب کے ایک ہیں۔

نوف کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ جن لوگوں کے آپ نے اوصاف بیان کیے ہیں ان کو میں کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ایسے لوگ سب سے جدا گوشوں میں ملیں گے۔ اے نوف! قیامت کے دن پیغمبر اکرمؐ تشریف لائیں گے، اس حال میں کہ آپؐ نے خدا کے دین کو مضبوط رسی کو پکڑ رکھا ہوگا۔ میں نے ان کے دامن کو پکڑ رکھا ہوگا۔ میری اہل بیتؑ نے میرا دامن پکڑا ہوگا اور ہمارے شیعوں نے ہمارا دامن پکڑا ہوگا۔ ہم اس وقت کہاں جائیں گے؟ خدا کی قسم، آپ ہم سب کو بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ آپ نے یہ جملہ تین بار دہرایا۔

(بحارالانوار:۶۸/۱۹۱حدیث ۴۷)

شیعانِ علیؑ

(۸/۶۵۹) نیز اسی کتاب میں نوف بکالی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: مجھے ضرورت کے تحت امیر المومنین کے پاس جانا پڑتا، آپ کی خدمت میں شرفیاب ہونے کے لئے میں اپنے ساتھ اس وقت کے سرکردہ افراد جندب بن زہیر، ربیع بن خثیم اس کا بھانجا اور ہمام بن عبادہ بن خثیم جو مشہور عابد تھا اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ لوگ آپ کی زیارت کا بہت شوق رکھتے تھے۔

ہم نے حضرت کے ساتھ اس وقت ملاقات کی جب آپ گھر سے باہر نکل کر مسجد کی طرف جا رہے تھے، ہم بھی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ راستے میں ہماری ملاقات چند ایسے افراد سے ہوئی، جو تن پرور، عیش وعشرت کے دلدادہ اور فضول ولغو گفتگو میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام ان کی طرف آ رہے ہیں تو فوراً سب کھڑے ہو گئے اور سلام عرض کیا: امیر المومنینؑ نے ان کو جواب دیا۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے؟

انہوں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! ہم آپ کے شیعوں میں سے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: خیر ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

یاھولاء مالی لا اردی فیکم سمة شیعتنا و حلیلة احبتنا اھل البیت؟

''اے لوگو! میں نہیں جانتا کہ میں تم میں اپنے شیعوں کی علامات اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے دوستوں کی خصوصیات کیوں نہیں دیکھ رہا۔''

ان لوگوں نے حضرت کے اس کلام کو سن کر حیا اور شرمندگی سے اپنے سر نیچے کر لئے۔

نوف کہتا ہے جندب اور ربیع نے حضرت کی طرف منہ کیا اور عرض کرنے لگا: یا امیر المومنین آپ کے شیعوں کی علامتیں اور خصوصیات کیا ہیں؟ آپ نے ان دونوں کا جواب دینے سے پرہیز کیا اور فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، نیک بنو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا صاحبان تقویٰ اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

ہمام بن عبادہ نے جو ایک عبادت گزار اور مجتہد شخص تھا عرض کیا: آپ کو اس خدا کی قسم جس نے آپ اہل بیت علیہم السلام کو عزت دی اور منتخب کیا، اپنے لطف وکرم کا مستحق قرار دیا اور دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ہمارے لئے اپنے شیعوں کے اوصاف بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: مجھے قسم نہ دو۔ بہت جلد میں سب کے لئے بیان کروں گا۔ پھر آپ نے ہمام کا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ دو رکعت نماز بطور مختصر لیکن مکمل خشوع کے ساتھ بجالانے کے بعد اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ جب کہ حاضرین نے آپ کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ آپ نے ہماری طرف منہ کیا اور خدا کی حمد وثناء اور پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

امابعد! خدا تبارک وتعالیٰ جس کی مدح وثناء عظیم اور نام مقدس ہے، نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا اور انہیں بندگی کی طرف بلایا اور اپنی اطاعت ان پر واجب کی اور ان کے درمیان ان کی روزی اور زندگی کے وسائل کو تقسیم کیا اور ہر ایک کو اس کی مناسب جگہ پر رکھا اور دنیاوی لحاظ سے ہر ایک کو ایک خاص مقام اور مرتبہ عطا کیا درحالانکہ اس کی مقدس ذات ان تمام سے بے نیاز تھی۔ نہ اطاعت کرنے والوں کی اطاعت اسے کوئی فائدہ دیتی ہے اور نہ کسی نافرمان کی نافرمانی اسے کوئی نقصان پہنچاتی ہے۔ راوی کہتا ہے: امام علیہ السلام نے اپنی گفتگو کو جاری رکھا جب یہ کہا کہ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ہمام کے شانے پر رکھتے ہوئے فرمایا:

جس نے شیعان اہل بیت علیہم السلام کے اوصاف وخصوصیات اور پیغمبر خدا کے جنہیں خدا نے ہر طرح کی پلیدگی سے محفوظ رکھا کے بارے میں سوال کیا، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ شیعہ وہ ہے جو خدا کی معرفت رکھتا ہو اور اس کے احکام پر کاربند ہو۔ پس یہی لوگ صاحب فضیلت اور نعمت کے مستحق ہیں۔

ان کی بات سچی اور درست ہے، اپنے تن پر درمیانہ لباس پہنتے ہیں، بڑی عاجزی کے ساتھ راستہ چلتے ہیں دوسروں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اطاعت پروردگار میں سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اس کی عظمت کے سامنے بندگی کے ساتھ خضوع کرتے ہیں۔ جو خدا نے ان پر حرام کیا ہے، اپنی آنکھوں کو اس سے بند رکھتے ہیں اور اپنے کانوں کو علوم دینی اور مذہبی مفید مطالب کو سننے کے لئے وقف کرتے ہیں۔ ناراضی اور پریشانی میں ان کا حال اسی طرح ہوتا ہے جس طرح خوش حالی کے زمانے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی مقدر کی ہوئی چیزوں پر راضی ہیں اور اگر خدا کی طرف سے ان کی موت کا وقت معین نہ ہوتا تو آنکھ کے جھپکنے سے زیادہ دیر ان کے بدن میں جان باقی نہ رہتی اور ان کی خواہش ہوتی کہ جتنی جلدی ہو سکے جان بدن کے پنجرے سے رہائی پالے اور دیار محبوب کی طرف پرواز کر جائے اور اس کے دیدار کی طرف جلدی کریں کیونکہ انہیں اپنے محبوب کے دیدار کے اجر کا شوق ہے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

عظم الخالق فی انفسھم و صغر ما دونہ ی اعینھم فھم و الجنة کمن رآھا فھم علی ارائکھا متکون وھم و النار کمن ادخلھا فھم فیھا یعذبون

''ان کی نظروں میں خالق وحدہ لاشریک باعظمت اور بلند مرتبہ ہے، ان کی اور جنت کی نسبت ایسے ہے جیسے کوئی جنت کو دیکھ رہا ہو اور اس میں تکیہ لگائے ہوئے ہو اور دوزخ کے بارے میں ان کا اعتقاد ایسے ہے جیسے کوئی جہنم میں داخل ہوا ہو اور عذاب میں مبتلا ہوا ہو۔ صاور یقین کے اس بلند ترین مرتبہ سے بڑا حق الیقین ہے۔)''

ان کے دل غمگین رہتے ہیں اور لوگ ان کی بدی سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کے بدن کمزور اور لاغر ہیں۔ ان کی نیاوی خواہشات کم اور ہلکی ہیں۔ ان کا نفس عفیف و پاک ہے۔ (یعنی آلودگی اور پستی میں نہیں پڑتے۔ شہوات کے اسیر نہیں بنتے۔ ناچیز سی

شے کے لئے حقارت سے دوچار نہیں ہوتے) خدا کے ساتھ ان کی معرفت بہت زیادہ ہے۔ دنیا کو جس کی بقاء تھوڑی مدت کے لیے ہے اور کم عرصہ کے لئے ہے بڑے صبر واستقامت کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔لیکن ان کے لئے اس دنیا کے بعد بڑے لمبے عرصے کے لئے سکون وآرام ہے اور یہ ایک سودمند اور نفع بخش تجارت ہے جو خداوند مہربان نے ان کے لئے آسان فرمائی ہے۔

یہ لوگ بڑے ہوشیار اور تیز ہیں۔ جب بھی دنیا ان کی طرف رخ کرتی ہے تو خوشی کے ساتھ اس سے نہیں ملتے اور جب دنیا ان کے پیچھے آتی ہے تو اسے کمزور اور ناتواں کر دیتے ہیں اور ہرگز اس کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔

جب رات کا وقت ہوتا ہے تو عبادت کے لئے اٹھ جاتے ہیں، قرآن کی آیات کو بڑے غور وفکر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اپنے نفس موجود کو مثالوں کے ذریعے نصیحت کرتے ہیں اپنی بے علاج بیماریوں کا علاج ان داؤں کے ساتھ کرتے ہیں جو ان کے اندر موجود ہیں اور شفا حاصل کرتے ہیں۔کبھی کبھی تو عظمت خدا کے سامنے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیتے ہیں اور اپنے سجدے کے ساتھ اعضاء کو زمین پر رکھ کر خدا کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ان کی آنکھوں سے رخساروں پر آنسو جاری ہوتے ہیں۔خداوند جبار کی مدح وثناء کرتے ہیں اور آہ و نالہ اور گریہ کے ساتھ اس سے دعا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے عذاب سے نجات عطا فرمائے۔ وہ دن کے وقت بردبار، نیک سیرت اور پرہیزگار ہیں۔خدا کے خوف نے ان کو کمزور کر دیا ہے اور اس تیر کی طرح بنا دیا ہے جیسے تراشا نہ گیا ہو۔کوئی ان کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ بیمار ہیں، حالانکہ وہ ہرگز کسی قسم کی بیماری میں مبتلا نہیں ہیں۔ یا خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانے ہیں جب کہ ان کو اس بات کا علم نہیں کہ یہ دیوانے نہیں ہیں بلکہ ان کو خدا کی عظمت اور اس کی قدرت مند حکمرانی نے حیران و پریشان کر دیا ہے، خدا کی محبت نے ان کے دلوں کو پریشان حال کر دیا ہے اور ان کی عقل و ہوش کو ختم کر دیا ہے۔ جب بھی ان کو وقت ملتا ہے تو خدا کے لئے پاک و پاکیزہ اعمال کو بجالانے کی طرف جلدی کرتے ہیں اور کبھی بھی تھوڑے نیک اعمال پر اکتفاء نہیں کرتے۔ راضی نہیں ہوتے۔کبھی بھی اپنے زیادہ اعمال کو زیادہ شمار نہیں کرتے، ہر حال میں اپنے آپ کو خدا کے دربار میں کم اعمال بجالانے والا اور غلطی کرنے والا خیال کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اپنے نفس کو عیب اور گھاٹے کے ساتھ متہم کرتے ہیں۔ جو اعمال انجام دیتے ہوئے ہیں ان سے ڈرتے ہیں اور جب بھی کوئی ان کی مدح وتعریف کرے تو جو کچھ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے اس سے خوف کھاتے ہیں اور کہتے ہیں:

انا اعلم بنفسی من غیری و ربی اعلم بی اللھم لو تواخذنی بما یقولون، واجعلنی خیرا مما یطلنون واغفرلی مالا یعلمون فانك علام الغیوب وساتر العیوب

''میں اپنے بارے میں دوسروں سے زیادہ آگاہ ہوں اور میرا خدا مجھ سے زیادہ میرے حال کو جانتا ہے۔اے پروردگار! یہ لوگ میرے متعلق جو کچھ کہتے ہیں اس میں میری پکڑ نہ کر اور جس چیز کی میری طرف نسبت دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں اس سے بہتر مجھے قرار دے اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں اور یہ لوگ نہیں جانتے ان کو بخش دے بے شک تو پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے

والا ہے۔“

ان کے علاوہ ان میں سے ہر ایک کی علامتیں یہ ہیں کہ تو ان کو دینی امور میں بہت زیادہ طاقتور اور آگے آگے پائے گا، لوگوں کی دیکھ بھال ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنے میں احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیتا ہے۔ اس کا ایمان یقین کے ساتھ ہے۔ علم اور دانش حاصل کرنے میں بڑا حریص اور احکام شرعی کو سیکھنے میں بڑی فہم وفراست اور شعور سے کام لیتا ہے اپنے علم کو بردباری اور سختیوں کے برداشت کرنے کے ساتھ زینت دیتا ہے اور ہر حال میں نرمی اور پیار سے پیش آتا ہے۔ ہوشیار اور تیز ترار ہوتا ہے۔

جب اس کے پاس دولت ہوتی ہے تو میانہ روی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ فقر تنگدستی میں اپنے آپ کو بے نیاز بنا سوار کر ظاہر کرتا ہے۔ بلاؤں اور مصیبتوں میں بہت زیادہ صبر کرنے والا اور خدا کی عبادت میں خشوع کرنے والا ہوتا ہے۔

ناراض لوگوں کے ساتھ مہربان اور حق کے راستے میں عطا کرنے اور لوگوں کو عطا کرنے میں خودداری نہیں کرتا۔ معاش زندگی کے حاصل کرنے میں نرمی اور اعتدال سے کام لیتا ہے۔ اپنی تمام طاقت اور توانائی کو اس کام میں صرف نہیں کر دیتا۔ حلال مال کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔ لالچی اور حریض نہیں ہے۔ ناپاکی اور برائیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ ہدایت کے راستے میں سب سے آگے اور خوش ہے۔ اپنی خواہشات نفسانی پر کنٹرول رکھتا ہے۔ نیک کاموں کے انجام دینے میں استقامت سے کام لیتا ہے۔ جس چیز کا اسے علم نہیں ہے، اسے مغرور نہیں کرتا۔ اپنے اعمال میں محاسبے کو ترک نہیں کرتا۔ تکلیف کے انجام دینے میں اپنے آپ کو مقصر اور سست جانتا ہے اور جو اچھے کام کئے ہیں ان کے بارے میں ڈرتا ہے۔ دن کا آغاز خدا کی یاد سے کرتا ہے اور اختتام اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنے سے کرتا ہے۔ رات اس حال میں گزارتا ہے کہ خواب غفلت سے خوفزدہ اور دور ہے۔ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ خدا کا فضل اور رحمت جو اس کے شامل حال ہے اس سے خوش حال ہے۔ اگر اس کا نفس اسے مجبور کرے کہ وہ ناپسند کام انجام دے تو نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرتا۔

رعبته فيما يبقى وزهادته فيما يفنى قد قرن العمل بالعلم و العلم بالحلم يظل دائما نشاطه بعيدا كسله، قريبا اصله قليلا لله

”اس کی رغبت اور میلان اس چیز میں سے جو باقی رہنے والی ہے، اور اس چیز سے بی اعتنائی دیکھا تا ہے جو فنا ہونے والی ہے، اپنے عمل کو علم کے ساتھ ملا کر کرتا ہے، اور اپنے علم کو بردباری کے ساتھ ملا تا ہے ہمیشہ خوش رہتا ہے، سستی سے دور رہتا ہے، لمبی لمبی امیدیں نہیں لگا تا۔ اس کی غلطیاں بہت کم ہیں۔“

موت کو کبھی نہیں بھولتا، ڈرنے والا دل رکھتا ہے، ہمیشہ خدا کی یاد میں رہتا ہے، اپنے نفس کو قناعت پر تیار کر رکھتا ہے۔ جہالت اور نادانی سے دور رہتا ہے۔ اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ جو خواہشات نفسانی اس کے دین کو نقصان دیتی ہیں ان کو ختم کر دیتا

ہے، اپنے غصے پر کنٹرول رکھتا ہے، اخلاقی لحاظ سے پاک وصاف ہوتا ہے اس میں کسی ریا کاری قسم کی ریا کاری نہیں ہوتی ہمسایہ اس سے تنگ نہیں ہوتا۔ کاموں میں سختی نہیں کرتا۔ ان کو بڑے آرام سے انجام دیتا ہے۔ اس کے وجود میں تکبر نہیں ہے صبر اور برداشت اس کے چہرے سے نمایاں ہے۔ بہت زیادہ خدا کا ذکر کرتا ہے۔ کسی بھی اچھے کام کو ریا کاری سے انجام نہیں دیتا۔ لوگ اس کی بھلائی کی امید رکھتے ہیں اور اس کے شر و بدی سے امان میں ہیں اگر غافل لوگوں کے درمیان ہو تو خود غافل نہیں ہوتا۔ بلکہ ذاکرین اور خدا کی یاد کرنے والوں کی صف میں شمار ہوتا ہے۔ اگر ان لوگوں کے درمیان ہے جو خدا کی یاد کرتے ہیں تو غفلت سے کام نہیں لینا۔ وہ غافل لوگوں کی لسٹ میں نہیں ہے۔ جو اس پر ظلم کرتا ہے اس سے چشم پوشی کرتا ہے جو کوئی اسے عطا و بخشش سے محروم کرے اسے عطا کرتا ہے اور محروم نہیں کرتا۔ جو اس سے لاتعلقی اختیار کرے، اس کے ساتھ تعلق اور رشتہ پیدا کرتا ہے۔ اس کی نیکی اور بھلائی نزدیک ہے اور جلدی انجام دیتا ہے۔ سچا اور نیک کردار ہے اس کی نیکی ہر ایک تک پہنچتی ہے اور اس کا شر ہر ایک سے دور ہے اس کے کام میں دھوکا اور فریب نہیں ہے۔ مشکلات میں بڑے وقار سے ان کا سامنا کرتا اور سکون و آرام کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ مصائب اور آلام میں صابر اور آسائش و آرام کی حالت میں شکر گزار رہے۔ اپنے دشمن پر ستم نہیں کرتا، اپنے دوستوں کی وجہ سے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔ جو اس کے اندر نہیں ہوتا اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اپنے خلاف گواہی ملنے سے پہلے ہی جو اس کے اوپر حق ہوتا ہے اس کا اعتراف کر لیتا ہے۔ جو چیز اس کے سپرد کریں کہ اس کی حفاظت کرتا اور اسے کو محفوظ رکھتا ہے اور ضائع نہیں کرتا۔ دوسروں کو غلط اور بڑے ناموں کے ساتھ نہیں پکارتا۔ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کے حق سے تجاوز نہیں کرتا۔ حسد اس پر غالب نہیں آتا۔ ہمسائے کو نقصان نہیں پہنچاتا اور مصیبت زدہ کو برا بھلا نہیں کہتا۔

مود للامانات عامل بالطاعات، سریع الی الخیرات، بطیئی عن المنکرات یامر بالمعروف و یفعله و ینهی عن المنکر و یجتنبه

''امانتوں کو اہل امانت تک پہنچانے والا ہے، فرمان خداوندی پر عمل کرنے والا ہے نیکیوں کی طرف جلدی کرنے والا ہے، برے کاموں کے لحاظ سے بے رغبت ہے۔ نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور خود بھی انجام دیتا ہے، برائیوں سے روکتا ہے اور خود بھی اجتناب کرتا ہے، کاموں میں جہالت اور نادانی کے ساتھ داخل نہیں ہوتا۔ عجز اور ناتوانی کی وجہ سے حق کے مدار سے باہر نہیں نکلتا۔

اگر خاموشی اختیار کرے تو چپ رہنا اسے تھکا تا نہیں ہے، اگر بات کرے تو کلام کرنا اسے عاجز نہیں کرتا، ہنستے وقت اپنی آواز کو بلند نہیں کرتا، بلکہ اس کا ہنسنا تبسم کی صورت میں ہوتا ہے۔ جو کچھ خدا نے اس کے مقدر کیا ہے اس پر قانع ہے اور اسے کافی سمجھتا ہے، غیظ و غضب اسے تباہی و بربادی کی طرف مجبور نہیں کرتا۔ خواہشات نفسانی و کنجوسی اس پر غالب نہیں ہوتیں۔ لوگوں کے ساتھ بصیرت اور آگاہی کے ساتھ میل جول رکھتا ہے، ان سے خوش حال و صلح کے ساتھ جدا ہوتا ہے، بات اس لئے کرتا ہے تا کہ بہرہ مند ہو

اور فائدہ اٹھائے، کسی سے سوال اس لئے کرتا ہے تا کہ کسی مطلب کو سمجھ سکے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے اور لوگ اس سے آرام اور سکون میں رہتے ہیں لوگوں کو آرام وراحت عطا کرتا ہے۔ اپنی جان کو آخرت کی خاطر رنج و تکلیف میں ڈالے ہوئے ہے۔ اگر اس پر ظلم ہو تو صبر کرتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ اس کی مدد و نصرت کرے۔''

وہ اہل خیر گزشتگان کی اقتداء کرتا ہے اور خود آئندہ آنے والے اچھے اور نیک لوگوں کے لئے اچھائی کا ایک نمونہ ہے۔

یہ لوگ خدا کے کارندے دستورات الٰہی کے فرمانبردار، زمین اور اس کے بندوں کے درمیان میں چمکتے ہوئے چراغ ہیں۔ یہ لوگ ہمارے شیعہ اور دوست ہیں۔ ہم میں سے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں۔ آہ میں کس قدر ان کے دیدار کا مشتاق ہوں۔

اس وقت ہمام بن عبادہ نے دل سے آہ کھینچی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، جب اسے ہلایا گیا تو پتہ چلا کہ اس دنیا سے جا چکا ہے۔ (خدا اس پر رحمت کرے) ربیع نے جب کہ آنسو بہا رہا تھا عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپ کے وعظ و نصیحت نے میرے بھتیجے کے دل پر کتنی جلدی اثر کیا ہے اور اسے منقلب کر دیا ہے۔ اس کی روح پرواز کی طرف لے گیا ہے میری خواہش ہے کاش میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: حقیقی نصیحتیں اسی طرح اہل نصیحت میں اثر کرتی ہیں، جو حق کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں خدا کی قسم میں اس کے متعلق اسی آنے والی حالت کے بارے میں ڈرتا تھا، وہاں موجود ایک شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! پس آپ کی اس گفتگو نے خود آپ میں جو اس کے کہنے والے ہیں اور اس سے آگاہ بھی ہیں اثر کیوں نہیں کیا؟ حضرت نے فرمایا: افسوس ہے، تجھ پر ہر ایک کے لئے موت کا وقت معین ہے؟ کوئی اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اس کا کوئی نہ کوئی سبب اور علت ہے جس سے وہ منہ نہیں موڑ سکتا۔ خاموش ہو جا! دوبارہ ایسی بات نہ کرنا، یہ بات شیطان نے تیری زبان پر جاری کی ہے۔

پھر امیر المومنینؑ نے ہمام کے جنازے پر نماز پڑھی اور اس کے تشیع جنازہ کے مراسم میں حاضر ہوئے جبکہ ہم بھی حضرت کی خدمت میں تھے جس شخص نے نوف سے روایت نقل کی ہے وہ کہتا ہے: میں ربیع بن خثیم کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے نوف سے سنا، اسے بتایا: ربیع نے بہت زیادہ گریہ کیا، کہ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جاتی اور اس نے کہا: میرے بھائی نے سچ کہا ہے۔ جو کچھ نقل کیا ہے اور امیر المومنینؑ کی یہ وعظ و نصیحت سے پر گفتگو ہمیشہ کے لئے میرا نصب العین ہے۔ گویا اب بھی وہ گفتگو میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ جب بھی ہمام بن عبادہ کے اس دن کو یاد کرتا ہوں تو میری حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر میں راحت و سکون میں ہوں تو اس دن کی یاد میرے آرام کو تاریک اور غمگین کر دیتی ہے۔ اگر سختی اور مصیبت میں ہوں تو میرے لئے آسانی پیدا کرتی ہے۔

(کنز الفوائد: ۱/۸۹، امالی مفید ص ۸۷، بحار الانوار: ۶۸/۱۹۲ حدیث ۴۸، تاریخ بغداد: ۷/۱۶۲، امالی صدوق ص ۶۶۵ حدیث ۲ مجلس ۸۴، فضائل الشیعہ ص ۹۶ حدیث ۳۵ نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۳ سلیم بن قیس)

(۹/۶۶۰) شیخ طوسیؒ سلیمان دیلمی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اس آیت مبارکہ کا معنی کیا ہے جس میں خدا فرماتا ہے:

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَادَيْنَا (سورہ قصص آیت ۴۶)

آپ نے فرمایا: ایک تحریر ہے جو کائنات کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے لکھی گئی ہے جو درخت آس کے پتے پر ہے جسے قدرت حق کے قلم نے تحریر کیا ہے اور عرش پر لکھا ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا اس تحریر میں کیا لکھا ہوا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں تحریر ہے۔

یا شیعة آل محمد اعطینکم قبل ان تسالونی و غفرت لکم قبل ان تعصونی، وعفوت عنکم قبل ان تذنبوا من جاءنی بالولایة اسکنته جنتی برحمتی۔

''اے آل محمد علیہم السلام کے شیعو! تمہارے سوال کرنے سے پہلے میں نے تمہیں عطا کیا نافرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہ کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ جو کوئی بھی میرے پاس ولایت کے ساتھ آئے گا میں اسے اپنی رحمت کے ساتھ اپنی جنت میں داخل کروں گا۔''

(تاویل الایات: ۱/ ۷۴۱ حدیث ۱، بحار الانوار: ۲۶/ ۲۹۶ حدیث ۶۲)

ہمارے نور اسے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے

(۱۰/ ۶۶۱) جامع الاخبار اور کشف الغمہ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے رسولؐ خدا سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور دوسرے آئمہ علیہم السلام کو نور سے پیدا کیا ہے۔ خدا نے اس نور کو نچوڑا تو اس نچوڑ سے ہمارے موالی پیدا ہوئے ہم نے خدا کی تسبیح کی ہمیں دیکھ کر انہوں نے بھی تسبیح کی، ہم نے خدا کی تقدیس کی، انہوں نے بھی تقدیس کی، ہم نے خدا کی تحلیل کی انہوں نے بھی خدا کی تحلیل کی، ہم نے خدا کی تمجید اور تعریف کی، انہوں نے بھی تمجید اور تعریف کی، ہم نے خدا کی توحید بیان کی، انہوں نے بھی توحید بیان کی۔ اس کے بعد خدا نے آسمان، زمین اور فرشتوں کو پیدا کیا۔ انہوں نے سو سال تک دیر کی اور کسی طرح کی تسبیح، تقدیس اور تمجید انہیں معلوم نہ تھی۔ ہم نے جب تسبیح کی تو ہمارے موالیوں نے تسبیح کی، ان کو دیکھ کر فرشتوں نے خدا کی تسبیح کی، اسی طرح ہماری اور ہمارے شیعوں کی تقدیس تمجید اور توحید کو بیان کرنے سے پہلے فرشتے ان میں سے کچھ نہ جانتے تھے۔ پس ہم اس وقت خدا کی توحید بیان کرنے والے تھے، جب کوئی توحید بیان کرنے والا نہ تھا۔ جس طرح خدا نے ہمیں اور ہمارے حبداروں کو چنا ہے پس سزاوار ہے کہ خدا اسی طرح ہمیں اور ہمارے حبداروں کو جنت میں بلند ترین مقام عطا کرے۔

ان اللہ سبحانہ تعالی اصطفانا و اصطفی شیعتنا من قبل ان یکون اجساما قدعانا فاجبناہ فغفر لنا و لشیعتنا من قبل ان نستغفر اللہ

''ان جسموں میں آنے سے پہلے خدا نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو منتخب کر لیا تھا، اس نے ہمیں بلایا ہم نے اس کا جواب دیا پس اس نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اس سے پہلے کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے معاف کر دیا۔''

(جامع الاخبار: ص۹، بحار الانوار: ۲۶/ ۴۳ ۳ حدیث ۱۶، کشف الغمہ: ۱/ ۵۸ ۴، بحار الانوار: ۷/ ۳/ ۸۰ حدیث ۴۹)

حبداروں کے لیے دعا

(۶۶۲/ ۱۱) شیخ صدوقؒ کمال الدین ص ۲۶۶ ضمن حدیث ۱۱ میں اور عیون اخبار الرضاؑ ۱/ ۵۹۔ ۶۲ میں روایت کرتے ہیں، جوابی بن کعب نے رسولؐ خدا سے خلقت آئمہ کے بارے میں نقل کی ہے، اس حدیث کے ایک حصے میں آپؐ فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس (یعنی امام باقر علیہ السلام) کی صلب میں بابرکت اور پاکیزہ نور قرار دیا ہے، جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا نے اس نور کو پاک کیا ہے اور اس کا نام جعفر رکھا ہے، اسے لوگوں کا رہبر و رہنما قرار دیا ہے اور خدا کے مقدرات سے راضی و خوشنود بنایا ہے۔ وہ خدا کو پکارے گا اور اپنی دعاؤں میں اس طرح کہے گا:

یادان غیر متوان یا ارحم الراحمین اجعل لشیعتی من النار وقاء ولهم عندك رضی واغفر ذنوبهم یسر امورهم، واقض دیونهم و استر عرتهم وهب لهم الکبائر التی بینك و بینهم یا من لا یخاف الضیم ولا تأخذه سنة ولانوم اجعل لی من کل هم وغم فرجا

''اے خدا جو تمام کائنات سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، میرے شیعوں کے لئے جہنم سے ڈھال قرار دے، ان سے خوش ہو جا، ان کے گناہوں کو معاف کر دے، ان کی مشکلات کو آسان فرما، ان کے قرضے ادا کر دے، ان کے عیبوں کو چھپا دے، وہ بڑے گناہ جو تیرے اور ان کے درمیان ہیں ان کو معاف کر دے، اے وہ جو ستمگروں سے نہیں ڈرتا اور جسے اونگھ اور نیند نہیں آتی، میرے لئے ہر غم و اندوہ میں آسانی عطا فرما، جو شخص بھی اس دعا کو پڑھے خدا تعالیٰ اسے سفید چہرے کے ساتھ امام صادقؑ کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔''

(بحار الانوار: ۳۶:۶ ۲۰ ضمن حدیث ۸)

رسولؐ اور علیؑ قبر میں

(۶۶۳ / ۱۲) برقیؒ کتاب محاسن ص ۳۳ا حدیث ۷ ۱۵ میں عقبہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں معلیٰ بن خنیس کے ساتھ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت نے فرمایا: اے عقبہ! خدا تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن سوائے اس عقیدہ کے جو تو رکھتا ہے کسی بندے سے کوئی اور عقیدہ قبول نہ کرے گا۔ تم میں سے کسی بھی ایک شخص کے اور اس چیز کے دیدار کے درمیان جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک اور روشنی کا باعث بنے صرف اور صرف اتنا فاصلہ ہے کہ اس کی جان اس کے حلق تک پہنچ جائے۔

اس کے بعد آنحضرت نے تکیے کا سہارا لیا اور معلیٰ نے مجھے اشارہ کیا کہ سوال کرو۔ میں نے عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ! جب جان اس کے حلق میں پہنچ جائے گی تو کیا دیکھے گا؟ اور میں نے اس سوال کا چند بار تکرار کیا امام علیہ السلام نے ہر مرتبہ فرمایا: وہ دیکھے گا اس سے زیادہ آپ نے کوئی جواب نہ فرمایا جب میں نے آخری مرتبہ امامؑ سے عرض کیا: تو امامؑ بیٹھ گئے اور فرمایا: اے عقبہ تو اصرار کر رہا ہے کہ تو یقیناً اس کو جانے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یا بن رسولؐ اللہ! بے شک میرا دین میرے خون کی طرح ہے جو رگوں میں دوڑتا ہے اور میری زندگی کا سبب ہے اگر یہ نہ ہو تو میں مردہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوں اور جس وقت بھی مجھ سے یہ نہ ہو سکے کہ میں آپ سے سوال کروں تو اس وقت میری آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ امام نے جب میری حالت دیکھی تو آپ کا قلب مبارک پریشان ہو گیا۔ تو فرمایا: خدا کی قسم وہ ان دو کو دیکھے گا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں وہ دو کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ دو رسولِ خداؐ اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اے عقبہ ہرگز کوئی مومن اس دنیا سے مر کر نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ ان دو ہستیوں کو دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا: جب مومن ان دو کو دیکھے گا تو کیا وہ اس دنیا میں واپس لوٹ آئے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ آگے کی طرف منازل طے کرے گا۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ کیا وہ دونوں حضرات آپس میں گفتگو بھی کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب وہ دونوں بزرگوار مومن کے پاس آئیں گے تو رسولؐ خدا اس کے سر کی طرف اور امیر المومنینؑ اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ جائیں گے، رسول خدا اپنے آپ کو اس پر گرائیں گے اور فرمائیں گے۔

یا ولی اللہ ابشر انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی خیر لك مما تترك من الدنیا

''اے خدا کے فرمانبردار بندے! تجھے بشارت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور میں ان تمام چیزوں سے بہتر ہوں جو تو دنیا میں چھوڑ آیا ہے۔''

اس کے بعد رسولؐ خدا اٹھ جائیں گے اور امیر المومنینؑ اپنے آپ کو اس پر گرا دیں گے اور فرمائیں گے۔

یا ولی اللہ ابشر: انا علی ابن ابی طالب الذی کنت تحبنی اما لا نفعنك

''اے خدا کے فرمانبردار بندے تجھے میں بشارت دیتا ہوں میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوں جس سے تو محبت کرتا تھا۔ اب تو دیکھے گا کہ میں تجھے کیا فائدہ پہنچاتا ہوں۔''

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ مطلب ہے جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں یہ مطلب قرآن میں کہاں وارد ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: سورہ یونس آیت ٦٣۔٦٤ میں موجود ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارت اور خوش خبری ہے، خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں آتی اور یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔''

(بحار الانوار: ٦/ ١٨٥ حدیث ٢٠)

عیاشیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس حدیث کو عقبہ سے روایت کیا ہے۔

(تفسیر عیاشی: ٢/ ١٢٥ حدیث ٣٣، بحار الانوار: ٦/ ١٨٦ ضمن حدیث ٢٠ تفسیر برہان: ٢/ ١٨٩)

نور کی سواریاں

(٦٦٤/ ١٣) فرات بن ابراہیم کوئی اپنی تفسیر میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: یا علیؑ یہ جبرائیل ہے جو خدا کی طرف سے میرے لئے خبر لایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اور تیرے شیعہ نور کی سواریوں پر سوار ہوں گے اور وہ نورانی سواریاں آپ ہوا میں پرواز کروائیں گی۔ وہ قیامت کے میدان کی فضا میں آواز دیں گے کہ ہم علیؑ کو ماننے والے ہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے ندا آئے گی۔

انتم المقربون الذين لا خوف عليكم اليوم ولا انتم تحزنون

''تم ان مقربین میں سے ہو جن پر آج کوئی خوف وڈر نہیں ہے اور نہ تم کسی قسم کا غم واندوہ رکھتے ہو۔''

(تفسیر فرات ص ١٢٠ ضمن حدیث ١٢٧، بحار الانوار: ٧/ ٢٣ حدیث ٨)

شیعہ اور عزرائیلؑ

(٦٦٥/ ١٤) امام عسکریؑ کی تفسیر میں خود آپ سے روایت ہوئی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: مومن ہمیشہ برے کام کے نتیجہ سے ڈرتا ہے اور اسے یقین پیدا نہیں ہوتا کہ وہ بہشت میں پروردگار عالم کے رضوان اور اس کی نعمتوں تک پہنچ جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی

موت کا وقت آ جاتا ہے اور ملک الموت کو دیکھتا ہے۔

جب یہ فرشتہ مومن کے پاس آتا ہے تو وہ مومن سختی میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے، کیونکہ اب وہ اپنے مال و ثروت کو چھوڑ کر جا رہا ہے اور اس کے اہل و عیال اور رشتہ دار پریشان ہوں گے۔ سوائے افسوس و حسرت کے اس کے پاس کچھ باقی نہ ہوگا، کیونکہ جن خواہشات کو وہ ابھی حاصل نہیں کر سکا، ان سے وہ دور ہو رہا ہے۔ ملک الموت اسے کہے گا: اس قدر غمگین کیوں ہو؟ وہ جواب دے گا: میری حالت پریشان کن ہے اور تو اس وقت میری دولت اور خواہشات کے درمیان جدائی ڈالنے والا ہے۔

ملک الموت اسے کہے گا: کیا کسی کو وہ چیز غمناک اور پریشان کر سکتی ہے جسے پست اور حقیر چیزوں کے بدلے میں ایسی چیزیں حاصل ہوں، جو دنیا کے مقابلے میں ہزار گناہ بہتر ہیں؟ وہ جواب دے گا نہیں۔ ملک الموت اسے کہے گا: اپنے سر کے اوضر نظر کرو۔ جب وہ نظر کرے گا تو بہشت کے درجات اور عالیشان محلات کو دیکھے گا جو تمام خواہشات اور آرزوؤں سے بلند تر ہوں گے۔

ملک الموت کہے گا: جو کچھ تو نے دیکھا ہے یہ تیری منزل ہے، یہ سب نعمتیں، اہل و عیال اور اموال تیرے تھے۔ دنیا میں تیرے رشتہ داروں اور اولاد میں سے جو بھی نیک و صالح ہوگا وہ جنت میں تیرے ساتھ ہوگا۔ کیا یہ سب کچھ جو جنت میں تیرے لئے ہے دنیا کی چیزوں کے عوض لینا پسند کرو گے؟ وہ جواب دے گا: ہاں خدا کی قسم! پھر ملک الموت اسے کہے گا: ایک مرتبہ پھر نظر کروں۔

فینظر فیری محمدا وعلیا والطیبین من آلهما فی اعلی علیین فیقول له اوتراهم؟ هولاء سادتك و آئمتك، هم هناك جلاسك و اناسك افما ترضی بهم بدلا مما تفارق هنا

''پس جب وہ نگاہ کرے گا تو محمدؐ امیر المومنین علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ میں سے اہل بیت طاہرین علیہم السلام کو دیکھے گا جو جنت کے بلند ترین درجات اور مراتب میں ہیں۔ اس وقت فرشتہ موت اس سے کہے گا، کیا تو نے ان کو دیکھا ہے؟ یہ حضرات آپ کے مولا و آقا ہیں۔ اس جگہ تیرے ساتھ اور تجھ سے محبت و انس کرنے والے ہیں، کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب کچھ دے دو اور اس کے بدلے میں ان پاک ہستیوں کے ساتھ ملاقات کرو۔

وہ اس وقت جواب دے گا، ہاں خدا کی قسم! اور یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا خدا اللہ وحدہ لاشریک ہے اور پھر اس عقیدے پر ڈٹے رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں ڈرو مت اور غم نہ کرو۔'' (سورہ فصلت آیت ۳۰)

تمہارے سامنے جیسا بھی خوف و ہراس میں سے ہے تم اس سے محفوظ اور امن میں ہو اور جو کچھ تم اپنی اولاد، اہل وعیال اور اموال میں سے چھوڑ کر جا رہے ہو، ان کے متعلق غم نہ کرو، کیونکہ جو کچھ تو نے بہشت کی نعمتوں میں سے دیکھا ہے وہ ان تمام چیزوں کے بدلے میں تیرے پاس موجود ہیں۔

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ (سورہ فصلت آیت ۳۰)

''تمہیں اس بہشت کی خوش خبری اور بشارت ہو، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

اس جگہ تمہاری منزل ہے اور وہ پاک و پاکیزہ ہستیاں تیرے لئے باعث محبت وانس ہیں جو تیرے سکون وآرام کا سبب ہیں جو تیرے ساتھ رہیں گے اور ہم دنیا وآخرت میں تمہارے مددگار ناصر ہیں۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲

''اور جو کچھ تم چاہو گے اور جس چیز کی طرف تم مائل ہو گے وہ سب کچھ جنت میں موجود ہوگا اور یہ مہربان اور بخشنے والے خدا کی عطا اور عنایت ہے۔'' (سورہ فصلت آیت ۳۱۔۳۲)

(تفسیر امام عسکریؑ ص ۲۳۹ حدیث ۱۱۷، بحارالانوار: ۶/۱۷۶ حدیث ۲ اور ۲۴/۲۶ حدیث ۴ تفسیر برہان: ۴/۱۱۱)

معرفت آل محمدؐ

(۱۵/۶۶۶) اہل سنت کے علماء میں سے ایک مشہور عالم حموینی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا شیخ الاسلام کے ہاتھ سے ایک تحریر لکھی ہوئی پڑھی! جو انہوں نے مقدادؓ سے اور انہوں نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

معرفة آل محمد براة من النار و حب آل محمد جواز علی الصراط والولاء لآل محمد علیهم السلام امان من العذاب

''آل محمد علیہم السلام کی معرفت جہنم کی آگ سے نجات کا سبب ہے، آل محمدؐ کی محبت پل صراط سے گزرنے کی سند ہے اور آل محمد علیہم السلام کی ولایت ہر طرح کے عذاب سے امان ہے۔''

(فرائد السمطین: ۲/۲۵۶ حدیث ۵۲۸، ینابیع المودۃ ص ۲۶۳)

سات چیزیں

(۱۶/۶۶۷) موفق بن احمد خوارزمی کتاب مناقب میں سلمانؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

ایک دن میں رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس وقت امیر المومنینؑ وہاں تشریف لے آئے۔ رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا: یا علیؑ! کیا تجھے میں ایک خوش خبری نہ دوں؟

آپ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! حکم فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ میرا دوست جبرائیل ہے جو خدا کی طرف سے میرے لئے خبر لایا ہے کہ تیرے شیعوں اور دوستوں کو اس نے سات چیزیں خصوصی طور پر عطا فرمائی ہیں۔

الرفق عند الموت الانس عند الوحشة و النور عند الظلمة و الامن عند الفزع و القسط عند الميزان و الجواز على الصراط و دخول الجنة قبل سائر الناس (من الامم) بثمانين عاما

''موت کے وقت نرمی و آسانی، خوف و وحشت کے وقت آرام، تاریکی کے وقت روشنی، سختی کے وقت امن، میزان کے پاس حساب و کتاب کے وقت انصاف، پل صراط سے گزرنا، باقی تمام لوگوں سے اسی (۸۰) سال پہلے جنت میں داخل ہونا۔''

(امالی صدوق ص ۴۱۶ حدیث ۱۵ مجلس ۵۴، بحارالانوار: ۶۸/ ۹ حدیث ۴، خصال: ۲/ ۴۰۲ حدیث ۱۱۲، مشارق ۱۵۰)

گناہوں کی بخشش

(۶۶۸/ ۱۷) شیخ طوسیؒ کتاب امالی ص ۱۵۶ حدیث ۱۱ مجلس ۶ میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من احبنا لله و احبمحبنا لا لغرض دنيا يصيبها منه، عادى عدونا لا لاحنة كانت بينه و بينه، ثم جاء يوم القيامة و عليه من الذنوب مثل رمل عالج و زبد البحر غفر الله تعالىٰ له

''جو کوئی ہم اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ خدا کے لئے محبت رکھتا ہو اور ہمارے دوستوں کو ہماری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا ہو، نہ یہ کہ اس کی محبت کسی دنیاوی فائدہ کے لئے ہو اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو ہمارے ساتھ دشمنی رکھنے کی وجہ سے نہ یہ کہ ان کے ساتھ دشمنی ذاتی بغض و کینہ اور رنجش کی وجہ سے ہو تو قیامت کے دن اگر صحرا کے ریت کے ذروں اور سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ کو لے کر آئے گا تو خدا اسے معاف کر دے گا۔''

(بحارالانوار: ۲۷/ ۵۴ حدیث ۷ اور صفحہ ۱۰۶ حدیث ۷۷ نقل از بشارۃ المصطفیٰ ص ۹۰، ارشاد القلوب: ۲/ ۷۷)

جوار رحمت

(۶۶۹/ ۱۸) شیخ مفیدؒ کتاب اختصاص ص ۶۰ میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں امیر المومنینؑ کی خدمت میں پہنچا تا کہ آداب عرض کروں، لیکن آپ تشریف نہ رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر میں نے انتظار کیا، جب آپ تشریف لے آئے تو میں آپ کے احترام میں کھڑا ہو گیا اور آپ کے وجود مقدس پر سلام عرض کیا۔ امیر المومنینؑ نے اپنے مبارک ہاتھ میرے ہاتھوں میں اور اپنی انگلیوں کو میرے انگلیوں میں ڈال کر فرمایا:

اے اصبغ بن نباتہ! میں نے عرض کیا: جی آقا حکم فرمائیں، میں آپ کا فرمان سننے کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا:

ان ولینا ولی الله فاذا مات ولی الله کان من الله بالرفیق الاعلی و سقاه من النهر ابرد من الثلج من الشهد والین من الزبد

''جان لو ہمارا ولی خدا کا ولی ہے، جب خدا کا ولی مرتا ہے تو خدا کے جوار رحمت میں جگہ حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اسے اس نہر کے پانی سے سیراب کرے گا جس کا پانی برف سے ٹھنڈا، شہد سے میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم وملائم ہوگا۔''

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، اگر گناہ گار ہو تب بھی اس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ خداوند قدوس فرماتا ہے:

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾

(سورہ فرقان آیت نمبر ۷۰)

''خدا تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا خدا تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

(بحارالانوار: ۳۴/۲۸۰ حدیث ۱۰۲۴)

گناہ اور نیکیاں

(۶۷۰/ ۱۹) نیز اسی کتاب میں امام رضاؑ سے اور آپ اپنے آباؤ واجداد سے اور وہ حضرات رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حبنا اهل البیت یکفر الذنوب ویضاعف الحسنات وان الله تعالی لیتحمل عنمحبنا اهل البیت ما علیهم من مظالم العباد الا ما کان منهم فیها علی اضرار وظلم للمومنین فیقول للسیئات کونی حسنات

''ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت گناہوں کا کفارہ ہے اور نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے، خدا تعالیٰ ہمارے دوستوں کے ذمے دوسرے لوگوں کے جو حقوق اور قرضے ہوں گے اپنے ذمے لے لے گا،

سوائے ان حقوق کے جن میں کسی مومن نے دوسرے مومن کو نقصان پہنچایا ہوگا یا ظلم وستم کیا ہوگا۔''
پس خدا تعالیٰ اپنے ارادہ، قدرت کے ساتھ گناہوں کو حکم دے گا کہ وہ نیکیوں میں ہو جائیں۔

(امالی طوسی ص ۱۶۴ حدیث ۲۶ مجلس ۶، بحار الانوار: ۶۸/ ۱۰۰ حدیث ۵)

نورانی کجاوے

(۲۰/۶۷۱) فرات بن ابراہیمؒ اپنی تفسیر کے ص ۱۲۰ میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: حج کے ایام میں پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک دن رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے علیؑ! تجھے بشارت اور مبارک ہو۔ بے شک خدا تبارک وتعالیٰ نے ایک محکم آیت نازل کی ہے جس میں میرا اور تیرا برابر ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

(سورہ مائدہ آیت ۳)

وہ عرفہ اور جمعہ کا دن تھا، یہ جبرائیل ہے جو خدا کی طرف سے مجھے خبر دے رہا ہے

ان الله يبعثك و شيعتك يوم القيامة ركبانا غير رجال على نجائب رحائلها من النور

''خدا تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اور تیرے شیعوں کو اس حال میں میدان محشر میں لائے گا کہ آپ ایسے اونٹوں پر سوار ہوں گے جن کے محمل اور کجاوے نور سے ہوں گے اور وہ اونٹ ان کی قبروں کے پاس زانو ٹیک کر بیٹھے ہوں گے۔''

ان سے کہا جائے گا اے خدا سے محبت کرنے والو! سوار ہو جاؤ اور وہ سوار ہو کر منظم ومرتب صفوں میں بہشت کی طرف جا رہے ہوں گے اور اے علیؑ تو ان کے آگے آگے ہوگا۔ جب وہ میدان محشر پہنچیں گے تو ایک ہوا چلے گی، جو ان کے چہروں پر لگے گی۔ اس ہوا کو مثیرہ کہا جاتا ہے۔ پھر ان کے چہروں سے مشک وعنبر کی خوشبو ہر طرف پھیل جائے گی اس وقت وہ آواز دیں گے کہ ہم علوی ہیں۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ اگر تم علوی ہو تو امن وامان میں رہو۔ آج کے بعد تمہیں کسی قسم کا خوف وہراس نہیں اور نہ کوئی غم دیکھو گے۔

(بحار الانوار: ۶/ ۳۳/ ۱۳۳ حدیث ۸۶)

مصافحہ کرنا

(۲۱/۶۷۲) پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے:

من صافح محبا لعلی علیہ السلام غفر اللہ لہ الذنوب وادخلہ الجنۃ بغیر حساب

''جس کسی نے بھی علیؑ کے محبوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مصافحہ کیا ہوگا، خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کردے گا اور اسے بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔''

(مائۃ منقبۃ ص۶۹ منقبۃ ۳۹، بحارالانوار: ۲۷/ ۱۱۵ حدیث ۹۰، مناقب خوارزمی: ص۳۱۶ حدیث ۳۱۷)

خاتمہ کتاب

معرفت خدا

مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں اہل بیت علیہم السلام کے مناقب کا تذکرہ کیا ہے وہ عقلوں کو حیران وسرگردان کردیتے ہیں۔ یہ ان مناقب میں سے ایک قطرہ ہیں جو ہم نے ذکر نہیں کیے۔ یہ پاک خانوادہ ان تمام فضائلو مناقب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور یہ فضائل تمام کے تمام فیض خداوندی کے چشمہ سے جاری ہوئے ہیں۔ ہم ان تمام فضائل کو درحقیقت اس خدا کی عظمت پر دلیل سمجھتے ہیں جس نے ان پاک ومقدس ہستیوں کو پیدا کیا ہے۔

پس اس باب میں ہم صرف آئمہ معصومین علیہم السلام کے کچھ کلمات پر اکتفاء کریں گے جو اگرچہ بہت زیادہ ہیں۔

ان میں سے ایک روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ خدا تبارک وتعالیٰ کا نام عظیم یعنی بڑا اس لئے ہے کہ اس نے اس کائنات کو خلق فرمایا ہے، عرش عظیم کی بنیاد رکھی ہے اور اسے پیدا کیا ہے۔

(بحارالانوار: ۴/۲۰۸ سطر ۴)

شیخ صدوقؒ نے کتاب توحید ص ۲۷۵ باب ۳۸ میں عظمت پروردگار کے ذکر میں ایک مستقل باب قرار دیا ہے۔ وہاں پر ایک دعا کے ضمن میں امام سجادؑ کے کلمات ہیں جن میں آپ فرماتے ہیں۔

یامن لا تنقضی عجائب عظمته

''اے وہ ذات جس کی عظمت کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔'' (صحیفہ سجادیہ دعای پنجم)

ان میں سے ایک امیرالمومنینؑ کا فرمان ہے جس میں فرماتے ہیں:

ولا تقدر عظمة الله سبحانه علی قدر عقلك فتكون من الهالكين

''خدا کی عظمت اور بڑائی کا اپنی عقل کے ساتھ اندازہ نہ لگاؤ، وگرنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔''

(نہج البلاغہ خطبہ ۹۱، بحارالانوار: ۵۷/۱۰۶ حدیث ۹۰)

ہم خدا کی مدد کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ عظیم مطلق جس کے ساتھ کسی قسم کی کوئی قید وشرط نہیں ہے۔ وہ فقط ذات پروردگار ہے جس کا تمام ممکنات پر ان کو وجود دینے اور نہ دینے میں کامل اختیار ہے۔ اس کی کوئی ایسی عظمت نہیں ہے جسے مقدار اور عدد کے ساتھ بیان کیا جاسکے۔ کیونکہ اس کی پاک ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کی توصیف مقدار اور عدد کے ساتھ کی جائے، بلکہ اس کی عظمت اس کمال کا نام ہے جو اس کی نامحدود ذات جو ہر لحاظ سے بے نہایت ہے اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جب بھی

انسان اس عظمت کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے اور خدا کے متعلق سوچ و بچار کرتا ہے تو اس کے آثار اور علامات سے جو اس کی حکمت اور قدرت کی حکایت کرتی ہیں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ذات ہر لحاظ سے بے انتہاء اور ختم نہ ہونے والی ہے۔ بلکہ اہل فکر ومعرفت جب اس کی عظمت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں اور اس کی معرفت کی منازل میں سے کچھ منزلوں کو طے کرتے ہیں تو اپنے اندر پہلے سے بھی زیادہ عظمت کا احساس کرتے ہیں اور جو کچھ پہلے اس کے بارے میں جانتے تھے اس سے زیادہ عظمت تک پہنچ جاتے ہیں اور جب اس ذات کی معرفت کے مراحل طے کر جاتے ہیں اور سب سے بلند ترین درجہ معرفت کہ اس سے بڑا اور او پر کوئی درجہ نہیں ہے پہنچ جاتے ہیں تو اس کی بلند ترین عظمت اور اس کی معرفت سے عجز اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہیں۔اسی لیے بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ذات اقدس پروردگار کی عظمت سے مراد اس کی شان کو عقل وفکر کے اندازے کے مطابق جاننا ہے، اس طور پر کہ اس کے وجود کی کنہ اور اس کی ذات کی حقیقت کا احاطہ قابل تصور اور قابل ادراک نہ ہو۔کچھ اور اہل عرفان کہتے ہیں کہ پروردگار عالم کی عظمت اس کی ایسی صفت نسبی کا نام ہے جو بندے کے اعتقاد اور اس کے تصور کے لحاظ سے ہوتی ہے اور یہ کہ اس کی ذات کے غیر کے لئے وجود کو ثابت جانتا ہے وگرنہ حق تعالٰی کے وجود کے برابر کوئی وجہ نہیں ہے۔خدا کی اس وجود کے مقابلے میں تعریف وتوصیف کی جائے اس بات کی تائید امام صادق علیہ السلام کا فرمان کرتا ہے جو حضرت نے اس شخص کے جواب میں فرمایا تھا جس نے کہا تھا کہ خدا ہر چیز سے بڑا ہے۔آپ نے فرمایا:

کیا وجود حق تعالٰی کے برابر کوئی چیز ہے کہ اس کا قیاس اس ذات کے ساتھ کیا جا سکے۔(اللہ اکبر) کی تفسیر میں دو معنی ذکر کئے گئے ہیں۔ایک یہ کہ حضرت نے فرمایا: وہ اس سے بلند تر ہے کہ اس کی توصیف کی جائے۔

(الکافی: ۱/۲/۱۱۷، بحارالانوار: ۸۴/۶۶ ۳ حدیث ۲۰، معانی الاخبار: ص ۱۰، بحارالانوار: ۹۳/۲۱۹ حدیث ۲)

دوسرا معنی یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ اس سے بلند تر ہے کہ ہماری عقل میں آسکے۔

(بحارالانوار: ۱۸/۵ ۳۴ ضمن حدیث ۳۴۵)

اس کی معرفت تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن انسان اپنے خیال کے مطابق اپنے لئے ایک مستقل وجود کا تصور کرتا ہے اور اس خیالی وجود کے ذریعے سے اس عالم اور اس کے افراد کے لئے مستقل وجود کو ثابت کرتا ہے۔پھر وہ حق تعالٰی کے وجود کو ان کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے عظمت کے ساتھ متصف کرتا ہے۔چونکہ انسان اپنے اور دوسروں کے وجود میں کمی اور کمزوری کا مشاہدہ ہے تو حق تعالٰی کی عظمت کو زیادہ پاتا ہے۔اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ انسان کا ظہور اس عالم میں خدا تعالٰی کے وجود کے پوشیدہ رہنے کا سبب ہے۔جس اندازے کے مطابق انسان اپنے آپ کو حقیر سمجھے گا اور اپنے فقر ومحتاجی اور کمزوری کا احساس کرے گا۔اسی قدر حق تعالٰی کے وجود، اس کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہوتی چلی جائے گی۔

ان روایات میں سے جو خدا کی عظمت کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ایک وہ روایت ہے جو امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ آپ نے اس روایت میں فرمایا:

ایاکم والتفکر فی اللہ، ولکن اذا اردتم ان تنظروا الی عظمته فانظروا الی عظیم خلقه

''خدا کی ذات کے بارے میں فکر کرنے سے بچو، لیکن جب بھی تم چاہو کہ خدا کی عظمت کی طرف دیکھو تو اس کی عظیم خلقت میں غور وفکر کرو۔'' (الکافی: ۱/ ۹۳ حدیث ۷)

زمخشری کتاب ربیع الابرار میں نقل کرتے ہیں کہ امام سجادؑ سحری کے وقت وضو کرنے کے لئے باہر گئے۔ جب اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں ڈالا، تو اپنا سر بلند کیا اور آسمان، چاند اور ستاروں کی طرف نگاہ کی اور ان کی خلقت کے بارے میں اس قدر فکر کرنے لگے کہ صبح ہوگئی۔ جب موذن نے اذان شروع کی تو آپ کے ہاتھ ابھی تک پانی کے برتن میں تھے۔

ذوالنون مصری کہتا ہے: میں نے سنا کہ ایک شخص دریا میں بیٹھا کہہ رہا تھا، اے میرے آقا! اے میرے سردار! میں سمندروں اور جزیروں کی پشت پر ہوں۔ تو وحدہ لاشریک بادشاہ ہے۔ تیرا کوئی ہم نشین اور ہمدم نہیں ہے جو تیری زیارت کرتا ہو۔ کون ہے جو تیرے ساتھ مانوس ہو اور خوف و وحشت اس پر طاری ہو سکے؟ یا کون ہے جو تیری قدرت کی نشانیوں میں فکر کرے اور حیران و پریشان نہ ہو؟ کیا یہ آسمان جس کو تو نے اوپر کھڑا کیا ہے اور جس کے اندر راستے ہیں اور یہ گول آسمان جو لوگوں کے سر پر تو نے بلند کیا ہے یہ پانی جو بغیر کسی رہبر کے راستہ چلتا ہے اور یہ ہوا جو کسی روکنے والے کے بغیر تو نے چلا رکھی ہے تیری وحدانیت اور بے نیازی پر مضبوط اور محکم دلیل نہیں ہے؟ بہرحال یہ آسمان تو واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ تیرے پیدا کردہ ہیں اور یہ کرات، کہکشاں اور گول آسمان تیری بہترین خلقت پر روشن دلیل ہیں۔ رہی بات ہواؤں کی تو وہ تیری برکتوں کی نسیم سے پھیلتی ہیں۔ آسمانوں کی گرج چمک تیری عظمت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور یہ وسیع پھیلی ہوئی زمین تیرے علم وحکمت کی وسعت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ یہ نہریں تیرے کلمات کی مٹھاس سے نکالی گئی ہیں۔ یہ درحقیقت تیری خلقت کی خوبصورتی اور زیبائی پر گواہی دیتے ہیں یہ سوج تیری قدرت کاملہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جس کے ذریعے سے تو نے ہر چیز کو خود اختراع اور ایجاد کیا ہے اس سے پہلے ان کا وجود نہ تھا۔

ان میں سے ایک صحیفہ ادریسیہ میں خدا تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس کی خلقت کے عجائب میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنا ایک پر پھیلائے تو تمام جہان کو پر کردے گا۔ نیز اس نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے جس کا آدھا جسم برف اور منجمد ہے اور دوسرا آدھا حصہ شعلے مارتی ہوئی آگ کا، ان دو حصوں کے درمیان کوئی دیوار یا رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود نہ آگ برف کو پانی بناتی ہے اور نہ ہی برف آگ کے شعلے بجھاتی ہے۔ اس فرشتے کے تیس ہزار سر ہیں، ہر سر میں تیس ہزار چہرے ہیں، ہر چہرے میں تیس ہزار منہ ہیں، ہر منہ میں تیس ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے وہ تیس ہزار زبانوں میں گفتگو کر سکتا ہے۔ خدا کی کئی قسم کی تسبیح، تقدیس وتعریف کرتا ہے اور اس کی عظمتوں کے سامنے تعظیم کرتا ہے اس کی تخلیقی باریکیوں کو یاد کرتا ہوے۔ اس فرشتے کی مانند اس کی مملکت میں بہت زیادہ بلکہ اس سے بڑے بھی بہت سے فرشتے ہیں خدا کی تسبیح کرنے میں بڑی سعی وکوشش کرتا ہے۔ اس کے باوجود اپنے آپ کو مقصر سمجھتا ہے، وہ ہمیشہ خدا کی تقدیس بیان کرنے میں

مشغول ہے۔اس کے باوجود افسوس کرتا ہے۔پس کوئی وجود بھی خدا کی قدرت نشانیوں اور آیات سے خالی نہیں ہے۔

بے شک مچھر جس کو لوگ بہت چھوٹا شمار کرتے ہیں اور وہ ذرہ جس کو لوگ اہمیت نہیں دیتے اس بڑے جہان کی مانند ان میں عظمت الٰہی کی بے شمار نشانیاں ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے جو ان میں فکر کرتے ہیں۔نکات، باریکیاں اور اس کے کاموں کے ظرافت اور حسن بہت زیادہ ہے ان لوگوں کے لئے جو تفکر کرتے ہیں۔

جو بھی چیز چھوٹی یا بڑی چیز موجود ہے وہ میری قدرت اور عظمت پر ایک محکم دلیل ہے۔میں اس سے بلند ہوں کہ میری توصیف کی جائے۔یا میری کیفیت اور حالت کے بارے میں گفتگو کی جائے۔عقلیں میری عظمت میں سرگردان و حیران ہیں اور زبانیں میری توصیف سے عاجز ہیں۔میں وہ خدا ہوں کہ میرے لئے مثل اور مانند نہیں ہے۔میں بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہوں۔

(بحارالانوار:۹۵/۴۵۸)

کلینیؒ کتاب کافی ۱/ ۹۲ حدیث ۱ میں روضۃ الواعظین ص ۳۷ میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

تکلموا فی خلق اللہ و لا تکلموا فی اللہ فان الکلام فی اللہ لا یزداد صاحبۃ الا تحیرا

''خدا کی مخلوق کے بارے میں گفتگو کرو، لیکن خدا کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔کیونکہ خدا کے متعلق گفتگو کرنے والے کو یہ گفتگو سوائے حیرانی کے اور کچھ نہیں دیتی۔''

نیز اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یابن آدم لو اکل قلبك طائر لم یشبعه وبصرك لو وضع علیه خرق ابرة لغطاه تريد ان تعرف بهما ملكوت السماوات والارض ان كنت صادقا فهذه الشمس خلق من خلق الله فان قدرت ان تملاء عینیك منها فهو كما تقول

''اے آدم کے بیٹے! اگر تیرا دل پرندہ کھا جائے تو وہ سیر نہ ہوگا۔یعنی اس کی بھوک کو ختم نہ کرے گا اور اگر تیری آنکھ کی پتلی پر سوئی کی نوک رکھ دی جائے تو وہ اسے چھپا لے گی۔کیا اس وصف کے ساتھ اور ان دو کمزور چیزوں کے ساتھ تو آسمانوں اور زمین کے ملکوت کی پہچان کرنا چاہتا ہے۔یہ سورج اس کی مخلوق میں سے ایک ہے اگر سچ کہتے ہو تو اپنی دو آنکھوں کو اس سے پر کرو اور اس واسطہ کے بغیر دیکھو۔''(الکافی:۱/ ۹۳ حدیث ۸)

طریحیؒ مجمع البحرین ص ۲/ ۱۱۹۰ میں پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: خدا نے عرش کے نیچے ایک فرشتے کو پیدا کیا اور اسے وحی کی کہ وہ پرواز کرے۔اس فرشتے نے تیس ہزار سال پرواز کی۔خدا نے دوبارہ حکم دیا کہ پرواز کرو۔اس نے

تیس ہزار سال اور پرواز کی، پھراسے حکم دیا کہ اپنی پرواز کو جاری رکھ۔اس نے تیس ہزار سال اور پرواز کی۔

فاوحی الیه لوطرت حتی ینخ فی الصور کذلك لم تبلغ الطرف الثانی من العرش فقال الملك عند ذلك سبحان ربی الاعلی وبحمده

''اس کے بعد خدا نے اس کی طرف وحی کی کہ اگر تو اسرافیل کے صور پھونکنے تک پرواز کرتا رہے گا تو عرش کے دوسرے کونے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت فرشتے نے کہا: پاک و منزہ ہے بلند مرتبہ پروردگار اور میں اس کی حمد وستائش کرتا ہوں۔'' (بحارالانوار: ۵۸ / ۳۴ حدیث ۵۴)

اسرافیل کا وجود

سید ہاشم بحرانیؒ کتاب معالم الزلفی میں لکھتے ہیں رسولؐ خدا سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج پر لے گئے تو جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں نے اسرافیل کو دیکھا جس نے اپنی پیشانی زانو پر رکھی ہوئی ہے۔ایک پاؤں آگے اور دوسرے پاؤں کو پیچھے کھینچے ہوئے ہے۔عرش اس کے کندھے پر اور صور اس کے منہ میں ہے اور اس میں صور پھونکنے کے لئے تیار ہے اور وہ اس قدر صور پھونکنے کے لئے تیار تھا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی پھونک دے گا۔

رسول خداؐ سے اسرافیل کے بارے میں سوال کیا گیا۔آپ نے فرمایا: اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں ہے اس کے دو پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور عرش اس کے سر کے اوپر ہے۔ ہر تین گھنٹے بعد خدا کی عظمت کے بارے میں فکر کرتا ہے اور اس کے خوف سے اس قدر روتا ہے کہ اس کے آنسو سمندر کی طرح بہتے ہیں۔اگر اس کے اشک سے بنے ہوئے سمندر کو اجازت دی جائے کہ زمین پر جاری ہو تو آسمان تک پوری فضا کو بھر دے گا۔اس مصیبت کے ے باوجود کبھی کبھار اتنی انکساری دیکھتا ہے کہ چڑیا سے بھی چھوٹا ہو جاتا ہے۔

علی بن ابراہیم قمی امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے اور جبرائیل آپ کے پاس موجود تھا۔اچانک اس کی نظر آسمان پر پڑی تو اس کے چہرے کا رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گیا اور فوراً رسول خداؐ کی پناہ میں چلا گیا۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس طرف دیکھا جدھر جبرائیل نے دیکھا تھا۔آپ نے ایک چیز دیکھی دیکھا جس نے آسمان اور زمین کے درمیان پوری کو پر کیا ہوا ہے، وہ نیچے کو آئی ہے یہاں تک کہ زمین کے قریب پہنچ گئی، پھر اس نے پیغمبر اکرمؐ کی طرف رخ کیا اور عرض کیا: اے محمدؐ! میں خدا کی طرف سے آپ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔میں اس لئے آیا ہوں تا کہ سوال کروں کہ بادشاہ اور رسول بننا چاہتے ہو یا بندہ اور رسول؟ جو چاہتے ہو اختیار کرو۔

رسول خداؐ نے جبرائیل کی طرف دیکھا، اس کے چہرے کا رنگ پہلی حالت پر واپس آ چکا تھا۔اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! بندہ اور رسول بننا اختیار کریں۔رسول خداؐ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں بندہ اور رسول بنوں۔پھر اس فرشتے نے اپنا دایاں پاؤں بلند

کیا اور دنیا کے آسمان پر رکھ دیا۔ دوسرا پاؤں اٹھایا اور دوسرے آسمان پر رکھ دیا۔ پھر دایاں پاؤں اٹھایا تیسرے آسمان پر رکھا۔ ساتویں آسمان تک ایک ایک قدم اٹھاتا چلا گیا۔ جیسے جیسے اوپر جاتا چھوٹا ہوتا جاتا یہاں تک کہ آخر کار ایک چڑیا کی مانند ہو گیا۔ اس وقت رسول خداؐ نے جبرائیل کی طرف منہ کیا اور فرمایا: میں نے تجھے دیکھا کہ تو بہت زیادہ خوف واضطراب سے دو چار تھا اور تیرا رنگ اس قدر تبدیل ہو چکا تھا کہ میں وحشت زدہ ہو گیا۔

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے شرمندہ نہ کریں، کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون تھا؟ وہ اسرافیل بارگاہ الٰہی کا دربان تھا۔ جب سے خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے وہ کبھی نیچے نہیں آیا۔ جب میں نے دیکھا کہ نیچے آ رہا ہے تو میں نے خیال کیا کہ قیامت آ گئی ہے۔ جس چیز نے میرے رنگ کو اڑا دیا وہ یہی تھی اور جب مجھے معلوم ہوا کہ اسے آپ کے ساتھ کوئی کام ہے تو مجھے سکون مل گیا اور میرا رنگ ٹھیک ہو گیا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ جتنا اوپر جاتا تھا چھوٹا ہوتا جاتا تھا؟ کوئی چیز بھی جب حق تعالیٰ کا قرب پیدا کرتی ہے وہ اس کی ہیبت اور عظمت سے چھوٹی ہو جاتی ہے۔ یہ خدا کا دربان اور مقام پروردگار سے نزدیک ترین ہے۔ اس کے سامنے ایک سرخ یاقوت کی تختی ہے۔ جب خدا تعالیٰ وحی کے ذریعے سے بات کرتا ہے یا کوئی فرمان جاری کرتا ہے تو وہ تختی اسرافیل کی پیشانی کو لگتی ہے۔ وہ اس تختی میں دیکھتا ہے، پھر ہم تک پہنچاتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ آسمانوں اور زمین کو طے کرتے ہیں۔ وہ خدا وحدہ لاشریک کے نزدیک ترین ہے۔ میرے اور اس کے درمیان ستر نوروں کا فاصلہ ہے جن کو آنکھیں دیکھنے سے اس حد تک عاجز ہیں کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں جو اسرافیل کے قریب ترین ہوں، میرے اور اس کے درمیان ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

(تفسیر قمی ص ۲/۷۲، بحارالانوار:۵۹/۲۵۰ حدیث ۸، تفسیر برہان: ۲/۱۵۴ ح ۱)

ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتوں کا صرف یہ ورد ہے۔

قدوس الله القوی ملات عظمته السماوات والارض

''پاک اور صاحب قوت ہے وہ خدا جس کی عظمت نے آسمانوں اور زمین کو پر کر دیا ہے۔''

(بحارالانوار:۵۸/۱۹ حدیث ۲۵)

امام سجادؑ صحیفہ میں ایک دعا کے ضمن میں عرض کرتے ہیں درحالانکہ وہ خدا وحدہ لاشریک کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فلك العلو الاعلى فوق كل عال

''سب سے بڑی بلندی تیرے لئے ہے اور تو ہر بلندی سے اوپر ہے۔'' (صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۴۶)

مؤلف کہتا ہے کہ اس مقدس وجود کو ایسے ہی ہونا چاہیے کیونکہ وہ اس کائنات کا سرچشمہ اور ہر موجود محسوس یا معقول کا خالق ہے، اس کی ذات اقدس میں کسی طرح کی کمی اور عیب کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور وہ بطور مطلق بلند ہے، یعنی کسی شرط کے بغیر اور بغیر اس کے کہ اسے کسی چیز کے ساتھ نظر میں رکھیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کا قیاس کریں وہ سب سے بلند تر اور با فضیلت تر ہے۔

ایک عطر فروش عورت کا سوال

شیخ صدوقؒ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: زینب عطارہ پیغمبر اکرمؐ کی بیویوں اور بیٹیوں کے پاس آتی تھی اور انہیں عطر فروخت کرتی تھی۔ ایک دن رسول خداؐ گھر میں آئے، وہ عورت بھی وہاں موجود تھی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: جب بھی ہمارے پاس آتی ہو، ہمارے گھر کو معطر کر دیتی ہو۔ اس نے عرض کیا: آپ کے وجود کے عطر نے اس گھر کو خوشبودار کر رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا: کوشش کرو، جو جنس تم بیچتی ہو وہ اچھی اور خالص ہو، اس میں ملاوٹ نہ ہو، کیونکہ کام کی اچھائی پرہیزگاری کی علامت اور آدمی کے مال وثروت میں برکت کا سبب ہے۔ اس نے عرض کیا: اس وقت میں عطر بیچنے کے لئے نہیں آئی بلکہ آپ کی خدمت میں آئی ہوں تاکہ خدا کی عظمت کے بارے میں سوال کروں۔ آپؐ نے فرمایا: خدا بلند مرتبہ ہے۔ میں تیرے لئے اس کی عظمت کا ایک گوشہ بیان کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ زمین اپنی ان تمام خصوصیات کے ساتھ جو اس کے اندر اور ساتھ اوپر ہیں۔ اس زمین کے مقابلے میں جو اس کے نیچے ہے اس ایک دائرے کی مانند ہے جو ایک وسیع صحرا میں ہو اور یہ دونوں زمینیں اس زمین کے مقابلے میں جو ان کے نیچے ہے ایک دائرہ کی طرح ہے جو ایک وسیع بیابان میں ہو۔ اسی طرح ساتویں زمین تک پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ط (سورہ طلاق آیت ۱۲)

''خدا نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اسی تعداد میں زمینوں کو۔''

اور یہ سات زمینیں ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے اندر اور باہر ہیں۔ مرغے کی پشت پر ہیں اور یہ سب اس مرغ کے برابر اس طرح ہیں جیسے ایک وسیع بیابان میں دائرہ ہو۔ مرغ کے دو پر ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں! اور اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔ یہ سات زمینیں اور مرغ ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے باہر اور اندر ہے، ایک چٹان کے اوپر ہیں۔ یہ سب اس چٹان کے مقابلے میں اس ایک دائرے کی مانند ہے جو ایک وسیع بیابان میں ہو۔ یہ سات زمینیں، مرغ اور چٹان ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے اندر اور باہر ہیں ایک مچھلی کے اوپر ہیں اور یہ سب چیزیں مچھلی کے مقابلے میں وسیع بیابان میں ایک دائرے کی طرح ہیں۔ سات زمینوں مرغ، چٹان اور مچھلی کو ایک تاریک سمندر نے احاطہ کر رکھا ہے اور یہ تمام چیزیں اس سمندر کے مقابلے میں وسیع بیابان میں ایک دائرے کی طرح ہیں۔ یہ سات زمینیں، مرغ، چٹان، مچھلی اور تاریک سمندر کو ہوا نے احاطہ کیا ہوا ہے اور یہ تمام چیزیں اس ہوا کے مقابلے میں وسیع بیابان میں ایک دائرے کی مانند ہیں اور یہ سات زمینیں، مرغ، مچھلی، چٹان، تاریک مندر اور ہوا ثرای یعنی زمین کا نچلے طبقے کے مقابلے وسیع بیابان میں ایک دائرے کی مانند ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾ (سورہ طٰہٰ آیت ۶)

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان اور زمین کے نیچے ہے وہ سب کچھ اس کے لیے ہے۔''

جب حضرت کا کلام اس جگہ پر پہنچا تو آپ نے تھوڑی دیر کے لئے سکوت کیا اور پھر فرمایا: یہ سات زمینیں، مرغا، چٹان، مچھلی تاریک سمندر، ہوا اور تری خشکی اپنی ان تمام چیزوں کے ساتھ جو ان کے بارے میں کہی جا چکی ہیں۔ دنیا کے آسمان کے مقابلے میں اس دائرہ کی طرح ہیں جو ایک وسیع بیابان میں ہو۔ یہ تمام چیزیں اور دنیا کا آسمان اپنی تمام اندرونی و بیرونی چیزوں کے ساتھ بعد والے آسمان کی نسبت ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو اور وہ تمام چیزیں ان دو آسمانوں کے ساتھ تیسرے آسمان کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔ اسی طرح ساتویں آسمان تک اور یہ تمام آسمان اپنی تمام اندرونی و بیرونی چیزوں کے ساتھ اس سمندر کے مقابلے میں جسے اہل زمین سے دور رکھا گیا ہے، ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو اور پھر یہ تمام چیزیں برفانی پہاڑوں کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع میدان میں ایک دائرہ ہو۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ (سورہ نور آیت ۴۳)

''آسمان کے پہاڑوں سے برف گرتی ہے۔''

اور یہ تمام سات آسمان سمندر اور پہاڑوں کے ساتھ نور کے حجابوں کے مقابلے میں اس دائرہ کی طرح ہیں جو ایک وسیع میدان میں ہو اور وہ ستر حجاب جن کا نور آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے اور وہ سات آسمان، سمندر، پہاڑوں اور حجابوں کی نسبتاً اس ہوا کے مقابلے میں جو دلوں کو حیرت زدہ کر دیتی ہے ایسے ہے جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو اور یہ تمام چیزیں کرسی کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

(سورہ بقرہ آیت ۲۵۵)

''اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں ہے۔''

پھر یہ تمام چیزیں جو بیان کی گئی ہیں۔ خدا کے عرش کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے وسیع بیابان میں ایک دائرہ ہو۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ (سورہ طٰہٰ آیت ۵)

''مہربان خدا عرش پر بلند ہوا۔''

فرشتے اس عرش کو کندھوں پر اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے مگر ''لا الہ الا اللہ'' اور ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہنے کے ساتھ۔

(التوحید ص ۲۷۵ حدیث ۱، بحار الانوار: ۶۰/ ۸۳ حدیث ۱۰)

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث میں جس مرغ اور مچھلی کا ذکر ہوا ہے جو زمین کے نیچے ہیں، آج کی سائنسی تحقیق ظاہراً اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ آج کے انسانی علم کے مطابق جتنی تحقیق ہوئی ہے اس سے اس چیز کا علم نہیں ہوا۔ لیکن یہ چیزیں حدیث کے معتبر ہونے سے منافات نہیں رکھتی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان چیزوں کا عقلی معانی کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ چیزیں دراصل ان غیر عادی طاقتوں کی طرف کنایہ اور اشارہ کرتی ہیں جو طبعی طاقتوں اور قوتوں پر غالب اور حاوی ہیں۔

شیخ صدوقؒ جابر ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: میں نے امام باقرؑ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا، جس میں خدا فرماتا ہے:

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿15﴾ (سورہ ق آیت ۱۵)

''کیا ہم پہلی خلقت سے عاجز آ چکے ہیں کہ وہ خلقت جدید میں شک کرتے ہیں۔''

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! جب خدا اس خلقت اور اس جہان کو ختم کر دے گا اور اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کر دے گا تو اس جہان کے علاوہ ایک اور جہاں پیدا کرے گا، اس میں مخلوقات کو پیدا کرے گا جو اس میں رہیں گی۔ اس آسمان کے علاوہ ایک اور آسمان پیدا کرے گا، جو ان پر سایہ کرے گا۔ گویا تیرے خیال میں خدا نے صرف یہی جہاں پیدا کیا ہے اور تیرے گمان میں تمہارے علاوہ اور کوئی بشر پیدا ہی نہیں کیا۔ خدا کی قسم خدا نے ہزار ہزار جہاں اور ہزار ہزار آدم پیدا کئے ہیں۔ تو ان جہانوں اور آدموں میں سے آخری ہے۔

(الخصال: ص ۶۵۲ حدیث ۵۴، التوحید ص ۲۷۷ حدیث ۲، بحار الانوار: ۳۲۱/۵۷)

حیران کن فرشتے

شیخ صدوقؒ زید بن وہب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امیر المومنینؑ سے خدا تعالیٰ کی قدرت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے ایک خطبہ دیا اور حمد وثناء الٰہی کے بعد فرمایا: خدا تعالیٰ نے ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک نیچے اترے تو زمین میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس میں پورا آ سکے، کیونکہ اس کا وجود اور خلقت بہت عظیم ہے اور خدا نے ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں کہ اگر انسان اور جن ان کے اوصاف بیان کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے اعضاء حد سے بڑے اور انتہائی خوبصورت ہیں، کسی طرح اس فرشتے کا وصف بیان کیا جا سکتا ہے جس کے کندھے اور کان کے نیچے کی طرف والے نرم گوشت کے درمیان سات سو سال راہ کا فاصلہ ہے اور ایسے بھی خدا نے فرشتے پیدا کئے ہیں جو اپنے ایک پر سے نہ کہ پورے بدن سے آسمان کے کناروں کو پر کر دیتے ہیں اور ایسے فرشتے بھی ہیں کہ یہ سارے آسمان ان کی کمر تک آتے ہیں۔ ایسے فرشتے بھی اس نے پیدا کئے ہیں کہ ان کے قدم فضا میں کسی جگہ ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ تمام زمینیں ان کے زانو تک آتی ہیں۔ ایسے فرشتے بھی ہیں کہ اگر تمام پانیوں کو ان کے انگوٹھے کی گودی میں رکھا جائے تو پورے آ جائیں گے۔ اس کے ایسے بھی فرشتے ہیں کہ اگر کشتیوں کو ان کے آنسوؤں میں ڈالا جائے تو

بڑی دیر تک چل سکتی ہیں اور پاک و بلند مرتبہ ہے وہ خدا جو بہترین خلق کرنے والا ہے۔

(التوحید ص ۲۷۷ حدیث ۳، الخصال ص ۴۰۰ حدیث ۱۰۹، بحار الانوار: ۵۹/ ۱۷۸ حدیث ۱۳ تفسیر برہان: ۳/ ۱۴۳)

شیخ صدوقؒ پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا کے ایسے فرشتے ہیں کہ ان کے بدن کا ہر جز اور ہر حصہ مختلف آوازوں میں خدا کی حمد وثناء کرتا ہے۔ اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں اور اپنے قدموں کی طرف نیچے کرتے ہیں کیونکہ ہیبت الٰہی سے ڈرتے ہیں اور بہت زیادہ گریہ کرتے ہیں۔

(التوحید ص ۲۸۰ حدیث ۶، بحار الانوار: ۵۹/ ۱۸۲ حدیث ۲۲ تفسیر برہان: ۳/ ۱۴۲ حدیث ۴)

شیخ صدوقؒ امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک بلند مرتبہ فرشتہ اپنی جگہ پر موجود تھا۔ ایک دن ذات پروردگار کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور معلوم نہیں ہوا کہ کہاں گیا اور اب کہاں ہے؟

(التوحید ص ۴۵۸ حدیث ۱۹، المحاسن ص ۱۸۷ حدیث ۲۱۹، بحار الانوار: ۳/ ۲۶۵ حدیث ۲۸)

دنیا کا ہر رنگ فرشتوں سے

شیخ صدوقؒ سید الساجدینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خدا نے عرش کو چوتھے نمبر پر پیدا کیا ہے۔ اس سے پہلے ہوا، قلم اور نور کو پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد مختلف قسم کے نوروں سے عرش کو پیدا کیا۔ ان نوروں میں سے ایک سبز نور ہے اور ہر سبز رنگ چیز کا سبز رنگ اس سے ہے۔ ایک اور نور زرد رنگ کا ہے۔ ہر چیز کی زردی اس سے ہے، ایک اور نور سرخ رنگ کا ہے۔ ہر چیز کی سرخی اس سے ہے۔ پھر اسے ستر طبقوں والا بنایا۔ اس کے ہر طبقے کی موٹائی عرش کے شروع سے لے کر زمین کے آخری اور نچلے حصے تک ہے۔ ہر ایک طبقہ مختلف آوازوں اور مختلف زبانوں کے ساتھ خدا کی حمد وثناء کرتا ہے۔ اس کی تسبیح وتقدیس کرتا ہے۔ ان طبقات میں سے کسی ایک کی آواز کو نیچے پہنچانے کی اجازت دی جائے تو پہاڑوں، شہروں اور قلعوں کو ویران کر کے رکھ دے گی، پہاڑ نیچے چلیں جائیں گے اور عرش کے نیچے جو چیزیں ہیں، سب کی سب تباہ ہو جائیں گی۔ اس عرش کے ساتھ رکن اور ستون ہیں۔ ہر ستون کے پاس اس قدر فرشتے جمع ہیں کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ سب ہمیشہ خدا کی تسبیح میں مشغول ہیں اور ہرگز سستی نہیں کرتے۔ اگر اپنے سے بلند تر اور برتر چیز کا احساس کریں تو آنکھ جھپکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس کے اور ہمارے احساس کے درمیان جبروت، کبریاء عظمت، قدس، رحمت اور علم کے پردے موجود ہیں اور ان پردوں کے پیچھے جو کچھ ہے اس کے متعلق گفتگو کی مجال نہیں ہے اور اس کی توصیف ممکن نہیں ہے۔

(التوحید ص ۳۲۵ حدیث ۱، بحار الانوار: ۵۸/ ۲۵ حدیث ۴۲)

نور حجاب

شیخ صدوقؒ عاصم بن حمید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے دوسرے لوگوں کی اس روایت کے

بارے میں سوال کیا جو خدا کو دیکھنے کے متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا: سورج، کرسی کے نور کے سترویں جزء کا ایک جزء ہے اور عرش نور حجاب کے سترویں جزء کا ایک جزء ہے اور حجاب نور ستر کے سترویں جزء کا ایک جزء ہے۔ اگر یہ لوگ سچ کہتے ہیں تو اپنی آنکھوں کو سورج سے اس وقت پر کریں (یعنی اس کی طرف اچھی طرح دیکھیں) جب اس کے آگے بادل نہ ہوں۔ (التوحید ص۱۰۸ حدیث ۳، بحارالانوار: ۴/۴۴ حدیث ۲۲)

نورِ عظمت

شیخ صدوقؒ حضرت رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لما اسری بی الی السماء بلغ بی جبرایل مکانا لم یطاہ جبرائیل قط فکشف لی فارانی اللہ عزوجل من نور عظمتہ ما احب

''جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو جبرائیلؑ مجھے اس جگہ پر لے گیا جہاں اس نے کبھی قدم نہ رکھا تھا۔ اس وقت میرے سامنے سے پردے ہٹ گئے اور خدا نے اپنی پسند کے مطابق مجھے اپنی عظمت کا نور دکھلایا۔''

(التوحید ص۱۰۸ حدیث ۴، بحارالانوار: ۴/۳۸ حدیث ۱۵)

حجابوں کے راستے

شیخ صدوق زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کہتے ہیں: میں نے امیرالمومنینؑ سے حجابوں کے بارے میں سوال کیا: امامؑ نے فرمایا: ان میں سے پہلا حجاب خود سات حجاب ہیں جن میں سے ہر ایک کی ضخامت اور موٹائی پانچ سو سال کا راستہ ہے اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان بھی پانچ سو سال راہ کا فاصلہ ہے۔ دوسرا حجاب پھر ستر حجاب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے درمیاں پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر حجاب کے پاس ستر ہزار حجاب دار فرشتے ہیں۔ ان فرشتوں میں سے ہر ایک فرشتے کی طاقت تمام انسانوں اور جنوں سے زیادہ ہے۔ ہر ایک حجاب کی جنس دوسرے سے مختلف ہے۔ کوئی تاریکی سے کوئی نور سے کوئی آگ سے، کوئی دھویں سے، کوئی بالد سے، کوئی بجلی سے، کوئی بارش سے، کوئی گرج سے، کوئی روشنائی سے، کوئی پہاڑ سے، کوئی گرد وغبار سے اور کوئی پانی سے، ہر ایک حجاب کی ضخامت ستر ہزار سال کی سیر کی راہ ہے، اس کے بعد سرا اوقات جلال ہے اور وہ سات سرادق ہیں۔ یعنی خیمے ہیں۔ ہر سرادق میں ستر ہزار فرشتے ہیں۔ ہر ایک سرادق کا دوسرے سرادق سے پانچ سو سال کے راہ کا فاصلہ ہے۔ اس کے بعد سرادق اور سرادق واحدانیت ہے اور یہ ستر ہزار، ضرب ستر ہزار سال چلنے کے راستے کے برابر ہے۔ اس کے بعد حجاب اعلیٰ اور برتر ہے۔ جب حضرت اس کلام تک پہنچے تو آپ چپ ہو گئے۔ عمر کہتا ہے: ایسا دن نہ آئے کہ جس میں میں تو باقی ہوں اور آپ کو نہ پاؤں۔

(الخصال: ص ۱۰۴ ذیل حدیث ۱۰۹، التوحید: ص ۱۰۹، التوحید ص ۲۰۱، بحارالانوار: ۳۹/۵۸ حدیث ۱، روضۃ الواعظین ص ۴۵)

جمال الٰہی

ایک حدیث کے ضمن میں وارد ہوا ہے کہ جبرائیلؑ نے کہا:

للہ دون العرش سبعون حجابا لو دنونا من احدھا لا حترقتنا سبحات وجہ ربنا

''ذات باری تعالیٰ کے لئے عرش کے پیچھے ستر پردے ہیں، اگر ہم ان میں سے ایک کے قریب جائیں تو جمال پروردگار کے انوار ہمیں جلا کر رکھ دیں گے۔'' (بحارالانوار: ۴۵:۵۸ سطر ۳)

حدیث قدسی میں خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

الکبریاء ردائی و العظمۃ ازاری

''بزرگی اور عظمت ایسے لباس ہیں کہ وجود مقدس حق تعالیٰ ہی کو زیب دیتے ہیں۔''

(بحارالانوار: ۱۵۲/۱)

امام سجادؑ کی عاجزی

مؤلف فرماتے ہیں بعض اہل عرفان سے نقل ہوا ہے کہ بزرگی اور عظمت دو ایسی صفات ہیں جو ذات پروردگار کے ساتھ اختصاص رکھتے ہیں اور روایت میں کبریائی اور عظمت کی رداء اور ازار کے ساتھ جو مثال دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ان دو صفات میں میرے ساتھ شریک نہیں ہے۔ جیسے کہ انسان اپنی ازار اور رداء کے پہننے میں کسی کے ساتھ شرکت نہیں رکھتا اور یہ عربی کلام کے مجازات میں سے ایک مجاز ہے اور ایسی صفت کی طرف اشارہ ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ مثال کے طور پر کہتے ہیں۔

شعار فلان الزھد ولباسہ التقوی

''یعنی فلاں شخص نے زہد اور تقویٰ کا لباس پہنا ہے۔''

اور اس مثال میں جو رداء اور ازار ہے یہ اشارہ ہے اسی معنی کی طرف کہ یہ دو صفات مثلاً رحمت اور کرم کی طرح نہیں ہیں کہ جو مجازی طور پر دوسروں میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ دو صفات یعنی کبریائی اور عظمت پروردگار عالم کے ساتھ مخصوص ہیں اور جس حدیث میں یہ فرماتے ہیں:

العز رداء اللہ و ا کبریاء ازارہ

''عزت خدا کی رداء ہے اور اس کی کبریائی اس کی ازار ہے۔''

اس کی توجیہ اور وضاحت بھی سابقہ حدیث کی طرح ہے۔

ذاکرین کے مناجات میں حضرت سید الساجدینؑ عرض کرتے ہیں:

الھی لولا اواجب من قبول امرك لنزھتك من ذکری ایاك علی ان ذکری لك بقدری لا بقدرك

''اے پروردگار! میں جو تجھے یاد کرتا ہوں، یہ اس فرمان کی وجہ سے ہے جو تیری طرف سے صادر ہوا ہے۔''

کہ تو نے قرآن میں فرمایا ہے۔(اذ کرونی) ''مجھے یاد کرو'' اگر مجھ پر اس فرمان کی اطاعت واجب نہ ہوتی تو میں تیری ذات مقدس کو اپنے ذکر اور یاد کرنے سے منزہ اور برتر سمجھتا۔ علاوہ ازیں کہ میرا تجھے یاد کرنا میری اپنی قدر اور توانائی کے مطابق ہے۔ میں ہرگز تجھے تیری عظمت کے مطابق یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔(بحار الانوار: ۹۴/۱۵۱)

نیز امام سجادؑ کی بعض دعاؤں میں وارد ہوا ہے۔

عجزت من نعته اوھام الواصفین

''وصف بیان کرنے والوں کی فکریں اور اوہام تیری صفات اور عظمت کو بیان کرنے سے عاجز ہیں۔''

اور یہ بات واضح ہے کہ جس چیز کے لئے بھی مثل اور مانند ہے، یا اس کے مساوی کوئی شکل وصورت پیدا ہوسکتی ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جس کی ماہیت ہے، اور خدا ایسی ذات ہے جس کے لئے ماہیت نہیں ہے اور کوئی بے نیاز ذات اس کی مانند موجود نہیں ہے۔ امام سجادؑ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

لا احصی ثناء علیك انت لما اثنیت علی نفسك

''میں تیری مدح وتصویف سے عاجز ہوں۔ تو اسی طرح سے جیسے تو نے خود اپنی ثناء اور توصیف کی ہے۔''

(بحار الانوار: ۹۰/۲۶۷ سطر آخر)

امیر المومنین سے روایت وارد ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ھو فوق مایصفه الواصفون

''وہ ذات وصف بیان کرنے والوں کی توصیف سے بلند تر ہے۔''

''الواصفون'' الف لام کے ساتھ استعمال ہوا ہے اس لئے یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی تمام توصیف کرنے والوں کو شامل ہے اور ہم دعائے جوشن کبیر میں پڑھتے ہیں:

یامن فی السماء عظمته

''اے وہ ذات جس کی عظمت کے آثار آسمان میں ظاہر ہیں۔''

بعض اہل عرفان کہتے ہیں کہ آسمان مختلف جہات سے خدا کی عظمت پر ایک بہترین دلیل ہے۔ وسعت اور ضخامت کے لحاظ سے۔ بے شک یہ سورج جو دور سے ایک سنگترے کی شکل میں دیکھتے ہو، یا زمین جو کئی کرات کے برابر ہے۔ جیسا کہ علم ہیئت میں بیان ہوا ہے۔ پس جب سورج کی یہ صورت حال ہے تو یہ سورج جس نظام شمسی (جیسے منظومہ کہا جاتا ہے میں موجود ہے اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ پھر وہ کہکشاں کہ نظام شمسی جن کی ایک جز ہے کے بارے میں آپ کا کیا گمان ہے؟ بالاخر اس گول آسمان کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟ آسمان اپنی برقراری، پائیداری اور وجود کے لحاظ سے اور اسی طرح فعالیت و حرکت کے اعتبار سے خدا کی عظمت پر دلیل ہے اور اس جہت سے کہ اس کے مقابلے اور ضد میں کوئی ایسا وجود نہیں ہے، جو تمام کرات کے درمیان ناہماہنگی اور فساد کا موجب بنے اور اس لحاظ سے کہ ان کرات اور نظام شمسی کا اتنا زیادہ نور ہے کہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور فرشتوں کی کثرت کے لحاظ سے جو آسمان میں موجود ہیں۔ اس بارے میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے:

''آسمان میں ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں اور آسمان اس لائق ہے کہ اس میں اس طرح کی آوازیں ہوں۔ آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں قدم رکھا جائے، تو وہاں پر کوئی فرشتہ رکوع یا سجدے کی حالت میں موجود نہ ہو۔''

اور پھر اوپر والے کرات کا آسمان کے نیچے والے کرات پر اثر انداز ہونے کے لحاظ سے اور خاص کر ان کی سرعت، حرکت اور مخصوص ہم سے قریبی کرات کی سرعت حرکت کے لحاظ سے پس یہ سب چیزیں خدا کی عظمت پر دلیل ہیں۔

کیونکہ کہا گیا ہے کہ کرات سماوی ہر سیکنڈ میں ایک ہزار سات سو تیس فرسخ یا دو ہزار چار سو فرسخ کی رفتار میں اپنے مدار میں حرکت کرتے ہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے اپنی مخلوق کے بارے میں اور اس کی حرکت کے متعلق، پھر ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کی معرفت سے صرف یہ مقصود ہے کہ ہم اس کے وجود کو ثابت کریں اور اس کی ہستی کو اس کے وجود کے ساتھ قائم کیے جائیں اور یہی بات کہ اس کی ذات کی کیفیت اور صفات کی حقیقت تک رسائی، تو یہ ایک محال کام ہے۔

خدا کی حقیت تک پہنچنا محال ہے

پس اگر کوئی یہ کہتا ہوا نظر آئے کہ وہ خدا کی ذات مقدس کی حقیقت اور کنہ تک پہنچ گیا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرو، بلکہ اس کے منہ میں خاک ڈالو، کیونکہ وہ گمراہ، فریب خوردہ، جھوٹا اور بہتان باندھ رہا ہے۔ کیونکہ یہ امر اس سے بالاتر، رفیع تر اور پاک تر ہے کہ کسی بشر کے ذہن و فکر میں خطور کر سکے اور وہ جو ہم وخیال اور فکر میں نقشہ بنتا ہے اور بلند مرتبہ اہل دانش وعلم اس کا تصور کرتے ہیں وہ حرم کبریائی سے میلوں دور ہے اور کسی نے کیا خوب کہا ہے:

والله لا موسى ولا عيسى المسيح و لا محمد علموا و لا جبريل و هو الى محل القدس يصعد كلا ولا النفس البسيطه لا، ولا العقل المجرد من كنه ذاتك غير انك واحدى الذات سرمد

''خدا کی قسم نہ موسیٰ نہ عیسیٰ مسیح اور نہ محمد جانتے ہیں اور نہ ہی اس ذات کو جبرائیل جان سکا جو مقام قدس تک پہنچا نفس بسیط اور عقل مجرد بھی اس کی ذات کی کنہ اور حقیقت کو درک کرنے سے قاصر ہیں ہر گز اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ سوائے اس کے کہ وہ اتنا جانیں گے کہ اس کا وجود بے مثال بے نظیر اور سرمد ہے کہ جس کے لئے ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔''

بعض روایات میں فرماتے ہیں:

ان الملاء الاعلى يطلبونه كما انتم تطلبون ولن يجدوا

''اوپر رہنے والی مخلوقات اس کی جستجو میں رہتی ہیں جیسے کہ تم اس کی تلاش کرتے ہو اور ہر گز نہیں کر پاتے۔''

ایک کمزور خاک کی مٹھی کہاں اور خدا کا عظیم مقام کہاں؟ پس پاک و منزہ ہے وہ پروردگار کہ جس نے اپنی ذات کی معرفت کی طرف خاص اور برگزیدہ بندوں کے لئے صرف اتنا راستہ کھولا ہے کہ وہ بھی اس کے جمال اور جلال کے درک کرنے میں اپنی عاجزی اور ناتوانی کا اظہار کرتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو بغیر حجاب کے پوشیدہ ہے اور عقل و فکر میں آنے سے دور ہے۔